تمدنِ ہند

جس کو

ڈاکٹر گستاولی بان

ایک فرانسیسی محقق کی اصل فرنچ تصنیف سے

شمس العلماء ڈاکٹر مولوی سید علی بلگرامی (مرحوم و مغفور) ایم اے۔ ڈی لٹ

بی اے۔ بیرسٹر ایٹ لا۔ ایف۔ جی۔ ایس۔ اسوشیئیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلینڈ

ممبر آف دی نارتھ آف انگلینڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجینیرس

ممبر ایشیاٹک سوسائٹی بنگال و بمبئی

بی۔ ایل گولڈ مڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

سابق معتمد تعمیرات اور ریلوے و معدنیات سرکار نظام نے

مع توضیحات اور حواشی مفیدہ و تصاویر اردو میں ترجمہ کیا

باہتمام مسلم احمد نظامی ایم اے

کتب خانہ نذیریہ مسلم منزل کھاری باؤلی

مختصر فہرست کتاب

فہرست کتاب تمدن ہند

صفحہ

کتاب اوّل - مزبوم

باب اوّل - زمین و آب و ہوا

صفحہ

باب دوم

باب سوم - نباتات وحیوانات ومعدنیات

صفحہ

باب دوم ۔ شمال ہند کی اقوام

باب سوم ۔ ممالک متوسط اور دکن کی اقوام

کتاب سوم - ہندوستانی تاریخ

باب دوم

صفحہ

باب چہارم

جدید برہمنی تمدن یعنی ہندون کی معاشرت دسوین صدی عیسوی مین

باب پنجم - اسلامی زمانہ کا تمدن

کتاب پنجم

باب اوّل۔ ہند کی السنہ اور ادب

باب دوم۔ ہند کی عمارات۔ ہند کی عمارات کی بوقلمونی۔ اختلاف عمارات

ہندوستان کے عمارات کی عام تقسیم

صفحہ

صفحہ

کتاب ششم

موجودہ ہند۔ اعتقادات۔ نظامات۔ رسوم وعادات

باب سوم - نظامات رسوم و عادات

صفحہ

باب چہارم

فہرست تصاویر و نقشہ جات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

تمدن عرب کو شایع ہوے قریباً پندرہ سال گذر چکے اور جس شان و آن بان سے ہندوستان مین اس کتاب کا خیر مقدم ہوا اور جو مقبولیت و شہرت اُس کو حاصل ہوئی وہ اب محتاج بیان نہین حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کے اُردو لٹریچر مین تمدن عرب کیا بلحاظ جدت مضامین و عمق نظری و کیا بلحاظ اشاعت پذیری عکسی اور چھپائی ایک شاندار و بے مثل کتاب ہے۔ والد مرحوم کو تمدن عرب کی اشاعت کے بعد ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ کتاب **تمدن ہند** کا ترجمہ بھی جو فرانسیسی زبان مین مثل تمدن عرب کے ایک بڑے پایہ کی تصنیف تھی اُردو کیا جاے۔ مگر اسی اثنا مین حیدرآباد موسمی انقلابات و اولاد کی تعلیم و تربیت کی مجبوریون کے باعث انہین حیدرآباد سے انگلستان جانا پڑا۔ اور قریباً ۷ سال تک کیمبرج یونیورسٹی مین درس و تدریس و مشاغل علمیہ و تفکرات خانگی مین منہمک رہے۔ اور اتنی مہلت نہ ملی کہ اس کام کو شروع کرتے۔ قریباً ۲ سال کا عرصہ ہوا کہ والد مرحوم انگلستان سے مراجعت فرماے ہندوستان ہوے اور ہندوستان مین ایک قسم کی قومی بیداری کے آثار دیکھ کر انہین پھر اپنی اس دیرینہ آرزو پورا کرنے کا خیال پیدا ہوا کہ **تمدن ہند** کا ترجمہ جس قدر جلد ممکن ہو شایع کیا جاے۔ چنانچہ

انھون نے اِس اہم کام کو شروع کیا اور ان کا مصمم ارادہ تھا کہ گذشتہ عظیم الشان شہنشاہی دربار دہلی کے موقع پر اسکو شائع کر دیتے مگر واحسرتا کہ ۲ مئی ۱۹۱۱ء کو یکایک حرکتِ قلب رُک جانے سے وہ راہی ملکِ عدم ہوئے۔ اور بہت سی آرزوئین بھی اُن کے ساتھ تہ خاک ہوگئین۔ تمام خانگی انتظامات و تجویزون کا شیرازہ درہم برہم ہوگیا۔ انواع و اقسام کی دقتون کا سامنا ہوا۔ تاہم مین نے سعی بلیغ مرحوم کے مسودہ کی نظرِ ثانی کرا کے اُسکو آخر کار چھپوا دیا۔ علاوہ کثیر مصارف کے جو اعلیٰ درجہ کی چھپائی و تصاویر کے برداشت کرنے پڑے ایک بڑی مشکل یہ تھی کہ مطبع و تصحیح کنندہ مین بعد المشرقین تھا اور مسودہ کے آنے جانے مین اس قدر دیر لگتی تھی کہ غلطیون کا رہجانا ایک ناگزیر امر تھا۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اِس ناگزیر تاخیر کو معاف فرماینگے اور چھپائی کی غلطیون سے بھی چشم پوشی فرماینگے

مثل تمدن عرب کے تمدن ہند کے مصنف بھی ملک فرانس کے مشہور **ڈاکٹر لی بان** ہین۔ اور یہ اسوقت تک زندہ و سلامت ہین۔ انھون نے اپنی زندگی کو انسان کی حالت انفرادی و حالت تمدنی کے مطالعہ مین صرف کیا ہے اور اِس مسئلہ کو انھون نے اِس جدید فلسفہ کے اصول سے جانچا ہے جو ڈارون کے مسئلہ ارتقا کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا لب لباب یہ ہے کہ عالم کائنات مین انسان سے لیکر ادنیٰ حیوان اور ادنیٰ نباتات تک اور آفتاب جہانتاب سے لیکر ادنیٰ ستارہ تک کوئی چیز اپنی موجودہ حالت مین خلق نہین ہوئی بلکہ وہ ایک نہایت ہی بسیط اور سادہ حالت سے قرنہا سے دراز مین اور ایک مقصد قانون قدرت کے بموجب اپنی موجودہ حالت پر پہونچی ہے۔ ڈاکٹر **لی بان** نے تمدن انسانی کو انھین اصول سے مطابق کیا ہے اور نہایت ہی مفید و دلچسپ نتائج نکالے ہین۔ اِس بحث پر ان کی متعدد تصانیف یورپ مین نہایت مستند مانی گئی ہین اور اُن مین ایک خاص جدت اور عمق نظری پائی جاتی ہے۔ منجملہ اُن کے **تمدن عرب و تمدن ہند** زمانہ قدیم کے تمدن یعنی آسٹریا بابل و مصر قدیم کی تاریخین اور ان کے تمدن " اور ہندوستان کی عمرانی

یادگار ہین بہت مشہور تصانیف ہین۔ ڈاکٹر لی بان کی تحقیق و تصنیف اس لحاظ سے اور بھی باوقعت ہین کہ انہون نے بلاد اسلامیہ و ہندوستان کی سیاحت بھی کی ہے مسلمانون اور ہندوؤن کے حالات اُن کی معاشرت۔ اُن کی عمارات اور آثار قدیمہ کو برای العین دیکھا ہے علاوہ اسکے کل وہ کتابین جو مسلمانون و ہندوؤن کے متعلق یورپ کی زبانون مین لکھی گئی ہین یا مشرقی السنہ سے ترجمہ ہوئی ہین ڈاکٹر موصوف نے غور سے مطالعہ کی ہین اور کل اہم واقعات تاریخی اور معاشرتی کی بابت انہون نے ایک بہت ہی عالمانہ و بے تعصبانہ رائے قائم کی ہے۔ انہون نے ہندوؤن کے کل رسوم و عادات و نظامات کی بہت ہی معقول توجیہین کی ہین اور اُن سے بمرور زمانہ جو نتائج ظہور مین آئے ہین ان کو دکھایا ہے۔ ڈاکٹر لی بان کی کتاب کا ایک بڑا وصف یہ بھی ہے کہ اس مین عمدہ قسم کی تصاویر کثرت سے ہین اور ان کے ذریعہ سے **تمدن ہند** کا ہر ایک جز یعنی اختلاف اقوام علوم و فنون۔ صنعت و حرفت۔ عمارات و ابنیہ۔ رسوم و رواج عادات و نظامات وغیرہ برای العین دکھایا گیا ہے۔

ہندی تمدن کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک نہایت قدیم تمدن جو اب تک زندہ و سلامت ہے اور یہان تمدن کے تمام مدارج یعنی ادنی وحشیانہ حالت سے لیکر اعلی ترین تہذیب و شائستگی کے نمونے نظر آتے ہین حقیقت یہ ہے کہ **تمدن ہند** کی تاریخ تمدن عالم کی تاریخ ہے۔

ڈاکٹر لی بان نے **تمدن ہند** کی ترقی تاریخ کو مختلف قرنون مین تقسیم کیا ہے۔ سب سے پہلے انہون نے ہندوستان کے جغرافیہ طبعی آب و ہوا اور اسکے اسباب و اثرات سے بحث کی ہے۔ اسکے بعد کل اقوام ہند اور اُن کے آغاز و تغیرات و خصائص پر عالمانہ و فلسفیانہ نظر ڈالی ہے۔ تمدن ہند کی تاریخ حسب ذیل زمانون مین منقسم کی گئی ہے۔

قرن اول۔ رگ وید کا زمانہ۔ اسمین آریون کے زور و قوت، جنگ و فتح کا آغاز ہے جس مین و

ہند کے قدیم وحشی باشندون سے لڑائی مین مصروف ہے۔ یہ لوگ بعد کے ہندوؤن سے بالکل مختلف تھے جوگیان دھیان اور فلسفہ و الہیات مین مگن رہتے تھے۔ اس وقت علمی کام صرف رگ وید کے ۱۰۱۷ گیت ہین جو اگرچہ مذہبی ہین مگر ان سے ابتدائی زندگی کی حالت مترشح ہوتی ہے اور دنیا کے ابتدائی فلسفہ کی جھلک کہین کہین نظر آتی ہے۔ یہ گویا پندرہ سو سال قبل مسیح کا زمانہ ہے۔

قرنِ دوم۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ وہ ستلج تک پہنچے اور گنگا جمنا تک بڑھے۔ آئین انہون نے اپنے فتوحات کی تکمیل اور ملک کے اصلی باشندون کو بالکل مغلوب و محکوم کر لیا۔ اسی زمانہ مین وید تصنیف ہوئی اور کورو اور پانچالون کی جنگ ہوئی۔ یہ زمانہ پندرہ سو قبل مسیح کا ہے۔

قرنِ سوم۔ اسمین آریون نے اپنے فتوحات کو اور وسیع کیا۔ یہ زمانہ جنگی اور علمی کارنامون سے ممتاز ہے۔ فلسفہ کا خاصکر زور ہوا اور ایک ایسی تحریک کا آغاز ہوا جو دنیا مین اب تک عالمگیر ہے۔ یعنی بدھ مذہب کی بنیاد پڑی۔ اس زمانہ کو ایک ہزار سال قبل مسیح سے تین سو برس قبل مسیح تک سمجھنا چاہیے۔

قرنِ چہارم۔ یہ بدھ مذہب کا زمانہ ہے۔ اسمین حکومت اور بدھ مذہب کا زور شور رہا۔ علوم و فنون کو رونق ہوئی۔ شاعری۔ طب۔ صرف و نحو۔ قانون۔ نجوم۔ فلسفہ وغیرہ کی تالیف و تصنیف کا بازار گرم ہوا۔ اور ہندو تمدن جنوبی ہند دکھنیون وغیرہ تک پھیلا۔ یہ زمانہ ۳۲۰ قبل مسیح سے لیکر ۵۰۰ سن عیسوی تک شمار کیا جا سکتا ہے۔

قرنِ پنجم۔ جدید برہمنی مذہب پھر ابھرتا ہے اور بدھ مذہب کو مغلوب کر لیتا ہے۔ پولٹیکل اور علمی کارنامون کا زمانہ ہے جو ۵۰۰ سنہ سے ۱۰۰۰ سنہ عیسوی تک رہا یعنی محمود غزنوی کے حملے تک۔

قرنِ ششم۔ مسلمانون کا عہد۔

قرنِ ہفتم۔ یوروپی عہد

ہند کے قدیم تمدن پر اگر ابتدا سے غور کیا جائے تو تحقیق ہو سکتا ہے کہ انسانی تمدن کیونکر بنتا بڑھتا نشو و نما پاتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ اوّل اوّل جب آریا خانہ بدوش گلہ بانون کی طرح ملک مین داخل ہوئے اور پھر آخر مین رفتہ رفتہ سارے ملک پر چھا گئے اور اُن کی معاشرت نظام سیاست۔ علم و فضل۔ اور قوت و عظمت کو عروج و کمال حاصل ہوا جب اول سے آخر تک یہ تمام قرون اپنی مختلف نیرنگیون کے ساتھ ہماری نظر سے گزرتے ہین تو سب سے پہلے قدیم خیالات، معتقدات اور توہمات کا دھاکا آتا ہے کہ اُن پر غور کیا جائے تو ان کی دھند مین واقعات کی جھلک نظر آتی ہے اور یہ پتہ لگ سکتا ہے کہ انسان جب تمدن کی اول سیڑھی پر قدم رکھنے کو ہوتا ہے تو اس کی کیا حالت اور حیثیت ہوتی ہے اور آیندہ مدارج کیونکر طے کرتا ہے۔

ہمین اس زمانہ کی حالت ویدون سے کیا معلوم ہوتی ہے؟ آریہ جب شمالی ہند مین داخل ہوئے تو انہین اپنے پیشرو تورانیون اور یہان کے اصلی وحشی باشندون سے مقابلہ کرنا پڑا اور مدت تک اسی جنگ و جدل مین بسر ہوئی آخر رفتہ رفتہ دشمن پسپا ہوئے اور آریاؤن کا قبضہ شمالی ملک پر ہو گیا۔ ان کی حالت اس وقت ایسی ہی تھی جیسی ایک جنگ جو فاتح قوم کی ہوتی ہے۔ فاتح ویدک سوکتون مین اپنی فتح و نصرت کے گیت گاتے حصول دولت و ثروت اور پامالی دشمن کی دعائین مانگتے ہین۔ اس وقت مندر تھے نہ بت۔ اور سوائے آریاؤن اور اصلی باشندون کے کوئی ذات پات کا امتیاز نہ تھا۔ وہ آگ، پانی، آسمان اور سورج سے التجائین کرتے اور ان کے بھجن گاتے ہین۔ ایک ایسی قوم کے لئے جو دنیا مین اوّل اوّل میدان تمدن مین قدم رکھ رہی ہے یہ بات کوئی خلاف عقل یا خلافِ فطرت نہین ہے۔ مثلاً جب وہ آندھیون سے التجا کرتے ہین کہ تم تھم جاؤ یا آسمان سے گڑگڑا کر یہ کہتے ہین مینہ برساؤ یا سورج سے درخواست کرتے ہین کہ نکل اور چمک تو یہ ایسی باتین ہین جو اب بھی بعض سادہ لوح فرقون مین پائی جاتی ہین، البتہ یہ مزید ہے

کہ ہندوستان میں آکر جب انہوں نے قدرت کے عظیم الشان مظاہر دیکھے تو وہ اُن کے آگے پرستش کے لئے جھک گئے جو ایک امر فطرتی ہے۔

یہاں ویدی زمانہ کے دیوتاؤں کے متعلق مختصر سا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیا آریہ اس وقت خدا کو مانتے تھے؟ اُن کا خدا ایک تھا یا کئی؟ رگ وید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا مفہوم ان کے یہاں نہیں ہے۔ وہ صرف دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔ ان دیوتاؤں کی تین تقسیمیں کی جا سکتی ہیں (۱) آکاش کے دیوتا۔ (۲) پرتھوی یعنی زمین کے دیوتا۔ (۳) پانی کے دیوتا۔ اور ان میں ہر ایک کے گیارہ گیارہ تھے گویا کُل ۳۳ دیوتا ہوئے۔ اور بعضوں نے ۳۳ سے تین ہزار تین سو تینتیس تک پہنچا دئے ہیں۔ بعض ان میں سے سودمندی اور فائدہ کے خیال سے دیوتا مانے گئے اور بعض خوف اور ڈر کی وجہ سے۔ مثلاً از روئے رگ وید اگنی (آگ) برق سے آئی اور دو لکڑیوں کی رگڑ سے پیدا ہوئی۔ آگ کا دریافت کرنا ابتدائے تمدن کے لئے نہایت ضروری ہے اور یہ ترقی کا نمونہ ہے۔ لوگ بجائے کچی چیزیں کھانے کے پکا کے کھانا شروع کرتے ہیں۔ اِس کی مدد سے وہ رات کو بھی کام کر سکتے ہیں، جاڑوں میں وہ انہیں اکڑ کر مر جانے سے بچاتی ہے اور جو سورج اور صبح صادق میں نظر آتی ہے اور زمین و آسمان کو روشن کرتی ہے۔ لہذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ ایک ایسی شئے کو جو آسمان سے زمین پر آئی اور انسان کے اتنے کام آتی ہے۔ دیوتا نہ سمجھیں۔ آندھی اور رعد و برق خوف کی وجہ سے دیوتا مانے گئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سب سے بڑا دیوتا اندر ہے جو نیلے آسمان کا دیوتا بادلوں کا جمع کرنے والا، مینہ کا برسانے والا، گرج کا کڑکانے والا، تاریکی کا مٹانے والا اور روشنی کا لانے والا اور قوت، حیات اور تازگی بخشنے والا ہے۔ لیکن ان سب کے پیچھے ایک خیال ہے جو حسیات سے پرے ہے اور جس کا نام مذہب ہے۔

ویدی زمانہ زیادہ تر اس لئے قابل مطالعہ ہے کہ یہاں ہمیں زبان و خیالات کی پہلی صورت،

مذہب و توہمات و رسوم کی بُنیاد اوّلین، فلسفیانہ خیالات کی ابتدائی جھلک اور خاندانی، دیہی اور سیاسی زندگی کی سچی تصویرین نظر آتی ہے - لیکن ان سب کی بنیاد مذہب پر ہے جو فطرت کی سب سے پہلی تعبیر ہے، اور مذہب کے نشو و نما کی ابتدائی حالت جیسی یہان معلوم ہوتی ہے وہ کسی دوسرے ملک کے لٹریچر مین نظر نہین آتی - یہودیون - یونانیون - اور رومیون کے یہان یہ مفقود ہے - جو لوگ انسان کے ابتدائی حالات و خیالات کی تحقیق کے لیے وحشی اقوام کا مطالعہ کرتے ہین انھین رگ وید کا مطالعہ بھی ناگزیر ہے -

ایک سوال اِس کے متعلق تحقیق طلب ہے اور وہ یہ کہ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ رگ وید کا زمانہ ۱۵۰۰ برس قبل مسیح یعنی اب سے ساڑھے تین ہزار سال پہلے کا تھا تو کیا آریہ اس وقت فن تحریر سے واقف تھے؟ اگر نہین تھے تو یہ کب معرضِ تحریر مین آیا اور نیز تحریر کا رواج آریاؤن مین کب سے شروع ہوا؟

اس مین کچھ شک نہین کہ آریا لوگ اُس وقت فن تحریر سے بالکل ناآشنا تھے اور چوتھی صدی قبل مسیح سے اول ہندوستان مین تحریر کا کہین پتہ نہین ملتا - ہندوستان بھر مین کہین کوئی کتبہ ایسا نہین پایا گیا جو تیسری صدی قبل مسیح کے وسط سے قبل کا ہو - سب سے قدیم کتبے زمانہ بدھ کے ہین جو راجہ اشوک کے عہد مین نصب کیے گئے تھے - یہ راجہ سلوقس کا ہمعصر تھا - اور اس کا سفیر راجہ کے دربار مین کئی سال تک رہا - اِس راجہ نے اپنی وسیع سلطنت مین مختلف مقامات پر کتبے نصب کرائے اور اس کی حکومت کا زمانہ ۲۵۹ - ۲۲۲ (ق م) تک تھا - ان کتبون کی نسبت یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ یہ دو قسم کی ابجدون مین لکھے ہوے ہین - ایک تو سیدھی طرف سے داہنی جانب کو جیسے فارسی عربی لکھی جاتی ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ابجد شامی ہے اور ہندی ابجد وہین سے ماخوذ ہے - اور دوسری بائین جانب سے داہنے جانب کو جیسے ہندی انگریزی وغیرہ -

مگر یہ بھی شامی ابجد سے حاصل کی گئی ہے مگر اُسے حسب ضرورت اپنے طور پر بنالیا گیا ہے۔ یہ دوسری قسم کی ابجد تمام ہندی ابجدون کا مأخذ ہوئی۔ اس سے پورے طور پر یہ ثابت ہے کہ فن تحریر کتبون تک مین تیسری صدی (ق-م) سے قبل استعمال نہین ہوا تھا میگھاستنیز (سفیر سلوقس) نے صحیح لکھا ہے کہ ہندی لکھنا نہین جانتے اور اُن کے قانون تحریر مین نہین آئے[51]

جب یہ ثابت ہے کہ چوتھی صدی (ق-م) سے پہلے فن تحریر کا رواج ہندوستان مین نہین ہوا تو ظاہر ہے کہ وید سینہ بسینہ چلے آئے اور قریباً تین ہزار سال تک حافظہ مین محفوظ رہے کیونکہ سب سے قدیم نسخہ رگ وید کا سنہ ۱۵۰۰ء کا ہے۔ اہل یورپ کے لئے شاید یہ امر باعث حیرت و تعجب ہو مگر ہم ایشیائیون کے لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ اس وقت ہندوؤن مین وید اور مسلمانون مین قرآن حفظ کیا جاتا ہے اور مطبوعہ نسخون سے نہین بلکہ اُن اساتذہ سے جنہون نے سلسلہ بسلسلہ اپنے اساتذہ سے اسی طرح حفظ کیا تھا

چونکہ یہ بات مصنف تمدن ہند سے رہ گئی تھی لہذا یہان اس کا لکھ دینا مناسب معلوم ہوا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ایک دوسری بات کا بیان کر دینا جو اس واقعہ سے مستنبط ہوتی ہے فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ہم ابھی ذکر کر چکے ہین کہ قدیم سے قدیم کتبہ راجہ اشوک پوتا راجہ چندر گپت کے عہد کا ہے۔ اس کی حکومت ۲۶۰-۲۲۲ قبل مسیح تک رہی۔ لیکن ان کتبون کی زبان کیا ہے؟ کیا وہ ویدک سنسکرت ہے؟ ہرگز نہین۔ کیا وہ برہمنون اور سوترون کی مابعد کی سنسکرت ہے؟ بالکل نہین۔ بلکہ یہ کتبے مقامی بولیون مین لکھے ہوئے ہین جو اس وقت ہندوستان مین بولی جاتی تھین اور وہ نحوی سنسکرت سے بالکل مغائر ہین۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ (۱) قدیم ویدی سنسکرت تیسری صدی (ق-م) سے قبل ہی رخصت ہو چکی تھی۔ (۲) مابعد کی علمی نحوی سنسکرت کا رواج

---

[51] انڈیا پروفیسر میکس مولر ۲ ۔

اُٹھ چکا تھا اور لوگ اس کے بولنے اور سمجھنے سے قاصر تھے۔ غرض یہ کہ سنسکرت بدھ کے مبعوث ہونے سے قبل اس ملک کی زبان نہین رہی تھی اور اس لئے قدیم ویدی سنسکرت کا شباب بدھ مذہب کی پیدائش سے کہین پہلے ہو چکا تھا۔ بدھ غالباً سنسکرت جانتا ہوگا لیکن شاگردون کو سخت تاکید تھی کہ وہ اس کی تعلیم کی تلقین لوگون کو ملک کی عام زبان مین کرین تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکین۔

ویدی زمانہ کے بعد ایک دوسرے زمانہ کا آغاز ہوا جس کے خاص اور امتیازی کارنامے یہ تھے:۔

(۱) جنگ و جدل اور فتوحات۔

(۲) برہمنون کی قوت اور ذات کا زور۔

(۳) معاشرتی اور علمی ترقی۔

(۴) اپنشد یعنی روحانی تعلیم۔

اس زمانہ مین آریہ ستلج کو عبور کرکے گنگا جمنا کے دوآبہ اور گنگا کی میدانون مین آئے۔ انہون نے اصلی باشندون سے ایک مدت تک لڑائی بھڑائی کرکے انہین نکال باہر کیا یا غلام بنایا اور اس زرخیز خطے مین خوب آباد ہوگئے۔ اس مین شک نہین کہ انہین اس زمانہ مین جنگ و جدل کرکے اپنی فتوحات کو وسیع کرنا پڑا لیکن جب وہ یہان کے باشندون کو مغلوب کر چکے، ملک فتح کر لیا، اور آبادیان قائم کرکے انہین "ہندو" بن چکے تو انہون نے معاشرت و تمدن کی طرف توجہ کی۔ دنیا مین کونسا ملک اور کونسی قوم ہے جو بغیر جنگ و جدل اور بغیر تلوار اٹھائے اس منزل تک پہنچی ہو۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے مخالفون پر غالب آچکے تھے لیکن ابھی تک ان مین جنگ جوئی کا جوش باقی تھا جو باہمی مناقشتون مین بھڑک اٹھا۔ چنانچہ مہابھارت اور راماین کے جنگ نامے اسی زمانہ کی یادگار ہین۔ اگرچہ یہ کتابین مبالغہ سے مملو اور دور از کار باتون سے بھری ہوئی ہین تاہم اس زمانہ کی معاشرت کا ضرور پتہ لگتا ہے۔ راماین تاریخی لحاظ سے بالکل ہیچ و پوچ ہے۔ رام اور سیتا وغیرہ خیالی ہیرو ہین۔ اگرچہ حسن نظم و بیان نے انہین واقعی اشخاص قرار دیا ہے اور ہندوستان مین سب ہندو مرد و عورت انہین سچ مچ کے تاریخی

اشخاص سمجھتے ہین اور کتاب کے اخلاقی اثر سے متاثر ہوتے ہین۔

یہ کتاب مہابھارت کے بعد کے زمانہ کی ہے مگر عام طور پر اُسے قدیم زمانہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔
غرض یہ زمانہ دیکھا جائے تو برہمنون کا زمانہ ہے۔ تنظیم و نسقِ سلطنت، جنگ و صلح، معاشرت و مذہب، علوم و فنون، ہر شے مین برہمن پیش پیش ہین اور ہر جگہ انہین کا زور ہے۔ اس عہد مین ہندوٴن نے بہ نسبت ویدی زمانہ کے ہر شعبہ مین بہت کچھ ترقی کی۔ بادشاہی ٹھاٹھ، عیش و عشرت کے سامان، معقول عمارتین، ہر طرف نظر آنے لگین اور انتظامِ مملکت، عدالت، زراعت، فنِ جنگ، قانون، صرف و نحو، منطق، فلسفہ، ہندسہ، نجوم، مختلف پیشون اور علمِ ادب کے بعض شعبون مین نمایان ترقی ہو گئی۔ اس زمانے کے کارنامون مین اُپنشد کی تصنیف ہے جو ایک قسم کا فلسفہ یا تصوف ہے اور جو اُس زمانہ کی عام روش سے بالکل نرالی چیز ہے جس پر ہندو فلسفہ، مذہبی یا تصوف کی بنیاد قائم ہوئی۔ اپنشد بہت سے ہین اور مختلف علما کی تصنیف ہین۔ اس کی تعلیم کا اصل اصول ایک عالمگیر روح ہے جو سب مین ساری ہے۔ اس مین اور توحید مین فرق ہے۔ توحید مین خالق اور مخلوق الگ الگ ہین مگر اپنشد کی تعلیم مین خدا ایک عالمگیر ذات ہے، باقی سب اسی سے ہے یا اس کا جزو ہے اور اس مین مل جائے گا اور اس سے علیحدہ ہستی نہین رکھتا۔ اسے مذہب ہمہ اوست سمجھنا چاہیے۔ یہی اصول ہندو فلسفہ کی جان ہے جو آگے چلکر نشو و نما پاتا اور لوگ ویدانت مین نئے نئے لطیف پہلوون سے ظاہر ہوتا ہے۔ اسکے بعد دوسرا اصول تناسخ کا مسئلہ ہے جو ہو تک کے بعد سے پہلا ہندو فلسفہ اور مذہب کا رکن رکین ہو گیا۔

لیکن اس زمانہ کا امتیازی مسئلہ ذات ہے۔ ذات کا امتیاز دنیا مین ہر جگہ اور اب بھی پایا جاتا ہے۔ خصوصاً تاریخ روم مین یہ فرق نمایان طور پر معلوم ہوتا ہے۔ وہان کھانے پینے اور شادی بیاہ کے معاملے مین امراء و عوام مین وہی سدِ سکندری حائل تھی جسے ہم ہندوٴن مین ذات کہتے ہین۔ اور کیا اب یورپ مین وہی امتیاز اور فرق نہین ہے؟ مگر بات اتنی ہے کہ وہان یہ امتیاز بدلتا رہتا ہے اور ایک حالت پر قائم نہین رہتا کیونکہ اس کا دارومدار سوشیل حالت پر ہے! مگر ہندی ذات کا مدار مذہب پہ ہے

اور اس لئے وہ اٹل اور قائم رہنے والی ہے۔ اس مین شک نہین کہ امارت و غربت شرافت اور ذلت کے امتیازات ہر جگہ تھے اور ہین مگر یہ آتے اور جاتے ہین اور یہ چھائین کی طرح بدلتے رہتے ہیں؛ یہان تک کہ غلامی سی شئے جس کی جڑین مشرق سے مغرب تک دنیا کے تمام مختلف تمدنون مین پھیلی ہوئی تھین اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پتال تک پہنچ گئی ہین آخر دنیا سے اُٹھ گئی مگر نہ اُٹھی تو یہ ذات کی قید جو درحقیقت ہندؤن کے تمدن پر یہ ایسا بڑا دھبّا ہے کہ گو یہ ملک ہزار ترقی کر جائے مگر یہ نظرون مین ہمیشہ کھٹکتا رہیگا۔ بُدھ مذہب اور اسلام نے مُساوات اور اخوت کا ڈنکا بجایا۔ ذات سے بہت کچھ بیزاری ظاہر کی اور اگرچہ ان کا قیام صدیون تک رہا مگر کچھ نہ ہو سکا، اور ذرا ظہور اصلاح ہوئی بھی تو وہ برائے نام اور عارضی تھی۔ یہ سچ ہے کہ ذات کے امتیاز سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ کم سے کم آریاؤن (برہمنون) کی نسل مخلوط نہین ہوئی۔ لیکن جس حالت مین کہ نیچ ذات والے رکھے گئے ہین اور جس تنفر اور حقارت کا برتاؤ ان سے کیا جاتا ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ نیچ قوم یادگار ہے فاتح کے جبر اور مفتوح کی مظلومی کی۔ غلامی دنیا مین ہر جگہ سے اُٹھ گئی مگر یہ غلامی جو سب سے قدیم ہے مذہب کے پردے مین اب تک باقی ہے۔ علاوہ ذات کی اُلجھن کے ایک بڑی مصیبت اس زمانہ مین یہ تھی کہ برہمنون کا زور تمدن کے ہر شعبہ مین روز بروز بڑھتا جاتا تھا۔ جس طرح کھڑے پانی پر کائی اور درخت پر اکاس بیل چھا جاتی ہے اسی طرح برہمن بھی سب طرح تمام ہندوون اور ان کے نظامات پر چھائے ہوئے تھے، اور خاص کر مذہب مین تو وہ افراتفری مچا رکھی تھی کہ خدا کی پناہ۔ مختلف عبادتون نئی نئی قسم کی پرستشون، طرح طرح کے چڑھاؤن منتون اور اعمال کا ایک ایسا سلسلہ تار بندھا ہوا تھا کہ اس سے چھٹکارا پانا ایسا ہی محال تھا جیسے لکڑی کے جالے سے غریب مکھی کا۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے کسی وقت ان بیجان رسوم اور رُکتا دینے والے اعمال سے فرصت نہ تھی۔ گویا یہی مذہب تھا یہی عبادت تھی اور یہی معاشرت اور اس کا حاصل اور یہی راہِ نجات تھی۔ اور طُرہ یہ کہ دن بدن یہ زنجیرین اور کڑی ہوتی جاتی تھین اور ان مین

وہ وہ نزاکتین اور باریکیان پیدا کی جاتی تھین کہ یہ نام کا مذہب وبال جان ہوگیا تھا۔ ان بیجا اور حوصلہ شکن قیود اور جکڑبند کی شدت سے لوگ عاجز آ گئے اور صبر وتحمل کا پیمانہ لبریز ہوگیا اور سختی اس انتہا کو پہنچ گئی جبکہ زنجیرین خودبخود ترخنے لگتی ہین۔ آخر وہ وقت آیا کہ اس طوفان بے تمیزی مین تزلزل پیدا ہوا، جابرون کے حواس پراگندہ ہوے اور قیدیون کی بیڑیان کٹ کٹ کے گرنے لگین۔ اور وہ دھند جو ملک پر چھائی ہوئی تھی آفتاب صداقت کے طلوع ہوتے ہی کافور ہوگئی۔ بعثت بدھ علیہ السلام نے ایک نئی روح پھونکدی اور ہندوستان ہی مین نہین بلکہ تمام عالم مین ایک انقلاب پیدا کردیا۔ اور اس سرزمین پر اس رحمت باران کا نزول ہوا جس کا ہمان پتا پتا اور ذرہ ذرہ تشنہ لب تھا۔ اس نے مردہ دلون کو شگفتہ کردیا، مایوسون کو آس دی، امیر غریب برہمن سودر سب کو ایک نظر سے دیکھا، مساوات اور اخوت کی صلاے عام دی اور یہی اس کی کامیابی کا راز تھا۔ جو لوگ برہمنون کے سخت شکنجے مین نیم جان ہو رہے تھے ان کی جان مین جان آگئی، ذات پات کا امتیاز اٹھ گیا، ویدون کے دیوتا اور برہمنون کے مہمل اعمال اور بے معنی ریاضتین بالاے طاق رکھدی گئین۔ اس کی عام ہمدردی ذاتی نیکی اور نیکی کی تلقین نے سب کو برابر کردیا، بڑے سے بڑے چھوٹے بڑے سب اس کی ذات کے آگے جھک گئے۔ اس کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ زندگی ایک مصیبت ہے اور زندگی اور اس کی لذات کی خواہش اس مصیبت کا باعث ہین، اس خواہش کا مٹانا مصیبت کا کم کرنا ہے اور یہ خواہش پاک زندگی سے مٹ سکتی ہے ہمیشہ صداقت نیکی ہمدردی مہربانی اور خیر پر قائم رہنا چاہیے اور برے جذبات اور نفسانی لذات پر غالب آنا چاہیے غرض تزکیہ نفس اس تعلیم کا بڑا اصول ہے۔ اس دنیا مین پاک اور نیک زندگی بسر کرکے بلالحاظ مذہب تزکیہ نفس حاصل کرنا اس کا اصل مقصد ہے۔ اور یہی بے گناہ اور پاک زندگی نروان ہے۔ دنیا مین اول بار بدھ نے یہ تعلیم دی کہ انسان بلا احتیاج دیوتاؤن اور خدا کے اسی زندگی مین نجات حاصل کرسکتا ہے۔ اور اس طرح اس نے انسان کا رتبہ بڑھا دیا۔

بُدھ ایک طرح سے تناسخ کا قائل ہے، لیکن اس کے اور برہمنوں کے تناسخ مین فرق ہے۔ بُدھ روح کا قائل نہین اور جب روح نہین تو تناسخ کیسا۔ اِس کا جواب اس کے ہان یہ ہے کہ انسان کے اعمال فنا نہین ہو سکتے۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اعمال کے لحاظ سے نیا وجود پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ہان آیندہ کی سزا و جزا کوئی چیز نہین اور نہ اس کے ہان جنت کا وعدہ اور جہنم کا وعید ہے۔ پاک زندگی سے بڑھکر کوئی چیز نہین اور یہی نروان یا نجات ہے۔ نیکی اپنا صلہ خود ہے اور پاک زندگی مذہب کا اعلیٰ اور آخری مقصد ہے۔ اگر زندگی مین نروان حاصل نہ ہوا تو کرم یا اعمال کے رو سے وہ نئے جنم لے گا یہان تک کہ تزکیہ نفس کامل ہو اور نروان حاصل ہو جاے۔

تین صدی تک اِسی تعلیم کی تلقین ملک مین ہوتی رہی لیکن نہ تو چندر گپتا اور نہ اس کے بیٹے نے اس مذہب کو قبول کیا مگر اس کا جانشین بندو سارا جو ۲۶۰ (ق-م) مین گدی نشین ہوا اس مذہب کے حلقے مین آیا، اور اس کا بہت بڑا حامی اور داعی ثابت ہوا، جس نے نہ صرف ہندوستان مین بلکہ ہندوستان کے باہر بھی اس کی دعوت دی۔ راجہ اشوک کا نام وانگلستان سے جاپان اور سائبیریا سے سیلون تک مشہور اور عزت سے لیا جاتا ہے۔ اس کے احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے دعاۃ ہندوستان کے مختلف صوبون میسور، مدراس، پنجاب، کشمیر، ٹراونکور، اور ان کے علاوہ سیلون، شام، مصر، مقدونیہ وغیرہ مین بھیجے۔ خود اس کی سلطنت تمام شمالی ہند مین پھیلی ہوئی تھی اور اس کے کتبے دہلی، الٰہ آباد، پشاور، اور گجرات، اُڑیسہ، اور میسور مین پاے جاتے ہین۔ اس نے اپنے بیٹے کو سیلون بھیجا اور مہندا نے وہان کے بادشاہ اور رعایا کو بُدھ مذہب سے مشرف کیا۔ یہان تک کہ یہ مذہب سیام اور جاوا مین بھی پہنچا۔ دوسری صدی قبل مسیح بُدھ مذہب کی کتابین شہنشاہ چین کے پاس بھیجین اور ایک دوسرے شہنشاہ چین نے سنہ ۶۱ مسیحی مین اور کتابین منگوائین اور بُدھ مذہب وہان پھیلنا شروع ہوا، یہان تک کہ چوتھی صدی مسیحی مین وہان کا عام مذہب ہو گیا۔ چین سے کوریا پہنچا (سنہ ۳۷۲ء)

اور وہاں سے جاپان (۵۵۲ء) اور کوچین چین، فارموسا، منگولیا میں چوتھی اور پانچویں صدی میں گیا۔ اور کابل سے اس مذہب نے تاشقند بلخ و بخارا تک رسائی حاصل کی۔

علاوہ بدھ کی تعلیم کے جس میں نیکی، ہمدردی اور تزکیہ نفس کی تلقین تھی بدھ مذہب کی اشاعت اور ترقی کا بڑا باعث یہ خیال کیا جاتا ہے کہ راجہ اشوک نے اس مذہب کو اختیار کر لیا جس کی وجہ سے یہ راج دھرم (یعنی سلطنت کا مذہب) ہو گیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس نے اس کی اشاعت میں بڑے جوش اور شد و مد سے کام لیا۔ لیکن در حقیقت دیکھا جائے تو یہی واقعہ اس کے ضعف کا بھی باعث ہوا کیونکہ شاہی اثر سے لوگ کثرت سے برائے نام اس میں داخل ہو گئے اور خصوصاً اُن صوبجات سے جو نئے سلطنت میں شریک ہوئے تھے اور جہاں ہندوؤں نے بہت کم ترقی کی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس عظیم الشان اور عالمگیر اصلاح میں بجائے قوت کے ضعف پیدا ہونے لگا اور قدیم خالص مذہب کا یہ ضعف نو مذہبوں کے پسند خاطر ہوا اور رفتہ رفتہ بوجہ اس اختلاط کے بدھ مذہب اور برہمنی مذہب میں فرق کم ہوتا گیا۔ بدھ کے عقیدہ میں پھر ترقی ہونے لگی اور عام پسند رسوم اور توہمات کا رواج خود بدھوں میں بڑھتا گیا۔ اصل خیالات کی جگہ بے خیالات نے لینی شروع کی یہاں تک کہ دیوی دیوتا اور چڑھاوے وغیرہ کی رسوم بھی رخصت ہو گئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی بدھ مذہب کو بھی زوال آ گیا۔ یہ زوال ساتویں صدی عیسوی سے شروع ہوا اور جدید برہمنی مذہب نے پھر اپنا زور قائم کر لیا۔ چنانچہ گیارہویں صدی میں صرف کشمیر اور اڑیسہ میں رہ گیا اور مسلمانوں کے آنے سے قبل ہندوستان سے رخصت ہو گیا اور اب ایک طرف صرف نیپال میں اور دوسری طرف سیلون میں پایا جاتا ہے۔ یہ عجب بات ہے کہ بدھ مذہب بہ نسبت اپنے جنم بھوم کے غیر ممالک میں زیادہ پھیلا اور قائم رہا۔ افغانستان، نیپال، مشرقی ترکستان، تبت، منگولیا، منچوریا، جاپان، چین، مشرقی جزائر ہند، سیام، برہما، اور سیلون سب اس کے زیر نگین تھے اور اب بھی دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ اس کے نام لیوؤں میں سے ہے۔ اور اس کی خانقاہیں کاسپین سے بحر کاہل

تک برابر چلی گئی ہین اور معنت بدت کی حد تک پہنچی ہین۔

اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ یہ مذہب دنیا کی عظیم الشان تحریکات اور حیرت انگیز انقلابات مین سے ہے اور گو اسے مدت ہوئی ہندوستان سے دیس نکالا مل چکا ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ اس کی یادگار جین مذہب مین اب تک باقی ہے، جو محقق نہین۔ مگر درحقیقت اس کی یادگار کسی خاص مذہب یا فرقہ مین نہین بلکہ اہل ملک کے مذہب و معاشرت اور اخلاق مین پائی جاتی ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ہندو مذہب اور ہندوؤن پر مفصلہ ذیل خاص اثرات اس مذہب کے ہوئے جو اس وقت بھی پائے جاتے ہین۔

(۱) طبائع مین خاص نرمی لینت اور انکسار پیدا ہوا جس کا اثر نہ صرف انسانون کے باہمی تعلقات پر ہوا بلکہ بے زبان حیوانون تک پہنچا۔

(۲) بدھ سے قبل ہندوؤن کے تمام خیالات اور علوم کا دارومدار ویدون پر تھا لیکن بدھ کے بعد ان کے فلسفہ اور علوم کا تعلق ویدون سے بالکل اٹھ گیا۔ یہانتک کہ جدید برہمنی مذہب (پرانی مذہب) ویدون کا مذہب نہ تھا، بلکہ ایسے دیوتاؤن اور بتون کی پرستش رائج ہوگئی جن کا ویدون میں ذکر تک نہین۔

(۳) ذات پات کا امتیاز اٹھ جانے سے مختلف فرقون مین میل جول بڑھ گیا اور مساوات کا خیال پیدا ہوا، اگرچہ ذاتین قائم رہین مگر جدید برہمنی مذہب نے اسے پھر دبا دیا۔

(۴) گوشت خوری کا رواج اٹھ گیا۔

(۵) لوگون مین جنگجوئی کا مادہ کم ہوگیا

زمانۂ بدھ کی ایک اور خصوصیت بھی ہے جو اب تک اس کی یادگار کے طور پر قائم ہے وہ اس زمانہ کی تعمیر اور سنگ تراشی ہے جو ہندوستان کے مختلف حصون مین پائی جاتی ہے۔ اور درحقیقت ان لوگون نے اس فن کو پایۂ کمال تک پہنچا دیا تھا اس زمانہ سے قبل پتھر صرف فصیل شہر یا پلون وغیرہ کی تعمیر مین استعمال ہوتا تھا لیکن بدھ کے زمانہ سے بڑی بڑی عمارتون مین کام آنے لگا۔ اس مین شک نہین کہ یہ فن تعمیر ہندی

اوران کا طبع زد ہے لیکن اس امر مین بھی کلام نہین کہ بعض بدھی عمارتون مین جو پنجاب مین اب دریافت ہوئی مین صاف طور سے یونانی فن عمارت کے آثار بھی پاے جاتے ہین - بدھ مذہب نے ہندؤن کو جہان اور چیزین ارث مین دی ہین وہان فن عمارت بھی ہے - بدھی اور ہندوانی عمارتون مین فرق یہ ہے کہ بدھی پہاڑ کو کھود کر غار بناتے ہین اور اس مین اپنا کمال سنگ تراشی و فن تعمیر دکھاتے لیکن ہندو پتھر صاف کر کے پہاڑ کے روبرو اپنی عمارت تیار کرتے تھے یہ فرق خاص کر ایسے مقامات پر یاد رکھنے کے قابل ہے جہان جہان ساتھ ساتھ اُس زمانے کی عمارتین موجود ہین جب کہ بدھ مذہب برہمنی مذہب مین محو ہو چلا تھا اور بُت پرستی عام ہو گئی تھی -

بلحاظ علوم کے اگرچہ بدھ کا زمانہ کوئی خاص امتیاز نہین رکھتا لیکن ایسا بھی نہین کہ نا قابل توجہ ہو - تنجلی کے یوگ اور دیاسا کے ویدانت کا آغاز اسی زمانے مین ہوا اگرچہ بدھ مذہب کو اس سے کوئی خاص تعلق نہین - منو کا شاستر بھی اسی زمانہ کی یادگار ہے - لیکن بڑی چیز علمی لحاظ سے اِس زمانہ کی یہ ہے کہ علم نجوم مین معتدبہ کامیابی ہوئی اور اِس کامیابی مین یونانیون کا بھی حصہ ہے جنھون نے اس مین خاص امتیاز حاصل کیا تھا - ہندؤن نے اِس فن مین اُن سے بہت کچھ اکتساب کیا - طب کو بھی ترقی ہوئی کیونکہ بُدھ مذہب کے اثر سے انسانون اور حیوانون دونون کے لئے ملک مین جا بجا شفاخانے قائم کئے گئے تھے -

نیز اس زمانے مین علم کا چرچا ضرور تھا ہیون سانگ مشہور چینی سیّاح نے اپنے سفرنامے مین بعض بُدھ دارالعلومون کا ذکر کیا ہے، نالندہ کی خانقاہ خاص طور پر قابل ذکر ہے جس مین ایک بہت بڑا دارالعلوم تھا وہ لکھتا ہے کہ یہان کئی ہزار رہانک (بُدھ درویش) تھے جو بلحاظ علم و فضل خاص امتیاز رکھتے تھے، لوگ اِن کی بہت وقعت و توقیر کرتے تھے اور یہ دن رات بحث مباحثہ اور تکرار علمی مین معروف رہتے تھے - دُور دُور کے علما و فضلا وہان آکر شریک ہوتے اور نالندہ کی شرکت سے شرف حاصل کرتے

تھے۔ نالندہ کا طالب علم ہونا یا وہاں سے تعلق رکھنا باعث عزت سمجھا جاتا تھا۔ گویا اس کی وہی عزت تھی جو کبھی مسلمانوں میں قرطبہ و بغداد یا فرانس میں لوون اور کلرواکو حاصل تھی یا جیسے آج کل علی گڈھ کالج کے طلبا کو حاصل ہے۔

وہ مذہب جو اخلاق و ذہنیات کی اصلاح کے لئے آیا تھا اور جس نے انسان کا رتبہ دیوتاؤں سے بھی بڑھا دیا تھا اور جس نے اپنی پاک تعلیم کے سامنے محض مذہبی رسوم اور دیوتاؤں بلکہ روح و خدا تک کو بھی بالاے طاق رکھ دیا تھا آخر وہ برہمنی توہمات اور باطل پرستی کا ایسا شکار ہوا کہ بت پرستی خود اس کا شعار ہوگئی۔ بدھ دیوتا مانا گیا اور دوسرے بتوں کی طرح اس کی بھی پرستش ہونے لگی، اور رفتہ رفتہ برہمنی مذہب نے اسے ملک سے ایسا ناپید کیا جیسے یہ کہیں کسی شے کا بیج مارا گیا۔ برہمنی مذہب کو پھر عروج ہوا اور اس عروج کے ساتھ اس نے اپنی قیود کی جکڑ بند کو اور سخت کر دیا۔ اس جدید برہمنی دور کو پرانوں کا عہد اور پرانوں کا مذہب سمجھنا چاہیے۔ ویدی اور پرانی مذہب میں بڑا فرق یہ تھا کہ ویدی مذہب میں قواے فطرت مثلاً اندر اگنی سوریا ورونا وغیرہ کی پرستش تھی اور پرانی مذہب میں یہ دیوتا ہو گئے اور برہما وشنو اور شو کی پرستش کا رواج ہوا۔ بڑی خصوصیت اس جدید عہد کی بتوں کی پوجا ہے۔ قدیم سے دیوتاؤں کے چڑھاوے آگ پر چڑھاے جاتے تھے لیکن بدھ مذہب کے بعد سے یہ چڑھاوے بتوں کے سامنے پیش ہونے لگے اور اس بت پرستی سے طرح طرح کی رسوم اور سیکڑوں قسم کے باطل عقائد اور توہمات کو زور ہوگیا۔ یہ تغیر بہت برا ہوا۔ بتوں کی پرستش انسان کے دل پر کبھی پاک اثر پیدا نہیں کرتی اور اس وجہ سے بہت سی خرابیاں اور برائیاں ہندوؤں میں پیدا ہوگئیں ابتر تخیلات اور توہمات غالب آگئے اور بت پرستی نے شان و شوکت اور دھوم دھام کی رسمیں بڑھا دیں اور اس ضمن میں سنگ تراشی، شاعری، موسیقی، اور فن تعمیر اور ظاہری رسوم اور ظاہری عبادت اور اندھا دھند تقلید نے

ترقی پائی اور ذات کا امتیاز اور مختلف فنون کا نفاق درجۂ کمال کو پہنچ گیا۔ ذات نے برہمنون کی قوت اور وقعت کو بیشک بڑھا دیا لیکن باقی تمام پیشہ ورون اور دستکارون کو ذلیل اور کمین بنا دیا۔ کس قدر شرم کی بات ہے کہ طبیبون، سُنارون، لوہارون، جولاہون، رنگ سازون، اسلحہ سازون اور عطارون کا شمار چوڑون اور رنڈیون کے ذیل مین کیا گیا ہے۔ اس سے قوم مین نفاق اور منافرت پیدا ہوگئی برہمنون کے عروج کے لئے ساری قوم کو ذلیل ہونا پڑا۔

لیکن اسکے ساتھ ہی یہ زمانہ بھی عظمت سے خالی نہین۔ گویا یہ قدیم زمانہ کا آخری دور تھا۔ بکرماجیت اور اس کے نورتن اسی زمانے کی مشہور یادگارین ہین جس کی شان و شوکت کی داستانین اب تک ملک مین مشہور ہین۔ راجپوت بھی اول بار میدان تمدن مین اسی زمانے مین نظر آتے ہین۔ منو کا مشہور شاستر بھی اسی دور کی تصنیف ہے اور اس زمانہ کی معاشرت و رسوم اور مذہب کے سمجھنے کے لئے بڑی کارآمد ہے۔ کالیداس اور بھوابھوتی جو ہندوستان کے سب سے بڑے مشہور شاعر اور ڈراما نویس گزرے ہین، اسی زمانے مین پیدا ہوئے اور ایک دنیا اب تک ان کے کمال کی عزت کرتی ہے۔ شاعری اور ڈراما اس زمانے کا اصلی حسن تھا۔ اس کے علاوہ فنِ نجوم و طبابت مین بھی ترقی ہوئی اور یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ کچھ اوپر دو ہزار سال پہلے اسکندر اعظم کے لشکر مین ہندو طبیب موجود تھے اور گیارہ صدی بعد ہارون الرشید کے دربار مین بھی دو ہندو طبیب (منکا اور سالا) نظر آتے ہین۔

فاضل ابوریحان بیرونی جو محمود غزنوی کے زمانہ مین ہندوستان آیا اور یہان رہ کر اس نے ہندوؤن کے حالات و علوم کا بڑے غور سے مطالعہ کیا، اس نے اس بحث پر ایک بے مثل کتاب لکھی ہے جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارہوین صدی مین ہندو زوال کی حالت مین تھے۔ مذہب برہمنون کی ملک تھا عوام جہالت و باطل توہمات مین مبتلا تھے۔ علوم و سائنس کا

چرچا سنا جاتا تھا اور جو چند لوگ جاننے والے تھے وہ بتانے میں بڑا بخل کرتے تھے گرباوجود اس کے اپنے ملک اور قوم پر بڑا فخر و ناز تھا، دوسرے ممالک اور اقوام کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ملک ہے تو اُن کا قوم ہے تو اُن کی اور علوم و فنون ہیں تو اُن کے اور باقی سب ہیچ اور مہمل ہے۔ ذلت و غلامی یہانتک بڑھ گئی تھی کہ لوگوں (صناع و دستکاروں وغیرہ) کا شمار شودروں میں ہونے لگا تھا اور مذہبی تعلیم حاصل کرنے سے محروم کر دئے گئے تھے اور بجائے علوم و فنون کے مہمل روایات اور فضول قصے کہانیاں رائج ہو گئی تھیں اُنکی قوت میں بھی ضعف پیدا ہو گیا تھا اور ذات کی قیود نے اتحاد سے بیگانہ کر دیا تھا۔

ہندوستان پر اس وقت ہر طرف انحطاط و زوال چھایا ہوا تھا اور آفتاب تمدن لب بام تھا کہ جھٹ پٹے کے وقت ایک جدید عہد کا آغاز ہوا۔ مغرب کی تاریکی میں قدیم راہ سے ایک غیر قوم نے سرزمین ہند میں قدم رکھا اور صبح صبح ہوتے سارے ملک پر مسلط ہو گئی۔

یہ مسلمانوں کی قوم تھی جو اول سندھ میں پہنچی اور بعد ازاں افغانستان کے رستے ہندوستان میں داخل ہوئی اور کئی صدی تک اس ملک پر حکمران رہی۔

اس سے بیشتر آریا اور برہمنی تمدن پر اندر اور باہر سے مختلف اور متعدد حملے ہو چکے تھے۔

(۱) ایرانیوں نے پانچویں صدی قبل مسیح میں اس ملک پر حملہ کیا۔

(۲) یونانیوں نے چوتھی صدی قبل مسیح میں یورش کی۔

(۳) اس کے بعد اہل باختر کے حملے تیسری یا پانچویں صدی تک ہوئے۔

(۴) پانچویں صدی (ق-م) بدھ مذہب کا بڑا حملہ برہمنی مذہب اور تمدن پر ہوا۔

(۵) غیر آریا اقوام ہند اور نیچ اقوام کے حملے خصوصاً غیر آریا سلطنتوں کی طرف سے ساتویں اور آٹھویں صدی میں۔

(۶) اُس نے اعتقادات اور وحشیانہ رسوم کی برہمنی مذہب سے کشمکش جس پر سے شنکر اچاریہ کی تعلیم سے آٹھویں نویں صدی میں فلسفی زنّ قہ شوکی بنا پڑی اور اس مذہب کے دیگر مصلحون کے ذریعہ بارہ سے سولہویں صدی تک نشو و نما ہوئی۔

(۷) مسلمانون کے حملے گیارہویں صدی سے اٹھارہویں صدی تک۔

(۸) انگریزی عہد۔

لیکن نہ یونانی اس کا کچھ کر سکے، نہ ایرانی، نہ بُدھ مذہب قائم رہا اور نہ غیر آریا اقوام کا اثر یہان خود بخود یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کونسی بات ہے جس سے آریا قوم ان تمام مخالف اثرات پر غالب آئی اور وجود یکہ اس کے اکثر ہم عصر اور ہم سر قومین دنیا سے مٹ گئین لیکن وہ اب تک قائم ہے اور نہ صرف قائم ہے بلکہ اس مین پھر بڑھنے اور عروج کرنے کے آثار موجود ہین۔ اہل بابل اور ان کا تمدن کہان گیا؟ اہلِ فنشیا اور اُن کی تہذیب و تجارت کدھر گئی؟ مصریون کی مشہور آفاق قوت کیا ہوئی؟ ایرانیون کی شان و شوکت کہان ہے؟ یونانیون کی عالمگیر عظمت کا نام رہ گیا مگر وہ عظمت والے ناپید ہو گئے۔ روما کی شوکت و جلالت کے افسانے صرف تاریخون مین رہ گئے، مگر خود ایسے مٹے کہ پھر ویسے جانشین نصیب نہ ہوے۔ لیکن ہندو اب بھی کم و بیش اُسی تمدن و تہذیب کے ساتھ باقی ہین اور اقوام عالم مین بڑھنے کا دم خم رکھتے ہین آخر اس کے وجوہ کیا ہین؟ میرے خیال مین اس کے بڑے اسباب یہ ہو سکتے ہین:-

(۱) ہندو رشیون کی روحانی اور علمی ریاضت۔

(۲) اُن کا مضبوط نظام تمدن۔

(۳) ان کی رواداری۔

(۴) ان کی عورتون کی وفاداری اور جان نثاری۔

انہین خوبیون کے اثر نے انہین ابھی تک دنیا مین باقی رکھا ہے اور اگر انہون نے ان کے زندہ
رکھنے کی کوشش کی تو وہ ہمیشہ قائم رہین گے۔ لیکن یہ بات تسلیم کرنی پڑے گی کہ اسلامی عہد سے
قبل جس نے اس پر تسلط کیا اور اپنا اثر ڈالنا چاہا وہ یا تو خود مٹ گیا یا اس مین ضم ہوکر فنا ہوگیا۔ رہے
انگریز سو انہون نے سرے سے ایسا ڈھنگ ڈالا ہے کہ وہ ہندیون کی سوسائٹی سے ایسے
الگ تھلگ رہتے ہین جیسے کوئی امراض متعدی سے۔ نیز فاتح کا غرور مفتوح کے میل جول کو
گوارا نہین کرسکتا اس لیئے نہ وہ ہم مین مل سکتے ہین اور نہ وہ یہان رہ سکتے ہین۔ ان مین ہم مین
ایک نہین کئی سمندر حائل ہین۔ اس مین شک نہین کہ ان کے تمدن اور تعلیم کا اثر ہم پر ضرور پڑ گیا
اور پڑ رہا ہے لیکن ہم مین ان مین حقیقی اتحاد اور میل جول پیدا نہین ہوسکتا۔ کیونکہ یہ وہ چاہتے نہین اور
اتحاد ایسی آگے پڑی ہے کہ ہم بھی اس کے کچھ ایسے خواہان نہین اور اگر کبھی انہون نے اس کا خیال
کیا بھی تو ان کی ہستی بھی اسی طرح مٹ جائیگی جیسی بعض اور قومون کی جو یہان آکر بسین۔ اور اگر یہ ہے بھی
تو انہین ہندوستان کی سب سے ذلیل قوم بن کر رہنا پڑے گا۔ اس زمانہ کے حکیم شاعر نے ہندوستان
کو "غارت گر اقوام و اکّال الامم" کا بہت صحیح خطاب دیا ہے۔ اس کی حالت ایک سمندر کی سی ہے۔
مختلف دریا اس مین آ آکے گرتے ہین اور اپنی ہستی فنا کرکے اسی مین مل جاتے ہین۔ اِلّا مسلمانون
کے جو اگرچہ فاتح کی حیثیت سے آئے مگر بھائیون کی طرح گھل مل کے رہے اور باوجود صدیون
کے تیمر بات خلط ملط و سب ممکن ہیں ہوں کے ان دونون قومون مین اب تک گنگا جمنی
شان نظر آتی ہے۔ اس مین شک نہین کہ اگرچہ ہندوستان کے مسلمان ایک حد تک "ہندو ہوگئے"
ہین مگر اپنی قومی حیثیت اور قومی شان کو اب تک لیے ہوئے ہین۔ ہندوستان مین مختلف
قسم کے تمدن آئے مگر کسی کا اثر باقی نہ رہا اور رہا تو اس طرح کہ گویا کچھ تھا ہی نہین۔ مگر مسلمانون کے
تمدن کے آثار نمایان طور پر باقی ہین اور باقی رہین گے اور اہل ہند پر اسکا ایسا گہرا اثر ہے کہ زمانہ

اسے مٹا نہین سکتا۔ ہم یہان نہایت سرسری طور سے چند اثرات کا نام لیتے ہین :-

(۱) مسلمانون نے ہندوون کے مذہب و خیالات پر بڑا اثر ڈالا۔ خصوصاً خالص توحید کا اثر سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے۔

(۲) کھانے، پینے، رہنے سہنے، اور دوسرے عام معاشرتی طریقون مین ترقی دی۔

(۳) بیہودہ رسوم اور توہمات کا زور کم کیا۔

(۴) فن عمارت کو خاص طور پر ترقی دی۔

(۵) فن جنگ مین بھی خاص ترقی ہوئی اور توپ اور بارود کو رواج دیا۔

(۶) بعض علوم مثلاً علم نجوم، طبابت، اور خاص کر تاریخ و جغرافیہ کا ذوق پیدا کیا۔

(۷) نئے نئے پھل پھول لائے باغبانی اور زراعت کو بڑھایا اور عام ذوق مین اصلاح کی۔

(۸) اور سب سے بڑھ کر ایک نئی زبان کا بننا ہے جو ہندو مسلمانون کے اتحاد کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ اور یہ ایک قوی وجہ ہے کہ اُردو کو اس ملک کی عام زبان ہونے کا دعوے ہے۔

غرض دونون قومین ایک دوسرے کے تمدن و معاشرت اور خیالات اور دیگر اثرات سے اس قدر متاثر ہوئی ہین کہ اب اگر کوئی چاہے کہ ان اثرات کو مٹا دے تو ناممکن ہے۔ گویا قسمت مین یہ بدا تھا کہ یہی دونون قومین اس ملک کی وارث ہون گی اور اس کی قسمت انہین دونون کے ہاتھ مین ہوگی ان کے ایکے مین اس کی بہبودی، فلاح اور ترقی و عروج ہے تو ان کی پھوٹ مین اس کی ذلت و خواری اور نکبت و غلامی ہے۔ جب اُٹھین گے تو ملکر اُٹھین گے اور اگر گرین گے تو یقیناً نااتفاقی کی بدولت دنیا مین کوئی فرد بشر ایسا نہین ہے جو بے عیب ہو۔ اسی طرح کوئی قوم بھی ایسی نہین جو عیوب و نقائص

سے خالی ہو مگر دنیا مین شاید ہی دو قومین ایسی ہین جو ایسے اوصاف اور عیوب سے متصف ہین کہ اگر یہ اتحاد کرلین تو ایک کے عیب پر دوسرے کی خوبیون سے پردہ پڑ جائے گا اور ایک کے ضعف کو دوسرے کی قوت سنبھال لے گی۔ مسلمانون کو یاد رکھنا چاہیے کہ ہندو ایک ایسی قوم ہے جس کے گزشتہ کارنامے اس عالم کی بہترین اور اعلےٰ یادگارون مین سے ہین۔ اور اس مین اب بھی ترقی کے آثار اور دنیا مین ایک اعلےٰ قوم بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ اور اسی طرح ہندوؤن کو بھی نہ بھولنا چاہیے کہ مسلمان وہ قوم ہے جس نے اپنی عالمگیر فتوحات کے ساتھ علم و اخلاق کی روشنی دنیا مین پھیلائی اور گو اب انحطاط مین ہے مگر اب بھی اس کی سلطنتین دنیا مین قائم ہین اور اگر وہ عقل سے کام لے تو اس مین اتنی سکت باقی ہے کہ وہ پھر دنیا کی نامآور قومون مین سے ہو جائے۔ اسے خوش قسمتی سمجھنا چاہیے کہ ان دو قومون کا سنگم ایک ایسے ملک مین واقع ہوا ہے جو دنیا مین اپنی نظیر نہین رکھتا۔ اگر یہ دونون قومین نفسانیت اور خود غرضی کو چھوڑ دین اور تھوڑا سا جبر اور تھوڑا سا صبر اختیار کرین تو ان کے اتحاد کی بدولت ایک ایسے تمدن کی بنیاد قائم ہو جائے اور یہ خود ایک ایسی قوت بن جائین کہ اس کی نظیر نہ ہو اور ایک دنیا اُن کے قدمون تلے ہو۔ تاریخ عالم کو چھوڑ دو، کیا صرف ہندوستان کی تاریخ اس سبق کے لیے کافی نہین ہے؟ کیا صدہا اور ہزارہا سال سے وقتاً فوقتاً جو آفات و مصائب کا نزول اس بدنصیب ملک پر ہوا ہے وہ کافی شہادت اس بات کی نہین ہے کہ نااتفاقی گناہ اور اتفاق ایک بڑی نیکی ہے؟ کیا اس سبق کے سیکھنے کے لیے ابھی اور ذلتون، مصیبتون، اور ٹھوکرون کی ضرورت ہے؟ ٹھنڈے دل سے تعصب کو برطرف کرکے تاریخ کا مطالعہ کرو اور واقعات و حالات کو سوچو تو اصل راز کا خود بخود انکشاف ہو جائے گا۔ مولوی سید علی مرحوم نے درحقیقت بڑا کام کیا کہ **تمدن عرب** اور **تمدن ہند** جیسی کتابون کا ترجمہ اردو زبان مین کر دیا تاکہ ہم ایک دوسرے کے محاسن اور کارنامون سے واقف ہو کر ایک دوسرے کی عظمت و وقعت کرین اور اپنے عیوب۔

نقائص پر اطلاع پاکر اصلاح کے درپے ہون۔ اور اصل یہ ہے کہ تمدن عرب کے بعد مولوی صاحب مرحوم کا فرض تھا کہ وہ تمدن ہند کا بھی ترجمہ کرین اور ہم خواہش مین کہ وفات سے قبل وہ اس فرض کو انجام دے گئے۔ اِس لحاظ سے اگر ہم مولوی سید علی مرحوم کا شمار فاضل ابوریحان بیرونی علامی ابوالفضل، فیاضی فیضی، جیسے علماء مین کرین تو کچھ زیادہ بیجا نہ ہوگا۔

لیبان کے تمدن ہند کے علاوہ ایک اور کتاب اسی بحث پر ہندی فاضل مسٹر رومیش چندردت مرحوم کی تصنیف سے ہے۔ یہ کتابین دو تین سال کے تفاوت سے ایک ہی زمانہ مین لکھی گئین۔ مسٹر دت کی کتاب ہر لحاظ سے قابل قدر اور مستند ہے لیکن اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے خاندان کے حالات اپنے خاندان والون کے لئے لکھے۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین وہ تصویر کے روشن اور تاریک رُخون کے دکھانے مین بڑی اُستادی سے کام لے گا۔ مسٹر دت نے تحقیق مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا لیکن چونکہ ہندوؤن کو تاریخ سے دلچسپی نہ تھی اس لئے تمدن و معاشرت کے حالات دکھانے مین قصّے و فسانے کی کتابون سے مدد لینی پڑی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قدیم قصون اور فسانون مین تمدنی حالات کے دکھانے مین کس قدر مبالغہ سے کام لیا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے لیبان ایک غیر شخص ہے مگر ہند اور اہل ہند کے قدیم تمدن سے ہمدردی رکھتا ہے۔ اس نے جہان محاسن دکھانے مین وہان اُن کے نقصان کو بھی جتا دیا ہے۔ اپنی اور غیر کی نظر مین جو فرق ہوتا ہے وہ محتاج ہدایت نہین۔ اگر کوئی ہمدرد ہمین ہمارے نقص بتائے تو وہ درحقیقت ہمارے شکریہ کا مستحق ہے کیونکہ اس سے ہمین اپنی اصلاح مین بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ علاوہ اس کے لیبان نے یہان کی مختلف اقوام کے حالات و اصل و خصائص پر بھی بحث کی ہے اور ان اقوام کے باہمی اختلاط سے جو اثرات مترتب ہوئے ہین وہ بھی دکھائے ہین۔ جو دلچسپی و افادہ سے خالی نہین۔ بمقابلہ مسٹر دت کے اس نے ہند کی عمارت کا حال بھی زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو اس سے خاص

دلچسپی ہے۔ اگرچہ ہندی تجارت کا مجمل ذکر کیا ہے لیکن ہندی جہازرانی کے متعلق ہر دو مصنفین ساکت ہین۔ حالانکہ جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ فن جہازرانی ہندوستان مین قدیم سے ہے۔ علاوہ جہازون کی اُن تصویرون کے جو اجنتا، مدورا اور برہت کے مندرون مین موجود ہین اور عہد اندھران کے اُن سکون کے جن پر جہاز کی تصویر بنی ہے، ہندون کا جاوا اور سیلون مین آباد ہونا اور بدھ داعیون کا جاپان اور چین جانا اور تجارتی تعلقات کا مصر و روم و دیگر ممالک سے ہونا اور رومی اور چینی سیاحون کا یہان کے بندرگاہون اور تجارت کا ذکر کرنا کافی اور قطعی ثبوت اس امر کا ہے کہ اہل ہند فن جہازرانی سے قدیم سے واقف تھے۔ نیز اس نے ہند کی موجودہ حالت (انگریزی عہد) سے بحث کی ہے لیکن اس ضمن مین اس نے ہندوستان کی موجودہ تعلیم اور تعلیم یافتہ اصحاب پر بڑی سختی کے ساتھ نکتہ چینی کی ہے اور موجودہ انگریزی تعلیم کو اہل ملک اور حکام ملک دونون کے لئے خطرناک بتایا ہے۔ لیبان کی یہ رائے بعض دیگر یوروپی سیاحون اور انگلو انڈین مصنفون کی سی ہے اگرچہ اس مین کسی قدر جدت پائی جاتی ہے لیکن صاف بوئے تعصب آتی ہے۔

فاضل مصنف نے اس تنقید کے وقت دو باتون کا لحاظ نہین رکھا ورنہ وہ ایسی سخت رائے نہ دیتے

اوّل یہ کہ ایک ایسے ملک مین جو صدہا سال سے ایک خاص نہج پر چلا آرہا ہے اور جو اپنا خاص تمدن اور اپنے خاص علوم رکھتا ہے جب اس مین ایک جدید اور اجنبی زبان و علوم کو رواج دیا جائیگا تو ظاہر ہے کہ دلون مین بے چینی اور دماغون مین پراگندگی اور انتشار پیدا ہوگا اور ابتدا مین اس کے نتائج کبھی اچھے پیدا نہ ہون گے۔

دوسرے لیبان نے اس وقت کے طریقہ تعلیم پر غور نہین کیا تعلیمی نتائج کی خرابی زیادہ تر طریقہ تعلیم کی وجہ سے ہوتی ہے چنانچہ اس نقص کو ملک کے اہل الرائے اور خود گورنمنٹ نے تسلیم کر لیا ہے اور اس کی اصلاح پر برابر توجہ کی جارہی ہے چنانچہ اب کچھ تو مرور زمانہ سے اور کچھ جدید اصلاح

سے بڑا فرق پیدا ہوگیا ہے اور ہمین قوی امید ہے کہ موجودہ تعلیم اگر صحیح طریقہ سے دی گئی تو ملک اور گورنمنٹ دونون کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

سوم - چند سال سے خود انگریزی گورنمنٹ نے اصول حکومت مین اصلاح کرنا شروع کردی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ قوم و ملک کے تغیرات کے ساتھ ہمارے احساسات کا لحاظ کرے گی اور بتدریج اپنے انتظامات مین اصلاح کرے گی۔

خاتمہ مین اس کتاب کے پڑھنے والون سے ملتجی ہون کہ اگر اسمین کوئی سہو و خطا یا فروگذاشت اُن کی نظر سے گزرے تو اوس سے چشم پوشی فرمائین - والد مرحوم کی ناگہانی رحلت ایک ایسا بڑا صدمہ ہے جسکی تلافی تازیست ممکن نہین - مین ان حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہون جن سے اس کتاب کے مسودہ و پروف کی تصحیح وغیرہ مین مدد ملی ہے بالخصوص عمومی جناب میجر سید حسن صاحب بلگرامی کا جنھون نے ترجمہ کی نظر ثانی کی اور جناب مسٹر حافظ محمد جان صاحب کا جنھون نے کہ مسودہ و پروف کی تصحیح مین نہایت محنت کی اور مولوی عبد الحق صاحب بی اے جن سے دیباچہ مین مدد ملی - مولوی محمد ابراہیم خان صاحب مالک مطبع شمسی خاص شکریہ کے مستحق ہین جنھون نے اس کتاب کی چھپائی و عکاسی مین خاص اہتمام کیا

سید مجتبیٰ علی بلگرامی سول انجنیر

خلف شمس العلماء ڈاکٹر سید علی بلگرامی مرحوم

تہدیہ

مین اِس کتاب کو اس مشہور و قدیم قوم کی نذر کرتا ہون جس کا تمدن ہنوز زندہ ہے۔ اور جسکے آثار قدیمہ متمدن اقوام عالم کے لئے باعث حیرت و عبرت ہین۔ وہ قوم جسکا ماضی ایسا شاندار ہے مگر فی الحال خواب غفلت مین سو رہی ہے محض اس امید مین کہ شاید اس داستان کو سنکر اِس مجلد کی ورق گردانی کی بدولت وہ اس گہری نیند سے جاگے اور اُن اسباب پر غور کرنے لگے جنہون نے اسے کہان سے کہان پہنچا دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ہندوستان بلادِ عالم مین ایک ایسا ملک ہے جو ہمیشہ سے عالمون و فلسفیون و صناعون اور شاعرون سیاحون اور فاتحون کے لئے باعث دلچسپی و حیرت رہا ہے یہ ملک بلحاظ اپنی آب وہوا و زمین، اعتقادات و نظامات لٹریچر و صنائع کے بجائے خود ایک ایسی دُنیا ہے جو ہماری یوروپی دنیا سے بہت مختلف ہے۔

اس حیرت انگیز دُنیا مین اہلِ بصیرت کیلئے تاریخ انسان کے تمام پہلوؤن کا خلاصہ ایک زندہ حالت مین موجود ہے۔ یہان انسانی ترقی کے وہ کل ہلالی مدارج جنکو انسان نے ابتدائی وحشیانہ حالت سے لیکر ہمارے موجودہ تمدن تک نہایت محنتون و مشقتون سے طے کیا ہے نظر آتے ہین۔

اگر ہم محققانہ طور پر اُن مسلسل تدریجی تغیرات کو جاننا چاہین جنکے ذریعہ سے مغربی اقوام نے اپنے موجودہ دماغی اور تمدنی حالت تک ترقی کی ہے۔ اگر ہم اُس بعید زمانہ ماضی کو جو ہمیشہ کے لئے غائب ہو چکا ہے اور جس مین ہمارے موجودہ اعتقادات جذبات اور خیالات کی بنیاد پڑی تھی۔ از سر نو پھر دیکھنا چاہین تو یہ ہمکو ان اقوام کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے جو ارتقا کے مختلف مدارج اسوقت طے کر رہی ہین۔

کرۂ زمین پر صرف ایک ہی خطہ ایسا ہے جہان آج بھی ایک ہی سرزمین مین ایسی اقوام موجود ہین جن مین زمانہ ماضی کے کل ارتقائی مدارج علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہین اور یہ وسیع و عجیب و غریب خطۂ ہندوستان

ہے جس کے تمدن سے اس کتاب مین بحث کیگئی ہے۔

ہندی تمدن کی تاریخ بنی نوع انسان کی تاریخ ہے کیونکہ اس مین انسانیت کی تدریجی ترقی کے کل زمانے شامل ہین۔ تمدن کی وہ کل صورتین یہان نظر آتی ہین جو زندہ ہین یا عظیم الشان کھنڈرون مین خوابیدہ ہین۔ یہین ہمکو ہمارے نظامات و دستورات و اعتقادات کے بہت سے قدیم یا ابتدائی رُخ نظر آجاتے ہین۔

ہندوستان کے نہایت قدیم زمانہ کی تصویر دکھانا مشکل ہے کیونکہ کوئی معتبر تاریخی اسناد موجود نہین۔ جنگون اور فتوحات کے افسانے، مختلف حکمران خاندانون کے نام جو تاریخ مین ملتے ہین اُن سے اقوام کی تدریجی زندگی اور ان کے طور طریق کے متعلق صحیح معلومات مطلق نہین حاصل ہوتے۔ اسلئے ہمین تاریخی مواد کی کمی سے چندان مایوس نہونا چاہیئے۔ جس بات کا معلوم کرنا ایک محقق کے لئے نہایت اہم ہے وہ اُن خیالات و اعتقادات و جذبات کی عام روہے جو ہر زمانہ پر حکمران رہے ہین نیز وہ مختلف اثرات و اسباب جو اِن خیالات و اعتقادات و جذبات کے پیدا ہونے کا باعث ہوے۔ ہم نے ایک اپنی علیحدہ تصنیف[ا] مین جو مشرق کے تمدنون کی تاریخ کے مطالعہ کے لئے بطور مقدمہ کے ہے دکھایا ہے کہ یہ اسباب کیسے قوی ہین اور گو وہ بظاہر مختلف ہین لیکن تمام اقوام کو اسی قسم کے ارتقا کے مدارج طے کرنا پڑتے ہین۔ کبھی کبھی جو دو قومون کی حالتون مین تضاد نظر آتا ہے تو اُس کا سبب یہ ہے کہ وہ ترقی کے مختلف مدارج مین ہین۔

گو قدیم ہندوستان کے متعلق تاریخی مواد و اسناد کی بالکل کمی پائی جاتی ہے لیکن مذہبی یادگارین جو عمارتون اور صنعتون اور کتابون کی صورت مین باقی رہ گئی ہین اُن سے تین ہزار برس تک کا کچھ کچھ پتہ چل سکتا ہے۔ اِن کی قدر و قیمت کسی مورخ کے بیان کے مقابلہ مین بالکل جداگانہ ہے۔ کسی

[ا] موسیو لیبان کی اس تصنیف کا یہ نام ہے "انسان اور انسانی معاشرتین۔ انکی ابتدا اور انکی تاریخ" مترجم

قدیم ہند کے بنیادی پہلوؤں پر نظر ڈالنے سے ہم کو ہندوؤں کے خیالات کا پتہ بہ نسبت تمام بادشاہی تواریخ کے اگر وہ موجود ہوتین، زیادہ خوبی سے چلتا ہے۔

مصنفون اور شاعرون کی تصنیفون۔ نظمون اور قصہ کہانیون سے بھی کچھ نہ کچھ اندازہ کسی قوم کے خیالات کا ہو جاتا ہے۔

کسی قوم کی پوشیدہ دماغی ترقیون کے مطالعہ کرنے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اس کی اولی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے۔

شاعرون اور قصہ گوؤن کی طبیعت بہ نسبت فلسفیون اور اہلِ فکر کے حد سے زیادہ اپنے گرد و پیش یعنے اپنی قوم و زمانہ کے حالات سے متاثر ہوتی ہے وہ اپنے زمانہ کے زندہ اور فصیح آئینہ ہوتے ہین گو وہ اس عکس کو کسی قدر ٹیڑھا بنگا بڑا یا چھوٹا کر دین لیکن اس ٹیڑھے بنگے عکس مین بھی ہمکو بہت سی نئی نئی باتین دریافت ہوتی ہین۔ وہ اپنے ہم عصرون اور ہم زمانہ لوگون کے رنج و خوشی امیدون اور جذبات اور محسوسات کے گیت انہین کی زبان مین ہم کو سناتے ہین۔ وہ نہ صرف اپنے لوگون کی قلبی حالت و ضمیر کی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتے ہین بلکہ یہ بھی کہ ان کے عصر مین اعتقادات و جذبات کی طاقت و رو کس سمت کو بہتی تھی۔ غرض یہ کہ شاعر و قصہ گو اپنے زمانہ کی روح مجسم کا ظہور ہوتے ہین۔ جب تک کہ شاعرون کی نظمین اور قصہ گوؤن کے فسانے انسانون کے حافظہ مین محفوظ ہین کوئی تمدن ایسا نہین جس کی حالت کم و بیش ہم معلوم نہ کر سکین۔

کسی قوم اور بالخصوص ہندوؤن کے صنعتی یادگارون کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے انہین کی سرزمین و موقعون پر ان کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جو تمدن جس سرزمین مین پیدا ہوتا اور نشو و نما پاتا ہے وہین اس کی حقیقت و اصلیت بہتر طور پر دریافت ہو سکتی ہے اور اس قسم کے اندازہ مین صحت بھی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ہمارے اپنے جدید طرز خیال کی آمیزشون سے خالص رہتا

ہے۔ محض کسی کتب خانہ کی کتابوں کے مطالعہ سے کوئی یوروپی فلسفی کسی ایشیائی قوم کی اصلی قابلیت کو نہ تو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس کو بیان کر سکتا ہے۔

ہمارے جدید مغربی طرز خیال اور ایک مشرقی کے طرز خیال میں ایک عظیم فرق واقع ہوا ہے۔ ہم لوگ جس قسم کی صحت و وضاحت کے عادی ہیں اہل مشرق اس کے برعکس ہیں۔ کوئی شخص اہل مشرق کے مختلف و متلون لباسوں کی بنا پر اُن کے منجمد و پرسکون خیالات کا اندازہ نہیں لگا سکتا بالخصوص ہندو اپنے خیالات و اعتقادات کے لحاظ سے ایک ایسے دھندلے اور سریع التغیر کہر میں ہے کہ اس کا صحیح طور پر بیان کرنا ہماری لاطینی محدود مگر صحت پسند زبان کے لئے نہایت مشکل امر ہے۔

۲

محققین یورپ نے اب تک جو مطالعہ مشرقی تاریخ کا کیا ہے وہ قریباً تمام و کمال ایسے سنسکرت تصانیف کے ترجموں پر محدود ہے جو زیادہ تر مذہبی رنگ کی ہیں۔ لیکن سنسکرت ہندوؤں کیلئے ایک زمانہ دراز سے بمنزلہ مردہ زبان کے ہے اور اس کی حالت ہندوستان میں وہی ہے۔ جو لاطینی زبان کی یورپ میں۔ ہندوستان کی تمدنی ترقیات کا اندازہ محض وہاں کی قدیم مذہبی یا ادبی تصنیفات کے ذریعہ سے لگانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے کہ کوئی قدیم تمدن کا مطالعہ محض بائبل کی کہانیوں یا ہومر کی نظموں کے ذریعہ سے کرے۔

ویدوں کی پرستانہ شاعری، قدیم حکماؤں کے عمیق فلسفیانہ خیالات، اکثیر التعداد خداؤں اور خونخوار وحشیانہ رسومات کا اندازہ محض کتابوں کے مطالعہ سے نہیں ہو سکتا۔ اس عالیشان و نفیس و پرشکوہ تمدن کا مطالعہ خود ہندوستان کی سرزمین پر کرنا چاہئے۔ وہ پراسرار رموز جو ہندوؤں کے لٹریچر میں بھرے ہوئے ہیں ہندوستان کے قدیم شہروں کے کھنڈروں اور قصروں اور مندروں کی سنگتراشیوں

وصناعیون کے مطالعہ ہی سے سمجھے جا سکتے ہین۔ یہ عالیشان کھنڈر اور اُجاڑ قصر ہندوستان ہمالیہ کی مرتفع بلندی سطح سے لیکر دکن کے سوکھے ہوئے جلے ہوئے میدانون تک پھیلے ہوئے ہین۔ جنکے ہر قطعہ دیکھکر گذشتہ عظمت کا ایک عبرتناک سمان آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اِن تیرہ و تاریک ویران پراسرار یادگارون کی تحقیقات ہنوز بہت کچھ ہونا باقی ہے۔ یہی وہ سنگی الواح ہین جنمین جھوٹ کا امکان نہین اور جنمین گذشتہ اقوام ہند کے مجسم و کندہ خیالات بلاکم وکاست ہم پڑھ سکتے ہین۔

بہت ہی تھوڑا عرصہ ہوا کہ اِن یادگارون کے ذریعہ سے ہندوستان کے تمدن کی تحقیقات شروع ہوگئی ہے یورپ مین بہت سے علماء مدت سے سنسکرت لٹریچر کے مطالعے مین مصروف ہین اور سالانہ ضخیم جلدین شائع کیا کرتے ہین اور مختلف پایۂ تختون کے دارالعلوم مین سنسکرت کے درس بھی دئے جاتے ہین لیکن ہندوستان کی اِن نمایان یادگارون کا مطالعہ حال ہی مین شروع ہوا ہے اور جاپنی دلچسپی مین قدیم سنسکرت لٹریچر سے کسی طرح کم نہین ہین۔ اگرچہ برٹش گورنمنٹ نے حال ہی مین کمیشن ان یادگارونکی تحقیقات کیلئے مقرر کیا ہے لیکن اِس کا کام زیادہ تر اِن یادگارون کی کندہ عبارتون کا مطالعہ کرنا رہا ہے۔ اور اُسنے معدودے چند خاص یادگارون کے اقلیدسی نقشے و تختے کا غذ پر مرتب کرلئے ہین۔ حالانکہ آجکل ہمارے مغربی تخیل کی تسکین کیلئے انکے صحیح و تفصیلی تصاویر کی اشد ضرورت ہے جنسے ان یادگارون کی اعلیٰ سنگتراشیون و صناعیون کا جو ہماری یورپی صناعیون سے بہت مختلف ہین اندازہ ہوسکے ان باقیات الصالحات یادگارون کا تفصیلی علم باقی رکھنا اس لحاظ سے اور بھی ضروری ہے کہ یہ یادگارین انقلاب زمانہ کے اثر سے خود بخود گرتی اور مٹتی جارہی ہین۔ موجودہ آثار کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ عجیب و غریب یادگارین جو مدت ہاے دراز مین طیار ہوئی ہون گی پچاس سال کے اندر نیست و نابود ہوجائینگی مثلاً مین اُس قدیم نگر فی الحال ویران شہر کھجوراہہ کو پیش کرتا ہون۔ اِسکے تناثہ عالیشان قدیم مندرون مین سے جو اِس اُجاڑ شہر کی عجائبات مین سے تھے گذشتہ چالیس سال مین ایک تہائی نیست و نابود ہوچکے ہین۔

جنرل کننیگم صاحب لکھتے ہین کہ ”ہندوستان کے دوران سیاحت مین یہ دیکھکر نہایت افسوس ہوتا ہے

کہ یہان کی بہت سی قدیم و نادر عمارتین اور یادگارین سخت کس مپرسی کی حالت مین چھوڑ دی گئی ہین۔ انگریزی حکومت کو ہندوستان مین سو سال سے زیادہ گذر گئے مگر ان قدیم یادگارون کی حفاظت و بقا کیلئے کچھ بندوبست نہین کیا گیا۔ ہندوستان مین تاریخی تصنیفات کی جو کمی پائی جاتی ہے اُس کی تلافی کسیقدر اِن یادگارون سے ہو جاتی ہے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے اِس ملک کی قدیم حالت و تمدن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ بہت زمانہ نہ گذرے گا کہ یہ یادگارین مٹ جائین گی اور شاید اِن کا پتہ صرف کاغذ کے نقشون و تختون پر باقی رہجائے۔"

اگر جنرل کننگھم صاحب کی یہ نامسعود پیشین گوئی جس کے آثار نظر آ رہے ہین پوری ہو جائے تو اِس سے انسانیت کو ایک غیر قابلِ تلافی نقصان پہونچے گا۔ سائنس کی ترقی نے جو نیا راستہ اختیار کیا ہے اور اپنے خیالات کے اظہار اور محفوظ رکھنے کے جو کثیر التعداد و سریع العمل ذرائع اُس نے ایجاد کئے ہین اسلئے وہ زمانہ ہائے قدیم کی تقدیس نہین کرتا کہ اِن بیش بہا سنگ تراشیون و نقاشیون پر جو نہایت محنت و صبر سے مدت ہائے دراز مین ڈھالی اور کھودی گئی ہین تقدیس زمانہ کی مہر کر دے۔

افسوس! کہ ایام جہالت اور اعتقاد کی یہ عجائب یادگارین ہم زیادہ دن نہ دیکھ سکین گے۔ اِس زمانہ برق و بھاپ مین اہرام مصری اور گاتھک گرجون کو کوئی وجہ نہین کہ باقی رہین۔

ہندوستان کی یادگارون کے عکسی و قلمی تصویرین و نمونے، باستثناء اُن عمارتون کے جو بڑے شہرون مین واقع ہوئی ہین اور جہان یوروپی سیاح کا گذر ہوتا ہے عموماً نہایت ناقص ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے اندرونی و دشوار گذار حصون مین سفر و باربرداری کے ذرائع نہایت محدود و ناقص ہین۔ علمی سیاح کو علاوہ اپنے نازک سائنٹفک آلات کے ہر ایک ضروری اشیا کا ذخیرہ اپنے ساتھ مہیا کرنا پڑتا ہے کیونکہ دور و دراز ویران جنگلون مین بجز درندے جانورون اور وحشی انسانون اور ملیریا بخار کے اور کچھ دستیاب نہین ہوتا۔ ایسی حالت مین علمی لیاقت کیلئے سفر کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ اِنہین وجوہات سے ایک نہایت دلیر و جانباز انگریزی سیاح الیسٹ رِک اپنی کتاب موسومہ ہینڈ بک فار مدراس پریزیڈنسی (صوبہ مدراس

کے حالات کی کتاب) مین لکھتا ہے کہ اِن یادگارون کے اُسناد نہایت ناقص ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ اِن
قدیم یادگارون کی تحقیقات مین سخت گرمی اور ملیریا بخار سیاح کے لئے سدِراہ ہین۔ ہندوستان کی اکثر قدیم
عجائب وغرائب یادگارین دور دراز گنجان جنگلون مین واقع ہوئی ہین جہان کی آب وہوا زہریلی
ہے اور جہان وحشی درندے اور خونخوار گھڑیال بستے ہین۔ یہی سبب ہے کہ سیاحون کے بیانات
اِن یادگارون کے متعلق عموماً مبہم اور ناقص ہین۔

یہی ابہام اور صحت کی کمی اس امر کا باعث ہوئی ہے کہ ہندوستان کی یادگارون سے درحقیقت
بہت کم لوگ واقف ہین اور اِن کی عجیب وغریب صناعیون وگلکاریون کی خوبیون کی وہ قدر نہین کرسکتے
اور سمجھتے ہین کہ وہ منبت کاریان جن سے یہ یادگارین لسی پڑی ہین ایک نیم وحشی صنعت کی پیدا کی
ہوئی ہین۔

فرانس مین اب تک کوئی ایسی کتاب نہین جسمین ہندوستان کی قدیم یادگارون وفن تعمیرات کی
باریکیان دکھائی گئی ہون۔ اسکے مقابلہ مین ہزارون ایسی کتابین ہین۔ جن مین گاتھک زمانہ یا سولھوین وسترھوین
صدی عیسوی کے زمانہ کی عمارتون سے بحث کی گئی ہے تاریخ فن تعمیر کو اول سے آخر تک مطالعہ کرنیسے معلوم ہوتا
ہے کہ ہمارے ملک مین ہندوستان کی قدیم یادگارونسے کسیقدر لاپروائی وسردمہری برتی گئی ہے وہ چند صفحے جو
ہر ایک مصنف نے ہندوستانکی قدیم یادگارونکے متعلق لکھے ہین سراسر غلطیون سے بھرے ہوئے ہین موسیو بوسے
جنہون نے چار جلدون مین نہایت ہی عمدہ قاموس فن تعمیر کی مرتب کی ہے صرف دو صفحے ہند کی قدیم یادگارون کے

له۔ اس موقع پر اس بات کا اظہار کردینا بھی ضرور ہے کہ ماہرین فن تعمیر بھی جنہون نے ہندوستان کی یادگارون کے متعلق کچھ لکھا ہے بسبب اپنی کمی
معلومات کے ہندوستان کی سنگتراشی و مصوری کی نسبت بہت سی غلط فہمیان پھیلانے کا باعث ہوئے ہین۔ بیشک نہین کہ انکی تصنیفات جو تھوڑی معلومات
کے نمونے بہت ہی باوقعت ہین لیکن تصاویر کے لحاظ سے نہایت ہی کم پایہ ہین مگر ہندوستان کی سنگتراشی کا باقاعدہ و ٹھیک طور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا
ہے کہ نہایت اعلیٰ درجہ کی ہین سب سے پہلے جو تصاویر اس کتاب مین دی ہین ان سے ہمارے دعوے کا ثبوت ہوسکتا ہے۔ حاشیہ مصنف

متعلق کافی سمجھتے ہین۔ اور غار ہاے الیفنٹا کا زمانہ تعمیر آٹھ ہزار سال قرار دیتے ہین حالانکہ یہ سنگتراشی شارلمان بادشاہ فرانس کی ہمعصر ہے اور ہندوستان کی قدیم یادگارون مین بہترین قسم کا نمونہ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے اکثر لکھنے والے اس فن سے خوب واقف نہین۔

فرانسیسی گورنمنٹ نے یہ خیال کر کے کہ ہندوستان کی قدیم یادگارون کی تحقیقات سے فرانسیسی صناعون اور مورخون کی معلومات مین بیش بہا اضافہ ہوگا ایک کمیشن اس غرض کیلئے مقرر کی کہ ہندوستان جا کر مین موقع پر ان قدیم یادگارون کا مطالعہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کمیشن نے بعد تحقیقات ایک ضخیم تصنیف[1] شائع کی جسمین چار سو تصاویر مع تصریحات موجود ہین۔ اس تصنیف مین سے چند تصویرین مع اسنادکے ہمنے اس کتاب مین نقل کی ہین۔

تمدن ہند کی تاریخ زیادہ تر انہین یادگارون کے مطالعہ و تحقیقات کی مضبوط بنیاد پر مبنی ہے۔ ہمنے جزیرہ نماے ہند کے قریباً تمام بڑی بڑی یادگارون کا بذات خاص معائنہ و مطالعہ کیا ہے۔ اور اس مین وہ پُراسرار مقامات مثل نیپال کے بھی شامل ہین جہان ابتک بہت کم یورپی محققین کا گذر ہوا ہے۔ ہمنے اپنی ذاتی تحقیقات کی بنا پر بہت سی نئی باتون کا انکشاف کیا ہے جو ابتک ہندوستان کے تمدن اور ہندوون کی تاریخ مذہب کے متعلق مبہم و لامعلوم تھین مثلاً انہین یادگارون کے مطالعہ سے ہمکو یہ نئی بات دریافت ہوئی کہ مذہب بودھ جسکو ابتک یورپی محققین ایک لاخدائی مذہب سمجھے ہوئے تھے درحقیقت تمام مذاہب سے زیادہ کثیر الالٰہ مذہب تھا۔ یورپی محققین کی اس غلطی کا سبب یہ تھا کہ انھون نے اپنی تحقیقات کو زیادہ تر ان فلسفیانہ فرقون کی تصنیفات پر مبنی کیا جو شاکیا منی بدھ سے چھ سو برس بعد پیدا ہوئے تھے۔ انہین یادگارون کے مطالعہ و شہادتون کی بدولت ہمنے مدلل طور پر وہ اصلی اسباب بتائے ہین جنکی وجہ سے بدھ مذہب ہندوستان سے جہان اُسکا تخم بھی معدوم تھا غائب ہوگیا۔ علماء یورپ نے اس معمہ کے حل کرنے کی بہت کوشش کی مگر وہ اسکو صحیح طور پر حل نہ کر سکے۔

اس کتاب مین ہمنے انہین اصول تحقیق پر عمل کیا ہے جو ہماری اگلی تاریخی تصنیفات مین پیش نظر

---

[1] اس تصنیف کا نام دی مونومنٹس آف انڈیا ہے (یعنے ہندوستان کی یادگارین) سے ۱۸۹۲ء مین شائع ہوئی۔

ہے مین یعنے ہم نے نتائج کو صرف صحیح شہادتون اور خاصکر یادگارون کی بنا پر قایم کیا ہے۔ ہمنے دکھایا ہے کہ مذہبی اور تمدنی نظامات کیونکر بتدریج متغیر ہوتے گئے اور اُن کے اصلی اسباب کیا تھے۔ تاریخی واقعات کی صحت کو ہمنے سائنٹفک معیار سے جانچا ہے اور محض خیالات پر بھروسہ نہین کیا۔ اِنہین اصول کی بنیاد پر ہم نے ہندوستان کے نہایت پیچیدہ و پراگندہ فلسفیانہ اور مذہبی اور تمدنی خیالات کی گتھیون کو سلجھانے کی کوشش کی اور جہان تک ممکن ہوا اُن کو سچے واصلی معنون و حالت مین پیش کر دیا ہے۔ قدیم دیوتاؤن کے اصلی خصائص پر جو پُراسرار پردہ پڑا ہوا تھا اُس کو اُٹھانے اور ان کو روز روشن مین لانے کی کوشش کی ہے۔

۳

علاوہ تاریخی و فلسفی و صناعی دلچسپیون کے جو ہندوستان کی تاریخ مین پائی جاتی ہین ایک بہت بڑا عملی فائدہ بھی ہم فرانسیسیون کیلئے ہندوستان کی موجودہ حالت کے مطالعہ مین ہے آج کل جبکہ یورپ مین نوآبادیان قایم کرنے کی ہوس روز بروز بڑہتی جارہی ہے اِس بات کا مطالعہ کرنا نہایت اہم ہے کہ کس طرح ایک یوروپی قوم اپنے ایک ہزار اعلیٰ منتخب افسرون اور قریباً اسّی ہزار سپاہیون کے ذریعہ سے ایک ایسے وسیع و دور دراز ملک پر کامیابی سے حکومت کر رہی ہے جس کی آبادی تیس کروڑ تک پہونچتی ہے۔ مجھے اپنے دوران سیاحت ہند مین اکثر بڑے انگریز افسران سے ربط ضبط کا عمدہ موقع حاصل رہا جس کی بدولت مین نے اِس عجیب و غریب انگریزی نظم حکومت کا تفصیلی طور پر مطالعہ کیا اور اِس حکومت کی کل اور اُس کے کیل پُرزون سے جس کے متعلق یورپ مین بہت کم علم ہے واقفیت پیدا کی۔

فی زمانہ جدید ہندوستان کا مطالعہ اِس لحاظ سے اور بھی اہم ہو گیا ہے کہ برق و بھاپ نے دو مختلف دُنیاؤن یعنے مشرق و مغرب کو آمنے سامنے کر دیا ہے۔ اب تک اِن دونون دُنیاؤن کے معاشرت و خیالات کے درمیان مین ایک غار عمیق واقع تھا۔ اب ایک جنگ عظیم اِن دونون کے درمیان برپا

ہونے والی ہے گر اس جنگ کا میدان اور ہے اور نہ توپ و تفنگ اس کے اسلحہ ہیں۔ یہ جنگ تجارت و صنعت و حرفت کے جانکاہ میدان میں ہونے والی ہے۔ دو ایسی قوموں کا مقابلہ ہے جو بلحاظ معمولی قوائے ذہنی کے ایک دوسرے کے مساوی ہیں مگر ان میں سے ایک قوم کی ضروریات زندگی تو حد سے زیادہ ہیں اور دوسری کی بہت مختصر۔ غرب کے مستقبل بلکہ ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ ہمارے یورپی تمدن کے لئے ایک خطرۂ عظیم درپیش ہے۔ اس جنگ کا کیا نتیجہ ہوگا؟ ہمیں کہاں تک مادی و دماغی اسلحہ شرقی اقوام کو دینی چاہیئے جو ایک دن ہمارے ہی خلاف استعمال کئے جانے والے ہیں؟ یہ وہ اہم سوالات ہیں جن پر ہمیں اس کتاب کے پڑھتے وقت سنجیدگی و خاموشی سے غور کرنا چاہیے۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ہندوستان کے تمدن کی تاریخ صرف ایک ایسے زمانہ ماضی کی تاریخ ہے جو ہمیشہ کے لئے داخل دفتر ہو چکا ہے بلکہ اس میں بہت سے لامعلوم و خوفناک نتایج آئندہ کے لئے چھپے دھرے ہوئے ہیں۔

فرانسیسی زبان میں ہندوستان کے تاریخ تمدن پر یہ پہلی تصنیف ہے اس لئے کچھ عجب نہیں کہ اس میں جا بجا کچھ کمی و نقص رہ جائے۔ جو خاص مقصد اس کتاب میں پیش نظر رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ گذشتہ تین ہزار سال میں ہندو سوسائٹی جن تدریجی تغیرات و تبدلات میں سے گذری ہے اُس کی ایک زندہ تصویر اس کتاب کے پڑھنے والے کے سامنے پیش کر دی جائے۔ تاکہ وہ اس آخری قوم کی حالت سے جن کا قدیم تمدن اب تک زندہ ہے واقف ہو جائے۔

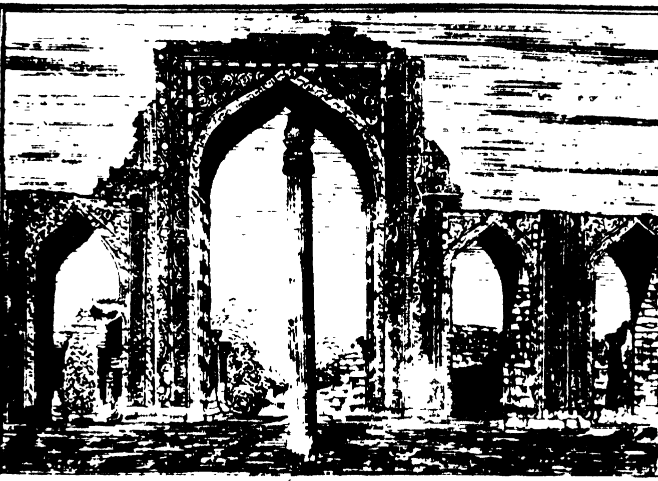
اگر اس کتاب کے پڑھنے سے مدبرین ملک اور فلسفیوں اور صناعوں میں اپنے معلومات بڑھانے اور جدید سبق حاصل کرنے کیلئے اس عجیب و غریب دُنیا کی سیاحت کا شوق پیدا ہو جائے تو گویا اس کتاب کا مقصد پورا ہو گیا۔ ہندوستان ایک ایسی دُنیا ہے جس سے بہت سبق سیکھے جا سکتے ہیں۔ ملک کے انتظام کرنے والے اس سے یہ سیکھ سکیں گے کہ انسانوں پر حکومت کن طریقوں سے کی جاتی ہے۔

فلسفیون کو اقوام کے خیالات سمجھنے مین آسانی ہوگی اور صناعون کو اِس عجیب وغریب دُنیا مین ایسی نئی نئی صناعیان نظر آئین گی جن کو وہ ابتک بسبب لاعلمی کے بہت ہی حقیر سمجھے ہوئے تھے۔

ہم نے قلم اور تصاویر کے ذریعہ سے یہ کوشش کی ہے کہ اِس عجیب وغریب دنیا کے بعض بیچ اپنے ناظرین کو دکھائین جو بہت سے تمدنون اور اعتقادات کی مولد وموطن ہے۔ لیکن قلم و پنسل مین یہ طاقت کہان ہے کہ وہ اِس دور ودراز دنیا کی قدرتی دلفریبی وخوبصورتی کو دکھا سکے جس کے خوشنما نباتات کی خیرگی و بوقلمونی اور عالیشان مناظر اور مصفا آسمان پر رات کو لاکھون کرورون تارون کی چمک دمک سیاح کو محو حیرت کر دیتی ہے اور اسکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی نئی دُنیا مین آگیا ہے کوئی کیونکر اُن عجیب وغریب پُراسرار شہرون یا اُن پرجبروت پہاڑون کا بیان کر سکتا ہے جو دُنیا مین سب سے اونچے اور ابد لاباد سے برف کا مسکن ہین۔ جب سیاح اُن مردہ شہرون پر سے گذرتا ہے جو کسی زمانہ مین ہمارے یوروپی پایۂ تختون کے ہم پلہ تھے۔ اور اُجڑے ہوئے پُرشکوہ مندرون وعالیشان سنگ سرخ کے محلون کو جو لیکایک کسی جنگل مین سے اُبھرے ہوئے نظر آتے ہین دیکھتا ہے تو وہ اِس عبرتناک نظارہ سے سہم جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ اِن عظیم الشان شہرون اور پرشکوہ مندرون اور جلیل القدر قصرون نے ایسی کیا خطا کی تھی کہ قہر الٰہی اِن پر ٹوٹ پڑا۔ وہ پراسرار مندر جنکا سلسلہ پہاڑون کے تیرہ وتاریک کھوہون مین اندر ہی اندر چلا گیا ہے اور جنمین مشعل یا لالٹین کی روشنی کی مدد سے بیشمار سنگی مورتین سیاح کی طرف جھکی پڑتی ہے ایک عجیب وغریب اثر سیاح پر پیدا کرتی ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سنگی مورتین گویا مردہ خداؤن کے ہزارہا خاموش غلام ہین۔ اِن عجیب وغریب مناظر کی تصویر کھینچنا ایسا ہی محال ہے جیسے کہ کوئی قابل مصور اپنی پنسل سے اِن سنگ مرمر کے خوبصورت قصرون کی نقل بنانے کی کوشش کرے۔ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اِن موتی کے سے شفاف وآبدار پتھرون کو جو سالہا سال مین محنت وصبر سے تراشے گئے اور اُن شہابی دیوارون کو جو کسی مصفا کرہ مین دائمی نیلگون آسمان کی طرف اُٹھی ہوئی ہین۔

اپنی قلم سے تعمیر کردے۔

جب سیاح ہندوستان کے اِن دلفریب مناظر کو دیکھتا ہے تو گذشتہ عظمت و حشمت کی زندہ تصویر اُس کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے اور ایک پرستان کا سمان اُسکی آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔ ہندوستان ہی کی سیاحت مین ہم براے العین دیکھہ سکتے ہین کہ وہ کون سے تدریجی تغیرات ہین۔ جنمین سے انسان کو اب تک گذرنا پڑا ہے۔ یہین آکر ہمین معلوم ہوتا ہے کہ وہ کون سے اختلافی اسباب ہین جو ایک انسان کو دوسرے سے جدا کرتے اور وہ کون سے اتحادی اسباب ہین جو انکو متحد کر دیتے ہین۔ یہین ہمکو یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ کیونکر موجودہ حالت زمانہ ماضی کے اسباب کا نتیجہ اور زمانہ مستقبل کی طیاری ہے۔ یہین ہمکو یہ دریافت کرنیکا موقع ملتا ہے کہ کس طرح پر ہمارے خیالات و دستورات و اعتقادات پشتہا پشت مین لامعلوم طور پر بطور وراثت کے ہمارے جزو طبیعت بن گئے ہین اور ہم اُن کے زیر اثر ہین۔ صرف قرون ماضیہ کے تل طبقات پر نظر ڈالنے سے ہم یہ جان سکتے ہین کہ ہمارے نظامات و اعتقادات کیونکر پیدا ہوے۔ اور اِن زبردست قوتون سے انسانی زندگی مین کیا کیا کارہاے عظیم منتج ہوے اور اب بھی وہ اپنے ارتقائی قانون سے آہستہ آہستہ تمام چیزونکو ایک لامعلوم و پُراسرار نشانہ کی طرف کھینچے لئے جارہی ہین۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب اوّل مرزبوم

باب اوّل - زمین و آب و ہوا

فصل اوّل - ہند کا عام ڈھانچہ

ہندوستان کی شکل ظاہری

شکل ظاہری کے لحاظ سے ہندوستان بجائے خود ایک دنیا ہے - ایک طرف تو عالی شان دیواریں پہاڑوں کی ہیں جن سے پار ہونا محال معلوم ہوتا ہے اور دوسری طرف سمندر کی موجیں ہیں جو اسے تین جانب سے گھیرے ہوئے ہیں - یہ معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے اس ملک کو ہمیشہ کے لئے تمام دنیا سے علیحدہ کر دیا ہے - اس کی حدود پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے

کہ اس سرزمین نے ایک خاص تمدن پیدا کیا ہے جو مٹائے نہیں مٹا اور اس تمدن مین جتنے خارجی اجزا آکر شامل ہوگئے ہین وہ خود اسی مین مرمٹے ہین۔ ہندوستان اس وقت تک وہی متبرک اور پراسرار سرزمین ہے جس کا ذکر بیان کی قدیم شاعری مین کیا گیا ہے۔ اس وقت بھی جب کہ اس ملک کی بے نظیر زرخیزی کی بدولت باوجود بہت سے موانع کے اقوام فاتح نے کئی ہزار سال کے اندر اس پر بیس مرتبہ دھاوا کیا ہے۔ اس وقت بھی جب کہ علوم جدیدہ نے آمد و رفت کی آسانیان پیدا کردی ہین اور فاصلون اور راہ کی مشکلات کو معدوم کردیا ہے ہندوستان کے حدود کا بہت بڑا حصہ سخت دشوار گذار ہے۔ کوہ ہمالیہ کے سارے سلسلہ مین کوئی آسان راستہ موجود نہین اور نہ کوئی عمدہ اور محفوظ بندرگاہ سمندر کے کنارے ہے۔ گویا یہ ایک ملک ہے جو چارون طرف سے بند ہے۔ یہان آنا بھی ویسا ہی مشکل ہے جیسا یہان سے نکلنا۔ پرانی اقوام مین سے جتنی قومین یہان آکر بسین انہون نے یہان سے نکلنے کا کبھی خیال بھی نہین کیا۔

ہندوستان تمام عالم کا ملخص ہے

اس قدر دنیا سے الگ ہونے پر بھی یہ ملک اختلاف آب و ہوا اور اختلاف مناظر کے لحاظ سے گویا تمام عالم کا ایک ملخص ہے۔ وسعت رقبہ اور بلندی و پستی کے اختلاف کی وجہ سے یہان ہر قسم کی آب و ہوا موجود ہے۔ گرمیون کے موسم مین جب کہ ملابار اور کارومنڈل کے سواحل اور پنجاب کے میدان گرمی کی شدت سے بھن رہے ہین اُس وقت پہاڑون کے دامن پر سدا بہار کا موسم ہے اور شمال کی پہاڑی سطحون پر شدت سے ٹھنڈی ہوا ہر چیز کو ٹھٹھرا رہی ہے۔ دوسری طرف ہمالیہ کی چوٹیون پر ایسی موٹی چادر برف کی پڑی ہوئی ہے کہ اس کا مقابلہ صرف اقطاب عالم کے گرد و نواح سے ہوسکتا ہے جب کہ اوائل جون مین جنوب و مشرق کی طرف بارش کی شدت ہورہی ہے اور ندیان ہر طرف زور سے جاری ہین اوڑیسہ اور سندھ کے کاشتکار خشکی کی شدت سے اپنے نیلے آسمان کو مایوسی کی نظرون سے دیکھ رہے ہین اور جتنی بولی رتی مین اپنی سوکھی ندیون کے پانی کو ڈھونڈ رہے ہین۔

مناظر اور آب وہوا مین تضاد اور اس کے اسباب

یہ ایک ملک ہے عظیم الشان منظرون اور عظیم الشان تضاد کا۔ تھار کے دردناک ریگستان

سے ملا ہوا رود گنگ کا وہ زرخیز خطہ ہے جس کو دیکھ کر انسان حیرت مین آجاتا ہے - دکن کی پہاڑی سوکھی سوکھی سطحون کے بیچ بیچ مین وہ ہری بھری گھاٹیان مین جن کے گہرے سبزے کو کوئی چیز تنف نہین کرسکتی - کشمیر کے شاداب ملک سے جو کہ جنت کا نمونہ ہے جب اوپر چڑھے تو وہ خطرناک اور جمی ہوئی پہاڑی دیواریں ملتی ہین کہ طبقات الارض کی تاریخ مین شاید ان سے زیادہ ٹھیٹ بڑے پہاڑ کبھی سطح زمین سے اوپر نہ ابھرے ہون گے. فطرت کے اس شدید تلون اور خود رائی کے دو ہی سبب معلوم ہوتے ہین - اول سطح زمین کی سخت ناہمواری اور دوسرے ندیون کے ذریعے سے پانی کی تقسیم مین سخت نامساوات - انھین دو اسباب نے ایک خطہ زمین کے ہزار خطے بنا دئے ہین اور ایک تھوڑے سے فاصلے کے اندر ایسی مختلف آب و ہوائین پیدا کردی ہین جو دوسرے اقطار عالم مین ایک دوسرے سے نہایت دور دراز فاصلون پر واقع ہوئی ہین -

سطح کی ناہمواری اور پانی کی تقسیم مین نامساوات -

پس ہندوستان کے جغرافیہ مین ہمین سب سے پہلے سطح کی ناہمواری کو دیکھنا چاہیے جو بمقابل سمندر کی سطح کے محسوب ہوتی ہے اور ثانیاً ہمین ان ندیون کی تعداد اور اُن کی سود مندی اور ان کی جہت کو دیکھنا چاہیے جو اس سطح زمین پر جاری ہین - ندیون کے ساتھ ہی ساتھ ہمین بارش کی تقسیم اور مانسون پر بھی نظر ڈالنی چاہیے اس عجیب و غریب ملک مین جو پانی آسمان سے زمین پر گرتا ہے وہ بھی نتائج کے پیدا کرنے مین اسی قدر پُر اثر ہے جیسا وہ پانی جو ندیون کے ذریعے سے سطح زمین پر رواں ہوتا ہے -

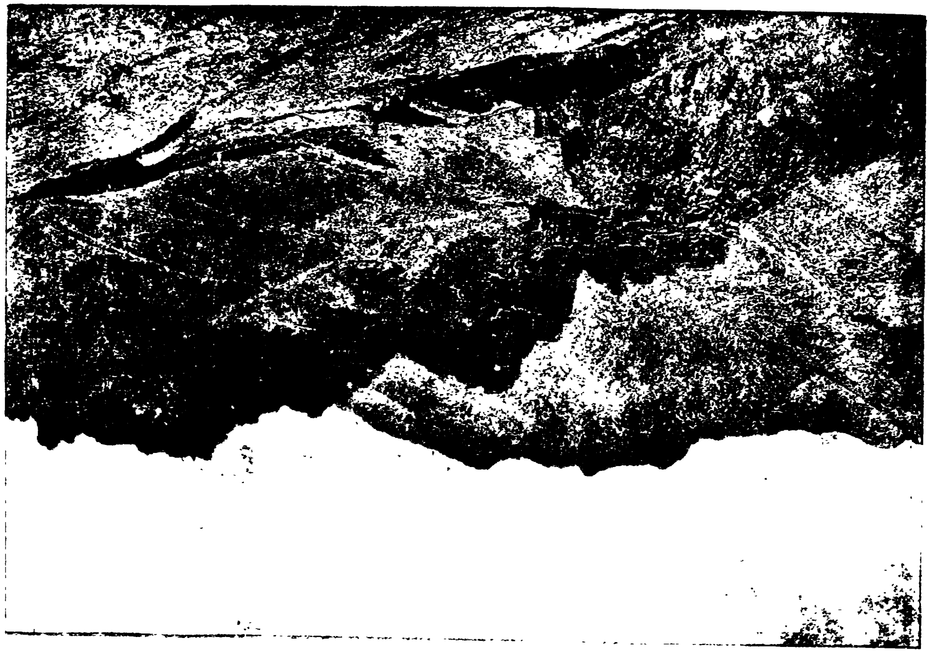
ہندوستان دو مثلثون سے بنا ہوا ہے

ہندوستان کی ظاہری شکل ایک معیّن کی سی ہے جو دو مثلثون سے بنا ہوا ہے - یہ دونون مثلث قریب قریب مساوی ہین اور ان مین ایک ضلع مشترک ہے شمالی مثلث کا اوج تنگا بریت ہمالیہ کی پشتان چوٹیون مین سے ایک چوٹی ہے اور جنوبی مثلث کا اوج کیپ کامرن ہے ان دونون مثلثون کا مشترک ضلع وہ گہری گھاٹی ہے جو خلیج کھمبات سے رود گنگ تک گئی ہے اور جس مین نربدا اور سون کی ندیان ہین - ان مین سے ایک تو مغرب کی طرف جاتی ہے اور دوسری شمال و مشرق کی طرف -

ان دونون مثلثون کے بیچ مین صرف یہی دونون ندیان حد فاصل نہین ہین بلکہ ان کے علاوہ اس گھاٹی کے شمال مین ہمالیہ کا سلسلہ ہے اور اس کے جنوب مین ست پورہ کا سلسلہ۔ پس کہنا چاہیے جزیرہ نماے ہند کے جنوبی حصہ کو شمالی ہند کے تصرفات سے محفوظ رکھنے والی تین قدرتی دیوارین موجود ہین اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ اس خطہ ملک کے سواحل بھی اسی طرح محفوظ کئے گئے ہین۔

ہندوستان و دکن

شمالی مثلث کا نام ہندوستان یعنی ملک ہنود ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ یونانی لفظ انڈیا سے مشتق ہے یونانیون نے اس کو دریاے سندھ (انڈس) کے نام سے جہان تک پہنچے تھے اخذ کیا اور اس ایک ندی کے نام پر اس سارے ملک کا نام رکھا جس مین سے یہ گذرتی ہے اور جس ملک کو فتح کرنے کی انہین بے حد تمنا تھی لیکن یہ اشتقاق پوری طرح مسلم نہین ہے اور ممکن ہے کہ ملک کا نام اس کے مشہور دریا سندھ کے نام پر رکھ دیا گیا ہو۔ مگر اصلی اشتقاق کچھ ہی ہو۔ اس نام کا اطلاق دوسرے ممالک پر بھی ہوا ہے۔ یوروپیون کا عقیدہ ہند کے عجائبات اور اس کی بے انتہا دولت اور زرخیزی کے خیالات سے اس درجہ بھرا ہوا تھا اور نیز اس ملک کی راہ کے پتہ لگانے کی اس درجہ تمنا تھی کہ ان سے اس کی سمت کے متعلق غلطیان وقوع مین آئین جس وقت کرسٹافر کولمبس کے جہاز دنیاے جدید کے سواحل تک جا پہنچے تو اس کا یہی خیال تھا کہ وہ ہندوستان کے ملک مین آگیا۔ مغربی ہند کے سوا خود ایشیا مین اور جزائر بحر ہند کے جزائر مین بہت سے جزایر اور سواحل کا نام ہند پڑ گیا تھا حالانکہ یونانیون نے اس نام کو صرف دوآبہ سندھ کے لئے مخصوص کر دیا تھا ہم اپنی اس تصنیف مین ملک ہندوستان سے صرف وہ جزیرہ نما مراد لین گے جس کے حدود آسام کے پہاڑ کوہ ہمالیہ کوہ کاراکورم کوہ ہندوکش کوہ سلیمان اور سمندر ہین۔ اس جزیرہ نما کے حدود ارضی کے اندر شمالی مثلث کے حصے کو ہم ہندوستان کے نام سے تعبیر کرین گے اور جنوبی مثلث کو دکن کہین گے



فصل دوم - ہندوستان

ہندوستان کی حدود ہندوستان کی بڑی سرحد کوہ ہمالیہ کا سلسلہ ہے جس مین دنیا کے پہاڑون مین سب سے زیادہ بلند پہاڑ واقع ہوے ہین۔ قدیم ہندو اس سلسلہ کی چوٹیون کو دور سے دیکھ کر انہین دنیا کی چھت کہا کرتے تھے۔ جب اس سلسلہ پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالی جاے اور اس کی تمام شاخون کو دیکھا جاے تو یہ ایک سطح مرتفع معلوم ہوگی جس کی اوسط بلندی تقریباً تیرہ ہزار فیٹ اور جس کا بلندترین حصہ تقریباً بیس ہزار فیٹ ہے۔ اس اونچی سطح پر جابجا چوٹیان ہین جن کی بلندی تیس ہزار فیٹ تک پہنچتی ہے یہ حالت ہمالیہ کے مغربی حصہ کی ہے لیکن جس وقت ہندوستان کی مشہور ندیون یعنی سندھ گنگا جمنا اور ستلج کے منابع سے اوپر چڑھین تو پھر ہمین ایک پہاڑی سطح ملتی ہے جو تبت تک منتہی ہوتی ہے اور جس مین پہاڑی سلسلہ کی شان بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔ اس بلندی پر جو کہ یورپ کی اونچی سے اونچی چوٹیون سے بھی زیادہ بلند ہے ہمین وہ ویران اور سنسان خطہ ملتا ہے جو نہ حدود ہندوستان مین ہے نہ حدود ترکستان و تبت مین۔ یہان کسی قسم کے نباتات نہین پاے جاتے اور سطح زمین مین نمک ہونے کی وجہ سے پانی ایک جگہ جمع ہو جاتا ہے یہان ہوا اس قدر رقیق ہے کہ تنفس مین دقت واقع ہوتی ہے اور مسافر کو بھاگنا پڑتا ہے۔ یہان کے باشندون نے اس خطہ کا نام ارض الموت رکھا ہے اور یہ تعریف اس پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ یہین بہ کاراکورم کی مشہور چوٹی جس کی بلندی اس وقت تک معلوم نہین ہے کیا عجب ہے کہ یہ ایک دن گوری شنکر سے بھی جس نے اینڈیز کی چوٹی چمبورازو کو مات کیا بلندی مین گوے سبقت لے جاے۔ گوری شنکر کی چوٹی سلسلہ ہمالیہ کی سمت مشرق مین واقع ہوئی ہے۔ اور دھولگری گوری شنکر اور کنچن جنگا یہ تینون ملکر ایک ایسا بلند سلسلہ پیدا کرتے ہین کہ اس کو اگر سلسلہ ہمالیہ کے فقرات الظہر سے تعبیر کرین تو بیجا نہوگا۔ اس ریڑھ کی ہڈی کے شمال مین گنگ دیسری کا سلسلہ ہے جو تبت مین واقع ہوا ہے اور

اس کے جنوب مین نشیب ہمالیہ کا خطہ ہے جو گنگا کی شمالی شاخون تک ختم ہوتا ہے ہمالیہ کا سلسلہ جو رقبہ مین فرانس کے ملک سے زیادہ وسیع ہے بجاے خود ایک دیوار ہے جو فطرت نے دو ملکون اور دو اقوام کے بیچ مین قایم کی ہے اور اس کا نظیر روے زمین پر نہین ہے بمشکل خیال مین آتا ہے کہ شمالی بلند خطہ مین اور جنوب کی گہری گھاٹیون مین کبھی بھی کوئی تعلق رہا ہو خواہ یہان کے باشندون مین یا ان کے رسوم و اوضاع مین۔

ہندوستان اور چین کے درمیان راہین

ہندوستان اور چین کے درمیان مین صرف دو راستے ہین جو سلسلہ ہمالیہ کے دونون کنارون پر واقع ہوے ہین۔ ایک شملہ سے ہوکر اور دوسرا دارجلنگ سے لیکن یہ دونون راستے ناتمام ہین اور ان سے آمد و رفت بہت کم ہے مسافر اور بنجارے کبھی کبھی اس راستے سے تبت سے ہندوستان کو آتے ہین۔ ان کے مال و اسباب کی چھوٹی چھوٹی گٹھریان بکریون یا مینڈھون کی پیٹھ پر رکھی جاتی ہین۔ کیونکہ یہی جانور ہین جو ان دشوار گذار تنگ دریون سے عبور کر سکتے ہین۔ عموماً یہ پگڈنڈیان ندی نالون کے کنارے کنارے ہوا کرتی ہین لیکن خطہ ہمالیہ کے ندی نالے بھی ایسے نہین ہین جن پر سے لوگ آسانی گذر سکے۔ یہ اکثر گہرے کھڈون کے اندر ہوا کرتے ہین اور ان کی گذرگاہین بالکل پتھریلی ہوتی ہین کبھی تو پانی کی آواز کسی عمیق قعر کے اندر سے بمشکل محسوس ہوتی ہے۔ ان ندی نالون کو پار ہونے کے لیے کہین تو درختون کے تختے استعمال کیے جاتے ہین اور کہین رسے اور پار ہونے کے ساتھ ہی پھر ایسی بلندی چڑھنا پڑتا ہے جس کا محض خیال سر مین چکر پیدا کرتا ہے اس کے ساتھ ہی ہند کے ملک پر بارہا اقوام فاتح کے دھاوے ہوے ہین۔ قدیم الایام سے مغرب زمین کے کل بہادر اور بلند خیال سلاطین کی یہی تمنا رہی کہ اس ملک تک اپنے کو پہنچائین کیونکہ انہون نے کہانیون اور داستانون مین سنا تھا کہ یہان جواہرات کی ندیان بہتی ہین اور یہان کی شادابی اور زرخیزی احاطہ خیال مین نہین آتی۔

اس قلعہ کے دروازے

اس فطرتی قلعہ مین جس کے اندر ہندوستان واقع ہوا ہے صرف شمال و غرب

مین ایک دہانہ ہے۔ یہ دہانہ دریا سے کابل ہے اور اسی راہ سے اسکندر و مغل و افاغنہ اس ملک مین آئے ہین۔ بلاشک یہ وہی راستہ ہے جسے قدیم اقوام آریہ نے اختیار کیا تھا کیونکہ بجز اس کے کوئی اور راستا ایسا نہین ہے جس سے فوج بہ آسانی آسکے۔ اِس ایک منفذ کے بعد سلسلہ سلیمان کے ذریعہ سے پہاڑون کا حلقہ پھر پورا ہوجاتا ہے۔ اگرچہ یہ حلقہ اِس قدر مستحکم نہین ہے جیسا ہمالیہ کا سلسلہ لیکن تاہم روکنے کے لئے کافی ہے۔ اِس ایک راہ کے سوا جس کی حفاظت آج پشاور کی چھاونی اور اٹک کے قلعہ کے ذریعہ سے کی گئی ہے شمال کی طرف جس قدر راہین ہین وہ قریباً ناممکن العبور ہین۔ اسی طرح مشرق کی طرف بھی ہمالیہ کے حلقہ مین ایک بہت بڑا منفذ ہے جس کی راہ سے برہمپتر کی ندی اترتی ہے زمانہ قدیم مین ممالک چین کی اقوام زرد رنگ اسی راہ سے ہندوستان مین آئی تھین لیکن اس مین شک نہین کہ انھین بڑی مشکلات کا سامنا پڑا ہوگا۔ کیونکہ جہان تک ہم خیال کر سکتے ہین برہمپتر کی بند گھاٹی جس کی تحقیقات اِس وقت تک پوری طرح نہین ہوئی ہے کثرت بارش کی وجہ سے ناتجربہ کارون کے لئے گویا بالکل مسدود ہے۔ اس خطہ مین بارش اس شدت اور کثرت سے ہوتی ہے کہ ہر جگہ عالم آب ہوجاتا ہے اور راستون کے علامات بالکل مٹ جاتے ہین خشکیان دلدل بن جاتے ہین اور نباتات اس کثرت اور گنجانی سے پیدا ہوتے ہین کہ آدمی کا قدم آگے نہین بڑھتا نباتات کی وجہ سے ہوا مین سمیت آجاتی ہے اور انھین فطرتی اسباب کا نتیجہ ہے کہ اِس وقت دنیا مین کوئی خطہ نہین ہے جو سمندر مونک سے اس قدر قریب ہو اور پھر اس کی نسبت اتنی کم واقفیت حاصل ہوئی ہو برہمپتر کے بائین کنارے پر آسام کے پہاڑ ہین اور ندی خم کھاتی ہوئی گھاسی اور گارو کے پہاڑون مین سے نیچے اترتی ہے یہ دونون پہاڑ اس سلسلہ کی اخیر کڑیان ہین جو ہندوستان کو شمال کی طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اِن پہاڑون کی زنجیر مین جکڑا ہوا ہندوستان یعنی شمالی ہند گنگا اور جمنا کی گھاٹیون کے بیچ مین ایک طرف تو آبنائے بنگال کی جانب اور دوسری طرف بحر عرب کی جانب بتدریج اترتا آتا ہے یہ دونون ندیان اس کو دو حصون مین تقسیم کردیتی ہین جو

ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہین۔ جنوب مین آکر یہ فرق اور بھی نمایان ہوجاتا ہے کیونکہ یہان کوہ اراولی کا سلسلہ جس مین آبو کا پہاڑ واقع ہوا ہے حد فاصل ہے۔

گنگا اور سندھ کی گھاٹیان رود گنگ کی گھاٹی زرخیزی اور آبادی اور خوبصورتی مین دنیا کے بہترین خطون مین ہے۔ سندھ کی گھاٹی البتہ ایسی نہین بلکہ دیکھا جائے تو یہین ہندوستان کا ریگستان واقع ہوا ہے۔ ان دونون ندیون کے گذرگاہون کا فرق ان کی سمت کی وجہ سے ہے۔ گنگا کا بہاؤ سلسلۂ ہمالیہ کے محاذی واقع ہوا ہے۔ برخلاف اس کے دریاے سندھ کا بہاؤ اس کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتا ہے گنگا جیون جیون بہتی جاتی ہے ہر قدم پر اسے ہمالیہ سے مدد ملتی جاتی ہے اور ہر قدم پر اس مین چھوٹی چھوٹی ندیان اور شاخین جو برف کے پگھلنے سے پیدا ہوئی ہین آن ملتی ہین۔ جیون جیون ندی سمندر کی طرف بڑھتی جاتی ہے وہ وسیع تر خطون کو شاداب کرتی جاتی ہے۔ برخلاف اس کے سندھ جیون جیون اپنے منبع سے دور ہوتی جاتی ہے اس کی شاخین کم ہوتی جاتی ہین اور بہت سی ان مین سے ریتی مین جا کر نیست ہوجاتی ہین کیونکہ ان مین بہاؤ کی طاقت نہین رہتی۔ پنجاب کا ملک البتہ پانچ ندیون کی وجہ سے شاداب ہے لیکن بتدریج یہ ندیان ایک مین مل جاتی ہین جو جنوب و مشرق کی طرف سمندر مین داخل ہوتی ہے اور اپنے بائین کنارے پر بڑے بڑے اوسر اور ناآباد خطے چھوڑ جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدیم زمانہ مین اس حصہ پر سمندر کا پانی ایک بڑی خلیج کی شکل مین تھا۔ کیونکہ شمال ہند کے میدان اور وہ طبقات الارض جو ترائی ہمالیہ کے جنوبی پہلو پر واقع ہوے ہین سب جدید طبقات ہین۔ قدیم طبقات جن مین نائیس اور شسٹ کے پتھر ہین صرف وسط کے حصے مین پائے جاتے ہین۔ بڑی بڑی چوٹیون کے آس پاس زمین شورہ اور پانی کے ایسے علامات موجود ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ قدیم مین ان پہاڑی سلسلون پر سمندر موج زن رہا ہے اور اپنی نشانی چھوڑ گیا ہے۔

نمک کے پہاڑ وہ چھوٹے چھوٹے پہاڑی سلسلے جو ہمالیہ سے ملے ہوے ملک پنجاب کے بلند حصون



(۲۱) کشمیر کا ایک منظر سندھ کی گھاٹی میں

مین واقع ہوے ہین فن جیالجی کے رو سے نہایت دلچسپ ہین - ان مین سے نمک کے پہاڑ ہین جن سے لاکھون من نمک نکلتا ہے - لیکن عجیب بات ان مین یہ ہے کہ یہان طبقات الارض کے قدیم سے قدیم اور جدید سے جدید طبقات ایک ہی مقام پر موجود ہین - سمندر کی موجون نے جو ان پہاڑون سے قدیم الایام مین ٹکرائی ہین اور بارش کے جھونکون نے جو ان کی چوٹیون سے آ کر لڑے ہین ان کی عجب ہیات بنا دی ہے یعنی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعون اور برجون کا سلسلہ ہے جو اس درجہ باقاعدہ ہین کہ گویا انسان کے ہاتھون سے بنے ہین - البتہ اس خطے مین پہاڑون کے اوپر زمانہ قدیم مین اکثر حفاظتی عمارتین اور قلعے بنے ہوے تھے جن کے کھنڈر اس وقت تک موجود ہین - انھین دیکھ کر ہمین ملک فرانس کا زمانہ متوسط یاد آتا ہے جبکہ اسی قسم کے قلعے اور گڑھیان ہر جگہ موجود تھین اور فی الواقع یہ مثال کچھ غلط نہین ہے کیونکہ پنجاب اور بندیل کھنڈ مین بھی ان قلعون سے غرض صرف یہ نہ تھی کہ یہ ملک کو غنیم سے محفوظ رکھین بلکہ ان کے ذریعہ سے اس ظالمانہ اور شخصی حکومت کی بھی حفاظت تھی جو اس وقت اس ملک مین اسی طرح موجود تھی جیسے فرانس مین نارمنون کی چڑھائی کے بعد -

بندیاچل

رود گنگ کے مجرا کا جنوبی حصہ مالوا اور بندیل کھنڈ مین آ کر کسی قدر بلند ہو گیا ہے اور اس کے بعد بندیاچل کا سلسلہ شروع ہوا ہے - بندیاچل بھی ملک ہند کا حجاب حاجز ہے - یہ دو مختلف تمدنون دو مختلف آب و ہواؤن اور زمینون اور اقوام کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے اور ان کو میل جول سے محفوظ رکھتا ہے سندھ اور گنگا کے خطہ مین تو باہر کی اقوام فاتح یعنی اقوام آریہ غالب ہین لیکن دکن مین نربدا کی گہری خندق اور پہاڑون کی دوہری دیوارون نے قدیم باشندگان ملک یعنی اقوام دراوید کو خارجی تصرفات سے محفوظ رکھا ہے اور یہان یہ اقوام اپنے قدیم اعتقادات اور رسوم و عادات پر اس وقت تک بلا کسی میل جول اور آمیزش کے قایم ہین -

فصل سوم - دکن

دکن کی تقسیم سواحل اور مشرقی و مغربی گھاٹ

کسی قدیم زمانہ مین دکن کا خطہ گویا ایک جزیرہ تھا کیونکہ سندھ و گنگا کی گھاٹیون کا معتدبہ حصہ سمندر کے نیچے تھا۔ اُس وقت سمندر کی موجین اُن پہاڑون سے موج زن تھین جو دکن کو حلقہ کی طرح گھیرے ہوے تھے۔ سمندر تو ہٹ گیا لیکن ان پہاڑون کے دامن مین ایک لمبا ساحل چھوڑ گیا اور قدیم اصلی زمین اس ساحل سے تیرہ سو فیٹ [۱۳۰۰] دو ہزار فیٹ [۲۰۰۰] تک بلند رہ گئی۔ پس گویا دکن کے دو حصے ہین جن کی ظاہری صورت اور پیداوار اور باشندون مین بین فرق ہے۔ ان مین پہلا حصہ پست سواحل کا ہے جس مین شمالی کوکن جنوبی کوکن اور ساحل مالابار بحر عرب کے کنارے واقع ہوے ہین اور سواحل کارومنڈل اور سرکار کا خطہ اور اوڑیسہ خلیج بنگالہ پر۔ دوسرا حصہ دکن کا ایک عظیم الشان پہاڑی ملک ہے جس کا اوتار مغرب سے مشرق کی طرف ہے اس کے ایک طرف ساتپورا کا پہاڑی سلسلہ ہے اور دو طرف گھاٹ ہین جو اس پہاڑی حصہ اور سواحل کے بیچ مین حد فاصل ہین۔ دو پہاڑی سلسلے جو دکن اور سمندر کے درمیان مین واقع ہوے ہین مغربی اور مشرقی گھاٹ کے نام سے مشہور ہین۔ ان مین سے مشرقی گھاٹ زیادہ بلند نہین ہین اور ساحل مین آکر مل جاتے ہین۔ ان گھاٹون مین کئی منفذ ہین جن کی راہ سے ندیان نکلی ہین جو اوتار کی طرف بہتی ہوئی خلیج بنگالہ مین داخل ہوتی ہین۔ مغربی گھاٹ بہت زیادہ مسلسل ہین اور ساحل کے متوازی جنوب تک چلے گئے ہین۔ اگرچہ یہ گھاٹ مانسون کی بارش و طوفان کے لیے ایک مضبوط اور مسلسل دیوار کی حیثیت رکھتے ہین لیکن اگر ہم ان پر دکن کی بڑی سطح کی جانب سے نظر ڈالین تو یہ بہت شاندار نہین معلوم ہوتے اور ساحل کے قریب اگرچہ ان کی بلندی سات آٹھ سو فیٹ سے زیادہ نہین رہتی۔ فی الواقع یہ قدیم ساحلی پہاڑ ہین اور اس وقت تک ان کی یہ حیثیت قایم رہی ہے۔ جہان کہین ساحل تپلا ہو گیا ہے یہ بالکل سمندر کی موجون تک پہنچ گئے ہین۔ ان ساحلی پہاڑون اور بلند سطح زمین کے بیچ مین جابجا درے واقع ہوے ہین جو کم و بیش

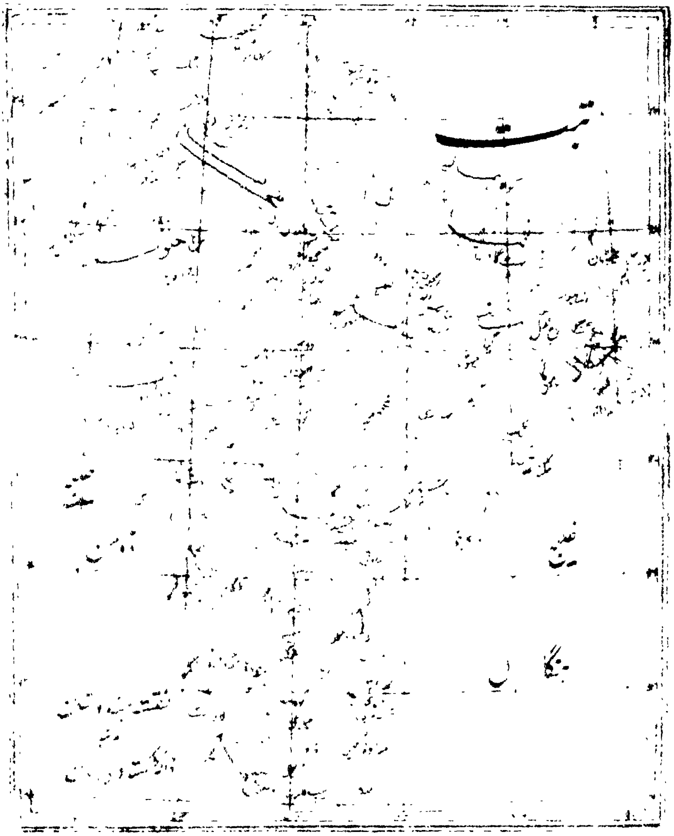
دشوار گذار ہیں۔ ان میں سے مشہور درہ بھورگھاٹ کا ہے جن کو کلید دکن کا نام دیا گیا ہے جنوب کی طرف مغربی گھاٹ دفعۃً ایک بلندی پیدا کرتے ہیں جس میں نیلگیری کا مشہور پہاڑ ہے جو اپنی آب وہوا اور خوش منظری کے لحاظ سے دکن کا سوئزرلینڈ کہلاتا ہے۔ نیلگیری کے جنوب میں پال گھاٹ کا اوتار واقع ہوا ہے اور یہاں گویا گھاٹ کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اگرچہ یہ دوسرے ناموں سے کیپ کامرن تک منتہی ہوتا ہے یہی شگاف ہے جو مغربی اور مشرقی گھاٹوں کے درمیان میں راستہ پیدا کرتا ہے اور اس وقت اس شگاف میں ہوکر ایک ریل گزری ہے جو مدراس اور کیالی کٹ کو ملاتی ہے جس وقت شمال و مشرقی مانسون خلیج بنگالہ کو تہ وبالا کرتی ہے یہ گھاٹ طوفان کی شدت کو روکتے ہیں اور جہاز آرام سے بحر عرب میں رواں ہوتے ہیں۔ لیکن جب جہاز پالگھاٹ کے شگاف کے مقابل پہنچتے ہیں تو روک نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سمندر میں سخت تلاطم پایا جاتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہوا کو منفذ مل جانے کی وجہ سے وہ سارے شگاف کو طے کرتی ہوئی جزیرہ نما کے دوسری جانب پہنچ جاتی ہے اور سمندر میں تلاطم پیدا کرتی ہے۔ دکن کے ساحل کی بابت یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تھوڑا زمانہ ہوا سمندر کے تصرف سے چھوٹ کر خشکی میں آیا ہے۔ بالفعل زمین کا بلند ہونا موقوف ہو گیا ہے مگر بعض مقامات پر اس کا عکس نظر آ رہا ہے یعنی زمین دھنستی جاتی ہے شہر بمبئی سے بہت قریب ایک مقام پر زمین دھنس جانے کی وجہ سے ایک بڑا جنگل جو سال ہا سال سے زمین کے اندر پٹ ہو گیا تھا اوپر کو آ گیا ہے۔ اسی طرح گنگا کے دہانے کے قریب کا خطہ جس کو سندربن کہتے ہیں اور جس پر کلکتہ کا شہر ہے بتدریج دھنس رہا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک دن اترتے اترتے ایک ایسے قعر میں پہنچ جائے گا جو سمندر کے اندر ہے۔ اس قعر کے کنارے تو بآسانی محسوس ہوتے ہیں لیکن اس کی تھاہ نہیں ملتی۔ پس سمجھنا چاہئے کہ زمین بتدریج اس خطرناک قعر کی طرف جھکی جا رہی ہے۔

دکن کا پہاڑی حصہ دکن کی پہاڑی سطح ایک پرانی زمین ہے جس میں کسی زمانہ میں بے انتہا آتش فشاں پہاڑ تھے۔ ان پہاڑوں سے جو پگھلتا ہوا مادہ نکلا اور جس کو اصطلاح میں لاوا کہتے ہیں اس نے ساری زمین کو

چھپا دیا۔ اگر اس ملک مین بارش کی کثرت نہ ہوتی اور اس نے پتھرون کو گھلا کر رادہ نہ بنا دیا ہوتا تو اس پتھریلی زمین مین ہرگز کسی قسم کی قوت نہ ہوتی۔ لیکن سال بسال دراز کے موسم بارش کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جہان کوہون تک اور پہاڑی زمین ہے وہان جابجا وسیع گھاٹیان بھی ہین جن مین پانی کی کثرت اور گرمی کی حدت سے ایسی زوروار زراعت ہوتی ہے کہ باید وشاید۔ اس دوہری پہاڑی دیوار کی بدولت جو اس ملک کے شمال مین واقع ہوئی ہے اور نیز نربدا اور سون کی گہری گھاٹیون کے بدولت دکن اقوام فاتح کے متواتر دھاوون سے محفوظ رہا ہے اور اسی وجہ سے قدیم باشندگان ملک یعنی اقوام دراویڈ کا وجود بندیاچل کے جنوب کی مین پایا جاتا ہے گویا یہان فطرت نے اخراج ان کے روکنے کا پورا انتظام کر دیا تھا۔

کیپ کامرن اور سیلون اور جزایر مالدیو ولکادیو

ہند کا اخیر نقطہ کیپ کامرن ہے اور اس سے ملا ہوا سیلون کا جزیرہ ہے۔ اگرچہ اس جزیرہ کے حالات یا تاریخ کا بیان کرنا ہماری تصنیف کے اغراض سے خارج ہے لیکن صرف جغرافیہ ہند کی تکمیل کے لحاظ سے ہم بر سبیل اختصار سیلون اور دوسرے قرب وجوار کے جزایر کا ذکر اس مقام پر کرتے ہین۔ جزیرہ سیلون جو رقبہ مین فرانس کے دس بارہ اضلاع کے برابر ہے ہند کے براعظم سے بالکل علیحدہ نہین ہے۔ ایک سلسلہ چھوٹے چھوٹے جزایر کا جن مین رامیشورم اور منار کسی قدر بڑے ہین اس کو اُس مقام تک پہنچا دیتا ہے جو براعظم سے بالکل ملا ہوا ہے۔ ان جزایر کے درمیان مین پہاڑیان ابھری واقع ہوئے ہین جن پر بمشکل دو چار فیٹ پانی رہتا ہے اور ان کو بحیثیت مجموعی راما کا پل کہتے ہین اس فطرتی دیوار مین تین منفذ ہین جن مین سے ایک اتنا چوڑا ہے کہ چھوٹے جہاز اس مین سے عبور کر سکتے ہین۔ راما کے پل کے شمال اور جنوب مین دو خلیج واقع ہوئے ہین جن مین سے ایک کا پانی بالکل سکون کی حالت مین ہے اور یہان مانسون کے زمانہ مین جہاز پناہ لیتے ہین۔ جزیرہ سیلون کے دو حصے ہین شمالی حصہ مین جو سطح ہے نہایت گنجان جنگل ہے اور جنوبی حصہ پہاڑی ہے سب سے اونچی چوٹی حضرت آدم کے نام سے مشہور ہے اس کی بلندی تقریبًا ہزار فیٹ ہے اور اس پر وہ پیر کا نشان ہے جو بدھ کی طرف سے منسوب کیا جاتا ہے۔ ہند کے جنوب اور مغرب کی طرف دس بارہ جزیرے ہین جو جزایر لکادیو اور مالدیو


تبت

کہلاتے ہین - ان جزائر کی ساخت بہت عجیب ہے اور اس کے متعلق انگلستان کے مشہور علم طبیعات دانون کی راے یہ ہے کہ یہ ایک مسلسل پہاڑی سلسلے کی چوٹیان ہین جو پانی کے اوپر رہ گئی ہین اور باقی حصہ تہ آب ہوگیا ہے یہ وہ جزائر ہین جن کو مونگے کے کیڑون نے بنایا ہے اور ان کی شکل ایک مدور حلقہ کی ہے جس کے اندر جھیل ہے - کل جزائر اسی شکل کے ہین اور ان کی مجموعی ہئیات بھی دائرہ نما ہے -

فصل چہارم - ہندوستان کی بڑی ندیون کے مجرا

ہندوستان کی ندیان مصنوعی ذرائع آبپاشی

اگرچہ ملک ہند دنیا کے ممالک مین سب سے زیادہ شاداب ہے لیکن وہ پانی جو اس کی سطح پر روان ہوتا ہے ہرگز اس کے تمام حصون کی آب رسانی کے لئے کافی نہین ہے - نہ صرف ندیون کی تقسیم مساوی طور پر واقع ہوئی بلکہ جو پانی ان مین مختلف موسمون مین جمع ہوتا ہے وہ بھی ایک حالت پر نہین رہتا ایک بڑی گہری ندی جو بارش کے زمانہ مین زور شور سے چلتی ہے گرمیون مین بالکل تھوڑی اور پایاب ہوجاتی ہے اور یہ گویا اپنے مجرا کے زمینون کی آب رسانی نہین کرسکتی علاوہ برین ہند کی ندیان اپنے مجرا کو بدلتی رہتی ہین اور وہ شادابی جو ان کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہے جس مقام سے ندی ہٹ گئی وہ بالکل خشک اور اوسر ہوجاتا ہے - گاؤن کے گاؤن بے چراغ اور ویران ہوجاتے ہین اور ان کے باشندے جوق جوق ان مقامات پر جا بسنے ہین جہان ندی نے نیا مجرا قائم کیا ہے پانی کی قلت سے بچنے اور ندیون کے چڑھاؤ اور اتار اور ان کی اٹکھیلیون سے محفوظ رہنے کے لئے قدیم الایام سے ہندون نے مصنوعی ذرائع آبپاشی کی طرف توجہ کی - ندیون کے آر پار بڑے بڑے پشتون کا تعمیر کرنا اور پانی کو روک کر نہرون یا وسیع حوضون مین لے جانا یا یہ کہ آب روان کو روک کر بڑے بڑے تالاب بنانا یہ وہ ذرائع ہین جو قدیم زمانہ سے ہند

مین موجود ہین - کاویری ندی کا مشہور بند جو پندرہ سو[1500] سال قبل بنا تھا اور اس وقت تک موجود ہے حیدرآباد کے
بڑے اور عمیق تالاب جن مین سے ایک کا رقبہ تقریباً نو ہزار ایکڑ ہے اور بندیل کھنڈ مین مہوبا کی مشہور جھیل ان
قدیم ذرایع آبپاشی کی مثالین ہین - اس براعظم کی ندیان دو جانب کو سمندر مین آتی ہین ایک طرف خلیج بنگالہ مین
اور دوسری طرف بحر عرب مین - اب ہم مختصر طور پر ان کے مجرا کو بیان کرین گے -

گنگا کا مجرا اور اس کی شاخین

مجراے گنگ - اگرچہ ہنود ایک ندی کو بوجہ ان عظیم منافع کے جو ان سے حاصل
ہوتے ہین بجاے دیوتا کے سمجھتے ہین لیکن گنگا سے زیادہ متبرک کوئی ندی اس ملک مین نہین ہے کیونکہ
ہنود اس کی پرستش مثل خدا کے کرتے ہین ہند کی اور بڑی ندیون کی طرح گنگا کا منبع بھی ہمالیہ پر واقع ہوا ہے
اور یہ ندی ہمالیہ کے سلسلہ کو قطع کر کے نیچے اترتی ہے تیرہ ہزار آٹھ سو[13800] فیٹ کی بلندی پر دو چھوٹی سوتین
جن کو الکانندا اور بھاگیرتھی کہتے ہین برفستان سے نکل کر مل جاتی ہین اور یہین سے گنگا شروع ہوتی ہے یہ دونون
سوتین اور ان کے حوالی ہنود کی نظرون مین نہایت متبرک مقامات ہین کیونکہ شیوجی کا تخت یہین ہے -
خوش نصیب وہ شخص ہے کہ جس کو قسمت سفر کی مصیبتون کے بعد بھی اس مقام مبارک تک پہنچا دے
یہ دو یوروپین سیاح تھے جو سب سے پہلے اس خطرناک مقام تک پہنچے جہان بھاگیرتھی اپنی برف کی گپھا
سے نکلتی ہے لیکن اب ہنود زوار بھی اپنی جانون پر کھیل کر نہ صرف اس مقام تک بلکہ اس سے بھی اوپر
پہنچ جاتے ہین اور اس متبرک ندی کے اصلی منبع پر جا کر پرستش کرتے ہین - جس مقام پر الکانندا اور بھاگیرتھی
باہم ملی ہین اس کا نام موصل مبارک رکھا گیا ہے اور یہان ایک عبادت گاہ بنی ہوئی ہے جہان کثرت سے
زوار جاتے ہین سال بسال اکثر ہردوار سے جہان ہر سال مارچ اور اپریل کے مہینون مین لاکھون زوار آتے ہین
بعض وقت ان کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچ گئی ہے - ان زوارون مین سے سب کی غرض مذہبی نہین ہوتی
بلکہ بہت سے ان مین سے تاجر ہین جو ایسے مواقع پر تجارت کی غرض سے جمع ہوتے ہین - گنگا کی ایک
بڑی شاخ یعنی جمنا کا منبع بھی اس کے قریب ہی واقع ہوا ہے لیکن یہ ندی خاص ہمالیہ سے نکلتی ہے یہ بھی بہ نسبت

مین گنگا سے کچھ کم نہین۔ جس مقام پر گنگا مین آکر ملی ہے وہان الہ آباد کا شہر ہے گنگا مین ملنے سے پہلے چنبل اور سندھ کی دو ندیان جمنا مین آملتی ہین۔ الہ آباد سے اُتر کر گنگا کے کنارے بنارس کا مشہور شہر ہے جو ندی کی بائین جانب واقع ہوا ہے اس سے زیادہ متبرک کوئی شہر ہندوستان مین نہین اور یہ برہمنون کے مذہب کا کعبہ ہے ہندو گنگا کو جسے وہ گنگا مائی کہتے ہین اس قدر مانتے ہین کہ جس وقت گورنمنٹ انگریزی نے دوآبہ کی نہر کو جو ہردوار سے کانپور تک گئی ہے بنانا شروع کیا تو اُس وقت ایک بلوہ کی صورت پیدا ہوگئی اس نہر کے بنانے مین تقریباً اسی قدر مٹی کھودنی پڑی جتنی سویز کی نہر مین۔ اسی طرح جب گنگا مین مُردے بہانے کی ممانعت کی گئی تب بھی گورنمنٹ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اب بھی ہندو اپنے مردون کی لاشون کو آنکھ بچا کر ایک قسم کے بیڑے باندھ کر اس مین بتی لگا کر پانی پر بہادیتے ہین اور دور سے یہ چراغ پانی کی سطح پر تیرتے ہوئے نظر آتے ہین۔ جمنا کے نقطۂ اتصال تک گنگا جنوب و مشرق کی طرف بہتی ہے لیکن اس سے ملنے کے بعد اس کا بہاؤ ٹھیک مشرق رو ہوجاتا ہے اور آگے بڑھ کر یہ دفعۃً جنوب کی طرف مُڑ جاتی ہے اس مقام سے اوپر اس کے داہنے کنارے پر سون کی ندی آملتی ہے اور بائین کنارے پر کئی ندیان جو ہمالیہ سے یا ہمالیہ پار سے نکلتی ہین اس مین شامل ہوجاتی ہین۔ ان کے منجملہ گھاگرا گنڈک بھاگمتی اور کوسی ہین۔ میدان مین آنے اور ملک مین شادابی پھیلانے سے پہلے یہ کل ندیان اُس تیرہ و تاریک حلقہ سے گذرتی ہین جس کا نام ترائی ہے۔ یہ وہ دلدل والی زمین ہے جو پہاڑون کے دامن مین واقع ہوئی ہے۔ ہمالیہ کی قطعہ دیوار مانسون کی رطوبت کو روک کر جنوب کی طرف پھیر دیتی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہاڑ کے دامن مین رطوبت کثرت سے جمع ہوجاتی ہے نباتات نہایت گنجان اور زوردار پیدا ہوجاتے ہین زمین کی حالت ایک دلدل کی سی ہوجاتی ہے اور ہوا مین وہ سمیت داخل ہوجاتی ہے جو انسان کے لیئے قاتل ہے۔ ترائی کے حدود کے اندر قیام کرنا بالکل محال ہے بلکہ اس مین سے گذرنا بھی خطرہ سے خالی نہین۔ اس حصہ کو چھوڑ کر گنگا کا سارا مجرا ایک نہایت زرخیز و پُرحاصل خطہ ہے۔ ہندوستان کی اور ندیون کی طرح گنگا مین بھی موسم کے اختلاف سے بڑا تغیر ہوجاتا ہے

بارش کے زمانہ میں اس کا پاٹ بے انتہا وسیع ہو جاتا ہے۔ کاشت کار کناروں سے ہٹ کر کچھ زمین درست کر لیتے ہیں جس پر وہ ایک درمیانی فصل بو دیتے ہیں اتنے میں ندی کا پانی گھٹ کے ایک شاداب اور سیر حاصل مٹی کی تہ چھوڑ جاتا ہے جس پر وہ کھیتی کرتے ہیں۔ گنگا کا بہاؤ نہایت ہی ناہموار و پیچدار ہے اور اس کو درست طور پر معلوم کرنا اور اس کی شاخوں کا پتہ لگانا آسان امر نہیں ہے۔ اس کے دہانوں پر کثرت سے چھوٹے چھوٹے جزیرے اور دلدل ہیں کہ ان کی ہیئت گویا ہر سال بدلتی رہتی ہے علاوہ بنادر جہاں تک کسی زمانے میں بڑے بڑے جہاز آتے تھے اب ان تک چھوٹی کشتیاں بھی نہیں پہونچ سکتیں ایک بندر کلکتہ کا رہ گیا ہے جہاں لاکھوں روپیہ کے صرفے سے انگریزی گورنمنٹ نے یہ نتیجہ حاصل کیا ہے کہ جہاز وہاں تک آجا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے نہ صرف بہت بڑے خرچ کی ضرورت ہے بلکہ مسلسل کوششیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔

دارالسلطنت گور | قدیم زمانہ میں گنگا کے دہانہ کے اوپر والے حصے پر گور کا شہر تھا لیکن جس وقت ندی نے اس کو چھوڑ دیا تو باشندوں کو یہاں سے بھاگنا پڑا اور اب اس قدیم دارالسلطنت کے صرف کھنڈر ہی کھنڈر رہ گئے ہیں جن کے آس پاس گھنا جنگل ہے۔ دہانہ تک پہونچنے سے پہلے گنگا کی کئی شاخیں ہو جاتی ہیں جن میں سے پدما ایک شاخ ہے جو آگے برہم پتر میں مل جاتی ہے لیکن سب سے زیادہ متبرک شاخ بھاگیرتھی ہے جس کا دوسرا نام ہوگلی ہے۔ کلکتہ اسی ندی پر واقع ہوا ہے اور یہ دارالسلطنت ہند اور سمندر کے بیچ میں آمد و رفت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

گنگا کا دہانہ | خلیج بنگالہ میں جو ندیاں آگرتی ہیں ان میں سب سے بڑی ندی گنگا نہیں ہے بلکہ برہم پتر کا وہ حصہ ہے جس کو میگھنا کہتے ہیں اس میں کشتیوں کی آمد و رفت محال ہے کیونکہ اس کی دھاریں انتہا تیز ہے اور اس میں جا بجا ریتی کے چر واقع ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے اس میں بڑے بڑے بھنور ہیں جو کناروں سے آکر اس زور سے ٹکراتے ہیں کہ ان میں سے بندوق کی آواز نکلتی ہے۔ وہ ریتی جس کو گنگا بہا کر لاتی ہے اور جس کی مقدار کئی لاکھ مکعب گز ہے سندربن کے جزایر پر آکر جم جاتی ہے اور انہیں روز بروز بڑھاتی جاتی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا خطہ بعوض اس کے کہ سمندر کے اندر خشکی کی حیثیت پیدا کرے خود بخود دھستا جاتا ہے اور ایک دن پانی کے نیچے غائب ہو جائے گا - اسی وجہ سے انگریزون کا مقولہ ہے کہ یہ ایک ایسا حاشیہ ہے کہ جس کے آگے زمین کا پتہ ہی نہین لگتا - اسی طرح کا ایک غار دریاے سندھ کے دہانہ پر بھی جزیرہ نما کی دوسری جانب واقع ہوا ہے - یہ ندی بھی لاکھون من ریت کو بہا کر لے جاتی ہے لیکن اس کے بہت بڑے حصے کو سمندر کی اندرونی دھارین جو اس حاشیہ کے نیچے واقع ہوئی ہین نگل جاتی ہین گنگا کا طول ایک ہزار پانسو پچاس میل ہے -

سندھ کا مجرا | دریاے سندھ کا مجرا - مجراے سندھ کی حالت مجراے گنگ سے بہت مختلف ہے اس خطے مین اس قدر پانی نہین پہونچتا جتنا گنگا کے خطے مین اور اسی وجہ سے یہ اس قدر شاداب بھی نہین ہے - اس کے نصف سے زیادہ حصہ مین تھار کا ریگستان واقع ہوا ہے جو اس مین اور ہندوستان مین حد فاصل ہے - اگر اس ندی کے اوپر والا حصہ جس کو پنجاب کہتے ہین گنگا کے مجرا سے متصل نہ ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ دریاے سندھ کو جزیرہ نماے ہند سے کوئی تعلق ہی نہین ہے - یہ پنجاب کا ملک بہت بڑا ذریعہ آمد و رفت کا ہے اور قدیم فاتحین ہند دریاے کابل سے گذر کر اسی ملک سے ہندوستان کو آئے ہین یہین بڑے بڑے شہر اور شاداب خطے ہین جو گنگا کے خطون کے مماثل ہین - دریاے سندھ کے دوسرے حصون مین گرمی کا موسم بہت ہی شدید ہوتا ہے اور پانی کی قلت کی وجہ سے یہان رونق و آبادی نہین ہے - جون جون یہ ندیا اپنے پہاڑی منبع سے دور ہوتی جاتی ہے اس مین پانی کم ہوتا جاتا ہے اور اس کی روانی مین سستی آتی جاتی ہے - یہان تک کہ یہ سمندر تک پہونچتی ہے اس کی شاخون مین سے بعض مثل سرسوتی کے ایسی ہین جن مین کمی بیشی کی نوبت نہین آتی بلکہ وہ ریگستان کے ریت ہی مین مٹتی ہین - دوسری شاخین سندھ مین لاحق ہونے سے پہلے آپس مین مل جاتی ہین -

پنجاب کی پانچون ندیان | پنجاب کی مشہور پانچ ندیان جن سے اس ملک کا نام پڑا ہے ستلج چناب

بیاس جہیلم اور راوی ہین۔ ان کے منابع غربی ہمالیہ مین واقع ہوے ہین۔ ستلج بھی جو کہ سندہ کی سب سے بڑی شاخ ہے ہمالیہ کے اُسی حصے سے نکلی ہے جہان سے گنگا اور جمنا نکلی ہین لیکن ستلج و سندہ کا تعلق فی الواقع ہمالیہ پہاڑ کے شمالی حصے سے ہے اور میدان مین پہونچنے سے پہلے اِن ندیون کو ہمالیہ کے پورے سلسلے سے گذرنا پڑتا ہے۔ انہون نے پہاڑون کے اندر عمیق گھاٹیان کاٹی ہین اور جن مقامات پر بڑے بڑے پتھر اِن کے سدراہ ہوے ہین وہان ان مین جھیل کی طرح بے انتہا پانی جمع ہوگیا ہے یہان تک کہ یہ اپنے بند کو توڑ نکلی ہین اور نہایت زور کے ساتھ نیچے اوتر کر سیلاب پیدا کر دیے ہین اور بعض وقت شہر کے شہر بہا لے گئی ہین دریاے سندہ کا بہاو دور تک مشرق سے مغرب کی طرف واقع ہوا ہے ننگا پربت تک پہونچنے کے بعد یہ جنوب کی طرف مڑ کر ہزارہ کی پہاڑی حصے مین سے گذرتی ہے اور یہان سے آگے بڑھ کر اس کے داہنے کنارے پر کابل کی ندی ہین جو کہ ہندوستان کا دروازہ اور فوج کشیون اور تجارت کا ذریعہ ہے اِس مین آملتی ہے۔ اٹک اور پشاور کے قلعے سندہ اور اس کی شاخون پر واقع ہوئے ہین۔ یہ گویا حکومت انگریزی کے مقدمۃ الجیش ہین۔ اِس ندی کے کنارے کنارے ایک ریل گئی ہے جو سرحد تک منتہی ہوتی ہے۔ وہ میدان جس مین سے سندہ گذرتی ہے اِس درجہ مسطح ہے کہ اِس مین ڈھال نہونے کی وجہ سے ندی بھٹکتی پھرتی ہے اور ادنی روک پر بہاؤ بدل دیتی ہے۔ سوکھی ہوئی ندیان جو اس وقت اِن غیر آباد خطون مین (جو کسی وقت اِن کے پانی سے سیراب ہوتے تھے) نظر آتی ہین تعداد مین اُسی قدر ہین جتنی کہ تر ندیات۔ ایک سلسلہ نہرون کا جو زیادہ تر خشک رہتی ہین لیکن بارش کے زمانہ مین لب ریز ہو جاتی ہین سندہ کے مختلف شاخون کو ایک دوسرے سے ملاتا ہے۔ اِس کی صورت ایک نہایت پیچیدہ جالے کی سی ہے جو ہر وقت بدلتا رہتا ہے۔

رود سندہ کا دہانہ جن دہانون سے یہ ندی سمندر مین داخل ہوئی ہے اُن کی صورت بھی ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ وہ بے انتہا ریتی جس کو یہ ندی بہالاتی ہے خود اس مین روک پیدا کر دیتی ہے جس کی وجہ سے دہانے بدلتے رہتے ہین۔ دریاے سندہ پر کشتی رانی گویا محال ہے نہ اس کے دہانے پر کوئی بندر قایم ہوسکتا ہے اور

جتنے بند قدیم الایام مین قایم ہوے ہین وہ یکے بعد دیگرے دھارے کے بدلنے سے نیست ونابود ہوگئے ہین۔ اس کے شاخون کی یہ حالت ہے کہ کہین تو وہ ایسی گہری ہین کہ ان مین بڑی بڑی کشتیان چل سکتی ہین اور کہین وہ بالکل پایاب ہین۔ اپنی بے معنی اٹکھیلیون کی وجہ سے سندہ کی ندی بتدریج مغرب کی طرف کھسکتی جاتی ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کسی قدیم زمانے مین اس مین پانی زیادہ ہوگا اور اُس کی تقسیم زیادہ تر مساوی ہوگی اور اس مین شاخین بھی زیادہ شامل ہوی ہون گی اور جو خطہ اسوقت ریگستان کی صورت مین ہے اس قدر غیر آباد نہ ہوگا۔ ہندون کی قدیم کتابون مین اس ملک کا نام ہفت آبہ تھا نہ کہ پنجاب جیسا اب ہے۔ انہین کتابون مین بڑی بڑی ندیون کا ذکر ہے جن کا وجود اب باقی نہین رہا اور انہین سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت مین سرسوتی ایک بہت بڑی ندی تھی جو سندہ مین آکر ملتی تھی لیکن بیدیوی دفعۃً غائب ہوگئی۔ اصل یہ ہے کہ ریگستان کی ریتی اسے کھاگئی اسی طرح اور ندیان تھین جو بالکل خشک نہین ہوگئین بلکہ انہون نے سطح کے نیچے سوتے پیدا کرلئے جیسا کہ اس وقت ان کے مجرون مین کنوے کھودنے سے ثابت ہوتا ہے سندہ کی ندی ہندوستان کی ندیون مین سب سے لمبی ہے اور اس کا طول اٹھارہ سو میل ہے۔

نربدا و تاپتی | نربدا اور تاپتی کے مجرا۔ وہ دو ندیان جو پہاڑون کے ساتھ مل کر ہندوستان اور دکن کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی ہین نربدا اور تاپتی ہین۔ ان مین سے پہلی کا طول ۵۳۷ میل اور دوسری ۴۱۰ میل ہے نربدا کا امرکنٹک سے جو وسط ہند کے پہاڑی سلسلے کا سب سے مرتفع حصہ ہے نکلتی ہے یہ نہایت سرعت کے ساتھ مشرق سے مغرب کو ایک بہت ہی عمیق گھاٹی مین سے ہوکر جو ساتپورہ اور بندیاچل کے سلسلون کے بیچ مین واقع ہوئی ہے سمندر مین داخل ہوتی ہے۔ چونکہ اس مین نشیب وفراز بہت ہے یہ کشتی رانی کے لئے موزون نہین ہے اس کے منبع سے قریب ہی وہ مشہور سنگ مرمر کے پتھرون کا درہ واقع ہوا ہے جہان ندی کا پانی نہایت صفائی وپاکیزگی کے ساتھ سفید سنگ مرمر کی دیوارون کے بیچ مین سے جاری ہوتا ہے صبح کے آفتاب کی کرنین جب اس پر پڑتی ہین تو عجب رنگ آمیزیون کا لطف نظر آتا ہے۔ گنگا کے بعد نربدا ہی ہنود مین

زیادہ مقدس ندی ہے۔ اس مین لوگ کثرت سے نہاتے ہین اور اس کے سنگ ریزے اپنے گھرون کو لیجا کر اُن کے تعویذ بناتے ہین۔ دکن کے ملک مین خارجی اثر بعوض اس کے کہ فوج کشیون کے ذریعہ سے آتا انھین نربدا کے زوّارون کے ذریعہ سے آیا ہے۔ نربدا خلیج کھمبایت کے آخر مین جا گرتی ہے اور اس کا دہانہ تاپتی کے دہانہ کے قریب واقع ہوا ہے یہ ندی اگرچہ اس قدر بڑی نہین ہے لیکن اس کا سیلاب نہایت پُر زور ہوا کرتا ہے سورت کے شہر کو جو تاپتی کے دہانہ پر ہے ہمیشہ بند اور پشتون کے ذریعہ سے ندی کے دست بُرد سے محفوظ رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے

ماہی اور سابرمتی نربدا کے شمال مین تین چھوٹی ندیان واقع ہوی ہین جو پہاڑون سے نکل کر گجرات کے خطے کو شاداب کرتی ہین یہ بھی خلیج کھمبایت مین آگرتی ہین۔ ان مین سے ماہی کا طول ۳۵۰ میل اور سابرمتی کا جس پر احمد آباد واقع ہوا ہے تقریباً دو سو [۲۰۰] میل ہے۔

آبِ شور کی کھاڑیان تاپتی کے بعد کیپ کامرن تک کوئی بڑی ندی بحر عرب مین داخل نہین ہوتی۔ مغربی گھاٹ ساحل سے اس قدر دور واقع ہوے ہین کہ ان سے جو پانی گرتا ہے وہ تنگ نالون مین ہو کر بہتا ہے اور مانسون کے زمانہ مین یہ نالے بہت بھر جاتے ہین۔ البتہ پال گھاٹ کے تنگناے مین سے ایک چھوٹی ندی جس کا نام پونانی ہے پہاڑون کے مغربی حصہ سے نکلی ہے۔ اس مقام پر دو تین ندیان کاویری کی بعض شاخین گھاٹ کے مغربی جانب سے نکلی ہین۔ پونانی کے جنوب مین ساحل کے کنارے کنارے اور سمندر کی متوازی کھاڑیان یعنی آب شور کی شاخین ہین جو ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین اور نہر کا کام دیتی ہین۔ ان کے ٹھیرے پانی مین کشتیان آسانی کے ساتھ چلتی ہین اور سمندر کے حوادث سے محفوظ رہتی ہین گویا کوچین اور ٹراونکور کی ساری تجارت انھین کھاڑیون کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔

مشرقی دکن کی ندیان دکن مین وہی ندیان بڑی ہین جن کا انحدار مشرق سے خلیج بنگالہ کی طرف واقع ہوا ہے ان مین سے پہلی ندی جو گنگا کے دہانہ کے بعد ملتی ہے سُوَوَرن ریکھا ہے۔ یہ چھوٹا ناگپور سے نکل کر تقریباً ۲۵۰ میل تک بہنے کے بعد سمندر مین داخل ہوتی ہے۔ اس کے بعد سب سے بڑی ندی مہاندی ہے جس کا طول پانسو بارہ [۵۱۲]



(۲) سنگ مرمر کے پہاڑ جبل پور کے قریب نربدا کی گھاٹی میں

میل ہے - دو ندیاں یعنی بیترانی جس کا طول تقریباً ساڑھے تین سو میل ہے اور برہمنی جس کا طول تقریباً ساڑھے چار سو میل ہے اس میں آکر مل جاتی ہیں ۔ اس کے بعد مہاندی اُڑیسہ کے کنارے سمندر میں داخل ہوتی ہے اس کا دہانہ بہت ہی بڑا ڈیلٹا دور تک سمندر میں چڑھ بنا رہا ہے - دکن کی زمین چونکہ آتش فشان مادہ سے بنی ہوئی ہے بارش اور سیلاب کی قوت سے گھل جاتی ہے اور ندیوں کے ذریعہ سے بہ کر ساحل تک آجاتی ہے اور وہاں جم جاتی ہے اسی قسم کا چڑھا ندی کے دہانہ پر واقع ہوا ہے اور اس سے متصل ایک بڑی ہی جھیل ہے جس میں سے ایک چھوٹی نہر سمندر تک گئی ہے اور آمد و رفت کا ذریعہ ہے - اس جھیل کا نام چلکا ہے - اُڑیسہ کا وہ حصہ جس میں مہاندی کی شاخیں پھیلی ہیں ہندوستان کے بہت ہی بدنصیب خطوں میں ہے اور اسی وجہ سے یہاں کے باشندے نہایت افلاس کی حالت میں اور تقریباً وحشی ہیں - اس خطے میں کبھی تو شدت کی خشکی ہو جاتی ہے اور کبھی سیلاب ملک کو تباہ کر دیتا ہے - ندیاں جو تھوڑی دیر پہلے خشک تھیں ایک عالم آب بن جاتی ہیں - علاوہ اس کے یہ خطہ اس قدر پست اور مسطح ہے کہ سمندر بھی اکثر چڑھ آتا ہے اور نقصان عظیم پہونچا دیتا ہے مثلاً سنہ ۶۶ء میں ایک بہت ہی شدید قحط کے بعد جس میں تقریباً ایک چوتھائی حصہ یہاں کے باشندوں کا تلف ہو گیا ایک ایسا طوفان آیا جس نے گاؤں کے گاؤں زیر آب کر دیے اور بارہ لاکھ آدمی ڈوب کر مر گئے - خشکی ملک دکن کی بڑی آفتوں میں سے ہے اور اس کے علاج کے لئے پشتے اور بند تعمیر کئے گئے ہیں جو بارش سے لبریز ندیوں کے پانی کو تالابوں میں جمع کرتے ہیں - مہاندی - گوداوری اور کرشنا ان تینوں ندیوں کے دہانوں پر اس قسم کے پشتے موجود ہیں جو سیلاب کے وقت میں پانی کو پھیر کر آبپاشی کی نہروں میں پہونچاتے اور بڑے بڑے مصنوعی حوضوں میں جمع کر دیتے ہیں - یہ کل ندیاں ہنود کی نظروں میں متبرک ہیں اور ان کے کناروں پر عبادت گاہیں بنی ہوئی ہیں -

گوداوری و کرشنا مہاندی سے اُتر کر گوداوری کی ندی ہے دکن کی ندیوں میں یہ بہت بڑی ہے اور اس کا طول ۹۰۰ میل ہے - اس کے بعد کرشنا ہے جس کا طول تقریباً نو سو میل ہے - بنار کا طول تقریباً چار سو میل - اور

کاوری کا پانسو میل ہے۔ کرشنا کا مجرا نہایت عمیق واقع ہوا ہے اور اسی وجہ سے نہ اس مین کشتی رانی ہو سکتی ہے اور نہ اس کا پانی زیادہ تر آبپاشی کے کام مین آسکتا ہے۔ لیکن یہ وہ ندی ہے جو دو مختلف خطون کو اور دو مختلف تمدنون کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی ہے۔ یہ بطور ایک خط کے واقع ہوئی ہے جو مغرب سے مشرق کی طرف جاتا ہے اور جزیرہ نما کے دو حصے کر دیتا ہے۔ اس ندی کے جنوبی حصے مین ہمین اقوام ڈراوڈ کا پتہ لگتا ہے اور ان کے رسومات و عادات و زبان کی تحقیقات کا موقع حاصل ہوتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان مین خارجی اثر نے بہت ہی کم تغیر پیدا کیا ہے۔ ہندوستان اور دکن کے بیچ مین تین بڑی دیوارین یعنی بندھیاچل اور نربدا اور ساتپورہ حایل ہین۔ ساتپورہ کا سلسلہ تقریباً گنگا تک پہونچتا ہے اور اس مین صرف ایک ہی منفذ ہے جو سرکار کے خطے مین واقع ہوا ہے اور جس کو ہند کا تھرماپلی کہتے ہین ایسے زبردست موانع کے ہونے پر بھی اقوام فاتح کرشنا تک پہونچ گئی تھین لیکن یہ کبھی اس ندی کو پار نہ ہو سکین یا یہ کہا جاے کہ ایسی تعداد مین پار نہ ہو سکین جو دکن کے اصلی باشندون مین کسی قسم کا جسمانی یا روحانی تغیر پیدا کر سکین۔ ممالک یورپ مین جو کچھ حالات اس خطے کے معلوم ہوے ہین وہ بذریعہ اُن تجار کے ہین جو ان سواحل مین تجارت کی غرض سے آے تھے۔ ان کی پُرجوش داستانین عجائبات سے بھری ہوئی ہین۔ ان بیانات کے بموجب یہی اصل ملک ہند ہے جہان آفتاب کی تیز شعاعین انواع و اقسام کا گرم مصالح پیدا کرتی ہین اور جواہرات کے معدنون سے ٹکرا کر عجیب رنگ آمیزیون کا سمان دکھاتی ہین۔

ہند کے سواحل و بنادر

ایک زمانہ دراز تک جنوب ہند کو پہنچنے کا ذریعہ صرف سمندر رہا۔ اس سفر مین سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ دکن کے جزیرہ نما مین جس کے گرد دریاے سندھ کے دہانون سے لیکر گنگا کے دہانون تک ایک ساحلی حصہ پیدا ہو رہا تھا کوئی مقام ایسا نہ تھا جہان جہاز آسانی سے پہونچے اور جہان کوئی بندر قایم کیا جاے۔
بمبئی مدراس کلکتہ یہی ہندوستان کے بڑے ساحلی شہرون مین ہین لیکن ان کو انسان کی مشقت اور ارادہ نے ان کی موجودہ حالت کو پہونچایا ہے۔ اگرچہ لفظ بمبئی کے معنی عمدہ خلیج کے ہین تاہم اس مغربی دارالسلطنت

مین مسافر و مال کے اُترنے مین مشکلات واقع ہوتی ہین۔ لنگرگاہ تو نہایت عمدہ ہے لیکن مال اُتارنے کے پشتے کم ہین۔ مدراس مین جہازون کے لئے کوئی امن نہین ہے۔ یہ کنارہ سے بہت دور لنگر دیتے ہین اور مسافر و مال کو کشتیون یا بیڑون پر جو محفوظ نہین ہین کنارے تک پہنچنا پڑتا ہے۔ اس وقت مدراس کے کنارے پر ایک پشتہ (جیٹی) ہے جس کا طول تقریباً ایک ہزار فیٹ ہے اور جو کئی مرتبہ ٹوٹ چکا ہے۔ اب یہ تجویز ہے کہ یہان سمندر کو عمیق کرکے ایک بندرگاہ بنائی جاے۔ کلکتہ کا یہ حال ہے کہ اس کے کنارے تک پہونچنا نہایت مشکل ہے اور آمد و رفت کی راہ کو قایم رکھنے اور ہوگلی کو کشتی رانی کے اغراض سے کھلا رکھنے کے لئے بے انتہا مصارف اور کوشش بلیغ کی ضرورت پڑتی ہے۔ باستثنا ساحل ملابار کے جہان کے چھوٹے بندر صرف ساحلی تجارت کا کام دیتے ہین ہندوستان کا سارا ساحل دشوار گذار اور جہازون کے لئے خطرناک ہے۔ خلیج بنگالہ پر تو کوئی عمدہ مقام نہین ہے۔ مہاندی اور گوداوری کے دہانون کے درمیان چار سو میل کے فاصلہ مین صرف ایک متوسط بندرگاہ ہے جس کو کلنگا پٹام کہتے ہین۔

فصل پنجم - ہندوستان کی آب و ہوا

آب و ہوا ہندوستان تمام دنیا کے ملکون مین سب سے زیادہ گرم ہے لیکن بلندی و پستی کے اختلاف سے جو اس ملک مین پائی جاتی ہے ہر خطے کی آب و ہوا علیحدہ ہے اور یہ ممکن ہے کہ کوئی مسافر تھوڑے دنون کے عرصہ مین گرمی اور سردی کے کل مدارج کو طے کر لے۔ ہمالیہ کے خطے مین یہ اختلاف زیادہ بین طور پر معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف تو اس کی بلند چوٹیون پر ایسی گہری برف کا تاج ہے جو کبھی نہین گھٹتی۔ اور دوسری طرف اس کے دامن مین وہ معتدل آب و ہوا ہے جو فرانس و اطالیہ کو یاد دلاتی ہے اور پھر اُتر کر نشیب مین وہ گرمی ہے جو دائرہ حارہ کی خبر لاتی ہے۔ ان پہاڑون پر دائمی برف کا منطقہ نہایت بلند ہے اور اس کا اوسط تقریباً

ستر ہ ہزار سے اٹھارہ ہزار فیٹ ہے - اس سے نیچے بہت کم برف پڑتی ہے اور جو پڑتی بھی ہے تو وہ جلد پگھل جاتی ہے - جتنے بڑے گلاسیر یعنی یخ زار اس خطے مین واقع ہوے ہین وہ سب مغربی ہمالیہ مین ہین جہان کی بلند سطحین ان کو بننے کا اور قایم رہنے کا موقع دیتی ہین جب یہ یخ زار مشرقی دامن تک پہونچتے ہین تو ان کے برف کے تودے نیچے اُتر آتے ہین - وہ برف کے بڑے بڑے میدان جو مغرب کی طرف اور کوہ قراقورم کے خطے مین پاے جاتے ہین ان کا مقابلہ صرف اقطاب کے حوالی سے ہو سکتا ہے - ان مین سے بعض بہت بڑے ہین جیسے پچیس پچیس اور تیس تیس میل لمبے ہین - ان کی بڑی خاصیت یہ ہے کہ ان کے اندر سب نشان گرد کے پتھرون کے بنے ہوتے ہین اور ان کے نیچے کے حصون مین پتھرون کی تعداد بہت بڑھ جاتی ہے اور ان مین سے درخت اُگتے ہین اور یخ زار کی ساری سطح سبزہ سے چھپ جاتی ہے -

انگریزون کی صحت گاہین

تین ہزار فیٹ سے نو ہزار فیٹ کی بلندی تک ہمالیہ کے دامن مین ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک اس قسم کے خطے موجود ہین جو اپنی پیداوار اور عمدہ آب و ہوا کے لحاظ سے یورپ کے بہترین حصون کو یاد دلاتے ہین - یہین انگریز اپنے تئین گرمی کی شدت سے بچانے کے لئے آیا کرتے ہین یہان انھون نے ایک سلسلہ شہرون کا قایم کیا ہے جو صحت گاہون کے نام سے مشہور ہین اور جہان کا قیام اُن کے قواے جسمانی اور دماغی کو جو نشیبی ملک کی سخت گرمی سے متاثر ہو گئے ہین تر و تازہ کر دیتا ہے - ان صحت گاہون مین سے مشہور شملہ منصوری اور دارجیلنگ ہین شملہ وہ مقام ہے جہان گرمیون کے موسم مین کل اعلی درجہ کے حکام جمع ہوتے ہین اور چند ماہ کے لئے یہ حکومت انگریزی کا مرکز بن جاتا ہے شہر کی صورت اور بلوط (اوک) اور لارش (نیچ) کے جنگل اور مغربی پھلون کے باغ اور آب و ہوا کا اعتدال یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ انسان انگلستان مین ہے ہندوستان کے اونچے مقامات پر بھی یہی لطف آتا ہے شملہ نیلگیری مین بھی جو کہ جنوب مین واقع ہوا ہے اور مغربی گھاٹ کے سلسلے کا جز ہے - اسی قسم کی صحت گاہین بنائی گئی ہین جن مین سب سے مشہور اوٹاکمنڈ ہے یہان کی آب و ہوا نہایت خوشگوار ہے لو

گرمی و سردی مین بمقابلہ ہمالیہ کے یہان بہت زیادہ اعتدال ہے۔ کہنا چاہیے کہ یہان کا موسم گویا دائمی بہار کا موسم ہے اور یہان میوہ جات کی ریل پیل رہتی ہے۔ یورپ کے طیور یعنی وابلر اور بلبل جھاڑیون مین چہچہاتے ہین۔ انگریز اپنے ملک کی کنجشک کو بھی یہان لائے ہین جو اسی بے باکی کے ساتھ گھرون کے اندر گھونسلے لگاتی اور انڈے دیتی اور بچے نکالتی ہین۔

گرمی سردی کے اختلافات ان پہاڑی مقامات کو چھوڑ کر ہندوستان کی سردی گرمی ۳۲ درجے سے ۱۲۲ درجہ تک ہوتی ہے۔ یہ سردی اور گرمی کی انتہا پنجاب مین موجود ہے جہان کا موسم بالکل ایک براعظم کا موسم ہے جیون جیون جنوب کی طرف اترتے جائین موسم سرما و گرما مین اس قدر فرق نہین رہتا۔ بالکل جنوب مین آ کر سمندر کی ہوا گرمی اور سردی کی تعدیل کا کام دیتی ہے۔ غرض بلد کے لحاظ سے تو گرمی زیادہ ہے لیکن سمندر کی ہوا اس مین خنکی پیدا کر دیتی ہے۔ یہان تمام سال مین گرمی ۸۰ درجہ سے ۸۵ درجہ تک رہتی ہے۔

تین موسم ہندوستان مین تین موسم ہین۔ بارش کا موسم جو کہ مئی سے اکتوبر تک رہتا ہے۔ سردی کا موسم نومبر سے اخیر فروری تک اور گرمیون کا موسم ابتدائے مارچ سے ابتدائے جون تک۔ ملک کے مختلف حصون مین ان ایام مین کسی قدر اختلاف ہے لیکن عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان مین صحت کا زمانہ جس مین یوروپی ایک جگہ سے دوسری جگہ بے تکلف سفر کر سکین یا کسی جگہ مقیم رہ سکین اکتوبر سے اپریل تک ہے۔ اپریل و مئی مین گرمی کی شدت ہوتی ہے اور خود دیسی اس کی حدت کو محسوس کرنے لگتے ہین۔ دریائے سندھ کے مجرا مین اور دکن کے سواحل پر تو یہ گرمی ایسی شدید ہے کہ کسی قطعہ عالم مین اس سے زیادہ نہین ہو سکتی۔ یہ بڑی بڑی ندیون کو خشک کر دیتی اور ہر قسم کی سبزی کو جلا دیتی ہے۔ آنکھین دنون تک ایک نیلے آسمان کو دیکھتی ہین جس مین کسی قسم کا کوئی تغیر نہین معلوم ہوتا لیکن بتدریج اس آسمان کی صورت بدل جاتی ہے باریک ریتی کی آندھیان نیلاہٹ کو چھپا دیتی ہین اور اس مین سے آفتاب مثل ایک سرخ فلزی گولے کے نظر آنے لگتا ہے جس مین شعاعون کا مطلق پتہ نہین ہوتا۔ ہر شخص کی حالت بے صبری کی ہو جاتی ہے کیونکہ نجات کا زمانہ قریب ہے۔

اور اس کی علامات کو آنکھیں افق کے جنوب مین ڈھونڈھتی ہین - اس برکت کی لانے والی مانسون ہے یہ بڑے
زور شور سے آتی ہے اور خیر و برکت کو تمام ملک مین پھیلاتی ہے

مانسون ہندوستان کے ملک مین کوئی فطرتی واقعہ اس قدر پُرشان اور مفید نہین ہے جیسی مانسون - اس کی
آمد سے دو ایک روز پہلے آسمان پر اُفق کے قریب بڑے بڑے ٹکڑے ابر کے جمع ہو جاتے ہین بتدریج
ان مین ایک خفیف سی حرکت پیدا ہوتی ہے اور یہ تقریباً افق کے نصف حصے پر ایک تیرہ و تاریک پردہ
ڈال دیتے ہین لیکن افق کا دوسرا نصف ویسا ہی روشن رہتا ہے اور اس مین سے مکانات اور پیڑ وغیرہ
صاف نظر آتے ہین - اس کے بعد یکایک اندھیرا ہو جاتا ہے - بجلی کی چمک آنکھون مین چکاچوندھ لاتی ہے
اور بادل کی گرج ایسی شدید ہوتی ہے کہ انسان کا دل تھرّانے لگتا ہے - اس کے ساتھ ہی سارا ابر گہرا
ہو جاتا ہے اور بالآخر مشکیزہ پر آب کی طرح زمین پر خالی ہونے لگتا ہے - موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے
اور تھوڑی سی دیر مین سوکھی ہوئی ندیان لبالب ہو جاتی ہین اور زور سے بہنے لگتی ہین - زمین جو ایک مدت دراز
سے خشک ہو رہی ہے اس مینہ کو سوکھ لیتی ہے - یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک نئی زندگی کا دور آگیا اور ہر ایک
چیز سوتے سے جاگ اُٹھی - یہ بھی شدت زیادہ دنون تک نہین رہتی ابر چھٹ جاتا ہے نیلا آسمان نظر
آنے لگتا ہے اور ساری زمین اس طرح ہری بھری ہو جاتی ہے جیسے کوئی معجزہ ہوا ہو - جاندار چلنے پھرنے
لگتے ہین اور چند روز مین صفحہ عالم بالکل بدل جاتا ہے پانچ چھ مہینے تک جنوب و مغرب کی مانسون جو
سمندر کی طرف سے آتی ہے رطوبت کو لاتی ہے اور کم و بیش بارش تھوڑے تھوڑے وقفے سے
ہوا کرتی ہے - یہی بارش کا موسم ہے - جنوب و مغرب مین مانسون اسی طرح شروع ہوتی ہے جیسا ہم نے اوپر
بیان کیا لیکن ہند کے اور حصون مین نہ تو یہ وقت واحد مین شروع ہوتی ہے اور نہ اس زور شور سے - جدید
تحقیقات کی رو سے مانسون کے اسباب حسب ذیل ہین -

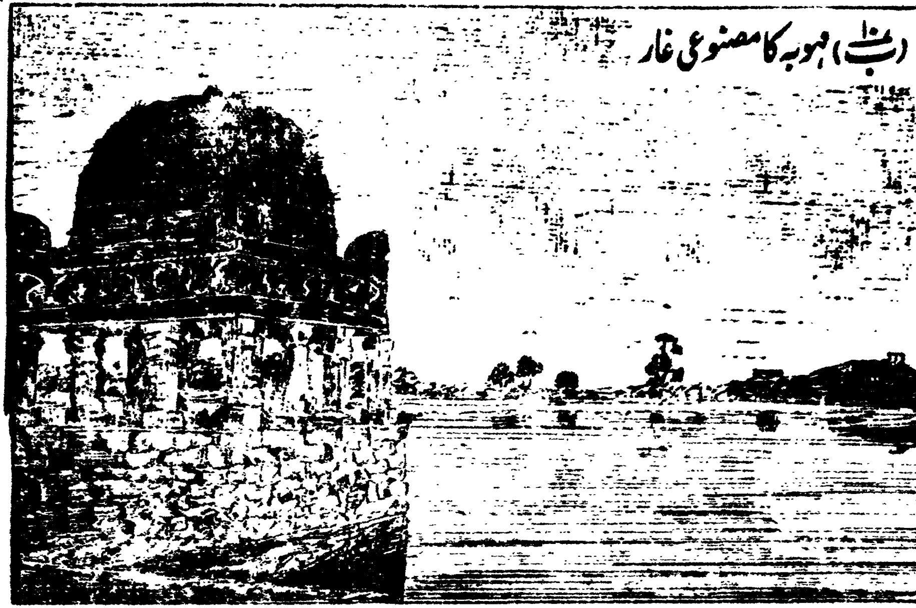
مانسون کے اسباب دو مخالف ہوائین ہندوستان پر سے گذرتی اور سال کو دو حصون مین تقسیم کرتی ہین شمال و

مشرق کی ہوا نومبر سے مئی تک چلتی ہے۔ اور جنوب و مغرب کی ہوا جون سے اکتوبر تک۔ اس مین سے پہلی ہوا جو کہ وسط ایشیا کے خشک میدانون سے ہو کر آتی ہے ایک قطرہ بھی پانی کا نہین لاتی۔ اس کو خشک مانسون کہین تو بجا ہے یہ مثل موسمی ہواؤن کے ہے اور اس مین کوئی خصوصیت نہین ہے دوسری ہوا جو بحر ہند کو طے کرتی ہوئی آتی ہے رطوبت سے بھری ہوئی ہے اور یہی رطوبت موسلا دھار بارش کا باعث ہے یہ اصلی مانسون ہے اور اُن ہواؤن سے جو اسباب سابق سے پیدا ہوتی ہین بالکل علیحدہ ہے۔ یہ صرف سمندر اور خشکی کی تقسیم اور جزیرہ نماے ہند کی اس گرمی کا نتیجہ ہے جو تین مہینے تک شدت سے پڑتی ہے۔ موسم گرما کے آخر مین وہ کرہ ہوائی جو ہندوستان سے ملحق ہے گرم ہو کر پھیلنا شروع ہوتا ہے اور جو مین بلند ہوتا جاتا ہے اس کی حالت بالکل اُس ہوا کی سی ہے جو تنور مین سے نکل کر اوپر کو چڑھتی ہے۔ اس ہوا کا اوپر جانا ایک خلا پیدا کرتا ہے اور خلا کو بھرنے کے لئے وہ رطوبت سے بھری ہوئی ہوا جو بحر ہند کے سمندر سے ملحق ہے بتدریج حرکت کرتی ہے اور اس کی جگہ لے لیتی ہے۔ جس وقت تک ثقل کی مساوات نہ قائم ہو جائے برابر اوپر چڑھتی رہتی ہے۔ جب کہ جنوب و غرب کی مانسون کے لائے ہوئے بادل ہندوستان کے ساحل سے اوپر چڑھتے ہین تو وہ مغربی گھاٹ سے ٹکراتے ہین اور ان کی رطوبت کا بہت بڑا حصہ بارش کی صورت مین گھاٹ کے مغربی دامن پر برس جاتا ہے۔ اس بارش کے زور نے ان گھاٹون کو دھو دیا ہے اور ان مین بہت نالے اور نوکدار چوٹیان پیدا کر دی ہین جو ان پہاڑون سے مخصوص ہین۔ ان پہاڑون کو پار ہونے کے بعد ہوا مین رطوبت بہت کم رہ جاتی ہے یعنی پہلی رطوبت کا نصف یا تیسرا حصہ۔ اب یہ مشرقی گھاٹ کی طرف بڑھتی ہے اور بچا کچھا مینہ برساتی ہے چونکہ اس مین مشرقی گھاٹ کو پار ہونے کی طاقت نہین رہتی یہ شمال و مشرق کی جانب ساحل کارومنڈل تک پہونچتی ہے لیکن اُس وقت اس مین ایک قطرہ بھی پانی کا باقی نہین رہتا اس ساحلی حصہ مین بارش شمال و مشرق کی مانسون سے پہونچتی ہے کیونکہ خلیج بنگالہ سے گذرتے وقت اس خشک ہوا مین تھوڑی بہت سمندر کی رطوبت آجاتی ہے۔ اسی وجہ سے اس خطے مین بحیثیت مجموعی بارش

بہت کم ہوتی ہے۔ ساحل کارومنڈل کی آفت یہی خشکی ہے اور ہند کے کسی حصہ مین مصنوعی ذرایع آبپاشی کی اس قدر ضرورت نہین ہے جیسے اس خطے مین۔ یہان یہ ذرایع کثرت سے موجود بھی ہین اور ان کا رقبہ قریب قریب اُتنا ہی ہے جتنا قابل کاشت اراضی کا۔

مانسون کی رفتار جس وقت جنوب مشرق کی مانسون خلیج بنگالہ سے نیچے اُترتی ہے تو اس مین پھر رطوبت جمع ہوجاتی ہے اور برما اور آسام کے پہاڑون سے ٹکرا کر اس کا رُخ بدل جاتا ہے اور یہ ٹھیک جنوب کی طرف چلنے لگتی ہے۔ اس کی رطوبت سے بھرے ہوے بادل برہمہ پتر کی بلند گھاٹی مین پانی برساتے ہین اور ہمالیہ کے مشرقی جانب آسام کے پہاڑون پر خالی ہوتے ہین۔ اسی وجہ سے چیراپونجی کی چوٹی پر بارش اس کثرت سے ہوتی ہے کہ اس کی مقدار چھ سو انچ سالانہ سے بھی زیادہ ہے۔ اس خطے کی چوٹیان بھی اسی طرح کٹی اور چھلی ہوی ہین جیسے مغربی گھاٹ کی۔ اس کے بعد مانسون کا رُخ بالکل بدل جاتا ہے چونکہ یہ ہمالیہ کے سلسلے سے پار نہین ہوسکتی اس کے محاذی شمال و مغرب کی جانب روان ہوتی ہے۔ اس عبور مین وہ پھر رطوبت کو جمع کرتی ہے اور پنجاب کے ملک مین بارش کا موسم پیدا کرتی ہے اسی وجہ سے پنجاب مین موسم بارش جون کے آخر مین شروع ہوتا ہے۔ کئی مہینے تک مانسون کا سلسلہ ویسا ہی رہتا ہے جیسا بیان کیا گیا لیکن اس کی قوت روز بروز گھٹتی جاتی ہے۔ بارش کی اس تقسیم مین صرف دریاے سندہ کا مجرا اور اڑیسہ ساحل خطہ یہ دونون سخت بدنصیب ہین۔ اگر ان کی بدقسمتی سے عام موسم بارش کم ہوا تو یہان وہ ایک دبا یا نوج کشی کا اثر پیدا کرتا ہے۔ قحط شروع ہوجاتا ہے اور لاکھون جانین ضایع ہوجاتی ہین۔ کچھ تعجب کی بات نہین کہ ہندوون نے اپنے ملک کی ندیون کو دیوتا مانا ہے اور وہ ان کی پرستش کرتے ہین۔ مہابھارت مین لکھا ہے کہ "مینھ اللہ کی دین ہے یہ آسمان سے آتا ہے اور اسی کی بدولت وہ زراعت ہوتی ہے جس پر انسان کی بھلائی کا دارومدار ہے"۔

جنوب دکن کی حالت جنوبی دکن مین ہمین صرف بارش ہی کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے ہر جگہ اختلاف منظر محسوس



(ب ۱۰) مہوبہ کا مصنوعی غار

ہوتا ہے۔ پہاڑون اور دوسرے موانع کی وجہ سے اِس خطے مین پانی کی تقسیم نامساوی ہے۔ جہان پانی کثرت سے برستا ہے بناتات روز سے اُگتے ہین اور دشوار گذار گھنے جنگل پیدا ہوجاتے ہین برخلاف اس کے تھوڑی سی دور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سمان بالکل بدل گیا اور زمین مین صرف اس قدر رطوبت رہ گئی کہ اس مین چھوٹے چھوٹے بانس کے جھنڈ اُگ جائین۔ بعض وقت تو زمین ایسی خشک اور سخت ہوتی ہے کہ اُس پر کوئی چیز نہین اُگتی۔

پانی کی تقسیم مین نامساوات

پانی کی تقسیم مین نامساوات کا ہونا ملک ہند کے لئے ایک بڑی مصیبت ہے لیکن یہی ایک مصیبت نہین بلکہ اس کے سوا ہیضہ وریا اور طوفان بھی ہین جو کہ ہواؤن کی کثافت مین نامساوات ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین اور بڑے بڑے رقبون کو ویران و برباد کردیتے ہین بعض وقت یہ سمندر کی موجون کو کھینچ کر دور تک بہا لیجاتے ہین اور لاکھون خلق اللہ کی جانین تلف کردیتے ہین یہ طوفان موسم گرما کے آخر مین اکثر ساحل کارومنڈل اور سرکار اور اُڑیسہ کے ملک مین ہوا کرتے ہین اِن کی غارت گری سخت دردناک ہے ۱۷۸۹ء مین مداپولم کا خطہ جو گوداوری کے دہانون کے قریب ہے بالکل زیرآب ہوگیا تھا لاکھون مخلوق ڈوب گئی تھی اور ایک جہاز دور تک بہ کر خشکی مین آگیا تھا۔ اسی ساحل پر ۱۸۶۴ء مین مچھلی بندر جو ایک متوسط آبادی کا شہر ہے گویا بالکل نیست و نابود ہوگیا تھا۔ سندربن کے جزایر کو بھی جو گنگا کے دہانے پر واقع ہوئے ہین اِن ہولناک اور ناگہانی مصیبتون کا سامنا رہتا ہے اور ظاہرا ان سے بچنے کی کوئی صورت معلوم نہین ہوتی۔ یہی سندربن ہیضہ کا بھی گھر ہے۔ یہ خطرناک بیماری جڑون کے بیچ مین زمین کی رطوبت اور نباتات کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور یہان ہمیشہ رہتی ہے۔ ہندوستان کے دوسرے حصون مین البتہ یہ مرض وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا ہے۔

ملیریا کا بخار
ہند کی آب وہوا

ملیریا کا بخار جو ہیضہ سے ہلاکت مین کم نہین ساری ترائی مین یعنی اُس لمبے نشیبی خطہ مین جو ہمالیہ کے دامن مین واقع ہوا ہے موجود رہتا ہے۔ یہان قیام کرنا یا اس مین سے گذرنا گویا

موت کو بلانا ہے۔ مسافر کو ہمیشہ تو یہ مرض نہین ہوتا لیکن اگر بے احتیاطی کی جاے تو انسان اس مین ضرور مبتلا ہو جاتا ہے اور بہت کم صورتین دیکھی گئی ہین جو کوئی اس کے اثر سے بچا ہو۔ اِس کے ساتھ بھی عام طور پر نہین کہا جاسکتا کہ ہند کا ملک بد آب و ہوا ہے۔ خود یورپی اس مین بلا کسی خطرے کے بود و باش کر سکتے ہین علی الخصوص جبکہ وہ اعتدال کے ساتھ زندگی بسر کرین اور وقتاً فوقتاً موسم کے لحاظ سے بلند اور پہاڑی خطون مین تبدیل آب و ہوا کرتے ہین۔ یہ اِس ملک مین قیام تو کر سکتے ہین لیکن بس نہین سکتے۔ انہین معلوم ہو گیا ہے کہ یہ آب و ہوا کے عادی نہین ہو سکتے اور اسی وجہ سے یہ اپنے بچون کو تربیت کے لیے انگلستان بھیجا کرتے ہین۔

ہند مین بسے ہوے یعنی یورپی لوگون مین سے جو اشخاص ہند مین بس گئے ہین اُن مین نہایت درجہ کا انحطاط آگیا ہے اور اس مین شک نہین کہ وہ بہت جلد نیست و نابود ہو جائین گے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان مین اقوام یورپ کی پہلی نسل مین ضعف جسمانی و روحانی ہوتا ہے اور دوسری نسل مین وہ ٹھٹھرے ہوے سادہ لوح رہ جاتے ہین اور تیسری پشت کا تو کوئی نام بھی نہین لیتا۔ آب و ہوا کی گرمی مکانات لباس اور غذا کی ضرورتون کو نہایت کم درجہ پر لے آئی ہے۔ زمین اس قدر شاداب ہے کہ بہت تھوڑی سی محنت مین انسان کی قوت بسری کے موافق پیداوار ہو جاتی ہے۔ یہ گویا اصلی حالت ہند کی ہے۔ ایسی صورت مین زندگی کی کشمکش نہایت کم درجہ مین ہوتی ہے اور اسی وجہ سے اشخاص مین قوت عمل اور جوہر ذاتی اور بھی بہت کم پیدا ہوتا ہے۔ ان اقوام کو گویا فطرت نے شروع ہی سے غلامی کے لیے بنایا ہے۔ یہ ہر ایک فاتح قوم کے شکار بن جاتے ہین۔ ہمیشہ سے اطاعت کے عادی یہ کبھی بطور خود کچھ نہین کر سکتے۔

باب دوم

ہند کے مختلف خطون کا جغرافیہ

ہند کے مختلف خطون کے حدود

ہند کے مختلف خطون کے حدود کو عموماً خود فطرت نے مقرر کر دیا ہے۔ کوئی نہ کوئی ندی یا کوئی نہ کوئی سلسلہ پہاڑون کا ایک قوم اور ایک حکومت اور ایک تمدن کو دوسرے سے علیحدہ کرتا ہے البتہ سیاسی قوتون نے ان فطرتی حدود کو وقتاً فوقتاً مٹا کر دوسری حدود قائم کر دی ہین۔ صرف بندھیاچل کی ایک حد فاصل ہے جس کو اس وقت تک نہ فتوحات بدل سکے اور نہ آہنی ذرایع اس ایک فطرتی دیوار کی وجہ سے ہندوستان و دکن کے خطے ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے علیحدہ ہے۔ ان دونون خطون مین نہ صرف آب و ہوا و پیداوار کا اختلاف ہے بلکہ ان مین رہنے والی اقوام اور ان کے رسوم و عادات بھی بالکل علیحدہ رہے ہین۔ شمال کے باشندے اس وجہ سے کہ اس ملک مین شدت کی گرمی و شدت کی سردی ہوا کرتی ہے بمقابل باشندگان جنوب کے زیادہ قدآور اور بہادر اور مستعد ہوتے ہین۔ جنوب کی اقوام مین صرف مرہٹے ہی ہین جو شمالی باشندون کا مقابلہ کر سکتے ہین۔ ورنہ علی العموم دکن کے رہنے والے پست قد اور کاہل اور کم جرأت ہوا کرتے ہین۔ وہ معتدل گرمی اور سردی جس مین وہ پیدا ہوتے ہین ان مین قوے جسمانی و روحانی کی پوری طرح نشو و نما نہین ہونے دیتی۔ ان کی جلد کا رنگ بھی اقوام شمال کے رنگ سے مختلف ہے۔ بطور عام کہا جا سکتا ہے کہ جنوب مین رنگ بالکل سیاہ ہے اور جون جون ہم اوپر چڑھتے ہین اس مین صفائی آتی جاتی ہے یہان تک کہ شمالی باشندون کی جلدین مسی رنگ کی ہین بلکہ راجپوتانہ مین جا کر گویا بالکل سفید ہو جاتی ہین۔ اب ہم شمال سے شروع کرینگے اور ہندوستان کے مختلف حصون کا مختصر بیان اور ان کی پیداوار اور باشندون کی حالت دکھائینگے۔

فصل اوّل۔ مشرقی ہمالیہ

یعنی

نیپال۔ سکم اور بھوٹان

نیپال | مشرقی ہمالیہ مین دو ریاستین ہین جو اس وقت تک خود مختار رہی ہین۔ یہ نیپال اور بھوٹان ہین نیپال کا ملک ایک لمبی گھاٹی مین واقع ہوا ہے جو سلسلہ ہمالیہ کے دو حصون کے بیچ مین ہے نیپال اور ہندوستان کے درمیان مین صرف ہمالیہ کا جنوبی حصہ ہی حد فاصل نہین بلکہ ہندوستان سے اس ملک کو پہونچنے کے لئے ساری ترائی کا خطہ قطع کرنا پڑتا ہے جس کی زہریلی ہوا انسان کے لئے قاتل اور بطور خود ایک سد عظیم ہے۔ اس علیحدگی کی وجہ سے نیپال کے ملک نے اپنی خصایص کو قایم رکھا ہے۔ اگرچہ نیپالیون مین آزادی کا جوش بے انتہا ہے لیکن دو بڑی لڑائیون کے بعد وہ اس بات پر راضی ہو گئے ہین کہ حکومت انگریزی کا ایک سفیر ان کے ملک مین رہے مگر یہ شخص ایک تنہا یورپل ہے جس کو یہان رہنے کی اجازت ملی ہے۔ خود ان اوراق کے مصنف نے جب اس ملک مین سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اسے ایک لمبی چوڑی خط و کتابت کی ضرورت پڑی مصنف سے پہلے کوئی فرانسیسی یہان آنے نہ پایا تھا کیونکہ مشہور فرانسیسی سیاح ژاکمان اپنے ارادے مین کامیاب نہونے پایا۔ مصنف نے نیپال کے متعلق ایک علیحدہ تحریر شایع کی ہے جو اپریل ۱۸۹۶ء کے تورو ماند کے رسالے مین چھپی۔ نیپال ہی کا ملک ہے جس مین ہمالیہ کی شان پوری طرح نظر آتی ہے اور یہین اس کی مشہور چوٹیان واقع ہوئی ہین۔ مغرب کے جانب دھول گیری اور مشرق کی جانب کنچنجنگا یعنی پانچ پانچ ہزارون کا پہاڑ اور آخر مین گوری شنکر یہ سب نیپال ہی کی وادی مین واقع ہوے ہین اور وہ پُرشان منظر پیدا کرتے ہین جس کا ثانی تمام عالم مین نہین ہے۔ میدان مین کھڑے ہونے سے اس کی اونچی اور دشوار گذار برف سے

چمکتی ہوئی چوٹیاں دور سے نظر آتی ہیں اور اگر انسان ہمت کرے اور ان پگڈنڈیوں پر جو ان پہاڑوں کے درمیان میں واقع ہوئی ہیں عبور کرے تو ایسے بڑے بڑے سیاہ و تاریک غار نظر آئیں گے جو معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے اندرونی تک چلے گئے ہیں۔ ان غاروں کے کنارے سنگ سماق کی دیواریں نظر آتی ہیں جو برف سے ڈھکی ہوئی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ وہ مشہور اور خطرناک گزرگاہ جس پر سے تبت کا راستہ گذرا ہے نیلو کے نام سے مشہور ہے اور یہ کیلاس کے دامن میں جہاں مناسرور کی جھیل واقع ہوئی ہے منتہی ہوتا ہے۔ باعتقاد ہنود اسی کیلاس کی حوالی میں وہ عجیب الخلقت حیوانات ہیں جن کے حلق سے ہندوستان کی چاروں ندیاں یعنی برہمپترو سندھ و ستلج و گنگا جوش کھاتی ہوئی نکلتی ہیں۔ گنگا کی وہ شاخیں جو نیپال میں ہو کر گذری ہیں بکثرت ہیں اور ملک کی طبیعی حدود ان سے قائم ہوگئی ہیں بعض ان میں سے تو ہمالیہ کے شمالی حصے سے نکلی ہیں اور ان کے اوپر کا حصہ تبت میں ہے اور نیچے کا حصہ نیپال میں سے گذرتا ہے۔ ان کی گھاٹیاں ایسی عمیق اور پتھریلی ہیں کہ یہ مطلق کشتی رانی کا کام نہیں دے سکتیں نہ ان کے ذریعہ سے آمد و رفت قائم ہو سکتی ہے۔ خود نیپال میں ان کی دھار اس وجہ تیز ہے کہ ان میں صرف لکڑی کے بیڑے بہائے جا سکتے ہیں یا ان کے پانی سے آبپاشی کا کام لیا جا سکتا ہے۔ یہ ندیاں نیپال کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیتی ہیں جن کے باشندوں میں بھی بلحاظ ہندی ملک کے بہت کچھ فرق پایا جاتا ہے مثلاً نیپال کے پہاڑی حصوں کے باشندوں میں تبت کا بہت کچھ اثر ہے علاوہ اس کے ان میں آریوں کا نسل بھی پایا جاتا ہے جس کا ذکر اس باب میں ہوگا جو قوم ہند کے متعلق لکھا گیا ہے۔ غرض عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نیپال کا ملک کیا بلحاظ اپنے باشندوں کے اور کیا بلحاظ طرز تعمیر اور رسم و عادات کے چین و ہندوستان کے تمدن میں ایک درمیانی درجہ کی خبر دیتا ہے۔

سکم | نیپال اور بھوٹان کے بیچ میں سکم کی چھوٹی سی ریاست ہے جہاں کا حاکم ایک راجہ ہے اس کا دار السلطنت تم لانگ ہے جو بالکل ایک قریہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ریاست کی مردم شماری صرف ساٹھ ہزار ہے اور یہ لوگ زیادہ تر تبتی ہیں۔ سکم کا پہاڑی ملک نہایت درجہ مرطوب ہے اور سال میں

زیادہ دونوں ملک بود و باش کے لایق ہیں اِس کا زرخیز حصہ حکومت انگریزی نے علیحدہ کرکے اُس کا ایک ضلع بنا دیا ہے جس کا مستقر دارجیلنگ ہے۔ یہ شہر بھی منجملہ اُن صحت گاہوں کے ہے جو گورنمنٹ نے موسم گرما کے لیے قایم کیے ہیں یہ شملہ سے دوسرے درجہ میں ہے کیونکہ یہاں کی آب و ہوا نہایت مرطوب ہے یہی مقام ہے جہاں تبت و ہندوستان کے اشیاء تجارتی میں تبادلہ ہوتا ہے۔

بھوٹان بھوٹان جو سکم سے ملحق ہے جغرافیہ اور دوسری حیثیتوں سے اس کے مماثل بھی ہے۔ یہ مشرقی ہمالیہ کے جنوبی اُتار پر واقع ہوا ہے اور اس میں نباتات کے تین منطقے ہیں نیچے کے حصے میں گرم ملکوں کے نباتات اور درمیانی ڈھالوان حصے میں معتدل ممالک کے اور اوپر کے برفستان میں دیودار کے جنگل واقع ہوئے ہیں پہاڑوں کے جنوبی دامن پر بارش بہت شدت سے ہوتی ہے اور زراعی کا خطہ اِس سے ملحق ہے۔ یہاں کے باشندے بالکل پہاڑی ہیں اور اس ملک میں کل دو قصبے ہیں جو کسی قدر بڑے ہیں اور بلندی پر واقع ہوئے ہیں۔

فصل دوم۔ بنگال

بنگال سکم اور بھوٹان کے پہاڑوں کے جنوب میں بنگالہ کا وسیع ملک واقع ہوا ہے اگر ہمالیہ کی بلندی سے اس پر نظر ڈالی جاوے تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک سبز خوان نعمت ہے جس پر بڑی بڑی عظیم الشان ندیاں اور اُن کی بیحد شاخیں بہ رہی ہیں اور اس کو شاداب اور زرخیز بنا رہی ہیں۔ سیلاب کے زمانہ میں یہاں پانی اور زمین کی مقدار قریب قریب برابر ہو جاتی ہے کیونکہ جس وقت جنوبی مانسون اس ملک سے ٹکراتی ہے تو اس میں بے انتہا رطوبت پیدا کر دیتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ بنگال کے ملک پر تری کا اطلاق اُسی طرح ہوسکتا ہے جیسا خشکی کا۔ جس قدر ندیاں اس کی سطح پر رواں ہیں اسی قدر سطح کے نیچے پانی کے سوتے بھی

جاری ہین اور فٹ دو فٹ کھودنے کے ساتھ ہی پانی اُبلنے لگتا ہے۔ بنگال کے آباد و مزروعہ حصون مین آفتاب اور پانی مین فراوانی ہے۔ اگر آفتاب کی کرنین ندی و ارہون تو تھوڑے دنون مین یہ ملک تہ آب ہو جائے لیکن گرمی کی شدت اور رطوبت کی کثرت سے ایک پُر زور سبزی اس ملک مین پیدا ہوتی ہے جس کا ثانی روے زمین پر نہین ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ خاص سمیت بھی یہین کی ہوا مین ہے جو خطرناک بیماریون اور وباؤن کی جڑ ہے۔ ہیضہ یہین سے تمام ہند مین پھیلا ہے اور ملیریا کے بخار نے بھی اسی خطے مین دایمی قیام اختیار کیا ہے۔ باوجود ان دو مصیبتون کے جن مین درندون کی مصیبت بھی شامل ہونی چاہئے یعنی جنگلون کے شیر اور ندیون کے گھڑیال بنگال کا ملک عالم کے نہایت گنجان اور نہایت آباد اور مزروع ملکون مین ہے۔ بہت ہی تھوڑی محنت مین زمین باسانی تین فصلین دے دیتی ہے اور سمندر جو اس کے کنارون کو دھوتا ہے یہان کی پیداوار کے لئے باہر جانے کی راہ بھی پیدا کر دیتا ہے۔ نشیبی حصون مین جہان رطوبت کثرت سے ہے ہزارہا بیگہہ مین دھان کی کھیتی ہوتی ہے اور بالائی حصون مین جو اور گیہون اور جوار وغیرہ کی زراعت ہوتی ہے علاوہ ان کے روئی نیشکر تمباکو سن افیون اور نیل جن پر صنعتون کا دار و مدار ہے نہایت آسانی کے ساتھ پیدا ہوتے ہین

بنگال کے شہر بنگال کے خوشحال شہر جو کثرت سے ہین اُن ندیون کے کنارے واقع ہوے ہین جو اس خطے مین سے گذرتی ہین۔ بعض ان مین سے مثل گوڑ کے جو کسی زمانہ مین نہایت آباد تھے اب ندی کے رخ بدل جانے کی وجہ سے ویران ہو گئے ہین۔ ان سب شہرون مین مشہور اور بڑا شہر کلکتہ ہے جو حکومت انگریزی کا دار السلطنت اور ہند کا سب سے بڑا بندر ہے۔

باشندے بنگال کے باشندے بہت ہی مختلف الاصل ہین اور ان مین کثرت سے میل ہے۔ یہان کے ہندو کیا جسمانی اور کیا روحانی خصایص کے لحاظ سے نہایت ذلیل ہین اور اکثر اوقات انہین سے یورپی تمام ہند کے اقوام کا اندازہ کر لیتے ہین کیونکہ بہت سے سیاح ایسے ہین جن کو سواے بنگالیون کے

کسی اور اقوام ہند کے دیکھنے کا اتفاق نہین ہوتا۔ بنگالی پست قد اور چھریرے بدن کے ہوتے ہین۔ ان کا رنگ گندمی ہے اور چہرہ کا نقشہ کسی قدر دبا ہوا ہے۔ دماغی حالت ان کی یہ ہے کہ جو کچھ انہین سکھایا جائے بآسانی سیکھ لیتے ہین لیکن چال چلن کے لحاظ سے یہ بزدل اور کائیان اور کم ظرف ہین۔

فصل سوم۔ اودھ

اودھ — اودھ وہ صوبہ ہے جو بنگال سے پرے کر شمال اور مغرب کی جانب واقع ہوا ہے۔ یہان کے باشندے بنگالیون سے بالکل علیحدہ اور یورپ کے لوگون سے زیادہ ملتے جلتے ہین۔ یہ قدآور ہین ان کا نقشہ سڈول اور خوشنما ہے اور رنگ بھی ان کا صاف ہے۔ یہ خوبصورت اور بہادر قوم اس خطے مین رہتی ہے جو دنیا کے عمدہ ترین ملکون مین ہے۔ گنگا اور ہمالیہ کے بیچ مین واقع ہونے کی وجہ سے اودھ کی آب وہوا بنگالہ سے بدرجہا بہتر ہے۔ یہان رطوبت بے اندازہ نہین ہوتی مگر زمین مین شادابی پیدا کرنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہان کا موسم گرما نہایت سخت ہوتا ہے لیکن جاڑون مین اکثر اوقات سردی پانی جم جانے کی حد تک آجاتی ہے۔ اودھ کے پہاڑی حصون مین جنگل واقع ہوا ہے جس مین شکار کثرت سے ہے اور یہین وہ درخت ہین جن سے انواع واقسام کے قیمتی جوہر نکلتے ہین۔ نیچے والا حصہ جس کا انحدار اس قدر کم ہے کہ محسوس نہین ہوتا اور جس مین سے گنگا گذرتی ہے بہت ہی شاداب ہے اور یہان ہر سال اعلی درجہ کی پیداوار ہوتی ہے۔ اس مین شک نہین کہ اودھ کا ایک معتدبہ حصہ ترائی مین واقع ہوا ہے لیکن یہان انسان کا ارادہ اور اس کی مشقت فطرت پر غالب آئی ہے اور اس خطرناک خطے کا بہت بڑا حصہ صاف کر کے قابل بود وباش کر دیا گیا ہے اودھ کی خوبصورتی اور اس کی زرخیزی زمانہ ہاے دراز سے ہندوستان مین ضرب المثل رہی ہے۔ اس کے قدیم نام کوشل اور اس ملک کے قدیم دار السلطنت اجودھیا کا ذکر



ہندو شاعری مین پایا جاتا ہے - راماین مین لکھا ہے کہ یہ ایک وسیع غنی بستی ہوئی سرزمین ہے جس مین ہر قسم کا غلہ اور مویشی پیدا ہوتی ہے - اس سرزمین کا نام کوشل ہے اور یہان ایک بڑا شہر تھا جو تمام عالم مین مشہور تھا اور جس کے بانی بنی نوع انسان کے گرو منو رشی تھے - اس شہر کا نام اجودھیا تھا یہ مشہور شہر اخیر مین آکر اودھ ہوگیا اور اسی نام سے سارا ملک نامزد ہوا - یہ شہر گھاگرا کے کنارے پر تھا - مثل ہند کے اور خطون کے اودھ کا دارالسلطنت بھی بدلتا رہا پہلے یہ فیض آباد تھا اور اب لکھنؤ ہے جب سے اودھ کا ملک جسے ہند کا باغیچہ کہتے ہین حکومت انگریزی کے ہاتھ مین آیا ہے لکھنؤ اور بھی زیادہ ترقی پر ہے - یہ ایسے عمدہ مقام پر واقع ہوا ہے کہ یوروپی سیاح یہان کثرت سے آتے ہین - یہ شہر مخزن لطافت ہے یہان کی عمارتین جو دور سے بہت ہی خوشنما ہین فی الواقع اس امر کو ثابت کرتی ہین کہ یوروپیون کے ہاتھ مین ہند کے فن تعمیر نے کس درجہ تنزل پیدا کیا ہے -

فصل چہارم - مغربی ہمالیہ یعنی کشمیر

کشمیر | کشمیر کی کمائی اودھ سے بھی زیادہ خوش نصیب ہے - اور ہندو کی کتابون مین اور تمام دنیا مین اس کی شہرت بہت زیادہ ہے - آب و ہوا کی لطافت اور خوش منظری مین صرف نیپال اس کا مقابلہ کرسکتا ہے - یہ ملک مغربی ہمالیہ کے اخیر حصے اور کاراکورم کے ابتدائی حصے کے درمیان مین واقع ہوا ہے - اس کے ایک طرف تو برف سے ڈھکی ہوئی چوٹیان ہین اور دوسری طرف پہاڑون کی دیوارین جہان انسان کا قدم پہونچ نہین سکتا - ان دو موانع کے بیچون بیچ مین نہایت خوشگوار آب و ہوا کا یہ ملک ہے جس کے کھیت سرسبز ہین - جھیلین شفاف اور پرسکون - گانون اور مکانات خوبصورت اور مندر اور قصرون کی دیوارین سفید سفید نظر آتی ہین - اس ملک مین صرف ایک ہی ندی جھیلم ہے جس کا نام آریاؤن نے وتستار رکھا تھا اور جسے

جو انہوں نے بہی تو اس نہر کیا۔ یہاں یہ ندی اپنے منبع سے قریب واقع ہوی ہے اور اس کے کناروں پر چنار و بید اس طرح اُگے ہوئے ہیں کہ پردون کا کام دیتے ہیں۔ ندی کے کناروں پر کشتی کرتے وقت جب آدمی کو سکون ہے تو ایک طرف ننگا پربت کی پیشانی چوٹی جو ملک ہند کی سرحد ہے اور دوسری طرف ڈب سنگلا پہاڑ جس کو یہ دنیا کے پہاڑوں میں دوسرا سمجھا جاتا ہے نظر آتا ہے مگر نیچے نظر ڈالیں تو ایک اور ہی منظر آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے جو گو پُرشان تو نہیں لیکن بے انتہا خوشگوار اور دلپذیر ہے۔ ایک طرف تو جھیلوں کے پُرسکون نیلے پانی میں سنگ مرمر کی خوبصورت عمارتیں اپنے پیر دھو رہی ہیں اور دوسری طرف وہ سبزہ ہے جس کی گہری سبزی میں انواع و اقسام کے پھول اپنا تبسم دکھا رہے ہیں۔ کشمیر کے وسط میں سری نگر جو کہ اس ملک کا دارالسلطنت ہے جہلم کے دونوں کناروں پر واقع ہوا ہے اور اس میں نہریں اس کثرت سے ہیں کہ اسے ہند کا وینس کہتے ہیں۔ مکانات کی سطح چھتوں پر ایک تہ مٹی کی بچھائی گئی ہے جس میں سے ہری گھاس اور اقسام کے پھول نکلتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سلسلہ معلق باغوں کا ہے۔ خود جھیلوں کے اندر تیرتے ہوئے باغ ہیں جو بیڑوں پر لگائے گئے ہیں ان میں سری نگر کے باشندے کھیرے اور خربوزے بویا کرتے ہیں اس آسودہ گھاٹی میں انسان کا حسن بھی فطرت کی لطافت سے مقابلہ کرتا ہے کشمیری صورت شکل میں نہایت حسین اور رنگ میں ہند کے کل باشندوں سے صاف ہیں۔ ان کی عورتوں کی نزاکت و انداز تمام مشرق کے بردہ فروشی کے بازاروں میں مشہور و معروف ہے

کشمیر کی صنائع زمانہ قدیم سے کشمیر کی بہت بڑی تجارت اور دولت پیدا کرنے کا ذریعہ اُونی شال تھے جو یہاں سے تمام دنیا میں جاتے تھے لیکن یورپ میں مذاق کی تبدیل کی وجہ سے یہ تجارت بہت کم ہوگئی ہے اور صنعتیں بھی مثلاً گلاب کا عطر یا مختلف فلزی چیزوں کا کام یہاں موجود ہیں۔

جموں کشمیر کی گھاٹی اِس ملک کا صرف ایک حصہ ہے۔ اِس کے علاوہ وہ ملک ہے جس کا دارالسلطنت جموں چناب کی ندی پر آباد ہے۔ یہ خطہ دریائے سندھ اور اس کی شاخوں کے بلند حصے پر

واقع ہوا ہے اور تبت تک چلا گیا ہے۔ لداخ اور بلتستان گویا اسی کے جز ہین۔ کشمیر کی گھاٹی عجیب طرح وجود مین آئی ہے۔ علمی تحقیقات کی رو سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ کسی زمانۂ قدیم مین یہ سارا ملک ایک جھیل تھا اس کے بعد پانی کے اندر سے پہاڑ نکل آئے اور ان پر ندیان بہنے لگین جنھون نے اس کی موجودہ حالت پیدا کر دی۔ ملک کی قدیم تاریخون مین بھی اس کا ذکر پایا جاتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ واقعہ انسان کے وجود سے بہت ماقبل کا ہے۔

فصل پنجم۔ اسلامی ہند یعنی

پنجاب راجپوتانہ وسندہ وغیرہ

پنجاب

دریاے سندہ کا مجرا جس مین پنجاب و راجپوتانہ وگجرات و سندہ شامل ہین ایک ایسا خطہ ہے جسے اسلامی ہند کہہ سکتے ہین کیونکہ نہ صرف یہان فاتحین اسلام کی حکومت رہی بلکہ تمدن اسلامی کی بہت سی یادگارین یہان موجود ہین۔ اسی مین مجراے گنگ کا وہ بلند حصہ شامل ہے جسے حکومت انگریزی نے ممالک مغربی وشمالی کا نام دیا ہے۔ پنجاب اور ممالک مغربی شمالی مین جمنا جو گنگا کی ایک شاخ ہے حد فاصل سمجھی جاتی ہے۔ پنجاب کا ملک طول مین زیادہ اور نہایت آباد اور مزروع ہے۔ یہ ہمالیہ کے دامن سے شروع ہوتا ہے اور دریاے سندہ کے اُس پار گنگا کی شاداب گھاٹی تک چلا جاتا ہے گویا یہ اُن دو بڑے شمالی خطون مین جو فی الواقع ایک دوسرے سے الگ ہین اتصال پیدا کرتا ہے۔ پنجاب مین بھی بڑے بڑے شاداب و زرخیز میدان ہین۔ آبادی گنجان ہے اور یہان کے شہر بھی پُرشان اور مشہور ہین مثلاً لاہور امرتسر دہلی وغیرہ۔ لیکن بمجرد اس کے کہ انسان جنوب کی طرف رُخ کرے ہر جگہ جہان تک نگاہ جاتی ہے بجز ہولناک ریگستانون کے کچھ نظر نہین آتا۔ انسان کی بود وباش کی نشانیان کم ہوتی جاتی ہین یا بالکل غائب ہو جاتی ہین۔ کسی قسم کی کاشتکاری یہان نہین ہوتی۔ اور یہان کی سبزی صرف جانورون کے

چارہ تک محدود ہے جو کہ بہت ہی کم مقدار مین پیدا ہوتا ہے۔

پنجاب کی آب وہوا اس سارے خطے کی آب وہوا کی خاصیت یہ ہے کہ یہان گرمی وسردی مین بے انتہا فرق ہے اور مقیاس الحرارت مین یہ فرق تقریباً نوے درجے تک معلوم ہوتا ہے۔ یہ اختلاف نہ صرف تھار کے ریگستان ہی مین ہے بلکہ شمالی شہرون مین بھی محسوس ہوتا ہے مثلاً اگرہ موسم گرما مین تمام عالم کے گرم ترین مقامات مین سے ہے لیکن جاڑون مین یہان اکثر صبح وشام پانی جم جاتا ہے۔ ریگستان کی یہ حالت ہے کہ یہان گرمیون مین اس قسم کی جلتی ہوئی ہوا چلتی ہے کہ گویا وہ تنور سے نکلی ہو۔ جانور بھی تپتی ہوئی ریتی پر بمشکل پاؤن رکھ سکتے ہین اس زمانہ مین یہان کے باشندے گھوڑون اور اونٹون پر بیٹھ کر لومڑی کا شکار کھیلتے ہین کیونکہ اس بیچارے جانور مین جلتی ہوئی زمین پر بھاگنے کی طاقت نہین رہتی۔

کچھ کا رن ریگستان تھار کے جنوب مین ایک عجیب خطہ واقع ہوا ہے جس کو کچھ کا رن کہتے ہین یہ ایک سطح زمین تقریباً چالیس میل سے ساٹھ میل تک لمبی ہے جس کی سطح گرمیون مین بالکل خشک اور مثل برف کے چمکتی ہے لیکن جاڑون مین ایک ایک گز کے قریب پانی آجاتا ہے اس کے اور سمندر کے بیچ مین کچھ کا جزیرہ واقع ہوا ہے جو کسی قدر بلند ہے اور جس پر محدودے چند گاؤن ہین اور تھوڑی سی زراعت ہوتی ہے۔ اس رن کی چکنی سطح پر جس وقت آفتاب کی عمودی شعاعین پڑتی ہین تو اس مین سراب کا منظر پیدا ہوتا ہے جو مسافر کو پریشان اور بالآخر دیوانہ بنا دیتا ہے۔ اس سراب کی وجہ سے اور نیز آفتاب کی سخت چمک کے باعث جو ریتی اور اُتھلے پانی پر پڑنے سے پیدا ہوتی ہے کچھ کے رن سے دن کو گذرنا محال ہے۔ صرف اُسی وقت جبکہ آفتاب غروب ہو جائے انسان اس عجیب اور سنسان میدان کو طے کرنے کا ارادہ کر سکتا ہے۔ جزیرہ کچھ کے جنوب مین کاٹھیاواڑ کا جزیرہ نما واقع ہوا ہے جو اصل مین صوبہ گجرات سے متعلق ہے۔

گجرات گجرات ہند کے متمدن ترین حصون مین سے ہے۔ اس کا دار السلطنت احمد آباد صنعت وتجارت کا بڑا مرکز ہے۔ جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ کے بندرون مین تمام عالم کے تجارتی جہاز آیا کرتے ہین۔ خلیج کمن جی مین



جو اس کے گرد واقع ہوئی ہے نربدا اور تاپتی کی ندیان آ گرتی ہین۔

اراولی کا سلسلہ اور آبو کا پہاڑ

گجرات سے شمال کی جانب اور ریگستان تھار کے مشرق مین ارولی کا پہاڑی سلسلہ واقع ہوا ہے جس مین آبو کا شاندار پہاڑ ہے جو اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا ہے۔ یہ پہاڑ سارے ہندوستان مین مشہور ہے اور نہایت متبرک سمجھا جاتا ہے۔ اس کے دامن مین فرقہ جین کے بے نظیر مندر واقع ہوئے ہین جن مین ہندو صناعین نے اپنی دستکاری و تخیل کا رنگ دکھایا ہے اور انواع و اقسام کی حیرت انگیز سنگ تراشی کا کام کیا ہے۔ اراولی کے سلسلے اور اس کے پاس کے پہاڑی خطون مین راجپوتون کی قوم جو کہ ہندوستان کی قدیم ترین قومون مین سے ہے بود و باش رکھتی ہے یہان انھون نے گویا ابتدائے زمانہ سے باوجود مختلف بیرونی فوج کشیون کے اپنے تئین آزاد رکھا ہے۔ یہ اس خطے کی جغرافی ہیئت کی بدولت ہے کیونکہ اس کے چارون طرف قدرتی دیوارین واقع ہوئی ہین۔ یہان کی پہاڑیان ایسی شکل قلعون اور برجون کی نظر آتی ہین اور جب ان پر فی الواقع کوئی قلعہ بنا ہوا ہو تو مشکل معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کا حصہ کہان تک ہے اور انسان کا کام کہان تک۔ راجپوتانہ کے مشرق مین بندیل کھنڈ اور بگھیل کھنڈ کے خطے واقع ہوئے ہین۔ یہ بھی پہاڑی ہین اور ان مین تیل اور لوہے کی کانین ہین۔ کھجراہو کے مقام پر جو کہ بندیل کھنڈ کا قدیم دار السلطنت تھا اور اب بالکل ویران ہو گیا ہے ایسے پُرشان مندر بنے ہوئے ہین کہ ان کا شمار عجائبات ہند مین ہے۔ ہند کا یہ سارا حصہ بلند ہو کر مالوہ کی سطح اور سلسلہ بندیاچل کے ذریعہ سے ممالک متوسط مین مل گیا ہے اور اس کے بعد جزیرہ نمائے ہند یعنی دکن کی بلندی شروع ہوئی ہے۔

فصل ششم۔ ممالک متوسط اور سواحل اڑیسہ

گونڈوانہ

جس خطے کو حکومت انگریزی نے ممالک متوسط کا نام دیا ہے یہ قدیم زمانہ مین گونڈوانہ کہلاتا تھا

کیا بلحاظ جغرافیہ اور کیا بلحاظ نباتات و حیوانات یہ خطہ ہندوستان اور دکن کے بین بین مین ہے۔ قدیم زمانے مین یہان نہایت گھنا جنگل تھا جس کی آب وہوا انسان کے لیے قاتل تھی۔ اٹھارہوین صدی مین یہ جنگلی خطہ شمالی اور جنوبی ہند کے بیچ مین ایک ایسی دیوار کا کام دیتا رہا کہ اقوام فاتح اس سے پار نہو سکین اور انھین بجز اس کے کوئی چارہ نہوا کہ اس کے گرد گھوم کر جائین پچیس تیس سال کا زمانہ ہے کہ یہ خطہ اسی قدر نامعلوم تھا جیسا وسط افریقہ گونڈوانہ کا ملک ایک سلسلہ پہاڑی سطحون کا ہے جن کی بلندی تقریباً ہزار فیٹ سے بارہ سو فیٹ تک ہے۔ اس مین بڑے بڑے غار اور وادیان واقع ہوی ہین۔ اس خطہ کا سب سے بلند حصہ امرکنٹک ہے جس کی اونچائی تقریباً تیرہ سو فیٹ ہے۔ یہ ندیون کا گھر ہے اور اس مین سے کم و بیش چھ ندیان چھوٹی بڑی نکلی ہین جن مین سے سون اور مہاندی اور نربدا مشہور ہین۔ گونڈوانہ کے باشندے یعنی گونڈ جن کے متعلق ہم آگے چل کر بحث کرینگے ایک نہایت دلچسپ قوم ہے اور بعض ان مین سے بالکل وحشی ہین

اوڑیسہ | گونڈوانہ کے مشرق جانب اوڑیسہ کا ساحل واقع ہوا ہے۔ یہ دراصل کم آباد ملک ہے اور اس مین ہمیشہ خشکی اور سیلاب دونون آفتون کا سامنا رہتا ہے اور اسی وجہ سے یہان قحط کثرت سے ہوا کرتا ہے اس مین شک نہین کہ کسی زمانہ مین یہان ایک بڑی حکومت تھی جیسا کہ اُن شاندار مندرون سے جو باقی رہ گئے ہین استنباط کیا جاسکتا ہے ان مین سے بھوبنیشور اور جگناتھ اس وقت بھی ہندوستان کی مشہور ترین عبادت گاہون مین ہین۔ جگناتھ مین تو ہر سال لاکھون زوار ہند کے مختلف حصون سے آتے ہین۔ اوڑیسہ کا ساحل جنوب کی طرف سرکار کے ساحل سے ملا ہوا ہے۔ چلکا کی جھیل سے اُتر کر اور برہم پور سے گذرنے کے بعد پہاڑون کے بیچ مین ایک تنگ درہ واقع ہوا ہے جو سمندر تک چلا گیا ہے اور جس کا نام سرکار کا تھرماپلی رکھا گیا ہے۔ فاتحین ہند بغیر اس درہ سے گذر کیے ہوے دکن مین نہین آسکتے تھے اور یہی درہ آریہ اور دراویڈی زبانون مین حد فاصل ہے۔ اس کے شمال مین اوڑیا بولی جاتی ہے اور اس کے جنوب مین تلنگی۔

فصل ہفتم - دکن

دکن | لفظ دکن کا اطلاق قدیم سے ہند کے جنوبی حصے پر بمقابل ہندوستان یعنی شمالی حصے کے ہوا کیا ہے - لیکن اب اس سے مراد وہ بلند پہاڑی ملک ہے جو ممالک متحدہ اور سواحل کے بیچ مین واقع ہوا ہے یہ بلند سطحین جن کی زمین آتش فشانی مادہ سے بنی ہوئی ہے عموماً کم آباد اور کم مزروع ہین باستثناء اُن حصون کے جو ندیون کے کنارے اور گھاٹیون مین واقع ہوئے ہین جہان وہ مشہور سیاہ مٹی ہے جو روئی کی کاشت کے لئے خاص طور پر موزون ہے - اسی طرح مغربی حصہ بھی جہان جنوب و مغرب والی مانسون ہر سال موسلادھار مینھ برساتی ہے آباد و زرخیز ہے -

دکن کے باشندے | اس خطے کے کل شمالی و مغربی حصے مین مرہٹون کی قوم آباد ہے جو کہ ہندوستان کی اقوام مین ایک بڑی بہادر اور جنگجو قوم ہے اور جس نے کسی زمانہ مین ایک پُرزور حکومت قایم کرلی تھی - اقوام بھیل کو جو اس ملک کے اصلی باشندے تھے فتح کرنے کے بعد مرہٹے گھاٹ کے دونون ڈھلوانون پر بس گئے اور کوکن کی بلند سطحون اور شاداب زمین پر بھی قبضہ کرلیا - یہ منجملہ اُن اقوام کے ہین جن کا عروج حکومت انگریزی کی سمجھ مین نہین آتا - باستثناء مرہٹون کے دکن کے کل باشندے دراویڈی نسل کے ہین - اقلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان مین دراویڈی اثر غالب ہے -

میسور و حیدرآباد | منجملہ اُن عظیم الشان حکومتون کے جو دکن مین قایم تھین اور جن کے مشہور دار السلطنت گولکنڈہ بیجاپور اور بیجانگر نے وقتاً فوقتاً اس قدر شہرت حاصل کی اور یورپیون کے تخیلہ کو انواع و اقسام کی پُرخیالیون سے بھر دیا اب صرف دو باقی رہ گئی ہین - یعنی میسور و حیدرآباد -

میسور | میسور کا خطہ جو مغربی گھاٹ کے مشرقی دامن مین واقع ہوا ہے نیلگیری کے پہاڑ تک چلا گیا ہے

اس خطے مین مانسون ساحل مالابار پر اپنی شدت کو کم کرنے کے بعد بہت ہی معقول مینہ برساتی ہے اس وجہ سے یہان ایک پرزور سبزی اور عمدہ عمدہ جنگل ہین جن مین صندل کے درخت کثرت سے ہین یہ وہ خوشبودار لکڑی ہے جس کو ہندوستان کے باشندے نہایت خوبصورتی و عمدگی سے تراشتے ہین - میسور کی برآمد کی اشیاء روئی اور غلہ اور مصالح ہین - اس کا دارالحکومت یعنی میسور ایک خوش وضع اور خوش آب وہوا مقام ہے لیکن یوروپین اوٹاکمنڈ کو زیادہ پسند کرتے ہین جو جنوبی ہند کی مشہور صحت گاہ ہے - میسور ہی کے ملک مین گھاٹ کے مشرقی دامن سے کاوری کی ندی نکلی ہے جو بعد کرشنا کے دکن کی سب سے بڑی ندی ہے - یہ جس بلند مقام سے نکلی ہے وہان تقریباً تین سو ۳۰۰ فیٹ کا عمودی ڈھال واقع ہوا ہے اور بارش کے زمانہ مین اس کا آبشار دنیا کے آبشارون مین نہایت ہی پرشان سمجھا جاتا ہے اس ندی کے دہانے پر ایک بڑا اچر ہے جس پر کالرون کا بند رواقع ہوا ہے - مثل ہندوستان کی اور ندیون کے کاوری بھی ایک متبرک ندی ہے اور جہان جہان سے یہ گذری ہے مثلاً تن جور ترچناپلی کنبہ کونم اور مندورہ اس کے کنارون پر بڑے بڑے مشہور مندر تعمیر ہوے ہین - ان مندرون کا طرز تعمیر ہندوستان کے مندرون سے بالکل علیحدہ ہے اور ان مین خاص بات یہ ہے کہ بڑے بڑے اہرامی شکل کے دروازے ہین جن کو گوپرا کہتے ہین اور ان پر ہزار ہا ترشی ہوئی مورتین ہین جن کا مجموعی اثر ایک بڑی شان پیدا کرتا ہے - دکن کا وہ حصہ جو کاوری کے جنوب مین واقع ہوا ہے بالکل پہاڑی اور کم آباد ہے اس مین بڑے بڑے جنگل ہین جن مین درندے جانور اور زہریلے سانپ کثرت سے پائے جاتے ہین -

نشیب کے حصون مین آب وہوا نہایت خراب ہے لیکن کوشش ہو رہی ہے کہ زمین کی خلقی زرخیزی سے کام لیا جائے اور پہاڑون کے تمام تدبیرے و قصبے قایم ہو رہے ہین جن کی بلندی انہین گرمی سے محفوظ رکھتی ہے اور یہان فرحت بخش ہوائین چلتی رہتی ہین -

حیدرآباد دکن کے اوپر والے حصے مین حضور نظام کی حکومت واقع ہوئی ہے - یہ ہندوستان کی

خود مختار دیسی حکومتون مین سب سے بڑی ہے اور حیدرآباد کا شہر بھی جو اس کا دار السلطنت ہے ہندوستان کے عجیب شہرون مین سے ہے۔ اس اسلامی دار السلطنت کے دیکھنے سے ہمین کچھ تھوڑا سا اندازہ مشرقی دار الحکومتون کا (مثلاً بغداد کا) ہو سکتا ہے جو عربون کے زمانۂ حکومت مین قایم ہوئے تھے۔

حیدرآباد کے پاس ہی گولکنڈہ ہے یہ شہر جو کسی زمانہ مین نہایت شاندار تھا اور جسکا صرف نام اُس پرستان کی یاد دلاتا ہے جس مین عظیم الشان قصرون کے اندر ایک خلقت تھی جنکے جسمون پر بیش بہا کپڑے اور جواہرات چمک رہے تھے اب ایک بے رونق گاؤن رہگیا ہے۔ اس سے ملا ہوا ایک پُر اسرار قلعہ ہے جو اس ملک کی کنجی ہے اور جہان مصنف کے سوا بہت کم یورپین کا قدم گیا ہے۔

بیجانگر کے کھنڈر

دکن کے ویران دار السلطنتون مین صرف گولکنڈہ ہی نہین ہے۔ ہند مین اس قسم کے بہت شہر ہین جو کسی زمانہ مین دار الحکومت تھے اور اب کھنڈر ہین۔ منجملہ ان کے دکن مین دیکھنے کے لایق مقامات بیجاپور اور بیجانگر ہین جن کی بہت سی عمارتون کو ہم نے اپنی تصاویر مین دکھایا ہے۔ ایک اتنے بڑے رقبہ مین جیسا کہ پیرس کا رقبہ ہے بیجانگر کے منہدم مندر اور قصر پر قصر واقع ہوئے ہین جہان کسی انسان کا قدم نہین پہونچتا اور جس کے باشندے اس وقت صرف درندے جانور رہ گئے ہین۔ اگر ہم کسی وقت چاند کی روشنی مین ان ویران مندرون کے کھنڈرون سے اور اس موضع کے اندر سے جس کے باقاعدہ ستون اور عمارتین کوسون تک چلی گئی ہین گذرین تو ہمین معلوم ہوگا کہ بعض وقت خاموشی مین بھی کس قدر فصاحت ہے۔ اس قسم کے باقیات الصالحات کے مطالعہ کرنے سے ہم اس لایق ہوتے ہین کہ صدیون کی گرد کے اندر سے ایک پرانے اور مٹے ہوئے تمدن کی صورت کھڑی کرین۔

باب سوم۔ نباتات وحیوانات ومعدنیات

فصل اوّل۔ نباتات

نباتات وحیوانات کی بوقلمونی

جس طرح ہند کے ملک مین سب قسم کے موسم ہین اسی طرح یہان کے نباتات وحیوانات بھی بوقلمون ہین۔ کسی نبات یا حیوان کے متعلق یقینی نہین کہا جاسکتا کہ ہند سے مخصوص ہے۔ ایک طرف تو پہاڑون کے دامن یورپ کے پھولون پھلون سے بسے ہوے ہین اور دوسری طرف تبتی خطون کی یہ حالت ہے کہ ایران وچین یاد آتے ہین۔ ان خشک اور جلتے ہوے خطون مین سے گذرتے وقت انسان یہ خیال کرتا ہے کہ گویا وہ وسط افریقیہ مین ہے۔ اسی طرح ترائی وسندربن کے گھنے اور بے ترتیب جنگل جزائر ملایا کو یاد دلاتے ہین۔ اگر عام طرح پر دیکھا جاے تو ہند کا ملک ایک نہایت شاداب وزرخیز ملک ہے اور اس مین باشندون کی ضروریات کے لئے کافی غلہ تو پیدا ہوسکتا ہے۔ اس مین شک نہین کہ ملک کے بعض حصون مین کبھی کبھی دردناک قحط پڑ جاتے ہین لیکن ان کی بڑی وجہ یہ ہے کہ آمدورفت کے ذرائع کافی نہین ہین اور ایک صوبہ کی توفیر کو دوسرے صوبہ مین جہان قحط ہے بآسانی پہنچایا نہین جاسکتا۔ ان قحطون کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ نیچے درجہ کی خلقت نہایت ہی مفلوک الحال ہے اور اس مین کسی قسم کا غلہ خریدنے کی مطلق سکت نہین ہے۔ پس اس قسم کے لوگ بوجہ کم استطاعتی کے لاکھون کی تعداد مین مرجاتے ہین حالانکہ ایک کثیر المقدار غلہ جہازون مین لدکر ممالک خارجہ کو چلا جاتا ہے۔

غلہ | ہند کی پیداوار مین سب سے پہلا درجہ غلہ کا ہے۔ گیہون چاول مکئی اور جوار یہان کثرت سے پیدا ہوتے ہین اور یہان کے باشندون کی غذا کا دارومدار بھی انھین پر ہے۔ کیونکہ ان مین عموماً گوشت کا استعمال ممنوع ہے آب و ہوا کی گرمی اور جانورون کی قلت اور مذہبی ممنوعات نے ہنود کو نباتی غذا پر مجبور کیا ہے۔ اس ملک مین زراعت ہمیشہ سے نہایت مستعدی اور عقلمندی سے ہوائی ہے۔ جہان کہین یوروپیون نے کاشتکاری کے نئے طریقے جاری کرنے کا ارادہ کیا ہے تو عموماً ثابت ہوا ہے کہ پُرانے ہی طریقے زیادہ مفید ہین اور اس امر کو تسلیم کرنا پڑا ہے کہ یہی ملک کی حالت کے لحاظ سے بہتر بھی ہین البتہ اس کی ضرورت تو ہے کہ زراعت کے رقبے مین ترقی دی جائے کیونکہ اس وقت صرف ایک تہائی حصہ مزروع ہے۔ گنگا کی گھاٹی نہ صرف ہندوستان مین بلکہ تمام عالم مین ایک بہت ہی زرخیز خطہ ہے اس کے کنارون پر جہان تک نگاہ جاتی ہے ہرے ہرے کھیت نظر آتے ہین۔ ان کی مسلسل یکسانی نے باہر کی آنکھون کو تھکا دیا اکثر اس زمین مین تین فصلین ہوتی ہین۔ گنگا کے کنارے زیادہ تر دھان کی کاشت ہوتی ہے اور یہ اُن شاداب کھیتون مین جو سیلاب کے زمانے مین زیر آب ہو جاتے ہین بویا جاتا ہے لیکن گیہون کپاس تمباکو۔ سن اور افیون بھی اس بے نظیر گھاٹی مین جس کی زرخیزی شہرہ آفاق ہے باسانی پیدا ہوتے ہین کل ہند کے ملک مین جہان زمین مین پانی پہونچایا گیا ہے کھیتی کی قریب قریب یہی حالت ہے اور جن خطون مین کثرت سے ندیان گذری ہین یا جہان مانسون کی بارش متواتر ہوتی رہتی ہے اُسی قسم کی پیداوار ہوتی ہے جیسے بنگال مین نشیبی حصون مین جہان رطوبت بہت کثرت سے ہے ہر قسم کا دھان پیدا ہوتا ہے برخلاف اس کے گیہون اُنہین مقامات پر ہوتا ہے جو کسی قدر بلند اور خشک ہین۔

افیون | غلہ کے بعد اُن تجارتی اشیا مین جو جہازون پر کثرت سے باہر جاتی ہین افیون ہے یہ بہار گنگا اور پنجاب اور راجپوتانہ کے خطے مین پیدا ہوتی ہے۔ حکومت انگریزی نے اس کی تجارت خود اپنے ہاتھ

مین رکھی ہے - وہ کثیر المقدار افیون کی جو چین مین استعمال کی جاتی ہے ہند ہی سے بذریعہ حکومت اُس ملک مین پہنچائی جاتی ہے یہ تو ہم سب کو یاد ہوگا کہ جس وقت چین کی حکومت نے اپنی رعایا کو اُس مُتم لعد مہلک شے کے زہر سے محفوظ رکھنے کے لئے افیون لینے سے انکار کر دیا تو یہان کس قدر شور و غل مچا - اُس وقت وہ مشہور افیون کی جنگ ہوئی جس کے بعد حکومت ہند نے چین کو از سر نو افیون خریدنے پر مجبور کیا اور اِس کی وجہ سے ہزارہا بنی نوع انسان کی جانین ہر سال تلف ہو رہی ہین -

روئی ہند کے زراعتی پیداوار مین جو ملک سے باہر جاتی ہین روئی کا تیسرا درجہ ہے - دکن کے بعض حصون مین یہ نہایت عمدہ ہوتی ہے - البتہ یہ امریکہ کی روئی سے درجہ مین کم ہے لیکن جنگ امریکہ نے جو کئی سال تک ہوتی رہی اِس کو ایک غیر معمولی موقع دیدیا اور یہ اس وقت اشیاے تجارتی مین ایک بہت بڑی چیز ہے خواہ خام حالت مین ہو یا کپڑے کی صورت مین - ہند کی ململ اور چھینٹین کسی زمانہ مین نہایت مشہور تھین لیکن مغرب کی کلون نے مشرقی دست کاریون کو سخت صدمہ پہونچا دیا ہے - اِس وقت گویا کل ہندی ململ در اصل یورپ مین بنتا ہے اور بمبئی یا کلکتہ کے ذریعہ سے اس ملک مین آتا ہے

سن تیل تماکو سن بھی ہند سے بہ کثرت باہر جاتا ہے جس کے سوا اور اقسام کے بیج بھی جن سے تیل نکلتا ہے اشیاے تجارتی مین محسوب ہوتے ہین - تماکو جو یہان بہت اچھی طرح پیدا ہوتا ہے اتنا عمدہ نہین ہے کہ یورپ کو جاوے اور اس کا استعمال زیادہ تر ملک ہی کے اندر ہوتا ہے - ترچناپلی کے چُرٹ ملک مین بہت مشہور ہین -

قہوہ اور چاے چین کے بعد ہند ہی وہ ملک ہے جس مین چاے کثرت سے پیدا ہوتی ہے اور آسام کی کھیتون سے بہت عمدہ نتائج پیدا ہوئے ہین - قہوہ کی کاشت انیسوین صدی کے وسط مین یہان جاری کی گئی اور یہ دکن کے پہاڑون پر نہایت عمدہ ہوتی ہے علی الخصوص وائناڈ کے خطے مین جو میسور کے جنوب مین واقع ہے -

اور تجارتی پیداوارین | نیل - پان - کونین - اور ریشمی کیڑون کے لئے شہتوت حال ہی مین لگائے گئے ہین لیکن اب ان کا شمار بھی ہندوستان کی پیداوار مین ہونا چاہئے

جنگل | قدیم زمانہ مین ہند مین بڑے بڑے جنگل تھے لیکن افسوس ہے کہ ہندوستانیون نے اور اس کے بعد انگریزی حکومت نے قبل اس کے کہ وہ جنگلات کی حفاظت کرتے بڑا حصہ کاٹ ڈالا اور دولت کا یہ ذریعہ بہت کم ہو گیا - ممالک متوسط مین اس وقت بھی ہند کے کاشتکار ایک عجیب طریقہ زراعت کا استعمال کرتے ہین - یعنی کسی ایک رقبہ مین کل جنگلی درختون کو کاٹ کر ان مین آگ لگا دیتے ہین اور ان کی راکھ کو بطور کھاد کے استعمال کرکے زمین مین بیج ڈالتے ہین - اس طرح تین چار فصلین ان سے حاصل ہو جاتی ہین اور جس وقت کھاد کی قوت کم ہو گئی تو وہ چھوڑ کر دوسرے قطعہ کو خراب کرنے لگتے ہین اور دوبارہ از سر نو اسی کام کو شروع کرتے ہین - حکومت انگریزی نے کچھ تو نقص کے خیال سے اور کچھ دانستہ اس عجیب طریقے کو کم و بیش جاری رکھا ہے لیکن امید ہے کہ آئندہ جس قدر جلد ممکن ہو اس طریقہ جنگلون کو برباد کر دینے کا سد باب ہو جائے گا۔

سال اور ساگوان | ہند کے جنگلون کے بادشاہ دو درخت ہین سال اور ساگوان - سال مین ایک قسم کا گوند نکلتا ہے - اور ساگوان تعمیر کے لئے نہایت عمدہ لکڑی ہے اور اس کی شہتیرون سے اعلی درجہ کا کوئلہ بنتا ہے - ان دونون درختون کو مختلف قسم کی زمینون کی ضرورت ہے اور یہ کبھی ایک دوسرے کے ہمراہ نہین اُگتے - سال تو جنوبی ہمالیہ کے دامنون پر پیدا ہوتا ہے اور ممالک متوسط مین بھی پایا جاتا ہے لیکن دکن کی بلند سطحین اس کی حد فاصل ہین اور یہان ساگوان ہی ساگوان جنگلون پر قابض ہے -

دیودار اور صنوبر سرد ملک کے پھل | شمال اور پہاڑون کے ہند کے پہاڑون پر بھی ایک بلندی تک پہونچنے کے بعد دیودار اور صنوبر کے درخت پائے جاتے ہین - اس سرد منطقہ سے جہان یہ درخت اُگتے ہین اُتر کر معتدل آب و ہوا مین یورپی اشجار مثلاً اوک یعنی بلوط - اور ایش - اور بید وغیرہ کل وہ درخت جو

ہمارے مغربی جنگلوں میں پیدا ہوتے ہیں یہاں کثرت سے سایہ فگن ہیں۔ ان کے بیچ بیچ میں کل ہمارے میوے کے درخت اور جھاڑیاں پیدا ہوتی ہیں۔ گوزبری کی جھاڑیوں کے ساتھ ہی ساتھ سیب و ناشپاتی و آلوچہ اور انگور موجود ہیں۔

کھجور۔ برگد۔ بانس تاڑ صندل وغیرہ

بلندی سے اُترنے کے بعد ہمیں اور قسم کے درخت ملتے ہیں جن کی لکڑی اور پھل انسان کے لئے بکار آمد ہیں اور جن کے بڑے بڑے پتّے ایک شان پیدا کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے کھجور ہے اور مختلف قسم کے برگد کے درخت اور مہوہ جس کے پھولوں میں اس قدر غذائیت ہے کہ قحط میں یہ بڑا کام دیتا ہے بانس۔ لوہے کی لکڑی اور صندل پھر ان کے سوا تاڑ کا درخت جو ہر جگہ ہے اور جس کی لکڑی اور پتّے اور چھال اور رس سب سے اس ملک کے باشندے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تاڑ کا درخت زیادہ تر جنوبی خطوں میں پایا جاتا ہے۔ اُن خطوں میں جہاں گرمی اور رطوبت دونوں کا اجتماع ہے منطقہ حارہ کے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً آسام میں جہاں گرمی شدت سے ہوتی ہے جنگل اس درجہ گنجان پیدا ہوتا ہے کہ اسے جلائے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ گرمیوں کے موسم میں تھوڑا تھوڑا جنگل جلا کر زمین صاف کی جاتی ہے۔ درختوں کی بلندی پچاس اور ساٹھ گز تک پہونچتی ہے اور ان کے بیچ بیچ میں اس قدر گھنی جھاڑی پیدا ہوتی ہے کہ اس میں سے گذرنا دشوار ہے اور اس جھاڑی میں بانواع و اقسام کے خودرو پھول اُگتے ہیں مثلاً کھاسیہ کے پہاڑ پر ڈھائی سو قسم کے آرکڈ پیدا ہوتے ہیں۔ دنیا کے کسی حصے میں اتنا پریشان اور اتنا بے ترتیب جنگل نہیں پایا جاتا۔

فصل دوم۔ حیوانات

حیوانات

ہند میں خاص قسم کا کوئی جانور نہیں ہوتا۔ جس طرح یہاں مختلف نباتات اور مختلف قسم کی آب و ہوا

ہے اُسی طرح حیوانات بھی مختلف قسم کے ہین اور چین وافریقہ وملایا ویورپ کے حیوانات سے ملتے جلتے ہین - ہمالیہ کے اُس خطے مین جو برف کے نیچے واقع ہوا ہے تبت کے جانور ہین - یعنی چھوٹے ہرن ریچھ اور بھیڑیے گرم خطے اور ترائی اور آسام مین درندون کی مختلف اجناس رہتی ہین - یہ ملک کے دوسرے مقامات بخوف جان یہان آکر ٹھیرے ہین اور چین سے بچے دیتے اور بڑھتے ہین -

ہاتی اسی خطہ مین ہاتی کے گلے بھی ہین جو یہان آزاد پھرتے ہین - یہ قیمتی جانور تو ہند سے مفقود ہی ہوگیا ہوتا لیکن حکومت انگریزی نے اس کی جان بچالی اور یہ قرار دے دیا کہ جتنے ہاتی ملک مین ہین سب سرکار کی ملک ہین - انہین کوئی پکڑنے اور شکار کرنے کا مجاز نہین - ہر سال قریب سو ہاتی کے پکڑا جاتا ہے یہ پہلے دام مین پھانسے جاتے ہین اور اس کے بعد پلے ہوے ہاتھیون مین رکھ کر ان کو تعلیم دی جاتی ہے ان سے مختلف کام لئے جاتے ہین - یہ شیر کے شکار مین بکار آمد ہین اور راجاؤن کے جلوس اور سواریون مین ان سے شان وشوکت پیدا ہوتی ہے - اس قسم کے جلوسون مین ہاتیون پر نہایت زرق برق جھولین ڈالی جاتی ہین اور ان پر سنہری ہودے باندھے جاتے ہین - ان ہودون پر خود راجہ یا اُن کے معزز اور محترم مہمان سوار کئے جاتے ہین -

ببر اور شیر شیر ببر تو ملک ہند سے گویا مفقود ہوگئے ہین - ان مین سے معدودے چند کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما مین رہ گئے ہین لیکن یہ قد مین بالکل چھوٹے ہین اور ان پر یال کے بال نہین ہوتے - شیر ہند کے ہر حصے مین پایا جاتا ہے - یون تو وہ ہر جگہ رہتا ہے لیکن گھنے جنگلون کی جھاڑیان اُسے زیادہ پسند ہین - اس درندے کی کثرت سے ہونے کا بڑا باعث یہ ہے کہ اس کا زیادہ پیچھا نہین کیا جاتا کیونکہ یہ جنگلی سور کا جو زراعت کو برباد کرنے والا جانور ہے دشمن جانی ہے - شیر عموماً جنگل کے جانورون کا شکار کرکے جیتا ہے - مثلاً مختلف قسم کے ہرن جنگلی سور وغیرہ - البتہ جب یہ جانور اُسے نہین ملتے اور اُس کو بھوک کی شدت ہوتی ہے تو پھر وہ بستیون کے قریب آتا ہے اور مویشی کا شکار کرنے لگتا ہے - شیر آدمی پر

کم حملہ کرتا ہے لیکن جب اُسے دفعتہً آدمی کے گوشت کا مزہ پڑ گیا تو پھر وہ بہت ہی خطرناک بن جاتا ہے۔ جب شیر اور شکار چھوڑ کر آدمی کے پیچھے پڑتا ہے تو اُس مین کچھ ایسی ہیبت اور کایا ان بن آجاتی ہے کہ گاؤن کے گاؤن اُس کے مقابلہ سے دست بردار ہو جاتے ہین۔ جس وقت وہ سو دو سو آدمیون کو کھا لیتا ہے تو باشندے گاؤن چھوڑ کر بھاگ جاتے ہین اور گویا یہ ایک نیا جانور بن جاتا ہے اور اسے آدم خوار کا نام دیا جاتا ہے۔ اِن آدم خور شیرون کے متعلق ڈاکٹر ہنٹر حسب ذیل لکھتے ہین ؎ "ایک آدم خوار تین سال مین ایک سو آٹھ اشخاص کو کھا گیا۔ ایک دوسرا آدم خوار سال مین اسی آدمیون کا شکار کرتا تھا ایک نے تیرہ گاؤن بے چراغ کر دئے اور ساڑھے چار سو مربع میل تک ویرانہ بنا دیا۔ ایک نے ایک سو ستائیس آدمی مارے اور کئی ہفتہ تک ایک بڑی شاہ راہ کو بند کئے بیٹھا رہا۔" حکومت انگریزی نے مردم خوار شیرون کو مارنے کے لئے ایک بیش قرار انعام مقرر کر رکھا ہے لیکن اس پر بھی دیسی لوگ اِس جانور پر ہاتھ نہین چلاتے۔ اوّل تو وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہین اور دوسرے یہ کہ جو شیر بہت سے آدمی کھا لیتا ہے وہ دیوتا سمجھا جاتا ہے۔

سانپ ایک اور قسم کا جانور جو شیر سے کہین زیادہ خطرناک اور کہین زیادہ متبرک سمجھا جاتا ہے سانپ ہے دنیا کے کسی ملک مین اِس کثرت سے اور اس قدر زہریلے سانپ نہین پیدا ہوتے جیسے ہند مین۔ یہ ہر جگہ زمین پر بھی رینگتے ہین اور پانی کے اوپر بھی تیرتے ہین۔ جو سانپ ملابار کے ساحل آب شور کی کھاڑیون مین رہتے ہین وہ سخت زہریلے ہین برخلاف اس کے میٹھے پانی کے سانپ بالکل بے ضرر ہین۔ لیکن خشکی کے سانپون مین جس مین کثرت سے زہریلے سانپ ہین سب سے زیادہ زہریلا ناگ ہے۔ اس کا زخم بالکل مہلک ہے اس مین شک نہین کہ انسان شیر کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ایک دن آنے والا ہے جبکہ ملک اِس سے خالی ہو جائے گا لیکن سانپ سے بچنا بالکل محال ہے یہ جھاڑیون مین چپ چاپ رینگتے رہتے ہین یا دفعتہً زمین کے سوراخون سے نکل کر گھرون مین چلے آتے ہین۔ علاوہ اس کے یہ نہایت کثرت کے ساتھ بچے دیتے اور جلد بڑھ جاتے ہین۔ ناگ کی تعظیم و تکریم ہندوؤن مین اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس کا تعلق

وشنو سے ہے۔ مندرون کی کل سنگ تراشیون مین ہر جگہ اس کی تصویر اس طرح بنی ہے کہ یہ کنڈلی مارے پھن پھیلائے غضبناک آنکھون سے دیکھ رہا ہے۔ ہند مین ہر سال تقریباً بیس ہزار آدمی سانپ کے زہر سے مرتے ہین۔

اور موذی جانور | صرف شیر اور سانپ ہی ہند کے موذیون مین سے نہین ہین۔ چوہے ٹڈیان اور انواع و اقسام کے کیڑے سخت مضر ہو جاتے ہین۔ بھیڑیا بھی ہند مین کثرت سے ہے۔ اور اس کی بہت سی قسمین ہین۔ چیتا۔ گیدڑ۔ کفتار۔ گینڈا اور مگرمچھ بھی منجملہ درندے جانورون کے ہین۔ گینڈا اسندربن کے ہر حصے مین پایا جاتا ہے اور ہین کے دلدلون اور ندیون مین مگرمچھ بھی کثرت سے موجود ہے اس کی دو قسمین ہین۔ گھڑیال اور مگرمچھ۔

مویشی گھوڑا اونٹ وغیرہ | ہند مین چارہ کی قلت ہے اور اسی وجہ سے یہان مویشی کم ہے۔ اونٹ۔ گھوڑے۔ بیل بھینس گدھے جانورون مین ہین۔ گھوڑا یہان بہت چھوٹے قد کا ہوتا ہے۔ بھیڑ صرف گوشت اور دودھ کی غرض سے پالی جاتی ہے۔ سور ہندوون کی نظرون مین ایک نہایت ہی نجس جانور ہے صحن خانہ کے پرند ہی ہین جو یورپ مین۔ ندیون مین مچھلیان عمدہ و کثرت سے ہین اور نیلگیری مین یہ سرد ممالک سے لاکر پالی گئی ہین۔

بندر | بندر ہند مین ہر جگہ ہے اور کاشتکارون کے لئے ایک بلا ہے۔ یہ کھیتون سے غلہ چرا لیتا ہے اور گھرون کے اندر گھس کر جو چیز چاہتا ہے لے جاتا ہے لیکن چونکہ ہنود ہنومان کو دیوتا مانتے ہین اس لئے یہ بندر کو مطلق نہین ستاتے۔ متھرا مین بندر اس کثرت سے ہین کہ یوروپیون کے لئے یہان رہنا مشکل ہے۔ بنارس مین یہ اس قدر ستاتے تھے کہ چند سال سے کثیر تعداد مین ان کو پکڑ پکڑ کر گنگا کے اُس پار کر دیا جاتا ہے۔

پرندے | ہند کی چڑیون کے پر نہایت ہی خوبصورت ہوتے ہین لیکن ان مین سے خوش الحان بہت کم ہین

کاشتکاران کو اِس لئے دعائین دیتے ہین کہ یہ کیڑون کو کھاجاتی ہین۔ شہرون کے باشندے زیادہ تر چیل سے خوش ہین کیونکہ وہ فرش کی سڑی ہوئی چیز کو صاف کردیتی ہے۔ ہند مین طوطے خوبصورت اور کثرت سے ہین۔

فصل سوم۔ معدنیات

جواہرات | سیاحون کی کہانیان اور اقوام مغربی کے تخیلات اِس خیال سے بھرے ہوے ہین کہ ہند کا ملک انمول اور بے انتہا جواہرات کا معدن ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا جزیرہ نما جزیرۂ سیلون کا مماثل ہے جس مین یاقوت نیلم پکھراج اور تامڑا قدیم پتھرون مین پیدا ہوتے ہین اور لڑھک کر ندیون کی ریتی مین آجاتے ہین۔ اِن تعجب انگیز بیانات مین بہت سی اصلاح کی ضرورت پڑی۔ اِس مین شک نہین کہ قدیم زمانے مین اِس ملک مین ہیرے کی عمدہ کانین تھین لیکن وہ مدت سے بالکل خالی ہوگئی ہین۔ اونیسوین صدی کے شروع مین صرف سنبل پور کی کان مین جو مہاندی کی گھاٹی مین واقع ہوئی ہے اور جنوب مین کرنول کی کانون کے اندر کام جاری تھا۔ گولکنڈہ جس کا نام ہمارے سامنے ایک بہتی ہوئی دھار جگمگاتے جواہرات کی موجود کردیتا ہے جس کو وہان کے بادشاہ کثرت سے استعمال کرتے تھے بالکل معدنون سے خالی ہوگیا ہے۔ اب یہان اِکا دُکا پتھر مل جاتا ہے جس کی کچھ قیمت نہین۔ اراول کے پہاڑون مین نیلا گار کا پتھر پیدا ہوتا ہے اور سیواڑ مین تلخرا اور نربدا کے وادی مین بلور۔ گجرات مین سمندر کے کنارے سنگ یشب اور سنگ سلیمانی اور عقیق پیدا ہوتے ہین اور بعض مقامات پر سنگ یشم اور کورند بھی ہوتا ہے۔ موتی کے سیپیون کا سمندر سے نکالنا بھی ملک ہند مین ایک بہت بڑا ذریعہ دولت کا ہے۔ یہ کام خلیج کھامج سواحل مدورا ٹراونکور اور سیلون کے جزیرہ مین جاری ہے۔

تعمیری پتھر - زغال راجپوتانہ مین سفید اور گلابی سنگ مرمر کی کانین ہین بندیل کھنڈ اور وادی چنبل کا بلوا پتھر عمارت مین بطور زینت کے استعمال کیا جاتا ہے - ہند مین کوئلے کی کانین بہت کثرت سے ہین یہ گنگا اور گوداوری کے بیچ مین واقع ہوئی ہین اور ان کی چار تقسیمین ہین مگر بہت سی ان مین سے ایسی ہین کہ کام کرنے کے قابل نہین اور بعضون کا زغال یوروپی زغال سے بہت ہی کم درجہ مین ہے - ان مین راکھ بہت زیادہ ہے اور گرمی بمقابل انگریزی کوئلے کے تقریباً نصف ہے - ملک ہند مین زغال کی کمی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اس ملک مین ہمیشہ بمقابل حرفت کے زراعت زیادہ رہے گی - اس ملک کو فطرت نے زیادہ تر اس لئے خلق کیا ہے کہ اس مین دوسرون کے لئے اذوقہ پیدا ہو اور اسی وجہ سے جس وقت سوئیس کی نہر نے مغربی ممالک کی تجارت مین آسانی پیدا کردی ہند کی حرفتین بہت ہی تھوڑے زمانہ مین نیست و نابود ہوگئین -

لوہا لوہا بھی ہند مین بکثرت ہے اور عمدہ قسم کی کانین سیلم مین ہین جو صوبۂ مدراس مین واقع ہوا ہے - زمانۂ قدیم سے ملک کے باشندے لوہا بنانے سے واقف تھے اور بڑانی سی پُرانی یادگارون مین لوہے کے بنے ہوئے دروازے ملے ہین جن کا زمانہ بہت ہی قدیم ہے جو ثابت کرتا ہے کہ انسان کے وجود سے تھوڑے ہی دنون بعد یہ حرفت ہند مین شروع ہوگئی تھی - اس وقت تک بھی دیسی چھوٹی چھوٹی بھٹیون مین کوئلے کے ذریعہ سے لوہا بناتے ہین لیکن اس حرفت مین انحطاط ہوتا جاتا ہے اور زغال کی کمی کی وجہ سے وہ طریقہ لوہا بنانے کا جو یوروپ کے ممالک مین مروج ہے یہان پوری طرح جاری نہین ہوسکتا - اسی وجہ سے اس وقت تمام ہند مین انگلستان کا بنا ہوا لوہا استعمال کیا جاتا ہے - تانبا سونا بھی ہند کے معدنیات مین سے ہے لیکن یہ دونون فلز کم مقدار مین پائے جاتے ہین علی الخصوص سونا ایسی مقدار مین نہین ہے کہ اُس سے زیادہ فائدہ ہوسکے -

نمک منجملہ معدنی اشیا کے وہ چیز جو ملک ہند مین نہایت کثرت سے پیدا ہوتی ہے نمک ہے - یہ صدیون تک تمام دنیا مین پہونچایا جاسکتا ہے - ایک پورا سلسلہ پہاڑون کا بالکل اسی نمک کا بنا ہوا ہے یہ

وہ نمک کے پہاڑ ہین جو پنجاب مین دریاے سندہ کے کنارون پر واقع ہوے ہین۔ نمک کی تجارت کو حکومت انگریزی نے سرکاری طور پر محفوظ کر لیا ہے۔

جغرافیہ کا خاتمہ ہمارا مختصر بیان جغرافیہ ہند کا ختم ہو گیا۔ یہان کے باشندون کی حالت اور اسباب زندگانی اور تعلقات اور رسوم و عادات کہ جن کا ذکر اب آے گا سمجھنے کے لیے تھوڑی سی جغرافیہ کا معلوم کرنا لازمی تھا اس مختصر بیان مین ہم نے یہ دکھایا ہے کہ اس ملک کو فطرت نے کیسا شاندار بنایا ہے۔ فطرتی قوتین یہان بہت ہی زوردار اور پرشان ہین اور اس کے ساتھ ہی بہت ہی نفع بخش۔ دنیا کے کسی خطے مین یہ قوتین جن پر انسان کی برائی اور بھلائی کا دارومدار ہے اور جن کے رام کرنے سے انسانی تمدن جس کی تاریخ ہمین لکھنی ہے پیدا ہوتا ہے کہین اس کثرت اور عظمت کے ساتھ جمع نہین ہوئی ہین۔

کتاب دوم - اقوام

باب اوّل - اقوام ہند کی اصل اور ان کی تقسیم

فصل اوّل

قوم کیونکر پیدا ہوتی ہے اور اس میں تغیرات کیونکر ہوتے ہیں

قوم و ملت | قبل اس کے کہ ملک ہند کے اقوام کا بیان کیا جاوے ہم اس امر کی تصریح کرنا چاہتے ہیں کہ قوم کیا چیز ہے یہ کیونکر پیدا ہوتی ہے اور اس میں تغیرات کیونکر وقوع میں آتے ہیں اور وہ کون سی خصایص ہیں جن کی بنا پر اقوام کی تقسیم ہوسکتی ہے اس سے پہلے ہم نے اپنی دوسری تصانیف میں اس مضمون پر تفصیلی بحث کی ہے اور دکھایا ہے کہ علمی تحقیقات کی رو سے عام خیالات کیا ہیں اور خود ہماری ذاتی تحقیقات اس مسئلہ میں کیا ہے۔ پس اس مقام پر اس پرانی تحقیقات کا ایک خلاصہ درج کیا جاتا ہے بنی نوع انسانی کے مختلف گروہ جو تمام صفحہ عالم پر پھیلے ہوئے ہیں ان کی چند تقسیمیں کی گئی ہیں جن کو نام اقوام کا دیا گیا ہے یہ قوم کا لفظ گویا انسان کے لئے وہی معنی رکھتا ہے جو لفظ "جنس" حیوان کے لئے نوع انسانی کی مختلف قومیں بھی ایسی ہی ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان کی خصایص ویسی ہی صاف اور بیّن ہیں جیسے اجناس حیوانی کی ان خصایص میں ایک اصولی امر یہ ہے کہ یہ بذریعہ وراثت کے آگے نسل چلے پہنچتی ہیں۔ لفظ "قوم" کا مفہوم جنس کا تو ہے لیکن یہ لفظ "ملت" سے بالکل علیحدہ ہے یعنی قوم اور ملت مترادف الفاظ نہیں ہیں ملت کا اطلاق اقوام مختلفہ کے ان گروہوں پر ہوتا ہے جو خاص وجوہات سے خواہ

وہ وجوہات سیاسی ہون یا جغرافی کسی ایک حکومت کے تحت مین آجاتے ہین - مثلاً ہندو فرانسیسی نسوی ان الفاظ سے مراد ایسی قوم کے گروہ ہین جو بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہین لیکن ایک ہی ملک مین رہتے ہین اور اسی وجہ سے ان کی اغراض بھی متحد ہین -

خصایص موروثی وخصایص اکتسابی اجناس حیوانی کی طرح اقوام انسانی مین بھی دو قسم کے خصایص ہین جن کا اثر اور جن کی عظمت نامساوی ہے - ان مین سے اولاً وہ خصایص ہین جو وراثت کے ذریعہ سے آباؤاجداد سے پہونچی ہین اور پیدا ہونے کے ساتھ ہی اشخاص مین فطرتاً موجود ہوجاتی ہین - ثانیاً وہ خصایص جو کسی مخصوص فرد قوم مین مرزبوم تعلیم وتربیت اور دوسرے اسباب سے پیدا ہوجاتی ہین - گویا یہ وہ گٹھری ہے جسے قوم زمانہ دراز سے اپنے سر پر لئے آتی ہے - ہر فرد قوم پیدایش کے وقت انہین اپنے ساتھ لاتا ہے وہ خصایص جو افراد قوم کے ایام زندگی مین پیدا ہوجاتی ہین بمقابل موروثی خصایص کے نہایت ہی کمزور ہین اور ہرگز خصایص موروثی کا جو صدیون مین پیدا ہوی ہین مقابلہ نہین کرسکتی - لیکن اس کے ساتھ ہی جب یہ اکتسابی خصایص بہ مرور زمان اور باثر مرزبوم کسی قوم مین زمانہ دراز تک رہ جاتی ہین توپھر بہ تدریج اُس قوم کے رگ ریشہ مین سرایت کرکے بڑے بڑے تغیرات پیدا کردیتی ہین -

اتصال قومی اُن تصانیف مین جن کا ذکر اوپر ہوا ہم نے دکھادیا ہے کہ وہ مختلف اقوام جنہین اسباب خارجی نے کسی ایک ملت مین شامل کردیا ہے آگے چل کر کسی روز ایک قوم بن جائین گی اور جو چیز انہین ایک قوم بنائے گی وہ یہ ہے کہ اثر مرزبوم ازدواج باہمی اور وراثت یہ تینون مل کر مدت ہاے دراز مین ایسی جسمانی اخلاقی اور دماغی خصایص پیدا کردین گی جو ہر فرد قوم مین عام ہوجائے گی -

اتصال قومی کی شرایط مصنف نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس اتصال قومی کے لئے دو شرطین لازمی ہین اولاً جو تغیرات پیدا ہون وہ بتدریج وراثت کے ذریعہ سے پیدا ہوے ہون - اور ثانیاً ان مختلف اقوام مین جو کسی ایک ملت کے اجزا مین حد سے زیادہ نامساوات نہو شرط ثانی بھی نہایت ضروری ہے - مثلاً اگر کسی

سفید رنگ قوم کا چھوٹا سا گروہ حبشیون کے بڑے گروہ مین شامل کیا جاے تو وہ چند روز مین مفقود ہو جاےگا۔
بہت سی اقوام فاتح کا جنھون نے کثیر التعداد اقوام کو فتح کیا انجام یہی ہوا یعنی وہ قوم مفتوح مین مدغم ہوئین جیسے عرب
مصر مین۔ اس زمانہ کے مصری جو زبان مذہب اور تعلقات کے لحاظ سے بالکل عرب ہین فی الواقع اُنہین
اقوام کی اولاد ہین جو فراعنہ کے وقت مین اس ملک مین تھین اور اس کا ثبوت اُن مورتون سے ہوتا ہے
جو مندرون اور قدیم سلاطین مصر کی قبرون پر کندہ ہین۔

اثر مرز بوم | مرز بوم کا اثر جو کسی زمانہ مین بہت بڑا سبب اقوام کے تغیر کا سمجھا جاتا تھا فی الواقع نہایت خفیف
او کمزور سبب ہے۔ اس کا اثر اُسی وقت ہوتا ہے جب کوئی قوم کسی مرز بوم مین ہزار ہا صدی رہی ہو جس سے
اتنا طویل زمانہ مراد ہے جو تاریخ انسانی کے شروع ہونے سے ماقبل تک پہونچ جاتا ہے۔ فی زماننا منجملہ
اُن اسباب کے جو خصایص موروثی مین تغیر پیدا کرتے ہین مرز بوم کا اثر بہت خفیف سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً قوم
یہود نے جو تمام عالم مین پھیلی ہوئی ہے اپنی موروثی خصایص کو نہایت مضبوطی سے قایم رکھا ہے۔ خصایص
موروثی اس درجہ مضبوط اور مستحکم ہین کہ اگر کوئی قدیم قوم ایسے مرز بوم مین جا بسے جہان بلا اپنی حالت بدلے
ہوے اور اپنے مین تغیرات عظیم پیدا کیے ہوے قایم نہ رہ سکتی ہو وہ مر مٹے گی لیکن بدلے گی نہین۔
مرز بوم کا عادی ہو جانا محض خیالی امر ہے مثلاً باوجود اُس باقاعدہ زندگی کے جو انگریز ملک ہند مین بسر
کرتے ہین اور جس مین اصول صحت کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے وہ ہرگز اس ملک کی آب و ہوا کے عادی
نہین ہو سکتے اور اگر وہ اپنے بچون کو تربیت کے لیے یورپ نہ بھیجین تو اس براعظم کے اندر تیسری ہی
پشت مین ایک یوروپی بھی باقی نہ رہ جاے۔ مرز بوم کا اثر خفیف تو ہے مگر موجود ضرور ہے گو یہ اثر محسوس
اُسی وقت ہوتا ہے جب وراثت اس کی پوری اعانت کرے مثلاً اگر اقوام مختلفہ مین جو ایک ہی ملک کے
اجزا ہین اتصال پیدا کرنے کی دوسری شرط جس کا ذکر اوپر کیا گیا موجود ہو یعنی ان مین زیادہ نامساوات
نہو تو اس صورت مین موروثی خصایص قدیم کا وزن خصایص جدیدہ کے وزن سے مساوی ہو جاتا ہے اور

اُس وقت مرز بوم اپنا بہترین اثر دکھانے لگتی ہے۔ پس ہم اُسی پہلے نتیجہ پر آ گئے یعنی نئی اقوام ازدواج باہمی اور میل جول سے پیدا ہوتی ہین نہ صرف اثر مرز بوم سے۔

اس نئی قوم کا درجہ لیکن یہان ایک نیا مسئلہ ہمارے سامنے آجاتا ہے جس کے حل ہونے پر بڑے بڑے عملی نتائج کا دارومدار ہے یعنی تمدن انسانی مین اس نئی قوم کا درجہ کیا ہوگا۔ مثلاً اگر یہ نئی قوم اقوام ممزوجہ کے بہترین قوم سے بہتر یا اس کے مساوی بھی ہو تو یہ کہین گے کہ نتیجہ عمدہ ہوا۔ اور اگر بالفرض اس کا عکس ہوا اور نئی قوم درجہ مین گھٹ گئی تو نتیجہ برا ہوا۔ اقلاً اقوام ممزوجہ مین سے وہ قوم جو امتزاج سے پہلے اعلیٰ درجہ رکھتی تھی گھاٹے مین رہے گی ہم نے اپنی مذکورۃ الصدر تصنیفات مین اس اصولی مسئلہ پر تفصیلی بحث کی ہے اور یہان صرف نتائج کا لکھ دینا کافی ہوگا جس مقام پر ہم نے اُن نتائج کو بیان کیا ہے جو دنیا کے مختلف حصون مین اس قسم کے امتزاج اور میل سے پیدا ہوئے ہین وہان یہ بتا دیا گیا ہے کہ میل جول کا نتیجہ مخصوص حالات کے لحاظ سے یا تو بہت ہی مفید ہوا ہے یا سخت مضر۔ میل جول مفید اُسی وقت ہوتا ہے جب کہ اُن اجزائے مختلفہ مین جن کے ملنے سے ایک نئی قوم پیدا ہوتی ہے تباین نہ ہو بلکہ مماثلت ہو۔ مثلاً قوم انگریز کے مختلف اجزا یعنی قدیم برٹن ڈین اینگلوسکسن اسکاٹ اور نارمن فرنچ ایرشس وغیرہ مین یہ مماثلت موجود تھی اور اس وجہ سے ان کے میل کے نتیجہ سے ایک اعلیٰ درجہ کی قوم تیار ہو گئی۔ برخلاف اس کے اگر مختلف اجزا مین زیادہ تباین ہے اور اتصال کی صلاحیت کم ہے تو نتیجہ یقینی مضر ہوتا ہے۔ مثلاً اقوام سفید رنگ اور اقوام سیاہ فام کا میل۔ یا ہندو اور یوروپی کا میل۔ ہندو اور یوروپیون کے میل کے متعلق اس تصنیف کے اُس حصے مین پھر رجوع کیا جائے گا جس مین ذات کا بیان ہے اور دکھایا جائے گا کہ فی الواقع اس میل جول سے کس قدر برے نتائج پیدا ہوتے ہین۔ ہم دکھائین گے کہ ہند کے قدیم فاتحین یعنی قوم آریان برے نتائج سے بخوبی واقف تھے اور ان کا یہی علم غالباً ذات کی تقسیم اور اس کے متعلق کل نظامات کے قرار دینے کا باعث ہوا۔ اس قسم کے امتزاج اور میل کے سیاسی اور اخلاقی نتائج پر بھی جو مختلف صورتون مین واقع ہوئے ہین بحث

کی گئی ہے اور دکھایا گیا ہے کہ اقوام کے تنزل اور حکومتوں کی ترقی اور انحطاط کے اسباب مین نہایت باوقعت سبب ہین ہم نے یہ بھی دکھایا ہے کہ جس وقت دو قومین ایسی ہون کہ ان مین سے ایک دوسرے کی محکوم ہو تو میل کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور ثابت کیا ہے کہ جب ان اقوام مین زیادہ فرق نہو تو ایک قوم دوسرے کی حکومت کو بآسانی قبول کرلیتی ہے مثلاً مسلمانون کی حکومت ہند مین جہان تقریباً پانچ کرور ہندوون نے اسلام قبول کرلیا - برخلاف اس کے جب فاتح و مفتوح مین فرق زیادہ ہے تو محکوم قوم آسانی سے غلامی قبول نہین کرتی - یہ حال ہند مین انگریزی حکومت کا ہے - باوجود ڈیڑھ سو سال کے تسلط کے انگریزون نے اس ملک کے باشندون کو اپنی زبان اور اپنا مذہب سکھانے مین کامیابی حاصل نہین کی حالانکہ اتصال قومی کے پیدا کرنے مین یہ دو بہت بڑے جز ہین

اس مقام پر ہم اُن اصول کا جو اقوام عالم پر صادق آتے ہین اور جن کا ذکر ہم اپنی ایک دوسری تصنیف مین تفصیل سے کرچکے ہین اعادہ نہین کرین گے - اقوام جدیدہ کے پیدا ہونے کے مسئلہ کو چھوڑ کر اب ہم ایک نظر اُن خصایص پر ڈالین گے جن کے ذریعہ سے اقوام انسانی کی تقسیم اور تفریق ہوسکتی ہے

فصل دوم

تقسیم اقوام کے اصول خصایص جسمانی و اخلاقی و دماغی کی وقعت تقسیم اقوام مین

تقسیم اقوام کے اصول

بنظر سرسری تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اقوام کی تقسیم مین سب سے باوقعت خصایص وہ ہین جن کو خصایص جسمانی کہنا چاہیے مثلاً جلد اور بالون کا رنگ یا کھوپڑی کی ساخت وغیرہ وغیرہ - کیونکہ یہ وہ خصایص ہین جو سب سے پہلے ہمارے سامنے آتی ہین - لیکن تھوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوگا کہ فی الواقع ایسا نہین ہے اور ان کے خصایص کے ذریعہ سے صرف سطحی تقسیم ہوسکتی ہے مثلاً اگر صرف

جلد اور بالون کے رنگ کی بنا پر اقوام کی تقسیم کی جاے تو کل اقوام عالم چار یا پانچ سے زیادہ قسمون مین تقسیم نہو سکین - اگر اس کے ساتھ کھوپڑی کی ساخت بھی شامل کر لی جاے تو ان چار یا پانچ قسمون مین سے ہر ایک کی دو دو یا تین تین قسمین بن سکین گی لیکن اس سے آگے بڑھنا محال ہوگا - اگر ہم اقوام سفید رنگ کی تقسیم عریض الراس اور طویل الراس مین کرین اور پھر ان مین نہایت سفید اور کم سفید کی تفریق کرین تو اس تقسیم سے ہمین فائدہ نہوگا کیونکہ اس تقسیم مین ایسی مختلف الاصل اقوام شامل ہو جائینگی جیسے فرانسیسی انگریز روسی اور اطالی وغیرہ پس معلوم ہوا کہ صرف جسمانی خصایص کی بنا پر اقوام انسانی کی تقسیم نہین کی جاسکتی اور ایک ملت مین مختلف اقوام کے مجتمع ہونے کے بارہ مین جو کچھ ہم ادپر کہہ چکے ہین اُس سے معلوم ہوگا کہ زبان و مذہب و تقاسیم سیاسی بھی بناے تقسیم نہین قرار دی جاسکتین -

خصایص اخلاقی و دماغی

پس بناے تقسیم نہ تو خصایص جسمانی ہین اور نہ زبان و مذہب و تقاسیم سیاسی لیکن خصایص اخلاقی و دماغی البتہ بناے تقسیم قرار دی جاسکتی ہین - کیونکہ یہ پر تو ہین ہر قوم کی خاص قواے دماغی کے جو مادہ دماغی کی ساخت پر موقوف ہین اور اِن کا فرق اِس وجہ باریک ہے کہ ہمارے آلات سے پیمایش نہین کیا جاسکتا نہ ہمین خواہ مخواہ اِس کی ضرورت ہے کہ مادہ دماغی کے اِس فرق کو ہم معلوم ہی کرین - ہمارے لیے اسی قدر کافی ہے کہ اِس فرق کی وجہ سے جو دماغی اور اخلاقی صلاحیتین کسی قوم مین پیدا ہو جاتی ہین اُن سے ہم مطلع ہون - انہین خصایص اخلاقی و دماغی پر قوم کی ترقی تدریجی کا دارومدار ہے اور یہی خصایص اُس قوم کا حصہ تاریخ عالم مین مقرر اور معین کرتی ہین - اسی وجہ سے اِن خصایص کی بہت بڑی وقعت ہے اور جو شخص کسی قوم کی اصلی حالت کو دریافت کرنا چاہے اُسے لازم ہے کہ اِن خصایص کا مطالعہ کرے نہ کہ خصایص جسمانی کا ایک بہادر راجپوت اور بزدل بنگالی کے درمیان مین فرق کرنے کے لیے نہ تو کھوپڑی کی ساخت کام مین آسکتی ہے اور نہ کھوپڑی کا زاویہ بلکہ ہمین صرف ان کی خصایص روحانی اور جذبات کے ذریعہ سے اُس اختلاف عظیم کا پتہ لگے گا جو ان دونون مین واقع ہوا ہے مثلاً ہم انگریزون اور ہندوون کی ہزار کھوپڑیون کا ایک دوسرے

سے مقابلہ کرین لیکن اس مقابلہ سے ہمین ہرگز یہ نہ معلوم ہو سکے گا کہ وہ کون سے اسباب ہین جن سے تیس کروڑ ہندو کئی ہزار انگریزون کے تابع حکومت ہین - یہ راز ہم پر جب ہی کھلے گا جب ہم اِن دونون اقوام کی اخلاقی اور دماغی حالتون کا مقابلہ کرین - اِس مقابلہ سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ایک مین کس اعلیٰ درجہ کا استقلال اور قوت عمل ہے اور دوسرے مین کس درجہ کا ضعف اور کمزوری ہے - کسی قوم کی دماغی اور اخلاقی صلاحیتین اُس قوم کا ارث ہین جسے ہم نے کسی مقام پر مردون کی آواز سے تعبیر کیا ہے اور اسی وجہ سے یہ خصایص اِن کے کردار و رفتار مین بہت بڑا دخل رکھتی ہین - یہی خصایص قوم کے نظامات کو قرار دیتی ہین - نظامات انہین نہین پیدا کرتے - اس مین شک نہین کہ افراد کے اندر ان خصایص مین تھوڑا بہت فرق واقع ہوتا ہے جیسے شکل و صورت مین فرق ہے لیکن قوم کے کثیر التعداد افراد مین ان مین سے بہت سی خصایص اُسی طرح مستحکم ہوتی ہین جیسے حیوانات کے اجناس مین خصایص جسمانی -

قوم ایک جاندار ہے

ہمارے زمانہ کے علم تشریح و علم حیات نے ہمین بتایا ہے کہ اشیاء جاندار کے جسم لاکھون ذرون سے بنے ہوئے ہین جن مین سے ہر ایک بجائے خود زندہ ہے اور اپنی تجدید کرتا ہے اور اسی وجہ ہر ایک ذرہ کی زندگی کی مدت اُس عضو بدن سے کم ہے جس کا وہ ایک جزء ہے اسی طرح قوم کو بھی ایک جاندار سمجھنا چاہئے جو ہزارہا منفرد اجزا سے بنا ہوا ہے جن مین تجدید ہوتی جاتی ہے - ہر فرد قوم کی ایک ذاتی زندگی ہے جو مثل ذرہ کے زندگی پر تھوڑی ہوتی ہے لیکن قوم بحیثیت مجموعی ایک علیحدہ زندگی رکھتی ہے اور اُس مین وہ مجموعی خصایص ہوتی ہین جن پر تاریخ کے مطالعہ کے وقت ہمین نظر رکھنی چاہئے - جب کسی زمانہ مین مختلف اقوام عالم کے علم النفس کا باہمی مقابلہ کیا جائے گا اور اُس سے ایک نیا علم استخراج ہو گا تو اس علم کے محقق کا کام یہ ہو گا کہ اُن خصایص مین سے جو ہر ایک قوم مین مخصوص ہین ایسے خصایص کو اخذ کرے جو تمام اقوام عالم مین مشترک ہون - اِس خیالی قوم کے افراد نئی خصایص کے ذریعہ سے کسی قدر ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے جائین گے لیکن پھر وہ ایک معین اور لازمی قانون قدرت کے مطابق ایک دوسرے سے

قریب بھی ہوتے جائین گے۔ انسان صرف اپنے والدین کا فرزند ہی نہین ہے بلکہ اُس کے ساتھ ہی اپنی قوم کا وارث بھی ہے۔

خصایص ملتی

ظاہر ہے کہ وہ خصایص جو کسی ملت کے مختلف افراد مین بطور عام پائی جاتی ہین تعداد مین اُسی قدر زیادہ ہون گی جس قدر اُس ملت کے اجزا مین مماثلت ہو۔ اور اگر ان اجزا مین تباین ہو یا اتصال نہ ہو تو اُس وقت بیشک عام خصایص کی تعداد کم ہو جاے گی۔ اگر ہم حیوانات کی تقسیم سے مقابلہ کرین تو یہ کہا جاے گا کہ کسی ملت کے وہ گروہ جن مین مماثلت ہے بجاے کسی جنس حیوانی کے اقسام کے ہین یعنی ان مین باہمی فرق اُس قدر نہین ہے کہ ان مین سے ہر ایک کو ایک علیحدہ جنس قرار دیا جاے برخلاف اس کے جو گروہ آپس مین غیر مماثل ہون اُن کی حیثیت علیحدہ علیحدہ اجناس کی ہوگی۔ وہ تمام خصایص جو کسی ملت کے افراد مین زیادہ تر پائی جائین اُنہین اُس ملت کے خصایص سمجھنا چاہیے مثلاً ایک ہزار فرانسیسی اور ایک ہزار انگریز لیے جائین تو اُن کے افراد مین بہت کچھ فرق محسوس ہوگا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان ہزار ہزار آدمیون مین بعض خصایص ایسی عام ہون گی جن سے ہم ایک خیالی فرانسیسی اور خیالی انگریز اپنے ذہن مین بنا سکتے ہین جس سے فرانسیسی اور انگریز کی تعریف ہو سکے گی۔ اسی طرح علم حیوانات کے ماہرین نے مثلاً گھوڑے یا کُتے کی تعریف کی ہے۔ جب اس تعریف کو گھوڑون اور کتون سے تطبیق دین تو اُس مین بہت سے افراد شامل ہو جائین گے اور شاید تھوڑے سے ایسے بھی ملین گے جن مین خفیف سا فرق ہوگا اور اُن پر یہ مجموعی تعریف پوری طرح صادق نہین آے گی۔

اقوام ہند کی تقسیم

اصول تقسیم کو قرار دینے کے بعد اب ہم ان اصول کو اقوام ہند کی تقسیم مین استعمال کرین گے۔ ان اقوام کے بیان مین ہم پہلے ہر ایک کا مقام جغرافی بتائین گے۔ اس کے بعد ہم ہر ایک قوم کا علیحدہ علیحدہ بیان لکھین گے اور پھر ایک خاص فصل مین ان کی اُن عام خصایص کا ذکر کرین گے جو امتزاج باہمی اتحاد مذہبی و تعلقات و اعتقادات کی وجہ سے ان مختلف اقوام مین پیدا ہوئی ہین۔

فصل سوم

ہند کی اقوام کیونکر بنی اور اُن کی اصلی تقسیمین کیا ہین

ہند کی اقوام اور اُن کی تمدنی حالت کا اختلاف

تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ ہندوستان ایک ایسا ملک خیال کیا جاتا تھا جس مین ایک ہی قسم کی قوم رہتی ہے اور ان کا مذہب اور تمدن اور صنعت و حرفت ایک ہی سا ہے اور مدت ہاے دراز سے بلا کسی تغیر کے چلا آتا ہے لیکن یہ غلط راے اس وقت قایم نہین رہ سکتی۔ ہم نے مرزبوم کے باب مین دکھایا ہے کہ اس ملک کی آب و ہوا و منظرون مین کس قدر عظیم اختلافات ہین اور مختلف خطون کے وسائل زندگانی مین کتنا بین فرق ہے۔ اس ملک مین انسان مین بھی بلحاظ اپنی مختلف اقسام مختلف خیالات مختلف رسوم و عادات اور مختلف مدارج تمدن کے اُسی قدر فرق ہے جس قدر اُس مرزبوم مین جہان وہ رہتا ہے۔ اگر ہم نے یہ کہا ہے کہ ہند بوجہ اپنی تضاد اور مختلف آب و ہوا کے تمام عالم کا ملخص ہے تو ہم یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ یہان کے باشندون مین بھی یہ تضاد اور تفریق کچھ کم نہین اور بہ حیثیت مجموعی یہان تاریخ بنی نوع انسان کا ہر ایک طبقہ موجود ہے۔ نوع انسانی کی تقسیم یہان انتہا درجہ مختلف ہین۔ ایک طرف تو سیاہ فام وحشیون کی اقوام ہین اور دوسری طرف ایسی اقوام ہین جن کی رنگت مثل یورپیون کے صاف اور سفید ہے۔ یہان دنیا کے مدارج ترقی کے کل درجے موجود ہین یعنی ممالک متوسطہ کے پہاڑی حصون کی وحشیانہ زندگی سے لیکر گنگا کنارے کے شہرون کی پرتکلف معاشرت اور پھر یورپی زندگانی کے ان اعلیٰ وسائل تک جن کو اس ملک کے اخیر فاتحین یہان لاے ہین

اقوام ہند چار اقوام سے مرکب ہین۔ نقشہ ہند

وہ پچیس کروڑ مخلوق جس کو ہم یورپ مین بطور عام ہندو کہتے ہین۔ کئی بڑی بڑی اقوام سے مرکب ہے حبشی زرد رنگ قوم تورانی اور آریہ لیکن ان چار اصل اجزا کے مختلف

تناسب مین ملنے کی وجہ سے اور نیز اُن اثرون کی وجہ سے جو اختلاف مرز بوم سے پیدا ہوے ہین ہند مین ایک بہت بڑا گروہ ذیلی اقوام کا پیدا ہو گیا ہے جو تعداد مین یورپ کی اقوام سے زیادہ ہین - لفظ ہندو قومیت کے لحاظ سے کچھ معنی نہین رکہتا - ہندو مین اس سے مراد صرف وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہو نہ عیسائی نہ یہودی اور نہ پارسی اور جو اُن چار ذاتون مین سے جن کو فی الواقع بدھ مذہب نے بھی جایز رکھا کسی ایک ذات مین شامل ہو - یہ ذاتین ابتدا مین چار ہی تہین یعنی برہمن چھتری ویش اور شودر - لیکن اب ان کی تعداد بہت زیادہ ہے -

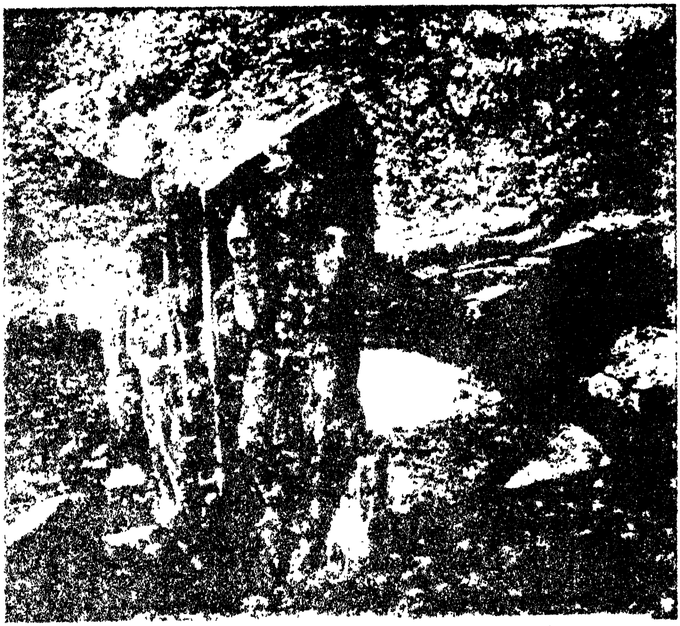
یہ ذاتین اقوام کی تقسیم سے مطابقت تو نہین رکہتین لیکن جیسا ہم آگے چل کر دکھائینگے ہمین ذات قایم ہونے کے اصول کی خبر دیتی ہین - ہمین معلوم ہوگا کہ برہمن عموماً آریہ ہے اور چھتری، راجپوت ویش تورانی اور شودر تورانیون اور اصلی باشندگان ملک کے میل سے بنا ہے -

ہند کے قدیم باشندے

ہند کے قدیم باشندے سیاہ فام تھے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم الایام سے ان کی دو تقسیمین تہین ایک حبشی وش جن کے بال اونی اور چہرے چپٹے تھے - یہ مشرق اور وسط مین رہتے تھے اور دوسرے اسٹریلیا کے حبشیون کے قسم مین سے تھے قد آور زیادہ ہوشمند اور ان کے بال لمبے تھے یہ جنوب اور مشرق مین بود و باش رکہتے تھے - ان مین سے پہلی قوم اس وقت تک گونڈوانہ کے پہاڑون مین موجود ہے اور دوسری نیلگیری کی وادیون مین - یہ قدیم اور وحشی اقوام جو کبھی ابتدائی تعلیم کے درجہ تک بھی نہین پہونچین تاریخی زمانہ کے پہلے سے ہند کے ساحلی جنگلون مین رہا کرتی تہین اور جیون جیون ملک مین تمدن ترقی کرتا گیا یہ بتدریج مفقود ہوتی گئین -

ملک ہند مین داخل ہونے کی مشکلات

جیسا ہم اوپر دکھا چکے ہین ہند وہ ملک ہے جس مین داخل ہونا نہایت مشکل ہے - ایک طرف تو ہمالیہ کے پہاڑ نے اور دوسری طرف سمندر نے اسے تمام دنیا سے علیحدہ کر دیا ہے خلیج بنگالہ کی طرف اس کے سواحل کو موجون کی تھپیڑون نے غیر ممکن العبور بنا رکھا تھا اور بحر عمان اور بحر عرب کے



[illegible]

جانب مانسون کی شدت افریقہ سے آنے والی کشتیون کو مار کر ہٹا دیا کرتی تھی۔ اگر وہ کنارے تک پہونچ بھی گئین تو مغربی گھاٹ ان کے لئے ایک سد حائل تھے اور ان کی آڑ مین یہان کے باشندے بخوبی ان اجنبی اشخاص کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ ان وجوہات سے اُس قدیم زمانہ مین کسی اجنبی قوم کو اس ملک مین سمندر کی راہ سے آنے کا خیال تک نہین گزرا اور اقوام فاتحین جو اس ملک مین آئین وہ ہمالیہ کے راستے سے آئین۔ یہ بڑی قدرتی دیوار ملک کو دور تک محفوظ کئے ہوئے ہے لیکن اس کے دونون کنارون پر دو منفذ ہین۔ مشرق کی طرف برہم پتر کی گھاٹی اور مغرب کی طرف دریاے کابل کی گھاٹی۔ ان دونون نے اس دیوار مین راستہ پیدا کیا ہے اور انہین راستون سے ایشیائی فاتحین کی فوجین یکے بعد دیگرے اس زرخیز ملک مین داخل ہوئی ہین۔ ان اقوام مین سے زیادہ قوی و کثیر التعداد قوم مغربی راستے سے داخل ہوئی کیونکہ دونون راستون مین سے یہی راستہ زیادہ آسان تھا مشرقی راستہ یعنی برہم پتر کی گھاٹی ایک ایسا خطہ تھا جہان جنگل کی کثرت اور پانی کی طغیانی انسان کو ہر قدم پر روکتی تھی۔ انگریزون نے ان دونون راستون کو دو نام دیئے ہین جو بالکل صحیح تو نہین لیکن یہ ملک ہند کے جغرافیہ سے کسی قدر مطابقت رکھتے ہین مغربی راہ کا نام باب آریہ رکھا گیا ہے اور مشرقی راہ کا باب تورانی۔

باب تورانی

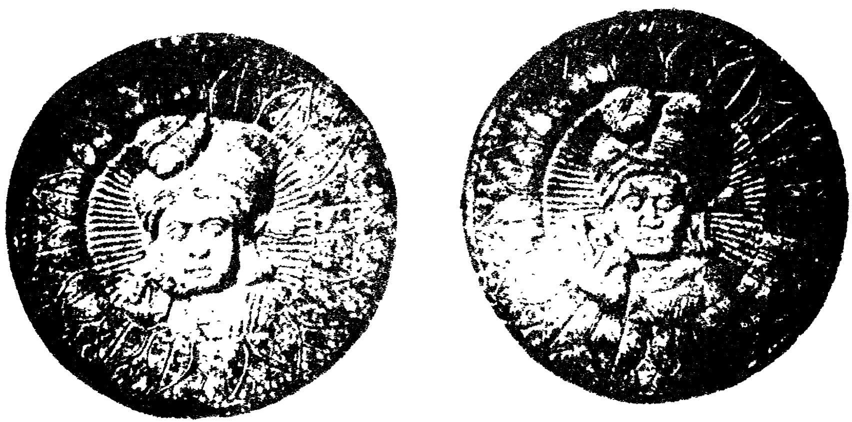
باب تورانی یعنی برہم پتر کی گھاٹی وہ راہ ہے جس سے فی الواقع اقوام تورانی اس ملک مین نہین آئی ہین لیکن اگر اس لفظ کو خاص معنی مین نہ استعمال کیا جاے تو کہہ سکین گے کہ یہ نام غلط نہین ہے لفظ تورانی سے دراصل وہ اقوام مراد ہین جو ترکستان کے باشندہ ہین لیکن بطور عام اس لفظ کا اطلاق اُن زرد فام اقوام پر بھی ہوتا ہے جو تورانیون سے مشابہ ہین۔ باب تورانی سے ہند مین آنے والی یہی اقوام زرد فام تھین جن کے چہرے چپٹے اور آنکھین ترچھی تھین۔ یہ تاریخی زمانہ سے پہلے یہان آئین اور یہ ملک کے پہلے اجنبی تھے۔ اصلی تورانی سیدھے بالون والے جن کے مُنہ پر ڈاڑھیان تھین اور جن کی آنکھین سیدھی

تھین اس زمانے سے بہت بعد ہند مین آئے اور درحقیقت ان کا بڑا گروہ باب آریہ سے اس ملک مین داخل ہوا۔ اصل تورانیون کے ذکر سے پہلے ہم اس امر کی تحقیق کرین گے کہ زردفام اقوام جو ہند مین آئین اُن کا کیا حشر ہوا اور وہ کون سی نشانیان اس ملک مین چھوڑ گئین یہ اقوام زردفام برہمہ پتر کی وادی سے گزرنے کے بعد مشرق کی طرف روانہ ہوئین۔ یہان اُنھین اُس پہاڑی خطے نے روکا جو اب گونڈوانہ کہلاتا ہے اصلی باشندگان سیاہ فام نے جو بالکل مقابلہ نہ کرسکتی تھین یہان آکر پناہ لی اور اس خطے کی دشوار گزار زمین اور بیابان کی قاتل آب و ہوا نے اجنبیون کو آگے نہ بڑھنے دیا۔ اب یہ دو حصون مین تقسیم ہو گئے ایک ان مین سے گنگا کے کنارے کنارے مغرب کی طرف چلا۔ اور دوسرے نے خلیج بنگالہ کے کنارے کنارے جنوب کی راہ لی۔

پرو ٹو ڈراویڈی اقوام

ان ایشیائی فاتحین اور اصلی سیاہ فام باشندگان ہند سے جو اقوام پیدا ہوئین ان کا نام پرو ٹو ڈراویڈی (یعنی قدیم قوم ڈراویڈ) رکھا گیا ہے اور چونکہ ان مین اصلی باشندون کا میل زیادہ تھا یہ بھوی جنم یعنی اصلی باشندے سمجھے جاتے ہین۔ نئے فاتحین کی ریلون نے ان بھوی جنم اقوام کو روز بروز جنوب کی طرف بھگایا اور نئے فاتحین و مفتوحین کے میل سے وہ قدیم قوم بنی جس کو ڈراویڈ یا تامل کہتے ہین۔ پس گویا قوم تامل نتیجہ ہے پرو ٹو ڈراویڈیون اور زردفام اقوام کے میل کا۔ اگر اقوام زردفام کے اثر کو جو ہند کی اقوام پر پڑا ابھی دیکھا جائے تو یہ اثر زیادہ تر برہمہ پتر کی گھاٹی مین نظر آتا ہے۔ جہان فاتحین کی نئی نسلین یکے بعد دیگرے زمانہ دراز تک آتی رہین مثلاً آسام کے باشندے جن کی تعداد تقریباً بیس لاکھ ہے خالص زردفام نسل کے ہین۔ لیکن بنگال مین بھی جہان کے باشندے نہایت مخلوط ہین زردفام دھارے کا اثر اس وقت تک موجود ہے کیونکہ یہان وہ اقوام دور دور تک پھیل گئی تھین۔ جیون جیون ہم جنوب کی طرف خلیج بنگالہ کے کنارے کنارے چلین ان زردفام اقوام کا اثر کم ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً سنتالون مین یہ اثر مقابل ان اقوام کے جو گونڈوانہ مین رہتی ہین بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ گونڈولنگی اقوام کھونڈ مالیر اور

۱۸۰ ۔ سکے کی پشت پر ۲۰۰ سو سال قبل مسیح کے ہندو





(۹، ۱۰) برہت کی بنسٹ مورتیں

(۱۶) آسام کی ناگ قوم کا سردار



گونڈ اس وقت تک اصلی باشندگان ہند سے زیادہ مشابہ ہیں اور شاید انہیں میں وہ قدیم حبشی وحشی قوم جس کا اوپر ذکر ہوا اس وقت موجود ہے -

تامل اور تلنگی

غرض اس وقت جنوبی ہند میں گونڈوں ہی سے لیکر کیپ کامرن تک مختلف دراوڑی اقوام جن میں متعدد تقسیمیں ہیں بود و باش رکھتی ہیں - ان میں سے زیادہ مشہور تقسیمیں تامل اور تلنگی ہیں - یہ کل زرد فام قوم اور حبشیوں کے میل سے بنی ہیں لیکن ان میں اور اجزا بھی شامل ہو گئے ہیں جن میں سے ایک جز تورانی ہے - قبل اس کے کہ ہم اقوام تورانی کے مغرب کی طرف سے آنے کا ذکر کریں ہمیں یہ کہہ دینا ضرور ہے کہ ہمالیہ کی بلند سطحوں اور وادیوں کے باشندے باستثنا باشندگان کشمیر کے تبت الاصل ہیں اور مشرقی چین کے باشندوں سے بہت مشابہ ہیں لیکن تبتی اقوام یہاں بطور فاتحین کے نہیں آئیں کیونکہ جغرافی حیثیت سے اور نیز بلحاظ نسل و مذہب و رسوم و عادات کے ان کا زیادہ تر تعلق تبت سے ہے نہ کہ ہند سے - لداخ وردستان بالتستان بھوٹان اور نیپال کے ایک حصے کے باشندے بھی تبتی ہیں - ان کے گال کی ہڈیاں ابھری ہوئی اور پلکیں کوتاہ ہیں -

باہر سے آنے والے فاتحین

اگرچہ ہمیں وہ زمانہ قطعی طور پر نہیں معلوم ہے جب باہر کی اقوام باب تورانی کی راہ سے ہند میں آئیں لیکن برخلاف اس کے ہمیں ان فاتحین کا حال بہت کچھ معلوم ہے جو باب آریہ سے اس ملک میں داخل ہوئے - البتہ ان میں سے بہت قدیم آنے والی اقوام زرد فام کی طرح زمانے کی تاریکی میں غائب ہو گئے ہیں اور ان کا پتہ صرف ان نتائج سے پایا جاتا ہے جو ان کے میل جول سے مفتوحہ اقوام میں پیدا ہوا - تورانی اقوام وہ ہیں جنہوں نے ان اقوام کی جسمانی خصائص میں بہت بڑا فرق پیدا کر دیا برخلاف اس کے آریوں نے ان کو زیادہ تر تمدنی اثر سے متاثر کیا - عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ہند کی اقوام نے اپنا تناسب اعضا اور صورت شکل تورانیوں سے پائی ہے اور زبان و مذہب اور رسوم و عادات آریوں سے مثلاً سترہ کروڑ ہندو اس وقت آریہ زبانیں بولتے ہیں لیکن ان میں سے بہت تھوڑے ایسے

ہیں جن کی رگون مین اُس قدیم سفید رنگ قوم کا خالص خون موجود ہو۔

کول اور کولی زبان

تورانی اس ملک مین پہلے آے اور انھون نے سارے دریاے سندھ کے مجرا پر اپنا دخل کیا اور گنگا کی گھاٹی کے ایک حصے پر بھی قابض ہو گئے جیون جیون نئے گروہ ان مین آ کر ملتے گئے اور ان کی تعداد بڑھتی گئی یہ بھی قدم بڑھاتے گئے یہان تک کہ دکن تک پہونچ گئے بجنسہ اُسی طرح جس طرح سندھ تمام اقوام دکن تک پہنچی تھین ان کے بھی آگے آگے اصلی اقوام بھاگتی گئین اور چونکہ ان مین مقاومت کی قوت نہ تھی یہ دکن کے اُس خطے مین پناہ گزین ہوئین جو بالکل پہاڑی ملک اور گھنے جنگلون سے بھرا ہوا تھا۔ ہم کہہ چکے ہین کہ وسط ہند کے پہاڑی حصون مین ہین اس ملک کے قدیم ترین باشندون کا پتہ لگتا ہے جو پروٹو دراویڈی یا خالص حبشی تھے۔ ان مین سے تعداد مین زیادہ کول ہین۔ یہ چھوٹے ناگپور مین مہاندی کی دیگی گھاٹی مین بود و باش رکھتے ہین اور ان کی کئی تقسیمین ہین جن مین کم و بیش میل ہو گیا ہے لیکن اصلی کول جن کی تعداد تقریباً دس لاکھ ہے اس وقت تک خالص ہین اور انھون نے اقوام دراویڈ کی رسوم و عادات اور مذہب کو اخذ نہین کیا ہے۔ کول اور کولی زبان کا اطلاق اُن قدیم باشندون اور اُن کی زبان پر ہوتا ہے جو خلیج کھمبایت سے گنگا تک کے پہاڑی حصون مین رہتے ہین۔ لیکن ان مین سے خالص اقوام جن مین میل نہین ہوا ہے وہی ہین جو اس خطے کے مشرق مین بود و باش رکھتی ہین۔ برہمنی ندی کے منبع سے قریب جو مہاندی کے شمال مین واقع ہوا ہے وہ لنگ یعنی جنگل کے باشندے ہین جو اپنے تئین سب سے قدیم بتلاتے ہین اور فی الواقع پورے وحشی ہین۔

کولی زبان

اب ہم کولی زبان سے بحث کرین گے لیکن اس بحث سے پہلے ہمین اتنا کہہ دینا ضرور ہے کہ ہند مین صرف زبان تقسیم اقوام کی بنیاد قرار دی جا سکتی ہے اور کسی ملک مین وہ قوم جو اس وقت خالص کولی زبان بولتی ہے بہت قدیم نہین ہے بلکہ یہ سنتال ہین جن مین اقوام زدعام کا بہت کچھ میل ہو گیا ہے دراویڈی زبانین جنوب مین بولی جاتی ہین اور اس کے ساتھ ہی وہ قوم جو اس زبان کو ہند مین لائی زیادہ تر اس

خطے مین نہین پائی جاتی اسی طرح ہم دیکھ چکے ہین کہ اگرچہ آریہ زبانین ہند مین سب سے زیادہ رائج ہین لیکن وہ اقوام جن کو اصلی آریہ کے ہونے کا فخر ہے تعداد مین بہت کم ہین - پس صرف زبان قومیت کا معیار نہین قرار دی جا سکتی -

آریا قوام کا ملک ہند مین آنا جس وقت سفید رنگ قوم یعنی آریہ شمالی ہند مین داخل ہوے تو انہین وحشیون سے مقابلہ نہین پڑا بلکہ اُن متمدن اور زبردست حکومتون سے جنہین تورانیون نے قایم کیا تھا آریون نے پہلے مجرا سے سندہ کی حکومتون کو زیر کیا اور یہان مدت تک مقام کرنے کے بعد مغرب اور جنوب کی طرف سلطنت کی پندرہ سو سال قبل مسیح تک قوم آریہ وندیاچل کے پہاڑون کو پار نہ کر سکی تھی - اس نے شمال کے تورانیون کو البتہ زیر کر لیا تھا اور ان کے لیے ایک نئی ذات ویش کی قایم کی گئی تھی جس کا درجہ برہمنون اور کھتریون کے بعد تھا - برخلاف اس کے اصلی باشندون کو انہون نے ایک وسیع ذات مین شامل کر لیا تھا جس کا نام شودر تھا اور جو درجہ مین سب سے نیچی تھی - اسی زمانہ مین آریون نے دکن پر دھاوا کیا تھا جس کے متعلق رامایَن لکھی گئی ہے - راما کی سپہ سالاری مین یہ نہ صرف دکن تک پہونچے بلکہ بڑی بڑی بہادریون کے بعد یہ جزیرہ نما ے ہند کے جنوبی حصہ تک پہونچ گئے اور سیلون کے باشندون پر بھی اپنی حکومت قایم کر دی - رامایَن مین لکھا ہے کہ ان آریون کو بڑے بڑے دیوؤن سے سامنا پڑا اور انہون نے بندرون کی مدد سے قوم ناگ کے ملک کو جو سانپ کی پرستش کرتے تھے زیر و زبر کیا - یہ ناگ دراصل تورانی فاتحین تھے جنہون نے جنوبی ہند مین بڑی بڑی حکومتین قایم کی تھین اور اپنی رعایا یعنی قدیم اقوام دراوڈ کے ساتھ انہون نے سانپ کی پرستش اختیار کی تھی - بندرون سے جو رامچندر جی کے شریک اور معاون تھے گویا وہ قدیم اقوام سیاہ فام مراد ہین جو اس خطے کے اصلی باشندے تھے - آریون کی یہ فوج کشی صرف بمنزلہ ایک فوجی دھاوے کے تھی اور اس کا کوئی اثر اس ملک مین باقی نہین رہا

راجپوتون کی فوج کشی چوتھی صدی عیسوی مین ہند پر پھر ایک نئی فوج کشی راجپوتون کی ہوئی - یہ قوم جو

بادشاہون کی اولاد تھی اور جن کا ہر فرد بہادر اور آپس مین برابر تھا چھتری کے نام سے مشہور ہوی اور اس نے اپنے تئین اُس خطے مین جس کا نام اب راجپوتانہ ہے یعنی دریاے سندھ کے مشرق سے لیکر اراولی کے پہاڑون تک قایم کیا۔

پنجاب اور وسط ہند کی اقوام ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ شمال و مشرق کی جانب سے باب تورانی سے ہو کر زردفام اقوام اِس ملک مین آئی تھین اور سیاہ اقوام کے ساتھ کم و بیش میل پیدا کرنے کے بعد مجراے گنگا اور جنوب دکن مین اقوام تورانی کی تابع ہو گئی تھین اِسی طرح اب ہم اُن دھاوون کے نتائج بتائین گے جو باب آریہ کی طرف سے ہند پر ہو   دے دکھائین گے کہ انہون نے شمال و غرب اور غرب مین اقوام تورانی کو فتح کیا اور آریہ اثر کو جو بہ مقابل جسمانی اثر کے زیادہ تر روحانی اور اخلاقی تھا اس ملک مین پھیلایا۔ اگر ہم اب شمال سے مغرب کی طرف چلین جیسا کہ ہم پہلے شمال سے مشرق کی طرف گئے تھے اور پنجاب کی حالت پر غور کرین تو ہمین معلوم ہو گا کہ جاٹ اور گوجر اور سکھ جو تورانی اقوام ہین یہان کے باشندون مین تین چوتھائی ہین اور ایک چوتھائی آریہ ہین جن کا رنگ انہین صاف بتاتا ہے۔ اس سے نیچے اُتر کر ہمین راجپوت ملتے ہین جو آریون مین شریک ہین لیکن خالص آریہ نہین ہین۔ گجرات کے باشندے بہت ہی مخلوط ہین لیکن ان مین تورانی میل زیادہ ہے۔ وہ پہاڑی سطح جو بندیاچل تک چلی گئی ہے اور جس کے جنوب مین گنگا واقع ہوئی ہے آریہ اقوام کی حد ہے۔ اس سے نیچے اُتر کر گویا یہ بالکل مفقود ہو گئی ہین لیکن یہان کے باشندون کی صورتون مین اگر ان کی نشانی باقی نہین رہی ہے تو اخلاق ان کا مذہب اور اِن کے لفظات ہر جگہ غالب ہین۔ بمبئی سے آگے گھاٹ کے دونون دامنون پر ایک جنگجو قوم ہے جس نے تاریخ مین بڑا حصہ لیا ہے۔ یہ تورانی الاصل مرہٹے ہین اور اِن کی تعداد کئی لاکھ ہے۔ جیون جیون ہم وسط ہند کی طرف اور جنوب کی طرف اُترتے جاتے ہین آریائی تمدن اور تورانی نقشے کم ہوتے جاتے ہین اور مخلوق دراوڑی ہوتی جاتی ہے۔ اِن اجزا کے مختلف التزاج سے کئی قومین پیدا ہوئی ہین اوّلاً بھیل جنہین راجپوتون نے بھگا کر پہاڑی حصون مین پہونچا دیا۔

یہ پروٹو ڈراویڈی ہین اور اِن مین تورانی اثر بہت کم آیا ہے بلکہ بعض اِن مین سے گویا اصل باشندگان ہند کی اولاد ہین - یہ سندیا چل کے مغربی حصے مین رہتے ہین اور ان کی تعداد تقریباً تیس لاکھ ہے دوسری قوم بھیل ہے جو جانون سے زیادہ ملتے ہوے ہین اور اراولی کے شمال مین رہتے ہین - انکی تعداد تقریباً پندرہ لاکھ ہے - تیسری قوم مینا ہے جو ریاست جے پور مین بود و باش رکھتے ہین اور ان کی تعداد تقریباً تین لاکھ ہے - اخیر مین راموسی اور دھانک ہین جو مغربی گھاٹ کے دامن مین رہتے ہین - یہ زیادہ تر ڈراویڈی معلوم ہوتے ہین جیسا کہ ان کی تاریک جلد ان چپٹی ناکون اور اُبھرے ہوے رخسارون سے معلوم ہوتا ہے -

مسلمانون کی فتوحات | مسیحی گیارھوین صدی مین مسلمانون کی فتوحات شروع ہوئین یہ فاتحین بھی نہایت مختلف الاصل تھے اِن مین عرب ایرانی افغانی اور مغل ملے جُلے ہوے تھے اور انھون نے ہند کی اقوام کو جو پہلے ہی سے مخلوط تھین اور بھی زیادہ مخلوط بنا دیا - ان کی حکومت اور اِن کے تمدن نے سندھ و گنگا کے عِلاقون مین بہت کچھ اثر پیدا کیا لیکن جنوب مین اِن کے میل سے کوئی علیحدہ قوم پوری طرح قایم نہین ہوئی -

اقوام ہند کی چار تقسیمین | اِس مختصر بیان کے بعد جس مین ہم نے ہند کی چار اقوام کو چار بڑے گروہون مین تقسیم کیا ہے یعنی کولاری ڈراویڈی تورانی آریائی اور تبتی - ہم اب ان گروہون کی تفصیل اور ان کی ذیلی اقوام کا بیان کرین گے جس مین ہم ہر ایک کی ظاہری شکل اور اصلیت اور رسوم و رواج مذہب و اعتقادات اور کارنامون کا ذکر کرین گے اور دکھائین گے کہ ان کی موجودہ حالت کیا ہے - ان بیانات کے بعد ہم پھر ایک عام نظر کل اقوام ہند کے مجموعی تمدن پر ڈال سکین گے -

باب دوم - شمال ہند کی اقوام

فصل اوّل - ہمالیہ کی اقوام

غربی ہمالیہ

غربی ہمالیہ کی بلند زمین اور اس کی وادیوں کا بہت بڑا حصہ جغرافی حیثیت سے ملک ہند کے نہیں بلکہ تبت کے اجزا ہین اور باشندون کے لحاظ سے بھی ان کا تعلق تبت ہی سے ہے - یہ چھوٹے قد کی اقوام جو یہان رہتی ہین اور جن مین سے بہت سی نہایت قدیم ہین بتدریج اس خطے کے دشوار گزار مقامات پر پھیل گئی ہین - یہ زیادہ تر تبت سے آئی ہین اور تھوڑی بہت ہند سے لیکن یہ اقوام یہان بحیثیت فاتحین کے نہین آئین کیونکہ یہ ملک بس درجہ پہاڑی ہے کہ یہان فوجی چڑھائی ناممکن ہے اور اسی وجہ سے یہ ابتک غیر اقوام کی محکوم نہین ہوئین اور زیادہ تر آزاد رہی ہین - ہمالیہ کی جنوبی وادیون مین جہان یہ پہاڑی لوگ نشیب کے اقوام سے مل گئے ہین ان مین تبتی اثر کم ہوتا جاتا ہے - مذہب و رسوم و عادات ہندی ہوتی جاتی ہین اور یہ راجپوت راجاؤن کی حکومت مین آتی جاتی ہین -

غربی ہمالیہ یعنی لداخ بالستان و دردستان

اُس پہاڑی حصے مین جس مین سے ستلج اور سندھ اور شیوک کی ندیان ہمالیہ کو پار ہونے سے پہلے مشرق سے مغرب کی طرف گذرتی ہین مختلف تبتی اقوام بود و باش رکھتی ہین - ان کے چہرے بڑے، آنکھین کسی قدر ترچھی، بال سیاہ اور سیدھے اور ڈاڑھیان نہایت مختصر ہین - یہ خوش مزاج مہربان اور پھرتیلے ہین اور ہر حالت مین شاد و خرّم رہتے ہین - یہ کل اقوام ایک ہی مذہب نہین رکھتین - مثلاً لداخی بدھ مذہب کے ہین اور اپنے لاماؤن کو مانتے ہین بالتی یعنی بالستان کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہین اور اپنے ملاؤن کے تابع ہین - لداخیون مین کثرت البعول کی رسم جاری ہے لیکن یہ رسم ان کے وادیون کی کم پیداواری کی وجہ سے ہے - اکثر پانچ یا چھ بھائی مل کر ایک عورت کی پرورش کرتے اور اس سے اولاد پیدا کرتے ہین

بالتی اگرچہ لداخیون سے زیادہ خوشحال نہین ہین لیکن اسلام کی وجہ سے وہ اِس رسم کو نہین اختیار کر سکے۔ ان مین سے بہت سے اشخاص مفلسی کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ کر گنگا کی وادی مین اُتر آتے ہین اور انگریزون کی نوکری کر لیتے ہین۔ جب ان کے پاس کچھ روپیہ جمع ہو گیا تو پھر وہ اپنے پہاڑی وطن کو واپس آکر اپنی پیدایش کے گانون مین زندگی بسر کرتے ہین اور اگر ان کے پاس زیادہ مال و دولت ہو گئی تو وہ دو تین بیویان کر لیتے ہین۔

دردستان | وہ خطہ جس مین سندھ کی ندی شمال سے جنوب کی طرف ننگا پربت سے گھومتی ہوئی بہتی ہے دردستان کہلاتا ہے یہان کے باشندے بالکل علیحدہ ہوتے ہین یہ نسل مین آریہ معلوم ہوتے ہین ان کے قد بلند رنگ صاف اور چہرے بیضاوی ہین اگرچہ مذہب ان کا اسلام ہے لیکن ان مین ذات موجود ہے۔ سب سے اونچا درجہ اُس ذات کا ہے جس کو شِن کہتے ہین۔ ان کا ذکر مہابھارت اور منوشاستر مین پایا جاتا ہے۔ اس نام سے بعض یورپی مصنفین نے خیال کیا ہے کہ دردستان کے باشندے چینی الاصل ہین۔

قوم دردو قوم ڈوم | درد اس خطے کی حاکم قوم ہین اور یہان کے اصل باشندے جو ان کے تحت حکومت ہین ڈوم ہین۔ یہ شمہ اصلی اقوام ہند کے ہین اور پنجاب بلکہ شمالی راجپوتانہ تک موجود ہین۔ ان کی جلد ایسی سیاہ ہے جیسے وسط ہند کے وحشیون کی اور ہندو مسلمان دونون ان کو نجس سمجھتے ہین۔ ان مین اِس وقت تک بت پرستی جو ان کی قدامت کی دلیل ہے قایم ہے اور ان کا ملک اِس طرح پہاڑون سے گھرا ہوا ہے جیسا فرانس مین پرینی کا خطہ دردون کے یہ ماتحت ہین عموماً ایک آزاد اور مغرور قوم ہے یاغستان کو جس مین اِس قوم کی ایک شاخ بستی ہے، انگریزون نے ملک باغی کا نام دیا ہے کیونکہ یہ کبھی زیر نہو سکے۔ دردستان کی زبان پشتو سے ملتی ہوئی ہے۔

وادی کشمیر | جن خطون کا ہم ذکر کر چکے ہین یہ کشمیر کی حکومت مین داخل ہین۔ جب ہم نیچے اُتر کر خاص

وادی کشمیر میں آئیں جو تقریباً ۸۰ میل لمبی اور ۲۰ میل چوڑی ہے اور جس کا منظر تمام عالم میں مشہور ہے تو یہاں ہمیں ایک ایسی قوم ملتی ہے جو گردو نواح کی اقوام سے اُسی قدر مختلف ہے جیسی کشمیر کی وادی تمام دنیا کے ملکوں سے۔ کشمیریوں کا نام صرف اسی وادی کے باشندوں پر صادق آتا ہے۔ ملک ہند کے باشندوں میں کشمیری جسمانی خصایص کے لحاظ سے سب سے زیادہ عجیب اور سفید رنگ ہیں۔ اِن کی عورتوں کا حسن شہرۂ آفاق ہے۔ جلد اِن کی نرم اور صاف ہے۔ ناک خمدار بال ڈاڑھی گھنی۔ قد میں یہ زیادہ لمبے نہیں ہیں لیکن مضبوط ہیں۔ یہ زیادہ جری نہیں ہیں لیکن اِن کی صنعتی قابلیت تعجب خیز ہے۔ یہی اُس مشہور شال کے بنانے والے ہیں جو تمام دنیا میں پہونچ گئی ہے اور یہیں وہ تانبے پر میناکاری کا کام بنتا ہے جس کی نقل اس وقت تک یورپ نہ کر سکا اصلیت کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ کشمیر کے باشندے اقوام آریہ کی خاص اولاد میں ہیں اور اِن کے اعلیٰ طبقات میں تبتی میل نہایت خفیف ہے یہ سب مسلمان ہیں لیکن ذات کی رسم ان میں بھی موجود ہے کشمیری زبان فارسی اور سنسکرت سے مرکب ہے۔

دامن ہمالیہ کے اقوام | ہمالیہ کے بلند حصوں کو چھوڑنے کے بعد جب ہم تنگ پہاڑی دروں میں سے ہوکر پنجاب کی طرف نیچے اُتریں تو ہمیں ایک گروہ اقوام کا ملتا ہے جو تعداد میں کم ہیں لیکن جن میں کل ہمالیہ تبت کی بلند سطحوں کی اقوام سے لیکر پنجاب کے ہندوؤں تک ملتے ہیں اور مذہب کے لحاظ سے ان میں بدھ مسلمان اور وشنو کی پرستش کرنے والے موجود ہیں۔ ان اقوام کو تفصیل سے بیان کرنا ضرور نہیں ہے ان میں چیبالی پہاڑی گدی کولو اور گوجر ہیں جو نہایت درجہ ممزوج ہیں ان میں اقوام زرد فام کا اثر کم ہوتا جاتا ہے لیکن اس کی جگہ قدیم سیاہ فام اقوام کا اثر پیدا ہو گیا ہے۔ یہاں کے حاکم عموماً راجپوت ہیں ان کے مذہب میں بھی بہت کچھ اختلاف ہے زیادہ تر ان میں گلہ بان ہیں اور بعض خانہ بدوش۔ تھوڑے بہت ان میں سے رسم کثیر البعول کے پابند ہیں لیکن زیادہ تر یہ مسلمان اور ہندو ہیں اور کچھ تھوڑے سے بت پرست اور سانپ کے پوجنے والے بھی ہیں اس خطے کی آب و ہوا اقوام اور زبانوں میں تدریجی تغیر کے علامات

(۱۲) آسام کی پہاڑی عورتیں



پائے جاتے ہیں جیسی نیچی ہمالیہ کے برفستان سے لے کر سندھ کی تپتی ہوئی زمین تک آب و ہوا کے مدارج ہیں اسی طرح ان قوموں میں بھی ویسا ہی فرق ہے۔

نیپال کی اقوام گورکھے نیپال کے ملک میں اور کشمیر میں اس قدر مشابہت ہے کہ یہ بھی ایک لمبی گھاٹی میں واقع ہوا ہے اور ایک خاص تمدن کا مرکز ہے۔ یہ وہ وادی ہے جو مشرق کی طرف واقع ہوئی ہے اور اسی میں کھٹمنڈو دار السلطنت ہے۔ اس وادی کا طول تقریباً پانسو میل ہے اور عرض تقریباً سو میل۔ یہ ملک ترائی اور ہمالیہ کے بیچ میں ہے۔ نیپال کے باشندے مختلف الاصل ہیں اور ان کی زبانیں بھی مختلف ہیں۔ بعض تبتی ہیں اور بعض وہ ہیں جو تبتی اور قدیم باشندوں اور ہندوستان کی اقوام کے میل سے بنے ہیں۔ ان ہندوستانیوں میں سے جو اس ملک میں آکر بسے اول تو راجپوت ہیں اور ان کے بعد نیم وحشی اقوام ہیں جو چھوٹا ناگپور اور اڑیسہ کے کولوں سے مشابہ ہیں۔ تبتیوں کے میل سے جو اقوام بنی ہیں ان کو عام طور پر گورکھا نام دیا گیا ہے اور ہندی میل کی اقوام ہندو یا سکھ کے مذہب پر رہتی ہیں۔ خاص نیپال کی وادی میں دو بڑی قومیں ہیں ایک نیوار جو قدیم باشندوں کے قریب تر ہیں اور جنہوں نے دوسری قوم یعنی گورکھوں کے اس ملک میں آنے سے پہلے حکومت کی۔ گورکھے نیپال کی ایک جنگجو قوم تھی اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ ان راجپوتوں کی اولاد ہیں جو فتوحات اسلام کے زمانہ میں بھاگ کر اس ملک میں آ بسے تھے۔ ظاہرا یہ ہندو نسل کے معلوم ہوتے ہیں لیکن ان میں بہت کم اشخاص ایسے ہیں جن میں تبتی میل نہو۔ لفظ گورکھے سے مراد کوئی خاص قوم نہیں ہے بلکہ وہ کل اقوام جو نیپال کے اس حصے میں جس کا نام گورکھا تھا بود و باش رکھتی تھیں اور جنہوں نے سارے ملک کو اٹھارویں صدی میں فتح کر لیا۔ ان میں مختلف ذاتیں ہیں اور بڑی ذات کھتریوں کی ہے جو راجپوتوں اور دیسی عورتوں کے میل سے پیدا ہوئے ہیں۔ گورکھے فی الواقع نیپال کے جنگجو باشندوں میں ہیں لیکن ان میں دوسری اقوام بھی یعنی مگر اور گورنگ جن میں تبتی میل زیادہ ہے شامل ہو گئی ہیں۔ یہ جنگجو اقوام بکثرت اپنے ملک کو چھوڑ کر انگریزی فوج میں بھرتی ہوتی ہیں اور یہ سب گورکھے کے نام سے معروف ہیں۔ جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں

گورکھون ہی نے نیپال مین ایک حکومت قایم کی اور ان مین ایک خاص قسم کا جنگی مادہ ہے - زراعت تجارت اور حرفت سے ان کو نفرت ہے اور صنعتی مادہ تو ان مین مطلق نہین - لیکن یہ خصایص نوارون مین نہین پائی جاتی - گورکھون کا مذہب ہندو ہے اور ان کی زبان جس کو پربتیا کہتے ہین سنسکرت اور تبت کی زبان کے میل سے بنی ہے اور ناگری حرفون مین لکھی جاتی ہے -

قوم نوار وادی نیپال کے باشندون مین نوار کی قوم جن کو گورکھون نے فتح کیا زیادہ غالب ہے - ان کے راجاؤن نے اس ملک پر مدت تک حکومت کی اور بڑی بڑی یادگارین چھوڑین - ان مین بھی ملک ہند اور تبت کا میل موجود ہے لیکن ان مین تبتی جز غالب ہے - جس وقت مین نے نیپال مین سفر کیا تو میرے ساتھ ایک مبئی کا نوکر تھا جو تمام ہندوستان مین پھر چکا تھا لیکن نیپال کی سرحد مین پہونچنے کے ساتھ ہی اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہ چین کا ملک ہے کیونکہ اس کی نظرون مین یہان کے باشندے بالکل ان چینیون کے مشابہ معلوم ہوے جنھین اس نے بمبئی مین دیکھا تھا نوارون کی زبان نواری اور گورکھون کی زبان سے بالکل علیحدہ ہے نیپال کی بھی ایک خاص زبان ہے جس مین لٹریچر موجود ہے -

نوارون کی صنعت نوارون مین گورکھون کی جنگی خاصیت بالکل نہین پائی جاتی اور وہ زیادہ تر زراعتی حرفتی اور صناع قوم ہین - وہ عجیب و غریب مندر جن مین اعلے درجہ کی سنگ تراشی پائی جاتی ہے اور جن کی تصاویر ہماری کتاب مین موجود ہے انھین کے ہاتھون سے بنے ہین - لکڑی کو تراشنے کا فن ان مین اس درجہ کو پہونچا ہے کہ یورپ مین بھی اس سے بہتر نہین پایا جاتا لیکن گورکھے جو ان کے حاکم ہین ان چیزون کی قدر نہین کرتے اور اس وجہ سے یہ صنعت بتدریج مفقود ہوتی جاتی ہے اور اس وقت دس بارہ آدمیون سے زیادہ ایسے نہین ملین گے جو عمدہ سنگ تراشی یا چوب تراشی کر سکین گے - فن تعمیر بھی نیپال مین انحطاط کی حالت مین ہے اور یہان جو کچھ عمارتین دکھائی دیتی ہین وہ گورکھون کے زمانے سے ماقبل کی ہین نوارون مین تلث تو ہندو ہین اور شیو جی کی پرستش کرتے ہین باقی دو ثلث بدھ ہین لیکن ہندو اور بدھ دونون ذات کے پابند ہین -

(۲ ۔) کشمیر کے سپاہی



بھوٹان اور سکم نیپال کے مشرق میں بھوٹان اور سکم کی دو مختار ریاستیں واقع ہوئی ہیں۔ یہ دونوں ہمالیہ کے خطے میں ہیں اور ان کے باشندے بھی اسی خطے کے باشندوں سے مشابہ ہیں۔ یہ بھی تبتی الاصل ہیں اور بھوٹان کا نام لفظ بود سے مشتق ہے جس کے معنی تبتی کے ہیں۔ انگریز محققین سکم کے باشندوں کو بھوٹانیوں سے دہ میں زیادہ خیال کرتے ہیں کیونکہ یہ خوش مزاج اور بہادر قوم ہے۔ ہندوستان کی اقوام میں کوئی قوم اس قدر خوش مزاج نہیں ہے اور اگرچہ ان کی حالت نیم وحشیوں کی ہے لیکن یہ ہیں نہایت عمدگی سے بجانتے ہیں اور اخلاق میں بڑھے ہوئے ہیں۔ ان کی زبان میں کوئی لفظ سخت یا بد اخلاقی کا نہیں ہے جس سے ان کی خوش مزاجی کا ثبوت ہوتا ہے۔ ان میں کثرت البعول کی رسم جاری ہے اور یہ بدھ مذہب رکھتے ہیں۔ ان کے پہاڑوں کے دامن لاماؤں کی خانقاہوں سے بسے ہوئے ہیں اور یہ عمارتیں اکثر نہایت خوش منظر مقامات پر تعمیر کی گئی ہیں۔

بھوٹان کے باشندے بھوٹان کے باشندے اس قدر خوش مزاج نہیں ہیں جیسے سکم کے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ظالمانہ حکومت نے انہیں سخت مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ ان میں وہ اشخاص جو اپنی محنت سے مستفید ہونا چاہتے ہیں حکومت انگریزی کی نوکری کر لیتے ہیں۔ ان کی زبان اور مذہب وہی ہے جو باشندگانِ سکم کا اور یہاں بھی کثرت البعول کی رسم جاری ہے۔ ان کا حاکم ایک لاما ہے جو مذہبی حکومت بھی کرتا ہے اور دنیاوی حکومت بھی۔ ان دونوں اقوام میں سے تبتی ساخت انہیں اشخاص میں قایم رہ گئی ہے جو اوپر کی وادیوں میں رہتے ہیں لیکن نیچے اکثر ان میں بنگالیوں کا میل ہو گیا ہے جس سے نہ صرف ان کی صورتیں بدل گئی ہیں بلکہ ان کے اخلاق بھی متاثر ہو گئے ہیں۔

فصل دوم۔ آسام کی اقوام

آسام آسام وادی برہمپتر کے اس حصہ کا نام ہے جو حکومت انگریزی کے تحت میں ہے۔ اس سے

وہ حصہ خارج ہے جو اس ندی کے دہانہ پر واقع ہوا ہے اور جہان رود گنگا کا پانی اس مین مل گیا ہے کیونکہ یہ خطہ بنگال مین شامل ہے۔ برہمپتر کا اوپر والا حصہ بالکل دشوار گذار اور نامعلوم ہے اور اس کی آب و ہوا ایسی قاتل ہے کہ یہین اقوام وحشی نے اپنا گھر بنا لیا ہے۔ ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ملک ہند کے کسی حصہ مین اس شدت کی بارش نہین ہوتی جیسی آسام مین۔ بارش کی کثرت اور شدت جس کی وجہ سے یہان نہایت ہی گنجان جنگل پیدا ہو جاتا ہے اور پھر یہان کی ہوا کی سمیت وہ اسباب ہین جن کی وجہ سے اس خطے کی وحشی اقوام اب تک آزاد رہی ہین لیکن یہی اسباب ان بیچارون کی بربادی کے بھی باعث ہین۔ چونکہ یہ روز بروز آباد خطون سے دور ہوتے جاتے ہین اور بد آب و ہوا مقامات پر بسنے لگتے ہین۔ ان کی تعداد کم ہوتی جاتی ہے اور اس ملک کے روز افزون تمدن کے سامنے جس سے وہ فائدہ نہین اٹھا سکتے یہ ایک روز بالکل نیست و نابو [illegible] مین یہ کل اقوام یعنی آبور، مچھی اور سنگفو جو برہمپتر کے شمالی پہاڑون پر رہتی ہین اور ناگا، گارو اور کھاسیا جو اس ندی کے بائین کنارے کے پہاڑون مین رہتی ہین۔ یہ سب ایک ہی نسل کی مختلف اقسام ہین۔ لیکن اس قوم کا ٹھیک پتہ لگانا مشکل ہے کیونکہ اس کی خصائص مین تورانی اور دراوڑی اثر دونون ملے ہوئے ہین۔ چہرے کی ساخت۔ دبی ہوئی ناک۔ موٹے ہونٹ۔ ترچھی آنکھین۔ بال سیدھے اور سیاہ۔ ڈاڑھی کم۔ یہ سب اقوام ہند و منگ کی علامات ہین۔ برخلاف اس کے جلد کا رنگ جو کہ بالکل سیاہ ہے اور بعض خصائص کلے اثر کی خبر دیتے ہین۔ تاہم تبتی تورانی اثر زیادہ تر غالب ہے اور یہ خلاف قیاس بھی نہین کیونکہ اقوام ہند و منگ کی موجین جس وقت ہندوستان مین آئین تو یہ نشیبی حصہ ان کی راہ مین واقع ہوا تھا۔ پہاڑی حصون کے باشندے برما کے شان اقوام سے بہت ملتے ہوئے ہین۔ یہ خاص ایشیاے شرقی کی اقوام ہین جو سیام اور انڈو چین مین آکر بسین اور شاید یہین سے آسام مین آئین۔

قوم کھاسیا کی عجیب زبان کھاسیا کی قوم مین جو کہ کھاسی پہاڑ کے دامن مین رہتے ہین وہی خاصیت ہے جو یورپ مین سلسلہ پیرنیز کی باسک اقوام مین ہے یعنی یہ ایک ایسی زبان بولتے ہین جس کا تعلق عالم کے

کسی معلوم زبان سے نہیں پایا جاتا - نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہ غیر مرکب زبان کیونکر ایسی زبانون میں جن سے ہم بخوبی واقف ہیں آکر یکجنس ہو گئی - ان مختلف اقوام میں جن کا نام لیا گیا سب سے زیادہ وحشی آبور اور گارو ہیں - آبور تو بالکل مرد و زن ننگے ہیں اگرچہ انہیں زیور کا شوق ہے اور یہ اپنی عورتوں کو فولادی تار اور کمربند پہناتے ہیں جن سے بادنے حرکت آواز نکلتی ہے - ان میں زراعت مطلق نہیں اور یہ چیل چیونٹی اور شکار کے گوشت پر زندگی بسر کرتے ہیں آبور بہت ہی ادنے درجہ کی مورت پرستی کرتے ہیں اور گویا بنی نوع انسانی کے قدیم آباواجداد کی یادگار ہیں -

قوم گارو | گارو میں اس وقت انسانی قربانی کی رسم جاری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان میں بعض اوصاف بھی ہیں مثلاً یہ اپنے قول قرار کے از حد پابند ہیں اور دشمنوں کے ساتھ بھی بدعہدی نہیں کرتے اسی وجہ سے یہ جھوٹے اور دغاباز بنگالیوں سے جو ان کے پہاڑوں کے نیچے بستے ہیں سخت نفرت کرتے ہیں اور تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ یہ اپنے مردوں کے اعزاز کی غرض سے چند بنگالیوں کو پکڑ لاتے تھے اور انکے گلے کاٹ کر ان کا خون لاش کے گرد بہایا تھا - گارو اپنے مردوں کا بے حد اعزاز کرتے ہیں اور چونکہ لاش کا جلانا اس اعزاز میں شامل ہے اور بارش کے زمانہ میں یہ غیر ممکن ہوتا ہے وہ لاشوں کو شہد میں رکھتے ہیں اور موسم بارش کے بعد ان کو جلاتے ہیں -

قوم ناگ | ناگ کی وہ قوم ہے جس کا نام رزمیہ میں آیا ہے اور انہوں نے جنوب ہند کے فاتحین کو آگے بڑھنے سے روکا تھا - کچھ عجب نہیں جو ان کا تعلق پروٹو دراویڈ اقوام سے ہو کیونکہ یہ بالکل سیاہ فام ہیں - یہ ایک جنگ جو اور بہادر قوم ہے اور ہمیشہ آزاد رہی ہے -

ان اقوام پر عام نظر | ان اقوام میں صرف کھسیا وہ قوم ہے جو کہ معیشت زراعت و تجارت کے کاروبار میں مصروف ہے - یہ بڑے بڑے گانوں میں رہتے ہیں نیک چلن ایماندار اور خوش مزاج ہیں اور ان میں عجیب بات یہ ہے کہ یہ سیکھی میں راگ اس خوبی سے گاتے ہیں جس کا نظیر اقوام مشرقی میں نہیں پایا جاتا

یہ ایک قسم کی [illegible] ہوا کرتے ہیں جس سے ان کے دانت سرخ ہو جاتے ہیں اور اس رسم کی وجہ وہ یہ
بیان کرتے ہیں کہ کتوں اور جنگلی سوروں کے دانت سفید ہوا کرتے ہیں [illegible] ان میں یہ [illegible]
[illegible] زمین پر پھونک دیتے اور اس کی زردی سے [illegible] ان کے کھانے
کے [illegible]
[illegible] معلوم
کرنے کو ہے

[illegible] | یہ [illegible] قومیں [illegible] بت پرست ہیں [illegible]
کا تعلق ان میں نہایت کمزور ہے اور عموماً گھر کی حکومت [illegible] وراثت اور بچوں کی [illegible] عورتوں سے
[illegible] ملک کی حکومت میں زیادہ دخیل [illegible]
[illegible] جن کا ذکر ہم قوموں کے بیان میں زیادہ تفصیل سے [illegible]
ہیں جن [illegible] ان کا تعلق [illegible] سے ہوتا ہے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] عورت ہو [illegible] حکومت [illegible] جاتی ہے [illegible] زیادہ [illegible]
[illegible] کہتے ہیں [illegible] اس کا انتخاب [illegible] عورتوں کی [illegible] ہوتا ہے [illegible]
شادی میں لڑکی لڑکے کو پیغام دیتی ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ شادی سے پہلے [illegible] لوگ [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] بیٹا اپنی پھوپھی [illegible] اس کی اولاد [illegible] بعد [illegible] ہوتا ہے [illegible] ان اقوام
میں [illegible] سے ہوتی ہے اور اولاد [illegible] ماں کی ملک ہیں اور باپ کو [illegible] نہیں [illegible] بعض اوقات [illegible] اپنے
باپ سے بہت قریب رہتے ہیں لیکن اسے ایک اجنبی شخص سمجھتے ہیں [illegible] رسوم و عادات جو ایک
[illegible] اور ضعیف اقوام کے ساتھ [illegible] ہو جائیں گی [illegible]
[illegible] مضمون میں [illegible] سے [illegible] ہو جاتی ہیں [illegible]

(۱۴) شبیہ تیمور بادشاہ کی



فی الواقع ہندو ہیں اور خصائص و زبان مذہب رسوم و عادات میں بالکل بنگالیوں کے مماثل ہیں اور ان میں روز بروز ملتے جاتے ہیں ہم آسام سے گزر کر خاص ہندوستان میں پہنچ گئے اور اب اُن قوموں کا ذکر کیا جائے گا جو مجرائے گنگ میں رہتی ہیں۔

فصل سوم مجرائے گنگ کی اقوام

اقوام ہنود | اِس نقشہ بیان میں جو اوپر گزرا نہ اقوام ہمالیہ میں اور نہ سطح مرتفع صعید کی اقوام میں ہیں کوئی قوم ایسی ملی جس پر ہندو کا اطلاق ہو سکتا۔ گرچہ خود یہ لفظ نہایت وسیع معنی رکھتا ہے لیکن مجرائے گنگ میں پہنچنے کے ساتھ ہی ہمیں اقوام ہنود کا سامنا ہوتا ہے یعنی وہ اقوام جن کی رگوں میں مختلف تناسب میں وہ خون دوڑتا ہے جو پرولو ڈراویڈ تورانی و آریہ خونوں سے ملا ہوا ہے۔ وہ خطہ جس میں سے گنگا اور اس کی شاخیں گذری ہیں اور اُس کو شاداب کرتی ہیں دنیا کے گنجان ترین اور آباد ترین خطوں میں سے ہے یہاں کی زرخیز زمین سے چودہ کروڑ مخلوق بآسانی تمام اپنی معاش کو نکال لیتی ہے لیکن زمین کی حالت یہ ہے کہ باوجود اس گنجان آبادی کے جس کی نظیر دنیا میں کم ہو گی اگر یہ مردم شماری دوچند ہو جائے تب بھی زمین ان کو آذوقہ پہنچانے سے قاصر نہ رہے۔

جو فاتح اقوام ہندوستان پر شمال و مغرب یا شمال و مشرق سے اُمڈیں وہ اس پُر عجائب ملک میں ایک دوسرے سے مطابقت کرتی ہوئی پھیل گئیں اور اسی وجہ سے اِس خطہ کے باشندوں میں جس قسم کا خلط ہے وہ کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا۔ اگر ان میں کوئی خاص قوم پیدا ہوئی ہے تو شاید وہ گنگا کے ساحلی گاؤں کے باشندے ہیں جو زیادہ تر بہار اور اودھ کے کاشتکار ہیں۔ انہوں نے اپنی سیاہ جسم دراویڈوں سے پائی اور تورانیوں سے اپنے چوڑے اور چپٹے چہرے اور نقشہ اور نزاکت اعضا پایا۔ اور آریوں سے انہیں جرأت و شجاعت

ذہن وذکا اور مذہبی خیالات ملے - وادی گنگ کی اقوام مین تین بڑے جز ہین لیکن چونکہ ان اجزا کا میل مختلف تناسبون مین ہوا ہے یہ اقوام ہم جنس نہین ہین مثلاً اودھ کے باشندون مین اقوام زرد فام کا حصہ غالب ہے ان دونون کے درمیان مین بہار ہے جس کے باشندے بھی درمیانی حالت رکھتے ہین غرض جون جون رود گنگ کے دہانے سے اُس کے منبع کی طرف بڑہین اقوام ہند کی جسمانی اور اخلاقی حالت مین ترقی پائی جاتی ہے -

بنگالی ان مخلوط اقوام مین سے بنگالی سب سے کم درجہ مین ہین یہ پست قد دُبلے پتلے گندمی رنگ ہین - ان کی ناکین چھوٹی اور بعض اوقات دبی ہوئی ہین - ان کے دہانے بڑے بال سیاہ اور ڈاڑھیان حقیر ہین ذہن ان کا ان معنون مین اچھا ہے کہ انہین جو کچھ سکھایا جاے یہ بہت جلد یاد کر لیتے ہین لیکن ان کے چال چلن مین جھوٹ اور دغابازی اور نمائش شامل ہے -

بہار اور اودہ کے باشندے بہار کے باشندون کی جلد سیاہ فام ہے لیکن ان کے چہرے کا نقشہ یوروپیون سے ملتا جلتا ہے - بنگالیون کا جھوٹ فریب ان مین مطلق نہین ہے - اودہ کے باشندے ان سے بھی اعلیٰ ہین اور یہ اصل آریہ قوم معلوم ہوتے ہین - ان کا رنگ صاف چہرہ بیضاوی نقشہ سڈول اور قد بلند ہے اور ان کی روش سے ان کی اعلیٰ نسل کا گھمنڈ نمایان ہے - اودھ کے باشندون مین برہمن ایک ثمن ہین اور راجپوت بھی اسی قدر اور یہ اکثر زمینات کے مالک ہین - اودھ کے کاشت کار کرشن کی نسل سے ہونے پر فخر کرتے ہین - ان تینون صوبون مین ذات اسی طرح قایم ہے جیسے ملک ہند کے اور حصون مین - لیکن اودھ کا شودر بنگال کے برہمن کو ذلیل و خوار سمجھتا ہے - بنارس کا بازاری فقیر بھی کلکتہ کے برہمن کے ساتھ رسوئی نہ کھائیگا برخلاف اس کے بنگالی برہمن اپنی بیٹی کسی گھاگھرا ندی کے کنارے پر رہنے والے کاشت کار کو نہایت خوشی اور فخر سے دیگا -

وادی گنگ مین مسلمانون کا اثر گنگا کی وادی مین مسلمانون کا اثر بالعکس پایا جاتا ہے یعنی یہ مغرب سے مشرق اور

٭ شاہ جہاں کا دربار





ابراہیم عادل شاہ بادشاہ بیجاپور

ضلع سے داہنی طرف زیادہ قوی ہوجاتا ہے۔ اودہ کے باشندون مین مسلمانون کا دسوان حصہ ہے۔ بہار مین ساتوان حصہ اور بنگال مین تیسرا۔ لیکن جن ہنود نے مذہب اسلام قبول کیا وہ اپنے ہندو بھائیون سے چندان مختلف نہین ہین۔ ان مین ذات موجود ہے اور بہت سی مذہبی رسمین بھی اِن دونون مین عام ہین۔

ان اقوام پر عام نظر | مذکورہ بالا بیان سے ہمین معلوم ہوگا کہ وادی گنگ کی اقوام مین ایسے مماثل اجزا موجود ہین جن سے مل کر کسی زمانہ مین ایک ہم جنس قوم بن سکتی ہے۔ جن اقوام مین ظاہرا بین فرق معلوم ہوتا ہے ان کے بھی درمیانی مدارج اتنے ہین کہ یہ بتدریج ایک دوسرے سے مل جاسکتی ہین۔ ہند کے دوسرے صوبون مین ہمین ایسی اقوام ملتی ہین جو ایک ہی جا بود و باش رکھنے پر بھی ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہین۔ برخلاف وادی بنگالہ کے باشندون کے جن مین نسلون کا فرق بالکل کم ہوگیا ہے۔ مثلاً بنگالی اپنے کو ایک قوم خیال کرتے ہین اور اس مین شک نہین کہ اِن کے اعلی طبقات کے اشخاص ایک ہی قسم کے معلوم ہوتے ہین اور بظاہر اندو چینین کے اعلے طبقات سے مشابہ ہین۔ نیچے کی خلقت مین زرد فام اقوام کا اثر کم اور پروتوڈراویڈی اور کولاری اثر زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

سنتال مالیر وغیرہ | وادی گنگ کے نشیب کی اقوام سنتال۔ مالیر وغیرہ جن مماثل اقوام کا ذکر کیا گیا اُن کے نیچے بچے ہوئے نیم وحشی قدیم اقوام کے دستے جا بجا رہ گئے ہین نسلاً اور نیز جغرافی لحاظ سے یہ اقوام فی الواقع وادی گنگ سے باہر ہین۔ ان کا تفصیلی ذکر اس وقت کیا جائے گا جب ہم ان کے بھائیون سے جو ممالک متوسط مین رہتے ہین بحث کرین گے یہان ہم صرف اُن اقوام کا ذکر کرین گے جو وادی گنگ سے تعلق رکھتی ہین اوپر بیان ہوچکا ہے کہ وہ مقام جہان اصلی باشندگان ہند نے اقوام خارجی کے دھاوون سے پناہ لی وہ پہاڑی ملک ہے جو نربدا اور سون کی ندیون کے جنوب مین واقع ہوا ہے اور جو اصلی سرحد ہے ہند اور دکن کے درمیان مین۔ صورت اور آب و ہوا کے لحاظ سے یہ ایک محض جنگلی ملک تھا اور اس کی دشوار گذاری اور قاتل آب و ہوا اور زمین کی کم حاصلی نے اقوام فاتح کو قدم آگے نہ بڑھانے دیا۔ اوپر کے حصہ مین اِن پہاڑون کے

دامن گنگا کے اُس حصہ مین جہان ندی مین خم واقع ہوا ہے اور وہ جنوب کو مڑ گئی ہے پانی کے کنارے تک پہنچ جاتے ہین لیکن ان دامنون مین نہ زراعت ہے اور نہ ان کا حال زیادہ معلوم ہے - اس خم پر راج محل کا پہاڑی خطہ واقع ہوا ہے جو بطور سرحد کے بیان کیا گیا ہے - اس مقام پر مین بہار اور بنگال کی متمدن اقوام کے بیچوں بیچ مین مالیر اور سنتال کی نیم وحشی اقوام رہتی ہین اور ان سے ذرا جنوب کی طرف چھوٹا ناگپور کے اوتار پر اور ان منڈے اور کول ہین جو شاید ایشیا کی اصل اقوام مین سے ہین - ان آخر الذکر قوم کو چھوڑ کر ہم اب کچھ تھوڑا سا بیان سنتال اور مالیر اقوام کا کرین گے - اقوام مالیر راج محل کے بلند حصہ مین رہتی ہین اور ان کو پہاڑی کہتے ہین - یہ گویا سیاہ فام ڈراویڈ اور زرد فام اقوام کے میل سے بنی ہین اور ان مین آرین اثر مطلق نہین پایا جاتا اور ذات سے بھی یہ واقف نہین ہین - یہ جنوب ہند کے ڈراویڈون سے زیادہ مشابہ ہین - ان کے رسوم و عادات اچھی ہین اور جھوٹ سے انہین سخت نفرت ہے - ان کا قول ہے کہ مرنا بہتر ہے جھوٹ بولنے سے - مالیر بانس کی بڑی بڑی جھونپڑیون مین رہتے ہین اور ان کے اندر وہ نہایت خوبصورت ترشا ہوا سامان خوش سلیقگی سے جماتے ہین - یہ ستارون اور عناصر اور جنات کی پرستش کرتے ہین جو ان کے اعتقاد مین ہوا کے رہنے والے ہین - یہ اپنے نوجوانون کے لئے ایک بڑا سا مکان بناتے ہین جہان وہ سب مل کر ریاضت کرتے اور فنون حربی وغیرہ کی تعلیم پاتے ہین حکومت انگریزی نے ان اقوام کو ہتھیارون سے نہین فتح کیا بلکہ تدبیر سے - میٹھی باتون اور روپیہ نے وہ کام کیا جو تلوار سے نہ نکل سکتا تھا -

سنتال سنتال مالیرون سے تعداد مین بھی زیادہ ہین اور زیادہ دلچسپ قوم بھی ہین - یہ اُن پہاڑون کے جن مین مالیر بستے ہین دامن اور نیچے کے حصہ مین بود و باش رکھتے ہین - ان کی زبان ایک مخصوص حیثیت رکھتی ہے کیونکہ یہ تمام کولاری بولیون کی مان ہے - قدیم اقوام مین یہ وہ قوم ہے جس مین زرد فام اقوام کا اثر بہت زیادہ ہے کیونکہ مثل مالیرون کے یہ بھی ڈراویڈ اور اقوام زرد فام کے میل سے بنے ہین سنتال خوش مزاج چست و چالاک نیک طبیعت اور بڑے مہمان نواز ہین - ان کے خوبصورت جھونپڑون مین ہمیشہ



(۱۹) شبیہ فرخ سیر بادشاہ

(۱۹) شبیہ ابوالحسن تاناشاہ بادشاہ گولکنڈہ



ایک جگہ جہاں کہ سے بہتی ہوتی ہے اور جو کوئی ان میں جاتا ہے وہ بہت آرام سے بسر کرتا ہے۔ ان کی
خاندانی حالت نہایت مضبوط ہے اور ان لوگوں میں پسند سے شادی کرنے میں شرط اسی قدر ہوتی ہے
کہ زن وشوہر مختلف خاندانوں سے ہوں [illegible] ایک سے زیادہ بیویاں اسی وقت ہوتی ہیں جب کہ پہلی بیوی
لاولد ہو سنتال عورتوں کا بڑا پاس کرتے ہیں اور انھیں زیور سے لادے رہتے ہیں اور خود بھی ان کے خوش
کرنے کے لئے زیور پہنتے اور اپنے کو بناسنوار کے رہتے ہیں ان کا مذہب نہایت سادہ اور
پرستش بھی سادہ ہے یا سنگ بونگا [illegible] سب کو پوجتے ہیں ہر ایک خاندان کا اپنا اپنا خانگی دیوتا
ہوتا ہے اور مرتے وقت باپ اپنے بڑے بیٹے کو ان دیوتاؤں کی تعلیم کرتا ہے جن سے وہ [illegible] ہوں اور
آسمان سے تمام خاندان پر آسیب [illegible] سنتال اپنے [illegible] کو جلاتے ہیں لیکن [illegible]
لیجا کر ندی میں ڈالنے کے لئے رکھ چھوڑتے ہیں [illegible] کا بڑا خیال ہے [illegible]
سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے اور اس کی سزا خاندان سے باہر کر دینا ہے۔ سنتال زیادہ کاشتکار ہیں
اس کے ساتھ بھی ان میں صحرائیت کا مادہ موجود ہے جب کسی خاص مقام پر کھلی زمین [illegible] بستی آباد
دور تک جنگل صاف کرنے کے لئے پھیلتے ہیں لیکن ان کی صحرا نوردی دو وجہوں سے محدود
ہوگئی ہے اول تو حکومت انگریزی روز بروز [illegible] دخل کرتی جاتی ہے اور دوسرے یہ کہ سنتال کثیر الاولاد ہوتے
ہیں اور ان کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ ان دونوں آفتوں سے تنگ آ کر چند سال ہوئے یہ سب مل کر
کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تاکہ حکومت سے چارہ جوئی کریں لیکن جب وہ ایک موقع کی جگہ پہنچے
تو ان پر فوجوں کی یورش نے کی بہت سے سنتال اپنا پہاڑی وطن چھوڑ کر کام کی تلاش میں نیچے اترتے ہیں
اور بعض ان سے جلاوطنی اختیار کر کے دور دور چلے جاتے ہیں

قدیم باشندوں میں سے علاوہ [illegible] بھی رہ گئے ہیں جو قومی حیثیت سے [illegible] میں [illegible]
لیکن علاوہ ان کے ہر ضلع یا گروہ ان اشخاص کا موجود ہے جو [illegible]

کی مزدوری کا کام کرتے ہین - یہ بھی باشندگان قدیم کے پس ماندون مین ہین اور ساری وادی مین پھیلے ہوے ہین -

وادی گنگ کو چھوڑنے سے پہلے ہمین بتا کہنا ضرور ہے کہ اس خطے مین جتنے بڑے شہر اور آبادیان واقع ہوئی ہین وہ سب باستثناء کلکتہ کے ندی کے نصف غربی مین ہین - مشرقی حصہ جو بنگال ہے ایک بالکل زراعتی ملک ہے اور یہان کی مخلوق اُن خوشنما گاؤن مین رہتی ہے جو درختون کے سبز پتّون مین چھپے ہوے ہین اور غربی حصہ کے باشندون کی طرح غربی شہرون اور گنجان آبادیون مین نہین رہتی -

فصل چہارم - پنجاب کی اقوام

پنجاب کی اقوام | سواے سندہ جس کی اقوام کا بیان ہم اب کرنے والے ہین تین حصون مین منقسم ہے - شمال مین پنجاب مین جنوب مین سندہ اور مشرق کی طرف راجپوتانہ - لیکن ان تینون حصون کے باشندے بہت ہی مختلف الاصل ہین - چونکہ پنجاب اقوام فاتح کے راستہ مین واقع ہوا ہے اس کے باشندے بھی نہایت مخلوط ہین لیکن وادی گنگ کے باشندون کی طرح ان کی اصلی خصایص مٹ نہین گئی ہین بلکہ آریہ اور تورانی اور مسلمان اجزا یہان بالکل صاف اور علیحدہ معلوم ہوتے ہین - لیکن [فنا] دراوڑی جز گویا بالکل منفقود ہوگیا ہے - اس خطے کا غالب مذہب اسلام ہے اِس نے یہان کے ہنود کو بھی زیر کرلیا ہے جو ہند کے کل ہنود پر آوازہ کسا کرتے تھے - پنجاب کے اصلی باشندے یعنی جاٹ تورانی الاصل ہین پھر ان مین آریہ اثر آیا ہے جو نصف سے زیادہ ہے اور ایک خفیف جز اسلامی اثر کا بھی ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تورانی جاٹ آریون کی چڑھائی کے وقت سارے ملک کے مالک تھے اگرچہ جنرل کننگھم جو ہند کے آثار قدیمہ کے ایک بہت بڑے ماہر شخص ہین جاٹون کو اندوسیتھہ بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ اسکندر کے بعد



مغلیہ زمانہ کی حرم شاہی کی ایک خاتون ر ۲۰

اس ملک میں آئے لیکن اس میں کسی طرح کا شک نہیں کہ یہ تورانی یا انڈو سیتھک قوم نہ تو دراوڑوں سے زیادہ ملی نہ آریوں سے۔ تاہم اُن قبیلوں کا اثر جو وقوع میں آیا جاٹوں میں موجود ہے مثلاً بعض تو ان میں سے سیاہ فام ہیں اور بعض کا رنگ اس قدر صاف ہے جیسے راجپوتوں کا۔

اقوام آریہ ان اقوام کے بیان سے پہلے ہم کچھ بیان آریوں کا کرینگے کیونکہ اگرچہ تعداد میں یہ کم ہیں لیکن اپنا اثر ڈالنے اور مذہب و زبان کے پھیلانے کے لحاظ سے ان کا بڑا درجہ ہے۔ اصل آریہ پنجاب کے شمال و غرب میں اُس منطقہ کے قریب ہیں جس کو نام ہم نے باب آریہ رکھا ہے۔ یہ ایرانی افغان ہیں جو پٹھان کہلاتے ہیں اور دردستان و کافرستان کے باشندوں سے بہت مشابہ ہیں اور کشمیریوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے رنگ صاف ناک خمدار چہرے بیضوی بال بھورے اور بعض اوقات سفیدی مائل اور آنکھیں عموماً بھوری ہیں۔ یہ خصوصیت ہندیوں میں کم پائی جاتی ہیں اور یہاں کے بال اور آنکھ کی پتلیاں سیاہ ہوتی ہیں۔ ہمالیہ کے کنارے کنارے وادی ڈوگرہ کی اقوام ہیں جو یونانی الاصل خیال کی جاتی ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ یہ بھی خالص آریہ ہیں۔ دوسرے درجے بعض اقوام بھی آریہ ہیں لیکن جنوب کی طرف راجپوت کثرت سے ہیں۔ راجپوتوں کا اصل ملک راجپوتانہ ہے جس کا بیان ہم آگے کرینگے۔

قوم جٹ پنجاب ہمالیہ کے خطے میں جتنی قومیں رہتی ہیں جن کا بیان ہم اوپر کر چکے ہیں اور اب ہم جاٹوں کی طرف جو پنجاب اور راجپوتانہ و سندھ کی آبادی میں سب سے زیادہ باوقعت قوم ہے توجہ کرینگے۔ اگرچہ جاٹوں میں شادی و بیاہ دیگر قبیلوں سے تھوڑا بہت تغیر پیدا ہوا ہے تاہم ان کا عام ڈھانچہ حسب ذیل ہے۔ قد لمبا جسم مضبوط چہرے سے ذہانت نمودار جلد کسی قدر سیاہ ناک بڑی اور اونچی اور بعض اوقات خمدار آنکھیں چھوٹی اور سیدھی گال کی ہڈیاں کم ابھری ہوئی۔ بال سیاہ اور کثرت سے داڑھیاں گھنی اور کم بالوں کی۔ ان کی عورتیں بلند قامت اور خوشنما ہیں اور ان کی چال سیدھی اور شاندار ہے گویا انھیں ان جاری

کڑوں کے وزن نے جو یہ پہنے ہوتی ہیں سیدھا کر دیا ہے۔ یہ ایک بڑا سا لوگیا ہوا لہنگا پہنتی ہیں اور اس کے اوپر ایک دوپٹہ نہایت نزاکت سے اوڑھتی ہیں بعض وقت دوپٹے کو بہت پیچیں گرہ دے کر لپیٹتی ہیں جاٹوں میں تین مذہب کے لوگ ہیں۔ مسلمان تو زیادہ تر سندھ کے نیچے والے حصہ میں رہتے ہیں سکھ پنجاب میں اور ہندو جو ذات میں ویش ہیں راجپوتانہ میں

جاٹ مغربی ہند کے مالک تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جاٹ پورے مغربی ہند کے مالک تھے اور جس وقت جنگجو آریوں نے ان پر حملہ کیا تو یہ بآسانی اُن کے محکوم بن گئے۔ آریہ فاتحین نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور ان لوگوں نے ان کو اپنی ذات یعنی ویش یا تجارت پیشہ ذات میں شامل کر دیا بخلاف اس کے جو آریہ اصل باشندے سب شودر بنا دیے گئے۔ پس گویا آریہ قوم جاٹوں کی خداوندی سے اس ملک میں حاکم بن گئی اور اس باہمی خداوندی کا پتہ ہمیں تخت نشینی کے رسوم میں صاف ملتا ہے یعنی بادشاہ تاج حکومت کو جاٹوں کے ہاتھ سے پاتا ہے جو اس کی رعایا بن گئے تھے۔ پندرھویں صدی عیسوی کے آخر میں ان کے مذہب میں ایک بڑی اصلاح شروع ہوئی جس کا نتیجہ سکھوں کا مذہب تھا۔ سکھ شروع میں تو صرف ایک مذہبی فرقہ تھا لیکن بتدریج یہ ایک قوم بن گئی۔ ان کے مذہبی پیشوا گرو نانک نے اسلام اور مذہب ہنود دونوں سے عمدہ باتوں کو اخذ کر لیا اور ذات کی سختی کو ترک کر کے مساوات قائم کر دی۔ جن لوگوں نے اس نئے مذہب کو قبول کیا وہ سکھ یعنی شاگرد کے نام سے مشہور ہوئے لیکن بعض اچھے جاٹ ان میں آ کر مل گئے اور ان کی وجہ سے قوم کی عظمت زیادہ ہو گئی۔ ہمیشہ لڑنے بھڑنے کی وجہ سے سکھ بتدریج ایک جنگجو قوم بن گئی اور ان میں متناسب اعضا اور جسمانی خوبصورتی کے ساتھ ایک ایسی شجاعت اور خوش اخلاقی پیدا ہو گئی جس نے انھیں دنیا کی اقوام میں نوع انسانی کا ایک عمدہ نمونہ بنا دیا۔

سکھوں کی فوجی حالت سکھوں نے فوجی حیثیت اپنے دسویں گرو گرو گوبند سے پائی۔ گرو نانک نے تو انھیں توحید کی تعلیم دی تھی اور ان کے مذہبی خیالات کو بلند کیا تھا۔ گرو گوبند سنگھ نے انھیں قومی علامت کے لئے

فولاد و یا جس سے زرہ اور تلوار بنتی ہے۔ ہر ایک سکھ خواہ وہ جتھے بند ہو یا نہ ہو کسی قسم کا فولاد بطور
تعویذ کے اپنے پاس رکھتا ہے۔ سکھ اپنے آپ سردار کہلاتے ہیں جب وہ خوشحال رہتے ہیں و
ان میں خوبی بھی ہیں جو امور معاملات پر غور کرتی ہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں انہوں نے پنجاب
کے ملک میں ایک زبردست حکومت قائم کر لی تھی۔ ان کے بادشاہ رنجیت سنگھ نے انگریزوں کے ساتھ
مساوات کا عہد و پیمان کیا تھا اور خود پنجاب سے افغانستان تک تخت پر بادشاہ بیٹھا تھا۔
آج کل وہ سکھ جو اپنی قدیم حالت پر آ گئے ہیں یعنی ایک مذہبی فرقہ ہو گئے ہیں اور ان کے مذہب کا
مرکز امرتسر کا شہر ہے۔ سکھوں میں تعلیم کا شوق حد سے زیادہ ہے اور ان میں بڑی بڑی مجالسیں
ہیں جو انجمنیں کہلاتی ہیں جس کے بعض ارکان نہایت معزز اشخاص ہیں۔ تاہم جنگی مذاق ان میں اب
بھی باقی ہے اور یہ لوگ حکومت انگریزی کے عمدہ سپاہیوں میں ہیں۔ جن سکھوں نے زراعت کا پیشہ
اختیار کیا ہے وہ نہایت عمدہ اور محنتی کاشتکار ہیں جو ... ساری زراعت پنجاب کی انہیں کے
ہاتھوں میں ہے اور یہ ہند کے زراعت پیشہ اقوام میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں۔

تجارت پیشہ جاٹ | جاٹوں کا ایک بہت بڑا گروہ تجارت پیشہ ہے اور یہ اس کام کو بھی کسی خوش اسلوبی سے
کرتے ہیں جو ان کی فطرت میں ہے۔ جاٹ تجارتی مہاجنوں کے نام سے مشہور ہیں اور ان کی شہرت
نہ صرف ہندوستان ہی میں ہے بلکہ ایشیا سے متوسط کے کل شہروں میں یہ بڑے بڑے بیوپار کا روبار کرتے
ہیں اور خرید و فروخت اور بازاری چیزیں انھیں کے ذریعہ سے بکتی ہیں۔ سب سے ملک ہند میں یہ جنوب میں گنگا
کے کنارے ... دکن میں تمام بینک اور ہنڈی کا بیوپار مارواڑ کے جاٹوں کے ہاتھ میں ہے جو مارواڑی
کہلاتے ہیں۔ ان کا ملک راجپوتانہ کا ایک حصہ ہے اور پنجاب کے جنوب میں واقع ہوا ہے ہند میں لفظ
مارواڑی کا یہی مفہوم ہے جو اور ممالک میں لفظ یہودی کا۔ اس سود در سود چلانے والی قوم کا نام جو بیچاری کسان
کی ماری ہندو رعایا کو سود در سود لے کر تباہ کرتے ہیں ہر جگہ خوف اور نفرت کے ساتھ لیا جاتا ہے ہم اس

مقام پر ریاست بڑودہ کے مشہور مصنف مسٹر ملاباری کے اُس کتاب مین سے جو اُنھون نے باشندگانِ گجرات کے متعلق لکھی ہے ایک فقرہ نقل کرتے ہین جس مین اُنھون نے مارواڑیون کی حقیقت ظاہر کی ہے ملک ہند کے اور خطون کی طرح گجرات مین بھی مارواڑی جاکر حاکم بن جاتا ہے اور جب اُس نے من مانا روپیہ پیدا کر لیا تو پھر وہ شادی کرتا ہے اور اپنی بقیہ عمر کو اپنے وطن مین صرف کرتا ہے ۔ مسٹر ملاباری لکھتے ہین ۔

"مارواڑی کبھی کسی ایسے کام مین ہات نہین لگاتا جس مین دوچند کا نفع نہو وہ ہمیشہ لمبی مدت کے لین دین کو پسند کرتا اور قرض پر قرض دیتا چلا جاتا ہے یہان تک کہ بیچارہ قرض لینے والا بالکل اُسکے قابو مین آجاتا ہے اور اُس کا غلام بن جاتا ہے ۔ جب وہ اپنے قرضدار سے زیادہ نہین کھینچ سکتا تو پھر اُسے لوٹ لیتا ہے ۔ یہ اُن بیچارون کو لوٹتا ہی نہین بلکہ اُن کی عزت بھی لے لیتا ہے ۔ اس وقت بمبئی مین جتنی کسبیان موجود ہین اِن مین سے نصف ایسی ہین جن کے شوہر یا بھائی مارواڑیون کے مارے ہوے ہین ۔ یہ ادھ سیر شکر ادھار لینے سے کاروبار شروع کرتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ کہین کے نہین رہتے اور اِن کا جسمانی اور اخلاقی خاتمہ ہو جاتا ہے اگرچہ مارواڑی وشنو کی پرستش کا دعوے کرتا ہے لیکن اِس کے نزدیک ملکہ وکٹوریہ کی تصویر والا چھوٹے سے چھوٹا سکہ بھی وشنو کی مورت سے زیادہ قیمتی ہے"

بنجارے جاٹون مین علاوہ اُن اشخاص کے جو زراعت یا تجارت یا لین دین کرتے ہین بعض گروہ ایسے بھی موجود ہین جو نیم وحشی ہین اِن مین ملک ہند کے بنجارے ہین جو یورپ کے زی گان کی جنس ہین ۔ یہ قوم بالکل ہمارے ملک کے خانہ بدوشون سے مشابہ ہے اِن کی صورتین بھی ویسی ہی ہین اور اُن کا پیشہ بھی وہی ہے ۔ یہ ایک قصبے سے دوسرے قصبے کو اور ایک گاون سے دوسرے گاؤن کو اپنی گاڑیون مین سفر کرتے ہین اور چھوٹی چھوٹی چیزون کی تجارت اور گانے ناچنے اور قصہ کہانیان کہنے مین اپنی زندگی بسر کرتے ہین ۔

فصل پنجم سندہ اور راجپوتانہ کی اقوام

سندہ کی اقوام پنجاب سے اُتر کر اگر ہم برابر رود سندہ کے کنارے کنارے چلے آئین تو ہم سندہ کے ملک مین پہنچ جائینگے - یہان جاٹ کثرت سے ہین اور یہ مسلمان اور سکھ اور جین مذہب رکھتے ہین - ان کے علاوہ بلوچیون کی قوم ہے جو پہاڑی ملک کے رہنے والے اور بلوچستان کے باشندون سے ملتے جلتے ہین - بلوچی سندہ مین رہتے ہین - یہ سب مسلمان ہین اور ان کا طریقہ سنت جماعت ہے ان کی کئی تقسیمین ہین بعض جو اپنے کو عرب کہتے ہین سامی الاصل ہین - ان مین ایسے اشخاص بھی ہین جن کے بال سفیدی مائل ہین - اور پھر وہ لوگ ہین جو بلوچیون اور جاٹون کے میل سے پیدا ہوے ہین یہ کل اقوام جو مجراے سندہ مین رہتی ہین سنسکرت الاصل زبانین یعنی پنجابی - سندھی - اور پہاڑی بولتی ہین - یہ زبانین ایک دوسرے سے مشابہ ہین اور ان مین زیادہ فرق نہین ہے -

راجپوتانہ کی اقوام راجپوتانہ ایک بہت بڑا خطہ ہے جو رود سندہ سے آگرہ تک اور پنجاب کی جنوبی سرحد سے مرہٹون کے ملک یعنی بڑودہ اور گوالیار کی سرحد تک پہنچتا ہے - اس کے مغربی نصف مین تھار کا ریگستان واقع ہوا ہے جس مین نیم وحشی اقوام خانہ بدوشی کی حالت مین ہین اس کے مشرقی نصف مین کثرت سے ندیان ہین جن سے یہ خطہ سیراب ہوتا ہے ندیون کے بیچ بیچ مین بلند سطحین اور پہاڑ واقع ہوے ہین جن مین سے مشہور اراولی کا سلسلہ ہے اور اسی مین آبو کا پہاڑ ہے - زمین کی بلندی اور پستی نے راجپوتانہ کی اقوام کو ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ رکھا ہے اور یہ آپس مین اُس طرح ملتے جلتے نہین پائی ہین جیسے گنگا اور سندہ کے صحراون کے باشندے - اس وجہ سے ان مین تین علیحدہ علیحدہ تقسیمین ہین یعنی نشیب کے رہنے والے پہاڑی سطحون کے رہنے والے اور پہاڑون کے باشندے - ندیون کے کنارے پر تورانی

جات زراعت میں مصروف ہیں۔ اور بہت سی سمتوں پر جنگ جو راجپوت اپنے قلعوں میں سکونت پذیر اور اور اسی پہاڑوں کے … میں گنجان و دشوار گذار جنگلوں کے اندر اقوام بھیل اپنے قدیم رسوم و رواج کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے آزادی کے گھمنڈ میں پھر رہے ہیں۔

قوم راجپوت | اس ملک کو راجپوتانہ کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ راجپوت اس کے مالک ہیں اور ان کی ریاستیں خصوصیت سے … قوم سے … اس وقت تمام ہندوستان میں پھیلے ہوئے ہیں مگر یہ تو ان میں سے خالص … گروہ ہیں … کی نسبت کی بابت جو … ان کی قدیم قصص و حکایات میں لکھا گیا ہے وہ تاریخی واقعات نہیں ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ ہندوستان کی اقوام میں نہایت خالص اور حسین قوم ہے بلند قامت اور سڈول ان کا رنگ صاف اور بدن سخت ہے آنکھیں بڑی اور خوبصورت اور رنگ میں کنجی سیاہ یا بھوری۔ ناک خمدار، نتھنے نازک اور بھرے ہوئے بال سیاہ کثرت سے اور گھنگروالے ڈاڑھی لمبی اور گھنی اگرچہ اپنی ڈاڑھیوں کو باریک کتراتے ہیں اپنی مونچھوں کو بڑھنے دیتے ہیں اور انہیں اوپر سے جا کر سر کے بالوں کے ساتھ باندھ دیتے ہیں۔ ان کی عورتیں عموماً نہایت حسین ہوتی ہیں۔ سب کے قدیم رؤساے ملک راجپوتوں ہی میں سے سمجھے جاتے ہیں مثلاً اودے پور کے مہاراجہ … سکتے ہیں۔ اُن کے خاندان میں سلطنت ایک ہزار سال سے بھی زیادہ زمانے سے چلی آتی ہے۔

راجپوتوں کی تاریخ | راجپوتوں کی اصلی تاریخ تو اسی طرح نامعلوم ہے جیسے ہندوستان کی قدیم حکومتوں کی تاریخیں لیکن ان کی غیر معمولی بہادری کی داستانیں کثرت سے موجود ہیں جس شجاعت کے ساتھ یہ مسلمانوں سے لڑے ہیں اور جیسے جیسے قلعہ بندیوں کے متحمل ہوئے ہیں اُن سے اس قوم کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ ان محاصروں میں مشہور محاصرہ چتور کا ہے جس میں مرد لڑ مرے لیکن اپنے کو قید نہ ہونے دیا اور عورتوں نے بھی وہ بہادری کی جو شہرۂ آفاق ہے۔ انہوں نے اپنے کو مسلمانوں کے تصرف سے بچانے کے لئے ایک بڑا سا الاؤ بنایا اور اُس میں جل مریں راجپوت اپنی بہادری کی وجہ سے اقوام ہنود میں جو عموماً بزدل ہیں نہایت

[illegible] برآوردہ مین جب [illegible] وقت مسلمان اس ملک مین آئے تو انھون نے شمال ہند مین ہر جگہ راجپوتون کا راج پایا [illegible] ان کی حکومت [illegible] دہلی قنوج [illegible] وغیرہ مین تھی۔ غرض ان کا راج سندھ و پنجاب سے لے کر [illegible] اور جنوب مین [illegible] تک تھا [illegible] شمال و مغرب ہند کے یہی مالک تھے۔ [illegible] شگفتہ بھی تھا [illegible] کی علامت [illegible]

[illegible] اس وقت تک قائم اور [illegible] کے [illegible] نہین ہے۔ اس کتاب کے [illegible] رسوم و عادات [illegible] [illegible] کرنے کا ارادہ کیا ہے اور اس مقام پر ہم اس سے بحث نہین کرین گے

[illegible] وحشی [illegible]	علاوہ راجپوتون و [illegible] کے راجپوتانہ کے حصہ مین بعض نیم وحشی اقوام بھی رہتی ہین جن کی [illegible] اب [illegible] ہوتی گئے۔

[illegible] نیم وحشی اقوام جیسے مینا وغیرہ بھیلون کی قوم جو نہ صرف راجپوتانہ مین بلکہ اس کے اطراف مین [illegible] ہندی نہایت قدیم اقوام [illegible] ہے۔ انھین کے زمانہ مین تو انھون نے ہند کے شمال

ومغرب کو فتح کیا تھا اور یہ دونون اقوام مدت دراز تک وادی سندھ پر قابض رہین۔ مورخین کی رائے ہے کہ مسیحی سنہ کے اوائل کی صدیون مین راجپوت آریون نے انھین اس خطہ سے بھگا کر پہاڑون مین کردیا۔ یہ وحشی اور بہادر قوم آسانی سے زیر نہین ہوئی اور صدیون تک راجپوتون کو ان کا خوف رہا اور یہ اپنے پہاڑون سے اپنے فاتحین پر حملے کرتے اور انھین ستاتے رہے۔ راجپوت راجاؤن مین تخت نشینی کے وقت ایک عجیب رسم اس وقت تک قایم ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان قدیم باشندگان ملک کی کس درجہ عزت کرتے ہین۔ ایک بھیل اپنے ہات اور پیر کے انگوٹھون پر خفیف سا زخم لگاتا ہے اور اس مین سے خون نکال کر راجہ کی پیشانی پر لگا دیتا ہے۔ باوجود اس رسم کے بھی بھیل ہندؤن کے دشمن جانی ہین اور جب کبھی حکومت انگریزی راجپوتون سے لڑی ہے بھیل موقع پاکر ان کے شریک ہو گئے ہین چنانچہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین بھیلون نے حکومت انگریزی کا ساتھ دیا۔

بھیل خالص النسل نہین ہین۔ منجملہ بیس لاکھ کے جو ان کی تعداد کا اندازہ ہے تقریباً دس لاکھ گویا خالص ہین۔ انھین اپنے خالص النسل ہونے کا بڑا گھمنڈ ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ان کا مفاخرہ بالعکس ہے یعنی ان مین جس قدر تورانی میل زیادہ ہوتا ہے اُسی قدر یہ اپنے کو زیادہ شریف اور عالی خاندان خیال کرتے ہین۔ تورانی میل کے لحاظ سے دو اور قومین بھی جو راجپوتانہ کی نیم وحشی اقوام مین ہین بھیلون مین شامل ہو جاتی ہین۔ یہ مینا اور میر ہین۔ عام طور پر کہا جاسکتا ہے کہ بھیلون مین اصلی دراویدی جز غالب ہے اور تورانی اثر مغلوب۔ میرون مین دونون جز نصف نصف ہین اور میناؤن مین تورانی جز غالب ہے جس خطہ مین بھیل اپنے اصلی وطن سے نکالے جانے کے بعد آکر بسے ہین وہ ایک پہاڑی اور جنگلی خطہ ہے جو کہ مغربی گھاٹ کے شمالی حصہ سے سلسلۂ اراولی کے جنوبی حصہ تک اور خلیج کھمبایچ سے نربدا اور تاپتی کی وادیون کے وسط تک منتہی ہوتا ہے بندیاچل اور ستپورا کے پہاڑون مین ان کا ملجا و ماوے ہے اور یہان یہ آزادانہ زندگی بسر کرتے ہین۔ بھیل گجرات کے پہاڑون اور ریودہابی کی وادی مین بھی کثیر التعداد مین موجود ہین۔

بھیل سیاہ فام اور سخت بدشکل ہین۔ ان کے چہرے چپٹے۔ آنکھین چھوٹی لیکن سیدھی اور رخسارون کی ہڈیان کم اُبھری ہوئی ہین۔ ان کے قد زیادہ بلند نہین لیکن یہ نہایت قوی اور پھرتیلے ہین۔ یہ بجز ایک لنگوٹی کے کوئی لباس نہین پہنتے اور ان کے لمبے لمبے سیدھے اور سیاہ بالون مین ایک رسی بندھی ہوتی ہے۔ ان کے ہتھیار نہایت سادہ اور قدیم ہین یعنی نیم نیزہ و برچھا کمان اور تیر۔ تیراندازی مین یہ بڑے مشاق ہین اور شیر تک کو تیر سے شکار کرتے ہین۔ ان کی زندگی شکار کے گوشت اور مچھلی پر ہے۔ یہ پانی مین ایک قسم کے بیج کا دودھ ڈال کر اس کو مسموم کر دیتے ہین اور مچھلیان اس کے اثر سے بیہوش ہو کر آسانی سے ہات لگتی ہین۔

بھیلون کی خاندانی تقسیم

بھیلون مین اُسی قسم کی خاندانی تقسیم ہے جیسی راجپوتون مین لیکن یہان یہ ابتدائی حالت مین ہے۔ خاندان سے مراد وہ گروہ ہے جس کے افراد کسی خاص شخص کی اولاد مین ہون آریون مین بھی یہ بات شاذ و نادر ہے کہ خاندان کی حدود پوری طرح قایم اور محفوظ رہین اور حق ہمسائگی یا حفاظت کے مصالح سے اُس مین کوئی غیر شخص شامل نہو جاے۔ خاندان مین بیرونی اشخاص کا شامل ہونا جس قدر زیادہ ہوگا اُسی قدر خاندان کی حدود زیادہ وسیع ہون گی اور قوم کا درجہ ترقی مین کم تر ہوگا۔ بھیلون مین خاندان بالکل کھُلے ہوے ہین۔ جب کوئی نشیبی ملک کا رہنے والا خواہ وہ تورانی ہو یا اچھوت کسی جرم کا مرتکب ہو کر خارج کر دیا جاتا ہے تو بھیل جو خود ایک راندہ قوم ہین اُسے اپنے مین ملا لیتے ہین لیکن چونکہ شادی ان مین خاندان کے باہر ہوتی ہے لہذا ضرور ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص خاندان مین داخل ہو جاے تاکہ پھر اُس خاندان سے باہر اُس کی شادی ہو سکے۔ اسی طرح جب بھیل کسی عورت کو چُرا لاتے ہین تو وہ بھی کسی نہ کسی خاندان مین شریک کر لی جاتی ہے۔ یہ امتزاج کی آسانی اور بے سختی اس امر کو ثابت کرتی ہین کہ بھیل بھی اپنے کو مثل اپنے متمدن ہمسایون کے بنانا چاہتے ہین لیکن اس کے ساتھ بھی ان کی موجودہ حالت بہت ہی ابتدائی ہے۔

بھیلون کی رسوم و عادات | بھیلون مین شادی کی رسم نہایت ہی سادہ ہے۔ مرد و عورت جو ایک دوسرے سے منسوب ہین چند روز کے لیے جنگل کے اندر غائب ہو جاتے ہین اور واپسی کے بعد قوم کو خبر کر دیتے ہین۔ اُس وقت رسوم ادا کی جاتی ہین۔ طلاق ان مین نہایت شاذ ہے۔ بھیلون کے گانون محصور ہوتے ہین اور انھین پال کہتے ہین اسی وجہ سے نجس لوگ بھیلون کو پالاری بھی کہتے ہین لیکن یہ لفظ بُرے معنون مین استعمال ہوتا ہے اگرچہ یہ پالاری اقوام جن مین بھیل اور میر اور مینا ہین ذات کے پابند نہین ہین لیکن ہندو انھین نجس نہین کہتے۔

بھیلون کا مذہب | بھیلون کا مذہب بھی اُسی قدر سادہ ہے جیسے اُن کی اور باتین۔ یہ درختون کی پرستش کرتے ہین اور ان کے نیچے پتھر کی چٹان بطور قدمچہ کے رکھ کر اُس پر خون یا سرخ رنگ ڈالتے ہین جسے وہ زندگی کی علامت خیال کرتے ہین بھیل ہنومان کی بھی بڑی عظمت کرتے ہین اگرچہ یہ کسی قدر تعجب کی بات ہے کیونکہ ہنومان نے رام جی کا ساتھ دے کر ہند کے ملک کو اصلی باشندون کے ہات سے فتح کرایا تھا۔

میر و مینا | میر اور مینا بھی جن کا ذکر اوپر ہو چکا راجپوتانہ کی نیم وحشی اقوام مین شامل ہین۔ یہ گویا وہ کڑیان ہین جو وحشی بھیلون کو متمدن جاٹ سے ملاتی ہین۔ یہ وسط راجپوتانہ مین اراولی کے پہاڑون کے اندر ڈھونگ گاؤن مین رہتے اور زیادہ تر ڈاکو پیشہ ہین راجپوت و جاٹ اور ہر قسم کے خارج کئے ہوئے اشخاص ان مین آکر مل جاتے ہین۔ اس میل سے ان کی قوم کا درجہ بڑھ جاتا ہے اور اسی میل کی وجہ سے مینا بالکل جاٹون کے مماثل ہوتے جاتے ہین۔

ان وحشی اقوام مین تمدن کا پھیلنا | اِن دونون نیم وحشی اقوام مین تمدن تیزی سے پھیل رہا ہے انھون نے زراعت شروع کی ہے اور ہندو مذہب کی طرف بھی مائل ہو رہے ہین اگرچہ کم خوشی کے ساتھ۔ بھیلون کی طرح ان مین بھی اِس وقت تک درختون اور پتھر کی چٹان اور لوہے کی پرستش باقی ہے۔ میر اور مینا ایک قسم کی ہندی

(۲۱) راجپوت سپاہی





(۲۱) اودے پور کے ایک پنڈت

بولتے ہین۔ برخلاف اس کے بھیلون کی زبان گونڈون کی زبان سے ملتی جلتی ہے۔

فصل ششم۔ گجرات اور کاٹھیاواڑ کی اقوام

گجرات مین ایک مخلوط خلقت بستی ہے۔

گجرات راجپوتانہ کے جنوب مین واقع ہوا ہے اِس کا ایک حصہ بر اعظم سے ملا ہوا اور نہایت زرخیز حاصل ہے اور اسی مین بڑودہ و سورت و احمد آباد کے بڑے بڑے اور مشہور شہر واقع ہوے ہین۔ دوسرا حصہ پہاڑی ہے جس کو جزیرہ نما ے کاٹھیاواڑ کہتے ہین اور ان دو حصون کے بیچ مین خلیج کھمباج ہے۔ اس ملک مین جس کے کنارون پر سمندر ہے اور جہان تمام دنیا کے لوگ تجارت کی غرض سے آے ہین ایک بہت ہی مخلوط خلقت بستی ہے مرہٹے۔ راجپوت۔ ہندو۔ جین۔ جاٹ۔ شیعہ اور سنی مسلمان پارسی اور دراویڈی اصلی اقوام جو بھیلون سے مشابہ ہین اور لاری اقوام جو کولیون سے مشابہ ہین۔ یہ سب یہان موجود ہین۔

کاٹھیاواڑ کے جین

جزیرہ نما ے کاٹھیاواڑ کے پہاڑون مین اس وقت تک نیم وحشی اقوام پناہ گزین ہین۔ لیکن سواحل پر اور شہرون مین جین مذہب کے ہنود بستے ہین۔ یہ وہ فرقہ ہے جو اپنے مندرون کو نہایت اہتمام کے ساتھ تعمیر کرتا ہے۔ یہ عمارتین سارے جزیرہ نما مین پھیلی ہوئی ہین اور ان مین اعلےٰ درجہ کی ہندو صنعت کا نمونہ نظر آتا ہے شترونجیا پہاڑ کی چوٹی پر جو جنوب و مشرق مین واقع ہوا ہے ان مندرون کا ایک شہر بسا ہوا ہے۔ یہان پرستش کی تو اجازت ہے لیکن ٹھہرنے کی اجازت نہین۔ جس وقت انسان ان مندرون کے پُرشان گنبدون اور باریک سنگ تراشیون سے لدے ہوے ستونون کے بیچ مین سے ہوتا ہوا پرستش ختم کر چکتا ہے تو پھر وہ پہاڑ سے اوتر کر پالیٹانہ کے شہر مین پہنچ جاتا ہے جو عین دامن کوہ مین واقع ہوا ہے۔

گجرات کے وشنو اور اُن کے مہاراج

گجرات مین زیادہ تر ایک فرقہ وشنوون کا ہے جن کا مذہب عجیب قسم کا

ہے یعنی یہ صرف پچیس تیس برہمن پوجاریوں کی جو مہاراج کہلاتے ہیں کورانہ پرستش کرتے ہیں ان پوجاریوں کی زندگی اور ان کے پوجنے والوں کی خوش اعتقادی کے متعلق ہم مسٹر ملاباری ایڈیٹر انڈین اسپکٹیٹر بمبئی کی کتاب سے نقل کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

" یہ پوجاری جسے مہاراج کہتے ہیں وشنو اور کرشن کا جسمانی اوتار ہے اور کل خوش اعتقاد ویشنو نہ صرف اپنے جسم و روح اور عزت کو بھی جو ان سے وابستہ ہیں یہ مہاراج اپنے پوجنے والوں سے حسب ذیل فیس وصول کرتے ہیں۔ دور سے پرستش کرنے کے لئے پانچ روپیہ (صہ) جسم چھونے کے لئے بیس روپیہ (عـہ) ان کے پیر دھونے کے لئے پینتیس روپیہ (مـہ) ان کے پہلو میں بیٹھنے کے لئے ساٹھ روپیہ (ـہ) ان کے ساتھ ایک ہی حجرے میں ٹھہرنے کے لئے پچاس سے پانسو روپیہ (صاہ) تک ان کے ہاتھ سے کوڑے کھانے کے لئے تیرہ روپیہ (عـہ) ان کے نہائے ہوئے پانی یا میلے کپڑوں کے دھوون پینے کے لئے انیس روپیہ (لعـہ) اور بالآخر ان کے ساتھ وصل کے لئے عورتیں سو روپیہ (۱۰۰) سے دو سو (۲۰۰) تک نذر کرتی ہیں "

اس آخرالذکر رسم کے متعلق مسٹر ملاباری نہایت تعجب ظاہر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ جن کو اپنی عورتوں کی عزت کا اس درجہ خیال ہے اور جو عورتیں فطرتاً عفیف ہوتی ہیں کیونکر اس بے عزتی پر راضی ہو جاتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رسم نہایت عجیب ہے لیکن بخوبی سمجھ میں آتی ہے۔ اون تمام محرکات میں جو انسان کے قواے عملی کو ہیجان میں لاتی ہیں سب سے بڑی محرک چیز مذہب ہے۔ مذہبی اعتقاد انسان سے سب کچھ کراتا ہے اور انسان کو ہر ایک تکلیف کے سہنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ یہی مذہبی اعتقاد ہے جو شہیدوں کو کشادہ پیشانی اور تبسم کے ساتھ جلتی ہوئی آگ میں گراتا ہے۔ یہی مذہبی عقائد ہے جس کی بنیاد پر فاتحین عالم نے بڑی بڑی سلطنتیں قایم کرلی ہیں۔



(۲۳) راجپوتانہ کے نیم وحشی

باب سوم۔ ممالک متوسط اور دکن کی اقوام

دکن اور ہندوستان کی تفریق
دکن کی اقوام پر عام تبصرہ۔

ہم نے اقوام ہند کے بیان مین اُن جغرافی حدود کو قایم رکھا ہے جو باب اول مین مقرر کی گئین اور اس لئے ہندوستان کی اقوام کو بیان کرنے کے بعد ہم اب دکن کی طرف رجوع کرتے ہین لیکن دکن کے لفظ کو ہم وسیع معنون مین استعمال کرین گے یعنی اس سے مراد کل وہ ملک لیا جائے گا جو نربدا اور سون کی ندیون سے لے کر کیپ کامرن تک واقع ہوا ہے دکن مین ہم مرہٹون سے شروع کرین گے کیونکہ یہان یہی ایک قوم ہے جس کا تعلق ہند کی فاتح اقوام سے ہے اس کے بعد ہم اقوام دراویڈ کا ذکر کرین گے جو خصایص مین اُن اقوام سے جن کا ذکر ہو چکا بالکل علیحدہ ہین اور آخر مین ہم اُن وحشی اقوام کا بیان کرین گے جو ممالک متوسط کے پہاڑون مین رہتی ہین اور جن مین زیادہ تر کولاری اقوام ہین یہ اقوام ہند مین سب سے نیچے درجہ پر اور اس ملک کے قدیم ترین باشندون مین سے ہین۔

فصل اول۔ مرہٹے

مرہٹے

مرہٹے کا لفظ سنسکرت مہاراشٹر سے نکلا ہے اور اس کے معنی حکومت عظیم کے ہین لیکن یہ نام اور وہ اقوام جو اس نام سے نامزد ہوئی ہے دونون اس قدر قدیم ہین کہ ان کا پتہ نہین لگتا۔ نہ تو ہم اس حکومت عظیم کی حدود سے واقف ہین اور نہ قوم کی اصلیت سے تاریخ مین مرہٹون کا نام پہلے پہل سترھوین صدی عیسوی مین آیا ہے لیکن اس وقت مرہٹون نے بڑی قوت حاصل کی اور قریب تھا کہ یہ کل ہندوستان کو فتح کرین اور یہان ایک دیسی حکومت قایم کرین۔ اس وقت ان کی مردم شماری تقریباً ایک کروڑ ہے

اور یہ دکن کے شمال و غرب مین مغربی گھاٹ اور کُل اُس پہاڑی خطہ مین جو گوداوری اور کرشنا کے اوپر والے حصہ مین واقع ہوا ہے بود و باش رکھتے ہین چونکہ نہایت قدیم زمانہ سے مرہٹون نے ہندوون کا مذہب اختیار کیا تھا ان مین بھی ذات موجود ہے لیکن ان کی ذاتین اور ہنود کی ذاتون سے درجہ مین کم سمجھی جاتی ہین اور بحیثیت مجموعی یہ کہا جا سکتا ہے کہ مرہٹون کا درجہ شودر کا ہے اور اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ قوم زمانہ قدیم کی مفتوح اقوام مین سے ہے۔ صورت شکل مین یہ تورانی الاصل معلوم ہوتے ہین لیکن زیادہ میل کے سبب سے ان کی خصایص مخلوط ہو گئی ہین۔ یہ میانہ قد ہین۔ جلد ان کی زرد اور سیاہی مائل ہے رخسارے کی ہڈیان کم ابھری ہوئی ہین۔ آنکھین چھوٹی ناک نوک پر اونچی اور نتھنے پھولے ہوئے۔ ان کی عورتون کا رنگ زیادہ صاف ہے اور ان کے سر کے بال لمبے اور سیاہ ہوتے ہین۔

مرہٹون کی دیہی مجالس ان مین دیہی مجالس ہین جو پٹیل کے تحت مین ہوتی ہین اور پٹیل کا تقرر انتخاب سے ہوتا ہے۔ یہ مجالس اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو پنچایت کے لئے منتخب کرتی ہین۔ مرہٹون کو اپنی قدیم نظامات کے ساتھ اس درجہ اُنس ہے کہ جب یہ ملک کے مالک ہوے اُس وقت بھی بادشاہ کو پٹیل ہی کہتے رہے اور اصل حکومت پنچایتون کے ہات مین رہی۔

وسط ہند کی مرہٹہ ریاستین گھاٹ کے مرہٹون کے سوا وسط ہند مین بھی مرہٹہ ریاستین موجود ہین۔ ان ریاستون کے باشندے تو مرہٹے نہین ہین لیکن ان کی حکومت مرہٹی خاندانون مین رہی ہے اور یہ قدیم مرہٹے فاتحین کی یادگار ہین ہین۔ ان مرہٹی ریاستون مین جو کئی سو میل تک چلی گئی ہین اور جمنا سے لے کر بندیاچل تک راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ اور گجرات مین واقع ہوئی ہین سب سے بڑی ریاست گوالیار ہے مہاراجہ گوالیار سندھیا کے مشہور خاندان مین ہین۔ ان کے اجداد نے سلطنت مغلیہ کے انحطاط کے وقت ایک بڑی حکومت قایم کری اور انگریزون کا مقابلہ کامیابی کے ساتھ کرتے رہے اور ایسے وقت مین جب کہ دیسی حکومتین ٹوٹ رہی تھین اپنے تاج و تخت کو قایم رکھا۔ خاندان سندھیا کی بنیاد بہت تھوڑے سے ہوئی ۱۷۲۶ء مین



(۲۴) حیدرآباد دکن کے عرب افسر

راناجی سندھیا پیشوا کے دربار مین کفش برداری کی خدمت رکھتا تھا لیکن اوسنے اپنی ہوشیاری اور قابلیت سے ترقی کی اور اُس کی اولاد مین مادھوجی اور دولت راو بہادر سپہ سالار ہوے جنہون نے ہندوستان میں دیسی حکومت قایم کرنے کا ارادہ اور انگریزون کے مقابلہ مین ایکا کر لیا۔

سیواجی | مرہٹون کی قوت کا بانی جس نے سترہوین صدی عیسوی مین اِس کاشتکار قوم کو جو اِس وقت گم نام تھی صفحۂ تاریخ پر لا کر کھڑا کر دیا ایک کم درجہ کا سپاہی شیواجی تھا۔ اسی نے ایسے بہادر قوم کے دستے قایم کیے جنہون نے گنگا کے دہانہ تک تمام ہند کو لوٹا اور حکومت مغلیہ کے پرخچے اڑا دئے۔ انکی اولاد مین وہ نور نہین رہا ہے اور صرف گوالیار اور اندور کی دو ریاستین رہ گئی ہین جن مین ان کی قدیم عظمت و شان باقی ہے۔

فصل دوم۔ اقوام ڈراویڈ کی عام خصایص

ڈراویڈی اقوام اُن کی عام خصایص | ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم ڈراویڈ ملک ہند کے قدیم باشندون اور اُن اقوام زرد رنگ کے میل سے بنی ہین جو ہمہ تبت کی طرف سے ہندوستان مین آئین۔ پھر ان مین تورانیون کا جو شمال و غرب سے آکے میل ہوگیا۔ غرض اُس دُہرے میل کا نتیجہ اقوام ڈراویڈ ہین۔ ڈراویڈون کی دو قسمین کیگئی ہین۔ اولاً وہ جن مین اصلی باشندون کا جز غالب ہے اِن کو پرو تو ڈراویڈ کہتے ہین۔ ثانیاً وہ جو پرو تو ڈراویڈ اور تورانی اقوام کے میل سے بنی ہین یہ خاص ڈراویڈ ہین۔ عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ گوداوری کے جنوب کی کل اقوام ڈراویڈ ہین۔ اِن مین سے پرو تو ڈراویڈ نے جیسا اوپر بیان ہوچکا فاتح اقوام کی جرمانیون سے بھاگ کر پہاڑون مین پناہ لی اور کم و بیش خالص رہین۔

باوجود اس کے کہ اِن ڈراویڈ اور پرو تو ڈراویڈ اقوام مین بے انتہا اختلافات ہین تاہم بعض خصایص اِن سب مین عام ہین۔ مثلاً جلد کا رنگ۔ بالون کی کمی اور اُس کی سیاہی اور چکنائی۔ ناک کی موٹائی اور نتھنون کا پھیلا ہونا

قد کی پستی - اور کھوپڑی کی لمبائی - یہ تو جسمانی خصایص ہین - اور روحانی خصایص مین ان کی پست اعتقادی یعنی بےجان چیزون کو ماننا - اور ذات پرستی ہے جو ان مین غالباً آریہ اقوام کے ہندوستان مین آنے کے قبل سے موجود ہے - رامائن مین جو ان اقوام کا بیان ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت آریہ اقوام نے ان پر حملہ کیا تو ڈراویڈون مین ایک درجہ تک تمدن اور شائستگی موجود تھی - یہ فلزات کو کام مین لاتے تھے اور کشتیان کپڑا اور مٹی کے برتن بنانا جانتے تھے اور ان مین لکھنے کا فن بھی تھا -

ڈراویڈی زبانین ڈراویڈی زبانون کو سنسکرت سے کوئی تعلق نہین اور سنسکرت کو معلوم کرنے سے پہلے یورپی علما ان زبانون سے واقف تھے - ان کی چار بڑی قسمین ہین اور ہر ایک زبان مین علیحدہ علیحدہ صرف ونحو اور لٹریچر موجود ہے - کنڑی مغربی گھاٹ کے خطے اور کوکن اور ملابار کے بعض حصون مین بولی جاتی ہے ملیالم کل ساحل ملابار کی زبان ہے - تلنگی گوداوری اور کرشنا کے مجراون مین بولی جاتی ہے اور ٹامل جس کو اروی بھی کہتے ہین ساحل کاروماندل اور کل جنوبی حصہ مین کیپ کامرن تک اور نیز سیلون کے بعض حصون مین رائج ہے -

وحشی اقوام اصلی ڈراویڈی اقوام کے بیچ بیچ مین گوداوری سے کیپ کامرن تک جابجا وحشی اقوام کے جرے واقع ہوئے ہین - یہ اقوام عموماً پہاڑی اور دشوار گزار حصون مین رہتی ہین جہان انھون نے اقوام فاتح کے دھاوون سے بھاگ کر پناہ لی ہے - یہ زیادہ تر خالص النسل ہین اور ان مین زرد نسل بہت کم ہے - اگر ان وحشی اقوام سے قطع نظر کی جاے تو کہا جا سکتا ہے کہ گوداوری کے جنوب مین سارا دکن ڈراویڈ اقوام کا گھر ہے اور ان کی تعداد تقریباً پانچ کروڑ نفوس کی ہے -

ڈراویڈی اقوام کا تمدن اگرچہ ہم ان ڈراویڈی اقوام کو ایک متحد اور متصل الاجزا قوم نہین کہہ سکتے لیکن ان کی تقسیم صرف زبانون کی بنا پر ہو سکتی ہے - یہ کل اقوام تمدن کے میدان مین آچکی ہین اور انھون نے برہمنی مذہب اختیار کر لیا ہے اور ذات کے لحاظ سے کل کی کل اُس طبقہ مین شامل ہین جس کو شودر کہتے ہین -



(۲۵) علاقہ مدراس کے تیرتھی ہندو

برخلاف اِس کے اقوام وحشی جن مین اندرونی تقسیمین موجود ہین ہندوؤن کی نظر مین بالکل ذات سے خارج ہین اور ان کا نام پاریا رکھ دیا ہے۔ تمدن کے لحاظ سے دراویڈون مین سب سے اعلیٰ درجہ تاملون کا ہے یہ دکن کے مشرقی اور جنوبی حصہ مین رہتے ہین اور اسی خطہ مین مدراس اور پانڈیچری کے شہر واقع ہوے ہین اروی زبان کی کتابین ہر روز مدراس مین طبع ہوتی ہین۔ اس زبان مین الفاظ کثرت سے ہین اور اس مین تصنیف کی اعلیٰ قابلیت ہے۔ اسی وجہ سے اروی اس طبقہ کی دوسری زبانون پر بڑا اثر ڈال رہی ہے تقریباً ڈیڑھ کروڑ مخلوق اس زبان کو بولتی ہے اور اس مین بعض تصنیفات ایسی قدیم ہین جن کو ہزار سال سے زیادہ کا زمانہ گزرا ہے۔ اردون کی قوم نہایت مستعد کاروبار مین ہوشیار ترقی پذیر ہے اور جنوبی ہند کی قسمت کا فیصلہ انہین کے ہاتھون مین معلوم ہوتا ہے۔

تلنگے | تلنگے جو ساحل کارومنڈل کے ایک حصہ مین رہتے ہین اور جنوب تک چلے گئے ہین تعداد مین اردون کے برابر ہین لیکن ان مین اُس قدر مادہ اور تمدن کی صلاحیت نہین ہے۔

ملیالم بولنے والے | ملیالم بولنے والے ساحل ملابار کے باشندے ہین برخلاف اردون کے یہ اپنی قدیم رسوم کو قایم رکھنے کی طرف مایل ہین اور ان مین ترقی کا مادہ کم ہے۔

کنڑے | چوتھا طبقہ کنڑون کا ہے۔ یہ دکن کے وسط اور میسور اور ملک نظام کے مغربی حصہ مین رہتے ہین یہی کرناٹ یعنی زمین سیاہ کا قدیم ملک ہے اور یہین کنڑی زبان بولی جاتی ہے۔ یورپیون نے غلطی سے اس نام کو ساحل مشرقی یعنی کارومنڈل کی طرف منسوب کر دیا ہے اور اُس خطہ کا نام کرناٹک رکھ دیا ہے۔ لیکن اصلی کرناٹک وسط دکن مین واقع ہوا ہے جہان آتش فشان سیاہ پتھرون کو مانسون کی موسلادھار بارش نے گلا کر وہ سیاہ زمین پیدا کی ہے جس کو ریگڑ کہتے ہین اور جوار روئی کی کاشت کے لئے مخصوص ہے۔

دکن کی وحشی اقوام | اقوام دراویڈ کی خصایص کا بیان کرنے کے بعد اب ہم اُن وحشی اقوام کی طرف پھرینگے

جن کی آبادیان جا بجا ڈراویڈون کے بیچ بیچ مین بطور جزیرون کے واقع ہوئی ہین-

فصل سوم - اقوام کوکن

کوکن کا بیان | کوکن سے مراد کل وہ خطہ ہے جو خلیج کھمباچ سے گوا کے جنوب تک واقع ہوا ہے اور جس کے بعد ملابار شروع ہوتا ہے کوکن کے دو حصے ہین شمالی اور جنوبی - بآسانی سمجھ مین آسکتا ہے کہ اس خطہ کے باشندے جو سمندر کی طرف کھلا ہوا ہے اور جس مین یورپ و ایشیا و افریقہ کے ہر قسم کے بجار رسالہا سے دراز سے آرہے ہین کس درجہ مخلوط ہون گے فی الواقع ان مین کوئی قوم بھی ایسی نہین ہے جس کا بیان علیحدہ طور پر کیا جاے -

گھاٹ کے دامنون کی وحشی اقوام | البتہ گھاٹ کے دامنون پر بعض وحشی اقوام رہتی ہین جن مین خاص یہ بات ہے کہ ان کے مرد درختون پر بندر کی طرح چڑھ جاتے ہین اور اُن کے پیرون مین ویسی ہی پکڑ ہے جیسی بندرون مین ہوتی ہے - یہ ملک تاڑ اور کھجور کا ہے اور ان کے لئے یہ بندری خاصیت نہایت مفید ہے - تاڑ اور کھجور وہ درخت ہین جن سے پیٹ کا اور قوت کا کپڑا اور رہنے کے لئے گھر ملتا ہے ان کا رس پکڑی ہی پھل اِن کا سن اور پتے سب انسان کے لئے بکارآمد ہین - انہین جنگل کے باشندون کی نسبت کہا جاتا ہے کہ جس وقت ٹیپو سلطان نے انہین کپڑا پہنانا چاہا اور ہر ایک کے آگے ایک ٹکڑا کپڑے کا رکھوا دیا تو تھوڑی دیر کے لئے پرسخت گھبرائے - آخر کو ان کا سردار اُٹھا اور کہنے لگا اے بادشاہ تو خود اور تیری رعایا اپنے آباو اجداد کی رسوم پر قایم ہین - ہم بیچارون کو بھی اپنے آباو اجداد کے طریقے پر قایم رہنے دے - ملابار کی نائر قوم مین عورتین صرف کمر کے نیچے کپڑا پہنتی ہین اور اوپر کا جسم بالکل ننگا رہتا ہے - انگریز جب اس قوم کی عورتون کو اپنے گھرون مین بطور ماما یا دایہ کے رکھتے ہین تو یہ بھی وہی کرتے ہین جو ٹیپو سلطان نے کیا - یعنی ان کو کپڑے

پہننے پر مجبور کرتے ہین۔

فصل چہارم۔ سواحل مالابار کے باشندے نائر وغیرہ

ہندوستان مین مختلف مدارج تمدن کا ایک جا پایا جانا۔

ہندوستان کے مختلف اقوام مین اس وقت وہ نظامات اور مدارج تمدن موجود ہین جن کو متمدن اقوام مدت سے قطع کرکے اپنی موجودہ حالت پر پہنچی ہین۔ اس ملک کی اقوام پر نظر ڈالنے سے ہمین وہ کُل مدارج ملتے ہین جو ہمارے آباؤ اجداد طے کر چکے ہین۔

نائر

ملابار کے نائرون مین بعض ایسی رسمین موجود ہین جو یورپ سے بالکل مفقود ہو گئین اور جن کا پتہ صرف ہماری کتابون مین رہ گیا ہے مثلاً ان مین خاندان کا دارومدار ماں پر ہے جو یورپ مین بھی ابتدائی زمانۂ تاریخی مین تھا۔

اُمیت

تاریخی تحقیقات نے جن کا ذکر ہم نے اپنی دوسری تصنیف مین کیا ہے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ جب انسان اپنی وحشی حالت سے نکل کر تمدن کے میدان مین آیا تو اُس ابتدائی حالت معاشرت مین کسی ایک قوم کی کُل عورتین کُل مردون کی ملک ہوا کرتی تھین اور بچے جو ان سے پیدا ہوتے وہ بھی کُل قوم کی ملک تھے اس کے بعد اُمیت یعنی مادری خاندان کی بنا پڑی جس کی رو سے بچے ان کی ملک ٹھیرائے گئے اور ماں کی جائداد کے وارث قرار دیے گئے۔ یہ اُس عام ملکیت کے مقابل مین ایک بہت بڑی ترقی تھی کیونکہ شخصی ملکیت عمومی ملکیت سے بہت زیادہ قوی ہوتی ہے۔

نائرون کی حکومت

ایک فرانسیسی فرانسوا پیرارڈ جو سترہوین صدی عیسوی کی ابتدا مین ملابار آیا تھا اُس نے جو کچھ بیان نائرون کا لکھا ہے وہ کم و بیش اس وقت تک اُن کی حالت سے مطابقت رکھتا ہے وہ لکھتا ہے کہ نائر ایک بہادر اور جنگ جو قوم ہے اور ان مین اُسی قسم کا مردانہ اخلاق ہے جیسا یورپ مین ازمنۂ متوسط مین تھا۔ یہ بالکل نڈر اور غیرت مند قوم ہے انہین اپنی عزت کا بے انتہا خیال ہے اور ان مین عورتون کی حرمت

اعلیٰ درجہ کی ہے۔ سولہوین صدی عیسوی مین نائرون کی ایک بڑی حکومت تھی اور یہ متمول قوم تھی۔ پیرارڈ لکھتا ہے کہ کیلیکٹ کا زاموزن ہندوستان کے بڑے حکمرانون مین ہے اور اُس کے پاس ڈیڑھ لاکھ نائرون کی فوج ہے۔

نائرون کے اوصاف جسمانی لحاظ سے نائر ایک حسین قوم ہین۔ اِن کا قد بلند۔ جسم سڈول ہاتھ پیر خوبصورت اور رنگ صاف ہے۔ نائر کے لفظ کے معنی مالک کے ہین اور یہ فی الواقع ساحل ملابار کے اُمرا اور حاکم قوم ہین۔ برہمنون نے صرف تھوڑے دنون اِن پر حکومت کی اور انہون نے بہت جلد اپنے کو آزاد کرلیا۔ اس وقت برہمنون کی مذہبی حکومت بھی نائرون پر بہت کم ہے یہ ملابار کے برہمن آریہ نہین ہین اور نہ شمال کے آریہ برہمنون کے برابر سمجھے جاتے ہین۔ خود نائر جو اپنے کو کھتری کہتے ہین ہندؤن کے نزدیک شودر کا درجہ رکھتے ہین۔ اِسکے ساتھ نائر بھی اپنی ہمسایہ اقوام کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ یہ ہمسایہ تیر کی قوم ہے جو اصل مین نائرون سے زیادہ خالص ہین اور ان کا رنگ بھی زیادہ صاف ہے۔ علاوہ اِن کے موپلون (موپلا) کی قوم ہے جو عرب ملاحون کی اولاد اور مسلمان ہین۔ یہ نہایت بہادر ہین اور اکثر نائرون سے لڑتے رہتے ہین۔

خاندان خاندان کی بُنیاد کا اُمیت پر ہونا ایک ایسی رسم ہے جو اعلیٰ متمدن اقوام سے بالکل مفقود ہوگئی ہے اور اب بہت ہی کم اقوام مین باقی ہے۔ ہند مین یہ رسم صرف آسام کے کھاسیا مین جن کا ذکر ہوچکا اور ملابار کے نائرون مین پائی جاتی ہے۔ وحشی اقوام مین شادی کوئی چیز نہین بلکہ قوم کی کل عورتین کل مردون کی ملک ہین۔ اُمیت کی رسم اِس سے ایک درجہ اوپر ہے اور اس مین ایک عورت کے کئی متعدد شوہر ہوتے ہین اور خاندان کی مالک عورت ہوتی ہے۔

شادی نائرون مین شادی کثرت البعول کے قسم کی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شادی کی رسمین اُس وقت قرار دی گئین جب برہمن اِن پر غالب ہوچکے تھے۔ شروع مین تو ایک عورت کا ایک ہی شوہر

ہوتا ہے لیکن شادی کی مدت محدود ہوتی ہے۔ شوہر اپنی بی بی کے گلے میں ایک ہار ڈال دیتا ہے اور جب تک عورت اُس ہار کو پہنے رہے شادی قائم رہتی ہے تھوڑے دنوں کے بعد پہلا شوہر کچھ دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے اور دوسرے اشخاص اس کی جگہ لیتے ہیں۔ یعنی عورت تمام قوم کی ملک نہیں ہوتی بلکہ صرف چند اشخاص کی۔ لیکن اس شرط سے کہ وہ خود ان کو انتخاب کرے اور اُن سے بچے لے اور اُن کی تعداد دس بارہ شخص سے زیادہ نہ ہو۔ نائر عورت جو اپنے بچیوں کے ہمراہ رہتی ہے پہلی شادی ہونے کے بعد ہی اپنے مختلف شوہروں کو یکے بعد دیگرے بلا کر گھر میں رکھتی ہے اور جو شوہر بجسر کا رہتا ہے وہ اپنا چھرا بطور علامت کے دروازہ پر گاڑ دیتا ہے۔ ایسی شادی سے جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ اپنی ماں کے نام سے کہلاتے ہیں کیونکہ باپ ان کا نامعلوم ہوتا ہے۔

خاندان کی حکومت نائروں میں خاندان کی حکومت پوری طرح عورت کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس کام میں اپنی بڑی بیٹی سے مدد لیتی ہے۔ جو مرد ہمیشہ اُس کے ساتھ رہتے ہیں اُس کے بھائی اور بیٹے ہیں بچوں کو جو اپنی ماں اور اس کے بھائیوں میں پلتے ہیں ماموں کے ساتھ ویسے ہی محبت ہو جاتی ہے جیسے دوسری اقوام میں اولاد کو باپ کے ساتھ ہوتی ہے۔ بھائی بہنوں میں بھی ہمیشہ ساتھ رہنے کی وجہ سے بڑی محبت ہو جاتی ہے جو ہرگز زن و شو میں نہیں ہو سکتی کیونکہ شوہر اپنی بی بی کے ساتھ کبھی زیادہ دنوں نہیں رہ سکتا۔ آسانی سے سمجھ میں آئے گا کہ اس انتظام کی رو سے خاندان میں اوّل درجہ عورت کا ہے اور اس کے بعد اس کے بھائیوں کا۔ شوہر کا درجہ نہایت کم ہے کیونکہ اُس کا تعلق عارضی اور چند روزہ ہوتا ہے۔ عورت ہمیشہ ایسی مرد کو انتخاب کرتی ہے جو مضبوط اور حسین ہو۔ اُس کو پورا حق اس بات کا ہے کہ جس کو چاہے اپنا شوہر بنائے بشرطیکہ وہ شخص نیچ ذات کا نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اُس کی عزت میں فرق آتا ہے۔ یہ ہنگامی شوہر زیادہ تر برہمن ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کی ذات اعلیٰ ہے۔ یہ گھر گھر پھرتے ہیں اور اپنی قیمتی نسل کو نذر کر کے قوم کا درجہ بلند کرتے ہیں۔

مردون کی آزادی نائرون مین مردون کو ویسی آزادی ہے جیسی عورتون کو۔ یعنی جس طرح عورتین کثرۃ البعول ہین ویسے ہی مرد کثیر الازدواج ہوتے ہین۔ البتہ جو اشخاص مفلس ہین وہ زیادہ بی بیان نہین رکھ سکتے بلکہ کئی بھائی یا کئی اشخاص مل کر ایک عورت کے شوہر بن جاتے ہین

کثرت البعول کی رسم کثرت البعول کی رسم ہندوستان کے دوسرے خطون مین پائی جاتی ہے۔ اقصائے شمال کی طرف تبت مین اور اقصائے جنوب کی طرف مدورا مین یہ رسم موجود ہے۔ کثرت البعول کی رسم جو ہمین اس قدر نفرت انگیز معلوم ہوتی ہے فی الواقع نہایت قدیم رسم ہے اور مہا بھارت مین پانچون پانڈو جو آپس مین بھائی ہین ایک ہی عورت سے جس کا نام دروپدی ہے اور جس کی آنکھین کنول کی سی ہین شادی کرتے ہین۔

ارث جب کوئی نائر مرتا ہے تو اُس کی اولاد وارث نہین ہوتی بلکہ اُس کی بہن کی اولاد۔ مادری جائداد لڑکی اور اُس کی لڑکی کو پہنچتی ہے جیسا کہ پہلے ٹراونکور کے راج مین ہوا کرتا تھا۔ بھائی اپنی مان کی نگرانی مین جائداد کا انتظام کر سکتے ہین لیکن قانوناً اُنھین اُس مین کوئی ملکیت کا حق نہین ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اُمیتی خاندان نائرون کی طبائع اور حالت سے خاص مناسبت رکھتا ہے کیونکہ یہ اُس ملک مین زمانہ قدیم سے جاری ہے۔ اگرچہ مسلمان اور عیسائی اِس ساحل پر سالہا سال دراز سے بسے ہوئے ہین۔ ان کا کوئی اثر اس رسم پر نہین پڑا ہے۔

فصل پنجم۔ نیلگری کی اقوام

نیلگری کی اقوام نیلگری کے پہاڑون مین کئی قسم کی وحشی اقوام رہتی ہین۔ ان کی رسوم و عادات نہایت دلچسپ ہین اور اِن سے ہمین قدیم زمانہ کا پتہ لگتا ہے جو اب بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ یہ اقوام ٹوڈا۔ بڈگا۔ کوٹا۔ کورمبا اور ایرولا ہین۔ ٹوڈے پہاڑ کی چوٹی پر رہتے ہین اور اِن اقوام مین ان کا درجہ سب سے اونچا ہے۔ یہ صرف شبانی

زندگی بسر کرتے ہین اور ایک قسم کی کنڑی زبان بولتے ہین - کہا جاتا ہے کہ یہ کنڑی الاصل ہین جو آٹھ سو سال قبل یہان آئے تھے - اِن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ نہین ہے - بڈگا سولھوین صدی کے قریب میسور سے آئے ہین ان مین اور نشیبی باشندون مین صرف اسی قدر فرق ہے کہ یہ کم متمدن ہین - نیلگری کی پہاڑی اقوام مین ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ تقریباً پچیس ہزار نفوس ہین اِن کا شغل زراعت ہے اور یہ بھی کنڑی بولتے ہین - اِن دونون اقوام کے علاوہ جن کی اصلیت سے ہم بخوبی واقف ہین - کوٹا اور کورمبا اور ایرولا کی اقوام ہین جن کی تعداد تین ہزار ہے یہ اصل باشندون کے باقیات مین ہین - وہ پتھر کے ستون اور مجسمے جو اس نواح مین ہر جگہ نظر آتے ہین انہین کے آباؤ اجداد کی طرف منسوب کئے جاتے ہین - اِن کی زبان اُن قدیم دراوڑی زبانون سے مشابہ ہے جو نشیب مین بولی جاتی ہے اور نشیبی باشندون سے اِن کا تعلق بھی ہے - کوٹے اس پہاڑی ملک کی حرفتی قوم ہے اور ایرولا جو پہاڑ کے دامن مین جنگلون کے اندر رہتے ہین - نوع انسانی کے پست ترین نمونون مین ہین - اب ہم اِن اقوام کا علیحدہ علیحدہ بیان لکھین گے ۔

ٹوڈے

ٹوڈے نیلگری کے باشندون مین سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہین - میانہ قد ہین ان کے بال سیاہ اور گھنے - ڈاڑھی بھی گھنی اور گھنگروالی - اِن کے ہونٹ موٹے ہین - ناک سیدھی اور اکثر خم دار - اِن کی چال نہایت شاندار ہے - ان کا اخلاق اور خوش مزاجی اِن کا کھلاپن اور نیک چلنی ان کی صورت شکل اور کپڑے پہننے مین اِن کا مذاق اور ان کی فطرتی تمیزداری اس امر کو ثابت کرتی ہے کہ یہ وحشی نہین ہین یہ گویا اُس خیالی انسان کا نمونہ ہے جو قدرت کی گود سے نکلا ہے وہ انسان جس کا بیان روسو اور اُس کے ہم مذاق مصنفین اٹھارہوین صدی عیسوی مین کیا کرتے تھے - لفظ ٹوڈا کے معنی چرواہے کے ہین اور ٹوڈون کا شغل صرف مویشی کی نگہداشت ہے نیلگری کی نفیس گھاس سے عمدہ قسم کی مویشی پیدا ہوتی ہے اور اِن کا دودھ اِس خطہ کے باشندون کی غذا ہے - علاوہ اِس کے ٹوڈے اپنی مویشی کی

پرستش کرتے ہین۔ اِن مین اور بڈگون مین گائے ایک متبرک جانور ہے اور مویشی کا تھان اِن کی عبادت گاہ ہے۔ اِن کے ملّا کا نام پلال یعنی پوادودہ دوہنے والا ہے اِن کی سب سے بڑی دیبی ایک اعلیٰ نسل کی گائے ہے اور اِن مین بڑا پادری وہ شخص ہے جو گایون کی داشت اور سیوا مین ید طولےٰ رکھتا ہے۔ یہ متبرک گائے ٹوڈون کی تمام مذہبی پرستش اور اِن کی زندگانی کے تمام اہم اُمور مین جزو اعظم سمجھی جاتی ہے۔ جب ٹوڈا پیدا ہوتا ہے تو بچّہ فوراً مویشی کو سونپا جاتا ہے جب ٹوڈا مرتا ہے تو اُس کے کنبے کی کل گائین لاش کے آگے آگے ہوتی ہین اور ان مین دو اس غرض سے قربانی کی جاتی ہین کہ وہ عالم ارواح مین مردے کے ساتھ رہین۔ سال مین ایک خاص دن معین ہے جب تمام قوم کے گناہ ایک بچھڑے پر لادے جاتے ہین۔ جس کو لیتا دا کہتے ہین اور پھر یہ بچھڑا ڈنڈون سے مار کر جنگل کے اندر بھگا دیا جاتا ہے۔ یہ رسم یہودیون کی اُس رسم کو یاد دلاتی ہے جس مین گناہون کی گٹھری بکری کی پُشت پر رکھکر اس کو جنگل مین چھوڑ دیتے ہین۔

اروا ح پرستی | علاوہ گائے کے ٹوڈے اور کل وحشی اقوام ارواح کو بھی پوجتی ہین۔ جب اِن مین سے کوئی شخص ہلاک کیا جاتا ہے تو اُن کا یہ خیال ہوتا ہے کہ مقتول کی روح انتقام کے لئے پلٹ آتی ہے اور آلۂ قتل کے گرد پھرتی ہے اور اس وجہ سے یہ آلہ اُن کی نظرون مین متبرک ہو جاتا ہے اور اُسے یہ دوسری اشیائے پرستش یعنی متھنی۔ مکھن کے برتن اور پنیر کے سانچے کے ساتھ رکھ دیتے ہین۔

اِن اقوام کو نیلگری مین ایک عجیب تعصب یہ ہے کہ یکورمبون کو (جو جنگل کے رہنے والے اور زہریلی ہوا کے اِس درجہ عادی ہین کہ صاف ہوا مین آکر وہ مر جاتے ہین) اعلیٰ درجہ کا جادوگر سمجھتے ہین۔ اگر کسی ٹوڈا خاندان پر کوئی مصیبت آئے یا بڈگون کی مویشی کسی بیماری سے مرنے لگے تو وہ فوراً ایک کورمبا کو بلا لاتے ہین اور اُس سے التجا کرتے ہین کہ اپنی کی ہوئی بُرائی کا علاج کردے۔ کورمبا بھی اِس بات کو قبول کر لیتا ہے کیونکہ اِس سے اُس کا اعتبار بڑھتا ہے اور آکر اشارے کرتا اور گھومتا ہے اور بالآخر اپنے



(۲۶) نیلگری کا ٹوڈا

کو زمین پر ڈال کر چھین مارتا ہے یہ عمل مصیبت کو دور کرنے کے لیے کافی سمجھا جاتا ہے۔ ٹوڈوے درختون کی بھی پرستش کرتے ہین۔

شادی | ٹوڈون مین شادی بہت ہی سادہ طور پر ہوتی ہے لیکن وہ ماں اُسی وقت جاتی ہے جبکہ زوجہ کو پہلے حمل کا ساتوان مہینہ لگ گیا ہو۔ اُس وقت میان بی بی جنگل کے اندر چلے جاتے ہین اور کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے پیدا ہونے والے بچے کو اُس درخت کے سپرد کرتے ہین جب بچہ پیدا ہوا تو باپ اُس درخت کے پتّے توڑ لاتا ہے اور اُن کا ایک دونہ بنا کر اُس مین تھوڑا سا پانی ڈالتا ہے۔ پھر بچہ اور والدین اُس پانی سے اپنے لبون کو تر کرتے ہین اور اِس مذہبی رسم سے خاندان کی بنا پڑتی ہے۔ شادی سے پہلے بعض رسمین کی جاتی ہین مثلاً جس وقت کسی نوجوان نے اپنی ذات کی کوئی لڑکی پسند کر لی تو وہ لڑکی کے باپ کو اُس کی ایک قیمت دیتا ہے اور باپ داماد کے پیر کو اپنے سر پر رکھ لیتا ہے۔ اِس کے بعد لڑکی سنواری جاتی ہے اور باجے کے ساتھ دولہ کے گھر آتی ہے اُس وقت وہ دولہ کے قدمون پر گرتی ہے اور دولہ اپنا پاؤن اِس کے سر پر رکھتا ہے اور اِسی طرح ماں باپ بھی بیٹی کے سر پر پیر رکھتے ہین۔ بعد اس کے دولہن سے پانی کا گھڑا اُٹھوایا جاتا ہے اور وہ اُس دن سے گویا اُس گھر کی باندی بن جاتی ہے۔ لیکن یہ شادی ناتمام ہے۔ اِس کی تکمیل اُسی وقت ہوتی ہے جب عورت کو ساتوان مہینہ لگے۔ اُس وقت دھوم دھام سے دعوت ہوتی ہے اور زوجہ ناچتی ہے اور ہر ایک کو اپنی بدلی ہوئی حالت دکھاتی ہے۔ اُس وقت دولہ اُس کے گلے مین ایک ہار ڈال دیتا ہے جو نامردون کے ہار کو یاد دلاتا ہے۔

کثرت البعول کی رسم | ٹوڈون مین کثرت البعول اور کثرت الازواج کی رسمین ساتھ ہی موجود ہین لیکن اس طور پر کہ ایک خاندان کے سب بھائی دوسرے خاندان کی کُل بہنون سے شادی کر لیتے ہین اور ہر مرد کی کئی ازواج ہین جو آپس مین بہنین ہین۔ جب کوئی نوجوان شادی کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی بی بی

ہی سے شادی کرتا ہے بلکہ اپنی بی بی کی کل بہنون سے بھی - یہ جیسے جیسے بلوغ کو پہنچتی ہین اُس کی ملک ہوتی جاتی ہین اور وہ اُن مین سے ہر ایک کے لیے وہی قیمت دیتا ہے جو بڑی بہن کے لیے مقرر ہوئی تھی - اسی طرح سب اُس کے حقیقی بھائی اُس کی بیبیون مین شریک ہین اور مقررہ قیمت کے دینے مین اُس کی مدد کرتے ہین - باوجود اِن آسانیون کے اور باوجود اِس کے کہ طلاق بھی آسانی سے ہو جاتی ہے سُنا جاتا ہے کہ بڈگون کی قوم مین رقابت کے باعث سے خودکشیان بہت ہوتی ہین اگرچہ یہ بیان تصدیق کا محتاج ہے -

اولاد کی تقسیم | بچے اپنی عمرون کے لحاظ سے مختلف شوہرون مین تقسیم ہو جاتے ہین - بڑا بچہ تو اصلی شوہر کا ہوتا ہے اور اِس کے بعد کا بچہ سب سے بڑے چچا کا اور علیٰ ہٰذا القیاس - لیکن یہ رسم ٹوڈون مین سے مفقود ہوتی جاتی ہے اور اِن مین وہ اشخاص جو خوش حال ہین اور ایک بی بی کی پوری قیمت دے سکتے ہین وہ اپنی بی بی پر پورا قبضہ بلا شرکت غیرے رکھتے ہین اور کثرت البعول کی رسم کو نیچے کے طبقات کے لیے چھوڑ دیتے ہین -

ارث | باپ کے مرنے کے بعد جائداد اولاد مین مساوی حصون مین تقسیم ہو جاتی ہے لیکن سکونت کا مکان سب سے چھوٹے کے قبضہ مین رہتا ہے اور یہ کل عورتون کو اس مین رکھتا اور اُن کی نگہداشت کرتا ہے ٹوڈون مین بجز سکونتی مکان اور اساس البیت کے کوئی اور جائداد نہین ہوتی - زمین عام ملک ہے اور اس مین صرف مویشی کے لیے چارہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ ٹوڈون مین زراعت مطلق نہین ہے - یہ شکاری بھی نہین ہین اور نہ اِن کے پاس زیادہ ہتھیار ہوتے ہین - یہ نہ کسی پر حملہ کرتے ہین اور نہ ان مین بیرونی حملہ کو روکنے کی طاقت ہے اِس وجہ سے یہ اپنی حفاظت صرف اسی قدر کرتے ہین کہ اپنے جھونپڑون کے دروازے نہایت نیچے بناتے ہین تاکہ کوئی آسانی سے اندر نہ آسکے ٹوڈ اور بڈگے تو گاؤن مین رہتے ہین اور ایہدلے جانورون کی طرح غارون یا درختون کے نیچے زندگی بسر کرتے ہین -

بڈگے نہ تو صورت شکل میں ٹوڈوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ خصائص میں۔ ان کے قد چھوٹے۔ رنگ زیادہ سیاہ۔ بال کم۔ ڈاڑھی مختصر۔ ناک دبی ہوئی اور ہونٹ نہایت کلفت ہوتے ہیں۔ یہ کاہلے اور سخت دل اور بخیل ہیں اور انہیں افیون کی عادت نے اور بھی حیوان بنا دیا ہے۔ نیلگری کی پانچوں اقوام میں یہ سب سے تعداد میں زائد ہیں۔ یہ زراعت پیشہ تو ہیں لیکن مویشی بھی پالتے ہیں۔ ان کے اعتقادات ٹوڈوں سے ملتے ہوئے ہیں۔ لیکن زیادہ تر ان کا مذہب برہمنی ہے۔ یہ رنگ کی اور شیوجی کی پرستش کرتے ہیں۔ ان میں بھی شادی کی رسمیں اسی قدر سادہ ہیں اور تعدد ازدواج کی وجہ سے ویسی ہی پیچیدگیاں واقع ہوتی ہیں جیسی ٹوڈوں کی طرح ان دونوں اقوام میں بھی خوشی کی رسوم کے ساتھ رنج ملا ہوا ہوتا ہے اور ناچتے ناچتے یہ رونے لگتے ہیں اور مردوں کے دفن کرنے میں ان کے ہاں خورد و نوش کی بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور خوشی مچتی ہے۔

کورمبے کوٹے اور ایرولے نسل کے لحاظ سے یہ تینوں اقوام اوپر والی دونوں اقوام سے بالکل علیحدہ ہیں یہ اصلی اقوام ہند کی باقیات میں سے ہیں اور نہایت حقیر اور سیاہ فام ہیں۔ ان کی ڈاڑھیاں موٹی اور سخت بالوں کی۔ مردوں کے بال کسی قدر گھنگھروالے۔ ہونٹ موٹے۔ سینے بالکل سپاٹ۔ بازو لمبے اور ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ یہ بیان زیادہ تر کورمبوں اور ایرولوں پر صادق آتا ہے اور بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ اقوام آسٹریلیا کے اصلی باشندوں سے بہت مشابہ ہیں۔ کورمبے پہاڑ کے نشیب میں بڑے بڑے جنگلوں کے اندر رہتے ہیں۔ کوٹے اور بڈگے ان جنگلوں سے بہت ڈرتے ہیں اور بعض وقت ان کی عورتیں اگر دفعتاً کسی کورمبے کو دیکھ لیں تو مارے خوف کے غش کھا کر گر پڑتی ہیں۔ کورمبے اپنے ان دونوں ہمسایوں کی نظروں میں جادوگر ہیں اور اس وجہ سے انہیں ہمیشہ بمقابلہ فائدہ کے زیادہ تر نقصان پہنچتا رہتا ہے کورمبوں کے اشغال مختلف ہیں۔ لیکن ان سے انہیں حاصل بہت کم ہوتا ہے کبھی تو عمل اور جادوگری کرتے ہیں اور کبھی کاٹتے پھرتے ہیں اور بعض اوقات

نوکری بھی کر لیتے ہین - یہ تھوڑی بہت زراعت بھی کرتے ہین اور زمین کو ایک نوکدار لکڑی سے کھودتے ہین - کوتے کو بیون سے کچھ زیادہ اچھی حالت مین نہین ہین یہ بھی مختلف کام کرتے ہین اور زیادہ تر ان کا پیشہ مزدوری ہے - لیکن یہ کبھی پنپتے نہین - ان کے گھرون مین ہمیشہ فاقہ رہتا ہے اور صرف سال کے پہلے روز یہ پیٹ بھر کر کھاتے ہین - اس روز ان کے پاس جس قدر اذوقہ ہوتا ہے اس کو یہ ایک جگہ جمع کرتے اور چوبیس گھنٹہ کے اندر جتنا ممکن ہو کھا لیتے ہین - سب سے نیچے طبقے مین ایرولے ہین - یہ نیلگری کے نشیبی جنگلون مین رہتے ہین اور بالکل سیاہ ہین - ان کی کمرین پتلی ہوئی - ہات لمبے اور ٹانگین چھوٹی ہین - یہ اس ترائی کی قاتل ہوا کے عادی ہو گئے ہین جس مین اور کوئی بشر نہین ٹھہر سکتا - جب کبھی یہ کسی خوش آب وہوا مقام پر آتے ہین تو پھر یہ مرجھا کر مر جاتے ہین - ان کے ہمسایے جو ان سے بہتر نہین ہین ان کی نسبت برے خیالات رکھتے ہین انہین اس بات کا یقین ہے کہ ایرولے شیرون کے ساتھ مل جل کر رہتے ہین اور ان کی اولاد درندون کے بچون کے ساتھ پرورش پاتی ہے ایرولون مین ایک بڑا وصف ہے - یہ نہایت کھرے ہوتے ہین شاید ان مین اتنی عقل نہین ہوتی کہ جھوٹ بول سکین - لیکن فی الواقع ان بیچارے وحشیون کی صرف زبان اعلیٰ سے اعلیٰ برہمنون کی قسم سے بھی زیادہ قابل اعتبار ہے - ایرولے ٹوکریان بناتے ہین اور جنگل کے پھل پھلاری اور جڑون پر زندگی بسر کرتے ہین -

فصل ششم - دکن کی مختلف اقوام

جنوب نیلگری کی اقوام

نیلگری کے جنوب مین اناملی کا پہاڑ ہے اور اس مین بھی وحشی اقوام بستی ہین - لیکن ان کو ٹوڈون سے کوئی مناسبت نہین ہے یہ بجو خود ایک علیحدہ قوم ہین - اناملی کے باشندے کادر

(۲۹) گجراتی مسلمان



یعنی مالک کہلاتے ہین اور زراعت کرنے کو بے عزتی سمجھتے ہین - ان کا شغل زرگاری ہے - زراعت اور تجارت کا کام ملسلرا اور پلیا - کی قوم کرتی ہے - پلیارا اپنے موٹے اور گھنے بالون کو کمر تک بڑھنے دیتے ہین جس کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ وحشی معلوم ہوتے ہین محققین کا خیال ہے کہ یہ جزائر ملایا کے حبشیون کی نسل سے ہین - جنوب ہند مین او قسم کے پرونوڑرا او پڑا اقوام بھی رہتی ہین - جو صورت شکل رسوم وعادات واشغال مین اُن اقوام سے مشابہ ہین جن کا ذکر ہو چکا - یہ لکڑی کی مورتون اور ارواح کی پرستش کرتے ہین - اب ہم ان کا بیان بطور اختصار کرین گے -

شنڈر | ستناجو مرادنکورسے کیپ کامرن تک رہتے ہین تعداد مین تقریباً پانچ لاکھ ہین اور ان سے ایک لاکھ کے قریب نصرانی ہو گئے ہین - بقیہ اپنی اموات کی پرستش کرتے ہین - ان کے گاؤن کے سامنے چھوٹے چھوٹے اہرام ہین جن پر وہ پھل وغیرہ اور حیوان ارواح کو چڑھاتے ہین - یہ صرف تاڑ سے اپنی بسر اوقات کرتے ہین اور اس درخت سے کل احتیاج نکال لیتے ہین - ان کی زبان اردی ہے اور ان کے ہمسایہ الادا بھی یہی زبان بولتے ہین -

کینکم | اناملی کے جنوب الگیری کے پہاڑون مین جنگلون رہتے ہین - یہ سب چھوٹے چھوٹے جھونپڑے درختون کی شاخون پر بناتے ہین تاکہ درندون سے محفوظ رہین - ان مین جادو کسی کی خاص ملک نہین بلکہ عام ملک ہے اس کے ساتھ بھی یہ کثرت الہیول کی رسم سے ترقی کر کے وحدت الہیول تک پہنچنے مین حالانکہ ہند مین کسی وحشی قوم نے اس قدر ترقی نہین کی -

نیادی | نیادی جن مین سے بعض کیا لیکٹ کے آس پاس ہو بعض پال گھاٹ کی تحصیل کی اطراف مین بستے ہین جنوب ہند کے وحشیون مین سب سے اخیر درجہ مین ہین - تھوڑے دنون قبل تک وہ آگ وہ لکڑیون کو رگڑ کر سلگایا کرتے تھے -

کوللر | کوللر جو کو مبٹو - ہندورا کے پہاڑی حصون مین رہتے ہین سخت وحشی ہین - تھوڑا ہی زمانہ گزرا ہے

کہ انھون نے اپنی ایک خونی رسم کو چھوڑا ہے۔ ان مین رسم تھی کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے سے بیر رکھتا تھا تو وہ اپنے چھوٹے بچے کو اُس کے دروازہ پر لیجا کر چھوڑ جاتا تھا۔

فصل ہفتم۔ ممالک متوسط یعنی گونڈوانہ کی اقوام

گونڈوانہ کی اقوام | جنوب ہند کی قومون کا بیان ختم ہو گیا اور اب ہم اس خطہ کی بابت توجہ کرتے ہین کہ جو دکن کے شمال اور وسط ہند مین واقع ہے اور جسے گونڈوانہ کہتے ہین۔ یہ وہ خطہ ہے جس کی اس وقت تک تفتیش نہین ہوئی ہے اور یہین قدیم قوم ہند کا بقیہ جو اقوام فاتح کے ہاتھون سے بھاگ کر پہاڑون مین چھپ رہی تھی سامنے آتا ہے۔ گونڈوانہ ایک پہاڑی خطہ ہے جو ہندوستان اور دکن مین حد فاصل ہے یہان کی آب و ہوا و نباتات و حیوانات بھی درمیانی درجہ کے ہین اور یہ پہاڑ نامی البحر مین یہی وہ پہاڑی دیوار ہے جس سے فاتح اقوام یکے بعد دیگرے آکر ٹکرائی ہین اور اگر وہ اس سے پار بھی ہوئی ہین تو اس پر چڑھ کر نہین بلکہ اس کے گرد ہو کر۔ ان پہاڑون کی چوٹیون پر سے بڑے بڑے دریا کوکلا کی طرف خلیج بنگالہ کی طرف اور بحر عمان کی طرف ندیان بہ نکلی ہین اور ان سب کا منبع یہی پہاڑ ہے۔ لفظ نامی البحر جو ہم نے ان پہاڑون کے لئے استعمال کیا ہے وہ البتہ بیس سال سے ان پر صادق نہین آتا کیونکہ اس زمانہ قلیل مین علاوہ ریلون کی تیاری معجزہ کا کام کر گئی ہین اور دشوار رستے دشوار نہین رہے گئے ہین لیکن جس وقت ہم اقوام ہند پر نظر ڈالتے ہین تو اتنا قلیل زمانہ حساب مین نہین آسکتا اور ہمین صرف ان صدیون کو دیکھنا پڑتا ہے جب سے یہ اقوام یہان آرہی ہین اور یہان کی قومون سے متاثر ہوئی ہین۔ اس مین شک نہین کہ حکومت انگریزی نے انسانی قربانی کی رسم کو ممنوع کر دیا ہے اس مین بھی شک نہین کہ ریل گاڑی کا باعث ہے یہ اقوام پتون کی جگہ انگلستان کی کلون کا بنا ہوا کپڑا پہننے لگی ہین۔ اس مین شک نہین کہ بمبئی سے کلکتہ کو اور بمبئی سے ناگپور کو جو ریلین گئی ہین گونڈوانہ کے ناف مین

ہوکر گزرتی ہین - اِس مین بھی شک نہین کہ شاید پچاس سال کے اندر وہ رسوم و عادات و اعتقادات جو
ہزار سال سے بلا تغیر و تبدل کے چلے آتے ہین بالکل مفقود ہو جائین گے - لیکن اس کے ساتھ ہی یہ
ہم ضرور کہین گے کہ اس وقت تک تو وہ موجود ہین اور ہم اس وقت بھی آبادی سے دور اور جنگلی حصون مین
ان کا مطالعہ بخوبی کر سکتے ہین - البتہ نشیبی حصون مین جو اس قدر دشوار گزار نہین ہین یہ اقوام ہندؤن سے
ملتی جاتی ہین - گونڈ جن سے اس خطہ کا نام پڑا ہے تعداد مین کئی لاکھ ہین لیکن ان مین سے وہ اشخاص
جو بالکل وحشی حالت مین ہین پندرہ لاکھ سے زیادہ نہین - یہ اندر اور بستیا اور نرمدا کی ندیون کے منابع
کے قریب اور نیز امرکنٹک مین اور نربدا کے اوپر والے حصے مین بود و باش رکھتی ہین - یہان انہون نے
بڑھتے ہوئے تمدن کی موجون سے بھاگ کر پناہ لی ہے - ان مقامات کے متعلق بھی اُسی قسم کے
بیانات سُنے جاتے ہین جو ہندؤن کی کتابون مین سرسبز پہاڑون کی نسبت درج ہین - ان
بیانات کے مطابق یہ ملک بڑے بڑے درختون کا ہے جن کے آس پاس بہت ہی گہری اور
خطرناک تاریکی ہے اور ان مین سے قاتل بخارات نکلتے ہین یہان کے باشندے بڑے بڑے
جادوگر ہین جو قد و قامت مین دیوون کے سے ہین اور ان کے علاوہ نہایت ہی بدہیات اور مہیب
بندر رہتے ہین جو انسان سے مشابہ ہین - غرض ہندؤن کے متخیلہ نے اس خطہ کو جہان انہون نے
اقوام وحشی کو دھکیل کر پہنچا دیا ایسا خطرناک سمجھا تھا کہ انہون نے اس کے اندر قدم رکھنے کی جسارت
نہین کی -

مرہٹون کا گونڈوانہ مین آنا

اٹھارہوین صدی عیسوی مین سب سے پہلے مرہٹے گونڈوانے مین داخل ہوئے اور
یہان انہون نے اپنی حکومت قایم کی اگرچہ یہ زیادہ دنون تک نہ ٹھہری - ہمارے زمانہ مین حکومت انگریزی
نے اس ملک کو کھول دیا ہے اور وحشیون کا ان کے اندرونی مقامون تک پیچھا کیا ہے وہ وحشی اقوام
جو بار بار کے دھاوون سے بھاگ کر گونڈوانے مین پناہ گزین ہوئی ہین تین ہین بھیل کول اور گونڈ

اسی آخرالذکر قوم نے جو تعداد مین بھی زیادہ ہین اور سب سے قدیم بھی ہین اس خطہ کو اپنا نام دیا ہے

بھیل | بھیلون کا بیان ہم پہلے ہی کر چکے ہین - ان مین سے بیس ہزار صرف یہان رہتے ہین ورنہ اس قدر اوڈیا قوم کا اصلی وطن زیادہ تر شمال کی طرف اور مغرب کی طرف واقع ہوا ہے - کول جو ڈراویڈ نہین تقریباً چالیس ہزار اس خطہ مین ہین - لیکن یہ چھوٹا ناگپور اور اڑیسہ و بنگال کی طرف پہنچ گئے ہین ان کی دو تقسیمین یعنی گرگو جو ادی صادیو مین رہتے ہین اور گوند گم گونڈوانہ کی اقوام مین محسوب ہوتی ہین - کولون کا بیان آگے چل کر ہوگا لیکن اس مقام پر ہم گونڈون سے بحث کرین گے جو کہ گونڈوانہ کے اصلی باشندے ہین اور ہند کی تمام اقوام وحشی مین تعداد کے لحاظ سے سب سے زیادہ ہین -

ذات اور شادی | اگر گونڈون کو ہم ہند کے قدیم ترین اور اصلی اقوام مین نہ شامل کرین تو یہ کہنا درست ہوگا کہ یہ حبشی قسم کے قدیم پروٹو ڈراویڈ ہین - نہایت بدصورت - پست قد اور نہایت سیاہ فام ان کا درجہ عالم کی اقوام مین بہت ہی نیچا ہے - ان کے ہاتھ پاؤن کے پٹھے البتہ مضبوط ہین اور اس لحاظ سے یہ بنگال کی بعض کمزور وحشیون اور نشیب کے لاغر ہندؤن سے بہتر ہین - ان کے چہرے چپٹے - ناک دبی ہوئی ہونٹ موٹے اور آنکھین چھوٹی مگر سیدھی ہین - ان کے بال سیاہ اور چمکیلے ہین اور چہرے کے دونون طرف بتون کی طرح پڑے ہوتے ہین ان کے لباس مین صرف دو ٹکڑے کپڑے کے ہین ایک تو کمر کے گرد بندھا ہوتا ہے اور دوسرا سر کے گرد - عورتون کا لباس کسی قدر لمبا ہے - یہ ایک کپڑی کو کمر کے گرد باندھ کر اسے اوپر لپیٹ لیتی ہین اور نصف دھڑ اس سے چھپ جاتا ہے لیکن ان مین بعض اشخاص ایسے موجود ہین جو کمر کے گرد صرف پتے باندھ لیتے ہین صبح اور شام کی سرد ہوا کے لئے یہ مختصر لباس کافی نہین ہوتا اور گونڈ سردی سے بچنے کے لئے بڑے بڑے الاؤ آگ جلا کر تاپتے ہین لیکن اس سے زیادہ لباس پہننے کو وہ عار سمجھتے ہین -

ہتھیار اور زیور | گونڈون کے ہتھیار بالکل ہی سادہ ہین اور ان مین بہت سے ایسے ہین جن کے پاس

کمان و تیر بھی نہین- اِن کے ہاتھ مین ہمیشہ ایک کلھاڑی رہتی ہے جس سے وہ شکار مارتے ہین- دشمن پر حملہ کرتے ہین جنگل کی جھاڑیون کو جو ان کے سدّ راہ ہون کاٹتے ہین اور شیر تک کو اُس کی گوٹی مین جاکر مارتے ہین- ہتیارون کا تو انہین شوق نہین لیکن اپنے جسم کو اور چہرے کو بھاری بھاری زیور اور گودنے سے آراستہ کرنے کا بڑا شوق ہے- علی الخصوص اِن کی عورتین لوہے کے کڑون پر جان دیتی ہین اور اپنے ہاتون بازون اور ٹانگون پر کثرت سے کڑے پہنتی ہین- اِن کے گال اور ران مین مختلف قسم کے گودنون سے گدی ہوتی ہین اور یہ بہت بڑا حُسن سمجھا جاتا ہے فی الواقع یہ عورتین صورت شکل مین مردون سے کسی قدر بہتر ہین اور بعض وقت تو ان مین نزاکت بھی پائی جاتی ہے-

کاشتکاری گونڈ کاشتکاری بھی کرتے ہین لیکن اشغال کی طرح اس فن مین بھی یہ بالکل کچے ہین جب وہ کسی مقام کو انتخاب کر لیتے ہین تو پہلے جنگل کو کاٹتے ہین کیونکہ اس خطے مین جنگل بہت ہی گنجان اور نہایت سرعت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے- سال- مہوا اور برگد کے بڑے بڑے درختون کو وہ جلا دیتے ہین اس کے بعد بیج بوتے ہین- اکثر اوقات وہ بیج کو ایک برتن مین رکھ کر کھیت کے کنارے پر چھوڑ دیتے ہین اور ہوا اور بارش کے ذریعہ بیج تمام کھیت مین پھیل جاتا ہے فصل کی طیاری تک یہ کھیت کے گرد پتون کی جھونپڑیون مین ٹھیرے رہتے ہین- اِس صاف کی ہوئی زمین سے وہ دو تین فصلین لے لیتے ہین اور جب اُس کی قوت گھٹ گئی تو پھر دوسری جگہ تجویز کر کے وہان اُٹھ آتے ہین اور پھر یہی کاروبار شروع کردیتے ہین- چونکہ ان کے پاس زراعت کے اوزار نہین ہین اور نہ یہ زراعت سے واقف ہین اگر ان کا دارو مدار صرف زراعت ہی پر ہوتا تو یہ سخت مصیبت مین گرفتار رہا کرتے لیکن ان کا ملک ان کے لئے بہت کچھ پیدا کر دیتا ہے- آم اور سال اور برگد اور جامن کے پھل ان کی غذا ہین اور قحط کے زمانے مین مہوے کے پھول ان کی جانون کو بچاتے ہین مہوے کو یہ نہ صرف غذا کی طرح کھاتے ہین بلکہ اُس سے ایک قسم کی شراب بھی بناتے ہین جو اُن کے مذہبی رسوم کے وقت استعمال کی جاتی ہے اِن جنگلون

مین شکار بھی کثرت سے ہوتا ہے اور بیان کے ندی نالون مین مچھلی بھی افراط سے پیدا ہوتی ہے جو ان وحشیون کی غذا کے لئے کام آتی ہے -

گونڈون کی خصایص گونڈ بزدل تو نہین ہین لیکن اس کے ساتھ ہی جنگجو بھی نہین ہین - ان مین بھیلون کی طرح مقابلہ اور انتقام کا مادہ نہین ہے لیکن بھیلون مین جو فطرتی رجحان چوری کی طرف ہے وہ ان مین بھی موجود ہے اور وہ گونڈ بھی جن مین کسی قدر تمدن آگیا ہے اور جو آبادی مین آکر بسے ہین ہرگز یہ خیال نہین کرتے کہ ہندو یا انگریز یا اور اقوام کا مال جو ان کے ہمسایہ مین جب کبھی ہتے چڑھے اُٹھا لے جانا کوئی عیب کی بات ہے - اس کے ساتھ ہی انہین جھوٹ سے سخت نفرت ہے اور اس خاصیت مین گونڈ اور کل وحشی اقوام ہندون سے جو جھوٹ کے عادی ہو گئے ہین بالکل علیحدہ ہین - اپنے گھرون مین گونڈ مہمان نواز شائستہ ہین لیکن جس وقت اُن مین مذہبی جوش آتا ہے یا وہ شراب زیادہ پی جاتے ہین تو پھر وہ اُس جانور کی جو دیوتا پر چڑھایا جاتا ہے ناخنون اور دانتون سے تکہ بوٹی کر ڈالتے ہین - اس وقت تو چڑھاوے مین انسان شامل نہین ہے - لیکن اس مین شک نہین کہ باوجود انگریزی پولیس کے شدید نگرانی کے گنجان جنگلون کے اندر جہان کی آب و ہوا قاتل ہے اور جہان پولیس کا گزر مشکل سے ہوتا ہے انسانی قربانی اب بھی جاری ہے - البتہ جن مقامات پر یہ وحشی یوروپیون کے قریب مین رہتے ہین وہان یہ خونخوار رسم اُٹھ گئی ہے - اس وقت گائے اور بکری کے بچے اور مرغیان اور بعض اوقات صرف گوکربان یا مٹی کی مورتین یا پھل پھول دیوتاؤن پر چڑھائے جاتے ہین - مذہبی بیتک درختون کے نیچے پتھرون کے حلقہ مین بنایا جاتا ہے اور اُس پر سرخ رنگ پھیر دیا جاتا ہے جو اگلے زمانہ کے خون کا قایم مقام ہے -

مذہبی اعتقادات اور پرستش گونڈ صرف بھوت پلید کو اس قسم کے چڑھاوے چڑھاتے ہین - بھوتون کا اعتقاد وحشی اقوام مین ہر جگہ پایا جاتا ہے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شام کے وقت بھوت پلید ضرر رسانی کی غرض سے گاؤن کے گرد پھرا کرتے ہین اور مشہور ہے کہ انہین مذبح کے اوپر پانی پیاس بجھانے کے لئے اور

میوہ وغیرہ کھانے کے لئے اور خون یا سرخ رنگ اُن کی خواہش انتقامی کو پورا کرنے کے لئے مل جایا
کرے یہ بھی ضرور ہے کہ جا بجا کھونٹیاں گڑی ہوئی ہوں تاکہ بھوت اُن پر سے گزریں کیونکہ وہ کبھی پیر
زمین پر نہیں لگاتے اور اگر زمین میں کھونٹیاں نہیں تو وہ خفا ہو جاتے ہیں۔ یہ بھوت پریت جن کی پرستش
عموماً کل وحشی اقوام کرتی ہیں اصل میں خود اُن کے بزرگوں کی ارواح ہیں علی الخصوص اُن اشخاص کی جو
کسی دردناک حادثہ میں مر گئے ہیں جب کوئی اس طرح مرتا ہے اگرچہ اس نے خودکشی کیوں نہ کی
ہو تو خیال کیا جاتا ہے کہ اُس کی روح پھرتی رہتی اس مقام پر کہ جہاں اُس نے جان دی ہے اور
ضرر رسانی کیا کرتی ہے جس کا باعث اُس کی وحشت ہے اور اُس کو چڑھاوا دینا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ عورتوں
کی ارواح کو راضی کرنا نہایت ہی مشکل خیال کیا جاتا ہے۔ گونڈوں میں جب کوئی باہر کا شخص مر جاتا ہے تو
اُس کی روح کے متعلق یہ عادت ہوتی ہے۔ جب چند پٹھان جو گونڈوانہ سے گزر کر ہند اُس کو جا رہے
تھے شدت زنی ہونے کی وجہ سے یہیں مر گئے تو گونڈوں نے اس خوف سے کہ مبادا اُن کی روح
آزردہ ہو اُن کے ساتھ بھی ایک پرستش کی بنا ڈالی اور اُن کی پرستش کرنے لگے کہ جس طرح اپنے
بزرگوں کی ارواحوں کی پرستش نہیں کرتے ہیں تو اسی طرح کی وہ ہر قسم کی بلاؤں یعنی دیوتاؤں سے
ڈرتے ہیں اُن کا اعتقاد ہے کہ ہر ایک وبا کے ساتھ ایک خاص بھوت ہے اور اُس کے شر سے بچنے کے
لئے نذر و نیاز اور عبادات ضرور ہے۔ مثلاً ہیضہ۔ مرگ۔ چیچک اور خشک سالی یہ سب دیوتا ہیں اور دوسرے
رنگ کی اندرت کی جاتی ہے۔ لیکن ان دستہ بندی وحشی قوموں میں سب سے بڑا خدا جس کا درجہ وہ آسمان و زمین
کے برابر سمجھتے ہیں مردم خوار شیر ہے۔ جہاں کسی شیر کو آدمی کے گوشت کا مزہ پڑ گیا اور اُس نے بستیوں
اُجاڑنا شروع کیا تو پھر اُسی وقت اُس کے لئے بھی ایک پرستش گاہ قائم ہو جاتی ہے مردم خوار شیر میں
جو بھوت ہیں وہ گویا ان اشخاص کی ارواح ہیں جن کو اس نے کھایا ہے اور جتنے زیادہ آدمیوں کو وہ کھاتا
ہے اسی قدر اُس کی قوت زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ اس شیر کی پرستش کے وقت اُن لوگوں کے نام بھی

جن کو اُس نے کھایا ہے پکارے جاتے ہین اور ان سے التجا کی جاتی ہے کیونکہ شیر کی قوت انہین کی وجہ سے ہوتی ہے- اکثر شیر سے ارواح کو دور کرنے کے لئے کوئی مشہور عامل بیگیون کی قوم سے بُلایا جاتا ہے جس وقت یہ عامل اُن ارواح کو شیر سے دور کرتا ہے تو وہ اپنی صورت بہت ہی ہولناک بناتا ہے اور اقسام کے اشارات کرنے کے بعد وہ خود اپنے کو شیر بنا لیتا ہے اور اُس بکری کے بچے کو جو چڑھاوے کے لئے بُلایا گیا ہے اپنے دانتون سے چیر ڈالتا ہے اور اُس کی گرم گرم آنتون مین اپنے سر کو ڈال کر نکالتا اور خون بھرے ہوئے چہرے کو تماشائیون کے سامنے کرتا ہے جس کے دیکھنے سے وہ بہت خوش ہو جاتے ہین اور اُنہین ڈھارس بندھ جاتی ہے کہ بلا دور ہو گئی- دیوتاؤن اور بلیات کی پرستش دوسری وحشی اقوام مین بھی موجود ہے اور گونڈون مین خاص طور پر ہے- اس کے ساتھ ہی سانپ اور علی الخصوص ناگ کی پرستش بھی ہے- ناگ کو یہ بیچارے اس قدر مانتے ہین کہ انہین اُس کے زہر سے مرنا قبول ہے لیکن اس کو زندہ پہنچانا قبول نہین ہے- اسی ناگ کی پرستش کی وجہ سے اِن دراویڈی اقوام کو آریون نے ناگ کا نام دیا تھا ہند کے ملک مین جہان مختلف مذاہب اور اعتقادات ایک دوسرے کے پہلو مین بلا جنگ وجدال موجود ہین بلکہ ایک فرقے کے اعتقادات دوسرے فرقون مین اخذ کر لئے جاتے ہین- ناگ کی پرستش فاتح اقوام مین بھی رائج ہو گئی ہے اور برہمنون نے بھی اسے اخذ کر لیا ہے- ناگ بڑے بڑے ہندو دیوتاؤن کا ساتھی سمجھا جاتا ہے اور ہندو مندرون مین یہ اکثر کنڈل مارے ہوئے پھن پھیلائے اور ٹکٹکی لگائے ہوئے صورت مین وشنو کے پہلو مین بنایا جاتا ہے-

گونڈون مین ذات گونڈ ذات کو نہین مانتے لیکن ان مین ایسی تقسیمات ہین جن کے اندر آپس مین شادی بیاہ نہین ہوتا- اس قسم کا تعلق سخت ممنوع ہے اس کی سزا قتل ہے- اِن مین بھی لڑکی کو فرضی طور پر چرا لاتے ہین- اکثر تو اس رسم کو ادا کرنے مین ایک مصنوعی جنگ ہو جاتی ہے جس مین لڑکی والے اُسے بچانے کی کوشش کرتے ہین اور بالآخر لڑکے والے غالب آکر اس کو بڑی دھوم دھام سے کندھون پر اُٹھا کر لیجاتے

ہین - وسط ہند کی بعض وحشی اقوام مین شادی کے بعد بھی یہ رسم ادا کی جاتی ہے تین چار روز شادی کے بعد دُلہن بھاگ کر اپنے میکے مین آبیٹھتی ہے اور اُس وقت دولہ والے چڑھائی کرکے اُسے چھین لاتے ہین - گونڈ عموماً بلوغ سے پہلے لڑکی کو اپنے لڑکے کیلئے خرید لیتے ہین - خسر دیکھ بھال کر ایک مضبوط لڑکی کو انتخاب کر لیتا ہے اور شادی تک اُس کے گھر مین کام کرتی ہے اور اکثر اوقات گھر کی بی بی کا درجہ رکھتی ہے - یہ اُسی قسم کی رسم ہے جیسی روس کے موجیکون مین پائی جاتی ہے - باوجود اس رسم کے گونڈون مین ایک ہی بی بی ہوا کرتی ہے - چونکہ عورت ہمیشہ مرد سے سن مین زیادہ ہوتی ہے خانہ داری کے معاملات مین اُس کا دخل بھی زیادہ رہتا ہے -

سیاسی انتظام | گونڈون کا سیاسی انتظام بہت سادہ ہے - ہر ایک خاندانی گروہ کا حاکم ایک رئیس ہوتا ہے جو بزرگان خاندان کی مجلس کا تابع ہے - قوم کے کل افراد حکومت مین حصہ لیتے ہین رئیس اکثر راجپوت خاندان سے ہوتا ہے - راجپوتون اور گونڈون مین جھگڑے لڑائیان ہوتی رہین ان مین بعض راجپوت گونڈون مین آکر بس گئے اور ان کی نظرون مین اُن کا اعتبار ہوگیا -

فصل ہشتم - امرکنٹک چھوٹے ناگپور اور اوڑیسہ کی اقوام کول وغیرہ

امرکنٹک | امرکنٹک کا پہاڑ ممالک متوسط کے شمال و مشرق مین واقع ہوا ہے - یہ اس پہاڑی خطہ مین سب سے بلند مقام ہے اور اس کی زیادہ تحقیقات بھی نہین ہوئی ہے - یہان کا جنگل نہایت گنجان اور دشوار گزار ہے اور اس مین درندے کثرت سے ہین نشیبی حصہ مین ملیریا کا بخار ہے جو کبھی یہان سے نہین ٹلتا - انسان بھی یہان زیادہ تر وحشی حالت مین درندون کا مونس و جلیس ہے اور یہ دونون مل کر یہان کی قاتل آب و ہوا کو بھگتے ہین - یہ وہ سد ہے جہان آکر فاتح اقوام رک گئین - اس کا اصلی حال بالکل معلوم نہین

اور یہان کے باشندون کے متعلق صرف قیاسات سے کام لینا پڑتا ہے۔ ہندون نے توانہین بندرون سے تعبیر کیا ہے اور انواع واقسام کی برائی ان کی طرف منسوب کی ہے۔ ان جنگلون کی بابت عجیب قسم کے بیانات رائج ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسی خطہ مین ہند کے اصلی باشندے نہایت ذلیل حالت مین موجود ہین۔

چھوٹا ناگپور

چھوٹا ناگپور ممالک متوسط کی بلند سطحون اور گنگا کے دہانے کے نشیبی حصہ کے درمیان واقع ہوا ہے اس کا ڈھال خلیج بنگالہ کی طرف ہے اور مہاندی اور برہمنی ندیون کا اوپر والا حصہ اسی خطہ مین ہے۔ شمال ومشرق کی طرف اترکر سون کی شاخین ملتی ہین جو صوبہ بنگال سے متعلق ہین کیا باشندون کے لحاظ سے اور کیا جغرافی حیثیت سے چھوٹے ناگپور کا خطہ ایک درمیانی حالت رکھتا ہے اگر اس کی بلندی سے اترکر ہم ادھر کی طرف نظر ڈالین جہان ایک اعلی درجہ کی آریہ قوم بودوباش رکھتی ہے تو ایک سلسلہ مختلف درجہ کی اقوام کا بدہیات حبشی سے لے کر جو لکڑی کی مورت پوجتا ہے معزز سے معزز اور مغرور سے مغرور برہمن تک۔ ہماری آنکھون کے سامنے آجائیگا

چھوٹے ناگپور کی اقوام

چھوٹے ناگپور کی اقوام زیادہ تر قدیم باشندگان ہند سے ہین۔ لیکن ان مین سے پہاڑی قومین تو ابھی تک وحشی ہین اور جو نشیب مین آگئی ہین وہ بہ تدریج ہندو ہوتی ہین۔ جو بیان ہم اب کرنے والے ہین وہ صرف انہی وحشی اقوام سے متعلق ہوگا جو اس خطہ کے دشوار گذار حصون مین تمدنی اثر سے دور بودوباش رکھتی ہین۔ اگر چھوٹے ناگپور مین بندھیاچل کا سلسلہ اور جزیرہ نمائے گجرات بھی شامل کر دیا جائے تو ایک بڑا خطہ ملک کا موجود ہوگا جو ایک سمندر سے دوسرے سمندر تک منتہی ہوتا ہے اس لمبی پیٹ کے اندر کولاری اقوام بستی ہین۔ ہند کے باشندون مین تین تقسیمین ہین اولاً تورانی ثانیاً ڈراویڈی اور تیسرے درجہ مین کولاری اقوام ہین یہ تقسیم زبانون کے لحاظ سے ہوئی ہے علی الخصوص ڈراویڈون اور کولاریون کی تقسیم کول بھیلون سے بہت مشابہ ہین اور چھوٹے ناگپور کے کولون مین تورانی اثر زیادہ ہے



برخلاف اِس کے گجرات کے کولون مین راجپوتون کا میل ہوگیا ہے - اِن کولون کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہین انھین برہمنون نے شودر کے طبقے مین شامل کیا ہے - یہ ہر قسم کا موٹا کام کرتے ہین اور قُلی کے نام سے مشہور ہین - یہ قلی تمام انگلستان کی نوآبادیون مین اور امریکہ مین پھیلے ہوے ہین -

چھوٹے ناگپور کے کول چھوٹے ناگپور کے کولون کا درجہ شودرون سے بھی نیچے ہے یہ بالکل ذات سے خارج اور فی الواقع وحشی حالت مین ہین - ہم کہہ چکے ہین کہ ان مین تورانی اثر پایا جاتا ہے - اِن کے چہرے مثلث نما ہین ڈاڑھیان مختصر آنکھین چھوٹی سیدھی - ہونٹ موٹے - رخسارے کی ہڈیان اونچی اور ناک چپٹی جلد کا رنگ زردی مائل سے لیکر سیاہ تک - قد چھوٹا لیکن جسم گٹھا ہوا اور مضبوط - یہ ایک خاص زبان بولتے ہین جس کا نام زبان کولاری رکھا گیا ہے اور یہ ہندوستان کے کل وحشیون کی زبانون سے بالکل علیحدہ ہے - علاوہ چھوٹے ناگپور کے یہ گنگا کے وادی مین پہونچ گئے ہین جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے سنتال اور راجمحل جو بہار و بنگالہ کے درمیانی پہاڑون مین رہتے ہین کولون کے خاندان مین داخل ہین - ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ سنتالون کی زبان کل کولاری بولیون کی ماں ہے جس طرح سنسکرت کل ہندو یورپین زبانون کی ماں ہے

کول کا قدیم نام ہندون کی کتابون مین کل اقوام کول کو یہ نام ساوارا کا دیا گیا ہے - کہتے ہین کہ اس لفظ کے معنی کولھاڑی کے ہین اور سچ یہ ہے کہ گونڈون کی طرح کولون کا بھی اصلی ہتھیار کولھاڑی ہے - گونڈوانہ یا چھوٹے ناگپور مین کوئی اصلی باشندہ ایسا نہین ملتا جس کے ہاتھ مین کلھاڑی نہ ہو یہ ہتھیار جنگل مین راستہ بنانے کے لئے نہایت ضروری ہے اور اسی سے اکثر کول شیر کو بھی مار لیتے ہین -

خالص کولاری چھوٹے ناگپور کے باشندون مین جو زیادہ تر مشرق کی طرف اوڑیسہ سے قریب رہتے ہین خالص کولاری ہین اور اِن کے علاوہ اقوام مین جس مین ڈراویڈی اور پروٹو ڈراویڈی اثر ملا ہوا ہے لیکن یہ تفریق زیادہ صاف نہین ہے - اِن اقوام مین اوراؤن اور مُنڈے زیادہ باوقعت ہین منڈون مین تو

تورانی میل زیادہ معلوم ہوتا ہے لیکن اُراؤن خالص حبشی الاصل ہین اور بمقابلہ انسان کے یہ زیادہ تر بندرون سے مشابہ ہین۔

کھونڈ کھونڈون کی قوم بھی جو اُڑیسہ کی جانب اور برہمنی و مہاندی کے نشیبی حصے مین رہتے ہین۔ انہین اقوام مین شامل ہین۔ اگرچہ ان مین اور گونڈون مین بہت سی باتین ملتی جلتی ہین۔ لیکن فی الواقع یہ دو علیحدہ قومین ہین۔ چونکہ ان کل اقوام کی رسوم و عادات متحد ہین اور ممالک متوسط کے باشندون سے بہت مشابہ ہین ہم ان کا ذکر محض بر سبیل اختصار کرین گے۔

کھونڈون کے توہمات مثل گونڈون کے ان کے مذہب مین بھی آفتاب و زمین اور قواے فطرتی کی پرستش شامل ہے۔ اسی طرح ان مین مردون کی ارواح سے خوف اور درندون اور وباؤن اور بیماریون کی پرستش بھی موجود ہے۔ ان کے اعتقاد مین طوفان۔ قحط۔ وبائین۔ خشک سالی۔ یہ سب ارواح کی غضب کی نشانیان ہین اور اس لیے ان ارواح کو عمل اور چڑھاؤن کے ذریعہ سے رام کرنا نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ پہلے زمانہ مین یہ خیال کیا جاتا تھا کہ انسان کا خون اور اُس کے آنسو بہت ہی بڑا ذریعہ خشکی کے دور کرنے اور زمین کو شاداب بنانے کا ہین۔ لیکن آجکل یہ اعتقاد باقی نہین رہا ہے اور حیوانات بھی بہت کم چڑھاے جاتے ہین۔ ان کی جگہ مٹی کی مورتین اور پھل پھول رکھے جاتے ہین اور خون کی جگہ پتھرون پر سرخ رنگ کر دیا جاتا ہے اور ان پر چھوٹے چھوٹے اہرام بنا دئے جاتے ہین یا زمین کھونٹیان گاڑدی جاتی ہین۔

انسانی قربانی جس وقت حکومت انگریزی نے ترغیب و تخویف دونون کے ذریعہ سے کوہون کو انسانی قربانی سے باز رکھا تو اُنہون نے اس امتناع کو بخوشی قبول کر لیا مگر اس شرط پر کہ دیوتاؤن کی ناراضی اور اُن کے غضب کو خود حکومت اپنے سر پر لے لیوے۔ یہ قربانی کی رسم نہایت ہی نفرت انگیز ہوا کرتی تھی جس وقت قربانی کرنے والا جانور یا انسان کو دانت لگا چکتا تھا تو پھر ساری جماعت اُس کی تکہ بوٹی کر ڈالتی تھی۔ کیونکہ پھڑکتے ہوئے گوشت کا ایک تکہ بھی تعویذ کا اثر رکھتا تھا اور جو کوئی اسے لاکر اپنے مقام پر رکھتا اُس پر اُن کے خیال

مین گویا آسمان کی نعمتین نازل ہوتی تھین - اس چڑہاوے کے بقیہ کو بھی گرم گرم اور خون آلود دفن کرنا لازمی تھا یہی طریقہ تھا زمین کی دیبی کو خوش کرنے اور اُس کے غضب کو دور کرنے کا کول غیر دین کے بچے اور یتیمون کو پہلے سے لاکر قربانی کے لئے جمع کرتے تھے اور یہ میریا کہلاتے تھے۔ انہین لانے کے لئے خاص لوگ مقرر تھے - جن کو معتدبہ قیمت دیجاتی تھی جب انہین بچے نہ ملتے تو یہ غریب والدین کے بچے خرید کرلاتے اور اُنہین اپنی قوم مین بڑی قیمتون پر بیچتے - اس ذریعہ سے وہ بہت کچھ مال و دولت پیدا کرتے کیونکہ خریدار کبھی قیمت نہین چکاتے اور اُن کے اعتقاد مین چڑہاوا جس قدر گران ہوتا اُسی قدر زمین یا آفتاب جو کہ ہر قسم کے طوفانون کے اسباب ہین خوش ہوتے اور اُنہین ان آفات سے محفوظ رکھتے -

کولونکا جماعتی انتظام | کولون مین ہر ایک قبیلہ ایک سردار کے تحت مین ہوتا ہے جو خود قومی مجلس کے زیر حکومت ہے - ان مجلسون مین اکثر نہ صرف ایک گاؤن کے افراد بلکہ دور دور سے لوگ آکر شریک ہوتے ہین - کولا ہی اپنے کو ایک متحد قوم سمجھتے ہین اور اُنہین یاد ہے کہ وہ کسی زمانہ مین اس ملک کے مالک تھے اور ایک باقاعدہ حکومت رکھتے تھے - اس کی تصدیق انہین نہ صرف اپنی قومی حکایات مین بلکہ اجنبیون کے بیانات سے بھی ہوتی ہے - ان مین ایک قبیلہ کا نام بھومیا یعنی زمینی ہے جس سے مراد قدیم باشندے ہین - انہین اس امر کا احساس ہے کہ ان کی نسل بہت دور تک پہنچتی ہے - کولون مین مقابلہ کی تو قوت نہین ہے لیکن یہ بلانشان چھپ کر دوسرون کا مال لے لیتے ہین - یہ زبردست چور ہین اور چوری کو بڑا ہنر سمجھتے ہین - ان کا قول یہ ہے کہ ہم صرف اُس مال کو لے لیتے ہین جو کسی زمانہ مین ہماری ملک تھا اور ہم سے چھین لیا گیا تھا - ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ چور قوم جب انہین ضرورت پڑتی ہے تو حکومت انگریزی کی پولیس مین آکر نوکری کر لیتے ہین اور اُن سے زیادہ سخت اور ہوشیار چوکیدار مل نہین سکتا - بعض اوقات یہ اپنی دونون خاصیتون کو ملا دیتے ہین - دن کو تو گاؤن اور مویشی کی حفاظت کرتے ہین اور

رات کو انہین لوٹتے ہین یہ دونون کام وہ ایک ہی سرگرمی اور ہوشیاری کے ساتھ انجام دیتے ہین۔ یہ اس وجہ کھرے ہین کہ فوراً اپنے جرم کو قبول لیتے ہین اور شہادت کے متعلق ضرورت نہین پڑتی۔

کوکون کے خصائص کوکی نہایت ہی مہمان نواز ہین۔ یہان تک کہ اگر مہمان پر کوئی آفت آجائے تو اُس کے لئے جان دینے پر بھی راضی ہین۔ اس کے ساتھ ہی وہ سخت آزار بھی ہین۔ جب سے حکومت انگریزی نے انہین ٹکس دینے پر مجبور کیا ہے۔ یہ ٹکس کی رقم کو بالالتزام سرحد پر لاکر پہنچا دیتے ہین اور کسی اہلکار کو اپنی حدود کے اندر قدم نہین رکھنے دیتے۔ کولاری اقوام سخت جنگ جو ہین۔ یہ صرف اس وجہ سے لڑتی ہین کہ انہین لڑائی کھیل معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ اس کے ان کے خیال مین دیوتا بھی اسے پسند کرتے ہین۔ پہلے فال کھولی جاتی ہے اور اُس سے معلوم کیا جاتا ہے کہ آسمان جنگ چاہتا ہے اور خون مانگتا ہے۔ فوراً ہمسایہ کی قوم کے پاس پیغام اور وہ لڑائی کے لئے طلب کئے جاتے ہین۔ لڑائی برسون جاری رہتی ہے اور جب تک اُس کے خلاف مین کوئی فال نہ نکلے۔ ختم نہین ہوتی۔ لیکن اس جنگ کے زمانہ مین دونون فریقون مین کسی قسم کی عداوت یا خصومت نہین ہوتی اور اکثر جنگ کے بعد دونون فریق سپاہی ایک ہی خیمہ کے اندر اور ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے ہین عورتین بھی جنگ مین شریک ہوتی ہین اور لڑنے والون کو بڑھا دیتی ہین۔ زخمیون کی تیمارداری اور مقتولون پر رونا بھی انہین کے حصہ مین ہوتا ہے۔ جیسا کہ روم کے سابینون کا حال تھا۔ ان کے بھی بھائی اور باپ تو ایک صف مین ہوتے ہین اور شوہر مقابل کی صف مین کیونکہ کوکون مین شادی بالکل خاندان کے باہر ہوتی ہے۔

کوکون مین شادی ان مین مرد جس لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے اُسے خرید لیتا ہے یا اقلاً اُس کے والدین اُسے خریدتے ہین۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لڑکا مدت دراز تک والدین کی حکومت مین رہتا ہے۔ اُس مین اتنی مقدرت نہین ہوتی کہ بعجلہ خود علیحدہ گھر بنائے اور بمجبوری وہ والدین کا تابع فرمان رہتا ہے۔ عورتین بھی اپنے شوہرون کو طلاق دے سکتی ہین اور بعض اوقات ایک عورت کے چار چار۔ پانچ پانچ شوہر کئے بعد

دیگرے ہوتے ہین - ان مین سے ایک کو لازم ہے کہ اپنے ماقبل کے شوہر کا روپیہ ادا کرے - لیکن اس قرض کی ادائی سے وہ ہمیشہ پہلوتہی کرتے ہین پس گویا ان مین بھی دربردہ ایک قسم کی کثرت البعول ہے - جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ عورتون کی قیمت بہت بڑہ جاتی ہے - ان مین بچہ کشی بھی کثرت سے ہے - کوئی ایک یا دو لڑکیون سے زیادہ نہین رہنے دیتا اور باقی کو وہ ایک مٹی کے ظرف مین رکھ کر زندہ دفن کر دیتے ہین - اس وجہ سے بھی جو عورتین رہ جاتی ہین - ان کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہے چھوٹے ناگپور کے باشندون کو مایحتاج زندگانی بمشکل ملتی ہین - زمین یہان کم حاصل ہے اور زراعت بھی عمدہ اصول پر نہین ہوتی - اڑیسہ مین اس سے بھی بدتر حالت ہے - کم پیداوار کے بعد ہی کبھی کبھی سیلاب آجاتا ہے اور اس پر سے وبا شروع ہو جاتی ہے - خشک سالی یہان گویا ہمیشہ رہتی ہے اور ہزارہا جانین قحط مین تلف ہو جاتی ہین - ایسے بدبخت ملک مین انسان کھانے پینے کی چیزون مین تفریق نہین کر سکتا اور کولاری ہر قسم کا گوشت کھاتے ہین جس کی وجہ سے برہمن انہین حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین -

اڑیسہ کی قدیم سرسبزی

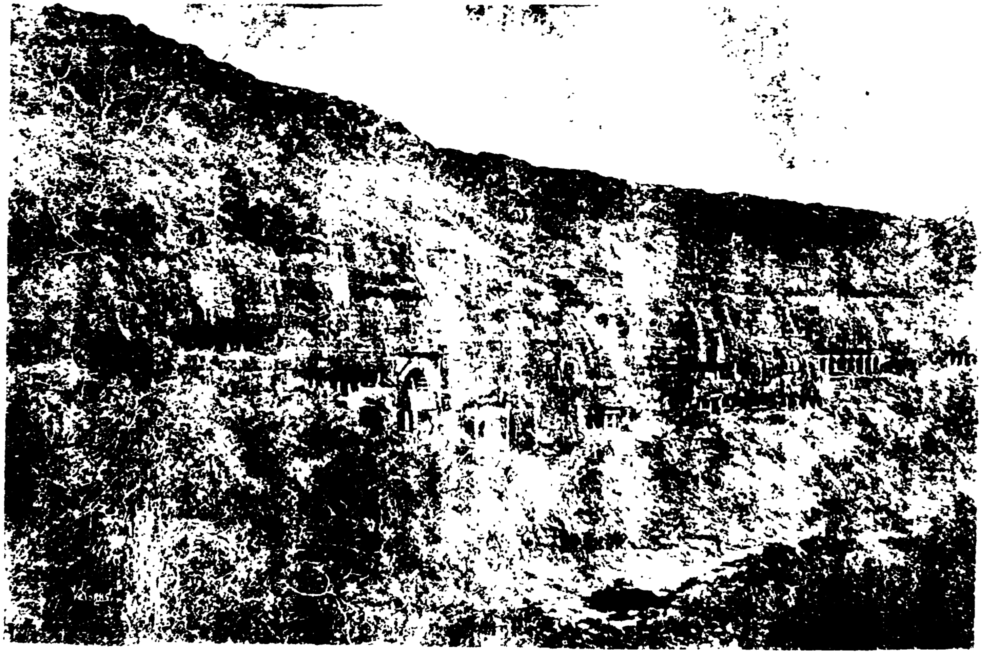
لیکن اڑیسہ کا ساحل ہمیشہ ایسا نہ تھا - شالمین اور ہارون الرشید کے وقت مین یہ ملک ایک بڑی حکومت کا مرکز تھا - اس کی تصدیق ہندوون کے قصص و حکایات سے ہوتی ہین - لیکن زیادہ تر ان عظیم الشان مندرون سے جن کے اب کھنڈر باقی رہ گئے ہین - ان مین سے ایک مندر بھومیشور کا ہے - یہ ظاہر ہے کہ ایسی عمارت کے بنانے والے ہرگز وہ وحشی کھوند جو اس وقت اڑیسہ کے باشندے ہین نہین ہو سکتے - اس ساحل پر شہر اس قدر نہین ہین جتنے مندر ہین اور یہ سرزمین برہمنون اور وحشیون دونون کی نظرون مین متبرک خیال کی جاتی ہین اڑیسہ کا ساحل جو آریائی ہند اور دراویڈی ہند کے درمیان مین واقع ہوا ہے مختلف اقوام اور مختلف مذاہب کے میل جول کا میدان رہا ہے اور اس وجہ سے یہ ہر قسم کی اقوام کے لئے خاص طور پر ارض مقدس بن گیا ہے ہر قوم کے اور ہر خطے کے اشخاص یہان زیارت کے لئے آتے ہین - یہان وحشی اقوام کے لئے جنہون نے سوائے لکڑی کی صورت کے کسی چیز کی

پرستش نہین کی۔ برہمنون کی جنت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ کالی یا وشنو یا شیو کو پوجنے لگتے ہین۔ ان وحشیون کے علاوہ یہان اقوام متمدن کے بھی افراد کثرت سے آتے ہین اور بعض دن ایسے رکھے گئے ہین جن مین برہمن اور پاریہ۔ آریہ اور دراویڈی وحشی اور متمدن سب کے سب ایک دوسرے سے کندھے لڑاتے اور ایک دوسرے کے مساوی سمجھے جاتے ہین۔ کہنا چاہیے کہ اسی مقام پر دونون کنارے مل جاتے ہین اور اس براعظم کی مختلف اور بوقلمون اقوام مین اتحاد ہو جاتا ہے۔

اوڑیہ اب ہم تھوڑا سا بیان اوڑیون کا کرین گے جو اڑیسہ کے ساحل اور گنگا کے دہانے کے بیچ مین رہتے ہین۔ یہ ایک درمیانی قوم ہین نیم وحشی اور ان کی زبان بھی علیحدہ ہے۔ ان مین کوئی خاص بات نہین ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی اقوام کے میل سے بنے ہین۔

اقوام ہند پر ایک نظر ہم امید کرتے ہین کہ اس مختصر اور ناتمام بیان سے جو ہم نے مختلف اقوام ہند کا کیا ہے اس کتاب کے پڑھنے والون پر ثابت ہو جاوے گا کہ ان کی تعداد کس قدر ہے اور اعلیٰ ترین اور اسفل ترین طبقات مین کتنا بڑا فرق ہے۔ خصائص جسمانی، روحانی اور رسوم و عادات و مذاہب کے اختلاف کو دیکھنے کے بعد اور اس امر کو ثابت کرنے کے بعد کہ اس مختلف الاصل مخلوق مین ترقی انسانی کے کل اعلیٰ و ادنیٰ مدارج موجود ہین۔ ہم اس امر کے دکھانے کی کوشش کرین گے کہ ان عظیم اختلافات کے ساتھ بھی اتحاد کس درجہ تک ہے۔ ہم دکھائین گے کہ ان مختلف اقوام مین مشترک خصائص کون سی ہین اور کہان تک یہ ممکن ہے کہ ان کے باہمی امتزاج سے بتدریج اور ایک زمانہ دراز مین یہ سب مل کر ایک قوم بن جاوین۔ ان خصائص کے جو ان اقوام کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرتی ہین۔ مطالعہ کرنے کے بعد اب ہم ایسی خصائص کو دکھائین گے جو انہین ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہین۔ خصائص کی تفریق تو ہم کر چکے اب ان کی تعمیم کی طرف رجوع کرین گے۔

(۲۲) اجنتہ کے زیر زمین مندروں کا عام منظر



باب چہارم

خصائص اخلاقی و دماغی جو مختلف اقوام ہند مین مشترک ہین

فصل اوّل۔ مرزبوم اور اسباب زندگانی کا اثر جن سے مختلف اقوام ہند مین مشترک خصائص پیدا ہوئے ہین

اقوام ہند بلحاظ جسمانی خصائص ابواب ماسبق مین ہم نے دکھایا ہے کہ اقوام ہند آپس مین کس قدر مختلف ہین کہنا چاہیے کہ یہ براعظم ایک بہت بڑا فرش پچی کاری کا ہے جسمین انواع و اقسام کی خلقت مختلف الالوان نگینون کی طرح جمائی ہوئی ہے اور ان مین وحشی سے وحشی اور متمدن سے متمدن اشخاص اور اُن کے درمیان کے کل مدارج موجود ہین۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ ان اقوام کی جسمانی خصائص مین بھی کس درجہ فرق ہے۔ لفظ ہندی کے تحت مین کل مختلف رنگون کے اقوام حبشیون سے لیکر سفید رنگ تک شامل ہین اور صورت شکل کے لحاظ سے بھی اعلیٰ درجہ کا حسن اور اعلیٰ درجہ کی بدصورتی یہان موجود ہے۔

بہ لحاظ اخلاقی و دماغی خصائص ان اقوام کے اخلاقی و دماغی خصائص مین بھی اُتنا ہی فرق ہے جتنا اُن کے خصائص جسمانی مین۔ بہادر راجپوت اور بزدل بنگالی کے درمیان مین ایک غار عظیم ہے جس قدر راج محل کے پہاڑی باشندے سچے و دستدار ہین۔ اسی طرح نشیب کے ہندو جھوٹے اور دغاباز

خصائص مشترک ان بیانات سے بظاہر ایسا معلوم ہوگا کہ ان اقوام مین جو آپس مین اس قدر مختلف ہین کوئی چیز مشترک نہین ہوسکتی۔ لیکن یہ خیال غلط ہے اور ہم اس باب مین دکھائین گے کہ اتحاد مرزبوم نے بعض

ایسی خصائص پیدا کر دی ہیں جو ان کل اقوام میں مشترک ہیں۔ یہی مشترک خصائص ہیں جو انہیں ایک نوع میں شامل کر دیتی ہیں جس طرح ہم حیوانات میں ایسی مختلف صورت کے جانور جیسے کہ ہاتھی۔ اور وہیل مچھلی اور چوہے میں ایک ہی جنس یعنی ذات الثدی میں شامل کئے جاتے ہیں۔

لفظ ہندی سے مقصود کا تعین

پس اب ہم خصائص اختلافی کو چھوڑ کر ان خصائص پر نظر ڈالیں گے جو مختلف اقوام ہند میں مشترک ہیں۔ ہمیں معلوم ہوگا کہ ان مشترک خصائص کے ذریعے سے لفظ ہندی کے معنی محقق و معین ہو جاتے ہیں۔ ہمیں یہ خیال کرنا چاہئے کہ اس لفظ کے معنی اسی قدر محدود ہیں جیسے لفظ فرانسیسی یا انگریزی یا المانی کے کیونکہ ہندوستان کے مختلف اجزا ترکیبی میں پوری آمیزش نہیں ہوئی ہے۔ اس مطلب کو صاف کرنے کے لئے ہم مثلاً یہ کہیں گے کہ سلاطین کارلوونجین کے عہد حکومت میں فرانس کیا تھا اور لفظ فرانسیسی سے اس وقت کیا مراد تھی اور اب جبکہ اقوام غولوا و فرانک اور رومی جو اس وقت علیحدہ علیحدہ تھیں آپس میں بالکل مخلوط ہو گئے ہیں تو اس لفظ کا مفہوم کیا ہے۔

مختلف اقوام ہند تین حصوں میں تقسیم کی جا سکتی ہیں۔

خصائص مشترک اور ان کے اسباب کو بیان کرنے سے پیشتر ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مختلف اقوام ہند تین تقسیموں میں منقسم ہو سکتی ہیں۔ پہلی تقسیم میں وہ اقوام ہیں جن میں کسی قسم کا تمدن نہیں آیا ہے اور جو اصلی باشندگان ہند کے بقیات میں سے ہیں۔ یہ اقوام اس وقت صرف پہاڑوں اور دور افتادہ مقامات پر رہتی ہیں تعداد میں بہت کم ہیں اور ان میں اور دوسری اقوام ہند میں اس قدر فرق ہے کہ انہیں ان میں خلط ملط کرنا بے سود ہے اور ہم اس مقام پر ان سے متعلق بحث نہیں کریں گے۔ دوسری تقسیم ہندوؤں کی ہے جو اقوام سفید رنگ یعنی اقوام زرد رو اور اصلی باشندگان سیاہ فام کے میل سے پیدا ہو گئے ہیں۔ سالہائے دراز کے بعد اتحاد و خلط سے جو مختلف نسبتوں میں عمل میں آیا ہے۔ ہندوؤں کے مختلف گروہ ہو گئے ہیں جو ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں لیکن جسمانی اور روحانی طرز و طور اور مذہب کے مشترک ہونے کی وجہ سے ان میں بعض مشترک خصائص

پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ عام خصایص جن سے ہم بحث کریں گے دوسری تقسیم سے جو تعداد میں سب سے زیادہ ہے متعلق ہیں۔

مسلمانان ہند | تیسری تقسیم میں کل مسلمان ہیں جو افغان و عرب و ایرانی و ترکمان و مغلوں کے میل سے پیدا ہوئے ہیں اور جنہوں نے مختلف اوقات میں ہندوستان پر چڑھائیاں کیں اور بالآخر اس ملک کو فتح کر لیا۔ اگر یہ اپنے کو بالکل خاص رکھتے تو انہیں ہندوؤں سے تفریق کرنا نہایت ہی آسان ہوتا۔ لیکن منجملہ چھ کروڑ مسلمانوں کے جو دین اسلام کے پیرو ہیں۔ بہت ہی تھوڑے ایسے ہیں جو ہندو میل سے محفوظ ہوں۔ اگرچہ مسلمان بہت سی خصایص میں بالکل ہندوؤں سے علیحدہ ہیں لیکن فی الواقع ہنود ان سے اس قدر متاثر نہیں ہوئے ہیں جتنا یہ ہنود سے اور اسی وجہ سے گو وہ کل خصایص جو ہنود میں مشترک ہیں ان میں نہ بھی پائے جاویں تاہم بہت بڑا حصہ ہندوؤں کے خصایص کا مسلمانوں میں بھی موجود ہے

خصائص مشترک کے اسباب | وہ اسباب جن سے یہ مشترک خصایص پیدا ہوئی ہیں دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی۔ اسباب جسمانی میں اول اس ملک کی گرم آب و ہوا ہے جو زیادہ مشقت کے کام سے روکتی ہے لیکن زراعت کے شغل کو جو ملک کا اہم شغل ہے آسان کر دیتی ہے۔ علاوہ اس کے غذا ہے جو گویا بالکل نباتی ہے۔ ہندو اپنے تن کو زیادہ نہیں ڈھانپتا۔ غلہ و ترکاری سے اپنا پیٹ بھرتا ہے اور خالص پانی سے پیاس بجھاتا ہے۔ اس کا سارا خرچ دو چار پیسہ روزانہ ہے آب و ہوا کی گرمی نے اس کے لباس و غذا کو ایسے قلیل درجہ پر پہونچا دیا ہے کہ اُسے اپنے فطرتی کاہلی کے لیے شدید حوائج زندگانی کے تہیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ آب و ہوا اور اشغال کے اتحاد نے ایک ہی قسم کا طریقہ زندگانی پیدا کر دیا ہے اور پھر ان پر ایک ہی قسم کا روحانی اثر بھی افزود ہوا ہے۔ ان روحانی اثروں میں ذات اور انتظام سیاسی اور مذہبی اعتقادات سب سے اہم ہیں۔

ذات | ذات دو ہزار سال سے ہندوستان کے کل انتظامات کا بنیادی پتھر ہے یہ اس قدر پر اثر چیز ہے

کہ اس تصنیف کے دوسرے حصہ مین ہم نے ایک پورا فقرہ اس کے ذکر کیا ہے۔ اُس مقام پر دکھائین گے کہ کہ وہ کون سے نسل کے اختلافات تھے جو زمانۂ قدیم مین ذات ہونے کے باعث ہوئے اور وہ کون سے اسباب ہین جو اُسے آج تک سنبھالے ہوئے ہین۔ ہم دکھائین گے کہ ذات نے کیونکر سارے ہندوستان کو ہزارہا چھوٹی چھوٹی جمہوری حکومتون مین تقسیم کر دیا ہے جو آپس مین ایک دوسرے سے بےپروا یا ایک دوسرے کے مخالف ہین اور اس نے کیونکر ایسے سخت تعصب خیالات و محسوسات کے پیدا کر دئے ہین۔ جن کی وجہ سے ان مختلف تقسیمون مین نفع و نقصان کا اتحاد ناممکن ہو گیا ہے۔ ہم دکھائین گے کہ اصل وطن ہندوؤن کا ہند نہین ہے بلکہ ذات ہے۔ جس کے رسم و عادات وراثت کے ذریعہ سے وہ زبردست اثر جاتا ہے جو آسانی سے دور نہین ہو سکتا۔

ہنود کا انتظام سیاسی یا دیہی حکومت | انتظام سیاسی نے بھی ہندوؤن مین ایک ہی قسم کا دماغ پیدا کر دیا ہے۔ اس انتظام کی بنیاد دیہی حکومت ہے جو سالہائے دراز سے چلی آئی ہے۔ دیہی حکومت دوسرے کسی ایک بادشاہ کی تابع ہوتی ہے اور یہ بادشاہ بدلتے رہتے ہین لیکن دیہی حکومت اپنی حالت پر قائم رہتی ہے۔ یہ گاؤن کی حکومت اتنے زمانہ سے رہی ہے کہ ہنود فرمان برداری کے عادی ہو گئے ہین۔ نافرمانی کی بالکل قوت باقی نہین رہی ہے۔ مذہب نے بھی انہین یہی سکھلایا ہے کہ ملک کی حاکم کی اطاعت بلا چون و چرا فرض مطلق ہے۔

مذہب | تیسرا سبب جس نے ہنود مین خصائص مشترکہ پیدا کئے ہین۔ مذہب ہے۔ اس مُلک مین مذہب کی زبردست قوت کا اندازہ کسی یوروپی کو اُس وقت تک نہین ہو سکتا جب تک وہ اُسے برائے العین نہ دیکھے۔ یورپ کا باشندہ کتنا ہی دیندار کیون نہ ہو ہمیشہ دنیاوی اور دینی امور مین فرق کرے گا لیکن ہندو کبھی اس فرق کو محسوس نہین کر سکتا۔ اُس کے اعتقاد مین خدا انسان کے ادنے سے ادنے افعال مین بھی دست اندازی کرتا ہے اور اُس کی ساری زندگی کا دار و مدار مذہب پر ہے۔ کام کرنا۔ کھانا۔ سونا وغیرہ سب مذہب سے متعلق ہین

اور جن چیزون کی مذہب اجازت نہین دیتا - اُنکا وجود ہی نہین ہے - غرض افعال زندگانی کا دارومدار مذہب ہی پر ہے - بخوبی کہا جا سکتا کہ چیچک کے لئے ٹیکہ دینا اُس وقت ہندوستان مین جاری ہوگا جب مذہب اُس کا حکم دے - جب ہم ہندوستان کے مذاہب سے بحث کرین گے تو ہم دکھائین گے کہ مذہب کس درجہ ہندؤن کی زندگانی کا جُز ہے اور اُن اعتقادمین کہان تک ہر ایک قوت جس سے وہ متاثر ہوتے ہین آسمانی قوت ہے - اس خاص معاملہ مین مشرق و مغرب کے درمیان مین ایک غار عمیق حائل ہے جو روز بروز زیادہ گہرا ہوتا جاتا ہے -

قسمت پر اعتقاد | جس وقت ہم ہندوکی رضا و تسلیم اور احکام الہی کی کورانہ تعمیل پر نظر ڈالین گے اور یہ بھی خیال کرلین کہ یہ احکام بجنسہ وہی ہین جو دو ہزار سال قبل منو کی شاستر مین درج ہوے تھے تو اُس وقت ہم اِس امر کا اندازہ کرسکین گے کہ یہ ہندو دماغ کتنی صدیون سے ایک ہی سانچے مین ڈھلتا چلا آیا ہے اس باب سے ہم بحث کرچکے اب ہم اُن خصایص عام کی طرف متوجہ ہون گے جو ان اسباب سے پیدا ہوئی ہین -

فصل دوم - اخلاقی اور دماغی خصائص جو ہندؤن مین مشترک ہین

ہندو قوم کی کمزوریان | ظاہر ہے جو اقوام صدیون تک اُن اسباب جسمانی و دماغی کے علاوہ رہ گئے ہون جن کا ذکر اوپر ہوچکا اُن مین وہ عملی قوت اور مضبوطی نہین آتی جو اقوام آزاد مین ہے - اگر ان مین یہ قوت تھوڑی سی بھی ہوتی تو یہ مدت کا اپنے تئین خارجی حکومت سے چھڑا لیتے پس ہمین تعجب نہین ہوتا کہ ہندؤن مین بھی اِس قسم کی کمزوریان موجود ہین جو ایسی اقوام مین ہوتی ہین - جنہون نے مدت دراز تک دوسرون کی جوتیان اُٹھائی ہین - بطور عام کہا جاسکتا ہے کہ ہندو کمزور - پست ہمت اور کائیان ہے اور حکمت عملی اور ریاکاری سے کام لینے کا عادی -

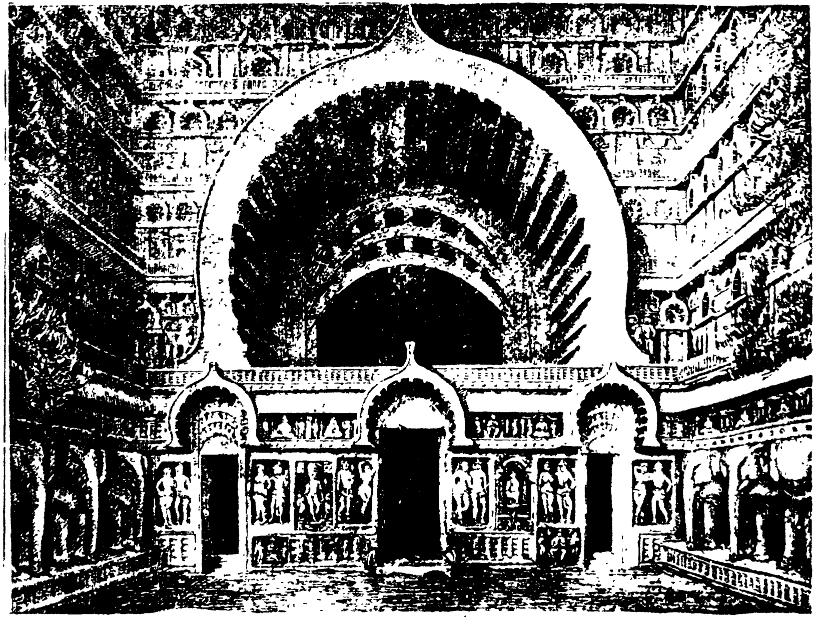
اس کے اخلاق مین خوشامد اور بجاجت ہے اور حب الوطنی کا نام تک نہین ہے صدیون کی طوائف الملوکی حکومت نے اُسے اس خیال کا عادی کر دیا ہے کہ کسی غیر کی اطاعت کرے اور جب وقت تک یہ حاکم اُس کے ذاتی اور مذہبی اعتقادات مین دخل نہ دے وہ نہایت ہی تسلیم و رضا کے ساتھ اطاعت مین سرگرم رہتا ہے اور اُنہی چاولون پر جو اس کے پیٹ کے لئے کافی ہین قناعت کرتا ہے۔

ہندوؤن کی فطرت کی کجی

ہندو ایک نہایت نرم اور صابر اور پوری طرح سے قسمت پر قانع قوم ہے اُس کے وہ عیوب جو زیادہ تر یورپیون کے نظرون مین آتے ہین وہ کاہلی ہے۔ اور ناعاقبت اندیشی اور ہر قسم کی مستعدی کا نہ ہونا۔ یہ آخر الذکر عیب اُن کی فطرت کی کجی ہے۔ کیونکہ اسی سے ہماری سمجھ مین آتا ہے کہ تیس کروڑ مخلوق کیونکر پچھتر ہزار انگریزون کے محکوم ہو گئے جنہین وہ بادنیٰ کوشش اُسی طرح نیست و نابود کر سکتے ہین جیسے ٹڈیون کا دل کھیتون کو لیکن ہندوؤن کو کبھی یہ خیال ہی نہین آتا سنہ ۱۸۵۷ء مین جب کہ فوج انگریزی کے سپاہیون نے بلوہ کیا تھا تو اُسے سمجھنا چاہئے۔ وہ صرف ایک محدود اور مقامی شعلہ تھا جس مین تمام خلقت کو کوئی دلچسپی نہ تھی۔

ہندوؤن مین ذہن و ذکاوت ہے مگر عملی قوت کی کمی ہے۔

ہم آگے چل کر دکھائین گے کہ ہندو کی دماغی قوتین کس طرح یورپیون کی دماغی قوتون سے کم نہین ہین لیکن ان مین عملی قوت کی سخت کمی ہے اور یہی کمی انہین ہمیشہ اقوام مغربی کا محکوم رکھے گی۔ مین ہمیشہ کا لفظ اس لئے استعمال کرتا ہون کہ جس قدر انسان تاریخ عالم کا مطالعہ کرے اور ترقی اور تنزل کے نتائج پر نظر ڈالے۔ اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ بنی نوع انسانی کی تاریخ مین عملی استقلال اور عملی قوت کو بہت زیادہ دخل ہے۔ بمقابل محض قوت دماغی اور ذہن و ذکا کے عملی قوت نے صفحۂ عالم مین بڑے بڑے مذاہب اور بڑی بڑی حکومتین قائم کین نہ کہ ذہن و ذکا نے اگر ہم دو اقوام فرض کر لین جن مین سے ایک بہت ہی ذہین و عاقل ہے اور علم کے زیور سے آراستہ ہو۔ لیکن اُس مین کسی قسم کی ایثار نفس کی قوت نہین ہے اور دوسری قوم جس کی قوت دماغی محدود ہے لیکن اُس مین اعلیٰ درجہ کا استقلال اور ایثار نفس کی قوت مجتمع ہے پس جس وقت یہ دونون قومین آپس مین لڑین تو ہم آسانی پیشین گوئی کر سکتے ہین کہ دوسری قوم پہلی قوم کو زیر کر لے گی۔



(۳۱) کاملی کے زیرزمین مندر کا رکاو

ہم نے اپنی دوسری تصانیف میں ان اصول پر بہت کچھ زور دیا ہے - لیکن اسی وجہ سے کہ تاریخ عالم میں بہت سے واقعات ہیں جو بلا ان اصول کو تسلیم کیے ہوئے سمجھ میں نہیں آتے - مثلاً رومیوں نے یونان پر حکومت کی - اور نیم وحشی اقوام عرب نے ریگستان سے نکل کر کل یونان و روم کی حکومت کو زیر و زبر کر دیا - مسلمانوں نے ہندوستان میں حکومت کی - اور اس وقت انگریز اس عظیم الشان ملک میں ایک سرے سے دوسرے تک سلطنت کر رہے ہیں - ان کل واقعات تاریخی کے پیدا کرنے میں بہت بڑا جزو ان اقوام فاتح کی مستعدی اور قوت عملی ہے نہ کہ ان کا ذہن و ذکا - کیونکہ انسان کی کل قوتوں میں قوت عملی کا سب سے پہلا درجہ ہے -

قسمت کے اعتقاد نے ہندوؤں کو مفلوج کر رکھا ہے

اس مستعدی کی کمی کے ساتھ ہندوؤں میں قسمت کا زبردست اعتقاد ہے جو انہیں اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اُن کل چیزوں کو جو اُن کی ذات اور مذہب سے متعلق نہیں ہے بے پروائی سے دیکھیں اور شدید سے شدید ظلم کو قسمت کا لکھا سمجھ کر قبول کریں ہندو اُن معنوں میں بہادر نہیں ہیں جیسا یورپ والے اس لفظ کا مفہوم سمجھتے ہیں - لیکن اس کے ساتھ ہی اُسے جان کی مطلق پروا نہیں اور موت سے وہ نہیں ڈرتا نہ اُس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ قسمت اُن کا فیصلہ کر چکی ہے اور اُس کی کُل کوششیں بیکار و لاحاصل ہوں گی - ہندوؤں کی رضا و تسلیم و بے پروائی کا یہ نتیجہ ہے کہ جن ذرائع سے مغربی اقوام میں ایک بہت بڑا جوش پیدا ہوتا ہے وہ یہاں بالکل بیکار ہیں اور ان پر کچھ اثر نہیں کرتے ایسے شخص کو جو زندگی و موت کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے اور بھاری سے بھاری بدتر سے بدتر سزاؤں اور جیل میں جانے کو اپنی بے عزتی نہیں خیال کرتا جس کی ساری زندگی کا مآل یہ ہے کہ اُسے دو چار مٹھی چاول روزانہ قوت بسری کے لیے ملا کریں - کون سی چیز متاثر کر سکتی اور جوش میں لا سکتی ہے - جس وقت یہ قوت لاہوت مٹ گئی - تو پھر اُسے کوئی چیز خواب غفلت سے بیدار نہیں کر سکتی - کسی بندہ و دستکار کو کتنی ہی قیمت کیوں نہ دی جائے کہ وہ ایک وقت معین پر کوئی چیز طیار کر دے وہ وعدہ تو بیشک کرے گا لیکن [illegible] وقت پر دے گا اُس کے خیال میں کل کا روز اس قدر دور اور بے ثبات ہے کہ وہ آج اس کے انتظام میں [illegible]

یوروپی مزدور ہمیشہ ہندوؤن سے کام لینے کے عادی ہوگئے ہین اور انہین علی الصباح مزدورون کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ انہین رات کو اپنے دروازہ پر سُلاتے ہین اور گھر نہین جانے دیتے۔

ہندو مین وقت کی پابندی کا خیال بہت کم ہے

ہندوؤن کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض چھوٹی چھوٹی باتین بھی جو وراثت کی وجہ سے ہمارے خمیر مین داخل ہوگئی ہین بعض اقوام مین بالکل ہی مفقود ہین۔ مثلاً وقت کی پابندی۔ جس وقت ریل ہندوستان مین پہلے پہل نکلی تو ہندو مسافر گاڑی آنے سے دو دو اور تین تین گھنٹے بعد اسٹیشن پر پہونچا کرتے تھے۔ جب انہین معلوم ہوگیا کہ ریل ان کے لیے ٹھیر نہین سکتی تو اب وہ دو دو تین تین گھنٹے قبل وہان پہونچ جاتے ہین۔ اُن کی عدم پابندی وقت مین کوئی فرق نہین آیا۔ صرف اسی قدر ہوا کہ باصطلاح جبر و مقابلہ اُن کا عمل مُثبت سے منفی ہوگیا۔ مجھے ہر طبقے کے ہندوؤن سے سابقہ پڑا ہے جن مین سے بعض یوروپی یونیورسٹیون کے تعلیم یافتہ بھی ہین۔ لیکن مین نے انہین کسی کام مین کبھی ٹھیک وقت پر آتے ہوئے نہین دیکھا۔ برخلاف اس کے ہندوستان مین کوئی انگریز کبھی وقت سے نہین چوکتا۔

اب ہم ہندوؤن کے اُن مشترک خصایص پر نظر ڈالین گے جو ان کے اخلاق سے متعلق ہین اور درست نتیجہ نکالنے کے لیے ہمین ضرور ہے کہ ہم اولاً اُن کے اُن تعلقات سے بحث کرین جو اُن مین اور یوروپیون مین ہین اور پھر اُن کے باہمی تعلقات سے۔

ہندوؤن کے بعض اخلاق اوصاف

یوروپی ہندوؤن کی یہ شکایت کرتے ہین کہ یہ ریاکار ہین اور ان مین مطلق سچائی نہین لیکن وہ بھول جاتے ہین کہ یہ عیوب مالک اور غلام کے تعلقات مین ہمیشہ لازمی ہین۔ اگر رسوم و عادات و قانون کی پابندی۔ مذہب کی حُرمت۔ ایک دوسرے کی عظمت۔ اور اعلیٰ درجہ کی مُدارات و رواداری۔ کو ہم اخلاق کا معیار قرار دین تو کہہ سکتے ہین کہ متوسط طبقات کے ہندو انہین طبقات کے یوروپیون سے بہت بہتر ہین۔ ہم متوسط طبقات کا لفظ اس لیے استعمال کرتے ہین کہ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ جس قدر ہم اوپر جاوین۔ اعلیٰ طبقات کے خوش چلنی اور اخلاق مین کمی معلوم ہوتی ہے۔ ایک خاص طبقے مین جس کا ذکر ہم آگے چل کر کرین گے یعنی وہ

ہندو جنہون نے یوروپی تعلیم پائی ہے۔ وہ معیار سے کم درجے مین ہین۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خیال کس قدر غلط ہے کہ تعلیم سے اخلاق درست ہوتے ہین اور ہمین یقین ہوجاتا ہے کہ ایک طریقہ تعلیم جو کسی خاص قوم کے لئے نہایت مفید ہو۔ کسی دوسری قوم کے لئے نہایت مُضر ہوجاتا ہے۔

ہندوون کی خیرات

ہندوون کی خیرات خود اُن کے اپنی ذات کے لوگون تک محدود ہے۔ لیکن یہ اُن کے مذہب کی تعلیم ہے۔ مذہبی احکام نے کل جرایم کی مدارج بھی قایم کردئے ہین۔ مثلاً قانون منوشاستر کی رو سے برہمن کے مقابل مین ایک ادنیٰ جرم بھی شدید سے شدید سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے وہی جرم اگر شودر کے مقابل مین کیا جاوے تو محض خفیف خیال کیا جاے گا۔

عام ہندوون کے اخلاق کی بعض خوبیان

عوام الناس کے اخلاق کے متعلق مین یہان ایک مشہور انگریز مصنف پروفیسر مونیر کی کتاب سے نقل کرتا ہون۔ وہ لکھتے ہین کہ مین نے یورپ کے کسی حصے مین ایسی قوم نہین دیکھی ہے جو مذہب کی پابندی، فرائض کے ادا کرنے اور حکومت کی اطاعت گزاری۔ اور علم و بزرگی والدین کی قدردانی اور تعظیم و تکریم مین۔ ہندوون کا مقابلہ کرسکے۔ ہندوون مین عیوب موجود ہین لیکن اس قدر نہین جتنے یوروپیون مین۔ مجھے بہت شک ہے کہ کسی طبقے کے ہندو جرائم اور بداخلاقی مین اس قدر بُرے ہون جیسے اُسی طبقے کے یوروپی۔

ہندوون کی دماغی حالت

ہندو کے خصائص مشترک کو بیان کرنے کے بعد اب ہم ان کے دماغی حالت سے بحث کرین گے اور اس کے لئے ہم انہین یوروپیون سے مقابلہ کرین گے۔ درست نتیجہ نکالنے کے لئے ضرور ہے کہ ہم ان دونون اقوام کے مختلف طبقات کو لین اور ان کا باہمی مقابلہ کرین۔

متوسط ہندو اور متوسط یوروپی کا مقابلہ

اگر ہم ہندوون کے طبقات درمیانی کو لین تو اس مین شک نہین کہ یہ یوروپیون کے طبقات درمیانی سے بدرجہا بہتر ہین۔ ہندو مین بطور خود کسی کام کرنے کی صلاحیت کم ہو اور وہ اس قدر زبردست نہین ہین کہ جتنا یوروپی۔ لیکن جتنے کام یوروپی کرسکتا ہے وہ یہ بھی نہایت آسانی سے کرتے ہین اور اکثر اوقات

بہت کم ہتھیارون کے ذریعہ سے لکڑی پتھر اور دھات کا کام۔ اسی قدر عمدہ کرتے ہین جیسا کوئی یورپی۔ ایک ہی قسم کے کام کو متواتر کرنے سے جو کمی یورپی کے قوت دماغی مین واقع ہوئی ہے وہ ہندوون مین نہین ہے اور صنعت کے کام مین خصوصاً فن تعمیر مین یہ یورپ سے گوے سبقت لے گئے ہین۔

معتدل درجہ کے پیشون مین ہندو یورپ سے کم نہین ہین

اُس قسم کے پیشون مین جن مین ایک معتدل درجہ کا ذہن وذکا درکار ہے۔ ہندو قریب قریب یورپیون کے برابر ہین۔ مثلاً وکلا۔ انجنیر اور ڈاکٹر۔ یورپیون سے ہرگز کم نہین ہین۔ نقشہ کشی مین۔ انجن چلانے مین یا ٹیلیگراف کے کام مین بھی مساوات ہے۔ حکومت انگریزی کے کل دفاتر اور ڈاکخانون بنک۔ ریلوے۔ وغیرہ مین زیادہ تر ہندو کام کرتے ہین۔ لیکن جب ہم اوپر کے مدارج پر پہنچین جہان بطور خود کسی کام کے کرنے کی ضرورت واقع ہوتی ہے یا بہت سے اسباب پر غور کرنے کے بعد کوئی راے قایم کرنی پڑتی ہے یا کسی چیز کو اختراع کرنا پڑتا ہے تو اُس وقت ہندوون کی کمی کُھلے طور پر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ کسی بڑے حرفتی کارخانے کو چلانا۔ آدمیون پر حکومت کرنے علمی تحقیقات کو جاری کرنا۔ علمی اختراعات واکتشافات پیدا کرنا۔ غرض وہ کُل کام جو انسان کو بلا دوسرے کے ہدایت اور خود اپنی راے سے کرنا پڑتا ہے۔ ہندو مطلق نہین کرسکتے بہ مثل یورپیون کے انجن و ٹیلیگراف سے کام تو لے سکتے ہین۔ لیکن کسی ہندو نے کبھی کوئی انجن یا ٹیلیگراف کا مشین اپنے ہاتھ سے نہین بنایا یا اس مین کوئی اختراع کی نہین بطور اختصار ہم کہہ سکتے ہین کہ اگر سرسری طور پر ایک ہزار یورپی لے لیے جاوین تو ان مین سے نوسو پچانوے ۹۹۵ ایسے ہون گے جو دماغی قابلیت کے لحاظ سے ہندوؤن سے بہتر نہین ہین۔ لیکن ان ایک ہزار یورپیون مین چند اشخاص ایسے ضرور ہون گے جو قابلیت مین تمام ہندوؤن سے بہت زیادہ ہین۔

اصل متمدن و نیم متمدن اقوام مین کس بات کا فرق ہے۔

مین نے اپنی دوسری تصنیف مین اس امر کو دکھایا ہے کہ اعلیٰ طبقے کی اقوام اور نیم متمدن اقوام مین دماغی قوتون کی کمی وبیشی کا فرق نہین ہے۔ بلکہ فرق یہ ہے کہ کم متمدن اقوام مین ایسے اشخاص مطلق نہین ہوتے جو ایک درجہ ترقی سے اوپر بڑھے ہون۔ یہ ایک بہت بڑا



اصولی مسئلہ ہے جس کا ثبوت علم النفس سے ہوسکتا ہے۔ سیکڑون کھوپڑیون کے پیمایش کرنے کے بعد مین نے اس امر کو دکھایا ہے کہ اعلیٰ اقوام مین فیصدی چند اشخاص ایسے ہوتے ہین۔ جن کے سر بہت ہی بڑے ہین۔ برخلاف اس کے ادنیٰ اقوام مین بڑے سر ہرگز نہین پائے جاتے۔

ہندؤن اور یورپیون کے اعلیٰ طبقات مین کیا فرق ہے

ان عام اصول سے اترکر اگر ہم اس امر کو معلوم کرنا چاہین کہ ہندون کے اعلیٰ طبقات اور یوروپیون کے اعلیٰ طبقات مین کیا فرق ہے تو ہمین معلوم ہوجاوے گا کہ ہندون مین مادہ تحقیق۔ اور علمی جانچ پڑتال۔ خود بخود کام کرنے کی قابلیت معقول راے اور استدلال کی سخت کمی ہے ان کا تخیلہ زیادہ قوی ہے اور مبالغہ کی عادت ہے۔ یہ مطلق کسی چیز کو اس کی اصل حالت مین دیکھ نہین سکتے۔ یہ عیوب اس قسم کے ہین۔ جن کی تلافی ان کی قوت حافظہ و قوت آخذہ سے بالکل نہین ہوتی قوت استدلال تو کچھ تھوڑی سی ان مین ہے لیکن ان کا استدلال بال کی کھال نکالنے پر محدود ہے وہ استدلال جس کی اصلی غرض یہ ہے کہ مختلف واقعات کا مقابلہ کیا جاوے اور ان کے تناسب و اختلاف کی بنا پر نتائج قائم کیے جاوین ان مین بالکل پایا نہین جاتا۔

ہندوون مین تحقیق کی کمی

تحقیق کی کمی ہندؤن کی بہت بڑی خاصیت ہے۔ ان کی نظرون مین نہ صرف تمام عالم کی چیزین ایک غیر معین حالت مین جو کے اندر تیرتی ہین بلکہ جو چیز ہے وہ اپنی فطرتی صورت سے بدلی ہوئی ہے گویا اُن محدب آئینون کا عکس ہے جن مین ہر ایک چیز ٹیڑھی بگڑی نظر آتی ہے۔ ان کی مذہبی کتابین ان کی تاریخی حکایات اور ان کی افسانے متضاد خیالون سے بھرے ہوئے ہین۔ لیکن یہ تضاد ان کو کبھی محسوس نہین ہوتا۔ انہین متضاد باتون اور بے سروپا خیالات کے وجہ سے ان کے مذاہب یہان تک کہ خود مذہب بدھ بھی مطلقاً یوروپی علما کے سمجھ مین نہین آتا۔ کیونکہ اُن کے دماغ منطقی استدلال اور درست الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہین۔ مثلاً دہریت اور خدا کے انکار کے خیالات مین اور وحدیت وجود کے مسئلہ مین ہمارے نزدیک بہت ہی بڑا اختلاف ہے۔ لیکن ہندؤن کو یہ اختلاف بالکل محسوس نہین ہوتا اور اُن کی بعض کتابون مین ان دونون

مسائل کی ایک ہی جگہ تعلیم کی گئی ہے۔

علوم طبعی مین ہندوون نے بہت کم ترقی کی — یہ تحقیق کی کمی اور بے سروپا خیالات علوم نظریات اور قصص وحکایات مین تو چل جاتی ہے لیکن ایسے مسائل مین جہان تحقیق لازمی ہے مطلق نہین چلتی۔ اسی وجہ سے علوم طبعی مین ہندوون نے ایک معمولی ترقی بھی نہین کی ہے۔ اس مین شک نہین کہ جو کچھ پرانے زمانے مین عربون نے سکھایا تھا اور اب یوروپ سکھا رہے ہین۔ اس کو انہون نے ازبر کر لیا ہے۔ لیکن اس علوم سے وہ کچھ کام نہ لے سکے اور نہ انہون نے کوئی ایجاد و اختراع کی ہے۔

ہندوون مین تاریخ کی کمی — یہی تحقیق کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے ان ہزارہا جلدون مین جو ہندوون نے اپنی تین ہزار سال کے تمدن مین تصنیف کی ہین۔ ایک تاریخی واقعہ بھی صحت کے ساتھ درج نہین ہے۔ اس زمانہ کے کسی واقعہ کو معین کرنے کے لئے ہمین بالکل بیرونی چیزون سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان کی تاریخی کتابون مین وہ عجیب خاصیت ہر چیز کو غلط اور غیر فطرتی صورت مین دیکھنے کی نہایت بیّن طور پر پائی جاتی ہے اور انسان کو اس خیال پر مجبور کرتی ہے کہ ان کا دماغ ہی ٹیڑھا ہے۔

ہندوون کی حالت — الغرض ہندوون کے خصائص مشترک پر نظر ڈالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عوام الناس یورپ کے عوام الناس سے درجہ مین کم نہین ہین۔ لیکن ان مین اعلےٰ اشخاص کی بہت ہی کمی ہے۔ عامہ خلقت مین مستعدی اور استقلال اور قوت عمل بالکل نہین پائی جاتی۔ اور یہ ہزارہا ذاتون مین منقسم ہو گئے ہین۔ جن مین سے ہر ایک بجائے خود ایک علیحدہ قوم ہے۔ جس کے اغراض دوسرون سے بالکل علیحدہ ہین۔ ان امور کے لحاظ سے بخوبی سمجھ مین آتا ہے کہ ہندوستان اس وقت تک کیون کر محکومیت کی حالت مین رہا ہے اور آیندہ بھی رہے گا یہ ایک دائمی غلام ہے جو ہمیشہ کسی نہ کسی بیرونی حکومت کا تابع رہے گا۔

اب ہم تمدن انسانی کے دو بڑے اجزا مذہب اور اقوام کا بیان کر چکے۔ ان کے علاوہ اور

اجزا ارتقی بھی ہین لیکن ان کا درجہ اوّل ہے۔ ان ابتدائی تحقیقات کو تمام کرنے کے بعد اب ہم اُن مختلف تمدنون پر نظر ڈالین گے جو ہندوستان مین وقتاً فوقتاً قائم ہوئے اور جنہون نے یہان کی اقوام مین تغیرات عظیم پیدا کر دیے۔

کتاب سوم۔ ہندوستان کی تاریخ

باب اوّل۔ ہندوستان کی تاریخ قبل یورپی فوج کشیون کے

فصل اوّل۔ تاریخ ہندوستان کے منابع

قدیم ہندون کوئی تاریخ نہین

قدیم ہند کی کوئی تاریخ ہی نہین ہے۔ ان کی کتابون مین متعلقہ تاریخی واقعات درج نہین ہین؛ اور نہ ان کی عمارات اور یادگارون سے اس کمی کی تلافی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سے پرانی یادگار بمشکل تیسری صدی عیسوی سے ماقبل کی ہے۔ علاوہ چند مذہبی کتابون کے جن مین بعض تاریخی واقعات کہانیون اور حکایات کے اندر دفن ہین۔ قدیم ہند کے حالات کا معلوم کرنا اسی قدر مشکل ہے جیسا کہ اُس خیالی جزیرۂ اٹلانٹس کا جو بقول افلاطون انقلاب ارضی کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔

وید۔ رامائن مہابھارت و منوشاستر

قدیم ہنود کی صرف ایک تصنیف ہے جس کی طرف ہم تاریخی واقعات کو تلاش کرنے کے لیے رجوع کر سکتے ہین۔ یہ اُن کا وید یعنی مذہبی نظمین ہین جو مختلف ازمنہ مین لکھی گئین۔ اور ان مین سے قدیم سے قدیم کا زمانہ تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح کا ہے۔ اس کے بعد درجہ رامائن اور مہابھارت کا ہے اور پھر منو کا شاستر ہے۔ مسیحی صدیون کے درمیان مین بھی ویسی تاریخی مواد موجود نہین ہے ان مین صرف پُران ہین۔ جو مختلف اوقات مین لکھے گئے ہین اور سب سے قدیم ان مین سے آٹھوین صدی

مسیح کے بعد کا ہے۔ پُران عجیب وغریب کہانیوں سے بھرے ہوئے ہیں جن میں سے ہمارے
موجودہ طریقۂ تحقیق کے موافق کوئی تاریخی مادہ نہیں نکل سکتا۔ ہندوستان کا تاریخی زمانہ فی الواقع مسلمانوں کی
فوج کشی کے بعد سے شروع ہوا اور ہندوستان کے پہلے مؤرخ مسلمان ہیں۔

قدیم سفرنامے اس زمانہ کی تاریخی موادوں میں سفرناموں کو بھی شامل کرنا ہے۔ اگرچہ یہ سفرنامے بہت ہی
معدود ہیں۔ زمانۂ قبل مسیح کے لئے ہمارے پاس میگستھنیز کے بیانات کا صرف انتخاب رہ گیا ہے
یہ شخص چندرگپت بادشاہ مگدھ کے دربار میں یونان کی طرف سے سفیر ہو کر آیا تھا اور اس کا زمانہ تقریب
تین سو سال قبل مسیح ہے۔ اس زمانہ سے لیکر مسلمانوں کے فتوحات تک صدیوں کی بابت کچھ خبر
صرف یونانی مصنفین کے بیانات ہیں اور ان سے [illegible] چینی [illegible] کے سفرنامے ہیں جنہوں
نے اس ارض مقدس کا سفر کیا ہے۔ ان میں سے فاہیان نے پانچویں صدی عیسوی میں اور ہیونسانگ نے
ساتویں صدی عیسوی میں [illegible] ان کے سفرنامے [illegible] مسلمانوں [illegible]
کے لئے سب سے [illegible] بات [illegible]

قدیم عمارتیں [illegible] کتبے [illegible]
[illegible]
شامل ہیں [illegible] قدیم [illegible]
پراگندہ کئے گئے تھے۔ [illegible]
مسیح [illegible] یادگاروں سے ہمیں بہت [illegible]
[illegible] معلوم ہوتے [illegible]
تھی [illegible] یادگاروں کے سوا [illegible]
اُن مقامات کی [illegible] جہاں [illegible] جاتے ہیں [illegible]

کے ذریعہ سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ کئی صدی اسکندر کے بعد بھی جب کہ یونانی مطلق ملک مین باقی نہین رہے تھے یونانی صنعت کا کس قدر اثر ہندی صنعت پر تھا - اسی طرح سنسکرت کا رتقصا دیرسے ہمین کل اُن مدارج کا پتہ لگتا ہے جو ہندوستان کے مذاہب نے قدیم الایام سے اس وقت تک طے کئے ہین -

ہندوؤن مین مذہب تمدن کی جڑ ہے اور مشرقی اقوام کی طرح ہندوؤن مین بھی مذہب سارے تمدن کی جڑ ہے اور ہندوستان کی تاریخ مین تو مذہب کا اتنا بڑا حصہ ہے کہ ہم صرف تغیرات مذہبی کو تاریخ بنائے تقسیم قرار دے سکتے ہین البتہ یہ تقسیمین بہت ہی وسیع ہون گی کیونکہ ایک مذہبی زمانہ دوسرے مذہبی زمانہ سے تعین طور پر علیحدہ نہین ہے بلکہ ایک دوسرے مین ملے ہوئے ہین تاہم یہ زمانے حسب ذیل ہین -

اوّل ویدکا زمانہ - دوم برہمنی زمانہ - سوم مذہب بدھ کا زمانہ - چہارم برہمنی مذہب کی تجدید - پنجم اسلام کا زمانہ ششم یورپیون کا زمانہ -

فصل دوم - ویدکا زمانہ

ویدی زمانہ ویدی زمانہ کی ابتدا تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح ہے - یہ وہ زمانہ ہے جب اقوام آریہ نے ہندوستان پر چڑہائی کی - تاریخ ہند کا یہ زمانہ بالکل افسانہ کا زمانہ ہے - ویدفی الواقع ایک مذہبی کتاب ہے اور سب سے قدیم رگ وید ہے جس کو اقوام آریہ کی انجیل کہنا بجا ہوگا -

آریہ قوم یہ آریہ جو پہلے ہمالیہ کے اطراف مین اور پنجاب تک بسے تھے چھوٹے چھوٹے قبیلون مین شبانی زندگی بسر کرتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے ملک پر بتدریج چڑہائی کی - اس قدیم زمانہ مین ان مین ذات کا وجود نہ تھا یہ صرف اجرام سماوی اور قوائے فطرتی کی پرستش کرتے تھے اور ان مین

نہ تعمیر کا فن تھا اور نہ بت تراشی کا جن اقوام کو یہ مسخر کرتے تھے انہیں صرف ایک نئی زبان اور نیا مذہب سکھاتے یہ ویدی زمانہ کے آریا تصنیف سے واقف تھے لیکن فن تعمیر سے واقف نہ تھے اور ان کی کتابون مین کہین پتہ نہین لگتا کہ انہون نے کوئی پتھر کا مندر یا قصر تعمیر کیا ہو۔

عمارات کا شروع ہونا — اس وقت ہم ویدی زمانہ کی بابت اس سے زیادہ کچھ نہین لکھ سکتے۔ اس تصنیف کے اُس باب مین جہان آریائی تمدن کی تاریخ سے بحث کی گئی ہے ہم پھر اس مطلب پر غور کرین گے اور نیز ہم اُس دوسرے تاریخی زمانہ سے جس کا نام برہمنی زمانہ رکھا گیا ہے بحث کرین گے۔ اس زمانہ کے لئے بھی تاریخی مواد بہت کم ہین۔ لیکن رامائن اور مہابھارت سے جو اس زمانہ کی تصنیفات ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ہندوستان مین ہر طرف شہر تھے اور مندرون کی تعمیر شروع ہوگئی تھی لیکن اس وقت تک ہمین اس قرن کی عمارتون کا پتہ نہین لگا ہے اور نہ ان کے کھنڈر کسی مقام پر پائے گئے ہین۔

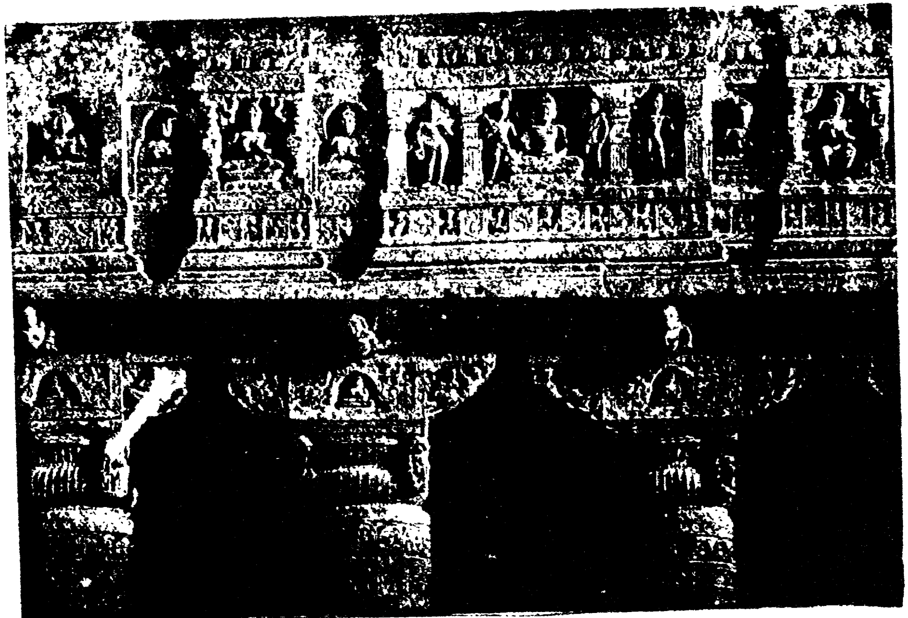
فصل سوم — بدھ زمانہ

سکندر کی فوج کشی — بدھ مذہب کی ابتدا کا زمانہ مخصوص دلچسپی کا زمانہ ہے اور اس مذہب کی ابتدا سے جو حالات ہم تک پہنچے ہین ان کا شمار کہانیون مین ہے۔ سکندر کی فوج کشی کے بعد قریب ۲۵۰ قبل مسیح مین جب بدھ مذہب تمام ہندوستان کا شاہی مذہب ہوگیا اس وقت سے ہمین صحیح حالات معلوم ہونے لگے اور کہانیون کی مدد سے تاریخ کا صاف میدان نظر آنے لگا۔ لیکن یہ حالت زیادہ دنون نہ رہی۔ اسکندر کی فوج کشی کا زمانہ ۳۲۷ قبل مسیح ہے۔ ایران کے ملک کو فتح کرنے کے بعد اسکندر نے ہندوستان کا رخ کیا اور اُس کی غرض یہ تھی کہ تمام ایشیا کو فتح کرے۔ اُس وقت پنجاب چھوٹی چھوٹی خودمختار حکومتون مین منقسم تھا جن مین باہمی سخت عداوت تھی اور اسی وجہ سے اسکندر نے

آس پاس کی ریاستیں زیر کیا۔ سکندر ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے آیا جس کی جان یونانی تھے لیکن اس میں کثرت سے ایرانی سپاہی بھی شریک تھے۔ اس کے ساتھ ہندوستان کی راستہ دکھانے والے بھی موجود تھے اور وہ بعض راجاؤں کے ساتھ خاص کر ٹیکسلا کے راجہ سے خط وکتابت کر چکا تھا۔ یہ ریاست سندھ کے بائیں کنارہ پر اس ندی اور جہیلم کے درمیان میں واقع ہوئی تھی۔ اسکندریہ کاکیشیا یعنی بلخ سے روانہ ہو کر اس شہر تک آیا جس کا موجودہ نام کابل ہے۔ ہندوستان میں داخل ہونے کے بعد وہ [illegible] سے مقابل ہوا جو [illegible] پنجاب کے [illegible] تھا۔ سکندر نے پورس کو شکست دی لیکن پھر اس سے صلح کر لی۔ [illegible] راجاؤں نے اپنے اطاعت نامے بھیجے کئی لڑائیاں ہوئیں اور سکندر بیاس ندی تک پہنچا یہاں آکر اس کی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا اور اس نے اس مقام پر بارہ قربان گاہیں بنائے۔ جب اسکندر جہلم تک واپس آیا تو اس نے ایک بیڑا جہازوں کا تیار کیا اور ان کو سندھ کی ندی میں چلایا۔ اور اس کے بعد سکندر پٹالہ کے مقام پر جو سندھ کا دہانہ تھا پہنچا یہاں [illegible] نیارکس کے ساتھ بیڑا روانہ کیا اور اپنی فوج کے [illegible] کی سپہ سالاری میں کارمینیا کی طرف روانہ کیا [illegible] روز میں جہاز خلیج فارس کو پہنچ گئے اور خود اسکندر [illegible] اور فوج نے واپس آنے کی خوشیاں منائی گئیں۔

سکندر کی فتح ہند کے نتائج اگرچہ ہندوستان سے [illegible] ہندوستان پر [illegible] نہیں ہوا اور چند ہی روز کے بعد اس کی وفات کے بعد یونانی حملہ آوروں کا نشان تک [illegible] لیکن چونکہ یہ پہلا ہی موقع تھا جب کہ ہندوستان کو یورپ سے کام پڑا اس کے تمدنی تاریخ البتہ پر اثر ہوا۔

چندر گپت موریہ سکندر کی واپسی کے بعد ایک ہندو راجہ چندر گپت نے جو پنجاب کے



(۳۲) اجنتا کے ایک مندر کی اندرونی آرائش

شکست کھائے ہوئے راجاؤن مین تھا اور جسے یونانیون نے سینڈراکاٹس کا نام دیا ہے بتدریج اپنی حکومت تمام شمالی ہند مین پھیلالی اور اسکندر کی چھاؤنیون کا قلع وقمع کردیا۔ چندرگپت نے اِس مگدھ کے ملک کا دارالحکومت پاٹلی پتر یعنی پٹنہ مین قائم کیا اور اس بادشاہ کی شہرت اس قدر ہوئی کہ سیلیوکس نکٹیار نے جو اسکندر کے بعد شام اور بابل اور اُس تمام ملک کا جو فرات اور سندھ کے درمیان واقع ہوا ہے بادشاہ ہوگیا تھا۔ چندرگپت کے دربار مین سنہ [illegible] قبل مسیح کے قریب ایک سفیر بھیجا جس کا نام میگستھنیز تھا یہ سفیر ایک مدت تک پاٹلی پتر مین رہا اور اُس نے جو حالات لکھے ہین اُن کا صرف ایک جزو ہم تک پہنچا ہے جس سے ہمین اس زمانے کے معاملات کا صحیح اندازہ ہوسکتا ہے۔

یونان وہند کے تعلقات

یونان وہند کے تعلقات صرف اسکندر کی فوج کشی اور میگستھنیز کی سفارت ہی تک محدود نہین رہے۔ اگرچہ اس زمانہ کی کوئی تاریخ تو ہمارے پاس نہین ہے لیکن عمارت کے کھنڈر اور سکہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ سیلیوکس کے جانشینون نے پنجاب کو فتح کرلیا تھا اور متھرا تک اپنی حکومت قائم کرلی تھی۔ [illegible] قبل مسیح مین ایک قسمت آزما سپاہی جس کا نام مینینڈر تھا [illegible] کے خطہ پر قابض ہوگیا تھا۔ ان یونانی حکومتون کی نشانیون مین صرف سکہ جات اور سنگتراشی رہ گئی ہین۔ سیتھیون کی چڑھائی سے کس قدر پہلے یونانیون کا قدم ہندوستان سے بالکل اُٹھ گیا تھا۔ یہ اقوام پہلی صدی قبل مسیح مین ہندوستان مین آئین اور انھون نے پنجاب اور راجپوتانہ تک فتح کرلیے لیکن ان کی حکومت بہت چند روزہ رہی اور پہلی صدی عیسوی مین [illegible] ہندوستان سے نکال دیے گئے۔ اس تاریک زمانہ تاریخی کو چھوڑ کر اب ہم چندرگپت [illegible]

اشوک

چندرگپت کا پوتا مشہور اشوک تھا جس کا [illegible] بودھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے باپ کے [illegible] قتل کرنے کے بعد اپنا تسلط کل شمالی ہند پر کرلیا۔ اس کے [illegible]

ہوئی ہین اور جن پر اس کے احکام کندہ ہین - یہ افغانستان سے لیکر بنگال تک اور ہمالیہ سے لیکر نربدا تک موجود ہین مغرب کی طرف بلخ کی یونانی حکومت اس کی حد تھی -

فن تعمیر ہندوستان کے فن تعمیر کی تاریخ اس بادشاہ کے وقت سے شروع ہوتی ہے بہت سے ستون جو اس نے اپنے احکام شایع کرنے کے لیے تعمیر کرائے تھے وہ اب تک موجود ہین اور بُرہت وسانچی کی منبت تصاویر بھی جو بدھ مذہب کی تاریخ مین اس درجہ باوقعت یادگارین ہین اسی زمانہ کی یا چند روز اس کے مابعد کی ہین - اس کے قصرون مین سے کوئی قصر باقی نہین رہا ہے لیکن چینی بدھ زوّار فاہیان جس نے پاٹلی پتر کے قصر کے کھنڈر دیکھے تھے اُس عمارت کی بڑی تعریف کرتا ہے - اسی اشوک نے بدھ مذہب کو ساری ہندوستان کا مذہب بنا دیا اور جزیرہ سیلون مین اور مصر تک اس مذہب کے اشاعت کرنے والے بھیجے - موریون کے خاندان نے جس مین سب سے مشہور بادشاہ تھا تقریباً ۳۲۵ قبل مسیح سے ۱۸۵ قبل مسیح تک حکومت کی اور اُس کے بعد یہ سلطنت چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستون مین تقسیم ہوگئی - مگدھ کی حکومت عیسوی چھٹی صدی تک قایم رہی - لیکن اس کی حدود ارضی صرف بہار کے صوبہ تک محدود رہ گئین - اگرچہ پرانون مین مگدھ کے بادشاہون کی فہرستین ایک ہزار سال تک کی موجود ہین لیکن بہ وثوق کے لائق نہین -

وکرماجیت اور سمت سنہ اشوک کے بعد ہند کی تاریخ کے لئے علاوہ پُرانون کے قصص وحکایات کے ہمارے پاس صرف اُس زمانہ کی یادگارین باقی رہ گئی ہین جن کے ذریعہ سے اور نیز چینی بدھ زوارون کے سفرنامون سے ہم ایک اندازہ اُس طول طویل زمانہ کے تمدن کا کر سکتے ہین - اس بارہ صدیون کی تاریخی رات مین ہمین صرف چند اشخاص کے حالات ہندی ذرایع سے ملتے ہین انمین وہ مشہور مالوا کا راجہ وکرماجیت ہے جس کا دارالحکومت اوجین تھا - کہا جاتا ہے کہ اس نے تمام ہندوستان پر دکن تک اپنی حکومت قایم کرلی تھی اگرچہ اس کے حالات تاریخی نہین ہین اور ان کا شمار صرف قصص وروایات

مین ہونا چاہیئے لیکن یہ زمانہ باوقعت اِس نظر سے ہے کہ اسی کے عہد مین وکرماجیت کا سن جس کو سموت کہتے ہین - قایم ہوا یہ سنہ ۵۷ء قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے - کتبون اور دوسری یادگارون کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل وکرماجیت کا زمانہ چھ سو سال اُس سے بعد ہے جو ہندی روایات نے قرار دیا ہے - ستھیون کا ہندوستان سے نکالا جانا بھی اسی بادشاہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے - دو سو سال قبل مسیح مین اِن اقوام نے پہلے بلخ کی یونانی حکومت پر حملہ کیا اور اُن کے ایک بادشاہ کانشکا نے جو بدھ مذہب پر تھا اپنی حکومت افغانستان اور پنجاب اور راجپوتانہ مین قایم کی - ہمین اِن ستھیون کی تاریخ کا متعلق پتہ نہین لگتا اور صرف اِسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے ذریعہ سے یونانی صنعت کا اثر ہندوستان مین آیا - کتبون کے مطالعہ سے جنرل کننگھم نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہرش وردھن جس نے ۶۰۶ء سے ۶۴۸ء تک سلطنت کی - راجہ وکرماجیت کا ہم عصر تھا - ہیونن تسانگ نے ہندوستان کے بہت بڑے راجاؤن مین بتلاتا ہے اس کا دارالسلطنت قنوج تھا جو مدت دراز تک گپت خاندان کا مسکن اور آریہ تمدن کا مرکز رہا - بطلیموس نے ۱۴۰ء مین اِس کا ذکر کیا ہے اور ہیونن تسانگ کے زمانہ مین یہ حکومت کشمیر سے آسام تک اور نیپال سے نربدا تک تھی -

قنوج | قنوج گنگا کے کنارے آگرہ سے شرق کی طرف ہے اس شہر کی عظمت و شان تمام قدیم بیانات سے معلوم ہوتی ہے - فرشتہ لکھتا ہے کہ جس وقت محمود غزنوی نے اس پر ۱۰۱۸ء مین حملہ کیا تو اُس نے شہر کو دور سے دیکھ کر یہ الفاظ کہے - یہ وہ شہر ہے کہ جس کی شہر پناہ اور عمارات آسمان سے باتین کرتی ہین اور اگر یہ اپنے تئین تمام عالم مین لاثانی خیال کرے تو بیجا نہ ہوگا - ہیونن تسانگ اپنے سفرنامے مین لکھتا ہے کہ اس شہر کا طول سوا تین میل تھا لیکن اس وقت اِس کا ایک چھٹا بھی باقی نہین رہا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی عمارات مسلمانون کے زمانہ سے ماقبل ہی تلف ہو گئی تھین - جنرل کننگھم کی ساری تلاش مین صرف ایک کتبہ قنوج مین ملا ہے جس کی تاریخ سنہ ۱۱۳۶ء یعنی اسلامی حکومت کا

بالعموم ہے۔ اس وقت جو کھنڈر موجود ہین وہ اسلامی زمانہ کے ہین لیکن اس مین شک نہین کہ یہ عمارتین بیشک ہنود کی عمارتون کے مال و مصالح سے بنی ہون گی۔ قنوج منجملہ اُن عظیم الشان شہرون کے ہے جن کی صرف حکایات و روایات ہی ہم تک پہنچی ہین لیکن جب ہم اُنکی عظمت و شان کے بیانات کو ایسے شہرون کے کھنڈرون سے مقابلہ کرین جو اب موجود ہین تو ہمین تھوڑا بہت اندازہ اُن کی اصلی حالت کا ہو سکتا ہے۔

قنوج کھجوراہو اور مہوبہ وغیرہ اُن بڑے اور مشہور دارالسلطنتون مین سے ہین جن کا صرف نام ہی نام یا تھوڑے بہت کھنڈر رہ گئے ہین۔ ان شہرون مین زیادہ تر راجپوت راجاؤن کی حکومت تھی اور ہند مین یہی ایک قوم رہ گئی ہے جس کی حکومت و عادات اور رسم اس وقت تک قائم و برقرار رہین۔ افسوس ہے کہ راجپوتون کی تاریخ کا پتہ ہمین اُسی زمانہ سے ملتا ہے جب اُن مین اور مسلمانون مین مقابلہ ہوا۔ مسلمانون نے ان کی سلطنت کو زیر و زبر کر کے انہین اُس پہاڑی خطہ مین گرد یا جس کو راجپوتانہ کہتے ہین لیکن یہ ہمیشہ صرف برائے نام اسلامی بادشاہون کے محکوم رہے۔

تاریکی تاریخ | جانشینان اشوک کے زمانہ سے لیکر دوسرے برہمنی تسلط اور مسلمانون کی فتح کنوج تک جو صدیان گذرین وہ بھی تاریخ کے لحاظ سے اسی قدر تیرہ و تاریک ہین جیسا ان کے ماقبل کا زمانہ ہے اور اصل مین اس کے متعلق ہمین بہت ہی کم واقفیت ہے۔

فصل چہارم - جدید برہمنی زمانہ

جدید برہمنی زمانہ | اس زمانہ کی تاریخ کے لئے بھی ہمارے پاس صرف سکے کتبات اور عمارات رہ گئی ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گپتون کی حکومت کے زمانہ مین برہمنی مذہب نے جس کا اثر کم و بیش باقی تھا دوبارہ قوت پکڑی قنوج۔ دہلی اور صوبہ کے سکون سے معلوم ہوتا ہے کہ پُرانا مذہب عود کر رہا ہے چھٹی صدی عیسوی سے

بدھ مذہب میں انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ ساتویں صدی عیسوی میں بدھ عمارات کا بنانا بند کر اور آٹھویں صدی عیسوی میں آکر بالکل موقوف ہو گیا۔ ایک دوسرے باب میں ہم اُس طریقہ عمل سے بحث کریں گے جس کے ذریعہ سے بدھ مذہب ہندوستان سے اُٹھ گیا۔ جینی مذہب ہی جو کچھ تھوڑے بہت رہ گئے ہیں لیکن بڑی حد تک ان کی عقیدت شیو اور وشنو کی پرستش کرتی ہے۔ برہمنوں نے وید کے دیوتاؤں کے نام تو قائم رکھے مگر ان میں جدید اور قدیم اعتقادات میں بہت بڑا فرق کر دیا۔ جدید برہمنی مذہب ویدی اور بدھ مذہب اور بہت سی نئی اقوام کے اعتقادات کے میل سے ترکیب دیا گیا ہے۔ یہ نیا مذہب جس نے آٹھویں صدی عیسوی میں جنم لیا جب کہ حملے اور فتوحات اسلام سے زیادہ مستحکم ہوا۔ ہندوستان میں اسلام پھیلا تو بھی وہ بہت سے ہندوؤں کے دین کو تبدیل [illegible] تھے اور پانچ کروڑ سے زیادہ [illegible] ہندوؤں میں زیادہ تر عقیدت اس وقت بھی برہمنی مذہب پر قائم ہے۔

فصل پنجم — اسلامی زمانہ

اسلامی سلطنت کا اثر | مسلمانوں نے ہندوستان پر بھی ویسا ہی گہرا اثر ڈالا جیسا انہوں نے دوسرے مفتوحہ ممالک پر ڈالا۔ ہماری تصنیف تمدن عرب میں دکھا چکے ہیں کہ کسی فاتح قوم میں حتیٰ کہ رومیوں تک میں بھی یہ خصوصیت نہ تھی۔ ان سات صدیوں میں جب تک ان کی حکومت ہندوستان میں رہی ہندوؤں کے مذہب و زبان و صنعت کو بے انتہا متاثر کر دیا۔ یونانی فوج کشی کا تو کوئی نشان باقی نہیں رہا اور انگریزوں کے تسلط کا بھی اس وقت تک کوئی بیّن اثر نہیں ہے لیکن مسلمانوں کی صورت میں تقریباً چھ کرور ہندو مسلمان ہو گئے۔

محمود غزنوی

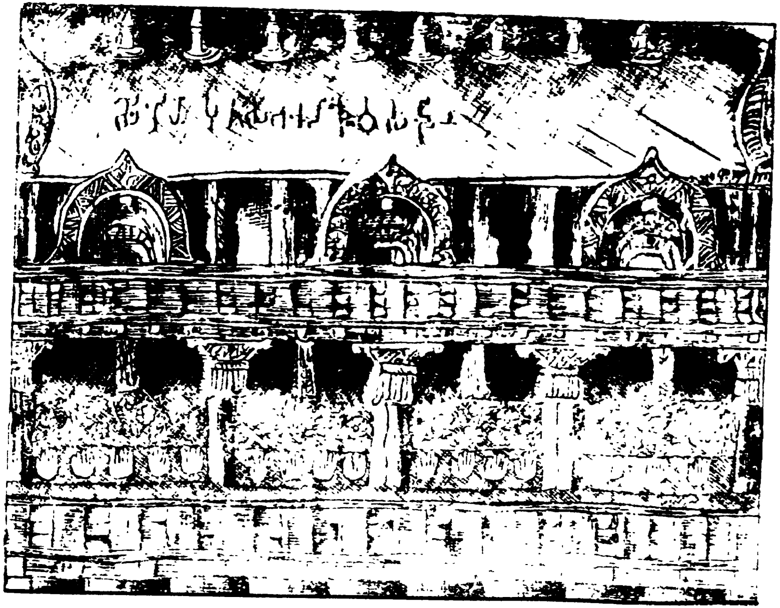
مسلمانون کی پہلی چڑھائیان ساتویں صدی مین شروع ہوئین لیکن ان سے غرض صرف لوٹ مار تھی اور اصلی فتوحات گیارھوین صدی عیسوی مین محمود غزنوی کے عہد مین شروع ہوئین محمود ایک ترک قسمت آزما سپاہی کی اولاد مین تھا جس نے غزنی کے پہاڑی خطہ مین جو افغانستان کے ملک مین دریاے کابل کے جنوب مین واقع ہوا ہے ایک خودمختار حکومت قایم کی تھی - جس وقت محمود ہندوستان مین آیا تو شمال و جنوب کا ملک چند راجپوت راجاؤن مین بٹا ہوا تھا اور یہ سب کم و بیش دہلی کے راجہ کو مانتے تھے - قنوج کا راجہ جو رام چندر جی کی اولاد مین تھا اودہ اور وادی گنگ کے ملک پر حکومت کرتا تھا - بنگال اور بہار خاندان پال کے تحت مین تھے اور مالوا کا راج وکرماجیت کے جانشینون کے ہات مین تھا - دکن مین اُس وقت تین ہندو حکومتین تھین یعنی چیرے - چولے اور پانڈے جن کا ذکر آگے چل کر آئے گا -

محمود کی مشکلات

محمود نے اپنا تسلط بمشکل قایم کیا - راجپوتون علی الخصوص لاہور کے راجہ نے اُس کا سخت مقابلہ کیا - محمود کو جن مشکلات کا سامنا پڑا وہ اسکندر کی مشکلات سے مختلف تھین - صرف شمالی حصہ کو فتح کرنے کے لئے اُسے سترہ فوج کشیون کی ضرورت پڑی یون تو اُس نے گجرات تک دھاوا کر کے سومنات کے مندر کو لوٹا لیکن اُس کی حکومت صرف پنجاب پر رہی - راجپوت گویا خودمختار رہے اور جس وقت اسکے جانشینون نے اپنا ملک بڑھایا تو وہ اُس پہاڑی اور دشوار گذار خطہ مین آ بسے جس کو راجپوتانہ کہتے ہین - یہان اُنھون نے اپنی حکومتین قایم کین جو سلطنت مغلیہ کے زمانہ مین بھی بالکل منتشر نہین ہوئین - اس وقت بھی راجپوتون کے کئی خاندان سلطنت کرتے ہین - محمود غزنوی کی فوج کشیان صرف ملک گیری کی غرض سے نہ تھین بلکہ اُن سے دین اسلام کی اشاعت بھی مراد تھی - وہ اپنے کو علانیہ اسلامی شریعت اور اسلامی تمدن کا مروج کہا کرتا تھا اور بغداد کے خلیفہ نے اُسے حامی دین کا خطاب بھی دیا تھا -

ہند کا تنزل محمود کے وقت مین

محمود کے زمانہ مین ہند کا ملک جو اب اس درجہ دولت سے خالی ہے نہایت



(۲۵) بھرہت کی ایک عمارت کی آرایش (دوسری صدی قبل مسیح)

متمول ملک تھا۔ اُن عمارات سے جو اس وقت تک باقی ہین معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کے مورخین کے بیانات مین مبالغہ نہین ہے۔ دیسی راجاؤن مین جب باہمی لڑائیان ہوتین تو اُن کا اثر اسی قدر ہوتا تھا کہ دولت ایک حکومت سے دوسری حکومت مین چلی جاتی تھی لیکن ملک کے اندر ہی رہتی تھی۔ برخلاف اس کے موجودہ زمانہ مین جبکہ تقریباً ایک صدی سے دولت باہر چلی جا رہی ہے تو خواہ مخواہ ملک محتاج ہوتا جاتا ہے۔ ہم اس خاص امر پر اس لئے زور دیتے ہین کہ بلا اس کو ملحوظ رکھے ہوئے اُس زمانہ کے عمارات کا تکلف ہماری سمجھ مین نہین آسکتا اور نہ محمود اور اُس کے ہم عصر مورخین کے تعجب کا ہم اندازہ کر سکتے ہین۔

متھرا کا بیان

جس وقت محمود متھرا مین داخل ہوا تو اس شہر کی شان و شوکت دیکھ کر حیرت مین آگیا۔ اور لکھتا ہے کہ اس عجیب و غریب شہر مین ایک ہزار سے زیادہ عمارتین سنگ مرمر کی ہین جو استحکام مین مثل دین اسلام کے ہین اگر ان عمارات کی لاگت کا اندازہ کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ اِن کی تعمیر مین کئی کرور دینار صرف ہوئے ہون گے اِس کے ساتھ بھی ایسا شہر دو سو سال سے کم مین نہین تیار ہو سکتا۔ کافرون کے مندرون مین میرے سپاہیون کو پانچ سونے کے بت ملے جن کی آنکھین پچاس ہزار دینار کی قیمت کے لعلون سے بنی ہوئی تھین۔ ایک دوسرے بت کے جسم پر نیلم تھا جس کا وزن چار سو مثقال تھا اور خود بت اٹھانوے مثقال طلائی خالص سے بنا ہوا تھا۔ دس بارہ چاندی کے بت بھی ہمارے ہاتھ لگے جو اسی قدر اونٹون کے بار تھے۔

سومناتھ

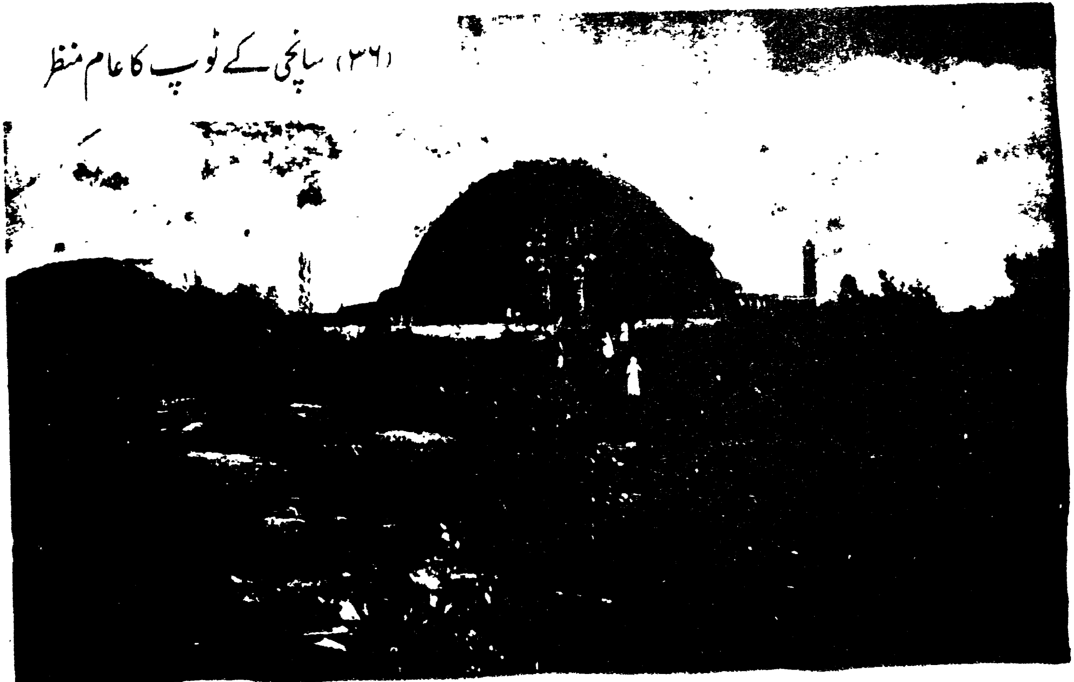
محمود نے ہر شہر مین جن سے وہ گزرا اِسی قسم کے عجائبات دیکھے اور قنوج کے بارہ مین تو ہم فرشتہ کا بیان نقل کر چکے ہین کہ یہ دار السلطنت عمارات کے لحاظ سے اپنا ثانی نہین رکھتا تھا۔ ۱۰۲۴ء کی چڑھائی مین جو خاص سومناتھ کو فنا کرنے کی غرض سے ہوئی تھی محمود نے ایک حیرت انگیز عمارت دیکھی جس کے (۵۶) چھپن ستونون پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے اور اِن کے بیچ بیچ مین جواہرات تھے۔ مقام پرستش کے گرد ہزارہا سونے اور چاندی کے بت تھے اور مندر کے وسط مین

ایک عظیم الشان بُت تھا جس کے جسم پر بہت قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ اس مندر کے عملہ میں دو ہزار برہمن پانسو ناچنے والیاں اور تین سو باجہ بجانے والے تھے۔ سومناتھ کی جو لوٹ مسلمانوں کے ہاتھ لگی اُس کا اندازہ پندرہ کروڑ کا ہے جو اُس زمانہ کے لئے بہت ہی بڑی رقم ہے۔

محمود کے جانشین | محمود کے جانشینوں نے بھی ہندوستان سے ایسی ہی دولت پائی محمود غوری نے جب بنارس کو لوٹا تو اُس نے تقریباً ایک ہزار مندروں کے بتوں کو توڑا اور جو لوٹ اُس کے ہاتھ لگی وہ چار ہزار اونٹوں پر لادی گئی۔ جب مسلمانوں نے جنوبی دکن پر چڑھائی کی تو سپاہیوں کے پاس اس قدر سونا جمع ہو گیا تھا کہ وہ چاندی کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ جو ظروف مندروں یا گھروں میں استعمال کئے جاتے تھے وہ خالص گندھے ہوئے سونے کے تھے۔ اُس وقت چاندی کا کوئی سکّہ رائج نہ تھا اور موجودہ زمانہ میں اس کا برعکس ہے۔

غوری خاندان | خاندان غزنوی نے ۹۶۲ء سے ۱۱۸۶ء تک غزنی اور لاہور میں حکومت کی۔ ۱۱۸۶ء میں محمود غوری نے اُن کی جگہ دوسرا افغانی خاندان قائم کیا۔ اس نے ملک گیری کا ایک ایسا طریقہ نکالا جس کی تقلید اس کے جانشینوں نے اس وقت تک کی۔ یہ ایسے راجاؤں کے باہمی جھگڑوں میں مداخلت کرتا اور جب وہ آپس میں کمزور ہو جاتے تو اُن کا ملک لے لیتا۔ اسی طرح اُس نے دہلی اور قنوج کے راجہ جو آپس میں لڑا کرتے تھے اُن دونوں کا ملک لے لیا۔ اور ایک بڑی حکومت قائم کی جس کی مشرقی حد بنارس تھی اور جنوبی حد گوالیار و گجرات۔ اس حکومت کو دہلی سلطنت کہتے ہیں۔

غلاموں کا خاندان | محمود غوری کی وفات کے بعد اس کا ایک صوبہ دار جس کا نام قطب الدین تھا خود مختار بن گیا اور اس نے ایک خاندان قائم کیا جس کا نام غلاموں کا خاندان ہے۔ اس نے دہلی میں وہ لاٹ بنائی جو اس کے نام سے مشہور ہے۔ اس خاندان میں سب سے نامور بادشاہ التمش تھا جس کا مقبرہ اس وقت بھی دہلی کی مشہور عمارتوں میں ہے۔ اس نے ۱۲۱۱ء سے ۱۲۳۶ء تک سلطنت کی لیکن اسے ایک



(۳۶) سانچی کے ٹوپ کا عام منظر

طرف تو مغلون کے دھاوون کو سنبھالنا پڑا اور دوسری طرف دیسی اقوام کے بلوؤن کو -

خلجی خاندان | خاندان غوری کے بعد ایک دوسرا خاندان ہوا جس مین علاؤالدین نے سنہ ۱۲۹۰ء سے سنہ ۱۳۲۰ء تک بڑا نام پیدا کیا اور فتوحات اسلام کو ترقی دی - وہ بھی تعمیر کا شائق تھا - اور اُس کے نام کا دروازہ اس وقت تک دہلی مین موجود ہے - اس زمانہ کی فوج مین مغل کثرت سے بھرتی ہوتے تھے اور بعد تک اُنھون نے اپنی حکومت قایم کر لی اس خاندان کے نامآور بادشاہ فیروز اور تغلق ہوئے سنہ ۱۳۲۰ء سے سنہ ۱۴۱۳ء تک ان کے وقت مین بھی تعمیر مین ترقی رہی -

تیمور کی چڑھائی | سنہ ۱۳۹۸ء مین تیمور لنگ نے ہندوستان پر چڑھائی کی اور دہلی کو لوٹا لیکن یہ ایک آندھی کی طرح آیا اور چلا گیا - لڑائیون کے زمانہ مین بہت سے صوبہ دار حکومت دہلی سے علیحدہ ہو کر خود مختار بن گئے - انھون نے الگ حکومتین قایم کین اور اُن کے مختلف دارالسلطنتون مین بڑی رونق رہی تیمور کی چڑھائی کے بعد اور بھی بدانتظامی ہو گئی اور لاہور کے صوبہ دار ابراہیم لودی نے ایک نیا خاندان شاہی قایم کیا - سنہ ۱۴۵۱ء مین لاہور کے ایک دوسرے صوبہ دار نے جسے ابراہیم نے بغاوت سے روک رکھا تھا اپنی مدد کے لیے بابر کو بلایا جو کابل کا بادشاہ اور تیمور و چنگیز کی نسل سے تھا - اگرچہ بابر کی فوج صرف بارہ ہزار تھی اُس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا ابراہیم لودی کے لاکھ آدمیون کو شکست دی اور خود دہلی کا بادشاہ بن گیا -

مغلیہ سلطنت کا بانی بابر | مغلیہ سلطنت کا بانی بابر تھا اسی خاندان نے کل ہندوستان کو بتدریج ایک حکومت کے تحت مین کر لیا - بابر نے سنہ ۱۵۳۰ء مین آگرہ مین انتقال کیا اس نے افغانستان کو بھی ہندوستان کے ملک مین شامل کر دیا تھا اسلامی حکومت کی ابتدا مین تقریباً تمام دکن کا ملک خود مختار رہا - صرف وسط دکن مین بعض اسلامی حکومتین قایم ہوئین - مغلیہ حکومت کے اخیر زمانہ مین جا کر کل ہندوستان ایک ہی بادشاہ کا تابع فرمان ہوا اس کے ساتھ ہی اصل مغلیہ حکومت صرف شمال و وسط ہند ہی تک محدود رہی اب ہم اُس کا

مختصر بیان کرین گے۔

ہمایون | بابر کے بیٹے ہمایون کو سنہ ۱۵۳۰ء سے سنہ ۱۵۵۶ء تک بڑی لڑائیون کا سامنا پڑا اور ایک زمانہ مین اُسے آگرہ چھوڑ کر سندھ کے ملک مین بھاگ جانے کی ضرورت پڑی۔ یہان اُس نے ایک ایرانی بی بی سے شادی کی اور اس شادی سے سنہ ۱۵۴۲ء مین وہ نامآور اور مشہور شاہنشاہ اکبر پیدا ہوا۔ ہمایون پھر اپنے ملک پر قابض ہوگیا اور اُس نے دہلی مین وفات پائی اور اُس کا مقبرہ اس وقت تک موجود ہے۔

اکبر | سلطنت مغلیہ کی اصلی قوت اکبر کے عہد سے سنہ ۱۵۵۶ء سے سنہ ۱۶۰۵ء تک شروع ہوئی اس بادشاہ نے ہندو اور مسلمانون کو ملا دینے کی کوشش کی۔ خود اُس نے ہندو شاہزادیون سے عقد کیا اور مسلمان اور ہندؤن کو برابر عہدے دئے۔ اُس نے ہندو اور اسلامی طرز تعمیر کو بھی ملا دیا۔ اگر اس زمانہ کی تاریخین ہمارے پاس نہ ہوتین تب بھی ہم عمارتون ہی سے اُس کے خیال کا اندازہ کر سکتے تھے۔ اکبر کی پچاس سالہ حکومت دنیا کی بہترین حکومتون مین سے ثابت ہوئی۔ جن نظامات کو اُس نے اخذ کیا وہ وہی تھے جو ملک کی حالت کے مطابق تھے ان مین سے اکثر اب بھی موجود ہین اور حکومت انگریزی نے بھی ان کی تجدید کی ہے۔ اکبر خود ایک لامذہب شخص تھا اور ہندو مسلمان دونون کو متعصب خیال کر کے ان دونون مذہبون کو ایک ہی نظر سے دیکھتا تھا اُس کی یہ بھی تمنا تھی کہ ان دونون کو ایک مذہب پر لے آئے لیکن اس ارادہ مین وہ کامیاب نہ ہوسکا۔

جہانگیر | جہانگیر سنہ ۱۶۰۵ء سے سنہ ۱۶۲۷ء تک اگرچہ اپنے باپ کے برابر نہ تھا لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت ہی نامور بادشاہ تھا۔ لامذہب ہونے کے سبب سے اس نے بھی اپنے باپ کا طریقہ جاری رکھا اس نے ہندو اور مسلمان بی بیان کین اور دونون کے ساتھ برابری کا برتاؤ کرتا رہا۔ جہانگیر نے نصرانیون کو بھی پناہ دی اور اس کے دارالسلطنت مین تقریباً ساٹھ نصرانی تھے۔

شاہجہان جہانگیر کا بیٹا شاہجہان جو ۱۶۲۸ء مین تخت پر بیٹھا یہ اس قدر متعصب مزاج نہ تھا۔ اُس کو یہی فکر رہی کہ اسلامی عمارتون کو ہندو اثر سے پاک کرے اور اُس کے عہد کی عمارتون مین یہ خیال صاف ظاہر ہوتا ہے۔ ۱۶۳۸ء مین شاہجہان نے دہلی کو دار السلطنت بنایا اور یہان اُس نے ایک عالیشان قصر کی تعمیر کی جس کا صرف ایک حصہ انگریزون نے باقی رکھا ہے لیکن یہ اس درجہ شاندار ہے کہ اس کا مثل دنیا مین نہین پایا جاتا۔ شاہجہان ہی کے وقت مین کل عمدہ عمارتین تعمیر ہوئین آگرہ مین تاج محل اور موتی مسجد دہلی مین قلعہ اور جامع مسجد وغیرہ وغیرہ۔

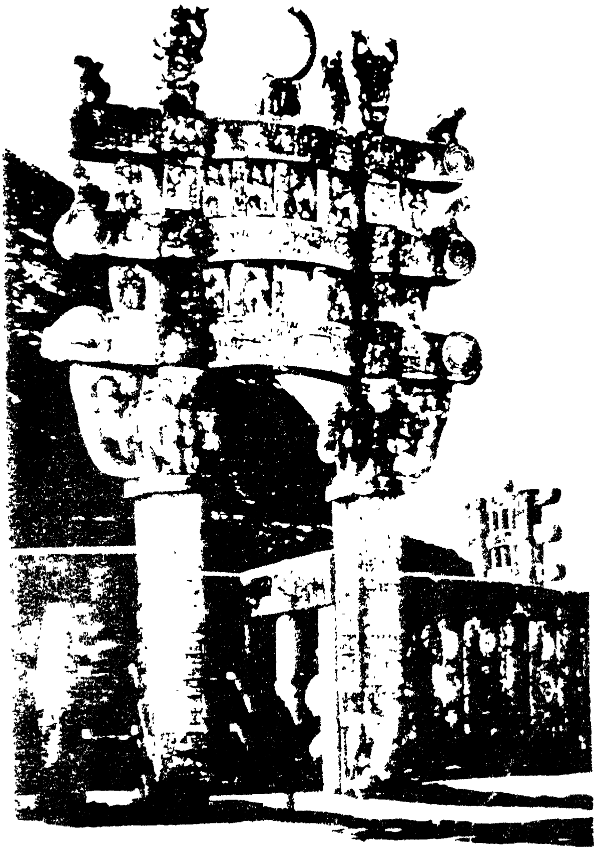
اورنگ زیب شاہجہان کا جانشین اورنگ زیب جس نے ۱۶۵۸ء سے ۱۷۰۷ء تک سلطنت کی کبھی آگرہ مین رہا اور کبھی دہلی مین۔ اس بادشاہ نے اپنے تعصب کے سبب سے مغلیہ حکومت کے انحطاط اور فنا کی بنا ڈالی۔ اس نے دکن مین بیجاپور اور گولکنڈہ کی اسلامی حکومتون کو تباہ کر کے گویا اس دیوار کو منہدم کر دیا جو اس کے مُلک اور اُس کے دشمنون کے بیچ مین حائل تھی۔ ان مین سب سے زیادہ قوی مرہٹے تھے۔ اگر کسی حکومت کی عظمت کا اندازہ ہم صرف اُس کے رقبہ سے کرین تو کہا جا سکتا ہے کہ اورنگ زیب کی حکومت نہایت زبردست اور تمام ہند پر شامل تھی لیکن دراصل اس مین ضعف اور انحطاط کے اجزا پوشیدہ تھے اور اس عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ بھی اُسی دن ہو گیا جس دن اورنگ زیب کی آنکھین بند ہوئین۔

مغلیہ حکومت کا خاتمہ ہند مین مسلمانون کی حکومت جس کا مختصر بیان ہم نے کیا ہے سات سو سال رہی لیکن صرف اورنگ زیب ہی کے عہد مین یہ حکومت سارے مُلک پر قائم ہوئی ورنہ زیادہ تر یہ ہوا کہ مختلف صوبون کے صوبہ دارون نے خود مختاری کا جھنڈا بلند کر کے علیحدہ علیحدہ حکومتین قائم کر لین۔ ان مین سے غور اور گولکنڈہ اور بیجاپور وغیرہ کی حکومتین تھین۔ اورنگ زیب ہی نے ان سب کو زیر و زبر کر کے اپنا تسلط تمام ملک پر قائم کیا لیکن یہ تسلط زیادہ دنون نہ رہا اور اورنگ زیب کے ساتھ ہی مغلیہ

حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اُس کے بعد تمام ملک میں شدید بدنظمی پھیل گئی۔ مرہٹے۔ افغان۔ سکھ۔ جاٹ۔ راجپوت اور مسلمان سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوٹ مار شروع کر دی ہر ایک نے یہ کوشش کی کہ اس عالیشان حکومت کا کوئی حصہ اپنے قبضہ میں کریں اورنگ زیب کے جانشین اس بدنظمی کا کچھ تدارک نہ کر سکے اور صرف نام کے بادشاہ رہ گئے۔ دکن خودمختار ہو گیا اور سنہ ۱۷۲۴ء میں نظام الملک نے ایک الگ حکومت قایم کرلی جس کا دارالسلطنت اس وقت بھی حیدرآباد ہے۔

نادرشاہ و طوائف الملوکی | سنہ ۱۷۳۹ء میں ایران کے بادشاہ نادرشاہ نے دہلی کو لوٹا اور یہاں سے سلاطین مغلیہ کا جمع کیا ہوا خزانہ اپنے ملک کو لے گیا۔ جو غنیمت اُس کے ہاتھ آئی اُس کا اندازہ ساٹھ کروڑ روپیہ ہے۔ افغانوں نے لاہور اور پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ اور مرہٹوں نے فرصت پا کر عمدہ عمدہ صوبوں پر اپنی حکومت قایم کر دی البتہ مغلیہ حکومت ایک دن میں فنا نہیں ہو گئی۔ اورنگ زیب کے بعد ڈیڑھ سو سال تک مغل بادشاہ دہلی کے تخت پر بٹھائے گئے لیکن ان کی حکومت روز بروز گھٹتی گئی اور بالآخر وہ صرف انگریزوں کے وظیفہ خوار رہ گئے۔ جس وقت دہلی کا اخیر بادشاہ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں قید کر لیا گیا تو اُس کی حکومت بمقابل اُس کے آباو اجداد کی حکومت کے صرف سایہ کا حکم رکھتی تھی۔

مرہٹے | منجملہ اُن اسباب کے جنہوں نے اورنگ زیب کے بعد سلطنت مغلیہ کا خاتمہ کر دیا سب سے بڑا سبب مرہٹے تھے ان کی فوج کشیاں اُس طرح کی نہ تھیں جیسی افغانوں اور ایرانیوں کی بلکہ انکی غرض یہ تھی کہ یہ سلاطین مغلیہ کے جانشین بن جائیں اور تمام ہند پر حکومت کریں۔ اگر یہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو جاتے تو صدہا سال کے بعد ہند کا ملک پھر اپنی دیسی اور ہندو حکومت کے تحت میں آجاتا اور انگریزوں کو اس ملک کے فتح کرنے میں اُس سے بہت زیادہ کوشش کرنا پڑتی جو انہیں اب پڑی۔ مرہٹے دکن کے اُس شمالی و غربی خطہ کے رہنے والے ہیں جس کا نام مہاراشٹر تھا اور اب صوبہ بمبئی ہے۔ یہ ایک پہاڑی خطہ ہے جس میں گھاٹ اور بندیاچل کا سلسلہ واقع ہوا ہے اُس وقت اِس کے باشندے ایک



[illegible]

پہاڑی قوم تھے جو اپنے سرداروں کے تابع فرمان تھے اور اُن پر مسلمانوں کی کبھی پوری حکومت نہین ہوئی تھی - اورنگ زیب کے سلطنت کے اخیر زمانہ مین مرہٹے مغلیہ سلطنت کے زبردست دشمن ہوگئے تھے اور اورنگ زیب کے مذہبی تعصب نے اُنہین علانیہ بغاوت پر آمادہ کردیا تھا - ایک قسمت آزما سپاہی نے جس کا نام شیواجی تھا پہلے تو لوٹ مار شروع کی اور پھر ایک بڑی فوج بناکر بیجاپور کی حکومت مین سے ایک حصہ اپنے قبضہ مین لانے کی کوشش کی اس کے بعد مرہٹے تمام ہندوستان مین پھیل گئے - باوجود خونخوار لڑائیون کے اورنگ زیب انہین زیر نہ کرسکا اور اسی تمنا مین مرگیا جس قوت نے اس وقت تک مرہٹون کو روکا تھا وہ بیجاپور کی حکومت تھی لیکن جب اورنگ زیب نے اس حکومت کو زیروزبر کردیا تو پھر روک اُٹھ گئی اور مرہٹے بالکل آزاد ہوگئے - اورنگ زیب کے بعد انہون نے بہت سے صوبے یکے بعد دیگرے فتح کرلئے اور پچاس سال تک مرہٹی خاندانون کی حکومت غالب رہی - عین اُس وقت جب وہ تمام ملک پر قابض ہونے والے تھے - افغانون نے ان کا زور توڑ دیا اور کہا جاتا ہے کہ پانی پت کی لڑائی مین جو ۱۷۶۱ء مین ہوئی اُن کی دو لاکھ فوج قتل ہوگئی کچھ تو افغانون کی فوج کشیون اور خود مرہٹی خاندانون کی باہمی رقابت اور کچھ مسلمانون کی خودمختار ریاستون کے مقابلہ نے مرہٹون کو اور بھی ضعیف کردیا - ان کے اسی ضعف کی بدولت انگریز ان سے سر ہوسکے ورنہ بجز یورپی اقوام کے ہند کی کسی قوم نے انگریزون کا ایسا سخت مقابلہ نہین کیا جیسا مرہٹون نے - چار شدید لڑائیون کے بعد جو یکے بعد دیگرے ہوئین یہ زیر ہوسکے - اس وقت بھی گوالیار اور اندور مرہٹی ریاستین قایم ہین اور ان کے پاس فوج بھی ہے لیکن دراصل ان مین کسی قسم کی قوت باقی نہین رہی ہے -

فصل ششم - دکن کی تاریخ

دکن کے حدود | دکن کی تاریخ کو ہندوستان یعنی شمال ہند کی تاریخ سے بہت ہی کم تعلق ہے اور اس لیے ہم نے اپنی جغرافیہ مین بھی دکن کا بیان علیحدہ طور پر کیا ہے - قدیم زمانہ مین بھی مُلک ہند کی دو بڑی تقسیمین تھین - شمالی حصہ کا نام ہندوستان تھا اور جنوبی حصہ کا دکن اُس وقت دکن کی مغربی سرحد نربدا کی ندی تھی اور مشرقی سرحد کٹک تھا جو خلیج بنگال پر واقع ہے - لیکن اس وقت دکن کا اطلاق اُس بلند خطہ پر واقع ہوتا ہے جس کی شمالی حدود نربدا اور بندیاچل ہین اور جس کی جنوبی حدود مغرب کی طرف کشنا کی ندی اور مغربی گھاٹ اور مشرق کی طرف کٹک اور مشرقی گھاٹ ہین۔

دکن کے باشندے اور اُن کا مذہب | باستثنا مسلمانون اور چند اقوام کے جو مخصوص مقامات پر بسے ہوئے ہین - دکن کے قدیم باشندے سیاہ فام اقوام ہین جو تین اقوام کے میل سے پیدا ہوئے ہین یعنی قدیم اقوام سیاہ فام اور اقوام زرد رنگ جو تبت سے آئین اور اقوام تورانی جو مغرب سے آئین - یہ امتزاج سنہ مسیحی سے بہت ماقبل واقع ہوا تھا اور جنوب ہند کی موجودہ اقوام یعنی اقوام دُراویڈ اس وقت بالکل ایک قوم اور ایک مذہب ہین ان کی زبانین بھی آپس مین بہت مشابہ ہین - بُدھ مذہب کا اثر دکن پر بہت ہی کم پڑا اور اگر کچھ پڑا بھی تو وہ بہت جلد ضائع ہو گیا - کیونکہ کشنا ندی کے جنوب مین بدھ مذہب کی عمارات بالکل نہین پائی جاتین جینی مذہب کا البتہ کسی قدر زیادہ اثر پڑا اور اسوقت بھی کنجیورام اور میسور مین تھوڑے سے جینی موجود ہین - مذہب اسلام کو بھی دکن مین زیادہ کامیابی نہین ہوئی اور گویا یہان کی ساری خلقت برہمنی مذہب پر قایم ہے - انہین دو فرقے ہین وشنو اور شیو - انکے مندر ایک ہی صورت کے ہین اور صرف بیرونی علامات مین فرق ہے پس ہم دکن کی کل عمارات کو صرف ایک ہی باب مین بیان کر سکین گے اور شمال و وسط ہند کی عمارت کی طرح ہمین انہین شہرون مین

تقسیم کرنے کی ضرورت نہین پڑے گی۔

تاریخ دکن کے حالات فتوحات اسلام یعنی تیرہوین صدی عیسوی سے ماقبل دکن کی تاریخ شمال ہند کی تاریخ سے بھی زیادہ نامعلوم حالت مین ہے۔ یہان ہمین ویدیا مہابھارت کی سی تصانیف سے متعلق مدد نہین ملتی۔ اردی زبان کی قدیم سے قدیم کتاب آٹھوین صدی مسیحی کی ہے۔ اور قدیم سے قدیم عمارت یا کتبے کا زمانہ پانچوین صدی عیسوی ہے۔ کتبون مین جو بادشاہون کی فہرستین درج ہین اور اشوک کی تیسری صدی قبل مسیح کے حکمنامون مین جنوب دکن تک حکومتون کا آیا ہے اور نیز بعض یونانی اور رومی مورخین کے بیانات سے بہت کچھ تھوڑا سا پتہ پانچوین یا چھٹی صدی قبل مسیح تک کی حکومتون کا لگتا ہے لیکن دکن کے تمدن کے متعلق ہمین اطلاع نہین ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ملک شمال ہند سے مابعد مین متمدن ہوا۔

دکن کی قدیم حکومتین ماقبل اسلام کی حکومتون کے متعلق جو کچھ ہمین معلوم ہے وہ یہ ہے کہ دکن مین تین بڑی حکومتین تھین۔ پانڈیون چولون اور چیرون کی اور ان مین سب سے پرانی حکومت پانڈیون کی تھی جو آخر جزیرہ نما مین واقع ہوئی تھی۔ اس کا ذکر مہابھارت اور اشوک کے حکمنامون مو نیز میگستھنیز کے بیانات مین پایا جاتا ہے اور ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ حکومت پانچوین صدی قبل مسیح مین قائم تھی لیکن اسکی کوئی تاریخ ہم تک نہین پہنچی ہے۔ اس کا دار الحکومت مدورا تھا اور بلاشک یہان کے باشندون کے تجارتی تعلقات رومیون کے ساتھ تھے کیونکہ یہان رومی سکہ جات بکثرت ملے ہین

چولے پانڈیون کی حکومت چولون کی ماتحت ہوگئی لیکن سولہوین صدی عیسوی کے وسط تک ان کا نام باقی رہا۔ ۱۵۵۹ء مین بیجانگر کا راجہ اس پر قابض ہوگیا۔ راجہ تیرو ملا نائک جس کا زمانہ ۱۶۲۳ء سے ۱۶۵۹ء تک ہے۔ مدورا کی کل بڑی عمارت کو تعمیر کرایا۔ چولون کا ملک پانڈیون کے ملک سے شمال اور مشرق کی طرف کولیرون اور کاویری کی وادیون مین واقع ہوا تھا اور مدراس کے قریب تک چلا گیا تھا۔

اِسی حکومت کے نام سے اِس ساحل کو چولو منڈلم کہتے تھے جس کو یوروپیون نے کارومنڈل بنادیا۔
اس حکومت کی بنیاد بھی پانڈیون کے ہی زمانہ مین پڑی تھی اِس کا نام بھی اشوک کے حکم نامون مین پایا جاتا ہے اور اِس کی تاریخ بھی اُسی قدر نامعلوم ہے کتبون سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عیسوی گیارہوین اور بارہوین صدیون مین چولون کا بڑا زور تھا انھون نے تمام دکن کو فتح کیا اور سیلون کے جزیرہ تک پہنچے تھے۔ خود سیلون کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ پاس قبل مسیح مین چولے اِس جزیرہ پر فوج کشی کر چکے تھے۔ شمال مین چولون نے بنگال اور اودھ کو لے لیا تھا اور یہ دکن مین سب سے بڑی حکومت تھی لیکن اِن کا عروج زیادہ دنون نہین رہا۔ سنہ ۱۳۱۰ء مین جس وقت مسلمان آئے تو اِن کی قوت بالکل گھٹ چکی تھی۔
عیسوی دوسری صدی تک چولون کا دار الحکومت اوریور تھا جو ترچناپلی کے قریب ہے۔ تیسری صدی مین یہ کمبھاکونم مین آگیا اور دسوین صدی مین تانجور دار السلطنت ہوگیا۔

چیرے | چیرون کی حکومت چولون کے مغرب اور پانڈین کے شمال مین واقع ہوئی تھی اور اِس وقت کا صوبہ میسور اِس مین شامل تھا۔ اِس کی بنیاد بھی قبل مسیح ہوئی تھی کیونکہ اِس کا نام بھی اشوک کے حکم نامون مین موجود ہے کتبون کی رو سے اِس کی قوت کا زمانہ چوتھی اور پانچوین صدی مسیحی معلوم ہوتا ہے۔ اِس حکومت کا ایک راجہ گوگانی سوم اپنے ایک کتبے مین اِس امر کا فخر کرتا ہے کہ اُس کی فوج نربدا تک پہنچ گئی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انھون نے اپنا ملک شمال کی جانب سے وسیع کر لیا تھا۔ یہ واقعہ غالباً آٹھوین صدی مسیحی کا ہے کیونکہ ایلورا کے غاری مندرون مین ایک مندر دراویڈی طرز تعمیر کا موجود ہے
چیرون کا دار السلطنت تلاکاڈ مین میسور سے تقریباً (۲۶) چھبیس میل کے فاصلہ پر تھا۔

چالکیے | اِن تینون حکومتون مین ایک چوتھی حکومت چالکیون کی بھی شامل ہو جاتی ہے جس مین فن تعمیر نے بڑی ترقی کی تھی۔ اِس کی بنا اِن تینون حکومتون سے بہت مابعد کی ہے۔ یہ چھٹی صدی عیسوی مین قایم ہوئی اور چھ سو سال قایم رہنے کے بعد ختم ہوگئی۔ اِن مین دو تقسیمین ہین۔ مغربی چالکیے اور مشرقی چالکیے۔

کیونکہ ان کے راجاؤن نے مُلک کو دو حصون مین تقسیم کر لیا تھا - علاوہ ان تینون حکومتون جن کا ذکر ہو چکا - چالکیون کی حکومت مین بہت بڑا حصہ میسور اور ملک نظام کا بھی شامل تھا ان کا دعوے تھا کہ یہ راجپوت ہین اور طرز تعمیر کے لحاظ سے یہ دعوے ان کا صحیح معلوم ہوتا ہے - چالکیون کی بنائی ہوئی عمارات تعداد مین زیادہ نہین ہین اور اس کی یہ وجہ معلوم ہوئی کہ ان کی حکومت کے بہت سے شہر مثلاً بیجاپور گلبرگہ وغیرہ مسلمانون کے قبضہ مین آ گئے - لیکن جو عمارتین باقی رہ گئی ہین وہ ایسے خاص طرز کی ہین کہ بعض مصنفین نے ان کے لئے ایک علیٰحدہ تقسیم قایم کی ہے اور اس کو چالکیہ طرز کا نام دیا ہے -

چالکیہ طرز | چالکیہ طرز کی عمدہ عمارات میسور مین ہین اور ان کا زمانہ ایک ہزار سے تیرہ سو سیحی تک ہے ہلابد اور بیلور مین سب عمدہ نمونے پائے جاتے ہین اگرچہ یہ بارہوین صدی سے اقبل کے نہین ہین ان کا باریک کام چینیون کے مندرون کو یاد دلاتا ہے تاہم ان کی سنگ تراشیان جن مین ہندون کے کی دیوتا شیو - پاروتی اور وشنو کے سب اوتار موجود ہین اُس قدر عمدہ نہین ہین جیسے دراوڑی سنگ تراشیان - یہ طرز تعمیر در اصل کوئی علیٰحدہ طرز نہین ہے بلکہ شمالی و جنوبی طرز کا جنوبی درجہ ہے -

اسلامی تسلط | تیرہوین صدی عیسوی سے لیکر مسلمانون کی عملداری دکن مین شروع ہو گئی - انہون نے کئی صدیون مین دکن کے مختلف حصون کو فتح کیا اور ایک وقت مین تو انہون نے گویا سارے دکن پر قبضہ کر لیا تھا - مسلمانون نے کئی حکومتین قایم کین لیکن ان کا تسلط یہان اُس قدر پُر اثر نہین ہوا جیسا شمالی ہند مین جس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے کہ وہ نہ ہندون کے مذہب پر زیادہ اثر ڈال سکے اور نہ اُن کی زبان اور طرز تعمیر پر - اسلامی عمارتین صرف اُنہین شہرون مین پائی جاتی ہین جو مسلمانون کے دار الحکومت تھے - مدورا کے راجہ کی طرح بعض ہندو راجاؤن نے اسلامی طرز کے قصر بنائے لیکن ہندی عمارتون مین مطلق اسلامی رنگ ڈھنگ نہین پایا جاتا -

دکن کی اسلامی حکومتین | مُسلمانون کی پہلی فوج کشی سنہ [illegible]ء مین علاؤ الدین کے عہد مین ہوئی اور یہ بلوث ؟

ساحل سمندر تک پہنچ گیا۔ بلاد اور میسور ۱۳۱۰ء میں فتح ہوئے۔ اور ورنگل ۱۳۲۳ء میں۔ دکن کا شمالی حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا اس پر سلاطین دہلی کی طرف سے صوبہ دار حکومت کیا کئے اور ان کا دار الحکومت دولت آباد تھا۔ ان صوبہ داروں نے بہت جلد اپنے کو خود مختار کرلینے کی کوشش کی اور پہلی اسلامی حکومت گلبرگہ کی بہمنی حکومت تھی جو ۱۳۴۷ء سے ۱۵۲۶ء تک قائم رہی اور جس نے ملک کو اڑیسہ تک پہنچا دیا۔ لیکن بالآخر یہ حکومت پانچ حکومتوں میں تقسیم ہوگئی جو ہمیشہ آپس میں لڑتی رہیں ان میں سے بیجاپور کی حکومت ۱۴۸۹ء سے ۱۶۸۶ء تک احمدنگر کی ۱۴۹۰ء سے ۱۶۳۷ء تک گولکنڈہ کی ۱۵۱۲ء سے ۱۶۸۷ء تک۔ برار کی ۱۴۸۴ء سے ۱۵۷۴ء تک اور بیدر کی حکومت ۱۴۹۲ء سے ۱۶۰۹ء تک قائم رہی۔ آپس کی رقابتوں نے دکن کے مسلمان بادشاہوں کو اپنی حکومت کی وسعت سے روکے رکھا اور فرصت نہ دی کہ ہندو حکومتیں بالکل خود مختار رہیں۔ اصل یہ ہے کہ چودہویں صدی سے سولہویں صدی کے وسط تک دکن کے دو حصے تھے۔ کرشنا کے شمال میں مسلمان تھے اور کرشنا کے جنوب میں ہندو حکومتیں تھیں جن میں راجہ وجیانگر بہت زبردست تھے۔ اس دار الحکومت کے کھنڈرات اب تک باقی ہیں جن سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یہ حکومت کس قدر زبردست تھی ۱۵۶۵ء میں البتہ مسلمان بادشاہوں نے ایک ہو کر اس ہندو حکومت کا خاتمہ کیا اس کے ساتھ ہی جنوبی حکومتیں بھی کمزور ہوگئیں اور میسور اس وقت تک خود مختار رہیں جب تک مرہٹے اور ان کے بعد انگریز ان پر غالب آئے ۱۶۸۰ء میں مرہٹے مجبور ہوکر مطیع ہوئے اور ۱۷۹۹ء میں ٹیپو سلطان کو شکست دینے کے بعد ان کی حکومت دکن پر مستحکم ہوگئی۔ ہم آگے چل کر دکھائیں گے کہ یہ فتح کیونکر اور کن اسباب نے اسے ممکن کر دیا۔

باب دوم

ہندوستان کے قدیم تعلقات یورپ کے ساتھ اور یورپی فتوحات

فصل اوّل ہندوستان کے تعلقات یورپ کے ساتھ زمانۂ قدیم اور زمانۂ متوسط میں

قدیم تعلقات بہت ہی قدیم زمانہ میں یورپ و ہند میں پیداوار کا تبادلہ ہوتا تھا اگرچہ دور دراز رہنے سے ان دونوں ملکوں میں تجارت تھی لیکن یہ ایک دوسرے سے واقف نہ تھے۔ یہ تجارت ایشیائے کوچک کے ذریعہ سے ہوا کرتی تھی اور مال یا تو ایران سے ہو کر آتا تھا یا مصر سے جہاں وہ بحر احمر و خلیج فارس کے اندر سے پہنچایا جاتا تھا۔ اس زمانہ کے تاجر عرب تھے علی الخصوص یمن کے باشندے جو اس وقت صاحب اقتدار تھے۔ سکندر کی وفات سے قریب سوا سو برس بعد کے تجار ہندی پیداوار کو یورپ تک پہنچاتے تھے

تجارت کے تین راستے اس تجارت کے تین راستے تھے ایک خشکی کا اور دو پانی کے۔ خشکی کا راستہ کشمیر و ایران سے ہو کر تھا اور اس وقت کی مشہور تجارت گاہیں سمرقند و دمشق و بغداد تھے لیکن جہازی راستہ زیادہ مقبول تھا۔ تاجر خلیج فارس تک آ کر ہندی پیداوار کو بصرے اور عربستان کے کنارے کنارے یا تو مصر سے ہو کر دریائے نیل کے ذریعہ سے سکندریہ کو پہنچتے یہاں سے ان پیداواروں کو قدیم زمانہ میں فونیشی اور یونان کے بعد جینوا، وینس اور دیگر یورپین تجار بحر متوسط کے بندرگاہوں تک پہنچاتے تھے۔ پس سکندریہ یا مصر مشرق اور مغرب کے تجارت کا ذریعہ تھا اور اس وجہ سے اس کی ثروت بہت بڑھ گئی

دارا ابن ہستاسب

قدیم اقوام مین سب سے پہلے ایرانیون نے ہند سے تعلقات پیدا کئے ہرودوطس جس کا زمانہ پانچوین صدی قبل مسیح لکھتا ہے کہ دارا ابن ہستاسب نے اِس امر کے دریافت کرنے کے لئے کہ سندہ کی ندی کس سمندر مین گرتی ہے۔ اپنے ایک سپہ سالار سکائی لاکس کو ہندوستان بھیجا۔ یہ اٹک کے قریب سندہ کی ندی مین سے ہوتا ہوا سمندر تک پہنچا اور پھر مغرب کی طرف سے تیرہ مہینہ کی جہاز رانی کے بعد بحر احمر تک پہونچ گیا۔ اس کے بعد دارا نے اسی راستے سے آکر شمالی ہند کو فتح کیا لیکن جن ہندؤن کا ذکر ہیرودوطس کرتا ہے اور جن کے متعلق خط میخی کی کتبون مین یہ لکھا ہے کہ وہ شہنشاہ ایران کو خراج دیتے تھے فی الواقع وہ وحشی اقوام تھین جو دریائے سندہ کے قرب وجوار مین بسی ہوئی تھین ان کی نسبت ہرودوطس لکھتا ہے کہ جب اِن کے والدین بیمار ہوتے تو یہ انہین کھا جایا کرتے تھے اور مثل حیوانات کے اپنی عورتون کے ساتھ کھلے طور پر مباشرت کرتے تھے۔

دارا کے جانشین

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دارا کے جانشینون کے تعلقات بھی ہندوستان کے ساتھ قایم رہے ہے کیونکہ جس وقت سنہ ۳۳۱ قبل مسیح مین اسکندر نے اخیر شاہنشاہ ایران دارا کدومن کو شکست دی تو اُس کی قوم مین ہاتی موجود تھے۔ اسکندر کی چڑھائی کے بعد جس کا زمانہ سنہ ۳۲۷ قبل مسیح ہے ہندوستان کسی قدر اپنی حالت پر چھوڑ دیا گیا۔ اسکندر نے اس ملک مین بہت قدم ہی رکھا تھا اور سندہ کی ندی سے آگے نہین بڑھنے پایا تھا۔ اُس کی واپسی کے بعد دس سال کے اندر ایک یونانی سپاہی بھی ہند مین نہ رہا لیکن اُس کی فوج کشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک غیر معلوم دنیا کی طرف یورپ کی توجہ مصروف ہوگئی۔ تھوڑے دنون مین وہ حکومتین جن کو سکندر نے اپنے صوبہ دارون کے ماتحت قائم کیا تھا خود مختار ہوگئی۔ اُس کے مرتے ہی اُن کا تعلق یونانیون سے باقی نہ رہا دس سال کے اندر اندر ملک یورپ یونانیون سے خالی ہوگیا۔

یونانیون کے تعلقات ہند سے

ہند کے تعلقات یونانیون کے ساتھ بلخ کی یونانی حکومتون کے ذریعہ سے مدت تک باقی رہے جیسا کہ مگستھینز کی سفارت سے ثابت ہوتا ہے۔ اِس یونانی سفیر کو سلوکس نیکوٹار شام کے

حاکم نے تقریباً تین سو سال قبل مسیح پاٹلی پتر کو بھیجا تھا اور یہ پہلا موقع تھا جبکہ یوروپیون نے ہند کے اندرونی حصے مین نفوذ کیا۔ اِس زمانہ کی تاریخ کے لئے صرف ہمارے پاس اسی یونانی سفیر کے بیانات رہ گئے ہین۔ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مگستھینز کی سفارت سے سیلوکس کی غرض یہ تھی کہ عربون نے جو تجارت یورپ سے قایم کی اُس کا راستہ بدل کر پیٹرہ اور دمشق اور انطاکیہ سے ہوکر مصر کو کر دیا جائے۔ یہ وہ تجارت تھی جس نے مصر کے خاندان بطلیموسی کو دولت مند بنا دیا تھا اور آگے چل کر قاہرہ کے خلفائے اسلام نے بھی اسی تجارت کی بدولت بہت کچھ مال و دولت حاصل کیا۔ بلخ کی یونانی حکومت کے تعلقات ہندوستان کے ساتھ مدت تک قایم رہے جیسا کہ ہمین شمال و مشرق ہند کی عمارات کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔

جہاز کا براہ راست ہند کو پہنچنا

سنہ ۳۰ قبل مسیح مین جس وقت مصر حکومت روما کا ایک صوبہ ہو گیا شاہنشاہ آگسٹس نے اِس خیال سے کہ عرب جو مصالح وغیرہ لاتے ہین اور جس کو فی الواقع وہ ہند سے لایا کرتے تھے خود اُن کے ملک کی پیداوار ہے۔ ایک فوج کشی عربستان پر کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ شاہنشاہ کلاڈیس کے وقت مین حسب اتفاق مخالف ہواؤن نے ایک جہاز کو جزیرہ سیلون کے کنارے پہنچا دیا اور اُس وقت یہ بات معلوم ہوئی کہ بعوض کنارے کنارے جانے کے جہاز بخوبی براہ راست ہند کو آ سکتے ہین۔ اسکے بعد سے رومی تجار مصر سے براہ راست گوا یا کالیکٹ یا منگلور کو آنے لگے اور پلینی کہتا ہے کہ اس سفر مین صرف دو مہینے دس دن لگتے تھے۔ اُس زمانہ کے ایک تاجر نے اپنا سفرنامہ لکھا جس کا نام اریتھرین سمندر کا پیری پلس تھا۔ یہ کتاب ارین کے پیری پلس کے نام سے مشہور ہوئی اور اس مین بہت سی جغرافی اطلاعات پائی جاتی ہین۔

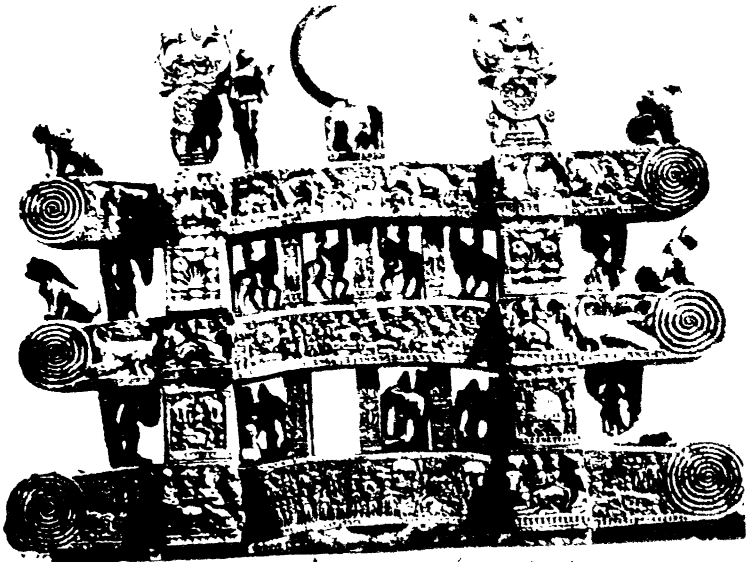
بطلیموس کا جغرافیہ

بطلیموس کے جغرافیہ سے ہمین قدیم اقوام کی اُن اطلاعات کا اندازہ ہو سکتا جو اُنھون نے ہند کے متعلق حاصل کی تھین۔ یہ اطلاعات نہایت ہی ناقص اور زیادہ تر ساحل کے بیانات پر

محدود ہین۔

عرب اور چینی سیاح سلطنت روما کے زمانۂ انحطاط مین ہندوستان سے تعلقات اور بھی کم ہوگئے اور بالآخر جس وقت عربون نے خلفاے راشدین کے زمانہ مین سلطنت بزنطیہ کو فتح کرلیا تو ان تعلقات کا خاتمہ ہوگیا۔ مسلمانون نے ایک ہزار سال تک اقوام نصاریٰ کے لئے کا راستہ ہندوستان کی طرف بند رکھا اور اس زمانہ کے حالات ہمین صرف عرب سیاحون کے بیانات سے معلوم ہوتے ہین۔ مسعودی دسوین صدی عیسوی مین ہندوستان آیا اور ابن بطوطہ تقریباً سنہ ۱۳۳۳ء مین لیکن ان عرب سیاحین سے بہت پہلے بدھ مذہب کے چینی زوار اس ملک مین آچکے تھے اور ہیون تسانگ کا سفرنامہ ہمارے لئے ایک بڑا ذخیرہ اُس زمانہ کی معلومات کا ہے۔

پرتگیزون کا ہند کی راہ کو پانا یورپی سیاحون مین پہلا شخص جو ہند تک پہنچا ایک اطالوی مارکو پولو تھا جو تیرہوین صدی مین آیا۔ اس کا ایک ہم وطن پندرہوین صدی مین آیا۔ یہ دریاے فرات کی راہ سے خلیج فارس ہوتا ہوا کھمبایت پہنچا تھا۔ عجائبات ہند کے قصے کہانیون نے ازمنہ متوسطہ مین یورپی اقوام کی طمع کو اس ملک کا گرویدہ کردیا تھا اور ان مین سے ہر ایک قوم نے یہی کوشش کی کہ علاوہ اُس راہ کے جسے مسلمانون نے بند رکھا تھا کوئی دوسرا راستہ ہندوستان تک پہنچنے کا نکالے۔ ہمین معلوم ہے کہ کرسٹافر کولمبس اسی راہ کی تلاش مین جارہا تھا جس وقت وہ امریکہ کو جا پہنچا اور جب اُس نے انٹلیز کی زمین پر قدم رکھا تو اُس کو یہی خیال تھا کہ جزائر ہند مین سے کسی جزیرہ پر پہنچ گیا ہے۔ وہ اسی غلطی مین مر بھی گیا اور اصل حقیقت اُس پر منکشف ہونے نہ پائی۔ اس نئے راستے کا نکالنا پرتگیزون کے حصہ مین تھا۔ سنہ ۱۴۹۸ء مین واسکوڈیگاما جنوب افریقہ کے راس کے گرد ہوکر ہند کی جانب چلا اور کالیکٹ مین جو ساحل ملابار پر ہے لنگر ڈالا۔ اس راہ کے پاجانے سے پرتگیزون نے یورپ اور ہند مین بلا واسطہ تعلقات پیدا کردیئے اور مصر کی اُس تجارت کا بھی خاتمہ کردیا جو ہزارہا سال سے چلی آتی تھی۔ اس کے بعد سے مغرب کے تعلقات مسلسل ہوگئے اور کل یورپی قسمت آزماؤن



(۳۸) سانچی۔ شمالی پھاٹک کی سنگتراشی اور منبت کاری

نے اس ملک پر گرنا شروع کر دیا۔ کہا جا سکتا ہے کہ انیسوین ہی صدی کی شروع مین جب سنسکرت زبان کا پتہ لگا اور علمی اصول پر ہند کی تحقیقات شروع ہوئی۔ وہ پردہ جو یورپ اور ہند کے بیچ پڑا ہوا تھا اور جس نے اس سرزمین کو اس قدر پُر اسرار بنا رکھا تھا بالآخر اٹھ گیا۔

فصل دوم۔ یوروپیون کی پہلی آبادیان ہندوستان مین

پرتگیز | واسکوڈی گاما جس ساحل تک پہنچا وہ زاموزن یعنی بادشاہ کیا لیکٹ کی حکومت مین تھا۔ سنہ ۱۵۱۰ء مین البوکرک نے گوا کو فتح کر لیا اور اسے پرتگیزی ہند کا دارالحکومت قرار دیا۔ پرتگیز پھیلتے پھیلتے بندریج مغربی ساحل ملابار کے بہت بڑے حصے پر قابض ہو گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ ٹھٹھہ تک پہنچ گئی۔ پرتگیزون کو ملک گیری تو آتی تھی مگر ان مین ملک داری کی مطلق صلاحیت نہ تھی اور تھوڑے ہی زمانہ مین یہ دوسری یوروپی قوتون کے مقابلہ مین نیست و نابود ہو گئے۔

ہالنڈی | ان کے اول رقیب ہالنڈی تھے۔ انہون نے پہلے سنہ ۱۵۹۵ء مین ہند پر چڑھائی کی اور نصف صدی کے اندر انہون نے پرتگیزون کو بالکل ملک سے اٹھا دیا اور اگر انگریز انھین نہ اٹھاتے تو یہ ہند مین ایک بڑی حکومت قایم کر لیتے لیکن ان کی قوت خود یورپ مین اس قدر کم تھی کہ یہ انگریزون کا مقابلہ نہ کر سکے اور مغلوب ہو گئے

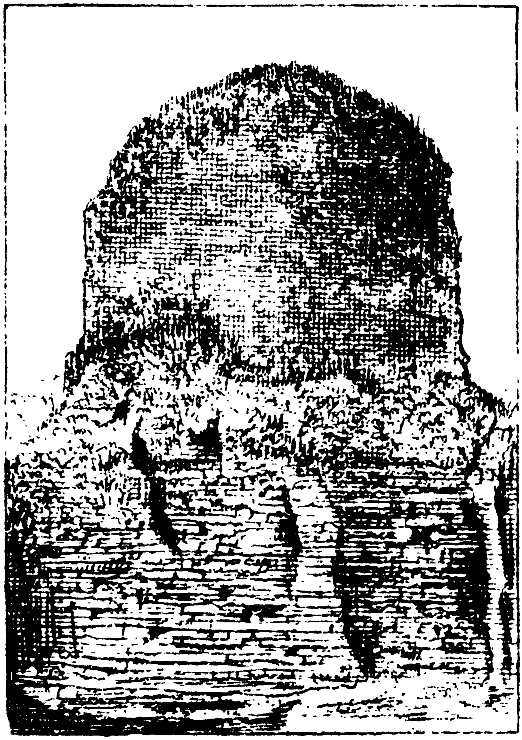
انگریزی کمپنی | سنہ ۱۶۰۰ء مین شاہزادی الیزابتھ کے عہد مین پہلی انگریزی کمپنی تجارت کے اغراض سے قایم ہوئی۔ کمپنی کے قایم مقامون نے جو مغلیہ دربار مین بھیجے گئے تھے نہایت درجہ کی فروتنی اختیار کی اور جس وقت سنہ ۱۶۱۵ء مین ہاکنس جہانگیر کے دربار مین جیمس اول بادشاہ انگلستان اور کمپنی کے سفیر کی حیثیت سے داخل ہوا تو اس کی نسبت یہ خیال کیا گیا کہ وہ ایک بہت ہی چھوٹے جزیرے سے آیا ہے

جس کے باشندے چھوٹے ہین۔ دو سال قیام کرنے کے بعد جب اُس نے اپنے مالک کے نام کا خط مانگا تو جہانگیر کے وزیر اعظم نے اُس سے کہا کہ انگلستان کے سے چھوٹے بادشاہ کو خط لکھنا شہنشاہ ہند کی شان کے خلاف ہے۔ کمپنی اِس جواب سے مایوس نہین ہوئی - اور حکمت عملی کے ذریعے سے اُنھون نے جہانگیر سے ایک فرمان حاصل کیا جس کی رو سے اُنہین سورت مین کارخانہ قایم کرنے کی اجازت ملی۔ ساٹھ سال کی مدت مین کمپنی نے اپنے کام کو وسعت دی اور تقریباً تمام مُلک مین اُن کے کارخانے قایم ہو گئے۔ سنہ ۱۶۸۶ء مین کمپنی حکومت مغلیہ سے لڑی لیکن مغلوب ہوئی۔

فرانسیسی کمپنی پرتگیزون اور ہالنڈیون کی جگہ لینے کے بعد انگریزون کو ایک دوسری قوت سے کام پڑا جسے اُنہین نکالنا ضرور تھا - یہ رقیب فرانسیسی تھے جو بہت دیر مین ہند تک پہنچے تھے لیکن اُنہون نے بھی سنہ ۱۶۶۴ء مین کولبر کی پناہ مین ایک ہندی کمپنی قایم کی تھی۔ جب تک مغلیہ حکومت قایم رہی کسی یورپی قوم نے اپنے ساحلی کارخانون کو ملک کے اندر بڑھانے کا ارادہ نہین کیا۔ لیکن اورنگ زیب کی وفات کے ساتھ ہی ذی حوصلہ لوگون کے لیے میدان خالی ہو گیا۔ جس وقت مغلیہ حکومت کے ٹکڑے ہو کر چھوٹی چھوٹی حکومتین قایم ہو گئین تو پھر ان کے باہمی جھگڑون مین دخل دیتے دیتے ایک بڑی سلطنت کا قایم کر لینا آسان ہو گیا مقابل اور دعویدارون کے صرف فرانسیسی اور انگریز دو قومین رہ گئین جو اِس ملک کی مالک بن سکتی تھین اور بہت جلد خود ان دونون مین فیصلہ ہونے والا تھا۔

فصل سوم - انگریزون اور فرانسیسون مین باہمی جنگ

دکن کی حالت انگریزون اور فرانسیسون کی پہلی جنگ جنوب ہند مین ہوئی۔ یہی وہ خطہ تھا جہان شدت کی بدعملی تھی - اِس وقت زیادہ حصہ دکن کا نظام حیدرآباد کے زیر حکومت تھا - اور کارناٹک بھی ایک نواب کے تحت



(۳۹) بنارس کا مندر

مین تھا جو نظام کا باجگذار تھا۔ انتہائے جنوب مین ٹرچناپلی۔ میسور اور تانجور ہندو حکومتین تھین۔ پانڈیچیری ماہے کاریکل اور چندرنگر فرانسیسیون کے قبضہ مین تھے انگریز مدراس۔ بمبئی اور بعض ساحل کے بنادر پر قابض تھے اور ہر طرف مار دھاڑ کر رہے تھے۔

ڈوپلے

سنہ ۱۷۴۴ء مین جب فرانس اور انگلستان کے درمیان یورپ مین اعلان جنگ ہوا تو ہند کے فرانسیسی مقبوضات کا گورنر جنرل ایک شخص ڈوپلے نامی تھا جس نے یہ ارادہ کیا کہ انگریزون کو ہند سے نکال باہر کرے اور فرانس کا قبضہ ملک پر کرا دے۔ چند لڑائیون کے بعد اس نے لابردونے کی مدد سے ۱۷۴۶ء مین انگریزون کا قبضہ مدراس اور کل دوسرے مقامات سے اُٹھا دیا۔ ساحل شرقی کا مالک بن گیا جب اُسے خود اپنے ملک سے فوج اور روپیہ کی مدد نہ مل سکی تو اُس نے تمام جنگجو دیسیون کے جتھون نے اُس کا ساتھ دیا تھا اور زیادہ تر بوسی کی مدد سے یہ ارادہ کیا کہ اس ملک عظیم کو فتح کرے اور انگریزون کو یہان سے بالکل اُٹھا دے۔ اسی زمانہ مین نظام حیدرآباد نے انتقال کیا اور ڈوپلے نے موقع پا کر ایک ایسے بادشاہ کو تخت پر بٹھایا جو اُس کا طرفدار تھا اور اسی طرح کارناٹک پر بھی اپنے مطلب کے نواب کو حاکم بنایا۔ ان خدمات کے صلہ مین ڈوپلے نے اپنے تئین کل اُس ملک کا جو کشنا کے جنوب مین واقع ہوا تھا۔ اور جس کا رقبہ فرانس کے برابر اور محاصل نوے لاکھ سے زیادہ تھا نواب منوا لیا۔ دفعۃً اس کی قوت اور اُس کا نفوذ بلا اس کے فرانس کا ایک حبہ بھی خرچ ہو بے انتہا بڑھ گیا انگریزون نے جب یہ دیکھا کہ ہند کے مقبوضات ہاتھ سے جا رہے ہین تو انہون نے حکمت عملی سے بادشاہ فرانس لوئی پانزدہم کا حکم ڈوپلے کی واپسی اور کل مفتوحات کے چھوڑ دینے کے لئے حاصل کر لیا۔ کسی فرانسیسی بادشاہ نے اس سے زیادہ شرمناک معاہدہ نہ کیا ہوگا۔

ڈوپلے فرانس کو واپس آیا اور مصیبت کی حالت مین مرا۔ اُس نے اپنے بادشاہ کی عدول حکمی نہ کی حالانکہ اُسے پورا حق سرتابی کا موجود تھا کیونکہ شاہنشاہ دہلی نے اُسے مستقل بادشاہ مان لیا تھا۔ اگر ڈوپلے نے لوئی کے حکم کی تعمیل نہ کی ہوتی تو درحقیقت اپنے ملک کی بڑی خدمت کرتا کیونکہ اس معاہدہ کے بعد ہی ۱۷۶۱ء

مین انگلستان اور فرانس مین لڑائی شروع ہوگئی اور اُس وقت کوشش کی گئی کہ ہندوستان کے مقبوضات واپس آئین لیکن اس ارادہ مین صرف اس وجہ سے کامیابی نہین ہوئی کہ ڈوپلے وہان موجود نہ تھا اُس کے جانشین لالی کے پاس ڈوپلے سے کہین زیادہ فوج تھی لیکن اُس مین ڈوپلے کا مادہ نہ تھا ہر طرف شکست کھاتے کھاتے بالآخر ۱۷۶۱ء مین پانڈی چیری بھی اُس کے قبضہ سے نکل گیا - فرانس واپس آنے کے بعد لالی پر مقدمہ ہوکر اُس کو قتل کی سزا ملی - فی الواقع یہ سزا اُن لوگون کو ملنی چاہئے تھی جنھون نے ڈوپلے کو واپس بلوایا اور ایسا بڑا موقع ہاتھ سے کھو دیا -

انگریزی تسلط کے دو بڑے سبب

فرانسیسیون سے چھٹکارے کے بعد انگریزی حکومت ہر طرف سرعت کے ساتھ بڑھنے لگی کمپنی نے دیسی حکومتون کے باہمی جھگڑون مین دخل دیکر ان سب کو یکے بعد دیگرے زیر کر لیا - اٹھارھوین صدی کے آخر مین ٹیپو سلطان کا سرنگاپٹن مین شکست پانا اور مسلسل جنگون کے بعد انیسوین صدی کے اوائل مین مرہٹون کی قوت کا ٹوٹنا دو ایسے واقعات تھے جنھون نے فتوحات کا راستہ کھولدیا - کُل دیسی حکومتین یکے بعد دیگرے انگریزی حکومت مین شامل ہوگئین اور جن حکمرانون کا ملک خیرخواہی کی وجہ سے چھوڑ دیا گیا وہ بالکل حکومت انگریزی کے ماتحت ہوگئے صرف ایک ریاست نیپال کی رہ گئی ہے جو اس وقت تک خود مختار ہے - اور یہ زیادہ اُس کے موقع کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ چارون طرف سے پہاڑون مین گھری ہوئی ہے -

فصل چہارم - ہندوستان کیونکر فتح ہوا

ڈوپلے

حکومت انگریزی کی فتوحات کا تفصیل وار ذکر کرنا ہماری تصنیف کے مقاصد مین سے نہین ہے لیکن ان عام اصول کو جو ان فتوحات مین ملحوظ رکھے گئے ظاہر کرنا کچھ غیر مفید نہ ہوگا - پہلا شخص جس نے ان

اصول کو دریافت کیا ڈوپلے تھا جو تاریخ عالم مین ایک غیر معمولی قابلیت کا شخص تھا اور خود انگریزون نے اس کی پوری داد دی ہے انہون نے اُس کا ایک مجسمہ کھڑا کر کے اِس امر کا اعتراف کیا ہے کہ اسی شخص کی تدابیر کو عمل مین لانے سے حکومت انگریزی تمام ہندوستان پر قابض ہو گئی ورنہ یہ نتیجہ خواب و خیال مین بھی نہ تھا وہ مشہور مورخ لارڈ مکالے ڈوپلے کے متعلق حسب ذیل لکھتا ہے۔ "ڈوپلے پہلا شخص تھا جس نے اس امر کا احساس کیا کہ ہند مین سلطنت مغلیہ کی جگہ ایک یورپی حکومت قایم ہو سکتی ہے۔ اُس کی ذہین اور ایجاد پسند فطرت نے ایسے وقت مین یہ ارادہ کیا تھا جبکہ انگریزی کمپنی کے قابل سے قابل ملازم کارخانے چلانے اور جہاز لادنے کے شغل مین مصروف تھے۔ ڈوپلے نے نہ صرف ملک گیری کا منصوبہ ہی کیا تھا بلکہ اُس نے درست طور پر معلوم کر لیا تھا کہ اس ملک گیری کے ذرایع کیا ہین۔ وہ دیکھ چکا تھا کہ دیسی رئیسون کی بڑی بڑی فوجین جب میدان مین آتین تو وہ چھوٹی سی یورپی فوج کا بھی مقابلہ نہ کر سکتین وہ یہ بھی دیکھ چکا تھا کہ دیسی اقوام مین یورپی تعلیم کے ذریعہ سے ایسے سپاہی تیار ہو سکتے ہین جن کی سپہ سالاری کو زیدرک اعظم بھی اپنا فخر سمجھے۔ وہ یہ بھی معلوم کر چکا تھا کہ دیسی اقوام پر اثر ڈالنے اور اُن پر حکومت کرنے کے لئے ضرور ہے کہ کسی بڑے نام یا کسی نواب یا نظام کا ذریعہ اختیار کیا جائے گا لو العزم اور دور اندیش فرانسیسی نے سب سے پہلے ان اصول ملک گیری کو سمجھا اور اُن پر عمل کیا اور چند سال بعد خود انگریز انہین اصول کو اختیار کر کے کامیاب ہوئے"

ہند کو فتح کرنے کے گر

اسٹورٹ مل جہان ہندوستان کے فتح کے اسباب سے بحث کرتا ہے تو وہ بھی قریب قریب وہی الفاظ استعمال کرتا ہے جو مکالے نے کئے۔ وہ لکھتا ہے کہ "ہندوستان کو فتح کرنے کے متعلق فرانسیسیون نے دو جز سے گُر معلوم کر لئے تھے اولاً یورپی تعلیم یافتہ افواج کے مقابل مین دیسی افواج کا کمزور ہونا اور ثانیاً دیسی افواج کا بآسانی اس تعلیم کو یورپ ت مین حاصل کر لینا"

پروفیسر سیلی کی راے

پروفیسر سیلی بھی جو حال کے مورخ ہین ہندوستان کی فتح کو انہین دو اسباب کی طرف منسوب کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ "جیسا انگریزون کا خیال ہے یہ فتح ہرگز اُن کی کسی خاص جسمانی یا اخلاقی تفوق

کی وجہ سے وقوع مین نہین آئی یہ مصنف کی رائے اس قدر سخت نہین ہے جیسی پروفیسر سیلی کی - مگر مصنف یہ ضرور کہے گا کہ بلا شبہ انگریزون مین دو خصائص ہین جن کا مقابلہ ہندی ہرگز نہین کر سکتے یعنی اُن کا اعلیٰ درجہ کا استقلال اور اُن کی اعلیٰ درجہ کی مستعدی - انہین دو خصائص سے انہون نے ہند کو فتح کیا ہے اور یہی دونون خصائص اُن کی حکومت کو قایم رکھین گی -

تیسرا گُر

انگریزون نے صرف یہی دو گُر ڈوپلے سے نہین سیکھے بلکہ ایک تیسرا گُر بھی سیکھا جس سے انہون نے کام لیا - یہ بھی ایک بہت بڑا گُر تھا یعنی اُس نے قرار دے دیا تھا کہ کسی غیر مُلک کی فتح اُسی ملک کے روپے اور اُسی مُلک کے سپاہیون کے ذریعہ سے ہونی چاہیے - نہایت تعجب کی بات ہے کہ اگرچہ اس اصول کو ایک فرانسیسی نے قایم کیا تھا لیکن خود فرانس کی فتوحات مین اس کا استعمال نہ ہو سکا - ٹانکن الجزائر اور بہت سی دوسری فرانسیسی فتوحات نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ قوم جو کسی بڑے اصول کو ایجاد کرتی ہے بعض اوقات کس درجہ تک اُس کے استعمال کرنے سے قاصر ہو جاتی ہے -

ڈوپلے کے اصول پر عمل

پس ڈوپلے کے خیالات کو اخذ کر کے انگریزون نے یہ عجیب نتیجہ نکالا ہے کہ نہ صرف انہون نے ہند کو بلا اپنا روپیہ خرچ کئے ہوئے فتح کیا بلکہ جس فوج سے اُنہون نے کام لیا وہ بھی بالکل دیسی فوج تھی غرض نہ اُن کا ذاتی روپیہ خرچ ہوا اور نہ اُن کے آدمی کام آئے دیسی ہی فوج سے اور ملک ہی کے روپیہ سے انہون نے سارے مُلک پر قبضہ کر لیا -

بآسانی فتح ہونے کے وجوہات

بادی النظر مین نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ اتنے کروڑون اشخاص کیونکر اس آسانی سے مفتوح ہو گئے - اگر بالفرض فاتح فوج مین بعوض چند ہزار کے بہت زیادہ سپاہی بھی ہوتے تاہم نتیجہ حیرت انگیز ہے لیکن اس کتاب کے پچھلے ابواب کو پڑھنے والے تعجب نہ کرین گے - ہند صرف جغرافی حیثیت سے تو ایک مُلک ہے لیکن اس کے باشندے آپس مین غیر اقوام ہین اور ذات کی رسم نے اور بھی شعبے بنا دئے ہین اور ہر ایک قوم مین اس قدر تفریقین پیدا کر دی ہین کہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک

ہندو کے لیے اُس کے ملک کے اکثر افراد بالکل غیر اور بیگانہ ہین۔ دکن کا ہندو بنگالیون یا راجپوتون کی نظرون مین اُسی قدر پرایہ اور بیگانہ ہے جیسا کوئی یورپی۔

قومی حیثیت کا نہ ہونا

ہند مین قومی حیثیت کا نہ ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جسے بار بار یاد دلانا پڑتا ہے کیونکہ جو یورپی اس ملک مین نہین آئے ہین اُن کی سمجھ مین یہ بات ہرگز نہین آتی۔ بہت کم مورخ ہین (علی الخصوص فوجی تاریخ لکھنے والے) جو اِس اصولی نتیجہ تک پہنچے ہین کہ تاریخی واقعات کا دارومدار زیادہ تر اسباب ملکی پر ہے نہ کہ فوج کشیون پر۔ البتہ پروفیسر سیلی نے ہند کے متعلق اس اصول کو تسلیم کیا ہے وہ لکھتے ہین "جس روز ہند مین قومیت کا احساس پیدا ہونے لگا وہ کتنا ہی کمزور کیون نہ ہو اور گو یہ احساس اس حد تک بھی نہ بڑھے کہ غیر قوم کو عملی طور پر ملک سے باہر نکال دینے کا جوش پیدا کرے بلکہ صرف اسی قدر خیال پیدا کر دے کہ غیر قوم کی حکومت کی اعانت کرنا شرم کی بات ہے تو اُسی روز سے گویا ہماری حکومت ختم ہو جائے گی کیونکہ ہماری فوج مین دو تہائی دیسی سپاہی ہین۔"

قومیت کا نہ ہونا

یہ انگریزی حکومت محض اسی وجہ سے قومی اور انقلابات سے محفوظ ہو رہی ہے کہ ہند مین قومیت کا مطلق احساس نہین ہے ۱۸۵۷ء کا غدر بالکل سپاہیون کا بلوہ تھا جس کے اسباب فوجی شکایتین تھین عام اقوام ہند نے اس مین کوئی دلچسپی نہین لی۔ صرف معدودے چند یورپیون نے خیر خواہ دیسی سپاہیون گورکھے سکھ پنجاب کی فوج کی مدد سے اس بلوہ کو فرو کر دیا۔

تعلیم قومیت پیدا کر دے گی

علاوہ یورپی اقوام کی فوج کشیون کے اگر انگریزی حکومت کو کوئی خوف ہند مین ہے تو وہ اِس ہندی قومیت کا خوف ہے۔ اِس وقت تو قومیت کا تخیل بہت ہی دور معلوم ہوتا ہے لیکن خود انگریزی حکومت اپنے طریقۂ تعلیم کے ذریعہ سے جس کا ذکر آگے آئے گا اس تخیل کو پیدا کرنے کے اسباب اور اُس کے ساتھ ہی اپنی عظیم الشان حکومت کی بربادی کا سامان کر رہی ہے۔

کتاب چہارم

ہندوستان کے تمدن کی تدریجی ترقی

باب اوّل۔ ویدی زمانہ کا تمدن یعنی ہندی معاشرت کی تصویر تقریباً ایک ہزار سال مسیح میں

فصل اوّل۔ تمدن ہند کی تقسیم مختلف ازمنہ کے لحاظ سے

تاریخی مواد کی کمی

اس سے پہلے کے ایک باب مین ہم بیان کر چکے ہین کہ زمانہ قدیم کی کوئی تاریخی کتاب ہم تک نہین پہنچی ہے اور تقریباً ایکہزار سال کے متعلق بجز بعض یادگاروں کتبوں اور یونانی مصنفین کے جزوی بیانات کے کوئی ذریعہ معلومات کا باقی نہین رہا ہے۔ اگرچہ ہند کے پرانے تمدن کا اندازہ کرنے کے لیے ہمارے پاس بہت کم مواد ہے لیکن یہ مواد مقابل تاریخی مواد کے بہت زیادہ ہے۔ مختلف ویدان اور مہابھارت و رامائن کے قصّون اور منو کی کتاب قانون کے ذریعہ سے ہم بخوبی معلوم کر سکتے ہین کہ ہندوان کی معاشرتی حالت اُس زمانہ مین کیسی تھی۔ سیسیون قصص و حکایات جو اُس زمانہ کے ہم تک پہنچے ہین اُن سے ہمین اُس وقت کی مخلوق کے خیالات اور محسوسات کا اچھی طرح اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بعض یادگارین جو باقی رہ گئی

ہین اور مگستھینز اور چینی سیاحون کے چشم دید واقعات کے بیانات (کاش یہ اس قدر کم نہ ہوتے) ہماری معلومات مین ایک مفید اضافہ کر دیتے ہین -

تمدن کی تدریجی ترقی | جب ہم کسی یورپی قوم کے تمدن کا مطالعہ کرتے ہین تو ہمین اُس مین ایک تدریجی ترقی معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے کسی مشرقی قوم اور علی الخصوص ہندو اور چینیون کے تمدن مین ہمین یہ مدارج صاف طور پر محسوس نہین ہوتے۔ یہ نہین کہا جا سکتا کہ درمیانی مدارج تھے ہی نہین لیکن اصل یہ ہے کہ ان اقوام کی قدیم تاریخ سے ہم اس درجہ کم واقف ہین کہ ہمین یہ مدارج مشکل نظر آتے ہین علاوہ برین ان مین سے بہت سی اقوام اُس خاص درجہ مین ہین جس مین ترقی کی رفتار نہایت ہی سست ہوتی ہے۔ اگر یورپ کی تمدنی ترقی دفعۃً ازمنہ متوسط مین موقوف ہو گئی ہوتی اور مشرقی تمدن کی طرح کل تاریخی ذرائع معدوم ہو گئے ہوتے تو ہمارے تمدن کے متعلق بھی اسی قسم کی رائے قائم ہوتی اور کہا جاتا کہ مغرب مین بھی کوئی ترقی نہین ہوئی۔ چونکہ ہم اُس طول زمانہ کو جس مین تمدن کی رفتار نہایت سست ہوتی ہے طے کر چکے ہین اس لئے اس وقت ہمارا تمدن سرعت کے ساتھ ترقی کر رہا ہے۔ مشرق کی اقوام مین بھی ایک ابتدائی درجہ وحشت کا تھا جیسا کہ ہم مین تھا انہون نے بھی اپنے کو اس درجہ تک پہونچا لیا ہے جہان ہمارا تمدن ازمنہ متوسط مین تھا لیکن یہ اقوام رسوم و روایات اور مذہبی اعتقادات کے زنجیرون مین اس طرح جکڑی ہوئی تھین کہ اُس درجہ سے یہ اب تک آگے نہ بڑھ سکین۔ ہم تو ازمنہ متوسط کے درجہ کو طے کر چکے ہین لیکن یہ قومین ابھی اُس مین سے نہین نکلی ہین یہ اُسی ابتدائی درجہ مین ہین جس مین ترقی کی رفتار تیز نہین ہوتی۔

ترقی سست ہونے کے اسباب | منجملہ اُن اسباب کے جن سے مشرقی اقوام کی ترقی مین اس قدر سستی آگئی ہے اور جن مین مرز بوم زندگانی کے وسائل قوم کی روحانی خصایص وغیرہ وغیرہ شامل ہین ایک بڑا سبب مذہب بھی ہے۔ کسی زمانہ مین ہماری گردنون پر بھی مذہب کا جوا کچھ کم بھاری نہ تھا لیکن ہمیشہ سے مشرقی اور مغربی مذاہب مین ایک بہت ہی بڑا اصولی فرق یہ رہا ہے کہ مغرب مین کل مذہبی احکام محض اعتقادات سے متعلق ہین برخلاف

اس کے مشرق مین مذہب نہ صرف اعتقادات کی تعلیم کرتا ہے بلکہ سیاسی اور معاشرتی معاملات مین دخل دیتا ہے۔ مشرق کی احکامی کتابین نہ صرف مذہبی ہین بلکہ سیاسی اور معاشرتی بھی ہین اور چونکہ ان کی نسبت یہ اعتقاد ہے کہ یہ احکام الہی اور غیر ممکن التبدل ہین اس لئے ان کی ساری تعلیم بھی تبدیل پذیر نہین ہے۔ اور اسی وجہ سے ان اقوام کی زندگانی مین اس قسم کے تغیرات جو زمانہ کی ضرورتون سے لازمی ہو جاتے ہین عمل مین آ نہین سکتے۔ ہم نے تمدن عرب مین اس امر کو دکھایا ہے کہ قرآن شریف کی وجہ سے جو عربون کا مذہبی وسیاسی ومعاشرتی قانون تھا اُن مین ایک اتحاد توضرور پیدا ہو گیا اور اُن کے محسوسات اور اعتقادات ایک ہی سانچے مین ڈھل گئے لیکن آخر مین یہی مذہبی جکڑ بندی اُن کے انحطاط کا بھی باعث ہوگی کیونکہ جو ضرورتین زمانہ کی ترقی نے پیدا کر دی تھین مذہب اُن کا ساتھ نہ دے سکا۔

ہند کے کُل نظامات کی جڑ مذہب ہے۔ ہند مین مذہب کُل معاشرتی نظامات کی بنیاد ہے بلکہ کہنا چاہیے کہ ہنود کے سارے نظامات مذہبی ہین چونکہ ہند کے تمدنی انقلابات مین مذہب کا بہت بڑا حصہ ہے اس لئے ہم نے اس تمدن کی تقسیم مذہبی بنیاد پر کی ہے۔ اگر ان مذہبی تغیرات کو کسی قلیل زمانہ کے اندر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتدریج وقوع مین آئے ہین لیکن چونکہ تاریخی مواد کی کمی ہے درمیانی مدارج ہمین نظر نہین آتے۔ اور جس وقت کئی صدیون کے زمانہ کو ایک دوسرے سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے تو مذہب مین بڑے بڑے تغیرات نظر آنے لگتے ہین۔ تمدن ہند کی تاریخ کسی ایسے نقشہ نویس کا بنایا ہوا نقشہ نہین ہے جو کسی ملک کے ایک ایک راستہ کو پیمائش کرتا ہے اور جنگلون کی پگڈنڈیون سے لیکر شہرون کی سڑکون تک کو نقشہ کھینچکر دکھاتا ہے بلکہ ایسے نقشہ نویس کا نقشہ ہے جو کسی اونچے پہاڑ پر بیٹھ کر صرف ملک کی مجموعی حیثیت کا نقشہ بناتا ہے اور بڑے بڑے شہرون کو نقطون کے ذریعہ سے نقشہ پر دکھاتا ہے۔

تمدن ہند کی تقسیم مذہبی تغیرات کی بنا پر مذہبی تغیرات کو بنا تقسیم قرار دے کر ہم تمدن ہند کی چھ قسمین کرتے ہین

اول ویدی زمانہ دوم برہمنی زمانہ سوم بدھ مذہب چہارم جدید برہمنی زمانہ پنجم اسلامی زمانہ ششم موجودہ زمانہ یہ اخیر زمانہ اوپر والے زمانون سے کچھ کم دلچسپ نہین ہے کیونکہ اس مین ہمین زمانہ متوسط کی تمدن اور زمانۂ حال کے تمدن کے باہمی جنگ کا مزہ ملے گا۔

فصل دوم۔ وہ ذرائع جن سے ویدی تمدن کا علم حاصل ہو سکتا ہو

مابقیہ بیان | تکرار سے بچنے اور اپنے بیان مین فصاحت پیدا کرنے کے لیے ہم اس فصل اور اس کے بعد کے فصول مین ایک عام بیان ہر ایک زمانہ کے تمدن کا کرین گے۔ ہر ایک زمانہ کی صنعتین یادگارین وغیرہ خاص خاص فصلون مین لکھی جاینگی۔

آریون کا تمدن اور رگ وید | آریون کا تمدن ہند کے شمال و مغرب مین تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح مین آیا۔ اس زمانہ کی کوئی پتھر کی عمارت ہم تک نہین پہونچی ہے اور نہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایسی عمارتین بنی بھی تھین جو چیز ہم تک پہونچی ہے وہ ایک بہت بڑا ذخیرہ مذہبی خیالات کا ہے جو وید کے نام سے مشہور ہے یہ کتابین مختلف اوقات مین لکھی گئی ہین اور ان مین سب سے پہلا اور بڑا رگ وید کا ہے جو پروفیسر میکس مولر کی تحقیقات کی رو سے تقریباً ہزار سال قبل مسیح مین تصنیف ہوا۔ رگ وید کے مطالعہ سے ہمین قدیم آریہ اقوام کی زبان مذہب معاشرت اور دماغی حالت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ان قدیم تصنیفات کو یورپ تک پہونچے ہوئے سو برس سے زیادہ کا زمانہ نہین گذرا جن یوروپی علما نے وید کا ترجمہ کیا ہے وہ ان کی تعریف بھی بہت کچھ کرتے ہین۔ اس وجہ سے کہ انہون نے بڑی مشقت سے ہوا مین اڑتے ہوئے خیالات کو الفاظ کے پنجرے مین بند کیا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ وید کے متعلق درست راے دینا کوئی آسان امر نہین ہے تعصب اور طرفداری سے قطع نظر کر کے کہا جا سکتا ہے کہ ان مین کوئی مضمون ایسا نہین ہے جس پر انسان عش عش کرے۔ تھوڑے ہی سے مطالعہ کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ رگ وید کی سوکتون کو محض ایسے

گلہ بانون کی تصنیف نہین خیال کرنا چاہیئے جو چراگاہون مین اپنے مویشی کو ئے پھرتے تھے ایسے چرواہے جو ویدک سی نظمین لکھین دنیا کے کسی خطہ مین بھی نہ پیدا ہوئے ہون گے - ان کی عبارت مین ہر جگہ تکلف اور آشنائی اور مذہبی پختہ کاری کے آثار معلوم ہوتے ہین جس وقت علوم تاریخی پر تدریجی ترقی کے اصول سے نظر ڈالی جاےگی تو ثابت ہوجاوے گا کہ اس قسم کی تصانیف ایک زمانۂ دراز کی تعلیمی ترقی کے بعد پیدا ہوتی ہین - اور ان کا کسی سادہ اور خام دماغ سے نکلنا ویسا ہی ہے جیسے کسی گاتھک گرجے کا اُن انسانون کے ہاتھ سے تعمیر ہونا جو میامتھ اور رین ڈیر کے ہمعصر تھے - پس ہمین ویدین کسی ابتدائی اور نیم وحشی قوم کا تمدن نہین ملتا ہے بلکہ ایک ایسی قوم کا تمدن جو تمدن انسانی کی بہت سے مدارج کو طے کرچکی تھی .

فصل سوم - آریہ قوم کی اصل

آریہ اقوام لفظ آریہ کا اطلاق اُن اقوام پر ہوتا ہے جن کی جلدین سفید اور بال سیاہ تھے - یہ اقوام ایک ہی زبان بولتی تھین جس کا نام آریک تھا ۔ اصل زبان تو مفقود ہوگئی ہے - لیکن سنسکرت اِسی سے مشتق ہے - آریہ اقوام تقریباً پندرہ سو سال قبل مسیح مین کابل کے دروں مین سے ہوکر ہندوستان آئین یہ کچھ تو خانہ بدوش تھین اور کچھ بستیون مین رہنے والین - انہین فن زراعت کا علم تھا اور اکثر ابتدائی اقوام کی طرح اُن کا تخیلہ نہایت ہی زوردار تھا یہ اُن قدیم عبرانیون سے بہت مشابہ تھین جن کا ذکر ہیرودوٹس نے کیا ہے - آریہ اقوام بتدریج دریائے سندھ سے گنگا تک آئین اور اُس کے بعد برہم پتر تک پھیل گئین - راہ مین انہون نے سیاہ فام اور سیدھے بال والی اقوام اور نیز تورانیون کو جو اِن سے پہلے یہان مقیم تھے زیر کیا اور بتدریج اِس خطے مین بس گئین -

آریون کا اصلی وطن یہ مسئلہ کہ اقوام آریہ کا جنھون نے ہند کی تاریخ مین اتنا بڑا حصہ لیا ہے اصلی وطن کہان

تھا اس وقت تک معرض بحث مین ہے۔ بعض خیال کرتے ہین (اگرچہ یہ محض خیال ہی خیال ہے) کہ کسی قدیم زمانہ مین اصلی آریہ ترکستان مین دریاے جیحون کے قریب مین رہتے تھے ان کی دو بڑی تقسیمین تھین ایک تو ان مین سے یورپ مین جا بسی اور دوسری ایران کی طرف آئی۔ ایران۔ بلخ اور سغدانیہ کے ملک مین مدت تک رہنے کے بعد یہ اقوام جنوب کی طرف مڑین اور ہندوکش کو پار ہو کر ہندوستان تک پہنچین اگر اس قیاس کو مان لیا جائے تو یورپی اور ہنود دونون ایشیائی اور متحد النسل اقوام ہین

زبانون کی مشابہت

لیکن جیسا ہم کہہ چکے ہین یہ صرف قیاس ہی قیاس ہے اور یہ قیاس اُس مشابہت پر مبنی ہے جو لاطینی۔ یونانی۔ المانی زبانون اور سنسکرت مین پائی جاتی ہے اور جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ ان کُل زبانون کے مادّے مشترک ہین۔ اس مین شک نہین کہ ہندوون اور یورپیون کی زبانین متحد الاصل ہین لیکن اس زمانہ کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ صرف زبان کے اتحاد سے خواہ مخواہ قومی اتحاد کا استدلال نہین ہو سکتا بجز اس اتحاد لسانی کے اور کوئی دلیل یوروپیون کے ایشیائی الاصل ہونے کی نہین پیش کی جا سکتی علاوہ برین اسی دلیل سے ثابت کیا جا سکتا ہے کہ خود ایشیائی یورپ سے آئے ہین اور حال مین بعض المانی محققین نے اس قیاس کے ثبوت مین چند سرخ بال والے اشخاص کو پیش کیا ہے جو ہند کے شمال و غرب مین پائے جاتے ہین غور سے دیکھا جائے تو یہ دوسرا قیاس یعنی ایشیائیون کا یورپ سے آنا پہلے قیاس سے بہت زیادہ بعید معلوم ہوتا ہے کیونکہ سرخ بالون والے اشخاص کی تعداد ہند مین بہت کم ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ اُن مختلف اقوام کے پس ماندہ ہین جنہون نے تین چار ہزار سال کی مدت مین اس ملک کا ارادہ کیا فی الواقع سرخ بال والے اشخاص تمام عالم مین کہین اس قدر کم نہین ہین جتنے ہند مین اور ممکن ہے کہ انسان تمام ملک کی سیر کرے اور اثناے سیاحت مین ان مین سے ایک بھی اُس کی نظر سے نہ گزرے۔ یہ سرخ بالون والے اشخاص آریون کے زمانہ مین بھی موجود تھے کیونکہ منو نے انہین نیچ قوم قرار دیا ہے اور ان کے ساتھ اعلیٰ الطبقات کے ہنود کا شادی بیاہ کرنا ممنوع کر دیا ہے جبکہ آریہ یورپی نہ ٹھیرے تو پھر انہین ایشیائی کہنا ضرور پڑیگا

پڑاؤ کے متعلق بہت کچھ تحقیقات ہوئی ہے اور جیحون سے لے کر بلکاش کی جھیل تک یعنی بیچ منگولیا کے ملک مین ان کی تلاش کی گئی ہے یہ وہ خطہ ہے جس کی نسبت چینی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دو ہزار سال قبل مسیح مین یہان زرد فام اقوام بستی تھین۔ پس اگر ہم ویلر کی راے سے اتفاق کر کے (جس کو ماننے کی کوئی ظاہری وجہ نہین معلوم ہوتی) اس امر کو تسلیم کرین کہ آریہ اصل مین مغل تھے تو پھر ہمین ان کے پڑاؤ کو مغلون کے ملک مین تلاش کرنا لازم ہوگا۔

آریون کے متعلق مصنف کی راے اس بیان سے میرا مطلب آریون کے اصلی وطن کے متعلق کسی نئے قیاس کے قایم کرنے کا نہین ہے مین اسی قدر کہنا چاہتا ہون کہ غالباً یہ ایران کے قدیم باشندے تھے جب یہ ہندوستان مین آئے تو اس وقت ایران چھوڑ کر یہ قرب وجوار کے ملکون مین آ چکے تھے اور انہون نے ہندوستان پر مسلسل حملے کیے جیسا کہ ان کے آبا و اجداد نے یورپ پر حملے کیے تھے اس کے ساتھ ہی میرے خیال مین (اگرچہ میری راے اس بارہ مین دوسرے محققین کی راے سے مخالف ہے) ان کا خون مفتوحہ اقوام کے خون مین بہت کم ملا۔ ہمیشہ یہ خیال کیا گیا ہے کہ جس خطہ مین قدیم آریہ رہتے تھے وہ ایک محدود خطہ تھا برخلاف اس کے جن ملکون پر انہون نے چڑھائی کی علی الخصوص ہندوستان نہایت وسیع تھے۔ اور ان مین ایک بہت بڑی خلقت بسی ہوئی تھی۔ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ جب کوئی قوم جو تعداد مین کم ہو کسی کثیر التعداد قوم سے ملتی ہے تو چند روز مین کثیر التعداد قوم غالب آ جاتی ہے اور چند پشتون مین قلیل التعداد قوم کا نام و نشان تک باقی نہین رہتا اس کی بڑی مثال مصر کا ملک ہے یہان کے باشندے فی الواقع اُن عربون کی اولاد نہین ہین جنہون نے انھین فتح کیا اور جن کی زبان اور جن کا مذہب انہون نے اختیار کیا بلکہ یہ فی الواقع عہد فراعنہ کے مصریون کی اولاد ہین جیسا کہ ہمین اُن بنسبت تصاویر سے معلوم ہوتا ہے جو قدیم مندرون مین کندہ ہین اور موجودہ مصری جن کی زندہ تصویر ہین۔

آریون کا طرز عمل آریون نے جو یورپ مین کیا وہی انہون نے ہند مین بھی کیا یعنی انہون نے مفتوحہ اقوام مین



(۴۰) بدھ کی مورت ۔ حوالیہ پشاور

اپنا خون نہین چھوڑا بلکہ اپنی زبان اور اپنا تمدن چھوڑا - اگر ہندوستان مین یہ مصر کے عربون کی طرح اس قدر جلد غائب نہین ہو گئے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہان ذات کی سختیون نے انہین مدت دراز تک سیاہ فام مفتوحہ اقوام اور تورانیون کے ساتھ ملنے نہین دیا - یا اقلاً ان کے میل جول کو بہت سُست کر دیا لیکن اس میل نے خواہ وہ کتنا ہی سست کیون نہ ہو بالآخر مرور زمان قوم فاتح کو قوم مفتوح مین غائب کر دیا ایک مدت دراز سے ہند مین آریون کا وجود ہی نہین ہے اور جب ہم بعض بیانکی آسانی اور عمل کے مطابق کہتے ہین کہ کوئی قوم کم و بیش آریہ ہے تو اس سے مُراد یہ ہوتی ہے کہ ان کا رنگ سفید ہے اور یہ یوروپیون سے ملتے ہوئے ہین گو ان کی سفیدی کبھی یوروپیون کی سفیدی کو نہین پہنچتی - اگرچہ ہم آریون کی اصلیت سے واقف نہین ہین لیکن اُن کی تصنیفات سے اقلاً اُن کی اولاد و احفاد کی تصنیفات سے جو ہند تک پہنچے اُن کے حالات معلوم کر سکتے ہین ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ یہ تصنیفات کیا ہین اور اب ہم ان تصنیفات سے قدیم ہندی آریون کی معاشرتی حالت اور اُن کے تمدن کا استنباط کرین گے -

فصل چہارم - آریہ خاندان

آریہ خاندان ویدی زمانہ کے آریون مین صرف خاندان اور قوم پر معاشرت کی بنیاد تھی - کوئی درمیانی تفریق قبیلہ یا خاندان یا حکومت کی نہ تھی - خاندان کے اوپر قوم تھی اور خاندان کے نیچے کوئی چیز نہ تھی کیونکہ اُس وقت شخصی وجود نہ تھا اور خاندان کا کوئی رکن اپنے آبا و اجداد اور اپنی اولاد و احفاد سے علیحدہ نہین سمجھا جاتا تھا - فرد قوم کوئی خاص انسان نہ تھا بلکہ انسان مع اپنے باپ دادا ن اور اولاد کے - اُس کے پیچھے تو وہ پشتین تھین جن سے وہ پیدا ہوا تھا - اور اُس کے آگے وہ آیندہ کی جھولین تھین جو اُس کے بعد آنے والی تھین اور جن سے خاندان کے نام کا بقا متصور تھا -

پرکھوں کی پرستش خود مذہب سے مراد گویا قوم اور خاندان کی پرستش تھی آباد اجداد دیوتاؤں کا مرتبہ رکھتے تھے۔ اور شادی اور توالد تناسل مذہبی اور متبرک افعال تھے۔ باپ کی روح کا ماں کے ذریعہ سے بچے میں جانا گویا اگنی یعنی پوتر آگ کا جو اوّل خلاق اور عالم کا بنانے والا ہے انسانی جسم میں سے ہو کر نسل کی بقا کے لئے گزرنا تھا۔ اپنے تئیں کسی دوسری قوم سے ملانا یا بلا بیٹا چھوڑے ہوئے مرجانا آریوں میں ایک شدید مصیبت سمجھی جاتی تھی۔ قوم سے بے قوم ہونا گویا اُس سلسلۂ آباد اجداد کو قطع کر دینا تھا جو کُل آریوں کو اگنی سے ملاتا ہے جو کوئی ایسا کرتا اور اگنی کی پاک سرشت کو اپنے خون کے ذریعہ سے نیچ اقوام سے ملا دیتا ہے۔ وہ ہمیشہ کے لیے مردود ہو جاتا ہے اور دیوتا کبھی اُس کی التجا کو نہیں سُنتے پس گویا دوسری اقوام کی عورتوں سے تعلق پیدا کرنا ایک دائمی لعنت کا طوق گردن میں پہننا تھا۔

بیٹے کی اہمیت خاندان کے لیے بلا بیٹا چھوڑے ہوئے مرجانا بھی نہایت دردناک نتائج پیدا کرتا تھا۔ بیٹے کے ذریعہ سے آباد اجداد کی ارواح کو حیات جاودانی ملتی ہے کیونکہ وہ اُن کی پرستش کرتا اور اُنہیں چڑھاوہ چڑھاتا ہے اگر پرستش نہ کی جائے اور یہ چڑھاوے نہ چڑھائے جائیں تو تپنٔ یعنی مرے ہوئے بزرگوں کی ارواح تلف ہو جاتی ہیں اور خاندان مٹ جاتا ہے۔ لڑکیاں تو شادی کے ساتھ ہی دوسرے خاندان کے دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگتی ہیں اور جن پرکھوں کو وہ مانتی ہیں وہ اُن کے شوہروں کے پرکھے ہوتے ہیں اور باپ کے خاندان کے قیام پر اُن کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پس جو شخص بغیر بیٹا چھوڑے ہوئے مرجاتا ہے ہمیشہ کے لیے مرجاتا ہے اور نہ صرف وہ خود حیات جاودانی کو کھو دیتا ہے بلکہ اپنے ساتھ اپنے پرکھوں کے دور دراز سلسلہ کو بھی لے مرتا ہے۔ یہ امر کہ اگنی خاندان کا باپ اور خالق ہے اور قوم کا خاص رہتا اور مرنے کے بعد چڑھاوا دینے کے لئے بیٹا چھوڑنا ضروریات سے ہے رگ وید کے مندرجہ ذیل رچاؤں سے ثابت ہوتا ہے۔

اگنی امرت کا مالک ہے۔ دولت کا مالک ہے۔ وہی مستحکم خاندان کا دینے والا ہے۔ اے خداے باقوت ایسا نہ کر کہ ہم تیرے غلام بلا اولاد بلا خوبی اور بلا چڑھاووں کے رہ جائیں۔ کیا ہم نیک اگنی کی نعمتوں سے گھرے ہوئے ہوں گے؟ کیا ہمیں دائمی دولت ملے گی؟

اگنی ہم کسی گنہگار غیر قوم سے نہیں نکلے ہیں۔ تو وہی راستہ ہے جو تجھے ہمارے پاس پہنچاوے۔ اگر صرف وہی خون ہوتا جو ہم میں ہے تو پھر اگنی کو چڑھاوے کہاں ملتے اور کون اُس کی پرستش کرتا۔ اُسے پورا حق اُس مکان میں رہنے کا ہے جسے ہم نے اُس کے لیے خاص کیا ہے۔ آ ہے ہمارے پاس اسے قوی نعمت اور پرستش کے لائق دیوتا۔ (رگ وید ترانہ منڈل چوتھا سوکت ۲- ۸ رچائیں)

خاندان سے اہی نعمتوں کا ذکر | آریوں کے اعتقاد میں کل دنیا و عقبیٰ کی برکتیں ایک متمول اور سرسبز اور بڑے خاندان میں تھیں۔ اپنے گھر کی خوشیاں اُن کے نزدیک لاجواب اور بے نظیر تھیں۔ رگ وید میں ان خوشیوں کا برابر ذکر ہے اور جس وقت یہ بھجن گانے والے اپنے دیوتاؤں کی آسودگی اور خوشی کا بیان کرنا چاہتے ہیں تو اُسے بھی یہ انسانی پہلو میں دکھاتے ہیں۔ بی بی کی عفت۔ باپ کی قوت۔ اور بہ حیثیت گھر کے پروہت اور دینی رہنما ہونے کے اُس کا وقار۔ اولاد کی اطاعت۔ یہ وہ نعمتیں ہیں جنہیں وہ دیوتاؤں کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں آریہ ان خوشیوں میں کمن ہیں اور ان کی مذہبی نظمیں ایسے خیالات سے اس درجہ بھری ہوئی ہیں کہ ہمیں ان کے دلوں کا پورا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

آریہ خاندان کی عبادت | آریوں میں ہر ایک خاندان کے لئے اپنے پتریوں کو چڑھاوا چڑھانے سے بڑھ کر کوئی عبادت نہ تھی ہم کہہ چکے ہیں کہ جس وقت یہ چڑھاوے موقوف ہو جاتے تو پھر بزرگوں کی ارواح تلف ہو جاتیں اور خاندان ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا۔ چڑھاوے کا چڑھانے والا خاندان کا باپ ہے لیکن ماں بھی اُس کا ہات بٹا لیتی ہے اور ثواب میں شریک ہوتی ہے۔ وہ پہاڑوں کے دامن سے ایسی بوٹیوں کو لاتی ہے جو خاص چاند کی قوت سے اُگتے ہیں ان سے وہ اس طریقہ کے مطابق جو نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے ایک منتشی عرق بناتی ہے جو پتر سوم ہے باپ اس کو آگ پر جس میں چڑھاوا ہے چھڑکتا ہے اور جب آگ کے شعلے عرق کے اثر سے بلند ہوتے ہیں تو پھر وہ اگنی کے بعد سوم کی پرستش کرتا ہے۔ یہ سوم بھی گویا اگنی کا ہم پلہ ہے اور رگ وید کا ایک پورا منڈل اس کی تعریف میں ہے۔

قدیم بھجنون سے اِس خالص دیوتا کی تعریف کرو جسے تمھاری مذہبی کتابون نے دیوتاؤن کا خدمت گزار مانا ہے - یہ کپڑے کے چھنے پر دوڑتا ہے اور صاف ہوتا ہے ہم اُس کا قایم رکھنے والا رشی اسے صبح کی پرستش کا قاصد مانتے ہین - سوم خالص پن اور خوشی کا گھر چڑھاوے کے پیالون مین بیٹھا ہے جس طرح سانڈ اپنا بیج گایون مین پھیلاتا ہے اسی طرح تو ہماری دعاؤن کو پھیلاتا ہے"

(رگ وید ساتوان منڈل ۹۹ وان نوکتا ۲ - ۶ رچائین)

چڑھاوے سے مراد خیال کیا جاتا تھا کہ یہ چڑھاوا پتریون کے لیے غذا ہے اور یہ اگنی کے ذریعہ سے اُنھین پہنچتا ہے آگ اُس کو جلاتی نہین بلکہ اُسے ارواح کے تغذیہ کے لایق بناتی ہے پتریون کو بلا چڑھاوا چڑھائے چھوڑ دینا ہنود مین ویسا ہی گناہ ہے جیسا ہم مین والدین کو بھوکون مارنا - اکثر سارا خاندان آگ کے گرد بیٹھ کر کھانا کھاتا تاکہ بزرگون کی ارواح اُن کے ساتھ ایک ہی کھانے مین شریک ہو جائین -

عورتون کا درجہ وید مین چونکہ مان بھی باپ کے ساتھ چڑھاوے کے کامون اور ثواب مین شریک ہوتی تھی خیال کیا جاتا ہے کہ اُس زمانہ مین عورت کی حیثیت مساوات کی تھی - جس طرح وید مین عورت کا ذکر ہوا ہے خواہ بحیثیت لڑکی کے یا بحیثیت منسوبہ یا بی بی یا مان کے اُس سے صاف ظاہر ہے کہ اُس وقت عورت ایسی ذلیل اور بد نہین سمجھی جاتی تھی جیسی وہ منوشاستر مین دکھائی گئی ہے وید مین عورتون کا ذکر ہمیشہ تعظیم کے ساتھ ہوا ہے -

"آ تو اے حسین بی بی اور دیوتاؤن کی پیاری - نرم دل والی دلربا آنکھون والی - اپنے شوہر اور اپنے جانورون کے لیے نعمت بہادرون کو جننے والی" (رگ وید دسوان منڈل ۸۵ وان شوکت ۴۴ وین رچا)

"بی بی کا فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ چڑھاوے کے ثواب مین شریک ہو" رگ وید دسوان منڈل ۸۶ وان سوکت دسوین رچا)

وحدة الازواج کی رسم ویدی آریون مین عام طور پر وحدة الازواج کی رسم تھی لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے زمانہ مین راجا اور دولت مند لوگ کئی بی بیان کرنے لگے تھے جس چیز نے آریون مین کثرت الازواج کی

رسم کو جاری کیا وہ بیٹون کی ضرورت تھی جب پہلی بی بی سے صرف لڑکیان ہوتین تو پھر اولاد ذکور کے لئے دوسری بی بی کرنا لازم آتا۔

لڑکیون کا اپنے شوہرون کو انتخاب

لڑکیون کو اپنے شوہرون کے انتخاب مین پوری آزادی تھی اور جب کبھی کئی مرد ایک عورت کے لئے میدان مین مقابلہ پر آمادہ ہوتے تو جنگ کے لئے لڑکی کی اجازت ضروری ہوتی اور وہ ہرگز مجبور نہ ہوتی کہ خواہ مخواہ شخص غالب ہی کے ساتھ شادی کرے۔ وید مین مرد و عورت کی پہلی محبت نہایت نزاکت کے الفاظ مین بیان کی گئی ہے۔ چونکہ ان آریون مین دنیا و عقبی دونون کی خوشی اُن کے گھر سے متعلق تھی اس لئے وہ شادی کے معاملہ مین بے انتہا نکتہ چینی کرتے تھے۔ شادی کی رسمین بھی اُسی طرح مذہبی تھین جیسی خاندانی زندگی کی کل باتین ایک طرف تو دعاؤن کے پڑھے جانے اور چڑھاوون کی وجہ سے شادی کی رسمین ایک سنجیدگی اور رزانت پیدا ہوتی اور دوسری طرف زرق برق کپڑون اور مہمانون کی تعداد کی وجہ سے اُس مین خوشی کے آثار نمودار ہوتے۔ رگ وید مین ایک سوکت شادی کے بیان مین موجود ہے جسے سوریہ کا بیاہ کہتے ہین۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہزار ہا سال کو طے کر کے خاص اُس موقع پر پہنچ گئے ہین اور برہمنون کے وعظ اور دولہے کے وہ الفاظ جو وہ اپنی دلہن سے کرتا ہے ہمارے کانون مین گونج رہے ہین۔

باپ کا درجہ

باپ نہ صرف اپنے گھر کا پروہت اور چڑھاوا دینے والا ہے بلکہ اُس کی حکومت پوری ہے اُس کے لڑکے اُسکی اطاعت غلامون کی طرح نہین کرتی بلکہ اُس تعظیم و تکریم کے ساتھ جو وہ خود اپنے بزرگون کی کرتا ہے جب والدین ضعیف اور محنت مشقت سے عاجز ہو جاتے ہین تو اولاد اُن کی پرورش اُسی طرح کرتی ہے جیسی اُنہون نے اپنے بزرگون کی کی تھی۔ یہ فرائض کا سلسلہ کبھی ختم نہین ہوتا۔ پس آریون کی ساری تمنا یہ تھی کہ وہ اپنے بیٹون اور پوتون مین زندگی بسر کرین اور اُنہین یقین تھا کہ وہ ایک دن اپنے بزرگون مین شامل ہو کر اُن کی آسودگی اور برکتون مین حصہ لین گے۔

باب پنجم آریون کے سیاسی اور معاشرتی نظامات

سیاسی نظامات ہونذات کی تفریق کا نہونا

ویدی زمانہ کے آخر مین اور گنگا کی وادی مین پہنچنے سے بہت قبل جس وقت آریہ ابھی پنجاب ہی کے مُلک مین بسے ہوئے تھے اُن مین مطلق کسی قسم کی سیاسی نظامات یا ذات یا حکومت نہ تھی - اُن کی معاشرت کی بنیاد خاندان پر تھی اور ساری قوم ایک تھی اور اِس مین بالکل مدارج نہ تھے - ہر ایک خاندان کا باپ خود ہی پروہت کاشتکار اور سپاہی تھا - یہ مختلف پیشے جو آگے چل کر ذات کی تقسیم کے باعث ہوئے اُس وقت تک ملے جُلے ہوئے تھے - دولت جو ایک بڑا سبب تفریق کا ہے اُس وقت موجود نہ تھی - البتہ کسی لڑائی یا مقابلہ کے وقت ایک شخص آگے ہوجاتا اور دوسرے اُس کے پیچھے ہوجاتے اور وہ تھوڑی دیر کے لیے سردار بن جاتا - لیکن جب فتح ہوجاتی اور جنگل کو کاٹنے اور جلانے اور زمین مین کاشتکاری کرنے کی نوبت آتی تو پھر سب برابر ہوجاتے اور کوئی تفریق سردار و پیرو کی باقی نہ رہتی - اِس نئی مفتوحہ زمین پر گاؤن بسایا جاتا - گھرون مین جو مٹی اور بانس سے بنے ہوئے ہوتے ایک ایک خاندان علیحدہ علیحدہ رہتا - لیکن کاشتکاری کی زمین مُدت تک مشترک رہی - اُس کے بعد ہر ایک خاندان نے اپنا اپنا قطعہ الگ کرلیا - لیکن چرائی کی زمین پھر بھی مشترک رہی - اور سارے گاؤن کی مویشی ایک ہی چراگاہ مین چرا کین -

سرداری اور بادشاہی کا قایم ہونا

گاؤن کے قایم ہونے اور زمین اور مویشی کے جو اِن آریون کی ساری دولت تھی تقسیم ہونے کے بعد بھی اِن مین اُس وقت کوئی سیاسی یا معاشرتی تفریقین نہین ہوئین گاؤن کی مخلوق سے مُراد صرف خاندانون کا مجموعہ تھا خاندانون کے سب سے زیادہ معمر اشخاص ملکر ایک مجلس بن جاتے اور اہم معاملات کا فیصلہ کرتے لیکن یہ صرف مشورہ کے طور پر تھا اور اِس مین کسی قسم کی حکومت نہ تھی - تھوڑے دنون



(۴۱) اودے گری۔ نہایت قدیم بت کاری جس میں شکار کی تصویر دکھائی گئی ہے

بعد گاؤن سے باہر کسی پہاڑی کے پہلو مین یا پہاڑی کے اوپر ایک مربع صورت کی موٹی جھونٹی گڑھی قائم ہوگئی اور اُس مین وہ سردار رہنے لگا۔ جس نے زمین کو فتح کرکے توسیع دی تھی۔ اور جو اپنی خاص املاک کو محفوظ رکھنا چاہتا تھا۔ تاہم ایک گاؤن اور دوسرے گاؤن مین کوئی تعلق نہ تھا اور نہ ان مختلف سردارون مین کوئی اتحاد تھا۔ صرف لڑائی کے وقت یہ سب مل جاتے اور کسی ایک سردار کی وقتی ماتحتی قبول کر لیتے لیکن بادشاہت کا خیال اس وقت تک پیدا نہین ہوا تھا۔ یہ خیال اُس وقت پیدا ہوا جب آریہ گنگا کی وادی مین آ چکے تھے اور وید مین اس وقت بھی بادشاہ سے مراد جنگ کا سپہ سالار ہے اس قسم کا بادشاہ جس کے وزرا ہون جس کی حکومت عام ہو۔ اور وہ خراج وصول کرے۔ ویدی زمانہ مین نہین پایا جاتا۔ دراصل اس قسم کا بادشاہ ہندوستان مین کبھی نہ تھا۔ ہر ایک آریہ گاؤن بجائے خود ایک خودمختار حکومت تھی۔ کوئی ایک سردار اپنی گڑھی کے اندر رہتا اور راجہ کہلاتا اور کسی خاص گاؤن کے مجموعہ پر کم و بیش حکومت کرتا۔ یہی ہندوستان کا سیاسی انتظام ہے جو سالہا سے دراز سے قایم ہے۔ جن اقوام نے وقتاً فوقتاً ملک کو فتح کیا اُنھین اس انتظام کو تسلیم کرنا پڑا کیونکہ یہ بالکل ٹوٹ نہین سکتا تھا۔ پس یہی انتظام ہے جو ہزارہا سال قبل قائم ہوا اور اس وقت تک موجود ہے۔ البتہ اس ابتدائی انتظام مین ذات کی رسم شریک ہوگئی تھی۔ یہ پہلے تو خفیف اور غیر معین حالت مین تھی لیکن بتدریج جب مختلف گروہ نے اپنے تئین علیحدہ کرنا چاہا تو یہ مضبوط ہو چلی اور بالآخر نسلون کے اختلاف کی وجہ سے اس نے وہ قوت پکڑ لی کہ مختلف ذاتون کے درمیان مین ایسی زبردست حدود قایم ہوگئین جو ٹوٹ نہین سکتین خود وید مین ہین پروہت اور لڑنے والے مین تفریق کا احساس ہوتا ہے۔ یہ فرق پہلے تو خفیف ہے لیکن اُن وجوہات سے جن کا ذکر آگے چل کر آئے گا یہ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ یہ تفریق یہین تک نہ رہی بلکہ جون جون پروہت اپنے مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین زیادہ مصروف ہوتا گیا اور لڑنے والا گروہ ملک کے فتح کرنے ملحقہ زمین کی توسیع اور اُس کو قابل زراعت بنانے مین مشغول ہوا اُس وقت ایک تیسرے گروہ کی ضرورت پڑی جو صرف کاشتکاری کا کام کرتا۔

رگ وید مین پہلے تین ہی ذاتون کا ذکر ہے -

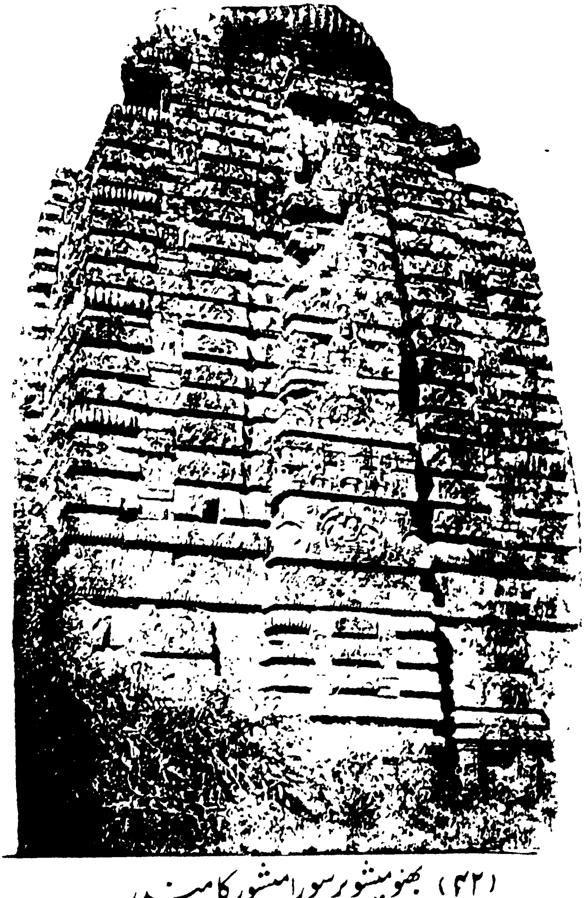
رگ وید کی اخیر سوکتون مین سے ایک سوکت مین اِن تینون ذاتون کا ذکر ہے اور اِن کے نام بھی برہمن کشتری اور ویش ہین - یہ وہ نام ہین جو آگے چل کر ذات بن جاتے ہین اور اِن کے معنی نہایت ہی گہرے اور پُر نتایج ہوتے ہین - ایک اور سوکت کے جو اِس سے زیادہ قدیم ہے مندرجۂ ذیل رچاؤن مین تینون گروہون کی تقسیم صاف طور پر بیان کی گئی ہے -

" اندر سے سبز ہونے اور متوسط طبقے کے لوگ دعا مانگتے ہین وہ جو لڑائی پر جاتے اور وہ جو آرام کرتے ہین وہ جو اپنے مکانون کی حفاظت کرتے اور لڑتے ہین - یہ سب جن کو بڑھنے کی خواہش ہے اندر سے التجا کرتے ہین

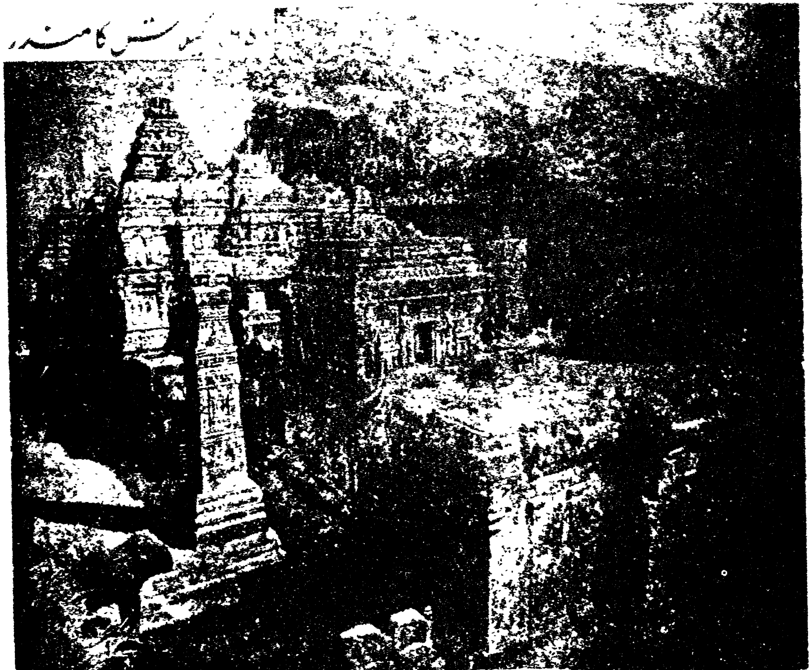
چوتھی ذات شودرون کی بہت بعد قایم ہونے والی تھی یعنی اُس وقت جب اقوام مفتوح آریون کی حکومت مین آگئین جیون جیون آریہ مُلک لیتے گئے ویسی اقوام یا تو علانیہ اُن کے مقابلہ پر کھڑی ہوگئی یا بھاگ کر اُنہون نے پہاڑی حصون مین پناہ لی اور اپنے تئین آزاد حالت مین رکھا - اُس وقت فاتحین آریہ نے اُن کے لئے ایک خاص طبقہ قرار دیا اور اُسی وقت ذاتون کی حدود کے اندر کھانے پینے اور شادی بیاہ کے جاری ہوجانے سے یہ تقسیمین مستحکم اور مضبوط ہوگئین -

ذاتون کی ابتدائی حالت

ان ذاتون مین پہلی تقسیم برہمنون اور کشتریون مین ہوئی بتدریج برہمن جو انسان اور خدا کے درمیان مین تھے درجہ مین بڑھ گئے اور انہون نے اپنی بڑائی کو منوا لیا - لڑنے والون اور کاشتکارون کی تفریق اس کے بعد مین ہوئی اور اِس کا زیادہ تر باعث لڑنے والون کا غول تھا - اِن کے سپہ سالار جب لڑائیان مار کر آتے تو اُنہین غنیمت ہات لگتی اور یہ سونے کے کڑے اور چمکتے ہوئے کپڑے اور ہتیار اپنے جسمون پر لگاتے جس کی وجہ سے اِن کا نام راجہ ہوگیا جس کے معنی وید مین صرف چمکنے والے کے ہین - کشتری اور راجا مرادف الفاظ ہوگئے اور اِن کا ذکر وید مین کثرت سے آیا ہے کیونکہ بھجنون کے بنانے والے انعام و اکرام کی توقع مین اِن کی بہادری اور سخاوت کی بہت کچھ تعریف کیا کرتے ہین - لیکن اِس وقت تک اِن ذاتون مین کوئی زیادہ تفریق نہ تھی اور یہ مل جل کر عبادت کرتے اور چڑھاوے دیتے اور کھانے پیتے تھے - وہ ذات کی



(۴۲) بھونیشوپر سوراميشور کا مندر



لاش کا مندر

سختیان جو آگے چل کر ہوگئیں اس ابتدائی زمانہ مین موجود نہ تھین - قدیم دیسی اقوام جو اس وقت تک پوری طرح مفتوح نہین ہوئی تھین آریون کی جنگی قیدی بن گئے اور ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی حیثیت غلامون کی تھی - وید مین لکھا ہے -

" اے سوم ہمین بہت سا سونا - بہت سے گھوڑے - بہت سی گائین - اور بہت سے آدمی " (رگ وید - نوان منڈل - ۶۹ وان سوکت - آٹھوین رچا)

پیشون کے علیحدگی کی ابتدا | ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویدی زمانہ مین وہ مختلف پیشے جن کی بنا پر ذات قائم ہوئی پوری طور پر اباعن جد موروثی نہین ہوئے تھے - لیکن اس کی ابتدا البتہ ہو چکی تھی مثلاً بعض خاندانون مین خاص خاص سوکت چلے آتے تھے جو چڑھاوے کے وقت پڑھے جاتے اور بیٹے کو باپ سے پہنچتے - یہی وجہ ہوئی ہے وید کے حیرت ناک بقا کی - وراثت کے متعلق وید مین اکثر ارث کا ذکر ہے اور عموماً بیٹے باپ کی جائیداد کے مالک ہوتے تھے - ویدی آریون کی یہ حالت تھی جو اوپر بیان کی گئی اور بمرور زمان بتدریج اِن مین وہ انقلابات پیدا ہو گئے جنہون نے ہندوستان بھر پر ایسا گہرا اثر ڈالا کہ وہ گویا مٹائے نہین مٹتا -

فصل ششم - آریون کی زندگانی

ویدکے سوکتون کا عام بیان | وید کی مدد سے ہم آریون کی روزمرہ زندگانی کا پورا اندازہ کر سکتے ہین یہ بھجن بنانے والے عموماً سادہ اور گھر کی چیزون کی مثالین دیتے ہین اور بعض وقت تو یہ مثالین ایسی ہوتی ہین کہ اِن کی نسبت بمشکل خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ الہام ربانی کے ذریعہ سے القا ہوئی ہین - تاہم جیسا اور ابتدائی مذہبی نظمون مین ہوا کرتا ہے آریون مین بھی محض سادگی کی وجہ سے بھجنون کی شان کم نہین ہوتی - رشیون مین ایک خاص

بات ہے کہ وہ عام اور روزمرہ کی زندگانی کے خیالات ۔ اور مثالون کے ذریعہ سے بڑے بڑے نتائج نکالتے تھے۔ ان آریون کا سخن نہایت زوردار تھا اور الفاظ کی نشست اور تناسب انہین اس قدر بھاتا تھا کہ پہنچے کلام ہے سے وجد مین آجاتے تھے۔ ایک بسعت جزاذخیرۂ ان سوکتون کا ہم تک پہنچا ہے جن کے مصنف صرف دس بارہ رشی ہین اور اسی سے ہم اندازہ کر سکتے ہین کہ ویدی زمانہ کا سنسکرت کلام کس درجہ وسیع تھا۔

ویدی آریون کے فنون

ویدی آریون کے فنون مین صرف شاعری کا فن تھا - غالباً ان مین بعض ابتدائی باجے تھے اور یہ فلزات اور لکڑی کو گڑھ سکتے تھے۔ انکے کلام مین کہین تصویر یا مورت کا ذکر نہین ہے اور فن تعمیر سے تو وہ بالکل ناواقف تھے۔ ان مین مختلف پیشے رائج تھے۔ اور بعض مین انہون نے ایک درجہ تک مہارت پیدا کر لی تھی ۔ ان کے بیش بہا لباس کے بیانات ۔ سونے کی انگوٹھیان ۔ کڑے ۔ اور سونے کی کلغیان ۔ ان کے لڑائی کے رتھ ۔ اور سر پر باندھنے کے زیورات اور چمکتے ہوے ہتیار خود تلوارین تیر دان وغیرہ اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ ان مین جولاہے ۔ سونار ۔ بڑھئی اور لوہار موجود تھے ۔ ان مین لکڑی کے کاریگر بھی تھے اور یہ سوم کو رکھنے کے لیے لکڑی کے پیالے تراش کرنا یا کرتے ۔ ان کے کلام مین مختلف خانہ داری کے اسباب کا بھی ذکر ہے مثلاً چمچے اور دیگچے جو غالباً لوہے کے ہوتے تھے۔ ان کے کپڑے ریشم یا سن سے بنے ہوتے اور کبھی ان کے بیچ بیچ مین زربفت کا کام ہوتا ۔ عورتین سوت کاتتین اور بننے والے اُسے تار کے ذریعہ سے بُنتے ۔ یہ جوتے بھی پہنتے تھے اور اُسے ڈوری سے گھٹنون کے گرد باندھتے ۔ اندر کی تعریف مین لکھتا ہے کہ وہ اس قدر مستعد اور ہر وقت حرکت مین ہے کہ اُس کے جوتے کی ڈوری کبھی نہین کھلتی ۔

سواری اور ہتیار

قدیم آریہ سواری مین بڑا اہتمام اور بہت کچھ خرچ کرتے تھے ۔ ان کے رتھون مین چمکتے ہوے فلزی پتھر جڑے ہوتے اور دو صروق اور پہیون کے ذریعہ سے اُن کو حرکت دیجاتی ۔ رتھون مین گھوڑے

لگائے جاتے جن کے منہ مین لگام ہوتی اور ہانکنے والے کے ہات مین باگین ہوتین - لڑنیوالا چمکتی ہوئی زرہین پہن کر سوار ہوتے تھے اُن کے بازوؤن پر سونے کے کڑے ہوتے اور جس وقت وہ ہتیار کو گردش دیتے تو کپڑے بدن پر چمکتے - ہتیارون مین تلوارین اور کمان ہوتی تھی اور تیرون کے سر پر لوہا لگا ہوتا تھا اور یہ تیرون مین رکھے جاتے - اِن کی پیشانی پر سونے کی کلغی ہوتی اور فوج کے سامنے پرچم ہوتا -

اشتغال | آریون کے زیادہ اشتغال زراعت زراعی اور مختلف صنعتی پیشے تھے - چونکہ یہ گنگا کی وادی مین پہنچ گئے تھے جہان بعض اوقات سخت خشک سالی ہوتی ہے اِس لئے انہون نے موسمون کی پہچان حاصل کر لی تھی اور انہین معلوم تھا کہ بارش کے لئے کب دعا مانگین - بادلون کے ابر ان کے خیال مین آسمانی گائین تھین جو فضائے جو مین چرتی تھین اور اِن کے چرواہے دیوتا تھے - ان کے بھاری تھن پانی سے بھرے ہوئے تھے اور یہی پانی نیچے آکر ہر قسم کی زرخیزی اور شادابی پھیلاتا -

زراعت - مویشی - غذا | آریہ زمین کو ہل سے جوتتے تھے جس مین بیل لگے ہوتے اور غلّہ کو کھیت سے بیل کی گاڑیون مین لاد کر گھر لے جاتے - مویشی ایک بہت بڑی دولت تھی - گائے جس کا دودھ بہترین غذا تھی نہایت عزت کی نظر سے دیکھی جاتی بلکہ اس کی پرستش ہوتی - آریون کی غذا زیادہ تر دودھ مسکہ تھے اور دیوتاؤن کو اِن چیزون کا چڑھاوا بھی دیا جاتا - جب گھی چولھے مین ڈالا جاتا تو شعلہ زور سے اُٹھتا یعنی اگنی کی قوت بڑھ جاتی - شہد کی بھی بڑی تعریف وید مین ہے - اِن اغذیہ مین جو چڑھاوے مین شریک تھین - ہمین آٹے کی مٹھائی اور جو کی ٹکیون کو بھی شریک کرنا چاہئے - آریہ گوشت بھی کھاتے تھے یہ بڑے شکاری تھے اور جانورون کا شکار تیر سے کیا کرتے -

کشتی رانی | معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسی قدر کشتی رانی کے فن سے بھی واقف تھے اور پہلے انہون نے سپت سندھو کی بڑی ندیون پر جو اِن کے لئے آمد و رفت کا ذریعہ تھین کشتی چلائی - اِس کے بعد جب اُن کی

تجارت بڑھی تو پھر انہوں نے سمندر میں کشتیاں چلائیں لیکن وہ کنارے سے زیادہ دور نہیں گئے اور اپنے مال کو صرف سندھ کے دہانے تک پہنچاتے رہے۔

طبابت | آریوں میں طبابت بھی تھی لیکن امراض کے علاج میں وہ زیادہ تر دعاؤں اور منتروں سے کام لیتے تھے۔

کاموں کی تقسیم | یہ کاموں کی تقسیم یعنی فرائض کا مختلف گروہوں میں بٹ جانا آریوں میں بھی اُسی طرح بڑھتا رہا جیسا اور متمدن اقوام میں۔ جدید سوکتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیشوں کی تعداد بڑھ گئی تھی اور ہر کام کے لئے خاص اشخاص تھے یہاں تک کہ گانوں کا حجام بھی وید میں موجود ہے۔

دولت اور فلاکت | جس معاشرت میں تجارت شروع ہو جاتی ہے تو پھر وہاں دولت اور فلاکت ضروری نتائج ہیں۔ وید میں دولت کی نعمتوں اور فلاکت کی مصیبتوں کا ذکر نہایت صریح الفاظ میں ہے۔ فلاکت ایک زندہ بلا دکھلائی گئی ہے جس سے انسان دعا میں پناہ مانگتا ہے۔ اکثر اس فلاکت کا باعث خشک سالی ہے اور بارش کے شروع ہونے کے ساتھ ہی یہ بلا دفع ہو جاتی ہے۔

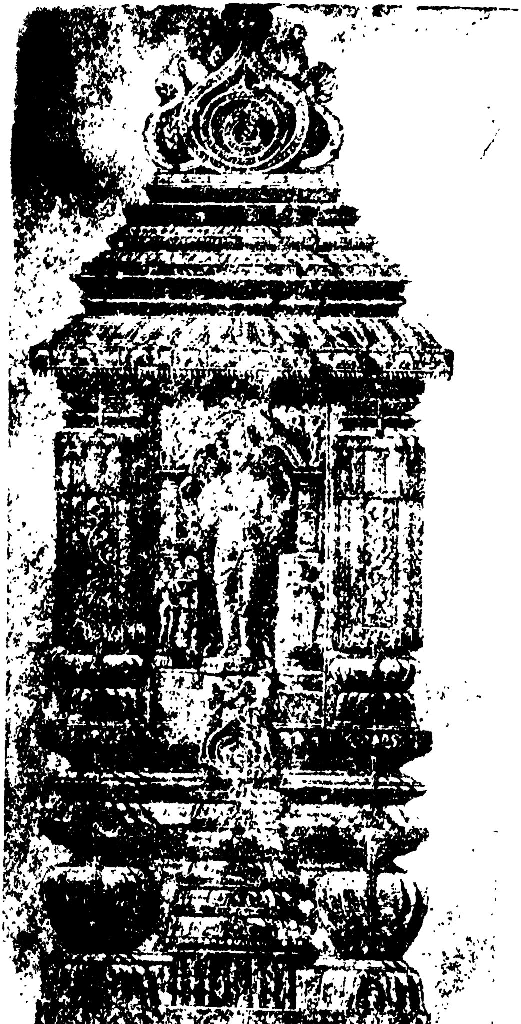
"اے فلاکت نیچی نظروں اور دھیری رفتار والی آسمانی پہاڑوں کی طرف آنکھ اٹھا اور اپنا مہربان ڈھونڈ۔ کیونکہ ہم تجھے بادل کے دون کے ذریعہ سے کریں گے" (رگ وید)

"فلاکت جو دونوں عالم سے نکالی گئی ہے تمام پودوں کو خراب کر رہی ہے برسپتی اس بلا کو دور کر" (رگ وید)

خیرات | دولت کی نا مساوات نے ایک نئی خوبی پیدا کر دی یعنی خیرات اور وید میں اس کی ہدایت متعدد مقامات پر کی گئی ہے۔

"وہ خیرات جو خدا کی دین ہے اور دوسروں کی مدد کرتی ہے عبادت کا ایک جز ہے" (رگ وید دسواں منڈل ۱۰۰ اسوکت رچا ۳)

"ایسے بھوکے غریبوں کے ساتھ جو اُس کے گھر آتے ہیں نیکی کرنے والا شخص اپنی عبادت سے عزت پاتا ہے اور دوسر



(۴۲) بھونیشور بھگوتی کے مندر کا ایک گوشہ

اُس کے دوست بن جاتے ہیں" (رگ وید دسواں منڈل، ۱۳۴واں سوکت رچا ۴)

جوا کھیلنا | منجملہ اُن اسباب کے جو دفعتہً آریوں پر مصیبت ڈھاتے اور اُن کی حالت میں انقلاب عظیم پیدا کر دیتے اُن کی جوا کھیلنے کی عادت تھی۔ مختلف قسم کے جوے علی الخصوص پاسوں کا جوا انہیں اس درجہ دیوانہ بنا دیتا کہ بعض اوقات یہ اپنا سارا روپیہ مکان کھیت۔ جورو بچے اور اپنی آزادی سب ایک دن میں کھو بیٹھتے۔ وید میں جوے کی مصیبتوں کا بیان نہایت پُر تاثر الفاظ میں کیا گیا ہے۔ علی الخصوص رگ وید کے دسویں منڈل کے چونتیسویں سوکت میں۔

(۶) "جواری حرارت اور خوشی کی حالت میں جوے خانہ میں داخل ہوتا ہے اور دل میں خیال کرتا ہے کہ کیا میں جیتوں گا۔ اُس کا سارا دھیان پاسوں میں لگا ہوا ہے اور جو کچھ وہ جیتتا ہے اُسے پھر لگا دیتا ہے۔"

(۷) "پانسے کیا ہیں ہاتھی کے صورت ہیں جن کے ہاتھ میں آنکس ہیں۔ کھیلنے والے کو امید میں رکھتے ہیں تھوڑا بہت جتاتے ہیں پھر ہرا دیتے ہیں جواری کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں شہد لگا ہوا ہے۔"

(۸) "یہ نہ غصے سے ڈرتے ہیں نہ دھمکانے سے۔ بادشاہ تک ان کے سامنے گردن نیچی کر لیتا ہے اور ان کی ڈنڈوت کرتا ہے۔"

(۹) "یہ نیچے کو لنڈ ھکتے ہیں اور پھر جلدی سے اوپر کو چلے جاتے ہیں۔ خود تو ان کے ہاتھ نہیں لیکن ہاتھوں والا آدمی ان کی خدمت کرتا ہے۔"

"یہ بساط پر سیاہ سیاہ جادو کے کوئلوں کی طرح گرتے ہیں خود تو ٹھنڈے ہیں لیکن یہ دل کو جلا کر خاک کر ڈالتے ہیں۔"

(۱۰) "جواری کی بی بی مصیبت زدہ بیکس ہو رہی ہے۔ ماں اپنے بیٹے کو جو اپنے گھر سے نکل گیا رو رہی ہے۔"

"قرض میں ڈوبا ہوا خوف زدہ مال کی تلاش میں وہ راتوں کو گھومتا پھرتا ہے۔"

لیکن آریوں میں دل بہلانے کے اشغال ہمیشہ ایسے خطرناک نہیں تھے بے خطر شاغل بھی تھے جیسا

لکڑی کے ناٹک خانون مین تپلیون کا نچانا جس کا ذکر وید مین ایک جگہ آیا ہے۔

دو لکڑیون سے آگ نکالنا اور قدیم اقوام کی طرح آریہ بھی دو لکڑیون کو آپس مین رگڑ کر آگ پیدا کرتے تھے۔ ان دونون لکڑیون کا نام ارنی تھا جن سے اگنی یعنی متبرک آگ نکالی جاتی تھی

"دیکھو ارنی کے رگڑنے کا وقت آگیا اگنی کے پیدا ہونے کا وقت آگیا۔ ارنی کو لے آؤ اور ہم معمول کے موافق اُس کے بیٹے کو اُس مین سے نکالین۔ سو وہ پیدا ہوا جو نام اپنی چیزون کا مالک ہے ارنی کی دونون لکڑیون مین رہتا ہے یہ اُن کے اندر ویسا ہی ہے جیسا بچہ ماں کے پیٹ مین" (رگ وید تیسرا منڈل ۲۹ سوکت پہلی رچا)

آریہ عمداً اپنے مُردون کو دفن کرتے تھے وید مین کئی مقامات پر تجہیز و تکفین کا ذکر آیا ہے۔ مندرجہ ذیل رچاؤن مین زندہ کا مردہ سے رخصت ہونا نہایت پُر اثر الفاظ مین بیان ہوا ہے۔

(۱۰) "اب اپنی ماں زمین کی گود مین چلا جا۔ پھیلنے والی زمین مہربان اور شفیق نرم ہو جاوے۔ وہ قالین کی طرح اُس شخص کے لئے جو دیوتاؤن کو چڑھاوے دیا کیا ہے"

(۱۱) "اے زمین اُٹھ جا اور اسے نہ دبا اسے تو اُسے آسانی سے آنے دے اور اس پر مہربانی کر۔ زمین ماں کی طرح اُسے اپنے کپڑے مین لپیٹ کر چھپا لیتی ہے"

(۱۳) "مین مٹی کو ہٹا کر یہ جگہ بناتا ہون تاکہ اُس کی ہڈیون کو چوٹ نہ آئے۔ حفاظت کرین۔ پتر ہی اس قبر کی اور یم یہان اُس کے لئے گھر بنائے"

(۱۴) "میری عمر کے دن ویسے ہی ہین جیسے تیر کے پر جو اُسے اُڑا لے لئے جاتے ہین (رگ وید دسوان منڈل۔ اٹھارہوان سوکت ۔۱۰-۱۴۔ رچائین)

عمر کی مثال عمر کی سرعت کی اس سے بہتر کیا مثال ہو سکتی ہے کہ اُس کے دن اُسے ویسا ہی تیز لئے جاتے ہین جیسے پر تیر کو۔

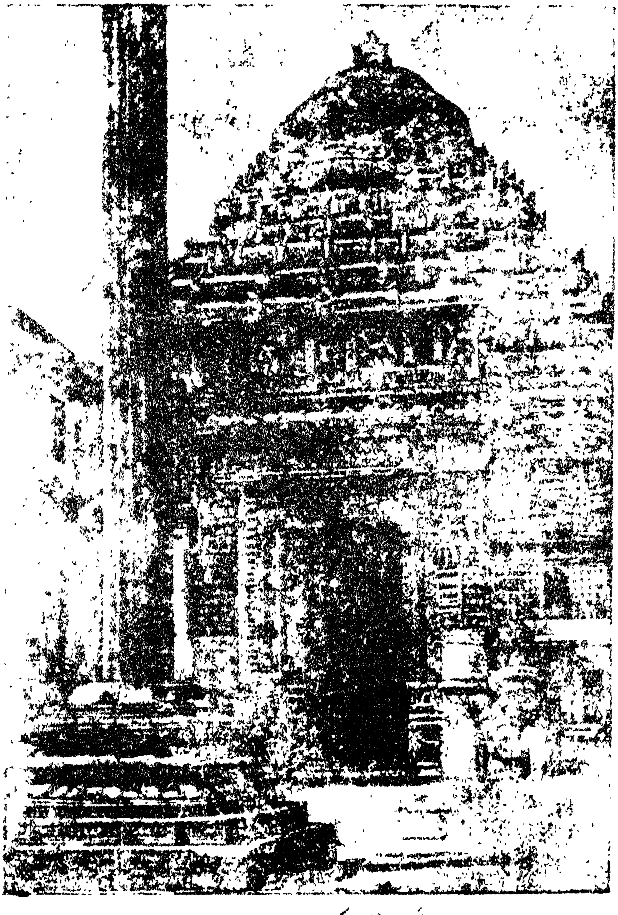
فصل ہفتم۔ آریون کے مذہبی اور فلسفی خیالات

ویدی مذہب

آریون کے مذہبی خیالات بالکل غیرمعین ہین۔ کسی ایک دیوتا کی ذاتی خصایص محدود نہین ہین۔ بھجن گانے والون کے خیالات اور اُن کے متخیلہ کو پوری آزادی ہے۔ اگر مختلف دیوتاؤن کی مدح سرائیون پر نظر کی جائے تو آریون کے مذہب مین کبھی تو پوری توحید ہے۔ کبھی اعلیٰ درجہ کی وحدت الوجود اور کبھی بدترین قسم کا شرک۔ وہ منطقی استدلال جس کی عادت ہمارے یوروپی دماغون کو بچپن سے پڑی ہے۔ ہمین اس پر مجبور کرتا ہے کہ ہم الفاظ کو محدود اور معین معنون مین لین جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ان الفاظ سے اس قسم کے مختلف اعتقادات پیدا ہوتے ہین جن مین باہمی فرق عظیم ہے۔ لیکن مبتدائی اقوام کے دماغون مین الفاظ کے معنی محدود اور معین نہین ہوتے۔ ہر قسم کے خیالات و اعتقادات ہر قسم کے بیانات ہوا مین اُڑتے نظر آتے ہین اور ہر وقت بدلتے رہتے ہین۔ خود آریون کے دماغون مین کوئی چیز متضاد اور بے جوڑ نہ تھی۔ کیونکہ اُن کا خیال اُسی سرعت کے ساتھ شکل بدلتا تھا۔ جیسے ابر کے ٹکڑے جنھین وہ آسمان پر دیکھتے تھے جب کسی دیوتا کی ثناخوانی ہوتی فی الوقت وہ سب سے بڑا ہو جاتا اور اُس کا کوئی ثانی نہ ہوتا۔ لیکن پھر دوسرے ہی وقت پر کسی دوسرے دیوتا کی مدح ہوتی اور وہ بھی بے نظیر اور لاثانی کہا جاتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ مختلف مضامین پر نظمین لکھی گئی ہین جن مین ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہین ہے۔ یہ بھجن کے گانے والے کبھی اُن کے مضامین پر غور نہین کرتے بلکہ جوش مین آکر جو الفاظ چاہتے ہین استعمال کر دیتے ہین۔ پس آریون کے بھجنون مین ہر قسم کے مذہبی خیالات ہوا مین ہین۔ قواے فطرتی کی پرستش۔ وحدت الوجود۔ شرک۔ اور توحید۔ سب موجود ہین۔ ان دیوتاؤن کی کسی قسم سے کوئی تقسیم نہین ہو سکتی اور نہ ان کے طبقات قایم ہو سکتے ہین۔ ان دیوتاؤن مین جن کی صورتین غیرمعین اور خصایص بے انتہا ملتے جلتے ہین بعض کے نام کثرت سے آتے ہین اور وہ یہ ہین۔

رگ وید کے بڑے دیوتا اگنی آگ کا دیوتا ہے اور سوم وہ نشیلی عرق ہے جو اُس کو نذر کرتا ہے۔ اگنی نے دیوتاؤن
کو پیدا کیا ہے دنیا اور زندگی کو پیدا کیا ہے۔ سوم دیوتاؤن کو حیات جاودانی بخشتا ہے اور انسان کی قوت بڑھاتا
ہے۔ اُس نے بھی زمین و آسمان اندرا اور وشنو کو بنایا۔ اگنی کے ساتھ مل کر اُس نے آسمان اور ستارون کو بنایا
اندر آسمان کے راجہ کو بھی آریہ بہت پکارتے تھے۔ یہ دیوتا اپنے رتھ پر سوار ہمیشہ جنگ کے لیے تیار رہتا ہے گویا ویدی
زمانہ کے راجاؤن کی تصویر ہے۔ اِس کے ساتھ ایک فوج چھوٹے دیوتاؤن کی رہتی ہے جو اس کے شریک
ہین اور اسے اپنی پیٹھ پر لیے پھرتے ہین یہ مرت یعنی طوفان اور روشنی کے دیوتا ہین۔ اور بارش کی تقسیم کرتے
ہین یہ رودر کے بیٹے ہین جو سب دیوتاؤن مین زیادہ خوبصورت ہے۔ رودر بجلی گراتا ہے۔ اور مویشی کی حفاظت
اور بیماریون کا علاج بھی اسی کا کام ہے۔ اِن کے سوا برہسپتی عالم کا انتظام کرنے والا ہے اور ورن جو انسان
کے اعمال کا نیاؤ کرتا ہے یہ بھی اندر کی طرح آسمان کا راجہ ہے۔ بعض سوکتون مین اندر کو ورن پر ترجیح دی گئی ہے
اور بعض اِس کا عکس ہے اور بعض سوکت دونون کو مساوی ٹھیراتے ہین۔ انکے بعد سوریہ آفتاب ہے، اور وشنو جو
تین ڈگون مین تمام عالم کو طے کر لیتا ہے اگرچہ وید مین اِس کا درجہ بہت صاف نہین ہے لیکن پھر جب کر اس کا
اور کئی اور دیوتاؤن کا درجہ اول ہوجاتا ہے ان بے شمار دیوتاؤن مین بعض اجمالی خیالات اور انسانی خاصیتین بھی بطور
اشخاص کے شامل ہوگئی ہین مثلاً پورندھی بہتات ارمتی۔ زہد۔ مرتیو۔ موت وغیرہ۔

خدا کا مفہوم آریون مین خدا کا مفہوم یورپیون کے مفہوم سے بالکل علیحدہ ہے کوئی علم ایسا نہین ہے جس سے
مردہ اقوام کے مردہ الفاظ مین درست معنی پہنائے جاسکین۔ ہماری موجودہ زبان کے معین اور غیر مبہم الفاظ
متعلقہ اِن کے خیالات پر چسپان نہین ہوتے۔ اِس قدیم زمانہ مین اِن خیالات سے اصلی مُراد کیا تھی یہ ہمین اُسی وقت
کچھ تھوڑا بہت معلوم ہوسکتا ہے جب ہم اُس زمانہ کی تصنیفات کا گہرا مطالعہ کرین۔ مہابھارت اور رامائن اگرچہ
یہ دونون تعلیم وید سے بہت مابعد ہین لیکن وہ بلاشبہہ آریہ تصنیفات مین شامل ہین۔ اِن کے پڑھنے
سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ ان آریون کے اور ہمارے الوہیت کے مفہوم مین کس درجہ فرق ہے۔ اِن کے دیوتاؤن



(۳۳) جگناتھ کے بڑے مندر کا دروازہ

کی قوت اور عظمت کی بڑی تعریف کی جاتی ہے لیکن جب یہی دیوتا انسان یا راکشون کے مقابلہ پر آتے ہین تو اُن کی وہ عظمت قایم نہین رہتی مثلاً راون جو راکشون کا راجہ تھا ایک رشی کے آگے یہ فخر کرتا ہے کہ اُس نے اندر کو اور یم کو شکست دی۔ اسی طرح جب رام چندر جی کے بھائی لکشمن سیتا جی کو اُن کے شوہر کے نہ آنے پر تسلی دیتے ہین تو وہ کہتے ہین۔

"یہ بالکل محال ہے کہ میرے بھائی کو اسور اور اندر اور تمام دیوتا مل کر بھی شکست دے سکین"۔

ایسی اور بھی مثالین سنسکرت کلام مین موجود ہین مثلاً کالیداس کے ناٹک شکنتلا مین جن کی تصنیف کا زمانہ چھٹی صدی عیسوی کے قریب ہے اندر راجہ دوشینت کے پاس قاصد بھیجکر اُن سے یہ درخواست کرتے ہین کہ "تم اسورون کو جاکر مارو کیونکہ میرا بس اُن سے نہین چلتا"

راجہ اس درخواست کو قبول کر کے اسورون پر جنہین دیوتاؤن کا راجہ اندر زیر نہ کرسکا فتح یاب ہوجاتا ہے۔

اِن مثالون سے معلوم ہو کہ آریون کے اُڑتے ہوئے مذہبی خیالات کو الفاظ کی قید مین لانا کس قدر مشکل ہے۔ یہ اُس قسم کے غیر مشخص موجودات ہین جنہین پُرانے زمانہ کے محققین کبھی تو حیوانات مین اور کبھی نباتات مین شمار کرتے تھے۔ بعد بہت سی تحقیقات کے وید کے مذہبی خیالات کی کم و بیش یہ تقسیم معلوم ہوتی ہے۔

اوّل۔ قوائے فطرتی کی پرستش۔

دوم۔ اِن قوائے فطرتی کو دیوتا قرار دے کر اِن کے نام رکھنا۔

سوم۔ روح کی بقا کا اعتقاد۔

چہارم۔ بزرگون کی پرستش۔

پنجم۔ کل عالم یعنی انسان اور دیوتاؤن کو ایک بڑے اور زیادہ قوی دیوتا یعنی اندر کے تحت مین لانے کی طرف میلان۔

ششم - مذہب کو بالکل مادی قرار دینا یعنی دیوتاؤن اور انسان مین ایک غرض کا تعلق قایم کرنا - انسان کا اپنی طرف سے دیوتاؤن کو چڑہاوے دینا - اور دیوتاؤن کا اُس کے معاوضہ مین انسان کو کثرت سے غلہ اور بارش اور مال و صحت کا عطا کرنا - اب ہم ان تقسیمون کو علیحدہ علیحدہ لے کر ان کی تائید مین انتخابات پیش کرین گے

قواے فطرتی کی پرستش

سارا رگ وید قواے فطرتی کی پرستش سے بھرا ہوا ہے - ہند کے سے ملک مین عام فطرتی مناظر مین اس درجہ عظمت و شان ہے اور جہان انکی وجہ سے فائدہ کثیر یا نقصان عظیم ہو جاتا ہے - ظاہر ہے کہ ایک ابتدائی قوم جس مین کسی قسم کی علمی ترقی نہین ہوئی ہے ان کی پرستش پر مجبور ہے - آفتاب - ہوا - ندیان پہاڑ اور بوٹیان تک دیوتا کی حیثیت رکھتی ہین اور ان سے التجا کی جاتی ہے - آفتاب کی حرکت آریون کی نظرون مین ایک پُر اسرار چیز تھی - پو پھٹنے کا حسن شفق کی دلفریبی موسمون کا یکے بعد دیگرے آنا - یہ سب واقعات اُن کے متخیلہ پر اثر ڈالتے اور ایک گروہ دیوتاؤن کا اُن کے خیال مین پیدا کرتے جن کی مدح سرا مین یہ بھجن گانے والے مصروف ہو جاتے تھے - لیکن اُس سندہ کی گھاٹی مین جہان غضب کی گرمی اور خشکی کا سامنا پڑتا - جن دیوتاؤن سے زیادہ التجا کی جاتی وہ وایو یعنی ہوا تھی اور اُس کے قاصد اور سیر اکرنے والے مُرت اور وہ ابر کی آسمانی گائین جن کے تھن پانی سے بھرے ہوتے - انکی مدح سرائیان بہت ہی پُرجوش الفاظ مین ہوتین -

سوریہ

سوریہ یعنی آفتاب کی تعریف مین ایک سوکت کی رچائین نقل کی جاتی ہین جو اسی ویدی شاعری کی ایک عمدہ مثال ہے -

"یہ دیوتا سوریہ روشن ستارے کے گھر مین رہتا ہے جو اُسے بلند کرتا اور اُس کی روشنی کو تمام عالم مین پھیلاتا ہے سوریہ آسمان و زمین و جو کو اپنی کرنون سے بھر دیتا ہے اور ان مین جان ڈال دیتا ہے - اُس کے سبز گھوڑے اُسے لاتے ہین روشنی کے ساتھ وہ عظیم الشان اور پُر شوکت پہیٔمش ہے جو اپنی رونق ہر جگہ پھیلاتی ہے - دیوی شاندار سواری پر پھیرا انسان کو جیون کامون کے لئے جگانے کو آتی ہے"

یہ سورج دیوتا جسے کوئی راہ بتانے والا نہیں اور نہ اُس کے پاس کوئی رسی ہے کیونکر اوپر چڑھتا اور اُترتا ہے کیا معلوم وہ کون سی قوت ہے جو اسے تھامے ہوئے ہے رِت کا ساتھی یہی محافظ اور آسمان کے گنبد کا تھامنے والا ہے" (رگ وید چوتھا منڈل چودھواں سوکت)

اگنی — آگ بھی اگنی کی صورت میں ویدکی ایک بہت بڑی دیوی ہے بجز اندر کے اس سے کوئی بڑا نہیں۔ اگنی ہر جگہ موجود ہے۔ جانداروں کی رگوں میں۔ زمین کے اندر۔ درختوں کی شاخوں میں۔ اور آفتاب کی کرنوں میں۔ ہر جگہ اگنی ہی اگنی ہے۔ جس وقت پروہت چولہا سلگاتا ہے تو اگنی پیدا ہو جاتا ہے۔

"میرے کان اسکی آواز سننے کے لیے میری آنکھیں اُس کی روشنی دیکھنے کے لئے کھل جاتی ہیں۔ میرا من جس کے خیالات دور جا رہے ہیں بھٹک رہا ہے۔ میں کیا کہوں میں کیا سوچوں۔ جو اگنی جب تو تاریکی میں تھا تو سب دیوتا تیرے خوف سے ڈنڈوت کرتے تھے۔" (رگ وید چھٹا منڈل نواں سوکت چھٹی اور ساتویں رچائیں)

عاقبت کے خیالات — عاقبت کے متعلق خیالات بھی ویسے ہی غیر معین اور بدلتے ہوئے ہیں۔ جو شخص مرجاتا اُس کے اجزائے جسمانی عناصر میں مل جاتے اور اُس کی روح ایک نئے لباس میں آتی۔ یہ گویا اُس مسئلہ تناسخ کی ابتدا ہے جو آگے چل کر ہندوؤں کے مذہبی اعتقادات کا ایک جزو اعظم بن جاتا ہے۔

(۳) "اُس کی آنکھیں آفتاب میں چلی جائیں اُس کا دم ہوا میں۔ چلا جا تو اپنے جسم کے مختلف حصوں کے لحاظ سے۔ زمین یا آسمان پر۔ اگر مناسب ہو تو پانی میں چلا جا اور اپنے تمام اعضا سے درختوں میں گھر کرلے۔"

(۴) "بکرا دے کا بکرا تیرا حصہ ہے اسے تو جلا دے اپنی گرمی سے۔ روشن کر دے اسے تو اپنی جوت سے۔ روح جات وید اپنی سب سے مبارک صورت میں اس تعلی کو نیک بندوں کی دنیا میں پہنچا دے" (رگ وید دسواں منڈل سولھواں سوکت تیسری اور چوتھی رچائیں)

(۱) "تیری روح جو یم کے پاس دوسوان کے بیٹے کے پاس دور چلی گئی ہے اُسے ہم تیرے پاس واپس لا دیں گے تاکہ تو ہم میں آکر رہے"

(۷) "تیری روح جو دور آسمان و زمین کو چلی گئی اُسے ہم تیرے پاس واپس لاوینگے تاکہ تو ہم مین آکر رہے"

(۸) "تیری روح جو دور چلی گئی جو آفتاب اور شفق سے ملنے گئی اُسے ہم تیرے پاس واپس لاوینگے تاکہ تو ہم مین آکر رہے"

(رگ وید دسوان منڈل ۵۸ وان سوکت)

بقاے روح | روح کے بقاے جاودانی کے اعتقاد نے پتریون کی پرستش قائم کی۔ہم دیکھ چکے ہین کہ آریون کے اعتقاد مین اجداد کی ارواح اُسی وقت تک خوش اور آسودہ رہتی ہین جب تک اُن کی اولاد پیدا باقی ہے اور اُنہین چڑھاوے چڑھایا کرتی ہے۔

"آتو ہمارے پاس اگنی بےشمار پتریون کے ساتھ جو روشنی مین رہنے والے اور پرستش کرنے والے ہین چڑھاوون کے کھانے پینے والے ہین اور اندر اور دوسرے دیوتاؤن کے ساتھ سفر کرنے والے ہین" (رگ وید دسوان منڈل پندرھوان سوکت دسوین رچا)

وحدانیت | ایک خداے مطلق کا خیال جو تمام کل فانیون اور غیر فانیون کا خالق اور تمام انسان اور پتریون اور دیوتاؤن پر حاکم ہو رگ وید مین پایا ضرور جاتا ہے۔لیکن محض ایک خاکہ کی صورت مین۔ ہر ایک دیوتا جس کی مدح کی جاتی ہے بھجن گانے والون کی نظرون مین فی الوقت تمام دیوتاؤن سے بڑا سمجھا جاتا اور بعض وقت تو یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی دیوتا مختلف نامون سے پکارا جاتا ہے۔

"اُسے وہ اندر مِتر ورُن اور اگنی کے نام سے پکارتے ہین اور وہی پرون والا گرُتمن ہے جو ایک ہے۔ اُسی کو رشیون نے بہت سے نام دے رکھے ہین وہ اُسے اگنی یم اور ماترشون کے نام سے پکارتے ہین" (رگ وید پہلا منڈل ۱۶۴ وان سوکت ۴۶ وین رچا)

پس گویا یہ ایک خدا مختلف صفات رکھتا ہے کبھی وہ آگ ہے کبھی موت اور کبھی اور کوئی قوت۔ رگ وید کے دسوین منڈل ۸۲ مین سوکت کے تیسری رچا مین یہ خیال کسی قدر واضح معلوم ہوتا ہے۔

"وہ باپ جس نے ہمین بنایا ہے وہ خالق کی حیثیت سے کل اقوام اور کائنات کو جانتا ہے۔ وہی ایک خدا ہے دوسرے

دیوتاؤن کو نام دینے والا سب اُسی سے دریافت کرتے آتے ہین "

لیکن اِسی سوکت کے ساتوین رچا مین یہ خیال اُتنا صاف نہین رہتا اور انتہا تو اتنا ہے کہ کائنات کے علم سے
انسان کا عاجز ہونا تسلیم کر لیا گیا ہے۔

"تم کبھی نہین جانوگے اُسے جسنے کائنات کو بنایا۔ کوئی اور چیز تمھارے اور اُس کے بیچ مین حائل ہے۔ چارون طرف
کُہر مین گھرے ہوے پوجاری بھجن گاتے ہوئے اور چڑہاوے چڑہاتے ہوے بھٹک رہے ہین"

اِن آریون کے علاوہ دماغ مین بھی اُس بے اعتقادی کا بیج بویا جا چُکا تھا جو آگے چل کر ہندوستان کی مذہبی کتابون
مین اِس قدر رنگ لائی۔ رگ وید کے ایک سوکت مین جس کو میکس مُلر نے نقل کیا ہے یہ خیال ظاہر کیا گیا
ہے۔ رگ وید دسوان منڈل ۱۲۹ سوکت چھٹی اور ساتوین رچائین۔

"کون جانے کون کہے کہ کہان سے نکلا یہ عالم۔ دیوتا اِس کے بعد بنے ہین۔ کون جانے کیسے بنا پہلے یہ عالم۔ وہ عالم کا پہلا
خالق اُس نے بنایا کہ نہین۔ اوپر سے عالم کا دیکھنے والا وہی جانے یا کہ نہ جانے"

عوام کی پرستش تجارتی تھی

لیکن اِس قسم کے شبہات صرف بعض رشیون کو واقع ہوئے ہین عوام پر ان کا
مطلق اثر نہین پڑا عوام کے تعلقات دیوتاؤن کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے یعنی یہ دیوتاؤن کی مدح سرائیان
کرتے اور اُن کو چڑہاوے چڑہاتے اور دیوتا اس کے عوض مین انہین مال مویشی اور دشمنون پر فتح عطا
کرتے۔ جس کسی دیوتا سے وہ التجا کرتے اُس کی وہ بے انتہا خوشامد کرتے اور سوم اور دودہ اور شہد کے
چڑہاوے اور بعض اوقات زندہ جانورون کی قربانی کا وعدہ کرتے اِس شرط پر کہ وہ دیوتا اُن کے خاندان کی حفاظت
کرتا اور امراض سے بچاتا۔ اُن کے کھیتون مین پانی برساتا اور اُن کی گایون کو گابھن بناتا۔

اگرچہ گناہ کا مفہوم وید مین مشکل پایا جاتا ہے لیکن کہین کہین شاذ و نادر طور پر بُرے کامون کی طرف اشارہ ہے
اور توبہ کا خیال منتون کے ساتھ ملا جُلا ہوا ہے۔ یہ آریہ اخلاقی خوبی کی جانب زیادہ مائل نہ تھے اور اخلاقی
کی کمی کو انسان کی کمزوری کا جزو سمجھتے تھے ایک سوکت مین لکھا ہے۔

"او تیری ہیبت کوئی نقصان نہ پہنچاوے - ہم نے جو کچھ تصور کیا ہے وہ ہماری انسانی فطرت کا مقتضیٰ ہے"

(رگ وید دسوان منڈل پندرہوان سکت چھٹی رچا)

اخلاق | آریون مین اخلاقی ترقی کم ہے - صرف خیرات - جیوانون پر مہربانی - دوستون کے ساتھ وفاداری یہی فرائض ہین جن کی تعلیم وید مین کی گئی ہے -

خاندہ یہود سے مقابلہ | اب ہم آریون کی معاشرت کے اس مختصر بیان کو جو وید کے مطالعہ پر مبنی ہے ختم کرتے ہین - ہم نے آریون کے تمدن اور اُن کے کارنامون کو دکھانے کی کوشش کی ہو - ہم انہین اُس اعلیٰ طبقے مین نہین رکھ سکتے جس مین وہ سمجھے جاتے تھے اور نہ ہم انہین یورپ کی اقوام کا یا اُن تمام عمدہ خصایص کا جو یورپ کی اقوام مین پائی جاتی ہے منبع و ماخذ قرار دے سکتے ہین - لیکن ہم بیشک کہین گے کہ اُن کے زمانہ کے تمدنون مین کوئی تمدن اس درجہ و حیثیت کی علامات سے خالی نہین ہے جیسا آریون کا تمدن - اگر ہم ان آریون کو یہودیون سے جو قدیم اقوام مین ایک بڑی متمدن قوم تھی مقابلہ کرین تو ہر ایک امر مین آریون کا پلہ اونچا رہے گا - یہودیون کی تاریخ جھوٹ اور ناشکری - ذلیل قسم کی بزدلی - متکبرانہ خودسری - خون ریزی - بے رحمی - اور شدید ضعیف الاعتقادی - سے بھری ہوئی ہے جس کا وجود تک آریون کی تاریخ مین نہین پایا جاتا - البتہ شاعری کے لحاظ سے ان کی مذہبی کتابون مین زیادہ فرق نہین ہے اور رگ وید کی نظم کو کتاب ایوب کی فصاحت پر زیادہ ترجیح نہین ہو سکتی - فلسفی خیالات کے لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ سچائی اور غیر معلوم و غیر متناہی کی تلاش انسانی زندگی کی مصیبتون - اور دنیا کی بے ثباتی کا - ادراک زیادہ تر توریت مین پایا جاتا ہے - دنیوی زندگی کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ توریت کے خیالات مین مایوسی ہے اور اُسی قدر وید کے خیالات مین امید اور عالی حوصلگی - آریہ ہر چیز کے روشن رُخ کو دیکھتا ہے - اور آسانی سے خوش ہو جاتا ہے - اِن قدیم ہند کی بزرگ آریون مین جو خاندان کی سرپرستی - اور اپنی اولاد و مویشی اور کھیتون کی سرسبزی کو اپنا مآلِ زندگانی سمجھتے اور اپنے دیوتون سے بجز ان نعمتون کے اور کچھ نہ مانگتے تھے - ہم مغربی آریون کو بشکل اپنے آباد اجداد کی تصویر نظر آتی ہے

کیونکہ ہم میں اس قسم کی روز افزوں اُمنگیں پیدا ہوتی جاتی ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوتیں اور ہماری زندگی گویا ایک سلسلہ خواہشوں کا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔

باب دوم

برہمنی زمانہ کا تمدن۔ ہندی معاشرت کی تصویر تیسری یا چوتھی صدی قبل مسیح میں

فصل اوّل۔ وہ اسناد جن کے ذریعہ سے اس زمانے کے حالات معلوم ہوتے ہیں

ویدی تمدن [illegible] کا ذکر باب اول میں ہوا [illegible] برہمنی تمدن [illegible] بیان ہو کر [illegible] سے آریہ قوم برابر مشرق کی طرف بڑھتی گئیں۔ اس وقت بنگال [illegible] ہندوستان یعنی اس ملک پر جس کی حدود خلیج بنگال و خلیج عمان و ہمالیہ [illegible] پر قابض ہو چکے تھے۔ یہاں کے قدیم باشندے [illegible] چھوڑ کر پوری طرح مغلوب ہو چکے تھے [illegible] کو دور رکھنے کے لئے آریوں نے ذات کی حد بندی [illegible] برہمنی تمدن کے عروج کا زمانہ تین یا چار صدی قبل مسیح [illegible]

ہندوستان کا مدنی اور سیاسی قانون ہے - پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ منوشاستر اس سے بہت قدیم کی تالیف ہے اور سر ولیم جونس نے اس کو آٹھ سو سال قبل مسیح کا اور بعض دوسرے محققین نے پانسو سال قبل مسیح کا لکھا ہے لیکن جدید تحقیقات سے اس کا زمانہ دو تین سو سال قبل مسیح ثابت ہوا ہے -

اس زمانہ کی معلومات کا ذخیرہ منوشاستر ہے

برہمنی زمانہ کے متعلق منوشاستر ہمارے لیے ایک بہت بڑا ذریعہ معلومات کا ہے اور جیسا ویدی زمانہ کی معلومات کے لیے رگ وید ویسا ہی برہمنی زمانہ کے لیے منوشاستر ہے اور اب ہم اس سے بھی وہی کام لین گے جو ہم نے رگ وید سے لیا تھا اور اس کے انتخابات کے ذریعہ سے اس زمانہ کے تمدن کا اندازہ کرین گے - علاوہ مذہبی مواد کے اس زمانہ کے لیے قبلاً اسکندر کی فوج کشی کے بعد سے ہمارے پاس تھوڑا بہت تاریخی مواد بھی موجود ہے -

اسکندر کی فوج کشی اور مگستھنیز کے بیانات

اسکندر کی فوج کشی سے یورپ کو چند ان معلومات کا فائدہ نہین ہوا - صرف اسی قدر فائدہ ہوا کہ اُس پُر اسرار زمین سے جو دریائے سندھ کے پار واقع ہوئی تھی کسی قدر تاریکی کا پردہ اُٹھ گیا - اور یورپ کی نظرین اُس جانب متوجہ ہو گئین - منجملہ اُن بادشاہون کے جنھون نے اسکندر کا ملک تقسیم کر لیا تھا سلیوکس نیکیاٹار نے ہند کو فتح کرنے کا ارادہ کیا - لیکن اُسے معلوم ہوا کہ ہندو راجہ نہ صرف قوی ہین بلکہ چوکنّے بھی ہین - اس لیے وہ اپنے ارادہ سے باز آیا - چونکہ سلیوکس نے بلخ کا ملک فتح کر لیا تھا اس نے چندر گپت کے ساتھ مصالحت کی - اور اپنی بیٹی اس ہندو راجہ کو دی - یہ یونانی شاہزادی پاٹلی پتر مین اپنے شوہر کے پاس آئی اور اسی کے ہمراہ مگستھنیز آیا جس نے فرصت کے وقت اُس زمانہ کے رسوم و رواج کا بیان لکھا ہے - مگستھنیز کا بیان جو نہایت تفصیلی تھا ہم تک نہین پہونچا ہے - اور ایرین نے جو کتاب اس سفیر کے نام سے ازمنہ متوسط مین شائع کی اُس کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل جعلی ہے لیکن یونانی مورخین و جغرافیین نے جو مگستھنیز کے ہمعصر یا اُس کے تھوڑے ہی دنون بعد تھے - اس تصنیف سے بڑے بڑے فقرے نقل کیے ہین -

اِن کے منجملہ اسٹرابو نے اپنے جغرافیہ ہند مین اکثر اس کا ذکر کیا ہے پس گویا مگستھنیز کے بیانات کا صرف انتخاب ہم تک پہونچا ہے - اور برہمنی تمدن کے اندازہ کرنے مین اِسے ہم منوجی کے دہرم شاستر کے ساتھ شامل کر دے سکتے ہین - یہی دو تصانیف ہین جن پر زیادہ بھروسہ کیا جاسکتا ہے - رامائن دمہابھارت مین اس قسم کے قصے اور کہانیان ملی ہوئی ہین کہ اُن کی تالیف کے ٹھیک زمانہ کا پتہ لگنا نہایت مشکل ہے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن نظمون کا مواد کئی مرتبہ ترتیب دیا گیا ہے - اِن سے تھوڑا بہت کام تو لیا جاسکتا ہے لیکن اصلی واقعات کے معلوم کرتے مین زیادہ مدد نہین ملتی -

فصل دوم - ہندؤن کی تقسیم ذاتون مین اور ہر ایک ذات کے علیحدہ علیحدہ فرائض

ذات کی ابتدا | ویدی زمانہ کے آخر مین ہم دیکھ چکے ہین کہ مختلف پیشے کم و بیش آبائی ہوتے جاتے تھے - اور ذات کی تقسیم شروع ہو چکی تھی اگرچہ تکمیل کو نہین پہنچی تھی - ویدی آریون کو یہ خیال پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اپنی پرانی نسل کو اقوام مفتوحہ کے میل جول سے محفوظ رکھین - اور جس وقت یہ قلیل التعداد فاتحین مشرق کی طرف بڑھے اور اُنھون نے دیسی اقوام کے ایک بہت بڑے گروہ کو فتح کر لیا تو یہ ضرورت اور بھی زیادہ ہو گئی اور مقننو کو اس کا لحاظ کرنا لازمی ہو گیا - نسل کے مسائل کو آریہ سمجھ چکے تھے اُنہین معلوم ہو چکا تھا کہ اگر کوئی قلیل التعداد فاتح قوم اپنی پوری حفاظت نہ کرے تو وہ بہت جلد مفتوح اقوام مین کھپ مرتی ہے اور اُس کا نام و نشان باقی نہین رہتا - اُنہین یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ اگر باپ اور مان مین نسل کی نامساوات ہو تو اولاد نہایت ہی کم درجہ کی پیدا ہوتی ہے منوشاستر مین لکھا ہے -

"جس شخص کی اخلاق ایسے ہون جو آریون کے شایان نہین یعنی اُس مین سختی بے رحمی اور ہمیشہ اپنے فرائض کی طرف سے غفلت ہو

تو وہ شخص کم نسل ہے" (دسوان باب ۵۰-)

"اگر کوئی شخص کسی بڑے خاندان مین بھی جنم لے لیکن وہ حرام کی اولاد ہو تو اُس مین کم و بیش ضرور اپنے والدین کے عیوب ہون گے" (دسوان باب ۶۰)

"لیکن وہ ملک جس مین اس قسم کے ذات کی پاکیزگی کو توڑنے والے حرامی پیدا ہون وہ ملک مع اپنے باشندون کے بہت جلد برباد ہو جائے گا" (باب دہم - ۶۱)

نسل خالص رکھنے کی ضرورت ان کُل مسائل کو آریون نے تجربہ سے سیکھا تھا کیونکہ اُن مین میل شروع ہو گیا تھا اور اس کے روکنے کی ضرورت محسوس ہو چکی تھی۔ منوشاستر مین جو قواعد نسل کے خالص رکھنے کے متعلق درج ہین اُن سے اس ضرورت کا محسوس ہونا معلوم ہوتا ہے۔ باوجود ان سخت قاعدون کے بھی میل جول پوری طرح نہ رکا اور آخر کو چل کر آریہ نسل مین بہت کچھ فرق آگیا اس تغیر کا ثبوت ہمین منبت تصاویر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً برہُت اور سانچی کی تصاویر مین ہمین ایک نسل نظر آتی ہے جس مین مطلق قفقازی اثر نہین پایا جاتا۔ ان کے چوڑے اور چپٹے چہرے اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ یہ تورانی الاصل ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین خالص آریہ بہت کم رہ گئے تھے اور شاید یہ صرف برہمن تھے۔

آریون مین تغیر کا ہونا اس زمانہ کے معاشرت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آریون مین صرف جسمانی تغیر ہی نہین بلکہ اخلاقی تغیر بھی ہو گیا۔ ذات کی سختی اور جکڑ بندی نے ہندی تمدن کو ایسے تنگ حدود مین محدود کر دیا کہ پھر وہ اُس سے باہر نہ نکل سکا۔ وید کے دیوتا بُت بن گئے اور منوجی کی خشک اور بے مزہ نظم نے ویدی بھجنون کی لطافت و روانی کی جگہ لے لی۔ تنقید مین بھی وہ زور نہ رہا اور وید کی فصیح اور شاندار مدح سرائیون کے جگہ پوچ لچر قصے کہانیان رہ گئین جو طبیعت کو پریشان کرتی ہین۔

چار ذاتین منوشاستر مین چار ذاتین بیان کی گئی ہین یعنی برہمن پادری۔ چھتری۔ لڑنے والے ویش۔ زراعت اور تجارت پیشہ۔ اور شودر جن کا کوئی خاص پیشہ نہ تھا اور جو دوسری ذاتون کے صرف خادم تھے۔



(۴۵) کھجوراہا وشنو کا مندر

ہر شخص اپنے ذات کے اندر اور کبھی اپنے سے کم ذات مین شادی کر سکتا تھا لیکن جو کوئی شودر سے شادی کرتا وہ بالکل بے عزت ہو جاتا اور ذات سے خارج اور دنیا و عقبیٰ مین خسران عظیم کا مستوجب ہوتا تھا شودر صرف آپس مین شادی کر سکتے - برہمن چھتری بلکہ ویش کی بھی بیٹی لے سکتا لیکن چھتری اور ویش کی مجال نہین کہ وہ برہمن کی بیٹی سے شادی کرے - آریون کا اعتقاد تھا کہ اگر باپ اعلیٰ ذات مین ہو تو وہ اپنی تھوڑی بہت خصائص بیٹے کو دے سکتا ہے اگرچہ مان اُس سے نیچے کے طبقے کی کیون نہ ہو - لیکن نیچے درجہ کا شخص اپنے بال بچون کو خود اپنے طبقے مین کھینچ لاتا ہے اور کسی عورت کے لئے اپنے سے کم ذات مین شادی کرنا بالکل ناجائز تھا - اب ہم منوشاستر کے ان فقرات کو نقل کرتے ہین جن مین مختلف ذاتون کے فرائض اور شادی بیاہ کے مسائل کئے گئے ہین

"قادر مطلق نے دنیا کی بہبودی کے لئے اپنے منہ سے اور اپنے بازوؤن سے اور اپنی رانون سے اور اپنے پیرون سے برہمن - چھتری - ویش اور شودر کو پیدا کیا" (باب اول ۳۱)

"اس دنیا کی حفاظت کے لئے اُس نے ان مین سے ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ فرائض قرار دیئے" (باب اول ۸۷)

"برہمنون کے لئے وید کی تعلیم اور خود اپنے لئے اور دوسرون کے لئے یوجا دان کو [illegible] سے دینا اور دان دینے لینے کا فرض قرار دیا" (باب اول ۸۸)

"چھتری کو اس نے حکم دیا کہ خلقت کی حفاظت کرے - دان دے - یگ کرے - وید پڑھے اور شہوات نفسانی مین نہ پڑے" (باب اول ۸۹)

"ویش کو اس نے حکم دیا کہ مویشیون کی پرورش کرے - دان دے - یگ کرے - وید پڑھے - تجارت لین دین زراعت کرے" (باب اول ۹۰)

"شودر کے لئے قادر مطلق نے صرف ایک ہی فرض بنایا وہ ان تینون کی خدمت کرنا ہے" (باب اول ۹۱)

"جو شخص [illegible] سے پیدا ہوا ہو اور کسی ذات مین نہ ہو اُس کی نسل [illegible] کی ہو لیکن وہ آریہ نہ ہو - ایسا شخص اپنے

کردار سے پہچانا جاتا ہے۔" (باب دہم ، ۵)

"شاستر کا فیصلہ یہ ہے کہ جس شخص کا باپ آریہ ہو اور ماں آریہ نہ ہو وہ اپنی خصایص سے آریہ بن جاسکتا ہے لیکن جس کی ماں آریہ ہو اور باپ غیر آریہ۔ وہ کبھی آریہ بن نہیں سکتا" (باب دہم ۶۶)

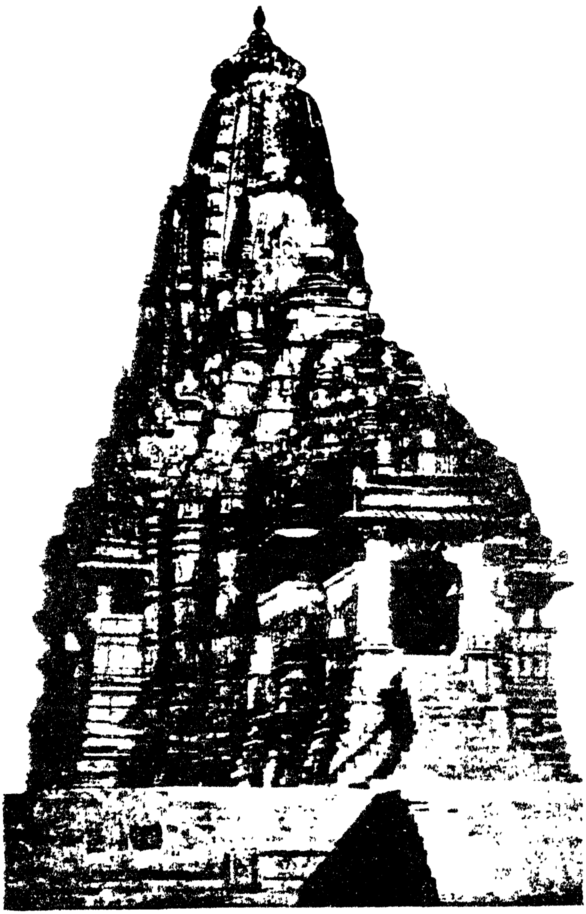
"جس طرح شودر اور برہمن عورت سے ایسی اولاد پیدا ہوتی ہے جو ذات سے باہر ہے اسی طرح اگر ذات سے باہر آدمی چاروں ذاتوں کی عورتوں سے ہم بستر ہوں تو اُن کی اولاد بھی ذات سے خارج ہوگی" (باب دہم ۳۰)

"جو برہمن شودر عورت کو ہم بستر کرتا ہے وہ مرنے کے بعد دوزخ میں جاوے گا اور اگر اُس سے کوئی اولاد پیدا ہو تو برہمن اپنی ذات سے خارج ہو جاتا ہے" (باب سوم ۱۷)

برہمنوں کا تفوق اُن کی عمر کے چار حصے

برہمنوں کو دوسری ذاتوں کے اوپر بہت بڑا تفوق تھا اُن کے حقوق اور اِن کا اعزاز ایسا تھا کہ گویا یہ انسان نہ تھے بلکہ دیوتا تھے۔ اِن کی خالص نسل۔ اِن کے دعاؤں کی تاثیر اور اِن کا علم۔ جس کے حاصل کرنے میں ان کی ساری زندگی صرف ہوتی تھی وہ اسباب تھے جن کی وجہ سے انہوں نے ایسا غیر معمولی درجہ حاصل کیا تھا۔ البتہ اِن حقوق کے ساتھ اِن کے فرائض بھی سختی کے ساتھ محدود کر دے گئے تھے۔ اِن کی زندگی کے چار حصہ تھے۔ طفولیت جس میں یہ تحصیل علم کرتے اور خاص اُستادوں سے مذہب کے اسرار سیکھتے۔ دوسرا حصہ جوانی کا تھا جس میں برہمن شادی کرتا اور خانہ داری کے فرائض ادا کرتا جس میں سب سے بڑا فرض یہ تھا کہ وہ صاحب فرزند ہو۔ اُدھیڑ عمر میں وہ خانہ نشینی اختیار کرتا اور بے تعلقی کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوتا۔ چوتھا حصہ بڑھاپے کا ہے جس میں برہمن بالکل پختہ کار ہو جاتا اور اس میں ایسی روحانیت آجاتی کہ وہ خدا تک پہونچ جاتا اور مراقبہ میں موت کی تیاری کرتا۔

یہ عمر کی تقسیم ان تینوں ذاتوں میں جو دوج کہلاتی ہیں ہو سکتی تھی لیکن برہمن زیادہ تر اِن قواعد کے پابند تھے۔ دُوج سے مراد پہلی تین ذاتیں ہیں جن میں بچے کو پیدائش کے چند سال بعد جنیو پہنایا جاتا ہے۔ ضرورت



(۳۶) کھجوراہا شیو کا مندر (دسویں صدی عیسوی)

کے وقت برہمنوں کو جائز تھا کہ وہ کوئی پیشہ یہاں تک کہ تجارت بھی اختیار کریں - لیکن عموماً ان کی اوقات بسری کھتریوں کی داد و دہش پر ہوا کرتی تھی کیونکہ برہمن کو دان کا دینا ہندوؤں کے اعلیٰ ترین فرائض میں سے تھا - منو لکھتے ہیں

"کسی ایسے شخص کو دان دینا جو برہمن نہیں ہے ثواب کا موجب ہے لیکن جو شخص اپنے کو برہمن کہے اُسے دینا دونا ثواب ہے - پڑھے ہوئے برہمن کو دان دینے کا لاکھ مرتبہ ثواب ہوتا ہے اور وید پڑھے ہوئے برہمن کے دان کا ثواب غیر متناہی ہے"

خاص حقوق | برہمنوں کے خاص حقوق کے متعلق منو لکھتے ہیں -

"برہمن کی صرف پیدائش گویا شاستر کا جنم لینا ہے کیونکہ وہ شاستر پھیلانے کے لئے ہی ہے اور برہما کی نشانی ہے" (باب اول ۹۰)

"جب کوئی برہمن پیدا ہوتا ہے تو وہ دنیا میں سب سے اعلیٰ مخلوق ہے وہ بادشاہ ہے کل مخلوقات کا اور اس کا کام ہے شاستر کی حفاظت" (باب اول ۹۹)

"جو کچھ اس دنیا میں ہے برہمن کا مال ہے چونکہ وہ خلقت میں سب سے بڑا ہے کل چیزیں اُسی کی ہیں" (باب اول ۱۰۰)

"برہمن کو اگر ضرورت ہو تو وہ بلا کسی گناہ کے اپنے غلام شودر کا مال بہ جبر لے سکتا ہے اس غضب سے اس پر کوئی جرم عاید نہیں ہوتا کیونکہ غلام صاحب جائداد نہیں ہو سکتا اُس کی املاک مالک کا مال ہے" (باب ہشتم ۴۱۷)

"جس برہمن کو رگ وید یاد ہو وہ بالکل گناہ سے پاک ہے اگرچہ وہ تینوں عالم کو ناس کیوں نہ کر دے یا کسی کا بھی کھانا کیوں نہ کھائے" (باب یازدہم ۲۶۲)

"بادشاہ کو کیسی سخت ضرورت ہو اور وہ مرتا بھی ہو تو بھی اُسے برہمنوں سے محصول نہیں لینا چاہیے اور نہ اپنے ملک کے کسی برہمن کو بھوک سے مرنے دینا چاہیے" (باب ہفتم ۱۳۳)

"سزائے موت کے عوض میں برہمن کا صرف سر مونڈا جائے گا لیکن اور ذات کے لوگوں کو سزائے موت دی جائے گی"

باب ہشتم [illegible]

"راجہ کو نہیں چاہیے کہ برہمن کو کسی حالت میں بھی قتل کرے گو کہ اُس نے کتنے ہی جرم کیوں نہ کیا ہو ایسے مجرم کو مال اور جان کے

ساتھ ملک سے باہر [illegible] چاہیے" (باب ہشتم [illegible])

[illegible] برہمنوں کو حق تھا کہ وہ بادشاہ کے مشیر بنتے بادشاہوں کو حکم دیا گیا ہے کہ بلا روشن

خیال [illegible] برہمنوں کے مشورے کے [illegible] ان [illegible] سلطنت [illegible] اور [illegible] کے عہد

[illegible] ہے۔

[illegible] کی اجازت

[illegible] وقت جنگ کے لیے [illegible]

[illegible] حفاظت [illegible] الفاظ [illegible]

[illegible] ایک [illegible]

[illegible] خیال کے [illegible]

[illegible] دونوں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] معلوم [illegible] دونوں [illegible]

مقابلہ [illegible]

حقیقت [illegible] ہے اور جیسا کہ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے [illegible]

میں ایک دور کا تعلق موجود تھا۔ ان سے نیچے ویش تھے جن کا درجہ بہت ہی نیچا تھا اور بیچارے شودروں کو دیکھا جائے تو اس معاشرتی انتظام میں اس کا کوئی حصہ ہی نہ تھا۔ ویش کی ذات میں کل زراعت پیشہ تاجر، ساہوکار اور ان سے کام لینے والے شامل تھے۔ یہ بھی دوج میں داخل تھے لیکن ان کی زنار بندی چھتریوں کے بعد ہوا کرتی اور خود چھتریوں کی رہبانی سے بعد ازیں ویشوں کے مشاغل معتدل درجہ کے تھے لیکن وہ بھی غلاموں کی خدمت میں [illegible] [illegible] [illegible] کا کام [illegible] شودروں کا [illegible] لکھتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ اندیشہ تھا کہ فاتح اقوام ان سے متاثر ہو جائے اور مغلوب رہیں۔ وہ آریہ قوم جس پر برہمنوں کو اس قدر فخر تھا ان سیاہ فاموں میں مر مٹے۔ اگر یہ انصاف اور شفافت آریہ خون کی دھار حقیر کی نالی میں قید نہ رکھی جائے تو خوف تھا کہ یہ بہت جلد مفتوحہ اقوام کے گندے دلدل میں پھیل کر نیست و نابود ہو جائے۔ منوشاستر کے مندرجہ ذیل فقرات سے معلوم ہوگا کہ شودر کی حالت کس درجہ ذلیل تھی۔

"لیکن شودر کا اعلیٰ ترین فرض یہ ہے کہ وہ وید کے ماہر گرہست برہمنوں کی جو تقوے میں مشہور ہیں خدمت کرے اور یہی اُس کی نجات کا ذریعہ ہے" (کتاب نہم ۳۳۴)

"برہمن کی خدمت کرنا شودر کے لئے نہایت قابل تعریف بات ہے اور اسکے سوا کسی اور چیز سے اُسے کوئی اجر نہیں مل سکتا" (دسواں باب ۱۲۳)

"شودر کو اگر موقع ملے تو اُسے نہیں چاہیے کہ مال و دولت جمع کرے کیونکہ شودر دولت جمع کر کے برہمنوں کو دکھ دیتا ہے" (دسواں باب ۱۲۹)

"اگر شودر دوجون پر ہاتھ یا لکڑی اُٹھائے تو اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے گا اگر وہ غصے میں لات مارے تو اُس کا پیر کاٹ ڈالا جائے گا" (باب ہشتم ۲۸۰)

"اگر کوئی شودر کسی دوج کے ساتھ ایک ہی جگہ بیٹھنا چاہے تو بادشاہ کو چاہیے کہ اُس کے سُرین کو داغ دے اور اُسے ملک بدر کر دے یا اُس کے سُرین کو زخمی کرا دے" (باب ہشتم ۲۸۱)

"اگر شودر کسی دوج کی ذات کا نام بے عزتی سے لے تو ایک لوہے کی کیل دس انگل لمبی آگ میں سرخ کر کے اُس کے منہ میں ڈال دی جائے گی" (باب ہشتم ۲۷۰)

"جو کوئی بے ذات شخص سے تعلق پیدا کرے وہ ایک سال کے بعد خود بے ذات ہو جاتا ہے۔ اس تعلق سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُس کے لئے چڑھاوا چڑھاوے یا اُسے ویدک تعلیم دے یا اُس کے ساتھ شادی کا تعلق پیدا کرے کیونکہ ان صورتوں میں وہ فوراً بے ذات ہو جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک ہی سواری پر سوار ہو یا ایک ہی جگہ بیٹھے یا اُس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے" (باب یازدہم ۱۸۱)

برہمنی زمانہ کے شہر اور عمارات

برہمنی زمانہ میں ہندوؤں نے بڑے بڑے شہر اور عمارات بنائیں اور شان د

شوکت کے ساتھ گنگا کے کنارون پر بستے گئے۔ ان عالیشان شہرون اور ویدی زمانہ کے گاؤن مین بڑا فرق تھا۔ اس زمانہ کی عمارات اور یادگارین بہت کم رہ گئی ہین۔ لیکن برہت کی بہنت تصاویر اور اشوک کے ستونون سے جو اچھی حالت مین ہین ثابت ہوتا ہے کہ اُس زمانہ کے ہندؤن نے تعمیر مین بڑی ترقی کی تھی۔ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہند مین پہلے عمارتین اینٹ اور لکڑی کی بنتی تھین اور اس کے بعد پتھر مین ان کی نقل اُتاری گئی۔ اس امر کا ثبوت نہ صرف میگستھینز کے بیانات سے ہوتا ہے بلکہ خود مصنف نے نیپال مین جہان قدیم ہند کی رسوم و عادات بہت اچھی طرح محفوظ رکھی گئی ہین بہت سے پتھر کے ستون دیکھے ہین جن کے کتبے نہایت احتیاط کے ساتھ لکڑی کے ستونون پر نقل کیے گئے ہین۔ غرض یہ امر محقق ہے کہ میگستھینز کے وقت مین ہندوستان مین بڑے بڑے شہر تھے اور جو بیان پاٹلی پتر کا اُس نے چھوڑا ہے اُس سے اس شہر کی وسعت اور عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ شہر گنگا کے کنارے ایک بہت ہی بڑے مستطیل کی صورت مین واقع ہوا تھا۔ اس کے گرد فصیل تھی جس کے نیچے ایک گہری اور عمیق خندق تھی۔ میگستھینز شاہی قصر اور کوچہ و بازار اور دوکانون کی جن مین انواع و اقسام کا قیمتی سامان تھا بڑی تعریف کرتا ہے لیکن اس زمانہ کے شہرون کا صرف یہی ایک بیان ہم تک نہین پہنچا ہے۔ رامائن کے بال کانڈ مین اجودھیا کا بیان اس سے بھی زیادہ مفصل اور حیرت انگیز موجود ہے اُس کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

"سرجو ندی کے کنارے کوشل نام کا ایک عظیم الشان ملک ہے جس مین نقد اور مویشی اور مال و دولت کی ریل پیل ہے اور یہان کے باشندے سکھ سے رہتے ہین اس ملک کا دارالسلطنت اجودھیا تھا جسے خود منو بنی نوع انسان کے بادشاہ نے تعمیر کیا اس خوشنما شہر کی دیوارین ایک سرے سے دوسرے سرے تک طول مین ۳۶ میل اور عرض مین ۹ میل تھین اس شہر کے راستے سلیقے سے بنائے گئے تھے اور ان کے بیچ مین شاہی سڑک تھی جس پر پھولون کے گرنے اور پانی کے چھڑکاؤ سے گرد نہ اڑنے پاتی تھی۔ قصر اور مکانات قطارون مین سطح زمین پر واقع ہوئے تھے اس شہر کا بادشاہ

والاتبار [illegible] تھا جو اس پاس جس نے حکومت کرتا تھا جیسے [illegible] شہر میں عمدہ عمدہ عمارتیں جن پر نشان اُڑتے تھے اور سپاہی و منجنیقیں ان کی حفاظت کے لیے تھیں - اس عظیم الشان شہر میں عورتوں کے لیے ناٹک اور باغات اور آرام [illegible] تھیں [illegible] کے گرد فصیل تھی فصیل کے نیچے ایک چوڑی اور عمیق خندق تھی جس کی وجہ سے دولت شہر میں داخل [illegible] شہر [illegible] ہاتھی گھوڑے [illegible] اونٹ [illegible] سے تھے - آس پاس کے راجاؤں سے خراج [illegible] اور بیوپاری کثرت سے آتے اور شہر کے اندر بڑے بڑے بازار [illegible] ان کے موجود تھے جن میں عورتوں کے [illegible] کی جگہیں تھیں [illegible] شہر میں دھان کے کھیت اور چاول کثرت سے تھا [illegible] اور [illegible] کی آوازوں سے کان گونجتے [illegible] ایک [illegible] تھا [illegible] کے ذریعہ سے ملتا ہے اور حسین نیک لوگ بھی ہوتے تھے۔

[illegible] شہر [illegible] تھے اور [illegible] میں ہوشیار تھے [illegible] سے [illegible] گھوڑے [illegible] جنگلوں میں [illegible] اس شہر میں [illegible] تھے جو [illegible] دینے والے [illegible]

فصل پنجم [illegible] واقعات

خود مختار [illegible] اطاعت اس طرح واجب [illegible] نے تخت لیا

ہو وہ خدائے تعالیٰ کا قایم مقام سمجھا جاتا تھا منو لکھتے ہین -

"بادشاہ اگر طفل نابالغ بھی ہو تو اُسے یہ خیال کرکے کہ یہ بھی ایک انسان ہے حقارت سے نہین دیکھنا چاہیے - بادشاہ فی الواقع خدا ہے انسان کی شکل مین" (باب ہفتم)

پدرانہ حکومت

لیکن ان بادشاہون کی حکومت پدرانہ تھی اور رعایا پر اُس کا بار نہین تھا - برہمن اپنے مرتبہ کی وجہ سے درجہ مین اس سے زیادہ خیال کیے جاتے - بادشاہ کو حکم تھا کہ برہمنون سے مشورے لے انہین دان دے اور ان کی دعا کے ذریعہ سے اپنی حکومت کو مستحکم رکھے ورنہ وہ ہر قسم کے عذاب الٰہی کا مستوجب ہو جاتا - چھتری خود بادشاہ کی ذات کے لوگ تھے اور وہ اس کی عزت اُسی طرح کرتے جیسے سپاہی اپنے سپہ سالار کی کرتے ہین - بادشاہ کی حکومت زیادہ تر ویشون پر تھی - اس ذات کے لوگ کاشتکار تھے اور یہی بادشاہ یا والی ملک کے لیے زمین جوتتے بوتے اور تجارت کے محصول سب بادشاہ کو پہنچاتا تھا - لیکن اُسے لازم تھا کہ وہ کانون رکھے اور نقد و قسمت مین روپیہ خرچ کرے ملک صوبجات بڑے شہرون اور قصبجات مین سرکاری عہدہ دار ہوتے تھے جن کا کام پیداوار کی جانچ کرنا - تجارت کا انتظام - اور اشیا کی قیمتون کا قرار دینا تھا جس کے ذریعہ سے وہ بادشاہ کے حصے کی تشخیص کرتے اگرچہ یہ انتظام ہماری نظرون مین خلاف معلوم ہوتا ہے لیکن ہندو اس مین خوش تھے میگستھنیز ہندو رعایا کو بچون سے تشبیہ دیتا ہے جن پر حکومت کرنا بالکل آسان ہے کہ دنیا مین ان سے زیادہ مطیع اور تابع رعیت نہین ہو سکتی - سچ یہ ہے کہ اس وقت بھی یہ شخص بچون کی آسانی سے تربیت پذیر ہین -

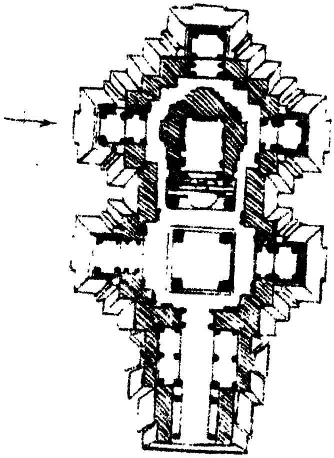
بادشاہ کی زندگی

اگرچہ بادشاہ ملک خود مختار تھا لیکن وہ اپنے حقیر رکھے جو عمل مین نہین لاسکتا اپنے قصر مین بند اور اُن مختلف فرایض کی زنجیرون مین جکڑا ہوا جنہین منو شاستر نے مقرر کیا تھا اس کی زندگی بالکل باقاعدہ تھی اور اُسے ہر وقت خنجر اور زہر کا خوف لگا رہتا تھا - اگرچہ بادشاہ بہت کامل درجہ ہر قسم کے خطرون سے بھرا ہوا تھا لیکن اس کے خواہشمند کثرت سے تھے - اگر کوئی قوم کامیاب ہو کر ایک مرتبہ

تخت پر بیٹھ جاتا تو پھر اُس دن سے وہ خدا سمجھا جاتا سارا خوف کامیابی ہی تک تھا پس ایسی صورت مین
پادشاہ کی جان کی حفاظت مین بے انتہا اہتمام کیا جاتا اور اِس کی پوری تفصیل منوشاستر مین درج ہے۔
پادشاہ کو چاہیے کہ اپنے اردگرد صرف ایسے اشخاص رکھے جو کم جرأت ہون اور جن مین ایکا کرنے کا مادہ نہ ہو
اُسے چاہیے کہ اپنی خوابگاہ کو بدلتا رہے اور کبھی متوالا نہ ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ ایسی حالت مین کوئی محل
کی عورت اُسے مار ڈالے اور اُس کے جانشین سے شادی کرے۔ بجز پادشاہ اور اُس کی بی بیون کے
کسی باہر کے شخص کو اجازت نہ تھی۔ کہ قصر کے اندر قیام کرے وقتاً فوقتاً ایک سواری دھوم دھام سے نکلا کرتی
جس مین زرق برق جھولون والے ہاتی۔ عیار بند عورتین۔ تیرانداز اور سپاہی ہوتے۔ یہ شہر کے راستون
سے دو طرفہ رستون کے بیچ مین سے جس کے اندر کوئی نہ آنے پاتا گزرتے۔ یہ گویا پادشاہ اور اُس کا حرم
ہے جو شہر سے باہر شکار کے لیے جا رہا ہے۔ اور اوقات مین رعایا اپنے پادشاہ کو اُس وقت دیکھتی
جب وہ چڑھاوا دینے آتا یا عدالت کی کرسی پر بیٹھتا یا کہ اپنی فوج کی سپہ سالاری کرتا۔ کیونکہ منوشاستر
کے روسے پادشاہ کو ہمیشہ جنگ کے لیے تیار رہنا چاہیے لیکن میدان مین اُسی وقت آنا چاہیے
جب کامیابی کی پوری امید ہو۔ اِس سے پہلے صلح کے پیغام جاسوسی اور دشمنون مین پھوٹ ڈلوانے سے
کام لینا چاہیے۔ منو لکھتے ہین۔

"پادشاہ کو چاہیے کہ دشمن کے ایسے متعلقین کو جو اُس سے مل سکین ملالے مثلاً وہ اقربا جو تخت کے دعوی دار ہون
اُسے چاہیے کہ اپنے دشمن کی چالون کی خبر رکھے اور جس وقت قسمت یاوری کرے تو بے خوف حملہ کرنا چاہیے"
(باب ہفتم ۱۹۷)

جاسوسی | جاسوسی صرف دشمنون ہی کے لیے نہ تھی یہ گویا انتظام مملکت کا ایک جزو سمجھی جاتی تھی۔ انہین
جاسوسون کے ذریعہ سے پادشاہ اپنے مخالفین کی سازشون کی خبر رکھتا۔ عمال کی دیانت۔ فصل کی حالت۔
اور شاہی محصول کی واجبیت کی نگرانی۔ کرتا۔ محصول سال کی حالت کے مطابق بدلتا رہتا تھا۔ بڑے ہنگام



شب ۹۳ نقشہ بنیادی مندر کھاجوراہا -

مین زیادہ محصول لیا جاتا اور اچھے ہنگام مین کم منوشاستر مین اس کا ذکر کیا گیا ہے -

بیوپاریون سے اچھے ہنگام مین صرف بارہوان حصہ غلہ کا اور بیسوان حصہ تجارتی منافع کا لیا جاتا ہے - لیکن بُرے ہنگام مین آٹھوان حصہ بلکہ چوتھائی حصہ غلہ کا اور بیسوان حصہ تجارتی منافع کا لیا جا سکتا ہے اور شودرون اور مزدورون سے بعوض محصول کے مہینے مین ایک دن کی مزدوری لی جاے گی باب ہفتم ۱۱۰ و ۱۲۰ و ۱۳۸

انتظام مملکت | اس انتخاب سے معلوم ہوگا کہ شودر جن کے پاس کوئی جائداد نہ تھی بعوض محصول کے صرف مہینے مین ایک دن کی مزدوری بادشاہ کو دیا کرتے - ملک کی حکومت کا انتظام نہایت عمدہ طرح سے کیا گیا تھا - ہر ایک گاؤن اور شہر مین ایک کارپرداز رہتا اور ہر حصہ کے کارپرداز کا ماتحت ہوتا - مختلف حلقون کے کارپرداز صوبہ دار کے ماتحت ہوتے اور صوبہ دار براہ راست وزرا سے جو لایق اور عالم برہمن ہوا کرتے تھے تعلق رکھتا - اسی طرح فوج مین ایک سلسلہ افسرون کا تھا جو ایک دوسرے کے ماتحت ہوتے تھے -

فصل ششم عدالتی انتظام قانون و رواج

عدالتی انتظام | انصاف کرنا بادشاہ کا فرض تھا - لیکن چونکہ وہ ہر ایک مقدمہ کو خود نہین سن سکتا تھا - اس نے برہمنون کو اپنا قایم مقام بنایا تھا - منو لکھتے ہین -

"جب بادشاہ مقدمات سننا چاہے تو اُسے چاہیے کہ عدالت مین تمکنت کے ساتھ داخل ہو اور اُس کے ساتھ برہمن اور تجربہ کار مشیر ہون" (منو باب ہشتم)

"اگر بادشاہ خود فصل خصومات نہ کر سکے تو اُسے چاہیے کہ کسی عالم برہمن کو اس کام کے لئے مقرر کرے -

(منو باب ہشتم ۹)

یہ برہمن تین مددگارون کے ساتھ عدالت عالیہ مین آے گا اور بیٹھ کر یا کھڑے کھڑے اُن مقدمات کی جو بادشاہ کے روبرو پیش

ہوئے ہوں غور سے سماعت کرے گا" (منو باب ہشتم ۔۔)

"بادشاہ کو اختیار ہے کہ کسی ایسے برہمن کو جو صرف اپنی جاتی کے نام سے مشہور ہے یا جو اپنے کو برہمن کہتا ہو لیکن اس کا کچھ نام معلوم ہو منصف عدالت مقرر کرے لیکن کسی شودر کو ہرگز یہ منصب نہیں دیا جا سکتا" (منو باب ہشتم ۲۰)

قانون | کوئی ایسا مدون قانون نہیں تھا جس میں کل معاشرتی تعلقات موجود ہوں لیکن منو شاستر کے مندرجہ ذیل فقرہ سے معلوم ہوگا کہ عام رواج کو قانونی حیثیت دی جاتی تھی۔

"بادشاہ جو دھرم شاستر سے واقف ہے اسے چاہیے کہ مختلف جاتیوں اور صوبوں اور فرقوں اور خاندانوں کے مروجہ رواج کی تحقیقات کرے اور ہر ایک کے لیے علیحدہ علیحدہ قانون بنائے" (منو باب ہشتم ۴۱)

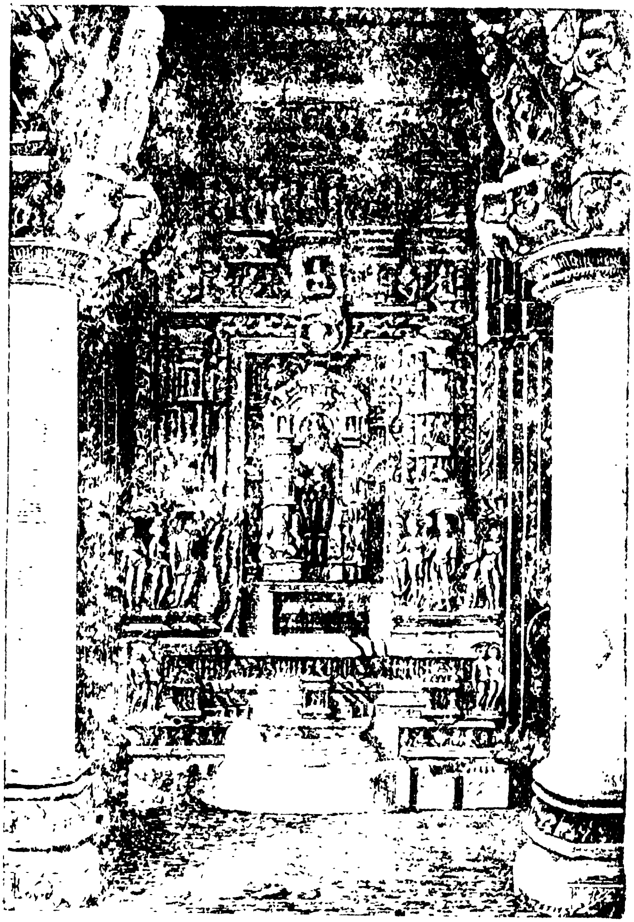
مقدمہ بازی | اس زمانہ کی صحیح [illegible] سے [illegible] زمانہ میں ہندو مقدمہ بازی کے شائق نہ تھے اور آپس میں عدالتی جھگڑے بہت کم ہوا کرتے تھے۔ [illegible] کی تحقیقات نہایت [illegible] سے کی جاتی تھی۔ [illegible] جو [illegible] سے بہت کام لیا جاتا۔ جو [illegible] قدر [illegible] سمجھتے ہیں۔ جب کوئی شخص عدالت میں [illegible] اس کے [illegible] اور اس کا پیچھا نہ چھوڑتے [illegible] ساتھ ہی جھوٹی شہادت دینا [illegible] تھا اگر ثابت ہو جاتا تو سخت سزا ملتی اور عاقبت میں بھی جھوٹی گواہی دینے والا عذاب عظیم کا مستوجب ہوتا۔ منو لکھتے ہیں۔

"مقدمہ بازی کو کسی خفیف سے خفیف معاملہ میں بھی جھوٹی قسم کھانا [illegible] ہے کیونکہ جھوٹی قسم کھانے والا اس دنیا [illegible] میں تباہ ہوتا ہے" (منو باب ہشتم ۔۔)

"[illegible] جو عذاب [illegible] برہمن اور عورتوں اور بچوں کے قاتل کے لیے اور ایسے شخص کے لیے جو اپنے دوست کو [illegible] سے یا ناشکرا ہو چھوڑ دیا ہے وہ عذاب تجھ پر نازل ہوگا اگر تو جھوٹی گواہی دے گا" (منو باب ہشتم ۹۰)

"جو شخص عدالتی تحقیقات میں کسی سوال کا جھوٹا جواب دے گا وہ سر کے بل دوزخ میں پھینکا جائے گا" (منو باب ہشتم ۹۰)

شہادت | جیسے ہمارے قانون میں ہے ویسا ہی برہمنی قانون میں اس کا لحاظ رکھا گیا تھا کہ گواہ کو ملزم کے



(۴۷) کھجوراہا لکشمن جی کا مندر

ساتھ کوئی قرابت قریبہ نہو۔ شہادت لینے سے پہلے گواہ کی معتبری دیکھ لی جاتی تھی۔ منو لکھتے ہیں۔

"چاروں ذاتوں کے معتبر اشخاص جو اپنے فرائض سے پوری طرح واقف اور لالچی نہ ہوں مقدمات میں گواہ ہو سکتے ہیں حاکم کو چاہیے کہ جو اشخاص اس تعریف سے خارج ہوں اُن کی گواہی قبول نہ کرے جن لوگوں کو مقدمہ سے کوئی قریب کا تعلق ہو انہیں گواہ نہ بننا چاہیے اسیطرح ایسے اشخاص کو جو فریقین کے دوست یا دشمن ہوں۔ یا ایسے اشخاص کو جو دروغ حلفی میں سزا پا چکے ہوں۔ اور نیز وہ اشخاص جو کسی بری بیماری میں مبتلا یا سخت گنہگار ہوں" (منو باب ہشتم ۶۳ و ۶۴)

لیکن اُن صورتوں میں جب کہ جرم سخت ہو یا علانیہ ہوا ہو تو گواہوں کی زیادہ چھان بین نہ کی جاتی

"ضرب شدید، چوری، زنا، ہتک عزت یا حملہ کے مقدمات میں گواہوں کے متعلق زیادہ چھان بین نہیں ہونی چاہیے" (منو باب ہشتم ۷۲)۔

اِن فقرات سے جو نقل کیے گئے اور نیز بہت سے ایسے فقرات سے جنہیں ہم طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کر سکتے یہ امر ثابت ہے کہ اُس زمانہ میں انصاف کو خالص اور بے لوث رکھنے کی بڑی کوشش کی جاتی تھی۔ لیکن اُن تفصیلی قواعد کے ساتھ ہی ساتھ جو حق کو ناحق سے تمیز کرنے کے متعلق منو شاستر میں درج ہیں وہ پرانی اور لغو قسمیں اور آزمائشیں بھی موجود ہیں جو ہمارے زمانہ متوسط میں جاری تھیں۔ منو لکھتے ہیں

"حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو اپنی سچائی کی قسم دے چھتری کو اپنے رتھ یا جانوروں کے گھوڑے یا ہتھیار کی۔ ویش کو اپنی گایوں غلہ اور سونے کی۔ اور شودر کو تمام جرائم کی قسم دے یا یہ کہ ملزم کے ہاتھ سے آگ اُٹھوائے یا اُسے پانی میں غوطے کھلائے یا اپنی بیوی بچوں کے سروں پر ہاتھ رکھوائے۔ جس شخص کو آگ نہ جلائے یا پانی جلدی سے نکال کر نہ پھینک دے یا جس پر قسم کے بعد کوئی آفت نہ آئے وہ بے گناہ سمجھا جائے گا۔" (منو باب ہشتم ۱۱۳ و ۱۱۴)

منو شاستر کے باب ہشتم و باب نہم تصور جرائم کے اقسام اور اُن کی سزاؤں سے بھرے ہوئے ہیں اِن کُل احکام کا مخاطب بادشاہ ہے جو ملک کا سب سے بڑا حاکم اور ہر قسم کے جرائم کا جو ملک میں ہوں ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

بادشاہ کا حصہ

ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہر قسم کی پیداوار میں بادشاہ کا چھٹا حصہ ہوا کرتا تھا۔ مندرجۂ ذیل فقرات سے معلوم ہوگا کہ نہ صرف مال میں بلکہ عمال میں بھی بادشاہ کا حصہ تھا۔ منو لکھتے ہیں۔

"جو بادشاہ اپنی رعایا کی حفاظت کرتا ہے اُسے رعایا کی عبادت کا چھٹا حصہ ملتا ہے۔ اور اگر وہ اُن کی حفاظت نہ کرے تو اُن کے گناہوں کا چھٹا حصہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ جو شخص وید کے پڑھنے، پڑھانے، جگ کرانے، یا دان یا عبادت کے ذریعہ سے ثواب حاصل کرتا ہے بادشاہ کو اُس کا چھٹا حصہ رعایا کی حفاظت کے عوض میں ملتا ہے" (منو باب ہشتم ۳۰۴ و ۳۰۵)

ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ اُس زمانہ کے ہندو مقدمہ بازی کے شائق نہ تھے۔ عدالت میں جانے سے پہلے ہر قسم کی ہدایت اِس امر کی کی گئی ہے کہ مصالحت سے کام لیا جائے اور بعض اوقات مصالحت پر مجبور کیا گیا ہے۔

قانون ادائے قرضہ و سود

"قرض خواہ کو چاہئے کہ جن طریقوں سے اپنی رقم کا وصول کرنا ممکن ہو اُن طریقوں سے قرضدار سے رقم وصول کرے" (منو باب ہشتم ۴۸)

"جو قرض خواہ خود اپنے قرضدار سے قرضہ وصول کرے اُس پر بادشاہ کی طرف سے کوئی الزام نہیں ہونا چاہئے" (منو باب ہشتم ۵۰)

قرض وصول کرنے کے مختلف طریقے تھے۔ خوشامد۔ دوستوں کا بیچ بچاؤ۔ قرضدار کو مجبور کرنا کہ قرضخواہ ہر وقت اُس کے پیچھے لگا رہے اور اُس کے گھر تک چلا جائے۔ اُس کی بی بی اور بچوں کو اپنے گھر میں لا کر رکھے اور بالاخر اُس کو زد و کوب کرے۔

قرض دار کو بھی آسانیاں دی جاتی تھیں۔ وہ اپنی محنت اور مزدوری کے ذریعہ سے یا چھوٹی چھوٹی اقساط میں قرض ادا کر سکتا تھا۔ جب کوئی معاہدہ بیع یا مبادلہ وغیرہ کا ہوتا تو دس دن سوچنے کے لئے دیئے جاتے تھے۔ اور اُس مدت کے بعد معاہدہ کامل سمجھا جاتا تھا۔ سود کا نرخ بھی قانون میں مقرر تھا اور ہر ایک ذات میں

علیحدہ تھا۔ برہمن بہ نسبت چھتری کے کم سود دیتا اور چھتری نیچے کی دونوں ذاتوں سے کم۔

نسبت ظلم و زیادتی

غرض قانون کا منشا یہ تھا کہ رعایا کے باہمی تعلقات عموماً رہیں ہندوؤں کو جو اس قدر نیک چلن قوم تھی ہر قسم کی زیادتی سے نفرت تھی۔ بادشاہ کا پہلا فرض یہ تھا کہ اپنے ملک میں ظلم و زیادتی نہ ہونے دے اور اگر ظلم و زیادتی وقوع میں آئے تو مجرمین کو سخت سزا دے۔

"جو بادشاہ دانا ہے کہ تخت پر بیٹھنے اور ہمیشہ کے لئے نام آوری حاصل کرنا چاہے اُسے ایک لمحہ کے لئے بھی ظالم کو بلا سزا دیے نہ چھوڑنا چاہئے۔ جو شخص ظلم و زیادتی کرے اور اس کا جرم ہتک عزت کرنے والے چور اور لاٹھی مارنے والے سے بھی زیادہ سنگین ہے۔ جو بادشاہ ظالم کو بخشتا ہے وہ بہت جلد برباد ہو جاتا ہے اور اس سے خلقت نفرت کرتی ہے"

(منو باب ہشتم ۳۴۴-۳۴۶)

جرایم اور ان کی سزا – ان میں مجرم یا مظلوم کی ذات کا لحاظ کیا جاتا تھا۔

جرایم اور ان کی سزا کی ہیبت بلحاظ اُس نقصان کے نہیں قرار دی جاتی جو ان سے نتیج ہوں بلکہ بلحاظ مجرم یا مظلوم کی ذات کے مثلاً برہمن کو کسی حالت میں بھی ویسی سخت سزا نہیں دی جاتی جیسی اور ذات کے اشخاص کو۔ منو لکھتے ہیں۔

"ایسے جرایم کے لئے جن کا ذکر باب نمبر ۳۸۰ میں ہے۔ برہمن کو دریا نہ سزا دی جائے گی۔ یا وہ ملک بدر کر دیا جائے گا لیکن اُس کا روپیہ اور مال اس سے نہ لیا جائے گا لیکن دوسری ذاتوں کے اشخاص کی جو عمداً ان جرایم کے مرتکب ہوئے ہوں کل جائداد ضبط ہونی چاہئے اور اگر عمداً مرتکب ہوئے ہوں تو وہ ملک بدر کر دئے جائیں گے" (منو باب نہم ۲۴۱-۲۴۲)

منو شاستر کی رو سے جرایم کبیرہ مثل قتل عمد یا زنا وغیرہ کی سزا ضبطی جائداد و ملک بدر ہونا۔ یا موت تھی۔ چوری میں جرمانہ یا قید یا کسی عضو کو کاٹنے کی سزا تھی۔ زنا بالجبر۔ کنواری لڑکیوں پر ہاتھ ڈالنا۔ اور زنا وہ جرائم تھے جن کی سزا بہت تھی۔ کیونکہ یہ جرایم ذاتوں کے میل سے متعلق تھے اور منو شاستر کا پہلا مقصد ذاتوں کا سختی سے بلا میل جول قایم رکھنا تھا۔ جس مقام پر ہم نے اُس زمانہ کی عورتوں کی حالت سے بحث کی ہے وہاں ہم پھر اس مسئلہ پر غور کریں گے۔

وراثت و ترکہ | حالات کے بیان کو کامل کرنے کے لئے کچھ ذکر وراثت کا بھی ہونا چاہیے۔ باپ کے مرنے کے بعد اولاد میں جائداد مساوی طور پر تقسیم ہوتی تھی۔ بعض وقت جب بڑے بیٹے میں خاص قابلیت ہوتی تو باپ کی کل جائداد اُس کو دے دی جاتی اور وہ باپ کی جگہ بزرگ خاندان بن جاتا۔ اولاد نہ ہونے کی صورت میں بھائی اور والدین وارث ہوتے تھے۔ اگر یہ بھی نہ ہوتے تو پھر بادشاہ اور برہمن جائداد پاتے۔

فصل ہفتم۔ فوج اور طریقہ جنگ

برہمنی زمانہ میں فوج صرف چھتریوں کی ہوتی۔ چھتری کسی اور پیشہ کو اپنی بے عزتی سمجھتے اور منوشاستر میں بھی بلاشدید ضرورت کے اُنہیں بجز لڑنے کے کسی اور کام کرنے کی اجازت نہ تھی۔ میگستھنیز اس گروہ کا ذکر کرتا ہے جہاں پاٹلی پتر کی کل فوج جمع ہوتی تھی۔ اور اُن کا اندازہ وہ چار لاکھ سپاہیوں کا بتاتا ہے۔ سپاہی اپنا وقت قواعد اور جنگی تعلیم، جوا کھیلنے، سونے اور پینے میں صرف کرتے اور وقتاً فوقتاً بادشاہ اُن کا جائزہ لیتا۔ میگستھنیز اس گروہ کی خوش انتظامی اور علی الخصوص ہندوؤں کی دیانتداری کی بڑی تعریف کرتا۔ ان چار لاکھ آدمیوں نے جو ایک جا رہتے تھے کبھی شکایت نہیں ہوئی کہ کسی نے دوسرے کی کوئی چیز لی ہو۔

پکارنے کے ساتھ ہی ساری فوج یکجا ہو جاتی۔ انہیں کسی قسم کا سامان یا گھوڑے یا رتھ مہیا کرنا نہ پڑتا۔ کل سامان جنگ بادشاہ کی طرف سے مہیا کیا جاتا تھا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ملک کے محاصل کا بہت بڑا حصہ فوج پر صرف کیا جاتا تھا۔ فوج کی ساری شان ہاتھیوں، گھوڑوں اور رتھوں سے تھی۔ ہر ہاتھی پر چار شخص سوار ہوتے ایک مہاوت اور تین تیرانداز۔ ہر رتھ پر تین آدمی بیٹھتے ایک ہانکنے والا اور دو تیرانداز۔

"بادشاہ کی فوج میں سب سے بڑا ہاتھی ہتھیاروں سے لڑتا ہے۔ گویا فوج کی قوت ہے یوں کہ یہ گویا چلتی ہوئی دیوار ہے جس بادشاہ کے پاس ہاتھیوں کی فوج اچھی ہو وہ خشکی کی لڑائی میں ضرور فتح پائے گا۔" (کامندکی نیتی شاستر باب جنگ ۱۰۶، ۸۰)

"بادشاہ کو چاہیے کہ مسطح زمین پر رتھون اور گھوڑون سے لڑے۔ پانی پر کشتیون اور ہاتھیون سے جس مقام پر جنگل ہو وہان تیر سے۔ اور صاف زمین پر تلوار اور ڈھال وغیرہ سے" (اتھرو پریشش باب جنگ ۲۰)

اور اوپر والے دونون انتخاب منوشاستر سے نہین ہین بلکہ اُس مجموعہ حکایات سے جو اتھرو پریشش کے نام سے مشہور ہے اور جس مین لڑائی کے قواعد زمانہ کے مطابق درج کیے گئے ہین۔ ہم ایک اور فقرہ اسی مجموعہ سے نقل کرین گے جس مین ایک جنگ عظیم کی طرف اشارہ ہے کیونکہ اس مین عورتون اور کل اُن قیمتی چیزون کا ذکر ہے جو فوج کے ہمراہ رہ سکتے ہین۔

"فوج کے آگے منتظم فوج بڑے بڑے بہادرون کو لیکر چلے۔ قلب مین مع تین شاہزادے اور کمزور لوگ ہون۔ دونون جانب کو سوار ہون اور اُن کے دونون جانب مین رتھ اور ہاتھی اور ہاتھیون کی دونون جانب پیدل کی فوج ہو سب کے پیچھے سپہ سالار فوج کو بڑھاوے دیتا جائے اور بادشاہ مع اپنے زنانہ کے بڑا حصہ فوج کا لے کر چلے" (اتھرو پریشش باب جنگ ۲، ۵)

فن حرب کے متعلق ہم دو اور فقرے نقل کرتے ہین ایک تو اتھرو پریشش سے اور دوسرا منو سے جن دونون کا مفہوم ایک ہی ہے۔

جنگ کے وقت دشمن کو دھوکہ دینا بھی جائز ہے | "جو شخص فتح کا خواہان ہے اُس کو چاہیے کہ غنیم کی فوج کو خوب تنگ کرے اور بتدریج توڑے کیونکہ جس وقت غنیم کی فوج تھک کر پریشان ہو گئی تو آسانی سے زیر ہو جاتی ہے۔" (اتھرو پریشش باب جنگ ۹)

"جب بادشاہ دشمن کو شہر مین محصور کر دے تو اُسے چاہیے کہ محاصرہ کیے بیٹھا رہے اور دشمن کے ملک کو ستاوے اور برابر اس کا چارہ اشیائے خوردنی ایندھن اور پانی غارت کرتا رہے۔ اسی طرح اُسے چاہیے کہ تالابون فصیلون اور خندقون کو غارت کرے اور غنیم پر اچانک حملہ کرے اور اُسے رات کو ڈراوے۔" (منوشاستر ساتوان باب ۱۹۵، ۱۹۶)

جنگ مین رحمدلی و انسانیت | اگرچہ لڑائی کے ہتھکنڈون اور سیاسی پیچون کی بڑی تعریف کی گئی ہے لیکن اُس کے ساتھ ہی رحمدلی اور انسانیت کے اصول کی بھی تعلیم ہے۔ مثلاً زہر سے بجھے ہوئے تیر اور

ایسے ہتیارون کے استعمال کی جن سے بُرے زخم پیدا ہون ممانعت کی گئی ہے۔ اس طرح گرے ہوئے دشمن یا ایسے دشمن پر جو کسی دوسرے غنیم سے لڑ رہا ہو حملہ کرنا ممنوع کیا گیا ہے۔ منو کہتے ہین۔

"غنیم پر حملہ کرتے وقت ایسے ہتیار نہین استعمال کرنا چاہیے جو کسی لکڑی کے اندر چھپے ہوے ہون اور نہ ایسے تیر استعمال کئے جائین جو خاردار یا زہریلے یا سلگتے ہوے ہون۔ نہ ایسے غنیم کو مارنا چاہیے جس نے بھاگ کر کسی بلندی پر پناہ لی ہو نہ ہیجڑے کو۔ نہ اُس کو جو ہاتھ جوڑکر پناہ مانگے۔ یا اس طرح بھاگے کہ اُس کے بال ہوا مین اُڑین اور نہ اُس شخص کو جو بیٹھ جائے یا یہ کہے کہ مین تیرا ہون" (منوشاستر ساتوان باب ۹۰ و ۹۱)

منو مین دشمن کے ساتھ مدارات کی بڑی سفارش کی گئی ہے اور یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ مصلحت کے لحاظ سے بھی یہ بہت عمدہ طریقہ ہے منو لکھتے ہین۔

"بادشاہ کی قوت ملک و دولت ملنے سے اُس قدر نہین بڑھتی جس قدر پکے دوستون کے ملنے سے کیونکہ یہ اگر اُس وقت ناتوان بھی ہون تو آگے چل کر توانا ہو جائینگے۔" (منوشاستر ساتوان باب ۲۰۸)

لوٹ | جنگ مین کامیاب ہونے کے بعد بادشاہ لوٹ کو خود لے سکتا ہے بشرطیکہ اُس کا ایک معتدبہ حصہ برہمنون کو دیا جاے۔ تاہم اُسے چاہیے کہ جو رعایا اُس کے قبضہ مین آگئی ہے اُسکو زیادہ تباہ نہ کرے۔

"مال و متاع کا لے لینا جو ناراضی کا باعث ہے اور مال و متاع کا تقسیم کر دینا جو خوشی کا باعث ہے یہ دونون کام اپنے اپنے موقع پر نہایت مستحسن ہین" (منوشاستر ساتوان باب ۲۰۴)

فاتح کو مفتوح کے قانون و مذہب کا پاس کرنا چاہیے | ایک بہت ہی عاقلانہ مشورہ جو ہمین رومیون سے لایق فاتحین کی یاد دلاتا ہے یہ ہے کہ فاتح کو ہمیشہ مفتوح کے قوانین اور مذہب کا پاس کرنا چاہیے۔

"فتح کے بعد بادشاہ کو چاہیے کہ قوم مفتوح کے دیوتاؤن اور نیک چلن برہمنون کی عزت کرے اور اشخاص کے ساتھ رعایت اور امتناع کرے۔ اُسے چاہیے کہ قوم مفتوح کے قانون کو اسی طرح جاری رکھے جیسا وہ پہلے تھا اور بادشاہ مفتوح اور اس کے ارکان دولت کو خلعت تحائف دیوے" (منوشاستر ساتوان باب ۲۰۱)

خود جنگ مین عموماً ایک پُرخطر اور دردناک چیز خیال کی جاتی ہے اور اس امر کی ہدایت کی گئی ہے کہ جب تک کل مدارج صلح کے طے نہ ہولین جنگ کا ارادہ نہ کیا جائے منو لکھتے ہین۔

"بادشاہ کو چاہیے کہ اپنے دشمن کو مصالحت یا تحایف کے ذریعہ سے زیر کرے یا غنیم مین پھوٹ ڈالنے کے ذریعہ سے یعنی مجبوری کی حالت مین لڑائی سے۔ کیونکہ جس وقت دو بادشاہ آپس مین جنگ کرتے ہین تو فتح اور شکست جیسا کہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے ایک مشکوک چیز ہے۔ پس حتی الامکان لڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ لیکن اگر اوپر کے تینون ذرایع مین کامیابی نہ ہو تو پھر جنگ اس مستعدی سے کرنی چاہیے کہ دشمن بالکل زیر ہو جائے۔" (منوشاستر ساتوان باب ۱۹۸-۲۰۰)

فصل ہشتم۔ زراعت وتجارت

زراعت وتجارت زراعت وتجارت ویشیون کا پیشہ تھا۔ لیکن زمین کا اصل مالک بادشاہ تھا۔ اگر کوئی کاشتکار اپنی زمین پرتی ڈال دے تو نہ صرف وہ گھاٹے مین رہتا بلکہ حکومت کا مجرم بھی ہو جاتا۔ منو لکھتے ہین۔

"اگر فصل کاشتکار کے قصور سے تلف ہو جائے تو بادشاہ کے حصہ کا دس گنا جرمانہ لیا جائے گا۔ لیکن اگر کاشتکار کے بلا اطلاع اس کے نوکرون کی وجہ سے نقصان ہوا ہے تو جرمانہ اس کا نصف ہوگا" منوشاستر آٹھوان باب ۲۴۳۔

نرخ اجناس مقرر کرنا خرید و فروخت کی شرطین۔ اجناس کا نرخ۔ اوزان اور پیمانے۔ اور برآمد و درآمد کے قواعد۔ ان سب کو بادشاہ مقرر کرتا تھا۔ منو لکھتے ہین۔

"بادشاہ کو چاہیے کہ کل اشیاء قابل فروختنی کی خرید و فروخت کا نرخ مقرر کرے اس نرخ کے مقرر کرنے مین جنس کے مقام برآمد و درآمد اور بیزدوکان مین رہنے کا زمانہ اور لاگت و منفع کا خیال رکھا جائے گا۔ بادشاہ کو چاہیے کہ ہر پانچوین روز یا ہر دو ہفتہ مین ایک مرتبہ تاجرون کے لیے نرخ قرار دے۔ کل اوزان اور پیمانون پر نشان بنے جائین اور ہر ششماہی مین ان کی جانچ کی جائے" (منوشاستر آٹھوان باب ۴۰۱-۴۰۳)

خرید فروخت فریب اور آمیزش کی سزا

اوزان و پیمانے جن کا رواج زیادہ تھا سونے یا تانبے یا چاندی کے بنے ہوئے ہوتے اور جو لوگ چنگی کے محصول دینے یا اجناس کی قسم میں فریب کرتے تھے انہیں سخت سزا دی جاتی۔

"جو کوئی محصول خانہ سے بچ کر جائے یا بے وقت خرید و فروخت کرے یا جنس کی گنتی میں فریب دے اُس سے بطور جرمانہ محصول کا آٹھ گنا وصول کیا جائے گا۔ کوئی ایسی جنس ہرگز بطور خاص کے نہ فروخت کی جائے اور نہ بُرا مال اچھے مال کی جگہ اور نہ وزن یا مقدار میں کم ہو نہ کوئی ایسی چیز جو موجود نہیں ہے یا چھپی ہوئی ہے۔ (منو شاستر آٹھواں باب ۲۰۳ و ۳۰۰)

رعایا کو ظلم اور جفا کی زیادہ دستانی وجہ سے بجائے صبر و تسلیم چارہ نہ تھا۔

اس میں نفرت کی نظر۔ زرگاروں کے مقابلہ اور ان کے ساتھ صاف یا بجبر کو اور ان حدت زیادہ محصولات کو جو کاشتکاروں اور تجارت سے وصول کیے جاتے تھے ملک کی جاہل رعایا صبر و تسلیم کے ساتھ قبول کرتی اور کان تک نہ ہلاتی۔ یہ بیچارے نہ صرف مذہب ہی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے بلکہ حکومت کی زنجیروں میں بھی۔ اگر انہیں کوئی معاوضہ تھا تو یہ کہ روپے کے بدلے انہیں امن و امان کی نعمت حاصل تھی۔

ویش

رعایا سے جو محصولات وصول کیے جاتے اُن کا خرچ زیادہ تر جنگ میں ہوتا۔ ویش بالکل لڑنے سے مستثنیٰ تھے۔ جنگ کا پیشہ اُن کی حیثیت سے اونچا تھا۔ کھتری تو ریند کی حفاظت کرتا اور ویش چین سے کاشت کاری میں مصروف رہتا۔ اچھے ہنگام میں وہ دولتمند ہو جاتا اور بُرے ہنگام میں شاہی خزانہ اس کی مدد کرتا کیونکہ بادشاہ اُن کا ماں باپ تھا اور ہرگز اُسے مرنے نہ دیتا۔ ویش کے لیے بھی خاص خاص دیوی تیوہار تھے اور بڑی بات یہ تھی کہ یہ بھی دُوِج تھا اور شودروں پر حکومت کرتا اور نیچ کام میں ہاتھ نہ لگاتا۔ نوکری کی اُسے کمی نہ تھی کیونکہ منو نے سات قسم کے نوکروں کا ذکر کیا ہے جن کی حالت بالکل غلامی کی تھی اور جن کو کسی قسم کی ملکیت کا حق نہ تھا۔

غلامی | نوکر (غلام) سات قسم کے ہین وہ جو لڑائی مین قید کیا جاے - وہ جو اپنی روٹی کے لئے خدمت کرے - جو گھر مین پیدا ہوا ہو - جو خریدا یا ہبہ کیا ہو - جو وراثت مین پہنچا ہو اور بالآخر وہ جو بطور سزا کے غلام بنایا گیا ہو - بی بی بیٹا و غلام یہ تینون ملکیت نہین رکھتے - جو کچھ وہ کماتے ہین اُس شخص کا مال ہے جس کی وہ خود ملک ہین (منو آٹھوان باب ۴۱۵ اور ۴۱۶)

ٹیکس سے مستثنےٰ | منو کا قانون باوجود سخت ہونے کے نرمی سے خالی نہ تھا کیونکہ وہ اشخاص جو بالکل کام نہ کر سکتے محصول سے مستثنےٰ تھے -

" اندھا گونگا "اپاہج" جو حرکت نہ کر سکے ستر برس کا بڈھا اور وہ شخص جو برہمنون کی خدمت کرے یہ سب شاہی محصول سے مستثنےٰ ہون گے" (منو آٹھوان باب ۳۹۴)

اِس طرح مین جو شخص نہایت مفلس ہوتا اُس سے ایک دن کی محنت بطور محصول کے لی جاتی -

منو کے قانون سود کے متعلق | منو کا قانون علی العموم انصاف کے اصول پر مبنی ہے لیکن جس وقت ہم سود کے احکام پر نظر ڈالتے ہین تو سخت حیرت ہوتی ہے سود قانونی بے انتہا ہے - سود کی عام شرح بیس اور تیس فیصدی ہے لیکن بعض اوقات یہ چار سو اور پانسو فیصدی ہو جاتا ہے - سود کے متعلق منو کے اقوال ذیل مین نقل کئے جاتے ہین -

" روپیہ قرض دینے والا یہ معاہدہ کر سکتا ہے کہ وشِشٹ کے قول کی مطابق اُس کو ماہانہ فیصدی ایک روپیہ چار آنہ سود دیا جاے - یا نیک چلن لوگون کے فرائض کے لحاظ سے وہ ماہانہ فیصدی دو روپیہ لے کیونکہ جو شخص دو روپیہ فیصدی لیتا ہے وہ لالچی نہین کہلاتا - برہمن سے دو فیصدی - چھتری سے تین فیصدی - ویش سے چار فیصدی اور شودر سے پانچ فیصدی تک لے سکتا ہے - جس وقت سود یک مشت دیا جاے یعنی ماہانہ نہ دیا جاے تو اس کی تعداد ہرگز اصل رقم کے مضاعف سے زیادہ نہ ہونی چاہئے اور غلّہ میوہ جات پشم یا باربردار جانورون پر اصل رقم کے پانچ گنا سے زیادہ نہ ہونا چاہئے "

ویش کے ذرائع | اس زمانہ کے اہل حرفہ اور تجار کی حالت دکھانے کے لئے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین

ہوسکتا کہ ہم اِن دونون فرقون کے متعلق منو کے احکام کو نقل کرین۔

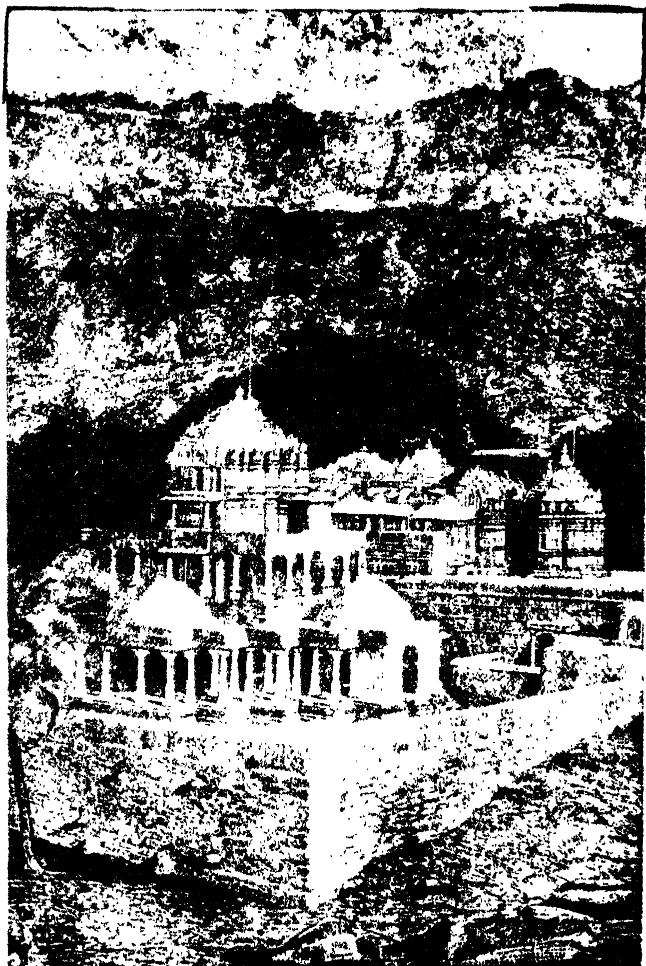
"ویش کو چاہیے کہ زنار بندی اور اپنی ذات مین شادی کرنے کے بعد کاروبار مین مصروف ہوجاے اور مویشی کی نگہداشت کرے کیونکہ پرجاپتی نے جس وقت مویشی کو خلق کیا تو اونھین ویش کے سپرد کیا۔ تمام دوسری مخلوقات کو بادشاہ اور برہمنون کے سپرد کیا۔ ویش کو کبھی یہ خیال نہین کرنا چاہیے کہ مین مویشی کی سیوا نہین کرونگا۔ جب تک ویش مل سکے کسی اور ذات کا شخص مویشی کی سیوا نہ کرے۔ ویش کو چاہیے کہ جواہرات۔ موتی۔ مونگے۔ اور دھاتون اور بنے ہوے کپڑے۔ اور عطریات۔ اور مصالح کی قیمت کو اچھی طرح جانے۔ اُسے چاہیے کہ بیج بونے کے طریقے سے واقف ہو۔ اچھی بُری زمین کو پہچانے۔ اور اوزان اور پیمانون کو بخوبی جانے۔ اُس سے مختلف اجناس اور مختلف ملکون کی خوبیون اور عیوب سے واقف ہونا چاہیے۔ اور تجارت کے فائدہ اور نقصان۔ اور مویشی کی داشت اور پالنے کے طریقے کو اچھی طرح جاننا چاہیے اور اُسے مزدورون کی اُجرت کے نرخ سے واقف ہونا چاہیے اور مختلف زبانین جاننا چاہیے۔ اور مختلف اجناس کی حفاظت اور اُن کی خرید و فروخت سے واقف ہونا چاہیے۔ اُسے چاہیے کہ ایمانداری کے ساتھ اپنی دولت کے بڑھانے مین کوشش کرے اور مستعدی سے تمام ذی روح کو اذوقہ دے" (منو شاستر زوان باب ۳۲۶۔ ۳۳۳)

فصل نہم۔ عورتون کی حالت

برہمنی زمانہ مین عورت کا درجہ گھٹ گیا

برہمنی زمانہ مین عورت کا وہ درجہ نہین رہا جو ویدی زمانہ مین تھا۔ یہ وہ عالی مرتبہ بی بی نہین ہے جو گھر کی مالک اور چڑھاوے مین شوہر کے ساتھ شریک رہتی تھی۔ اُس کا درجہ گھٹ گیا اور منو اُسکی نسبت یہ کہتا ہے۔

"عورتون کا وجود صرف اِس لیے ہے کہ بچے دین اُن کی پرورش کرین اور خانہ داری کے کام مین مصروف رہین" (منو شاستر نوان باب ۲۷)



(۴۸) کوہ آبو جین مندروں کا منظر

منو کی راے مین عورتون کو ہمیشہ مردون کی نگرانی مین رہنا چاہیے اور اُن کی اطاعت کرنی چاہیے۔

"کسی لڑکی یا نوجوان عورت یا بڈھی عورت کو کبھی اپنے گھر مین بھی کوئی کام اپنے اختیار سے نہین کرنا چاہیے۔ طفولیت مین عورت کو باپ کا تابع رہنا چاہیے۔ اور جوانی مین شوہر یا بیٹون کا۔ اگر وہ انہین چھوڑ کر چلی جاے تو اپنے اور اپنے شوہر دونون کے خاندان پر بدنامی کا دھبہ لگاے گی" (منوشاستر پانچوان باب ۱۴۷ و ۱۴۹)

چون کہ اس زمانہ مین ایک نیا سیاسی اصول یعنی ذات قایم ہوئی تھی اور ان مختلف ذاتون کے مابین ہر قسم کے میل جول کی ممانعت تھی اس لیے عورت کی آزادی بالکل سلب کر لی گئی کیون کہ اُس کی بے احتیاطی سے اِن اصول مین فرق آنے کا احتمال تھا۔ عورت کے دل و دماغ پر مطلق بھروسہ نہین ہو سکتا تھا اور اُس کی بے خودی سے تمام قانون باطل ہوا جاتا تھا کیون کہ عورت کو انتظام سیاسی سے مطلق دلچسپی نہ تھی پس ضرور ہوا کہ وہ آزاد نہ رہنے پاے۔ منو کہتے ہین۔

"عورتون کو بُرے ارادہ سے بچانا ہر ایک ذات مین اعلیٰ فرض ہے اس فرض کو مد نظر رکھ کر کم زور سے کم زور شوہر کو بھی اپنی زوجہ کی حفاظت لازمی ہے۔ زوجہ کی حفاظت سے شوہر اپنی اولاد اپنے اعمال نیک اپنے خاندان اور خود اپنی حفاظت کرتا ہے" (منوشاستر نوان باب ۶ اور ۷)

"اگرچہ شوہر بد چلن اور اوصاف حمیدہ سے خالی ہو اور عیاش بھی ہو تاہم زوجہ کو چاہیے کہ دیوتا کی طرح اس کی پرستش کرے جو زوجہ شوہر کے فرایض کو پورا نہ کرے وہ مرنے کے بعد رسوا ہوگی اور گیدڑ کے پیٹ مین جنم لے گی۔ اس گناہ کی پاداش مین وہ انواع و اقسام کے امراض مین مبتلا ہوگی" (منوشاستر پانچوان باب ۱۵۴ اور ۱۶۴)

زنا کی سزا منوشاستر مین زنا سے زیادہ کوئی جرم سخت نہین ہے۔ منو کہتے ہین۔

"جو مرد دوسرون کی بی بیون کے ساتھ زنا کرین انہین بادشاہ اس طرح داغواے گا جس سے عبرت ہو اور پھر انہین ملک بدر کر دے گا۔ کیون کہ زنا ہی سے ذاتون مین میل پیدا ہوتا ہے۔ اِس سے وہ گناہ ظہور مین آتا ہے جو جڑ کو کاٹ دیتا ہے اور ہر چیز کی بربادی کا باعث ہوتا ہے" (منوشاستر آٹھوان باب ۳۵۲ و ۳۵۳)

مجرم عورت اور اُس کے شریک جرم کے لیے بھی نہایت سخت سزائین تجویز کی گئی ہین۔ منو لکھتے ہین۔

"اگر کوئی بی بی جو اعلیٰ خاندان کی ہے اپنے شوہر سے دغا کرے تو بادشاہ اُسے عام مقام پر کتون سے تڑوا ڈالے گا۔ اور جس مرد نے اُسے خراب کیا وہ سلگتے ہوے لوہے کے بستر پر لِٹایا جاے گا اور اُس کے نیچے آگ سُلگائی جاے گی یہان تک کہ وہ جل کر خاک ہو جاے (منوشاستر آٹھوان باب ۳۷۱، ۳۷۲)

چونکہ منو کے قانون مین عورت ہمیشہ کمزور اور بے وفا سمجھی گئی ہے اور اُس کا ذکر ہمیشہ حقارت کے ساتھ آیا ہے لہذا زنا کی صورت مین الزام زیادہ تر مرد پر رکھا جاتا ہے اور نیز شوہر پر جس کا فرض تھا کہ اپنی بی بی کی حفاظت کرے۔

"جب کوئی کسی کام پر ملک سے باہر جاتا ہے تو اُسے چاہیے کہ روانگی سے پہلے اپنی بی بی کے لیے نفقہ کا بندوبست کر دے کیونکہ پاکدامن عورت بھی بے نفقہ کے خراب ہو جا سکتی ہے (منوشاستر نوان باب ۷۴)

مرد کے فرائض | جس طرح عورت کے فرائض کی تصریح منو نے کی ہے اُسی طرح مرد کے فرائض کو بھی تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ زندگانی کی آسودگی اور خاندان کی آیندہ بہبودی سب اس پر موقوف ہے کہ شادی کے بعد میان بی بی مین پورا اتحاد و اتفاق رہے۔ مرد کو کثرت سے ہدایتین کی گئی ہین کہ وہ اپنے لیے لایق اور ہمدرد بی بی کا انتخاب کرے اور پھر اُسے ہرگز جدا نہ کرے۔ مگر تین صورتون مین۔ یعنی جب اُس کو بی بی سے نفرت ہو جاے یا وہ بانجھ ہو یا صرف بیٹیان جنے۔

"اگر بیمار بی بی نیک چلن اور شوہر پر مہربان ہو تو وہ بلا اپنی مرضی کے علیحدہ نہ کی جاے اور کسی حالت مین اُس کے ساتھ بدسلوکی نہ کی جاے" (منوشاستر نوان باب ۸۲)

شوہر کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنی بی بی کو خوش رکھے۔ جس گھر مین بی بی پر تکلیف گزرتی ہو یا اُس کا برابر اعزاز نہ کیا جاے اُس گھر کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اُس پر خدا کی لعنت ہے۔

"جو باپ بھائی شوہر اور دیور اپنی بھلائی چاہین اُنہین چاہیے کہ عورتون کی عزت کرین اور اُنہین گہنے سے سنوارین۔ جس گھر

میں عورتوں کی عزت کی جاتی ہے وہاں دیوتا خوش ہوتے ہیں اور جہاں عورتیں ذلیل ہیں وہاں کسی عبادت کا پھل نہیں ملتا جس گھر میں شوہر بی بی سے اور بی بی شوہر سے خوش ہو وہاں آسودگی اور خوشی ہمیشہ رہے گی" (منوشاستر تیسرا باب ۵۵، ۵۶، ۶۰)

اولاد کو جو اعزاز باپ کا تعلیم کیا گیا ہے اس سے ماں علیحدہ نہیں ہے بلکہ ماں کا اعزاز باپ سے زیادہ رکھا گیا ہے۔ والدین کی اطاعت اور اُن کا احترام لڑکوں اور لڑکیوں دونوں پر فرض کیا گیا ہے۔

"برہمچاری کو چاہئے کہ ہمیشہ وہی کرے جو اس کے والدین اور اُستاد کو پسند ہو۔ جب یہ تینوں راضی ہوں تو اُسے تمام عبادتوں کا پورا پھل مل جائے گا" (منوشاستر باب ۲، ۲۲۸)

اچاریہ اُپادھیائے سے دس مرتبہ زیادہ واجب التعظیم ہے (منوشاستر باب ۲، ۱۴۵)

شادی کوئی معاہدہ نہ تھا اور باپ اپنی بیٹی کے عوض میں ہرگز نہ روپیہ لیتا نہ دیتا۔ وہ صرف اپنے داماد کی خوبیوں کو دیکھتا۔ منو لکھتے ہیں۔

"شودر کو بھی نہیں چاہئے کہ بیٹی دیتے وقت روپیہ لیوے کیونکہ جو روپیہ لے کر بیٹی دیتا ہے وہ بیٹی کو بیچتا ہے اگرچہ منہ سے اس کا نام کچھ ہی رکھا جائے (منوشاستر نواں باب ۹۸)

"جوان بیٹی کا تمام عمر گھر میں بیٹھنا اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسے شخص کو دی جاوے جو اوصاف سے خالی ہو" (منوشاستر نواں باب ۸۹)

الغرض اگرچہ منوشاستر میں عورت کی عفت اور اُس کے چال چلن کی مضبوطی کے متعلق خیالات خاصے ظاہر کئے گئے ہیں۔ اور اُس کا ذکر اُن شیریں اور شاعرانہ الفاظ میں نہیں کیا گیا ہے جو رگ وید میں استعمال ہوئے ہیں۔ اور نہ خاندان میں اُس کا وہ درجہ قائم رہا ہے جو قدیم آریوں میں تھا۔ تاہم انتظام خانگی اور معاشرت میں اُس کا بہت بڑا حصہ رکھا گیا ہے اور اُس کے مختلف اجزا کے فرائض صاف و صریح الفاظ میں ظاہر کر دئے گئے ہیں۔ منو لکھتے ہیں۔

"اب ہم اُس ازلی قانون کی تشریح کرین گے جو خدا ترس زوجہ اور شوہر کے تعلقات کو قایم کرتا ہے خواہ وہ ساتھ رہین یا علیٰحدہ زن و شوہر مین باہمی اتفاق اور وفاداری دائماً رہنی چاہیے - گویا خلاصہ ہے کل اُس قانون کا جو زن و شوہر سے متعلق ہے"

(منوشاستر نوان باب ۱۰۱)

بیواؤن کو اپنے شوہرون کی لاش کے ساتھ جلانے کا ذکر منوشاستر مین نہین ہے - لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم ہندوستان مین عام ہو چلی تھی کیونکہ یونانی مورخین نے اِس کا ذکر کیا ہے -

فصل دہم - ہندؤن کے مذہبی اعتقادات تین یا چار سو سال قبل مسیح

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اس مین مذہب بدھ ہندوستان مین پیدا ہو چکا تھا - لیکن اُس نے ابھی قوت نہین پکڑی تھی - میگستھنیز بدھ درویشون کا ذکر کرتا ہے اور اُن کے اعتقادات سے بھی جو اس وقت پھیل رہے تھے بحث کرتا ہے - اور نیز برہمنون کی مخالفت کا حال لکھتا ہے - لیکن بدھ مذہب اس زمانہ کے بعد اشوک کی حکومت مین یعنی اڑہائی سو سال قبل مسیح مین ہندوستان کا حکومتی مذہب بن گیا - اور تمام ملک مین پھیل گیا جیسا کہ ہم باب سوم مین دیکھین گے - اس مقام پر ہم صرف اس زمانہ کے برہمنی مذہب سے بحث کرین گے -

قیاساً تو ہندو مذہب ہمیشہ وید سے مشتق خیال کیا جاتا ہے - یہ کتابین اس درجہ قدیم ہین کہ استدلال نہین ہو سکتا ہے - وید کے دیوتا نام کے تو رہ گئے لیکن عملاً اصلی مذہب مین بے انتہا تغیر ہو گیا ہے - ایک طرف تو جدید فلسفی مباحث انسان کی آیندہ زندگی اور دنیا کے انجام کے متعلق مذہب مین شامل ہو گئے ہین - اور دوسری طرف یہ امر محسوس ہوتا ہے کہ برہمنون کے مذہبی اصول نہایت سخت ہو گئے ہین - افعال

اور چڑھاوون پر اس درجہ زور دیا گیا ہے کہ گویا ان کی تاثیر دیوتاؤن کی قوت سے بھی بڑھ گئی ہے۔ سب سے زیادہ تو بیرونی اعمال ہین جو اس قدر بے معنی اور خشک اور پیچیدہ ہین کہ اُن کی مثال دوسرے مذاہب مین نہین مل سکتی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ویدکی دُنیا کو کسی سرد کرہ زمہریر کی ہوا نے ٹھٹھرا کر بے جان کر دیا ہے۔ ویدکے دیوتاؤن کا وہ گروہ۔ اور قوائے فطرت کا وہ عجیب وغریب سمان جس سے رگ وید کے سوکت بھرے ہوے ہین ہمیشہ کے لئے تلف ہوگیا۔ نہ تو آفتاب اپنے فتح کے رتھ پر سوار ہوکر آسمان پر چڑھتا ہے۔ اور نہ شفق اُس کے آنے سے پہلے مشرق کی طرف اپنا تبسم دکھاتی ہے۔ موافق اور سازگار ہواؤن کے جھونکے ابر کی گایون کو آسمان کی چراگاہ پر نہین لیجاتے۔ اور نہ اُن کے پُرآب تھنون مین سے وہ موسلادھار بارش ہوتی ہے جو ہر شے کو زندہ کر دیتی ہے۔ یہ ساری شاعرانہ نوعیت ختم ہوگئی اور اُن کے ساتھ ہی مذہب کی دلچسپی اور دلفریبی بھی مرمٹی۔ اِس مقام پر ہم برہمنی مذہب کی عبادات اور اعمال اور چڑھاوون کے تفصیلات مین نہین جا سکتے۔ ان سے ہم آگے چل کر اُس باب مین بحث کرین گے جہان ہندوستان کے موجودہ مذہب پر نظر ڈالی گئی ہے۔ یہان ہم صرف اُن فلسفی اعتقادات کی طرف توجہ دلائین گے جو ہندو مذہب مین پھیل گئے ہین اور ان کے لئے ہم منو کے شاستر سے کام لین گے کیونکہ منو مین برہمنہ اور اپنشد دونون کے خیالات جمع کر لئے گئے ہین۔

رگ وید مین بھی دیوتاؤن کی خصایص کا زیادہ تعین نہین ہے اور اگرچہ انہین مین سے برہمنی دیوتا شیو اور وشنو پیدا ہوے ہین لیکن ان کی خصایص بھی غیر معین ہین۔ یہ گویا برہما کے اجزا ہین جو تمام مخلوقات مین سایر و دایر ہے۔ خود برہما کا مرتبہ برہمنی مذہب مین کم ہوگیا ہے۔ وید مین تو وہ ساری مخلوقات عالم کا خالق اور حاکم ہے لیکن برہمنی مذہب مین اُس کی یہ فاعل حیثیت باقی نہین رہی ہے۔ وہ صرف ہر مخلوق مین ساری ہے۔ اور بُرے اور بھلے کے ساتھ اُن کی کل زندگانی کے دایرہ مین اُنکی دکھ درد خوشی غم مین شریک۔ اور اُن کے امتحانات اور روحانی ترقی اور تنزل مین اخیر تک ساتھ دینے والا رہ گیا ہے۔ منو لکھتے ہین

"روح مطلق یعنی برہما تمام مخلوقات مین سائر ہے - خواہ وہ اعلیٰ درجہ کے ہون یا ادنیٰ درجہ کے - اس روح مطلق مین سے بے انتہا شکلین اس طرح نکلتی ہین جس طرح آگ سے چنگاریان - اور یہ شکلین عالم کی مختلف مخلوقات کو حرکت مین لاتی ہین" (منوشاستر بارہوان باب ۱۴ و ۱۵)

جس وقت یہ اعتقاد ہو کہ روح مطلق تمام مخلوقات مین سائر و دائر ہے - اور ساری مخلوقات اُس روح مطلق کا ظہور ہے - تو پھر لازم آیا کہ انسان ہر ایک ذی روح کا خواہ وہ خطرناک سے خطرناک درندہ یا ضعیف سے ضعیف کیڑا کیون نہ ہو لحاظ رکھے -

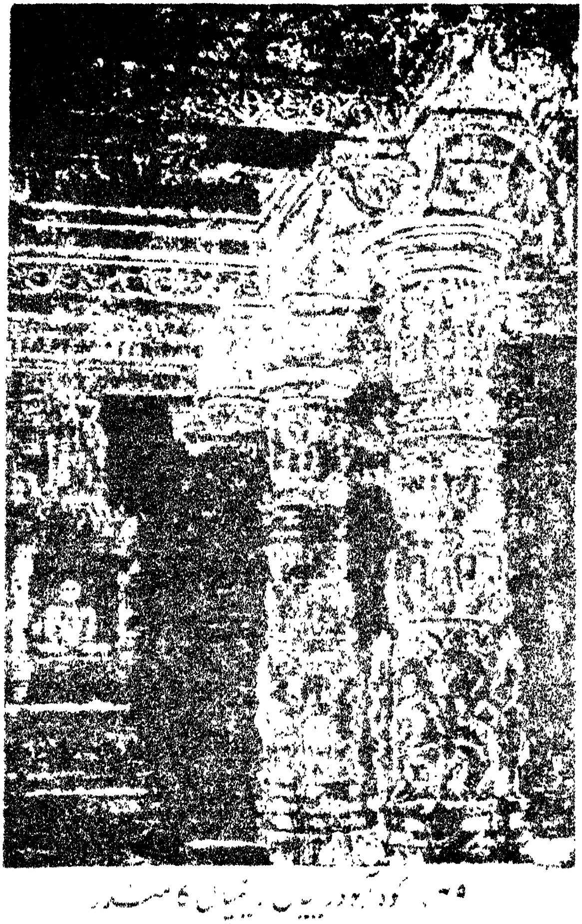
"جو شخص خود اپنے مین اُس روح مطلق کا احساس کرے جو تمام مخلوقات مین سائر ہے تو پھر اُس کے نزدیک کل مخلوقات کا درجہ مساوی ہو جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کو پہنچ کر برہما مین شامل ہو جاتا ہے" (منوشاستر بارہوان باب ۱۲۵)

"جو برہمن کسی سانپ وغیرہ کو مار ڈالے اور اُس کا کفارہ دان کے ذریعے سے نہ دے سکے تو اُسے چاہیے کہ ہر ایک کے بدلے علیحدہ پرائسچت کرے تاکہ اُس کو گناہ دھل جاوے لیکن ایک ہزار ہڈی والے جانورون یا ایک چھکڑا بھر کر بے ہڈی کے جانورون کو مارنے کے لیے اُس پر وہی پرائسچت لازم ہے جو شودر کے قتل کرنے کے لیے ہے" (منوشاستر گیارہوان باب ۱۴۰ و ۱۴۱)

روح کا مفہوم خدا کے مفہوم سے علیحدہ نہین ہے - ہر ایک ذی روح کی روح روح مطلق کا ایک جز ہے - عالم کے کل دیوتاؤن انسانون اور حیوانات کی ارواح کا مجموعہ روح مطلق ہے - یہی متنوع اور غیر شخص خدا ہے جو تمام عالم کی قوتون - زندگیون - اور تغیرات کا منبع ہے -

"روح مطلق تمام دیوتاؤن کا مجموعہ ہے اور عالم کا دار و مدار روح مطلق پر ہے روح مطلق ہی تمام عالم کے ذوی الارواح کے افعال اور حرکات کا سبب ہے" (منوشاستر بارہوان باب ۱۱۹)

برہمن مذہب مین دنیا کا قادر مطلق کوئی ایسا جوہر نہین جس کو انسان کا تخیلہ پا سکے - یہ صرف ایک غیر مادی سبب ہے جس کی مقاومت نہین ہو سکتی اور تمام عالم مین سائر و دائر اور عالم کو چلانے والا ہے - وید کے زمانہ مین



۵۔ کوہ آبو پر جینیوں کا مندر

جس طرح پوجاری اگنی کو قادر مطلق سمجھتا اور بعض وقت یہ خیال کرتا کہ خود اُس کی رگوں میں اگنی دوڑ رہا ہے اسی طرح برہمنی مذہب میں برہما کا درجہ مانا گیا ہے۔ منو لکھتے ہیں۔

"انسان کو چاہیے کہ روح مطلق (وجود مطلق) پرمشش کو تمام عالم کا بادشاہ اور حاکم جانے۔ وہ چھوٹے سے چھوٹے ذرہ سے بھی چھوٹا ہے۔ اور خالص سونے کی طرح چمکتا ہے۔ اُس کا ادراک دماغ صرف خواب یا مراقبہ کی حالت میں کرسکتا ہے۔ بعض اُسے اگنی کے نام سے پکارتے ہیں بعض منو اور پرجاپتی کے نام سے بعض اُسے اندر کہتے ہیں بعض روح اور بعض ازلی برہما۔ وہ پانچ شکلوں میں تمام عالم کی مخلوقات میں سرایت کئے ہوئے ہے اور انہیں پیدا کرتا ہے۔ نمو اور تحلیل کے ذریعے اس طرح حرکت میں رکھتا ہے جیسے گاڑی کا چاک حرکت کرتا ہے" (منو شاستر ادھیائے باب ۱۲، دفعہ ۱۲۳ و ۱۲۴)

غرض یہ ہمہ اوست کا مذہب ہے۔ لیکن آریوں کا ہمہ اوست نہیں ہے جس میں کُل قوائے فطرت بجائے خود خدا تھے مگر کیسے خدا جن میں شان و شوکت، رنگ و صورت، ارادہ و غضب موجود تھے۔ یہی خصائص ان خداؤں کو اپنے بندوں کے لئے اشکال کئے ہوئے تھے۔ برہمنی مذہب کا ہمہ اوست پوشیدہ ہے۔ اب بھی وہ عناصر میں موجود ہے لیکن اس طرح جس طرح کوئی قیدخانہ میں ہو اُس کی اصلی عظمت و شان بالکل جاتی رہی ہے۔ نہ اُس میں جسم ہے نہ صورت نہ ارادہ نہ جان۔ اور جو کوئی مخلوق گناہوں سے پاک ہو جائے وہ اس کا مثل بن جاتا ہے۔ یا اس میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس بغیر سعادت جاودانی تک پہنچنے کے لئے ہندو کے متخیلہ نے ایک غیر محدود سلسلہ زندگیوں کا فرض کیا ہے۔ انسان کی زندگی غیر محدود ہے۔ جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اس سے پہلے بہت سی زندگیاں بسر کر چکا ہے۔ جو بڈھا مرتا ہے اسے ابھی بہت سی زندگیوں کا سلسلہ بہت سی صورتوں میں طے کرنا باقی ہے۔

مسئلہ تناسخ

مسئلہ تناسخ جو کل مذاہب کا (جس میں مذہب بدھ بھی شامل ہے) اصول مسئلہ ہے انسان کے اعمال پر مبنی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی ایک زندگی میں جس قسم کے اعمال کرتا ہے انہیں کے مطابق اس کی آئندہ زندگی معین ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو منو نے بہت تصریح سے بیان کیا ہے۔

اُن اعمال نیک یا بد کے اُسے جو انسان سے سرزد ہو وہ آیندہ زندگی میں سزا یا ذلیل پیدا ہوگا۔ اُس کی روح کسی برہمن یا ولی یا دیوتا یا چنڈال میں جنم لے گی یا کسی گائے۔ سور یا سانپ میں۔ منو کہتے ہیں

"اگر انسان کا نفس زیادہ تر نیک کام کرے اور بُرا کام کم کرے۔ تو اُس کو جنت میں اپنے عناصر خمسہ (یعنی جسم) کے ساتھ خوشی ملے گی۔ لیکن اگر انسان کا نفس زیادہ تر بدی کرے اور بھلائی کم کرے تو وہ اپنے عناصر خمسہ سے علیحدہ ہو کر یم یعنی مالکِ دوزخ کے عذابوں میں مبتلا ہوگا نفس یم کے عذاب سہنے کے بعد پاک ہو کر پھر اُنہیں پانچ عناصر میں داخل ہو جائے گا یعنی دوبارہ پیدا ہوگا۔ پس انسان کو چاہیے کہ اِس تناسخ کو جس کا دار و مدار نیک و بد اعمال پر ہے اپنی عقل سے معلوم کر کے ہمیشہ نیکی کی طرف متوجہ ہو" (منوشاستر بارہواں باب ۲۰-۲۲)

جو لوگ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں وہ مدت دراز تک سخت عذاب جہنم میں رہنے کے بعد مندرجہ ذیل صورتوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ برہمن کا قتل کرنے والا کتے یا سور، گدھے یا اونٹ یا گائے یا بکری یا بھیڑ یا ہرن یا چڑیا چنڈال یا پلکس کی صورت میں پیدا ہوگا۔ وہ برہمن جو کسی برہمن کا سونا چرائے۔ ہزار مرتبہ مکڑی، سانپ، چھپکلی، آبی جانوروں اور خطرناک پشاچ کی صورتوں میں سے گزرے گا" (منوشاستر بارہواں باب ۵۵، ۵۷)

پس گویا انسان کی عقبیٰ کا دار و مدار مذہب عیسوی کی طرح کسی خاص فعل پر نہیں اور نہ انسان کی آخری حالت اور توبہ پر بلکہ اُس کے کل افعال کے مجموعہ پر ہے اور اس مجموعہ میں خفیف سے خفیف فعل بھی اپنی قیمت اور حیثیت رکھتا ہے۔ منو کہتے ہیں۔

"وہ افعال جو خیال اور زبان اور جسم سے پیدا ہوتے ہیں اُن کے نتائج یا تو اچھے ہوتے ہیں یا بُرے۔ انہیں افعال سے انسان کی مختلف حالتیں پیدا ہوتی ہیں یعنی اعلیٰ متوسط اور ادنیٰ" (منوشاستر بارہواں باب ۳)

یہی اعتقادات ہیں جو ہندو کو سخت ریاضت کا پابند کر دیتے ہیں۔ اور خفیف سے خفیف کام کے کرنے اور چھوٹی سی چھوٹی حاجت نکالنے کو بھی اس کی مرضی پر نہیں چھوڑتے ادنیٰ سے ادنیٰ بے احتیاطی یا غلطی بھی شدید نتائج پیدا کرتی ہے۔ اور اِن نتائج سے بچنے کے لئے غسل کے بعد ہی سخت طہارت اور عبادت کے

ذریعہ سے اُس کو رفع کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان غلطیوں ان گناہ صغیرہ کی نسبت انسان کی راے کچھ کام نہیں آتی۔ نہ اس سے کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے کہ گناہ کرتے وقت کسی نے نہیں دیکھا۔ گناہگار خود اپنے فعل کے نتائج کو سمجھتا ہے۔ اور اُس کو مٹانے کے لئے بعض صورتوں مین نہایت سخت کفارہ دینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

پرائسچت اور برہمنی مذہب کی جانکاہ سختیان۔

منوشاستر کے اُس باب کو جس مین پرائسچت یعنی کفارون کا بیان ہے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین جس کا ہم ذکر کرتے ہین ہندو کن سخت زنجیرون مین جکڑے ہوے تھے اور ویدی زمانہ کی آریہ آزادی اور اِس زمانہ کی جکڑبندی مین کس قدر فرق عظیم تھا۔ وہ قدیم آزاد اور خوشحال مخلوق مر مٹی تھی۔ اور اُس کی جگہ ایک ایسی مخلوق نے لی تھی جو آنکھ بند کئے ہوے حیوانات کی طرح بلا آرام اور چین۔ بلا کسی مہلت کے۔ شدید مصیبت کی بادیہ نوردی مین مبتلا تھی۔ یہ تھی حالت قدیم برہمنی مذہب کی۔ اور جدید برہمنی مذہب بھی کم و بیش یہی ہے۔ صرف فرق اسی قدر ہے کہ مذہب بدھ کی رحمدلی اور ہمدردی نے اسے بہت کچھ نرم اور شیرین کر دیا ہے۔

اِس قدیم برہمنی مذہب کی سختیون نے انسان کو اِس درجہ جکڑبند کر دیا تھا کہ وہ دن آنے والا تھا جب اُس کی زنجیرین خودبخود ٹوٹ جائین۔ انسانی زندگی کا ہر فعل اِس طرح باندھ دیا گیا تھا اور اُس کے نتائج ایسے شدید کہے گئے تھے کہ تمہید مایوسیون سے بھر گیا تھا۔ اور زندگانی وبال ہو گئی تھی۔ بجز موت کے کچھ نظر نہین آتا تھا۔ اٹلی کے مشہور شاعر دانتے نے اپنی کتاب جہنم مین جن عذابون کی تصویر کھینچی ہے اُن سے کچھ اندازہ معلوم ہوسکتا ہے جن سے برہمنون نے ہند کے باشندون کو چارون طرف گھیر رکھا تھا۔ یہ عذاب پیدایش کے ساتھ شروع ہوتے تھے اور سلسلے وار تنگ بڑھتے ہی جاتے تھے۔ یہان تک کہ انسان اس لائق ہوکر وہ روح مطلق مین جذب ہو یعنی فنا ہوجاے۔ برہمنون کی مذہبی سختی نے مخلوق کے دل مین نجات کی تمنا اِس شدت سے پیدا کر دی تھی کہ آخر کو وہ نجات مل ہی گئی۔ اِس زمانہ کی صدیون بعد ودآئین بھی بہت ہی مختلف اسباب سے یہی حالت

پیدا ہوئی اور مسیح کا ظہور ہوا۔

آخر کار ہندوستان کے مسیح کا ظاہر ہونا

ہندوستان کے لئے بھی ایک شیرین کلام بدھ رحم دل مسیح آنے والا تھا اور اس کی آواز تمام ایشیا مین گونجنے والی تھی۔ وہ کروڑون مخلوق جو ذات کے عذاب مین صدیون سے پس رہی تھی جس کو مذہبی اعتقادات اور مذہبی قانون کی زنجیرون نے ایک دائمی مصیبت مین جکڑ رکھا تھا۔ دفعتہً جاگ اٹھی اور اس سے مانوس ہو کر مایوسیون کی جلانے والی سموم کی جگہ رحمت و امید کی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ یہ نجات دلانے والا ہند کا مسیح شاکیا منی تھا جو مذہب بدھ کی خوشخبری کو تمام سرزمین مین پھیلانے والا تھا

باب سوم

بدھ زمانہ کا تمدن

فصل اوّل۔ وہ دستاویزات جن کے ذریعہ سے ہند کے اُس تمدن کی تصویر کھنچ سکتی ہے جو وہان چوتھی یا پانچوین صدی قبل مسیح مین تھا

ہزار سالہ بدھ زمانہ کے معاملات کا آغاز

بدھ زمانہ تیسری صدی قبل مسیح سے لے کر ساتوین صدی مسیحی تک گویا ایک ہزار سال کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ مین مذہب بالکل بدل جاتا ہے۔ اور ہند کی سرزمین عجیب و غریب عمارات سے بھر جاتی ہے۔ ان عمارات کی باقیات اور نیز مذہبی تحریرات کے ذریعہ سے جو ہمین دستیاب ہوئی ہین اس زمانہ

کے تمدن کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس زمانہ کے تاریخی واقعات سخت تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں۔ پچاس سال کا زمانہ ہوا جس وقت مصنف نے بدھ زمانہ کے تمدن کے متعلق کچھ لکھنا چاہا تھا لیکن اُس وقت یورپ میں مطلق کوئی مواد اس کے متعلق موجود نہ تھا اور نہ کسی کو معلوم تھا کہ یہ مذہب جس میں تقریباً پچاس کروڑ بنی نوع انسانی پیدا ہوتے اور مرتے ہیں کس قسم کا مذہب ہے۔ جن دستاویزات کے ذریعہ سے ہم اس ہزار سال کی گردوں سے اس زمانہ کی تصویر بنا سکتے ہیں تعداد میں بہت کم ہیں۔

عظیم الشان عمارات و اشوک کی لاٹیں | اوّل درجہ میں عظیم الشان عمارات ہیں جن سے بادشاہوں کی صنعتی ترقی اور اُن کی عظمت معلوم ہوتی ہے اور ان میں سب سے قدیم اور سب سے زیادہ پر معلومات وہ کتبے لاٹوں میں جن پر شاہنشاہ اشوک نے وہ قانون کندہ کرایا تھا جو ہندوستان کے لئے اس وقت تک بالکل جدید قانون ہے

کتاب ستدھرم پنڈریک و للت وستر | ان کے علاوہ بہت سی نیپال سے متعدد قلمی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں بدھ مذہب کا بیان ہے ان میں سے ستدھرم پنڈریک اور للت وستر دو کتابیں ہیں جن کا ترجمہ یورپین زبانوں میں ہو گیا ہے۔

تاریخ ملوک گندھ | ان کے سوا ایک کتاب بطور کہانی قصوں کے جس کا بہت زمانہ معلوم نہیں ہے اس کو تاریخ ملوک گندھ کہتے ہیں۔

چینی زوار کے سفرنامے | اس کے بعد ان دونوں چینی زوار فاہیان اور ہیون سانگ کے سفرنامے ہیں جو دوسری اور ساتویں صدی عیسوی میں بدھ مذہب کے متبرک مقامات کی زیارت کو ہندوستان آئے تھے۔

فصل دوم۔ بدھ کا قصہ

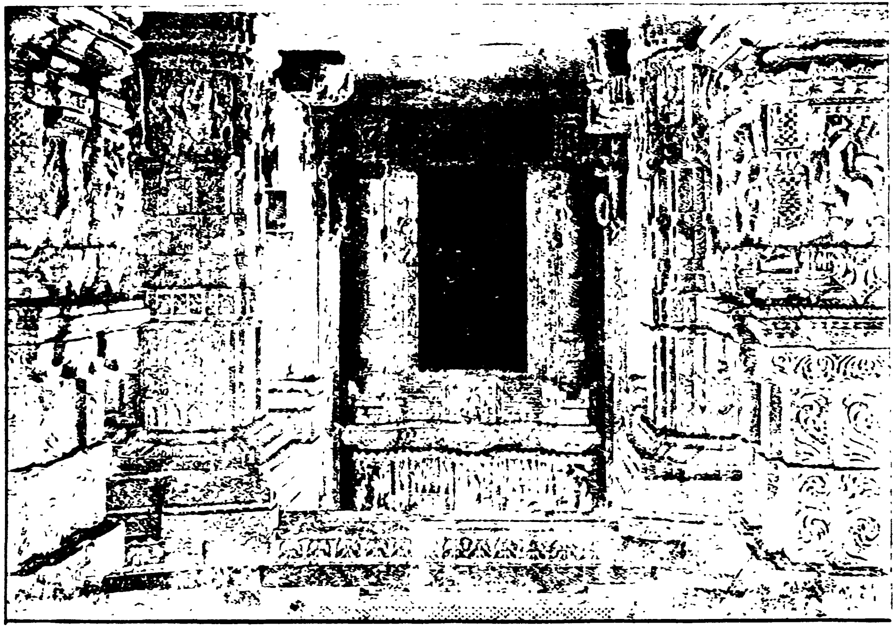
اشوک کے کتبوں کو جو ڈھائی سو سال قبل مسیح میں کندہ کئے گئے ہیں۔ دیکھنے کے ساتھ ہی معلوم ہوتا ہے

کہ برہمن مذہب مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوگیا ہے۔ منوشاستر تو اس باب کو دکھاتا ہے کہ مخلوق کس قسم کی زنجیرون مین جکڑی ہوئی تھی۔ زندگی ایک مصیبت عظیم ہے جس مین ایک ادنیٰ غلطی یا فروگذاشت کے لیے سخت کفارہ کی ضرورت ہے۔ اِس مصیبت کو خلقت بطور مجبوری نہین سمجھتی بلکہ ذات نے ہر ایک کو علیحدہ کر دیا ہے۔ کسی شخص کی مجال نہین کہ وہ ایک پیالہ پانی کا بھی کسی غیرذات کے ہاتھ سے پی لے اور اگر ایک ایسا گناہ اِس سے سرزد ہوگیا تو پھر وہ سخت بدکفارہ کا مستوجب سمجھا جاتا ہے۔

لیکن دفعتاً ملک مین رحمت اور ہمدردی کی ہوا چلنے لگتی ہے زنجیرین ٹوٹ جاتی ہین دل کھل جاتے ہین۔ تمام چیزین بدل جاتی ہین۔ دفعتاً ایک اصلاح کرنے والا ایک پیغمبر پیدا ہوتا ہے اور محبت اور ہمدردی اور خیر وخیرات کے قانون کو دنیا مین پھیلاتا ہے اِس قانون کے حلقہ مین ساری مخلوق خدا کل ذاتین شامل ہوجاتی ہین اور سب کا درجہ برابر ہوجاتا ہے۔

| بدھ پیغمبر کے سوانح بیشتر قصے اور کہانی سے ماخوذ ہین | اِس بڑے پیغمبر کی سوانح عمری جس کی امت مین پچاس کرور

مخلوق شامل سے ہمین قصے اور کہانی کی صورت مین پہنچی ہے۔ اور انہین حکایات مین سے ہمین اصلی واقعات کو ڈھونڈ کر نکالنا پڑتا ہے۔ اِن مین سب سے قدیم کتاب للت وستر ہے جو نیپال مین غالباً پہلی صدی عیسوی مین تصنیف ہوئی اور ہم اس کتاب کو بدھ کی سوانح کے لیے اپنا ماخذ قرار دین گے۔ محققین یورپ نے للت وستر اور اُس کے بیانات کی بہت کچھ چھان بین کی ہے۔ اور بوسبو ستیار نے اس امر کو ثابت کیا ہے۔ کہ شاکیہ منی کی سوانح لکھنے مین بہت سی ایسی روایتون اور قصون سے کام لیا گیا ہے جو پہلے سے برہمن مذہب مین بشنو اور وشنو اور کرشنا سے منسوب تھے۔ خود بدھ مذہب مین بھی ایسے اعتقادات اور اعمال شامل ہوگئے ہین جو فی الواقع برہمنی مذہب کے اعتقادات اور اعمال تھے۔ ہمین کوئی خاص ضرورت اس کی نہین ہے کہ خواہ مخواہ ہم بدھ کی اصل سوانح سے واقف ہون۔ عالم کے بانیان مذہب مین بجز حضرت محمد صلعم کے کوئی ایسا شخص نہین ہے جس کی اصل سوانح ہمین معلوم ہون۔ یہ سوانح عمریان اِن بانیان دین



سکے مرنے کے مدتون بعد لکھی گئی ہین۔

بدھ کی نسبت ہمین اسی قدر معلوم کرنا کافی ہے کہ وہ فرضی یا اصلی شخص کون تھا جس کے مذہب اور تعلیم کی پابند کروڑون مخلوق میں صدیون سے چلی آتی ہے۔

شاکیامونی کی پیدائش

اگرچہ بدھ مذہب کا ظہور تاریخ مین تیسری صدی قبل مسیح مین ہوا لیکن خود یہ بانی دین کپیلا وستو کے مقام پر جو نیپال کے جنوب مین واقع ہوا ہے پانچوین صدی قبل مسیح مین پیدا ہوا۔

شاکیامونی اور مسیح کے حالات مین بہت سی مشابہت

اِس کے حالات کی روایات جو ہم تک پہنچی ہین وہ انجیل کی روایات سے مشابہ ہین۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ مسیح کی طرح بدھ بھی کنواری کے پیٹ سے بن باپ کے پیدا ہوا۔ اور اُس کے پیدائش کی بھی بشارتین معجزہ کے طور پر ہو چکی تھین جس طرح مسیح شاہی خاندان داؤد سے تھے اِسی طرح بدھ کا خاندان بھی شاہی تھا اور اِس کا نام گوتم اور لقب شاکیامنی تھا۔ یہان مشابہت ختم ہو جاتی ہے اور اِن دونون بانیان دین کا بچپن اور جوانی بالکل علیحدہ طور پر گذرے ہین۔ گوتم کی پرورش تو ایک شاہزادہ ولیعہد کی طرح ہوئی اور مسیح یوسف نجار کا ہاتھ بٹاتے رہے۔ مسیح کا ریگستان مین روزہ رکھنا اور تین مرتبہ شیطان کا اُنھین ورغلانا۔ اور ناکامیاب رہنا بالکل ویسا ہی ہے جیسے گوتم کا امتحان۔ اور اِن دونون کی تفصیلات مین بہت کچھ مشابہت ہے۔ اسی طرح گوتم کا ایک دکھیا عورت سے پانی مانگنا بالکل مسیح اور سامری کی ملاقات اور مسیح کی گفتگو کو یاد دلاتا ہے۔

عیسوی و بدھ مذاہب کے اصول و تعلیم و اخلاق نتائج مین مشابہت

اِن دونون بانیان دین کے واقعات زندگی کی مشابہتین بہت کچھ پُرمعنی ہو جاتی ہین جس وقت ہم خیال کرین کہ یہ دونون مذہب یعنی عیسائی مذہب اور بدھ مذہب اصول مین بھی ایک دوسرے سے ملتے ہوئے ہین۔ دونون مین دردمندی مساوات اور زہد کی تعلیم کی گئی ہے۔ دونون مین بدی کا خیال ہمیشہ گناہ سمجھا گیا ہے جیسا بدی کا فعل۔ دونون مین درویشی فرقے اور خانقاہین قائم ہوئی ہین۔ دونون نے ایک قسم کی تعلیم اور ایک ہی قسم کے ذرایع سے کروڑہا مخلوق پر اثر ڈالا۔ ایک نے

تو مغرب کو دوبارہ زندہ کیا اور دوسرے نے مشرق کو۔ دونوں ایک ہی قسم کی انسانی اُمنگوں سے پیدا ہوئے اور فی الواقع یہ دونوں دنیا کی ترقی اخلاقی کے دو پہلو ہیں۔ آیا ان دونوں مذہب میں سے ایک کا اثر دوسرے پر پڑا ہے یا یہ کہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ پیدا ہوئے ہیں ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی تحقیق اس مقام پر لاطائل ہے۔

کس بات نے گوتم کو تارک الدنیا بنایا گوتم پیدائش کے بعد سے اپنے آباؤ اجداد کے قصر کے اندر ہر قسم کی ناز و نعمت میں پرورش پا رہا تھا۔ جوان ہونے کے بعد اُس نے ایک نہایت حسین بی بی سے شادی کی جس پر وہ فریفتہ تھا اور جس سے اُس کا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا۔ اسی زمانہ میں جب کہ وہ اپنی خوشی اور آسودگی کی حد کو پہنچ چکا تھا گوتم کو ایک ہی دن میں تین واقعے پیش آئے جنہوں نے اُس کی زندگی کا فیصلہ کر دیا۔ پہلے تو اُس نے ایک بڈھے کو دیکھا جس کی کمر ضعیفی سے بالکل جھک گئی تھی اور وہ بمشکل چل سکتا تھا۔ پھر اُسے ایک طاعون کا مریض نظر آیا جو مرض کی شدت سے اینٹھا جاتا تھا اور اخیر میں اسی دن ایک مردے کو دیکھا جس کی شکل بالکل بدل گئی تھی اور اُسی کے اقربا اُسے دفن کرنے کو لیے جاتے تھے۔ گوتم اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڈھا دنیا میں کیوں آیا۔ بیماری کیوں آئی۔ موت کیوں آئی۔ میں خود ایک با اقتدار و متمول شخص ہوں لیکن نہ میری دولت اور نہ میرا اقتدار مجھے اِس سے بچا سکتا ہے کہ میرے بال سفید ہو جائیں۔ میرے چہرے پر جھریاں پڑ جائیں۔ میرے ہاتھ پیر بیماری سے اکڑ جائیں۔ یا میرے عزیز اور چاہنے والے میری قبر پر روئیں۔ کیونکر میں اپنی دولت و مال اپنی صحت و تندرستی اپنی بی بی اور بچے سے متمتع ہو سکتا ہوں۔ جس وقت مجھے معلوم ہے کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ میں تو اس وقت ہر قسم کے عیش و آرام میں ہوں جو انسان کے حصہ میں آ سکتا ہے۔ لیکن اُن بیچاروں پر جو مزدوری کرتے ہیں۔ مفلوک ہیں۔ ذلیل ہیں۔ بھوکے ہیں۔ کیا گزرتی ہوگی۔ اسی خیال نے گوتم کو یقین دلا دیا کہ دنیا ایک عظیم الشان دارالمحن ہے۔ لیکن آخر یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ اِس کا سبب کیا ہے؟ اور اس کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟-

اب گوتم نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اُس مصیبت کے - جو دنیاوی زندگی کی جزو لاینفک ہے - اسباب کو معلوم کرے اور اُن کا کوئی علاج نکالے جب اُسے معلوم ہو گیا کہ خوشی اور آسودگی جو اُسے بطور استغناء حاصل ہوئی ہے بالکل چند روزہ ہے - اور ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے - تو اُسی نے اپنی چہیتی بی بی کو اپنے نو تولد بیٹے کو اپنے بزرگ باپ کو اپنے قصر اور خدام اور عیش و آرام کو - دفعتہً چھوڑ دیا - ایک میلا سا کپڑا پہن - ہاتھ میں جام لئے - گھر سے چل نکلا اور گاؤں گاؤں بھیک مانگتا ہوا - اور انسانی زندگانی پر غور کرتا ہوا چلا -

ترک دنیا و زہد و ریاضت سے بھی عقدہ زندگانی نہ کھلا -

لیکن جب اس قسم کی زندگی سے وہ منزل مقصود کو نہیں پہنچا تو پھر وہ آبادی سے علیحدہ ہو کر جنگل میں چلا گیا اور رات دن مراقبہ میں بسر کرنے لگا -

کئی سال شاکیامنی اس حالت میں رہا لیکن اس پر بھی عقدہ زندگانی نہ کھلا - اُس نے سخت ریاضتیں کیں - یہاں تک فاقے کیے کہ مرنے کی نوبت آگئی - مدتوں تپسیا اور مشقت پر غور کرتا رہا - لیکن چونکہ وہ اس وقت تک بدھ کے درجہ کو نہ پہنچا تھا کچھ فائدہ نہ ہوا - یہ بدھ ہی کا کام تھا کہ دنیا میں روشنی پھیلائے - اور انسان کے زخموں پر مرہم رکھے -

ملک الشیاطین کا شاکیہ منی کو آزمانا

اس زہد اور جہد کی حالت میں اُسے ملک الشیاطین مارا سے کام پڑا جس نے اُسے انواع و اقسام کے امتحانات میں ڈالا للت وستر میں ان امتحانات کا نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے -

پہلی آزمائش

- پہلے تو جنگل کے اندر شیاطین نے اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور اُس کے دل میں اقسام کے وسوسے ڈالنے لگے اور اُس کو اپنے مطلب کی طرف سے پھیرنے لگے - یہ شیاطین عجیب و غریب ہیئات کے تھے - سیاہ زرد شعلہ کی طرح چلتے ہوئے - کسی کی آنکھیں ٹیڑھی اور حلقوں میں گھسی ہوئیں کسی کی پیچھے کی طرف دیکھتی ہوئی - بعضوں کے گلے میں ہار پڑے ہوئے - بعض بے سر کے - اور بعضوں کے لاکھ سر - لیکن جس وقت گوتم کے استقلال نے اس فوج شیاطین کو بھگا دیا تو ایک دوسرا ہی سماں نظر

آنے لگا۔ تمام جنگل دفعۃً روشن ہوگیا اور ایسی خنکی پھیل گئی کہ گویا ابھی مینہ کا جھلا برس گیا ہے۔

دوسری آزمایش | گوتم کو اپسروں یعنی حوروں کی جم غفیر نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ بعض وضیط۔ اور بعض شرمیلی کسی کے کپڑے چمکتے ہوئے۔ کسی کے ایسے باریک کہ اُنکے اندر سے سارا جسم نمودار۔ کوئی تو اُسے اپنی ابروے خمار اور چشم نرگسی کا ہدف بنا رہی تھی۔ اور کوئی اپنے شیرین تبسم سے اُس کا دل لبھا رہی تھی۔ غرض سب گوتم کو گھیرے ہوئے تھیں۔ اور اپنے ناز و انداز اور محبت آمیز سرگوشیوں اور وصل کے وعدوں سے اُس کی عبادت میں خلل ڈالنا چاہتی تھیں۔ وہ شیطان کی بیٹیاں یہ کہتی تھیں۔

"ادھر ذرا تو اسیمن دیکھ لے۔ تیرا مکھڑا تو پورا چاند ہے۔ لیکن یہ بھی نئی کنول کے پھول سے کم نہیں۔ اِن کی آوازوں کو سُن۔ کیسی پیاری اور نہ دل سے نکلتی ہیں۔ ان کے دانت ایسے سفید ہیں جیسے برف یا چاندی۔ ایسا کاش جنت میں بھی ملنا مشکل ہے۔ اِس دنیا میں بھلا تجھے یہ کہاں ملیں گے۔ یہ تو ایسی حسین ہیں کہ بڑے بڑے دیوتا اِن کی تمنا میں مرتے ہیں" (للت وستر اکیسواں باب ۲۰۰۲ دین کا تھا)

للت وستر میں لکھا ہے کہ گوتم مطلق بیجا دین نہ ہوا اور جواب دیا۔

"یہ جو شکلیں میرے سامنے کھڑی ہیں نہایت ہی کریہ منظر اور بے جوڑ ہیں۔ اِن کے اندر کیڑے بھرے ہوئے ہیں۔ یہ تو بالکل جلنے والے ہیں۔ اور دکھ درد سے بھری ہوئی ہیں۔ میں وہ چیز حاصل کروں گا جو جاودانی ہے جسے عقلمند مانتے ہیں اور جس سے تمام عالم کی آسودگی وابستہ ہے"

اُن شیرین آوازوں نے جواب دیا۔ "یہ تو تجھے جو نسخہ حرز کہا چکیں یاد رہا اب اپنی کروں کو گردش دے رہی ہیں اور پیر کے کڑوں کو بجا رہی ہیں۔ اُنکے لباس بستر بستر ہو گئے ہیں یا عشق میں مست ہیں اور اِن کے چہرے تبسم سے کھلے ہوئے ہیں۔ انھوں نے تیرا کیا بگاڑا جو تو انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے" شاکیامنی نے استقلال کے ساتھ کیا۔

"ہر ایک مخلوق میں گناہ ہے۔ جس کسی نے اپنے کو ہوا و ہوس سے پاک کیا ہے وہ اِس بات کو جانتا ہے۔ انسان کی شہوات نفسانی

کی مثال تلوار یا تیر یا نیزے یا استرہ کی ہے جس پر زہر لگا ہو۔ اِن کی مثال سانپ کے سر کی۔ یا دہکتی ہوئی آگ کی ہے۔ اور میں اس کو خوب جانتا ہون" کتاب کہتی ہے۔

"وہ اِس مخلوق کو نہ محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا نہ غضب کی نگاہ سے۔ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوجائین گے۔ سمندر خشک ہوجائین گے۔ آفتاب اور ماہتاب زمین پر گرین گے لیکن وہ (گوتم) جو تینون عالم کے گناہون کو دیکھ رہا ہے ہرگز عورتون کے قبضہ مین نہین آنے کا"

(للت وستر اکیسوان باب ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، و ۱۳۱ تا تھائین)

تیسری آزمائش | اِس کے بعد ملک الشیاطین خود آیا اُسی طرح جیسے شیطان مسیح کے پاس آیا تھا اور گوتم کو تمام عالم کی حکومت اور عظمت وشان دکھا کر کہنے لگا کہ یہ سب مین تجھ کو دیتا ہون اور دنیا کی کامیابی اور قوت و اقتدار سب کچھ تیرا ہے بشرطیکہ تو علم و حکمت کو خیرباد کہے ملک الشیاطین بولا۔

"مین تمام دنیا مین شہوات نفسانی کا بادشاہ ہون۔ تمام دیوتا اور تمام انسان اور حیوانات میرے تابع فرمان اور میرے حکم پر چلنے والے ہین۔ اُٹھ تو بھی میری اقلیم مین ہے اپنی آواز مجھے سُنا۔ شاکیامنی نے جواب دیا اگرچہ تو شہوات نفسانی کا بادشاہ ہے تو بھی کُل دنیا پر تو تیری حکومت نہین ہے۔ مجھے غور سے دیکھ مین ہون بادشاہ قانون کا اگر تو شہوات کا بادشاہ ہے تو بڑی رادیکل۔ تو کچھ ہی کر مین تو ضرور تیری آنکھون کے سامنے عرفان حاصل کرلون گا" (للت وستر اکیسوان باب ۱۶۶ و ۱۶۷ تا تھائین)

شاکیامونی کا فتح پانا | اِس کلام کے سنتے ہی شیطان کی فوج شکست کھا کر شور مچاتی ہوئی بھاگی اور سایہ کی طرح غائب ہوگئی۔ شاکیامنی کی جے ہوئی پھولون کا مینہ اُس کے چہرہ پر برسنے لگا اور ہاتف کی آواز غیب سے یون آئی۔

"دیوتا اُسے موتیون کے ہار اور نشان پیچ دے رہے ہین۔ وہ اُس پر پھولون اور صندل کے چورے کا پھلوار کر رہے ہین وہ شادیانے بجا رہے اور کہہ رہے ہین اے جوان مرد دشمن کی فوج نے تیرے سورمت کا محاصرہ کرنے کے بعد بالآخر شکست

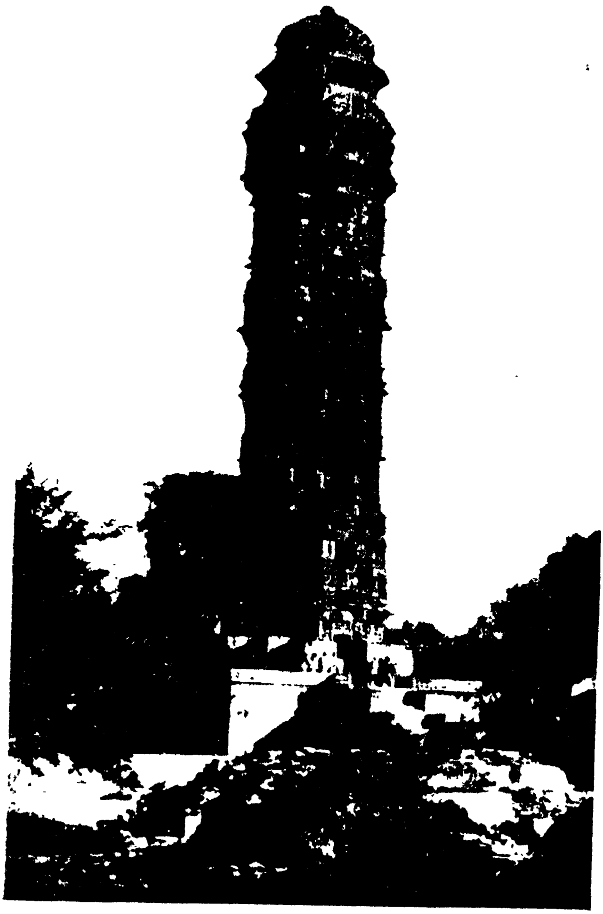
پالی۔ اسی مقام پر اس بہترین کرسی پر آج تجھے عرفان شہوات نفسانی سے خلاصی حاصل ہوگا۔ اور تجھے بُدھ کی ساری حکومت ملے گی کیونکہ تو نے اپنی شیرین کلامی سے شیطان کی فوج پر فتح پائی ہے" (للت وستر کیسواں باب ۲۰۲ و ۲۰۳ کا خلاصہ)

بُدھ کا درخت | جس درخت کا ذکر اس کے خلاصہ میں ہے یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے شاکیا منی بیٹھے تھے اور یہ وہی مقام ہے جو اس وقت بُدھ گیا کے نام سے مشہور ہے۔ اس درخت کی آج اسی قدر حرمت کی جاتی ہے جیسے گتیہ سمینؑ کے زیتون کے درختوں کی جن کے نیچے مسیح کو پسینہ ہوا تھا کہ خون کا پسینا اُن کی پیشانی سے جاری ہے۔ وہ شاخیں جو بُدھ پر سایہ فگن تھیں مدت ہوئی بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئیں لیکن مذہب بُدھ کے پیرو ہمیشہ اس درخت کی جگہ دوسرا درخت قائم کرتے رہے شیطان پر فتح پانے اور عرفان حاصل کرنے کے بعد بُدھ پر تمام مشکلات زندگانی کے عقدے کھل گئے۔ للت وستر میں لکھا ہے۔

عقدہ زندگانی کھل گیا | "فتح کے پہلے شام ہی کو اس کا خیال مجتمع۔ خالص۔ کامل۔ اور روشن ہو گیا۔ ہر قسم کے میل سے پاک ہر قسم کی آلائش سے مبرا۔ اُسے ایک سکون حاصل ہو گیا۔ اور اُس کا دھیان اُس کام پر جسے وہ کرنے والا تھا جم گیا۔ وہ عرفان اور وہ مستقل کا علم جو انسانی وجدان سے باہر ہے اُسے مل گیا۔ اور اُس کے کل خیالات اُسی طرف مائل ہو گئے۔ اُس پاک اور خالص نظر حقیقت سے جو انسانی امکان سے باہر ہے تمام عالم کی ارواح نظر آنے لگیں۔ اعلیٰ ذات کے لوگ اور ادنیٰ ذات کے۔ نیک کام کرنے والے اور بد کام کرنے والے سب کے سب اپنے اعمال کے مطابق آسودگی یا مصیبت کی حالت میں اُسکی آنکھوں کے سامنے آ گئے" (للت وستر بائیسواں باب)

خواہش نفسانی بلاؤں کی جڑ ہے | اُسے دوبارہ اُس مصیبت کا جس میں نوع انسانی پڑی ہوئی ہے ادراک ہونے لگا۔ لیکن اس مرتبہ اُسے محسوس ہوا کہ وہ اس مصیبت کے اسباب تک پہنچ گیا ہے۔ اور اُس کے دور کرنے کا گُر بھی اُس کے ہات لگ گیا ہے۔ علل و معلول کے سلسلہ پر غور کرنے سے اُسے معلوم ہوا کہ

(۵۱) چتوڑ۔ فتح کا برج (پندرہویں صدی)



دنیا میں مجازی کی بنا خواہش نفسانی ہے۔ اور خواہش نفسانی کی جڑ مایا ہے۔ یہ خواہش نفسانی پیدایش کے وقت سے ہر فرد بشر پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اور انسان کے دل جا بجا ہر طرف سے دبالیتی اور کبھی گھٹتی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نہ گھٹے کیونکر۔ جو کچھ اس خواہش کے پورا کرنے کو دیا جائے مثلاً نام و نشان۔ حکومت۔ دولت۔ عزت۔ لذات جسمانی۔ لذات روحانی۔ جوانی۔ حسن۔ عشق۔ یہ سب ناپائدار اور دھوکے کی ٹٹیاں ہیں۔ انسان ان کی طرف بہت جاتا ہے مگر یہ سب چیزیں اصل میں ان کا وجود ہی نہیں۔

دنیا مایا یعنی دھوکا ہے | یہ سب مایا یعنی دھوکا ہے کیونکہ اس عالم میں ہر ایک چیز ہر وقت بدلتی رہتی ہے اور ہر ایک چیز فنا ہوتی اور بگڑتی رہتی ہے۔ کوئی چیز ایک لمحہ کے لیے بھی ایک حالت پر نہیں رہتی۔ پس اس کے سوا اور کیا خیال کیا جا سکتا ہے کہ یہ سب دھوکے کی ٹٹیاں ہیں جن کو انسان کی خواہش نفسانی نے پیدا کیا ہے اس لحاظ سے انسان کا بہترین عمل یہ ہے کہ وہ اس خواہش نفسانی کو دور کرے جس کے ساتھ ہی اس دھوکے کے عالم اور تمام مصیبتوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ للت وستر میں لکھا ہے۔

"اس طرح جب کہ دین کی روشنی حاصل ہو گئی۔ وہ روشنی جو اس وقت تک دنیا میں نامعلوم تھی۔ یہ روشنی پھیلتی جاتی ہے اور اس سے امتیاز اور بصیرت علم و ادراک عقل و عرفان پیدا ہوئے (للت وستر بائیسواں باب)

"اے دین دارو میں نے اس طرح رنج و غم کی حقیقت کو اور اس کے غیر متناہی ہونے کو اور اس کے دور کرنے کے اسباب کو سیکھا ہے۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ خواہش نفسانی کی کیا مصیبت ہے۔ دنیوی زندگانی اور جہل کی کیا مصیبت ہے۔ اور ان کل مصیبتوں سے انسان کیونکر بچ سکتا ہے۔ یہ مصیبتیں کس طرح بالکل غائب ہو جا سکتی ہیں بلا اس کے کہ ان کا کوئی نشان بھی باقی رہ جائے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ کیا چیز ہے اور کیا مصیبت کیا ہے اس سے انسان کیونکر بری ہو سکتا ہے اور یہ کیونکر اس طرح غائب ہو جا سکتی ہے کہ اس کا پتہ بھی نہ رہے" (للت وستر بائیسواں باب)

نجات از روے بدھ مذہب | پس شاکیا منی کی تعلیم یہ تھی کہ انسان کی نجات کا دارومدار نفسانی خواہش کی فنا ہی ظاہری دنیا پر ہے جب یہ ظاہری صورتیں جو بالکل دھوکا اور مایا ہیں فنا ہو جائیں گی۔ پھر تو انسان نروان میں

داخل ہوگا جہان خود اُس کا وجدان اور خیال بھی غالب ہو جاے گا - جس وقت شاکیامنی نے عرفان کے درخت کے نیچے سے اُٹھکر اپنے ہم جنسون کی طرف چلا تو وہ یہی تعلیم پھیلانے کے لیے چلا تھا - اگر شاکیامنی نے جیسا کہ روایات مین لکھا ہے صرف فلسفی اصول کی تعلیم کی ہوتی تو اُس کا نام بھی اُسی طرح گرد زمانہ کے نیچے دب جاتا جیسے اور ہزارہا اشخاص کے نام دب گئے کیونکہ فلسفی اصول عوام الناس پر اثر نہین ڈالتی عوام الناس پر اثر ڈالنے کیلیے جوش خیال چاہیے - ہمدردی اور محبت تسکے دکھ مین ساتھ - اور دلون پر حکومت چاہیے کسی شاعر نے خوب کہا ہے -

"وہ چیز جس کی ہم مصیبت زدہ ہمیشہ پرستش کرتے ہین خدا ہو یا عورت وہ ہے جو ہماری مصیبت مین ساتھ دے"

بدہ کی کامیابی کا راز

بُدہ کی بے انتہا کامیابی کا راز یہی ہے - اِس بادشاہ کے بیٹے نے صرف اس وجہ سے گدائی اختیار کی کہ وہ اپنے بنی نوع کے دکھ درد کا ساتھی بنے - اُنہین تعلیم دے - اُن کی ہمت بڑہاے اور اُسی وجہ سے اُس نے اُن کے دلون کو رام کیا - مسیح کی طرح بدہ کو معلوم تھا کہ کیونکر انسان کا دکھ بٹاے اور اُسے خیر و امید کی قیمت بتاے - اسی وجہ سے وہ اِس وقت بھی دلون پر حکومت کر رہا ہے - جو کچھ ہمین روایات کے ذریعہ سے بدہ کی سوانح کے متعلق معلوم ہوا ہے اُس کو مختصر طور پر بیان کرنے کے بعد اب ہم اُس کے مذہب سے بحث کرین گے - البتہ ہمین اُس مذہب کی تو خبر نہین ہے جسکی اُس نے درخت کے نیچے سے اُٹھکر تعلیم کی - لیکن وہ مذہب جسکی اُس کے شاگردون نے اشاعت کی اور جو کتابون مین موجود ہے -

فصل سوم - بُدہ مذہب

بدہ مذہب کوئی نیا مذہب نہ تھا البتہ ایک نیا اخلاق تھا -

فی الواقع یہ مذہب جس کو حضرت بدہ دنیا مین لاے کوئی نیا مذہب نہ تھا - بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ ایک نیا اخلاق تھا - کیونکہ مذہبی اعتقاد اس مین ایک ہی تھا

یعنی دنیا کو دھوکا ماننا اور اُس کے وجود سے انکار۔ عملاً اُس نے کسی چیز کو نہین بدلا۔ کسی چیز کی مخالفت نہین کی۔ برہمنی دیوتا اور برہمنی ذات اُسی طرح قایم رہی صرف فرق اسی قدر ہوا کہ دیوتا اور دیو برہمن اور شودر سب کے سب چند روزہ زندگانی کے چکر مین آ گئے۔ اور ایک نہ ایک دن اِن سب کا انجام یہی قرار دیا گیا کہ بُدھ کے درجہ کو پہنچکر نیست و نابود ہو جائین۔

سکون ازلی یعنی نروان حاصل کرنا بُدھ مذہب کا مقصد اعلیٰ ہے۔

بُدھ کے درجہ کو پہنچنا یعنی ایسا عرفان کامل حاصل کرنا جس مین پچھلی زندگی کا پورا تسلسل آنکھون کے سامنے ہو اور زندگانی کی حقیقت اور اسباب و علل کے سلسلے سب کُھل جائین۔ اور اس کے بعد سکون ازلی یعنی نروان حاصل ہو جائے۔ یہ وہ غرض ہے جس کے حاصل کرنے کے لیے ہر ذی روح نباتات و حیوانات و دیوتا اور انسان ہزارہا زندگیون کے سلسلے اور تناسخ کے مدارج طے کر رہے ہین۔

تناسخ و کرم کا مسئلہ

یہ عالم جو کہ ہمیشہ رہے گا بُدھ مذہب مین ایک نیستی مطلق مانا گیا ہے جو بالکل غیر متناہی ہے۔ بعض اوقات خواہش کی وجہ سے اُس مین ایک شکل کا ایک شخص پیدا ہوتا ہے جس مین حس علم اور ارادہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ جینے لگتا ہے۔ پھر تو زندگیون کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ نیستی مطلق جس نے شکل پکڑی ہے اس وقت سے بُرے اور بھلے افعال پر قادر ہو جاتی ہے۔ اور اپنی اصلی حالت سکون پر صرف نیک افعال کے ذریعہ سے عود کرتی ہے کسی اعلیٰ درجہ مین یا کسی ادنیٰ درجہ مین پیدا ہونا یہ صرف کرم پر موقوف ہے جس سے مراد اُن افعال و اقوال و خیالات کا مجموعہ ہے جو اُس شخص سے کسی ایک زندگی مین سرزد ہون۔ اِس کرم کے لحاظ سے بالآخر وہ انسان کی صورت مین آتا اور اُس کے بعد وہ راہب بنتا اور پھر وہی ستو کے درجہ کو طے کرتا ہوا بُدھ کے درجہ کو پہنچ کر بالآخر اُسی نیستی مطلق مین عود کرتا جس سے خواہش نے اُسے باہر نکالا تھا جب تک وہ زندہ تھا خواہش اُس پر غالب تھی اور اُس کو انواع و اقسام کے دُکھ درد مین مبتلا کیے ہوئے تھی پس ہر ایک بدھسٹ کا اصل زندگانی یہی ہے کہ وہ

خواہش کو مارے تاکہ سنسار کے جنجال سے نجات پاکر سکون مطلق حاصل کرے۔ اِس نتیجہ کو حاصل کرنے مین اُسے نیکی سے مدد ملتی ہے یعنی نیک کام۔ نیک ارادے۔ نیک گفتگو۔ اور نیک خیالات سے۔ اُس کی آخری نجات مین اِن سب کا حصہ ہے۔ اور کوئی ان مین سے بے اثر اور بے کار نہین جاتا۔ یہ کرم کا مسئلہ جس کی رو سے ہر شخص اپنی زندگی ماقبل کے اعمال کے مطابق دوسری زندگی مین جنم لیتا ہے خود برہمنی مذہب کا بھی ایک جزو اعظم تھا۔ فرق اسی قدر ہے کہ مذہب بدھ کا اخلاق بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ اِس مین اندرونی زندگانی کے افعال کا بھی لحاظ کیا جاتا تھا۔ اور انسان کی نیت دیکھی جاتی تھی۔ انجیل کی طرح بدھ مذہب مین بھی جو کوئی اپنے بنی نوع کو ضرر پہنچاتا وہ بمنزلہ قاتل کے خیال کیا جاتا۔ اور جو کوئی ممنوعات کی خواہش کرتا وہ عیاش سمجھا جاتا۔ علاوہ برین اس مذہب مین توبہ سے گناہ دھلتا نہین تھا۔ کسی قسم کے کفارہ سے خواہ بالارادہ ہو خواہ بلا ارادہ کسی فعل کے بُرے نتائج رُک نہین سکتے تھے۔ اور سب سے بڑا فرق ان دونون مذاہب مین یہ تھا کہ بدھ مذہب نے اعلیٰ درجہ کی خیرات اور فروتنی اور نیکی اور شیرینی اور عام رواداری کی تعلیم کی تھی۔ جس کا وجود تک برہمنی مذہب مین نہین تھا۔

اخلاقی اسباب جو ہندوستان مین بدھ مذہب کی کامیابی کا باعث ہوئے۔

ایک اِس قسم کی مذہبی اصلاح جو ذات کی جکڑ بندیون کی ستائی ہوئی خلقت کے آنسو پونچھے اور عملاً نہین تو عقلاً خیال مین اور قیاساً نہین اپنی فطرت اور انجام زندگانی کے لحاظ سے اپنے مغرور ظالمون کا مساوی بنا دے وہ مذہبی اصلاح جس نے ایک ایسی معاشرت مین جو فولادی زنجیرون مین جکڑی ہوئی ہو شیرین کلامی اور رفق و ملایمت کو داخل کیا ہو۔ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ دنیوی مصیبتون کے اسباب کو اور ان مصیبتون کے علاج کو اس نے دریافت کر لیا ہے اور ہر ایک کِہ اور مِہ کو اس کی تعلیم کرنے پر آمادہ ہے۔ ایسی مذہبی اصلاح کو ہندوستان سے ملک مین جہان آب وہوا اور مذہب کی سختیون نے خلقت کو بلبلا کر رکھا تھا ایک بہت ہی بڑا موقع حاصل ہو گیا۔ یہ وہ اصلاح تھی جس کو ملک کی ضرورتون نے پیدا کیا تھا اور ملک اس کے قبول کرنے کے لئے آمادہ تھا۔ وہ فلسفی

موشگافیان جو آگے چل کر اس بُدھ مذہب مین شامل ہوگئین اور جنہون نے اس کی تعلیم اور اس کے اعمال مین نفاذ قائم کر دیا اُس وقت وہم وگمان مین بھی نہ تھین - مسائل تو بعد مین پیدا ہوئے اور عام خلقت نے اُن کی مطلق پروا نہ کی جس چیز کی پروا اُنہون نے کی - جس آواز کو کان دھر کر اُنہون نے سنا - وہ امید اور محبت کی آواز تھی جو دفعۃً آسمان سے اتری اور اس آواز کو انہون نے تہ دل سے اور صمیم قلب سے قبول کیا -

سیاسی اسباب جو بدھ مذہب کی کامیابی مین معاون ہوئے -

سیاسی اسباب نے بھی اخلاقی اسباب کا ساتھ دیا اور مذہب کی اشاعت مین بڑی مدد کی - ہند کا سارا شمالی حصہ جس کو ہم نے ہندوستان کہا ہے اُس وقت یعنی اڑہائی سو سال قبل مسیح مین ایک ہی بادشاہ اشوک کے زیر حکومت تھا اور شخصی حکومت مین بادشاہ کا کسی مذہب کو اختیار کرنا اس امر کے لئے کافی ہے کہ وہ مذہب اُس کے تمام ملک مین پھیل جاے حکومت رومی مین جس وقت قسطنطین نے مذہب عیسائی اختیار کیا اُس وقت یہ مذہب تمام ملک کا مذہب بن گیا - اسی وجہ سے مورخین نے شاہنشاہ اشوک کو بدھ مذہب کا قسطنطین کہا ہے اور یہ نام اُس کے لئے ہر طرح موزونیت رکھتا ہے -

آشوک بادشاہ ہند نے کس زور سے بدھ مذہب کی اشاعت کی -

وہ بیش بہا دستاویزات جن کو اشوک نے کتبون کی صورت مین جو ستونون اور چٹانون پر کندہ ہین چھوڑا ہے اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ اُس نے کس مستعدی کے ساتھ اس نئے مذہب کی اشاعت کی - ان احکام کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ مذہب کی جس تعلیم نے عوام الناس کے دلون پر اثر ڈالا اور شودر و چنڈال و برہمن ہر ایک کے دل کو گرویدہ کر دیا وہ اس کا اخلاق اور محبت اور خیرات تھی -

ابتدائی بُدھ مذہب محض ایک اعلیٰ درجہ کا اخلاق تھا -

بُدھ مذہب کے فلسفہ کا ماخذ زمانہ قدیم کے برہمنون کا فلسفہ تھا - اور یہ فلسفہ بہت دنون بعد پیدا ہوا بلکہ آشوک کے وقت مین تو کلیسا اور پجاریون کی جماعت اور

خانقاہون اور تبرکات اور بُدھ کی خدائی حیثیت کا جو آگے چل کر قائم ہو گئی وجود تک نہ تھا۔ خود بُدھ کی سرگذشت اچھی طرح شائع نہین ہوئی تھی اور اشوک کے احکام مین مشکل سے دو یا تین جگہ بُدھ کا نام آیا ہے۔ جو اصلاح عظیم اس بادشاہ کے عہد حکومت مین ہوئی اور جس اصلاح کے لئے اُس نے اپنی پوری قوت صرف کی وہ اخلاقی اصلاح تھی۔ وہ تعلیم تھی اُن حقوق کی جو ہر انسان کو دوسرے انسان پر حاصل ہین۔ وہ برہمنون کے ظلم سے خلقت کی نجات تھی۔ اور اُس دور جدید کی ابتدا تھی جس مین شیرین کلامی اور محبت و مہربانی نے ساری ایشیائی دنیا کو نیچے سے اوپر تک بدل دیا تھا۔

بتدریج بدھ مذہب بھی ایک باضابطہ مذہب بن گیا۔

بتدریج بُدھ مذہب بھی ایک باضابطہ مذہب بن گیا اور اس مین بھی دیوتا اور رسوم و اعمال و عبادات و فلسفہ شامل ہو گئے۔ اِس مذہب کا بڑا نقص جس کی وجہ سے اس کو آخر مین ناکامیابی ہوئی یہ تھا کہ اس مین خاص دیوتا نہ تھے جن کا وجود عوام الناس کے لئے ضروریات سے ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بُدھ مذہب نے برہمنون کے دیوتاؤن کو قائم رکھا۔ لیکن بڑی کوشش کی کہ ان برہمنی دیوتاؤن کا درجہ معمولی راہبون سے اوپر اور بُدھ کے درجہ کو پہنچے ہوئے انسانون سے نیچے مانا جائے۔ لیکن عوام کے دلون مین جو وقعت ان دیوتاؤن کی جمی ہوئی تھی اُس مین بہت کم فرق آیا اور بالآخر انہین دیوتاؤن کے گروہ نے بُدھ مذہب کا خاتمہ کرکے اس کو برہمن مذہب مین غائب کر دیا۔

بدھ مذہب کے آخری ناکامیابی کے وجوہ

یہی وجہ ہے کہ جس ملک مین یہ مذہب پیدا ہوا اُس ملک سے وہ ہمیشہ کے لئے چل بسا۔ بُدھ مذہب نے ہند کی برہمنی مذہب کو اپنے مین شامل کر لیا تھا اور اس کا حشر یہی ہوتا تھا کہ برہمنی مذہب اُس پر غالب آجائے۔ ایشیا کے دوسرے ممالک مین بُدھ مذہب برہمنی دیوتاؤن کو اپنے ساتھ لے گیا اور وہان کی مخلوق کے متخیلہ پر اُن کا اثر ڈالا لیکن خود ہند مین یہ دیوتا اتنی دنون حکومت کر چکے تھے کہ اُن کو ایک ایسا مذہب معدوم نہین کر سکتا تھا جو صرف اُنہین کم وقعت کرکے رکھنا چاہتا تھا

لیکن اُن کی جگہ دوسرے دیوتا قائم نہ کر سکتا تھا۔

برہمنی مذہب کی طرح بدھ مذہب مین فرقے ہوگئے۔ بدھ کی مورت بن گئی

بدھ فرقون کی بھی اُسی طرح کثرت ہوگئی جس طرح برہمنی فرقون کی کثرت ہوئی تھی۔ اور عبادت گاہون مین جہان اور دیوتا تھے وہان بدھ کی مورت بھی شامل کی گئی۔ لیکن بعض فرقون مین ایک اعلیٰ درجہ مانا گیا جو نیک چلنی اور استغراق کے ذریعہ سے ہر ایک ذی روح جو مون زندگانیون کو طے کرنیکے بعد حاصل کر سکتا ہے۔

بدھون کے ظہور زمانہ بزمانہ دنیا مین ہدایت دینے کے لیے ہوتے ہین

اس درجہ کو پہنچنے کے بعد وہ بھی بدھ کی طرح خلق اللہ کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور پھر اُس سکون ازلی مین جس کا نام نروان ہے داخل ہوجاتا ہے۔ ان جدید فرقون کے لئے شاکیامنی ہی ایک بدھ نہ تھا جو ہدایت اور راستی کو دنیا مین لایا۔ اِس کے بعد ایک اور بدھ بھی آئے گا اور اُس کے بعد ایک اور جو نئی روشنی اور نئی قوتون کو لاوے گا اور نجات کا اس سے بھی آسان راستہ بتائیگا۔ لیکن اِن بدھون کے ظہور کے لیے ایک بہت ہی دور دراز زمانہ چاہیے کیونکہ بدھ کے تیار ہونے کے لیے دنیا سے دراز کی مدت درکار ہے۔ ہندؤن کے تخیلہ نے جو کسی چیز سے نہ ڈرتا ہے نہ ہٹتا اِن درمیانی زمانون کو کلپون سے تعبیر کیا ہے جن کا حساب کرنا ہم مغربیون کی معمول قابلیت سے خارج ہے۔

رہبانیت

وہ حالت جو بدھ کے درجہ کو آسانی پہنچاتی ہے رہبانیت کی حالت ہے۔ اور اسی وجہ سے بدھ مذہب رہبانی فرقے اور خانقاہین تمام ملک مین پھیلا دیتا ہے۔ بدھ کے درجہ کو پہنچنے کا سب سے عمدہ ذریعہ یہ تھا کہ انسان خواہش نفسانی کو جو زندگی اور رنج وغم کی جڑ ہے بالکل مار دے۔ اسی وجہ سے اُن چار حقائق کی تعلیم ہے جو بدھ مذہب کے اصول سمجھے جاتے ہین۔ اِن حقایق کی تعلیم عوام الناس کو نہین دی جاتی بلکہ صرف راہبون کو۔ کیونکہ ان کو سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کے لئے بہت مدارج کا طے کرنا ضرور ہے للت وستر مین لکھا ہے۔

بدھ مذہب کے چار اصولی حقایق

"اے راہبو یہ ہیں وہ چار محترم حقایق۔ اول دنیوی مصیبت۔ دوم دنیوی مصیبت کی جڑ۔ سوم دنیوی مصیبت کا معدوم ہو جانا۔ چہارم دنیوی مصیبت کو معدوم کر دینے کا طریقہ۔

"دنیوی مصیبت کیا چیز ہے۔ اصل میں پیدائش دنیوی مصیبت ہے بڑھاپا۔ بیماری۔ موت۔ اُن سے دور ہونا جن سے ہم محبت رکھتے ہیں اور اُن میں ملنا جن سے ہم نفرت رکھتے ہیں۔ اسی کا نام دنیوی مصیبت ہے۔ انسان کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اور کوشش کے ساتھ بھی اُسے نہیں پاتا یہ دنیوی مصیبت ہے۔ غرض وہ چیزیں جو حواس خمسہ سے حاصل ہوتی ہیں وہ دنیوی مصیبت ہیں۔

"دنیوی مصیبت کی جڑ کیا ہے؟ یہ وہ خواہش ہے جو ہر وقت تازہ ہوتی رہتی ہے۔ وہ خواہش جو جذبۂ نفسانی کی شدت سے پیدا ہوتی ہے جو اِس سے اور اُس سے لذت حاصل کرتی ہے۔ یہی جڑ ہے دنیوی مصیبت کی۔"

"دنیوی مصیبت کو معدوم کرنا کیا ہے؟ شہوت نفسانی کو ٹھنڈا کرنا اور اُس خواہش کو معدوم کر دینا جو ہر وقت تازہ ہوتی جاتی ہے اور جذبۂ نفسانی کی شدت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اُس چیز سے لذت حاصل کرتی ہے اور پھر پیدا ہوتی اور بجھتی ہے۔ یہی دنیوی مصیبت کا معدوم کرنا۔

"اور وہ طریقہ کون سا ہے جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے۔ یہ وہ محترم طریقہ ہے جس کے آٹھ حصے ہیں بصیرت کامل سے لے کر مراقبہ کامل تک۔ یہ ہے حقیقت اُس طریقہ کی جس سے دنیوی مصیبت معدوم ہو جاتی ہے۔

اے راہبو یہی ہیں چار محترم حقایق۔ (للت وستر ۲۶ واں باب)

رہبانیت کی ہر دلعزیزی کے اسباب

علاوہ اِس خواہش کے کہ دنیوی مصیبت معدوم ہو جاوے نروان کا درجہ حاصل ہو اور بالآخر سکون مطلق تک پہنچیں ایک اور بھی چیز تھی جس نے ہزارہا خلقت کو خانقاہوں کی طرز زندگانی کا گرویدہ کر دیا تھا۔ یہ چیز وہ کامل مساوات تھی جو خانقاہی زندگی میں قائم تھی یعنی یہاں شودر و آریا چنڈال اور برہمن سب برابر تھے۔ اور ایک ہی دسترخوان پر کھانا کھاتے تھے۔ یہاں تک کہ

عورتون کے لئے بھی علیحدہ خانقاہین تھین اور اُن کی وہ غلامی اور ذلت کی حالت جو منوشاستر نے قائم کی تھی باقی نہین رہی تھی۔ البتہ اِن خانقاہون کی جو ایک ہزار سال کے اندر تمام ہندوستان مین پہاڑ کاٹ کر بنائی گئی تھین اور جن کی عمارتین اس وقت بھی تعجب انگیز ہین۔ زندگی نہایت سخت تھی۔ جو اِن مین داخل ہوتا اُسے محتاجی اور عفت کی قسم کھانی پڑتی تھی۔ یعنی اپنے مال و دولت سب کو خیرباد کہنا پڑتا تھا۔ راہب کسی چیز کا مالک نہین ہو سکتا اُس کو صرف یہی اجازت تھی کہ ایک وقت کا کھانا بھیک مانگ کرے لائے۔ اُس کا فرض تھا کہ صلح اور راستی کی ہدایت کرے شفاخانے اور غربا و مسافرون کے لئے فرودگاہین بنائے جنگ کو روکے اور ہر ایک مذہب کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی رواداری کو کام مین لائے۔ اور یہ سمجھے کہ وہ بھی مذہب حق کا ایک جزو ہے۔ اُس کا کام تھا کہ بچون کو تربیت کرے۔ اور انہین باپ کا بہت بڑا احترام کرنا سکھائے کیونکہ لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی مان کو ایک کندھے پر چڑھائے اور اپنے باپ کو دوسرے کندھے پر اور سو میل تک انہین اسی طرح لئے پھرے تب بھی وہ اپنے والدین کے ساتھ اُس سے بہت کم کرے گا جو انہون نے اُس کے ساتھ کیا۔

بدھ مذہب مین اخلاق کا کمال ہوا

بدھ مذہب نے ایشیا کی قدیم دنیا مین ایک ایسے اعلیٰ درجہ کا اخلاق اور نیکی پھیلائی جس کا وجود اُس وقت تک نہ تھا۔ پروفیسر میکس مولر کے سے مشہور عالم نے مندرجہ ذیل فقرہ مین اِس کا اعلانیہ اعتراف کیا ہے اگرچہ اُن سے پہلے کئی مشنریون نے بھی اسی بات کو لکھا تھا میکس مولر لکھتے ہین۔

"مذہب عیسائی سے پہلے یہ ایک خوش اعتقاد عیسائی کا قول ہے سب سے اعلیٰ درجہ کا اخلاق اُن لوگون نے سکھایا جن کے نزدیک خدا محض ایک سایہ کی طرح بے اعتبار چیز تھا۔ وہ لوگ جنھون نے کبھی عبادتگاہین نہین بنائین یہان تک کہ نامعلوم خدا کے لئے پرستش کی جگہ تک نہین بنائی۔

اس فقرے کے اخیر حصہ مین جو خیال ظاہر کیا گیا ہے اور جو ابتک یورپ مین بدھ مذہب کی نسبت درست

مانا جاتا ہے دراصل بالکل غلط ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر بُدھ مذہب کی یادگارون سے ثابت کرین گے اور دکھائین گے کہ بُدھ مذہب سے زیادہ کسی مذہب مین دیوتا نہین ہین۔ لیکن البتہ اعلیٰ اخلاق کی نسبت جو کچھ کہا گیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ کسی مذہب مین ایسے خالص اخلاق کی تعلیم نہین ہے نہ کسی مین اس قدر شیرین کلامی ہے اور نہ بندگان خدا کے ساتھ رحمدلی ہے۔ شاکیا منی نے اُن ذرایع کو معلوم کر لیا جن سے انسان اپنی دنیوی مصائب کو برداشت کر سکے اور ساری خلقت اُس پر آلوٹی۔ یہ بادشاہ کا بیٹا جس نے صرف خلق اللہ کی مصیبت اور دُکھ بٹانے کے لیے گدائی اختیار کی۔ جس نے اُن کو نیکی اور خیرات کی تعلیم دی۔ فی الواقع دنیا کو اپنا فریفتہ بنا لینے والون مین سے ایک بہت بڑا شخص ہے۔ دنیا مین جہان کہین اُس کا مذہب پھیلا ہے وہان اُس نے خلایق کے دلون پر اپنی حکومت قایم کی ہے۔ اور یہ حکومت صرف اس مذہب کے مشنریون کے شیرینی اخلاق اور نیکی اور ایثار نفس سے حاصل ہوئی ہے۔ اس مذہب نے ایشیا کے اخلاق کو نرم اور شیرین کیا اور یہان کے خونخوار وحشیون کو آدمی بنایا۔ وہ بے رحم مغل جو سرون کے اہرام بناتے تھے اس مذہب کے اثر سے متمدن اور تعلیم یافتہ بن گئے۔ کہا جا سکتا ہے کہ بدھ مذہب کی تعلیم دنیا کے تمام مذاہب کی تعلیم سے درجہ مین بڑھی ہوئی ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہی اس مذہب نے انسان کو غلامی کے لیے زیادہ تر آمادہ بھی کر دیا۔

بُدھ مذہب کو کس امر مین برہمنی مذہب پر تفوق تھا

جو اوپر بیان ہوا اُس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ بدھ مذہب اور برہمنی مذہب مین اولاً بڑا فرق اخلاق اور رواداری اور نیکی کا ہے اور ثانیاً اس مذہب مین انسان کا درجہ اتنا بڑا رکھا گیا ہے جو کسی دوسرے مذہب مین نہین ہے۔ فطرت نے اپنے بوقلمون تغیرات کے سلسلہ مین کم و بیش کامل صورتین پیدا کین یہان تک کہ انسان بنا۔ اور یہ انسان اپنی نیکی اور قوت ارادہ کے زور سے اخیر مین چل کر نہ صرف خدا بن جا سکتا ہے بلکہ خدا سے بھی درجہ مین زیادہ یعنی وہ بدھ کے درجہ کو پہنچ سکتا ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ وہ وجود کامل بن سکتا ہے وہ وجود جس کا مثل کوئی نہین جو عالم کی ابتدا ہے اور انتہا کل



ہے اور کچھ نہیں غیر متناہی ہے - اور یہی فنائے مطلق - غرض عالم کا عرفان اور وجدان ہر جسطرح عالم دھرم کے سے بنا ہوا ہے اُسی طرح یہ وجود بھی دھرم کا ہی اک جھپیا عظیم الشان اور اُس کے ساتھ ہی غیر معین ہے کہ ہم مغربی جن میں ہندو متکلمین کی نہ جرات ہے اور نہ وہ بے باک تخیل جو صورت وعدم کی پابندیوں سے بر تر ہے اُس کی تعریف ہی سے عاجز ہیں - ہم کہہ سکتے ہیں یہ فوق القیاس مباحث جو ہمارے مغربی دماغوں کو گھبرا دیتے ہیں بدھ مذہب کے پیروؤں میں سے کروڑوں اشخاص کے خواب و خیال میں بھی نہیں گزرے ہیں - وہ کروڑ ہا عام مخلوق جس نے پچیس صدیوں کے اندر نیچے کے طبقوں سے نکل کر اس مذہب کو قبول کیا اور جس کی غرض صرف یہی تھی کہ وہ بدھ پرستش گاہوں میں مغرور برہمنوں کے دھتکارنے سے کنڈ صالا میں اور ایک ہی جگد بدھ کی مورت کے سامنے سجدہ میں جا گریں - یا اس کی نشانیوں اُس کے جام گدائی کی پرستش کریں - انہیں صرف بدھ مذہب کی رواداری اور مہربانی سے کام تھا اور وہ ہمیشہ اُس روایت کو یاد کرتے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ شاکیامنی کے ایک ساتھی نے کسی نہایت کم ذات عورت سے پانی مانگا - وہ بیچاری لرز گئی اور یہ خیال کر کے کہ اعلیٰ ذات والے کو مرنا قبول ہے لیکن کم ذات کے ہاتھ سے پانی پینا قبول نہیں کہنے لگی "سائیں جی آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں چنڈال ہوں - سائیں نے جواب دیا - میں تجھ سے یہ نہیں پوچھتا کہ تو چنڈال ہے یا نہیں - مجھے پیاس لگی ہے اس لئے تجھ سے پانی مانگتا ہوں ۔" اس واقعہ میں کسی قدر سادگی کیوں نہ ہو لیکن بغور دیکھا جائے تو ایک ہندو کے لئے یہ گویا معجزہ تھا اور ذات کی مصیبتوں سے نجات کی خوشخبری تھی -

اصلی بدھ مذہب یہ تھا - اگرچہ آگے چل کر اس کا فلسفہ بیہودہ تخیلات سے بھر گیا اور اس کی پرستش میں برہمنی اعمال اور کرما کر شدت سے شریک ہو گئے لیکن اس مذہب کی اصلی نیکی اور خیر و برکت نے وہ انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کر دیا جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں پائی جاتی -

فصل چہارم - بدھ مذہب کی یادگارین

بدھ مذہب درحقیقت الحادی نہین بلکہ اس مین برہمنی مذہب کی بت پرستی اور کثرت الالٰہی بھی ہے -

چند ہی سال قبل ازین جبکہ بدھ مذہب کے وجود کی اطلاع یورپ مین اس مذہب کے کتب فلسفہ کو جن کا رونما شاکیامنی سے اندازاً تیرہ سو سال مابعد کا ہوا ذریعہ سے ہوئی تو اس وقت سخت تعجب ہوا کہ ایسا بھی ایک مذہب ہے جس کے پیرو پچاس کروڑ خلق اللہ ہین - اور اس کے معتقد اس مین خدا کے وجود سے انکاری ہے - اور عالم کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بالکل دھوکا ہے - اور انسان کی تمام امنگون کا انت نیستی ہے -

ہندوستان آنے سے پہلے مصنف بھی اُسی بدھ مذہب کو جانتا تھا جس کا ذکر اوپر ہوا اور آگے چل کر ہوگا - لیکن مصنف کو ہمیشہ شبہہ اس امر کا تھا کہ اس قسم کے سوکھے ساکھے فلسفی مذہب نے جس مین ہر شے سے انکار ہے کیونکر اتنی بڑی مخلوق کو اپنی طرف کھینچا اور اپنا معتقد بنایا - ان اصول مذہب کا دفعۃً ایک ملک مین پیدا ہونا اور تھوڑے ہی دنون بعد اپنے وطن سے معدوم ہو جانا مصنف کی راے مین ایک ایسا واقعہ تھا جس کی مثال سواے تاریخ عالم کے نہین پائی جاتی - اور مصنف کو اس امر کا یقین تھا کہ بدھ مذہب کی یادگارون کے مطالعہ سے اس سے بہتر جو یورپی محققین نے بالکل فلسفیانہ ہی پیچیدہ عقدہ کو پیش کیا حل ہو جاے گا - چنانچہ مصنف کا یہ خیال غلط نہین نکلا - ان منقش مورتون کے مطالعہ سے جو تمام ملک مین پھیلی ہوئی تھین مصنف پر ثابت ہو گیا کہ جس مذہب پر ہند کے باشندے ایک ہزار سال تک قایم رہے بالکل اس مذہب سے علیحدہ ہے جو کتابون مین درج ہوا ہے - اسی بدھ مذہب کو سمجھنے اور جاننے کے لیے اس مذہب کی یادگارون کا مطالعہ کرنا چاہیے نہ کہ کتابون کا - اور جو سبق ہمین ان یادگارون سے ملتا ہے وہ ان کتابی مسائل سے جن کی تعلیم یورپی مصنفین کرتے ہین بالکل علیحدہ ہے - یہ یادگارین ثابت



کرتی ہیں کہ جس مذہب کو یورپین علما الحادی مذہب بتاتے ہیں وہ فی الواقع بت پرستی اور کثیر الالٰہ مذاہب کا سرتاج ہے۔

بدھ کی مورت کا پوجا جانا

اس میں شک نہیں کہ قدیم یادگاروں میں جیسی کہ بھرہت سانچی اور بدھ گیا کی یادگاریں میں اور جن کا زمانہ تھا دو سو سال سے دو ہزار سال کم کا ہے خود بانی مذہب یعنی شاکیامنی کی پرستش محض کنایۃً ہوتی ہے۔ شعذ نشان پاک پرستش یا اس درخت کی پرستش جس کے نیچے بدھ نے عرفان کامل حاصل کیا تھا۔ لیکن اس کے بعد ہی خود شاکیامنی کی پرستش ہونے لگتی ہے۔ اس کی مورت کل عبادت خانوں میں پائی جاتی ہے۔ قدیم مندروں میں شل جینا کے مندر کے یہ مورت تنہا ہے۔ لیکن تدریج اس میں برہمنی دیوتا آملتے ہیں اندرا کالی سرسوتی وغیرہ جیسا کہ ایلورا کے مندروں میں نظر آتا ہے۔ ان برہمنی دیوتاؤں میں بدھ سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے لیکن آخر میں یہاں تک کہ اُس کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ صرف وشنو کا ایک اوتار رہ جاتا ہے۔ یہی وہ دن تھا جب کہ ہندوستان میں بدھ مذہب کا خاتمہ ہو گیا

لیکن اس تغیر اور بالآخر معدوم ہو جانے کے سبب سے ایک بڑا سبب ہو گئے وہ تعمیری یادگاریں جن میں یہ تاریخ کندہ ہے تیسری صدی قبل مسیح سے شروع ہوتی ہیں اور ساتویں صدی عیسوی میں ختم ہوتی ہیں۔ لیکن اس مدت دراز کے اندر بھی اور راسخ الاعتقاد بدھسٹ ہمیشہ بدھ کو ایک قادر مطلق کی حیثیت سے پوجتے رہے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خوش اعتقاد اشخاص کو کبھی کبھی خود شاکیامنی کا دیدار بھی نصیب ہوجاتا تھا۔ چینی زوار ہیونتسانگ جو ایک زبردست بدھسٹ تھا اور ساتویں صدی عیسوی میں ہندوستان آیا تھا اور یہاں اُس نے مدت تک اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے کہ اُس نے ایک متبرک غار میں شاکیامنی کو اپنے روبرو دیکھا۔ غرض روایات اور تعمیری یادگاریں نہایت صاف اور صحیح ہیں اور اگر انھیں کی بنا پر مذہب کی تحقیقات کی جاتی تو ہمارے خیالات بدھ مذہب کے متعلق ایسے

غلط ہوتے جیسے اب ہین - لیکن افسوس ہے کہ یورپی محققین نے اس وقت تک ان یادگارون کی طرف توجہ بھی نہین کی تھی - جن مستشرقین نے بدھ مذہب کی تحقیقات کی اُن مین سے کوئی ہندوستان نہین آیا تھا - اُن کی تحقیق کا دارومدار کتابون پر تھا - اور اتفاق سے جو کتابین اُن کے ہات لگین وہ فلسفی تصانیف تھین جو پانچ چھ سو سال شاکیامنی کی وفات کے بعد لکھی گئی ہین اور جن مین اُس اصلی مذہب کا جو رائج تھا پتہ تک نہین ہے -

برہمنی اور بدھ مذہب مین فلسفیانہ عقاید کا اشتراک

وہ فلسفی مباحث جن پر یورپ کو اس قدر تعجب ہوا فی الواقع کوئی جدید مباحث نہ تھے - جب سے ہمین ہنود کی کتابون کا علم ہوا ہے یہ مباحث برہمنی مذہب کے ہر فرقہ کی تصانیف مین ہماری نظر سے گزرتے ہین - الحاد یعنی خدا کے وجود سے انکار - دنیاوی زندگانی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا - اخلاق کا مذہبی اعتقادات سے بے تعلق ہونا - عالم کو دھوکا ماننا - وغیرہ وغیرہ اس قسم کے مسائل ہین جو ہنود کے اُپنشد مین جنکی تعداد تقریباً دو سو دس ہے - اور جو مختلف ازمنہ مین لکھے گئے ہین - موجود ہین - ان مین سے بعض اُپنشد مین تو بجنسہ وہی مسائل ہین جو بدھ مذہب کے فلسفی تصانیف مین ہین ان مین کرم کا مسئلہ جو بدھ مذہب کا اور ہندوستان کے کل مذاہب کا اصولی مسئلہ ہے اور جس سے مراد یہ ہے کہ موجودہ زندگی مین انسان سے جو اعمال سرزد ہوتے ہین اُنہین کے مطابق وہ دوسری زندگی مین پیدا ہوتا ہے موجود ہے - لیکن یہی مسئلہ منوشاستر کا بھی اصولی مسئلہ ہے - وہ وجود مطلق یعنی برہما جس مین بقول منو تمام عالم جذب ہو جاے گا فی الواقع بدھ مت نروان کا چھوٹا بھائی ہے - لیکن دونون کا دارومدار مسئلہ تناسخ پر ہے - اس اخیر رتبہ تک پہنچنے کے لئے کیا برہمنی مذہب مین اور کیا بدھ مذہب مین یہی تعلیم کی گئی ہے کہ انسان خواہش نفسانی کو مارے - دنیا کو ترک کرے - اور زہد و مراقبہ کی زندگی بسر کرے - بس معلوم ہوا کہ بدھ مذہب کا فلسفہ بالکل وہی ہے جو اس کے ماقبل کا برہمنی فلسفہ تھا - یہ فلسفی خیالات اُس زمانہ کے اُس مذہب کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئے جس کی تعلیم بدھ اعظم کیا کرتے تھے - اور جو عوام الناس کا مذہب

تھا - لیکن البتہ یہ خیالات رائج مذہب سے بالکل علیحدہ تھے - ان فلسفی خیالات کو مذہب بدھ کہنا اُسی قدر
غلط ہوگا جیسا بعض اُپنشد کے مضامین پر برہمنی مذہب کا اطلاق کرنا - چونکہ یورپ مین بُدھ مذہب کا
علم صرف اس مذہب کی بعض فلسفی تصانیف کے ذریعہ سے ہوا لہذا انہین فلسفی خیالات کو مذہب مان
لیا گیا - لیکن بادنے غور معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ محض فلسفی خیالات نہین ہین جو ایک ایسے مذہب کو قائم
کر سکین جس کی پیرو پچاس کروڑ مخلوق ہو - ان بیچارے محققین یورپ کو جنھون نے تمام عمر بُدھ مذہب
کی کتابون کے مطالعہ مین صرف کر دی ہے اس کا وقت ہی نہین ملا کہ وہ اس مذہب کے پیرؤون کو دیکھتے
اور رائج مذہب کی تحقیقات کرتے - یہ بعینہ ایسا ہی ہے کہ ہم فرض کرلین کہ تین چار ہزار سال کے بعد
جب کہ دنیا مین ایک انقلاب عظیم ہو جاے اور علم اور تمدن کا مرکز بدل جاے اُس وقت کوئی عالم انگریزی
زبان کو از سر نو نکالے اور اس قسم کی کتابین اُس کے ہاتھ لگین جیسے ہربرٹ اسپنسر کی "فرسٹ
پرنسپلس" یا ڈاروِن کی "اوریجن آف اسپیشیز" ہین اور وہ ان تصانیف کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکالے
کہ انیسوین صدی کے نصرانیون کے مذہبی اعتقادات یہی تھے جو ان کتابون مین درج ہین -

ہندوستان مین تھوڑے ہی دنون رہنے اور ہندو کو دیکھنے بھالنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کبھی ایسے
مذہب کے پابند نہین ہو سکتے جس مین خدا نہو - ہندو اور الحاد! اُن کے لئے تو ساری دنیا دیوتاؤن سے
بھری ہوئی ہے - وہ شیر تک کی پرستش کرتے ہین جو اُن تک مویشی کو کھاتا ہے وہ ریل کے پہیون کی جن کو
یورپیون نے بنایا اور خود یورپیون کی پرستش کرنے کو موجود ہین - ہرچند انہین اُس مذہبی رسالے کی تعلیم
کی جاے جو جنوبی بُدھ اعتقادات کے متعلق یورپیون کی مدد سے سوال وجواب مین تصنیف کیا گیا ہے
اور جس مین لکھا ہے کہ عالم کا کوئی خالق نہین ہے اور عالم محض دھوکہ ہے تاہم یہ تعلیم انہین شاکیامنی اور کل
دیوتاؤن کی پرستش سے مانع نہین ہوتی - بُدھ مذہب کی سب سے قدیم کتاب جس کا زمانہ اٹھارہ سو سال یعنی
شاکیامنی سے چھ سو سال مابعد کا ہے للت وستر ہے - اس مین کئی مباحث دنیا کی بے ثباتی اور بے اصلی کے

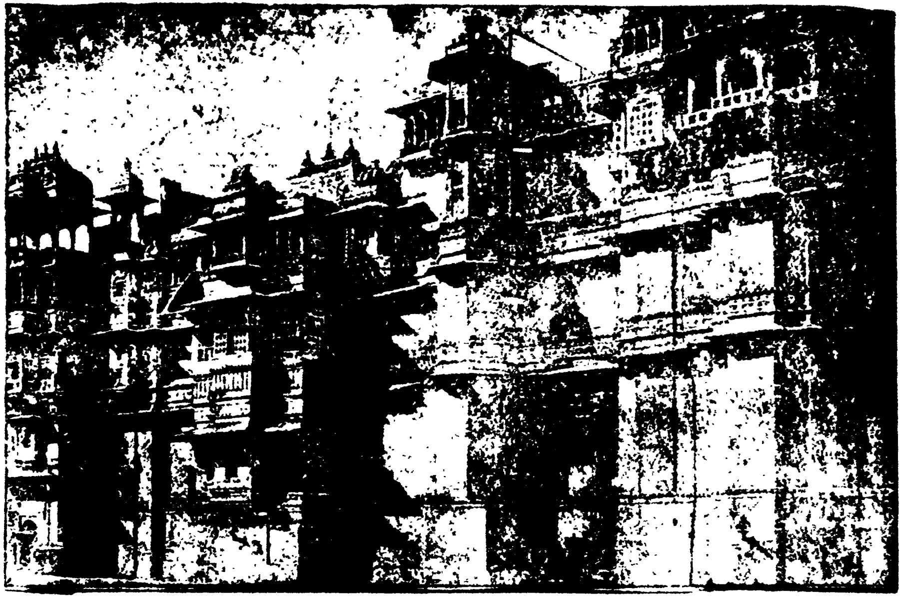
متعلق ہین لیکن ان مباحث کا مخاطب کون ہے وہ بے شمار برہمنی دیوتا ہین جن کا ذکر ان کتاب کے ہر صفحے پر ہے اِن سب کا سرگروہ برہما ہے اور شاکیامنی کے بدھ بننے کے وقت حاضر ہوتے ہین اور بالآخر اُس کی پرستش کرنے لگتے ہین - اِس مین شک نہین کہ للت وستر کا ہر صفحہ متضاد بیانات سے بھرا ہوا ہے لیکن ہنود کا دماغ اِس تضاد کو محسوس نہین کرتا اِن کا دماغ کسی اور سانچے مین ڈھلا ہوا ہے - ہم یورپیون کا منطقی استدلال کچھ اور ہے اور ہندوؤن کی منطق کچھ اور رامائن اور مہا بھارت کی قدیم کتابون سے لیکر اُن فلسفی تصانیف تک جن کا ذکر آگے ہوگا کوئی کتاب ایسی نہین ہے جو تضاد بیانات سے پُر نہو - بعض وقت منطقی استدلال ہوتا ہے لیکن یہ استدلال عورتون کا سا استدلال ہے اِس مین متضاد چیزون کی طرف مطلق توجہ نہین کی جاتی

پس اگر ہمین بدھ مذہب کو صحیح طور پر سمجھنا ہے تو ان فلسفی خیالات کے ساتھ جو اِس مین شامل ہو گئے ہین ہمین وہ گروہ دیوتاؤن کا بھی ملا لینا چاہیے جنہین ہند کے مذاہب چھوڑ نہین سکتے - شاکیامنی نے ہرگز برہمنی دیوتاؤن کو علیحدہ کردینے کی کوشش نہین کی اور نہ اُسنے ذات کو توڑنے کا ارادہ کیا - اس نے صرف مختلف ذاتون کے درمیان اخوت کی ہدایت کی نہ ذات چھوڑنے کی - ہند کی معاشرتی عمارت کا یہ وہ پتھر ہے کہ کسی اصلاح کرنے والے مین یہ قوت نہوئی کہ اسے علیحدہ کرے -

بدھ مذہب نہ تو برہمنی دیوتاؤن کا مخالف ہے اور نہ ذات کا البتہ اخوت و ہمدردی بنی نوع اس کے اخلاق کا اصل جز ہین -

اوپر کے بیان سے معلوم ہوگا کہ بدھ مذہب صرف برہمنی مذہب کی ترقی کا ایک زینہ تھا کیونکہ اس نے برہمنی دیوتا سب قایم رکھے صرف اخلاق کو بدل دیا - اس مین شک نہین کہ کئی صدی بعد اس مین اور قدیم برہمنی مذہب مین فرق پیدا ہو گیا لیکن یہ امر بھی یقینی ہے کہ ابتدا مین یہ کوئی نیا مذہب نہین خیال کیا جاتا تھا -

اشوک کے کتبون سے یہ ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ وہ کسی جدید مذہب کا پیرو تھا اگرچہ یہ کتبے تمام ہند مین پھیلے ہوئے ہین اور ان مین سے اکثر ہم تک پہنچے ہین لیکن ان مین بمشکل دو تین جگہ بدھ کا نام آیا ہے - ان کتبون



(۵۵) اودے پور کے مہارانا کا محل

مین اشوک نے ہرایک مذہب کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی رواداری کی ہدایت کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بُدھ مذہب کو بھی اُنہین مذاہب مین سے ایک مذہب سمجھتا ہے لیکن البتہ اُس کے بانی کے شاہزادہ ہونے کی وجہ سے اِس مین زیادہ خیر وخیرات کی تعلیم تھی۔

ہندوستان مین بُدھ مذہب کا نتیجۂ برہمنی مذہب مین ختم ہوجانا۔

ہم ثابت کرین گے کہ بدھ مذہب ہندوستان سے قدیم برہمنی مذہب مین ضم ہوجانے کی وجہ سے غائب ہوگیا۔ اُن دوسرے ممالک مین بھی جہان وہ گیا مثلاً گیا سیوؔ یا برماؔ وغیرہ مین برہمنی دیوتا اُس کے ساتھ گئے لیکن چونکہ یہ دیوتا پہلے سے قابض نہ تھے اور نہ یہان برہمن تھے جو انہین ہمیشہ بڑہا سے رکھنے کی کوشش مین رہتے۔ اِس لئے یہ دیوتا گویا بُدھ کے ماتحت رہے اور بُدھ اِن پر غالب رہا۔ انگکورؔ مین جو عمارات مل ہین انکی نسبت ایک مدت سے یہ مباحثہ چلا آتا ہے کہ یہ بدھسٹ ہین یا برہمنی کیون کہ ان مین دونون مذہبون کے دیوتاؤن کا میل جول ہے۔ لیکن جن محققین نے یہ بحث چھیڑی اگر انہون نے ہندوستان اور نیپالؔ کی عمارتون کو دیکھا ہوتا جہان اسی قسم کا میل موجود ہے۔ تو وہ ہرگز اِس شبہہ مین نہ پڑتے اور برماؔ مین بھی یہی بات ہے۔ مسٹر ڈیلر جو کہ برما مین ایک برٹش عہدہ دار تھے لکھتے ہین کہ برماؔ کے بدھسٹ ویدی دیوتاؤن علی الخصوص اندرؔ اور برہماؔ کی بھی پرستش کرتے ہین اور برماؔ کا بادشاہ اپنے دربار مین برہمنون کو رکھتا ہے۔ وہی صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ کوہ التا ئی کے حوالی کے مغل خوانین ویدی دیوتاؤن کو پوجتے ہین۔

جن واقعات کو ہم نے بیان کیا ہے اُن سے ثابت ہے کہ کتابی بُدھ مذہب اور برہمنی مذہب مین جو فرق عظیم تصور کیا گیا ہے وہ فی الواقع موجود نہ تھا بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اِس فرضی تفریق کے خیال نے اُن صریح مشابہتون کو جو ان دونون مذاہب مین ہین ظاہر ہونے سے روک دیا۔ ہاجسنؔ جو کہ انگریزون مین ایک بہت بڑا محقق گذرا ہے ہندوستان کے بدھسٹ سندون مین شیو دیوتاؤن کو دیکھکر سخت تعجب ظاہر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ کیون کر ان دو مذاہب مین جو ایک دوسرے سے اُسی قدر دور

مین جیسا آسمان زمین سے کسی قسم کا میل ہوسکتا ہے۔ ہاجسن اُس وقت نیپال کا رزیڈنٹ تھا اور اگر وہ ذرا آنکھ کھولکر دیکھتا تو اُسے معلوم ہوجاتا کہ خود نیپال کے مندرون مین بدھست اور برہمنی میل کس کثرت سے موجود ہے۔ لیکن اُس زمانہ مین اِن دونون مذاہب مین بعد المشرقین خیال کیا جاتا تھا اور وہم و گمان مین نہین آتا تھا کہ اِن دونون مین کوئی چیز بھی مشترک ہے۔

ایک ایسے فرضی خیال کا آنکھون مین خاک ڈالنا اور بھی زیادہ تعجب انگیز ہے۔ جب ہم دیکھتے مین کہ خود ایک انگریز مصنف نے اُس مشابہت کے متعلق جو بدھست اور برہمنی دیوتاؤن مین ہے ایک رسالہ لکھا ہے جس مین دکھایا گیا ہے کہ خود تعلیم یافتہ ہندو اُن مورتون مین جو قدیم مندرون مین پائی جاتی مین بدھست اور برہمنی دیوتاؤن مین تفریق نہین کر سکتے لیکن یہ مشابہت بآسانی سمجھ مین آجاتی ہے جب ہم اُس انضمام کو مدنظر رکھین جو بتدریج برہمنی اور بدھ مذہب مین واقع ہوا۔

فصل پنجم۔ بدھ مذہب کا ہندوستان سے اُٹھ جانا

ہندوستان مین بدھ مذہب کیون زائل ہوگیا۔

ہر شخص کو معلوم ہے کہ بدھ مذہب جو اِس وقت پچاس کروڑ خلق اللہ یعنی ایک ثلث بنی نوع انسانی کا مذہب ہے ہندوستان سے تمام ایشیا یعنی چین روسی تاتار و برہما وغیرہ مین پھیلنے کے بعد ساتوین یا آٹھوین صدی عیسوی مین اپنے وطن سے گویا بالکل نکل گیا اس وقت یہ صرف جزیرہ نما کے شمال وجنوب کے دو کنارون پر یعنی نیپال اور سیلون مین رہ گیا ہے ہنود کی کتابون مین اِس واقعہ اور اُس کے اسباب کے متعلق کچھ نہین لکھا ہے اور ہمین صرف یہ قیاس دوڑانا پڑتا ہے کہ شاید یہ واقعہ مذہبی ظلم کے سبب سے وقوع مین آیا ہوگا۔ اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ہنود کی سی نرم اور روادار قوم ایسا مذہبی ظلم کرتی اور یہ بھی فرض کیا جائے کہ جیسا عموماً تاریخ مین دیکھا گیا ہے اُس کے برخلاف اس ظلم سے بعوض

مذہب مین ترقی ہونے کے اُس مین زوال آیا۔ تب بھی یہ ایک حیرت انگیز اور خلاف قیاس امر ہے کہ ایک ایسے سیکڑون چھوٹی چھوٹی حکومتون مین تقسیم شدہ ملک مین جیسا ہندوستان ہے کل فرمانروا ون نے مل کر ارادہ کر لیا کہ ایک ایسے مذہب کو جو صدیون سے اُن کا آبائی مذہب تھا دفعۃً ملک سے نکال دین اور اپنی رعایا کو ایک دوسرے مذہب کے اختیار کرنے پر مجبور کرین۔

جس وقت سے مصنف نے ہندوستان کی عمارات کا معائنہ شروع کیا اُس وقت سے بدھ مذہب کی تبدیلی کے اسباب روشن ہونے لگے اور نیپال تک پہنچنے کے بعد تو یہ پورا عقدہ مصنف پر کھل گیا اور معلوم ہوا کہ اس وقت تک اس مذہب کے ہندوستان سے غائب ہو جانے کی بابت کس قدر غلط توجیہات کی گئی ہین مختصر یہ کہ تمام عمارتون کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد مصنف کو پورا یقین ہو گیا۔ بدھ مذہب صرف اس وجہ سے ہندوستان سے اُٹھ گیا کہ وہ بتدریج اُسی برہمنی مذہب مین شامل ہو گیا جس سے وہ نکلا تھا۔

بدھ مذہب مین بتدریج برہمنی مذہب سرایت کر گیا۔

بدھ مذہب مین یہ تغیر بہت ہی آہستہ و بتدریج واقع ہوا لیکن ایک ایسے ملک مین جہان تاریخ ہی نہین اور جہان کبھی کبھی پانچ پانچ اور چھ چھ صدیون تک واقعات کا پتہ نہین چلتا کسی واقعہ کے لیے زمانہ کا تعین کرنا مشکل ہے۔ یہان ہماری حالت اُن قدیم جیالجسٹ (ماہرین طبقات الارض) کی سی ہے جنہون نے طبقات زمین کے بڑے بڑے تغیرات کو دیکھ کر یہ توجیہ کی تھی کہ ان کے اسباب بہت ہی شدید انقلابات ہین جو وقتاً فوقتاً دفعۃً اور اچانک طور پر وقوع مین آتے رہے ہین۔ لیکن جدید علمی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ فطرت مین کبھی شدید انقلابات نہین ہوتے بلکہ فطرتی اسباب ہزارہا صدیون مین بتدریج اپنا عمل کرتے ہین اور تغیرات عظیم پیدا کر دیتے ہین۔

اس مذہبی تغیر کی تاریخ ہمین اُن منبت تصاویر اور مورتون اور مجسمون کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے جن سے ہندوستان کی مذہبی عمارات بھری ہوی ہین۔ ان سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ مذہب بدھ

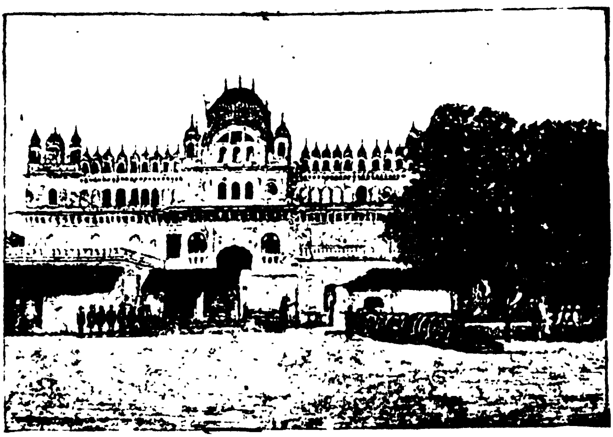
کا بانی جو خدا کا قائل نہ تھا خود خدا بن گیا اور جہان اُس کی مورت کا مندروں مین وجود ہی نہین تھا وہ بالاخر کل مندرون مین پُہنچ گیا۔ پہلے تو وہ برہمنی دیوتاؤن مین ملا جُلا لیکن اُن سے چڑھا بڑھا رہا اس کے بعد یہ اُس پر غالب آگئے اور بالآخر اُسے نکال باہر کیا۔

نیپال مین بدھ اور برہمنی مذہب کی قریبی مشابہت و باہمی رواداری کا پتہ چلتا ہے۔

جو توجیہ بدھ مذہب کے ہندوستان سے اُٹھ جانے کی اوپر کی گئی اُس کو درجہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے ہمین ساتوین صدی عیسوی کے قریب کا زمانہ دیکھنا چاہئے۔ یا کسی ایسے ملک کی طرف نظر ڈالنی چاہئے جہان اُس وقت یہ تغیر ہو رہا تھا۔ یہ ملک نیپال کا ہے جہان اس وقت بھی بدھ مذہب موجود ہے۔ اور جس نے برہمنی مذہب کے اثر کا جو تمام ہندوستان مین تغیرات عظیم پیدا کر رہا تھا پوری طرح مقابلہ کیا۔ نیپال مین اس وقت بدھ مذہب کی وہی حالت موجود ہے جو ساتوین صدی مین برہمنی مذہب کے میل سے پیدا ہوئی تھی۔ یہان کے مندرون مین برہمنی دیوتا اور بدھ دیوتا اس طرح ملے جلے ہوئے ہین کہ مطلق تمیز نہین ہو سکتی کہ کون سا مندر کس فرقہ کا ہے۔ اسی نیپال مین انگریز محققین نے اس مشابہت تامہ محسوس کیا تھا اگرچہ وہ اس کی درست توجیہ نہ کر سکے۔ وہ واقعہ جو ہندوستان کی قدیم مذہبی عمارات کو مطالعہ کئے بغیر اس درجہ مشکل سے سمجھ مین آتا تھا ان عمارات کے مطالعہ سے فوراً صاف اور آسان ہو جاتا ہے۔ اور یہ امر ثابت ہو جاتا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ مین ایک زمانہ ایسا تھا کہ برہمنی اور بدھ دیوتاؤن مین اس درجہ میل ہو گیا کہ خود ہندو مصنفین بھی اس زمانہ کے مندرون کی بمشکل تفریق کر سکتے ہین اور اُسی مندر کو کبھی بدھسٹ کہتے ہین اور کبھی برہمنی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمین ایک ہی زمانہ کی عمارتون مین بدھ اور برہمنی مندر ایک دوسرے کے پہلو مین نظر آتے ہین۔ اگر ہم اپنے تخیل کو اُس قدیم زمانے تک پہنچائین جبکہ برہمنی اور بدھ مذہب آپس مین شیر و شکر ہو رہے تھے۔ اور ان مین التباس پیدا ہو تا تھا تو بخوبی ہماری سمجھ مین آسکتا ہے کہ اُس زمانہ کے بادشاہ اپنے روپیہ کو ان دونون مذاہب کی یادگارون مین اُسے فیاضی سے صرف کرتے تھے جیسے

(۵۶) اودے پور کے جھیل اور مہارانا کا محل





(۱۳۶) ریاست چھتر پور کے راجہ کا جدید محل

یورپ کے ازمنۂ متوسطہ مین کوئی بادشاہ مختلف عیسائی فرقون کے گرجون کی تعمیر کراتا تھا۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس کے متعلق صرف اُس چینی زائر ہیوئین سانگ کا بیان ہم تک پہنچا ہے اور وہ ایک ہندو راجہ کا ذکر کرتا ہے جس نے کسی تقریب مین اپنی فیاضی کو برابر برابر اُس وقت کے دونون مذاہب پر تقسیم کیا۔ یعنی پہلے دن تو اُسنے بدھ مذہب والون کو اپنی داد و دہش سے مستفید کیا اور دوسرے دن برہمنی کو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ دونون مذہب آپس مین ملے جلے ہوئے تھے اور یہ قبل تھا اُس زمانہ کے جب وہ بالکل باہم منضم ہو گئے۔ نیپال مین ہمین اس اتصال کا پورا پتہ چلتا ہے۔

نیپال بدھ مذہب کا قدیم گہوارہ ہے

بدھ مذہب نیپال مین بہت قدیم زمانہ مین گیا۔ بلکہ روایات مین بیان کیا گیا ہے کہ خود شاکیا منی بنفس نفیس وہان گئے تھے اور نیپال ہی کی قدیم خانقاہون مین اس مذہب کی سب سے پرانی کتابین ملی ہین۔ انہین روایات مین بیان کیا گیا ہے کہ اشوک جو تیسری صدی قبل مسیح مین مگدھ کا بادشاہ تھا اس ملک مین سنبوناتھ اور پشپتی وغیرہ مقدس مندرون کی زیارت کو آیا تھا اور اسی نے پاٹن کا شہر جس کا نیپالی نام للت پاٹن ہے بسایا تھا۔ ظاہراً یہ پاٹلی پتر کی خرابی ہے جو کہ اشوک کا دار الحکومت تھا۔ یہان بہت سے مندرون کے کھنڈر ٹیلون کی صورت مین ہین نہایت قدیم زمانے سے اشوک کی طرف منسوب کیے جاتے ہین۔

نیپال مین بدھ اور برہمنی مذہب کے تعلقات

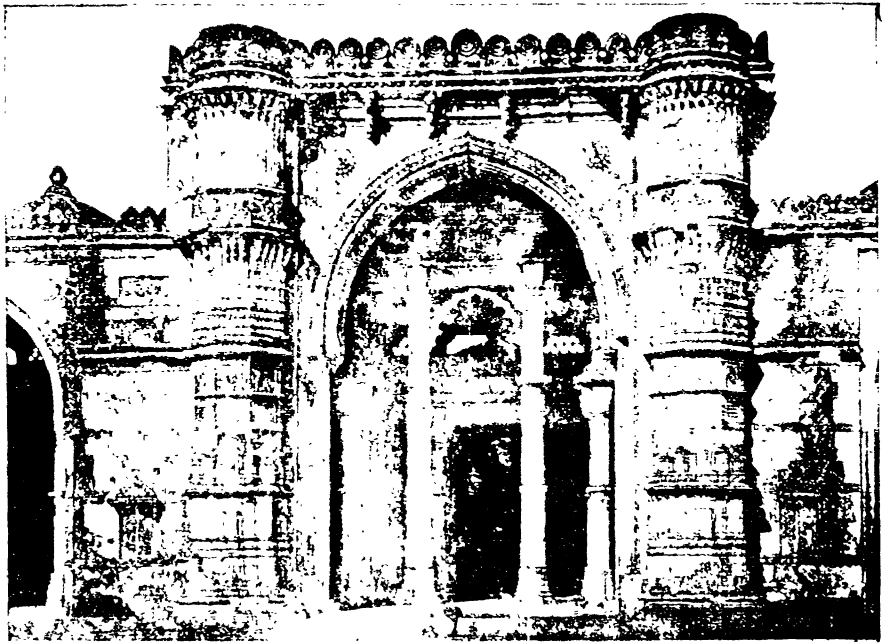
پس نیپال کا ملک بدھ مذہب کے قدیم گہوارون مین سے ہے اور یہ مذہب یہان دو ہزار سال سے رائج ہے۔ اگرچہ اس ملک کے ہندوستان سے علیحدہ ہونے کے سبب سے یہان بدھ مذہب قائم رہ گیا ہے لیکن یہ علیحدگی مذہب کو ان تغیرات سے نہ بچا سکی جو اُس مین برہمنی مذہب کی ہمسائگی کی وجہ سے وقوع مین آئین اور جنھون نے بالآخر اُسے برہمنی مذہب مین ضم کر دیا۔ کیونکہ دنیا مین جہان کہین ایک ہی قسم کے اسباب پیدا ہوتے ہین تو اُن سے نتیجہ بھی ہمیشہ ایک ہی

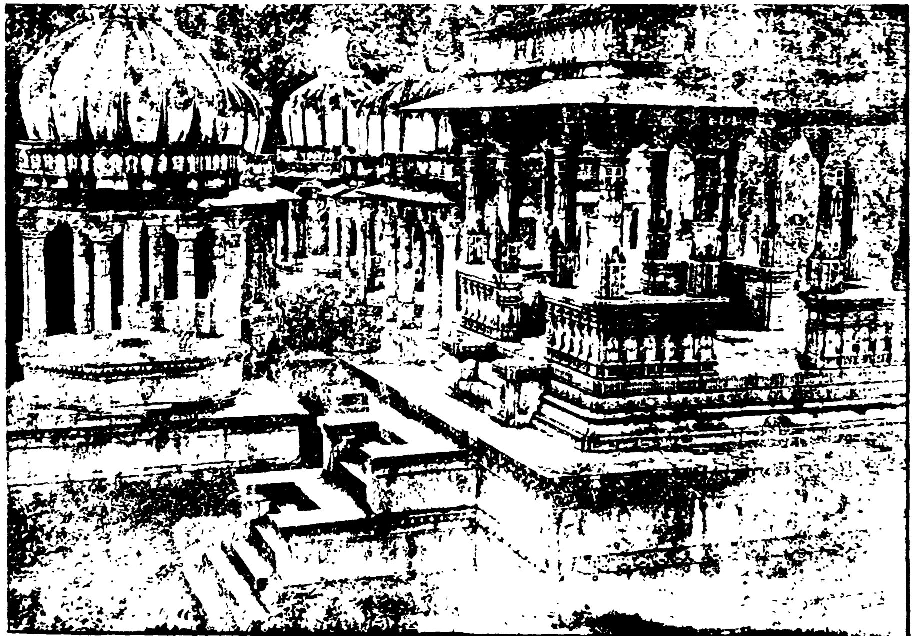
خاص حالت کے لحاظ سے دونون مذہبون کا اتصال مدت دراز مین ہوا اگر ایسا نہوا ہوتا تو ہمین یہ بات کہ بدھ مذہب کی حالت ساتوین یا آٹھوین صدی عیسوی مین کیا تھی ہرگز نہ معلوم ہوتی - یہ وہ زمانہ ہے جب کہ خانقاہی نظامات ٹوٹ چکے تھے - مذہبی خدمتین آبائی ہو چکی تھین - اور پرانے دیوتا پھر قوت پیدا کئے تھے - نیپال مین جو حالت بدھ مذہب اور برہمنی مذہب کی ساتوین صدی مین تھی وہ اس وقت بھی موجود ہے - یعنی یہ علیحدہ تو ہین لیکن ان دونون مین وہ اتحاد اور ایک دوسرے کی رواداری پائی جاتی ہے جو اُس وقت تمام ہندوستان مین تھی اور جو بدھ مذہب کے ختم ہو جانے کے ماقبل کی حالت تھی - ان دونون مذہب کا باہمی اتحاد اس درجہ پر ہے کہ اس وقت نیپال مین مندر - دیوتا اور مذہبی مراسم ایسی موجود ہین جو دونون فرقون مین مشترک ہین

نیپال کے بدھ مذہب کی تثلیث

بعوض اسکے کہ فلسفی فرقون کے اعتقادات بیان کئے جائین اور کہا جائے کہ بدھ مذہب مین دنیا گویا ایک مادہ ازلی سے بنی ہوئی ہے جس مین خود قوت خلاقی موجود ہے اور گویا یہی خود سارے عالم کا خدا ہے نیپال کے بدھ مذہب مین تین (۳) دیوتاؤن کی پرستش سکھائی گئی ہے - اول آدی بدھ جو گویا سب سے بڑا خدا ہے اور اُس سے مراد روح ہے دوسرے دھرم جس سے مراد مادہ ہے تیسرے سنگھ جس سے مراد خارجی دنیا ہے جو روح اور مادہ کے اتصال سے پیدا ہوئی ہے - یہ تثلیث جو برہمنی برہما وشنو اور شیو کی تثلیث کے بالکل مماثل ہے ایک مثلث کے ذریعہ سے جس کا مرکز ایک نقطہ ہے ظاہر کیجاتی ہے یہ نقطہ آدی بدھ کی نشانی ہے جو تمام عالم کا سبب اول ہے -

اس تثلیث سے اُترکر برہمنی مذہب کے بہت سے دیوتا ہین وشنو - شیو - گنیش - لکشمی - وغیرہ وغیرہ یہ قوت مطلق سے پیدا ہوئے ہین اور عالم پر حکومت کرتے ہین - اگرچہ ان کا وہ عالی مرتبہ نہین رہا جو برہمنی مذہب مین تھا تاہم بھی ان کا درجہ بدھ مذہب مین اتنا رکھا گیا ہے کہ یہ کل مخلوق کی عبادت کے لایق سمجھے جاتے ہین - نیپال کے مذہب مین روح کے متعلق قریب قریب وہی خیالات ہین جو قدیم برہمنی





(۵۰) رانایان کا اودے پور کا مقبرہ

مذہب کے تھے یعنی روح جس مین حیوانات کی ارواح بھی شامل ہین۔ آدی بدھ سے پیدا ہوئی ہے اور بے انتہا مدارج تناسخ کو طے کرنے کے بعد پھر اُسی آدی بدھ مین جس سے وہ نکلی تھی شامل ہوجاتی ہے یہی اتصال جس کے ذریعہ سے تناسخون کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے وہ الغیر جزو ہے جس کی طرف کل نیک چلن بدھسٹ لو لگائے ہوئے ہین۔ ان تناسخون کی تعداد اور اِن کی نوعیت بالکل انسان کے اُن افعال پر مبنی ہے جو اُس سے زندگی مین صادر ہوتے ہین اور انہین افعال سے اُس کی آیندہ حالت کا قطعی فیصلہ ہوتا ہے۔

خود بانی مذہب کے متعلق یہ اعتقاد ہے کہ شش اور بدھون کے جو اِس سے قبل آچکے ہین وہ بھی ایک ذات مقدس ہے جس نے ہزار ہا زندگیون کے ذریعہ سے تزکیہ حاصل کیا ہے اور اُس درجہ کے قریب آگیا ہے کہ آدی بدھ مین ضم ہوجاے

> نیپال کے بدھسٹون مین برہمنی اوتار بھی مانے جاتے ہین۔

نیپال کے باشندون مین علی الخصوص شمبھوناتھ والے آدی بدھ کے معتقد ہین۔ ان سب فرقون مین مذہبی تثلیث یعنی بدھ۔ دھرم۔ اور سنگھ۔ یہ تینون مجسمون کی صورتین دکھائے گئے ہین۔ جو پالتھی مارے ہوے کنول کے پتے پر بیٹھے ہوے ہین۔ بدھ کے دو ہاتھ ہین اور دھرم اور سنگھ۔ کے عموماً چار چار۔ اِن تینون مین صرف دھرم جو کہ مادہ کی دیبی ہے عورت کی صورت مین دکھائی گئی ہے اس تثلیث سے اُتر کر پرستش کی چیزون مین زیادہ تر اِس مذہب کا بانی اور اِس کے اسبق کے بدھ ہین جس مین سے بعضے تو دیوتاؤن کی صورت مین ہین اور بعض انسانی صورت مین۔ اِن کے بعد برہمنی دیوتا شروع ہوتے ہین۔ شیو کا اوتار ہینکال اور شیو کی بی بی کالی اندر جو آسمان کا بادشاہ ہے گرڈ جو کل پرندون کا بادشاہ ہے گنیش عقل و فہم کا دیوتا جس کا سر ہاتھی کی صورت ہے وغیرہ وغیرہ۔ ان مین سے گنیش کی بہت بڑی عزت کی جاتی ہے اور اِس کی صورت ہر ایک مندر کے دروازہ پر ہوا کرتی ہے۔ پرستش کا سلسلہ اسی برہمنی دیوتا کی پوجا سے شروع ہوتا ہے

نیپال کے بدھسٹون نے ہندو لنگ کو بھی اختیار کیا تھا لیکن اُس کے معنی بدل دیے تھے۔ بعوض اِس کے کہ اسے شیو کی قوت خلاقی کا آلہ مانا جاوے۔ نیپال کے بدھسٹ لِنگ کو اُس کے کنول کے پھول کی نشانی مانتے ہین جس مین سے آدی بدھ نے شعلہ کی صورت مین ظہور کیا۔ اِس لنگ کی صورت مین بھی تغیر کر دیا گیا ہے یعنی اِس کے چارون طرف چار بدھ کندہ کیے گئے ہین اور اس کی نوک پر چیتے کا بند بنا دیا گیا ہے۔

نیپال کے بدھ مذہب مین برہمنی میل — اِس بیان سے معلوم ہوگا کہ نیپال کے بُدھ مذہب مین کس قدر برہمنی میل ہے۔ اسی طرح برہمنی مذہب کے پیرون پر بھی بُدھ مذہب کا بہت کچھ اثر پڑا ہے۔ مثلاً شیو کے مندرون مین اکثر بدھ کی مورت پائی جاتی ہے اور ایسی عبادت گاہین کثرت سے موجود ہین جن مین اِن دونون فرقون کے دیوتا ملے جلے ہوے ہین۔ اور اِن مین دونون فرقون کے اشخاص عبادت کرتے ہین۔ اِن دونون مذہب کا باہمی میل جول جو نیپال کے مندرون مین نظر آتا ہے وہ اِس ملک کی روایات و حکایات اور مذہبی رسوم وغیرہ مین بھی موجود ہے۔ بعض مذہبی رسوم کے متعلق تو یہ کہنا محال ہے کہ یہ بدھ مذہب سے متعلق ہین یا برہمنی مذہب کے کل نیوار ایک ہی خوش اعتقادی سے دونون فرقون کے مندرون مین پرستش کرتے ہین۔

یہ ہے اصلی حالت بدھ مذہب کی نیپال مین اور جو کچھ اوپر بیان کیا گیا اُس سے بخوبی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ اِس میل جول کا نتیجہ دو تین صدیون مین یہی ہونے والا ہے کہ بدھ مذہب بالکل برہمنی مذہب مین ضم ہوجاوے گا کسی آیندہ زمانہ مین کوئی سیاح جو نیپال کی موجودہ حالت سے اور اِن دونون مذاہب کے اتحاد کلی سے ناواقف ہو۔ وہ البتہ اُسی طرح جس طرح حال کے محققین نے کیا ہے بُدھ مذہب کے ہندوستان سے اُٹھ جانے کو جبری اسباب کی طرف منسوب کرے گا۔ لیکن جس وقت وہ ہزارہا مندرون کے کھنڈرون پر جن سے اُس وقت یہ سرزمین بھری ہوگی نظر ڈالے گا تو اُسے معلوم ہوجاوے گا کہ جبر سے کہان تک کام



(۵۹) محافظ خاں کی مسجد احمد آباد

دیا گیا ہے لیکن اگر یہی سیاح جسکو ہم فرض کر رہے ہین بجائے محض ایک ہی مذہب کی تحقیق پر اکتفا کرے بلکہ سیاحت کے ذریعے ساری ملک مین پھر کر مختلف مذاہب کا مطالعہ کرے تو پھر وہ ہرگز ایسی غلطی مین نہ پڑیگا۔ یہ طریقہ محقق کتابونکی پڑھنے سے بہت زیادہ سودمند ہے۔ اِس طریقے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ ہندوستان ہی وہ سرزمین ہے جہان وہ کل اعتقادی مدارج جن کو ایک کثیر التعداد مخلوق نے سالہاسے دراز سے اِس موجودہ زمانہ تک طے کیا سب ہماری نظرون کے سامنے موجود ہین اور اس ملک کے مذہبی اعتقادات اور مذہبی نظامات مین ابتدا سے لے کر موجودہ زمانہ تک کیا کیا تغیر واقع ہوئے ہین۔ یہ اُس قسم کے تغیرات ہین جن کے صرف اخیر نتائج کتابون مین دکھائے گئے ہین۔ لیکن اُن کی تدریجی حالت صرف مذہبی عمارات اور یادگارون کے مطالعہ سے ظاہر ہوسکتی ہے۔

فصل ششم۔ بُدھ مذہب کا فلسفہ

بُدھ مذہب مین بھی فلسفی فرقے اُسی طرح قائم ہوئے جس طرح برہمنی مذہب مین قائم ہوئے تھے۔ اِن فلسفی مسائل مین جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے کسی قسم کی جدت نہین ہے لیکن چونکہ ان مین سے بعض کتابون کو یہ شہرت حاصل ہوا ہے کہ وہ یوروپی زبانون مین ترجمہ ہوئین اور انہین پر اِس مذہب کے متعلق خیالات قائم کیے گئے ہم سرسری طور پر ان مسائل کا ذکر کرین گے۔

سب کچھ خواب یا مایا ہے

بُدھ فلسفہ کا دارومدار محض اس اعتقاد پر ہے کہ کُل چیزین بے بنیاد ہین۔ زمین کی کل چیزین اور آسمان کی کل چیزین۔ جو کچھ ہمین نظر آتا ہے اس کا وجود صرف ظاہری ہے یہ ایک قسم کا منظر ہے جو ہر وقت سامنے رہتا ہے۔ اِس کی مثال سمندر کے جھاگ کی سی ہے جو پانی کی سطح پر بنتی ہے اور بگڑ جاتی ہے۔ مرد عورت۔ اشیائے خارجی۔ زندگانی اشخاص۔ کسی چیز کا حقیقی وجود نہین ہے۔ یہ سب ہمارے متخیلہ کی مخلوقات ہین۔ اِن کی مثال بالکل دھوکے اور خواب کی سی ہے یہ گویا فریبندہ چیزین

ہین جیسے چاند کا عکس پانی کے اوپر۔

اس فلسفہ مین جس کی عبارت تک یوروپ دماغ ہرگز نہین پہنچ سکتا خدا اور خالق مطلق جس کا وجود عالم سے ماقبل مانا جاسے کوئی چیز نہین ہے۔ کائنات کا سلسلہ غیر متناہی ہے اس کی ابتدا اور اس کی انتہا دونون غیر متناہی ہین۔ وجود اور فنا اجزا کا علیحدہ ہوجانا اور پھر مجتمع ہوتا یہ سلسلہ علل ومعلولات کا جس مین علت معلول اور معلول پھر علت ہوجاتا ہے ایک غیر متناہی سلسلہ ہے جس کی نہ ابتدا تھی اور نہ انتہا ہوگی۔ بدھ فلسفیون نے جہان مخلوقات سے انکار کیا ہے وہان انھون نے قسمت اور تقدیر سے بھی جو کل یونانی مذاہب کا اصولی مسئلہ ہے انکار مطلق کر دیا ہے۔ کائنات مین تقدیر کوئی قوت نہین ہے۔ ہر ذی روح کا مستقبل خود اس کے اعمال اور افعال پر مبنی ہے۔ یہی اصل قانون ہے افعال انسانی کا اور ان کے کل نتائج دائمی ہین ایک بہت بڑے سلسلہ زندگانی کو طے کرنے کے بعد محض نیک چلنی کے ذریعہ سے ہر ذی روح اُس فنا کے درجہ کو پہونچ سکتا ہے جس مین نہ رنج ہے نہ غم یہ درجہ نروان کا ہے جس مین پہنچنے کے بعد تناسخ کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔

ان فلسفہ کی کتابون مین استدلال کے وہ مدارج دکھائے گئے ہین جن کے ذریعہ سے انسان عالم کو غیر موجود اور دھوکا ماننے تک پہنچتا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ جس وقت کوئی بدھ اشکال اور اصناف کے تصور سے اوپر بڑھ جاتا ہے تو پھر وہ فضائے غیر متناہی تک پہنچ جاتا ہے۔ جب وہ فضائے غیر متناہی سے بھی تجاوز کرتا ہے تو پھر عقل غیر متناہی تک پہنچتا ہے جب وہ عقل غیر متناہی سے بھی تجاوز کر گیا تو پھر وہ اُس مقام تک پہنچتا ہے جہان کسی چیز کا وجود نہین ہے جب وہ اِس درجہ سے بھی بڑھا تو وہ اُس مقام تک پہنچتا ہے جہان نہ تصور ہے اور نہ عدم تصور۔ اِس درجہ کو حاصل کرنے کے بعد پھر وہ تصور اور ادراک کی قیود سے چھوٹ جاتا ہے اُس وقت اُس مین نہ کسی شے کے تصور کی قوت رہتی ہے اور نہ وہ اشیا کے وجود یا عدم وجود کے متعلق کچھ خیال کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خیال خود ایک تصور ہے جس سے وہ

بھرا ہوا ہے اِس کا بھی وجود فی الخارج نہین - یہ بھی ایک دھوکا اور خواب ہے یہ فلسفی خیالات جن کی نسبت کہا جاسکتا ہے کہ یہ بے انتہا عمیق ہین اکثر اوقات محض منطقی استدلال تک منتہی ہوتے ہین - ہر ایک مسئلہ کے متعلق بدھ فلسفہ پہلے تو اقرار کرتا ہے اور پھر انکار اور پھر وہ اس درجہ تک پہنچتا ہے جس مین نہ اقرار رہے نہ انکار مثلاً اگر پوچھا جاے کہ بعد موت کے بھی بدھ قایم رہے گا تو اُس کا جواب یہ ہوگا کہ بدھ بعد موت کے قائم ہے اور بُدھ بعد موت کے قائم نہین ہے - بدھ بعد موت کے نہ تو موجود ہے اور نہ غیر موجود -

جنوبی ایشیا کے بدھسٹون کے عقائد ماخوذ رسالہ سوال و جواب	بعض یوروپی محققین نے اِس خیال سے کہ تمام دنیا مین بدھ مذہب پھیل جاے (جو کہ مین خواہش اِس مذہب کے پیروؤن کی ہے اور کوئی امر محال بھی نہین ہے)

اِن فلسفی خیالات کو جمع کر کے ایک سوال و جواب کا رسالہ بنایا ہے جس پر سیلون کے بڑے گرو سری مہ نے اپنی مہر کی ہے مگر فی الواقع اس مین جدید خیالات معلوم ہوتے ہین - اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گرو صاحب نے بلا پڑھے ہوے اور غور کیے ہوے ایک ایسی کتاب کو شایع کرنے کی اجازت دیدی ہے جس کے مسائل بعض بُدھ کتابون سے بالکل مخالف ہین - لیکن چونکہ اس مجموعہ مین فلسفی مسائل کو صریح الفاظ مین بیان کیا گیا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنوب کے بدھ اِن عقائد کے پابند ہین ہم اِس مجموعہ کا انتخاب ذیل مین درج کرتے ہین -

سوال نمبر ۵ - وہ کون سی روشنی ہے جو ہمارے جان کو ضایع کرسکتی ہے اور ہمین ہر قسم کی تکلیف سے علیحدہ کرسکتی ہے ؟ -

جواب - یہ روشنی اُن حقایق کا علم ہے جن کو بُدھ نے حقایق اربعہ کا نام دیا ہے -

سوال نمبر ۵ - ان چارون حقایق کے نام بیان کرو -

جواب - اول زندگانی کی مصیبت دوم اِس مصیبت کا سبب یعنی خواہش نفسانی جو

بروقت بڑھتی رہتی ہے اور کبھی پوری نہین ہوتی - سوم - اِس خواہش کو دور کرنا - چہارم - اِس خواہش کے دور کرنے کے ذرائع -

سوال نمبر ۹۴ جب ہمین نجات حاصل ہوجاتی ہے تو پھر اس کے بعد کون سا درجہ ہے ؟

جواب نروان کا درجہ -

سوال نمبر ۹۵ نروان کیا چیز ہے ؟

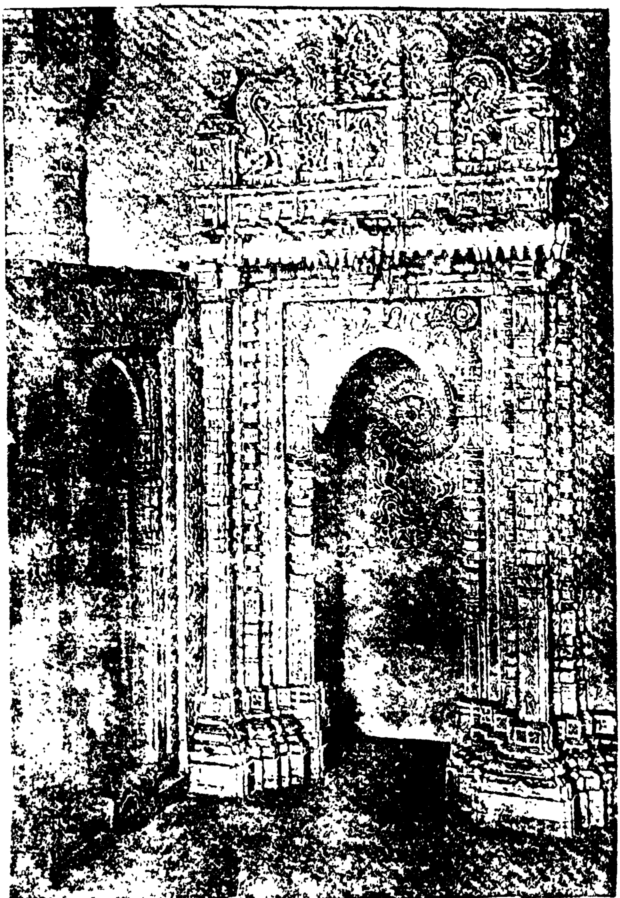
جواب نروان وہ قالب ہے جس مین کُل تغیرات موقوف ہوجاتے ہین - وہ سکون مطلق حاصل ہوجاتا ہے جس مین نہ نفسانی خواہشین ہین نہ دھوکے اور نہ مصیبتین - جس مین وہ کُل چیزین جو انسان کو جسم سے ملاے ہوئے ہین بالکل مفقود ہوجاتی ہین - نروان کے درجہ کو پہنچنے سے پہلے انسان بار بار جنم لیتا ہے - جب نروان کو پہنچ گیا تو پھر تناسخ کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے -

سوال نمبر ۹۶ کیا ہمارے نیک اور بُرے کام ہماری حالت پر اور اُس صورت پر جس مین ہم بار بار جنم لیتے ہین کوئی اثر رکھتے ہین ؟

جواب بیشک عام قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہمارے اعمال مین غلبہ نیک کامون کا ہے تو ہم اچھی حالت مین خوش و خُرم پیدا ہون گے لیکن اگر اس کا عکس ہے تو ہم تکلیف اور مصیبت کی حالت مین پیدا ہون گے -

سوال نمبر ۹۷ بُدھ مذہب کے واعظون اور دوسرے مذہب کے واعظون مین کیا فرق ہے ؟

جواب دوسرے مذہب کے واعظ اپنے کو انسان اور خدا کے بیچ مین ایک واسطہ قرار دیتے ہین اور خدا سے گناہون کے بخشوانے مین مدد دیتے ہین برخلاف اِس کے بُدھ واعظ کسی قسم کی خدائی قوت کو نہین مانتے لیکن وہ بُدھ کی تعلیم کے مطابق خود زندگی بسر کرتے ہین اور دوسرون کو راہ راست کی ہدایت کرتے ہین بُدھ مذہب مین کسی ذاتی خدا کا اعتقاد ایسا خیال کیا جاتا ہے جیسا کہ جُہال کے تخیلہ نے



٦٠١، مسجد محافظ خاں کی سنگ مرمر کا محراب

ایک بہت بڑا سایہ فضائے عالم پر ڈال دیا ہو۔

سوال نمبر ۱۲۱۔ بدھ مذہب اور دوسرے مذاہب میں کون سا بڑا فرق ہے ؟

جواب جنوب کے بدھ مذہب کی تعلیم اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے لیکن بلا کسی خدا کے۔ اور اس میں وجود انسانی مسلسل مانا گیا ہے لیکن بلا خیال روح کے۔ آسودگی اور خوشی ہے لیکن بلا جنت کے۔ راہ نجات ہے لیکن بلا کسی خاص نجات دلانے والے کے۔ نجات کا حاصل کرنا محض انسان کی ذات پر ہے جس میں اعمال۔ ادعیہ۔ توبہ۔ اور واعظ۔ اور شفیع کا مطلق کوئی دخل نہیں ہے۔ الغرض اعلیٰ ترین درجہ زندگی ہی میں اور اسی دنیا میں حاصل ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۲۲۔ کیا بدھ مذہب بقائے روح کے مسئلہ کو تسلیم کرتا ہے ؟

جواب جنوبی بدھ روح کو ایک ایسا لفظ خیال کرتے ہیں جس کو جہال ایک بے بنیاد چیز کو ظاہر کرنے کے لئے استعمال کرتے ہیں جبکہ ہر ایک چیز جس میں خود انسان بھی شامل ہے ہر وقت تغیر میں ہے تو پھر اُس کا ہر ایک حصہ ہمیشہ بدلتا رہنا چاہئے۔

پس جو چیز ہر وقت بدلتی ہے اُس کو قیام نہیں ہے اور وہ چیز جس کو قیام نہیں ہے اس میں سے کوئی ایسا حصہ کیونکر فرض کیا جا سکتا ہے جس کو بقا ئے دائمی ہو۔

سوال نمبر ۱۲۳۔ اگر بقائے روح انسانی کے خیال کو نامنظور کیا جاوے تو پھر اس کا کیا سبب ہے کہ انسان اپنی شخصیت کو ایک مستقل چیز مانتا ہے ؟

جواب اس کا نام بدھ مذہب میں تنہہ ہے یعنی وہ خواہش زندہ رہنے کی جو کبھی نہیں بجھتی۔ جب کوئی شخص ایسے اعمال کر چکتا ہے جن سے وہ جزا یا سزا کا مستوجب ہو تو پھر یہی تنہہ ہے جو کرم کے قواعد کے مطابق اُسے دوبارہ وجود میں لاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۲۴۔ وہ کون ہے جو دوبارہ جنم لیتا ہے ؟

جواب ۔ یہ ایک مجموعہ اسکندون کا ہے یعنی ایک ایسی شخصیت ہے جو شخص فوت شدہ کے اخلاقی رجحانون سے پیدا ہوئی ہے اسی کا نام اسکند ہے۔

سوال نمبر ۱۴۸ ۔ آیا یہ نیا مجموعہ اسکندون کا یہ نئی شخصیت وہی وجود ہے جو تنہا کے زور سے اس کے ماقبل کی زندگی مین پیدا ہوا تھا؟

جواب ۔ ایک معنی مین تو وہی ہے اور ایک معنی مین وہ نہین ہے ہمارے زمانہ زندگانی مین اسکند بالکل بدلتے رہتے ہین مثلاً زید جس کی عمر چالیس سال کی ہے ایک معنی مین وہی شخص ہے جو وہ اٹھارہ سال کی عمر مین تھا لیکن اس کے جسم اور اُس کی خصائص روحانی اور اس کی اخلاقی حالت مین اتنا بڑا تغیر ہوگیا ہے کہ ایک معنی مین یہ وہ شخص نہین بلکہ ایک دوسرا شخص ہے جب انسان بڈھا ہو جاتا ہے تو اُسے اُن کل افعال نیک بد کے نتائج کو جو اُس سے اوائل عمر مین سرزد ہوئے ہین بھگتنا پڑتا ہے اسی طرح یہ نیا شخص جو دوسرے جنم مین پیدا ہوتا ہے اگرچہ اس کی شکل بدل گئی ہے اور اس کے اسکند نئے ہین اُن افعال کے نتائج کا پابند ہے جو کہ اس سے پچھلی زندگی مین سرزد ہوئے تھے اور ان معنون مین وہ وہی شخص ہے جو پہلے پیدا ہو چکا تھا اور مر گیا تھا۔

اصل وقدیم بدھ مذہب جدید فلسفیانہ بدھ مذہب سے علیحدہ تھا

اس انتخاب کو ختم کرنے کے بعد مین پھر اُسی قول کا اعادہ کرون گا جو اوپر بیان ہو چکا کہ وہ بدھ مذہب جو بدھ زمانہ مین ہندوستان مین رائج رہا اور جس کی حالت ہمین مذہبی عمارتون کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے بالکل اُس مذہب سے علیحدہ تھا جو فلسفی کتابون مین درج ہے۔ فی الواقع اس فلسفی مذہب کو اصل بدھ مذہب سے اُتنا بھی تعلق نہین جتنا کہ نصرانی مذہب کو یونانی بُت پرستی سے تعلق ہے اصلی بدھ مذہب دیوتاؤن کی کثرت مین ہندوستان کے کل مذہب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ اس مین برہمنی مذہب کے کل دیوتا شامل ہو گئے ہین۔ وہ بدھ مذہب جو ہمین عمارتون مین دکھائی دیتا ہے واقعی ایک مذہب ہے برخلاف اسکے وہ مذہب جو شاکیامنی سے

جیسے سہال ما بعد فلسفی تصانیف مین دکھایا گیا ہے مذہب نہین ہے بلکہ فلسفہ ہے۔

ان دونون خیالات مین ویسا ہی فرق عظیم ہے جیسا خدا پرستی اور دہریت مین اگر کوئی اتحاد ان دونون مین ہے تو محض نام کا ہے

فصل ہفتم۔ بُدھ زمانہ کی معاشرت

اگر ہم اُس عمدہ اخلاقی اثر کا جو بُدھ مذہب نے انسانی معاشرت پر ڈالا ہے اندازہ کرنا چاہین تو ہمین شہنشاہ اشوک کے احکام کا مطالعہ کرنا کافی ہوگا۔ اِن احکام مین ہر قسم کے اتفاق صلح اور خیر خیرات کی تعلیم کی گئی ہے۔ یہ کوئی سیاسی قانون کا مجموعہ نہین ہے بلکہ ایک قسم کے مذہبی احکام ہین جن مین اِس بادشاہ کی نیک نیتی اور اس کے رعایا کی سادگی۔ خوش چلنی۔ خوف خدا اور بندگان خدا کی محبت۔ اور عظمت کا پرتو نظر آتا ہے۔

منو اور اشوک کے احکام کا مقابلہ

منو کے قانون اور اشوک کے احکام مین تین بڑے بین فرق ہین۔ اوّلاً عام نیکی اور مہربانی جو صرف انسانون تک محدود نہین بلکہ حیوانات پر بھی شامل ہے اور اِن کے جان لینے کو منع کرتی ہے۔ دوم۔ کل ذاتون کی مساوات اور اُن کو اِس امر کی منادی کہ اِن مذہبی احکام کو سنین اور بادشاہ کے دیے دن سے فائدہ اُٹھائین۔ سوم۔ عام رواداری جو ہر مذہب کے اور ہر فرقہ کے اشخاص کو ایک ہی نظر سے دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ سب ایک ہی تخیل کی طرف متوجہ ہین اگرچہ انکے راستے مختلف ہین۔ برہمنی مذہب مین حیوانات کا کچھ تھوڑا بہت خیال کیا جاتا تھا کیونکہ یہ بھی مسئلہ تناسخ کے اجزا تھے اور انمین بھی روح مطلق کا وجود مانا گیا تھا لیکن انکے ساتھ ہی انکو مارنے اور انکی جان لینے مین کوئی پاپ نہ تھا چھتری راجاؤن کا بڑا شغلہ شکار تھا علاوہ بہت اقسام کے جانورون کو دیوتاؤن پر چڑھاتے تھے۔

لیکن اشوک نے اِس رسم کو بالکل بند کر دیا۔ اُس کے احکام مین لکھا ہے۔

حیوانات پر رحم کرنا "ہر روز سیکڑون جانور مختلف طرح پر مارے جاتے ہین اور اِس مین شک نہین کہ اگر ارادہ نیک ہو تو ان کا مارنا جائز سمجھا جا سکتا ہے لیکن ارادہ کو معلوم کرنا ایک مشکل امر ہے اسلئے بہتر یہ ہے کہ اِس فعل سے احتراز کیا جائے آج سے حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی حیوان نہ مارا جائے"

اشوک نے جہان انسانون کی آرام اور بہبودی کا انتظام کیا ہے وہان حیوانات کے لئے بھی انتظام کیا ہے۔ دوسرے احکام مین لکھا ہے۔

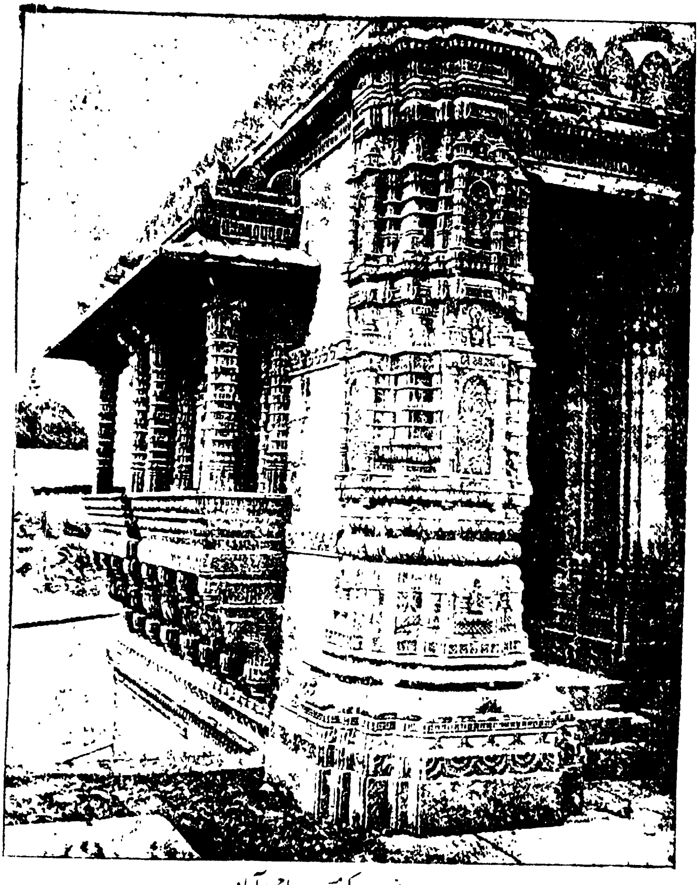
"اِسی قسم کے نباتات جو انسان اور حیوانات کے لئے مفید ہون ایسے مقامات پر جہان وہ بطور خود نہین پیدا ہوتے لاکر لگائے جائین اور راستون مین میوہ کے درخت بھی شامل ہون خواہ عام رُکھ ہے کھودے جائین اور اِن مین درخت نصب کئے جائین تاکہ اُن سے انسان اور حیوانات متمتع ہون" (سنگی احکام نمبر۲)

برہمنی مذہب مین صرف پہلی تین ذاتون کو یہ شرف حاصل تھا۔ کہ وہ مذہبی تعلیم پائین اور وید سُنین لیکن کوئی شودر جو وید کو سُن لیتا یا کسی مذہبی کتاب کو پڑھ لیتا تو اُس کی سزا یہ قرار دی گئی تھی کہ اُس کے کانون مین کھولتا ہوا تیل ڈالا جاتا۔ اب اشوک کے احکام کو دیکھنا چاہئے۔

مذہبی تعلیم بلا تفریق ذات "مذہب کے واعظین سپاہیون۔ برہمنون اور ہر قسم کے فقرا و مساکین کے سامنے بلا کسی روک کے واعظ بیان کرین گے تاکہ جو لوگ نیک ہین اُن کو خوشی حاصل ہو اور جو مذہب کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین اور جو قیدی ہین اُن کو آزادی حاصل ہو میرے پاک دامن واعظین حکمت اور رحمت کے کلمات ہمارے بھائیون اور بہنون کے سامنے بیان کرین گے اور نیک بندون کو ترغیب و تحریص کرین گے اور جو بندے گناہون کے بوجھ سے دبے جاتے ہین اُنہین نجات دین گے اور یہ واعظین میرے ملک کے دور دراز حصون تک دورہ کرتے رہین گے" (سنگی احکام نمبر۵)

اشوک کے احکام مین اعلیٰ درجہ کی رواداری کا بھی حکم دیا گیا ہے۔

مذہبی رواداری "ہمارے اعتقادات کی بنیاد یہ ہے کہ ہم اپنے مذہب کی پابندی رکھین اور دوسرے کے مذہب کو نقصان پہونچائین اور نہ بُرا کہین اگرچہ اعتقادات مین فرق ہو لیکن مذہبی چیزون کی ہر جگہ پوری عزت کی جائے کیونکہ اِس عمل سے خود



(۶۱) رانی پری کی مسجد ۔ احمد آباد

اپنے مذہب کی اشاعت ہوتی ہے اور دوسرے مذہب کی تقویت ہر ایک مذہب مین اس قسم کی تعلیم موجود ہے جو نیکی کی طرف ہدایت کرتی ہے خدا کا پیارا اشوک یہ خیال کرتا ہے کہ کوئی نعمت اس سے زیادہ نہین ہے کہ دین کی اشاعت اور اس کی تکمیل عمل مین لائی جائے کیونکہ ہر ایک مذہب کی کوششون کا مآل یہی ہے" (خلاصہ احکام نمبر ۱۲)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بُدھ مذہب اشوک کے زمانہ کی طرح سے بہت دنون تک ملکی مذہب نہین رہا اشوک سے سو برس بعد صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض اُس کے جانشینون نے برہمنی مذہب اختیار کر لیا تاہم بُدھ مذہب عوام مین چھ یا سات صدی تک غالب مذہب رہا۔ مثلاً چینی زائر فاہیان کے زمانہ (۳۹۹ عیسوی سے ۴۱۴ عیسوی تک) یہ مذہب ہندوستان مین سرسبزی کی حالت مین موجود تھا لیکن اسی کی دو صدی بعد جب کہ ہوائین سانگ اس ملک کی زیارت کو آیا ہے تو وہ اپنے سفرنامے مین بُدھ مذہب کے انحطاط کا ذکر کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ ہر جگہ مندرون اور خانقاہون کے کھنڈر نظر آتے ہین۔

اشوک کے ایک ہزار سال بعد برہمنی مذہب پوری طرح غالب آ چکا تھا اور بُدھ مذہب ہندوستان سے اُٹھ چکا تھا۔ تاہم بحیثیت ایک اخلاقی اثر کے وہ مرنے والا نہ تھا۔ یہ اثر مدتون باقی رہا اور اِس وقت بھی باقی ہے اسی اثر نے جدید برہمنی مذہب کو پیدا کیا ہے جس کی طرف ہم بہت جلد متوجہ ہون گے۔

چوتھی صدی عیسوی مین بُدھ مذہب کی حالت از روے سفرنامہ فاہیان

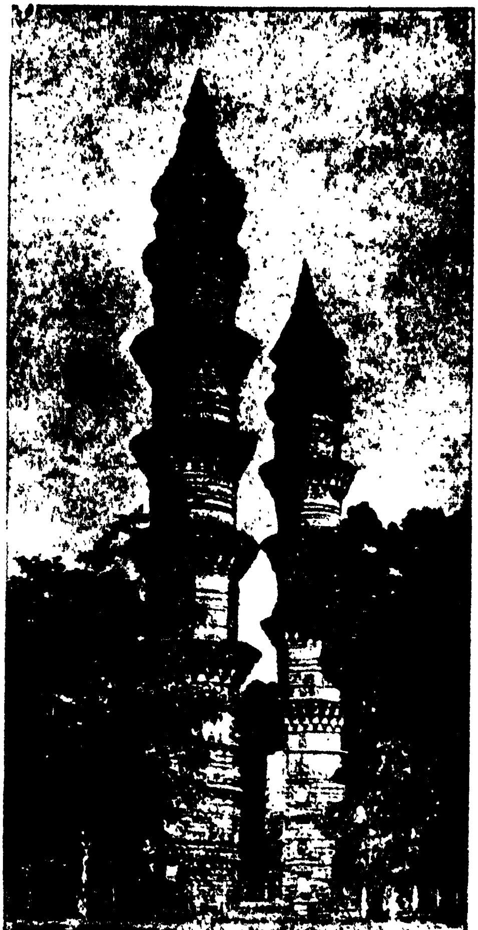
فاہیان جو چوتھی صدی عیسوی مین ہندوستان آیا اُس کی غرض سفر سے یہ تھی۔ کہ اُن کل مقامات متبرک کی جہان بُدھ پیدا ہوا تھا جہان اُس نے زندگانی کی تھی۔ جہان اُس کا امتحان ہوا اُن سب کی زیارت کرے اور بُدھ مذہب کے علما سے استفادہ حاصل کرے اور اس مذہب کی کتابون کی نقول اپنے ملک کو لے جاوے۔ یہ زمانہ بُدھ مذہب کے اعلیٰ عروج کا تھا سارے پنجاب کا ملک اور گنگا کی گھاٹی دھارون اور خانقاہون سے بھری ہوئی تھی۔ جن مین ہزارہا راہب رہتے اور اپنے مذہب کے مسائل اور اسرار کی تعلیم دیتے اور اُس مراقبہ مین رہا کرتے جس کے ذریعہ

سے نروان حاصل ہوتا ہے عبادت کاہون کے مصارف پادشاہون کی سخاوت اور خوش اعتقاد پیروؤن کی عقیدت کے ذریعہ سے ادا ہوتے تھے۔

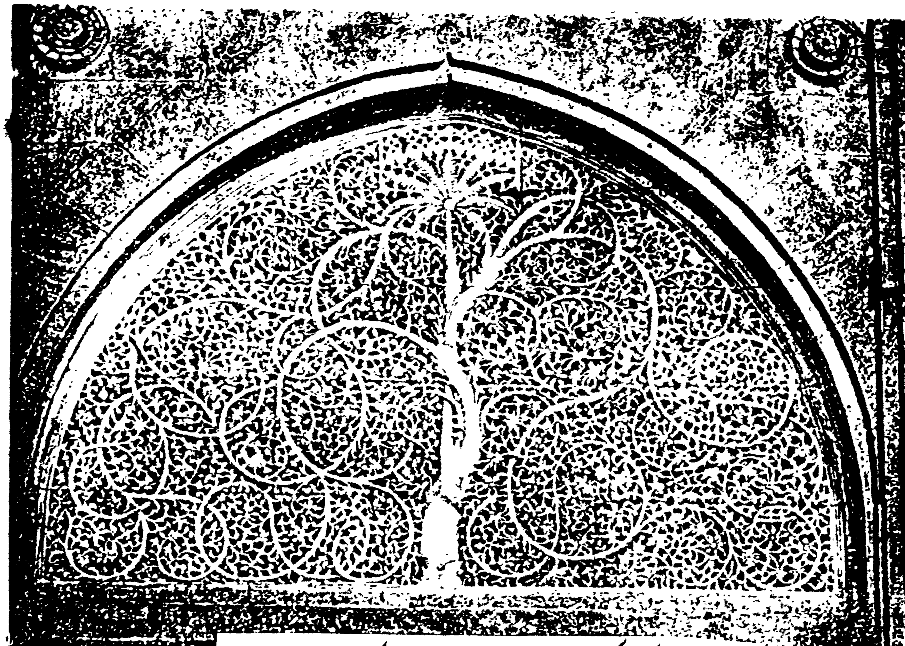
یہ خانقاہین علم اور حکومت کے مرکز خیال کی جاتی ہین ان مین ایک سکون اور سکوت کی حالت پائی جاتی اور اور یہان کے باشندون کی روزانہ زندگی بے انتہا باقاعدہ طور پر بسر ہوتی تھی فاہیان نے جوان چین سے ایک خانقاہ مین مہمان ہوا تھا تین ہزار (۳۰۰۰) راہبوان کو ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہوئے دیکھا ان کی رزانت اور خوش اخلاقی کا بے انتہا اثر اُس کے دل پر پڑا۔ بُدھ مذہب مین بھی بے انتہا فرقے پیدا ہو گئے لیکن انہین دو فرقے بڑے تھے یعنی واسطۂ اعلیٰ اور واسطۂ ادنیٰ۔ واسطۂ اعلیٰ مین زیادہ تر فلسفہ کی تعلیم ہے اور واسطۂ ادنیٰ مین اخلاق کی ان فرقون مین کثرت سے حکایات و روایات پیدا ہوئین اور اُن سے مسائل مذہبی گھڑے گئے۔ اگرچہ تمام عالم کے مذاہب سے بُدھ مذہب مین ظاہری اعمال کی کم تعلیم دی گئی ہے تاہم یہان بھی رسمون تقریبون اور مجموعون کی کثرت ہو گئی۔ مورتین متبرک نشانیان پھول خوشبو وغیرہ نے بتدریج بُدھ مذہب کے پژمردہ جسم مین وہ روح پھونک دی جس کے بغیر عوام الناس کسی مذہب کو مان نہین سکتے اور جو کبھی فلسفے سے حاصل نہین ہو سکتا۔

اس نئے مذہب کا معاشرتی اور اخلاقی اثر یہ ہوا کہ جرائم کی سزائین خفیف ہو گئین مالگزاری اور محصولات کم کر دیے گئے۔ مختلف فرقون مین میل جول بہت بڑھ گیا جو کہ برہمنی زمانے مین ہرگز ممکن نہ تھا۔ اگرچہ ذاتین شل سابق کے موجود تھین لیکن ان سب مین رواداری اور مہربانی اور شیرینی کی روح پھونکی گئی تھی۔ ملک مین شفاخانے بھرمار بن گئے تھے اور نہ صرف مریض انسانون کا علاج معالجہ کیا جاتا بلکہ حیوانات کے لیے علیحدہ شفاخانے بنے ہوئے تھے

اُس زمانہ کی یہ معاشرتی حالت جس کو فاہیان نے اپنے سفرنامہ مین لکھا ہے اس وقت بھی کل بودھ ممالک مین موجود ہین خود ہندوستان مین البتہ برہمنی اثر کی بدولت اِن مین فرق آگیا ہے



(۶۲) احمد آباد کی ایک مسجد کے مینار



(۶۳) احمد آباد کی ایک پرانی مسجد میں پتھر کی جالی (صناعی)

اور ہوئین سانگ ہی کے زمانہ مین جو ساتوین صدی مین ہندوستان آیا یہ فرق محسوس ہونے لگا تھا- برہمنون کے گھمنڈ نے بُدھ مذہب کی مساوات کو قایم نہین رہنے دیا - اِس مذہب کے انحطاط سے برہمنون نے بہت کچھ فائدہ اُٹھایا کیونکہ ہندوستان کی مخلوق جس کا طبعی رجحان شخصی اور مجسم دیوتاؤن کی طرف ہے بتدریج برہمنی مذہب مین آگئے - بہت سے صوبجات مین بودھ دھار اور مندر منہدم ہونے لگے اور خود بدھ ہندو مندرون مین ایک دیوتا بن گیا جس کی مورت شیو اور وشنو کے پہلو بہ پہلو رکھی گئی لیکن البتہ اُس کا وہ اعلیٰ درجہ باقی نہین رہا - پاٹلی پتر بُدھ مذہب کا قدیم دارالحکومت ویران ہو گیا اور خود بدھ گیا جو کہ بہت ہی مقدس مقام تھا برہمنون سے بچ گیا-

ملک کی معاشرتی حالت مین بھی فرق آگیا فاہیان مزدورون کی آزادی اور اُن کی خوشحالی اور اُن پر نہایت کم محصول ہونے کا ذکر کرتا ہے برخلاف اس کے ہوئین تسانگ چھٹے حصہ کا محصول لیا جاتا ہے- یہ گویا منو شاستر کا محصول ہے جو گویا دوبارہ قایم کیا گیا جرائم کی سزائین کم رہین لیکن اکثر آگ اور پانی اور زہر کے ذریعہ سے ملزمین کی بیگناہی کا ثبوت لیا جاتا جیسے یورپ کے ازمنہ متوسطہ مین ہوا کرتا تھا - ہوئین تسانگ ہندوؤن کی شدید پابندی نیکی خیر خیرات اور رواداری پر اپنا تعجب ظاہر کرتا ہے اسکی مثال مین وہ اُن عام تقریبون کا ذکر کرتا ہے جن مین ہزارہا مخلوق بلالحاظ ذات اور مذہب کے شریک ہوتی اور جن مین بادشاہ کی داد و دہش سے کیا برہمن اور کیا شودر کیا بُدھ اور کیا ملحد سب کے سب برابر برابر مستفید ہوتے تھے- بدھ فلسفہ کو اچھی طرح پڑھنے کی غرض سے ہوئین تسانگ نلندہ کے دہار مین پانچ سال تک مقیم رہا - یہ ہندوستان مین سب سے مشہور خانقاہ تھی جس مین دس ہزار تک راہب رہا کرتے تھے یہ چینی زائر ہند سے جزیرہ سیلون گیا اور پھر واپس آکر اپنے وطن کو چلا گیا - یہ قریب قریب اُسی راستے سے آیا جس سے فاہیان آیا تھا-

بدھ مذہب کا انحطاط ساتوین صدی عیسوی کے بعد اور اُسکے اسباب

اِس زمانے یعنی ساتوین صدی عیسوی کے بعد سے بُدھ مذہب مین

نہایت سرعت کے ساتھ انحطاط لگیا اور یہ بہت جلد ہندوستان سے اُٹھ گیا ساتوین صدی کے بعد بُدھ مندر بہت ہی کم تعمیر ہوئے ہین - من جملہ اُن اسباب کے جو بُدھ مذہب کی تباہی کا باعث ہوئے ایک بڑا سبب یہ ہے کہ اس مذہب مین کثرت سے فرقے پیدا ہو گئے - ہوئین تسانگ اپنے وقت مین اٹھارہ مختلف فرقون کا ذکر کرتا ہے جن مین اس گرما گرمی سے مباحثہ ہوا کرتا تھا کہ اُس کی آواز سمندر کے موجون کی طرح دور سے آتی تھی - اس وقت اُنیسوین صدی مین بھی بُدھ مذہب مین نہ اعتقادات کے لحاظ سے اتحاد پیدا ہوا ہے اور نہ اعمال کے لحاظ سے دو بڑے فرقے موجود ہین - ایک جنوبی اور دوسرا شمالی جن مین سے ہر ایک اپنے کو حق پر بتاتا ہے - اور شاکیامنی کی اصلی تعلیم کے مورث ہونے کا دعوے کرتا ہے -

خلاصہ باب | جو مطالب اِس باب مین بیان کیے گئے اُن کا اب ہم بطور اختصار اعادہ کرین گے سب سے پہلا لائق نمود امر یہ ہے کہ ابتداءً بُدھ مذہب کوئی جدید مذہب نہ تھا بلکہ صرف ایک رخ برہمنی مذہب کا تھا اور اس مین اور برہمنی مذہب مین صرف اخلاق کا فرق تھا بُدھ مذہب کا فلسفہ بہت بعد مین بنا لیکن اُس کا اخلاق ابتدا ہی سے چلا آتا ہے اِس مذہب کی ابتدا اُن مصیبتون کی وجہ سے ہوئی جو برہمنون نے خلایق پر ڈھا رکھی تھی -

شاکیامنی منجملہ اُن نادر الوجود اشخاص کے تھا جن کی آواز دنیا کو ہلا دیتی ہے - کیونکہ وہ اپنی ذات مین ساری قوم کی ضرورتون کا مجموعہ بن جاتے ہین

بُدھ فلسفہ کے اصول بہت ہی قدیم ہین یہ اصول برہمنی زمانہ مین پیدا ہو چکے تھے اور ان پر عمل کرنے والے وہ ہندو فقیر تھے جو فاقون کے مارے ہوئے درختون کے نیچے بیٹھتے اور اپنے خیال کو کسی ایک نقطہ پر جمع کرنے کی کوشش کرتے - بُدھ سے بہت پہلے اِن فقرا نے اِس بات کو ٹھیرا لیا تھا کہ دنیا مین عقلمند آدمی کو ہمیشہ نیستی مطلق تک پہنچ جانے کی کوشش کرنی چاہیے -

چون کہ بدھ مذہب مین فلسفہ زیادہ داخل ہوگیا اور وہ مذہب نہ باقی رہا اور چون کہ تمام عالم مین ہندون سے زیادہ کوئی قوم مذہب کی محتاج نہین ہے اس لئے برہمنی مذہب کو دوبارہ موقع ملا اور یہ بالآخر غالب آگیا اور اس نے بدھ مذہب کے پیرؤون کو اپنے مین ملا لیا۔ وہ بدھ مذہب جس پر اس وقت پچاس (۵۰) کروڑ مخلوق اعتقاد رکھتی ہے صرف برہمنی مذہب کی ایک قسم ہے اور اُس مین اور برہمنی مذہب مین جو کچھ فرق واقع ہوا ہے وہ محض اس وجہ سے ہے کہ اُس نے دوسرے ملکون مین نشو ونما پائی ہے جس طرح غیر ممالک اور غیر اقوام مین چلے جانے کی وجہ سے بدھ مذہب اور برہمنی مذہب مین تفریق زیادہ ہوتی گئی اُسی طرح ہند مین یہ فرق بھی بتدریج کم ہوتا گیا اور بدھ مذہب بالآخر برہمنی مذہب مین ضم ہوگیا۔

جو کچھ اوپر بیان ہوا اُس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ قدیم خیال کہ بدھ مذہب ہندوستان سے جبراً خارج کردیا گیا کسقدر غلط خیال ہے۔ جب ہم اس بات کو سمجھ لیتے ہین کہ بدھ مذہب ایک جوش و خروش کے ساتھ برہمنی مذہب سے نکلا تھا تو بخوبی سمجھ مین آسکتا ہے کہ سالہا سال کی تبدیلیوں اور میل جول نے پھر اُسے اُسی قدیم مذہب مین ضم کردیا جس سے وہ نکلا تھا۔

باب چہارم

جدید برہمنی تمدن یعنی ہندوون کی معاشرت سولہوین صدی مسیحی مین

فصل اوّل — وہ دستاویزات جن کے ذریعہ سے جدید برہمنی تمدن کو ہم معلوم کرسکتے ہین

[illegible] سے بحث کرین گے جو تقریباً [illegible] صدی مسیحی سے شروع ہوتا ہے جس وقت بدھ

مذہب گویا بالکل ہندوستان سے ایک ہزار سال کی حکومت کے بعد اٹھ چکا تھا۔ اور جس وقت مذہب اٹھ گیا تو بخوبی خیال میں آتا ہے کہ معاشرتی حالت میں بھی تغیر ہو گیا ہوگا۔ وہ مذہب جس نے بدھ مذہب کی جگہ لی۔ قدیم برہمنی مذہب تھا لیکن اس میں بدھ مذہب کے اثر نے بے انتہا تغیرات پیدا کر دیے تھے۔

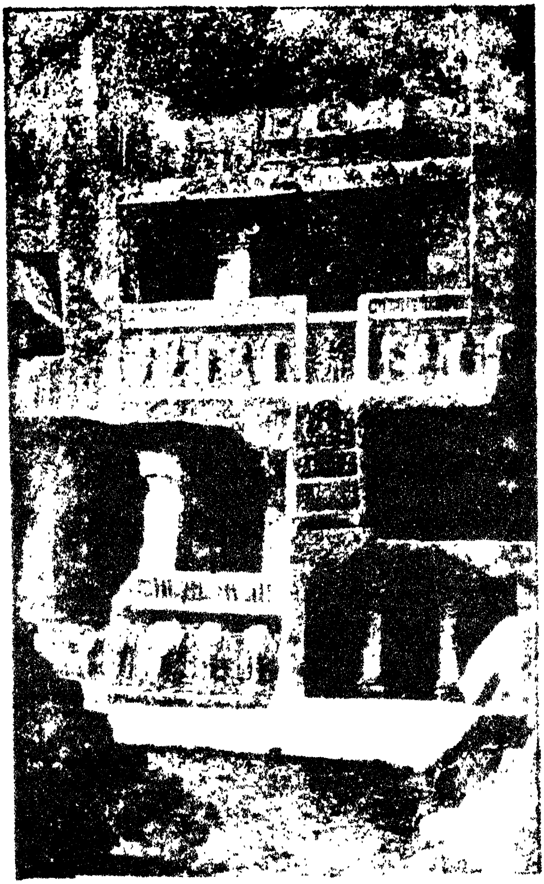
اس زمانہ میں وہ سیاسی انتظام بھی جس نے بدھ مذہب کی اشاعت میں بے انتہا مدد دی تھی (یعنی ساری ملک کا ایک پادشاہ کی زیر حکومت ہونا) بدل چکا تھا اور بہت سی چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم ہو چکا تھا جس کے حکمران ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ اور اکثر اوقات ایک دوسرے کے رقیب تھے۔

تاریخی حیثیت سے یہ زمانہ جس سے اب ہم بحث کر رہے ہیں یعنی آٹھویں صدی عیسوی سے بارہویں صدی عیسوی تک یا یہ کہا جائے کہ بدھ مذہب کے اٹھ جانے کے زمانہ سے مسلمانوں کی فتوحات کے زمانہ تک نہایت تیرہ و تاریک ہے۔ بجز ان عمارات کے جو ہم تک پہنچی ہیں اور جو ان مختلف حکومتوں کی یادگاریں ہیں بہت کم اور اسناد ہمارے پاس موجود ہیں یعنی کچھ تو کھنڈر میں چھ کتبے اور سکہ جات اور کچھ ادبی تصنیفات ہیں جن کا زمانہ محقق طور پر معلوم نہیں ہے۔ نہ ہم ان تمام و بعض اسناد سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ بھی شان و شوکت میں اپنے ماقبل زمانہ سے کچھ کم نہ تھا۔

اس زمانہ کی ہندوں معاشرت کے متعلق بھی ہمارے پاس بہت کم وثائق ہیں یعنی ان سے اس تمدن کا تصور بہت اندازہ ہو سکتا ہے جو اس وقت ہند میں موجود تھا۔

آٹھویں صدی سے بارھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کی فتوحات سے قبل ہندوستان کی تاریخ | سب سے بڑے [illegible]

[illegible]



(۱۶۳) اندر کے مندر کا منظر غارہائے ایلورہ

عظیم وقوع میں آسکے جن کے اعتقادات کا اب ہم معلوم کریں گے ان کی بنیاد ... قدیم برہمنی مذہب ہے جس پر بدھ مذہب غالب آگیا تھا - یہ قدیم مذہب ہر ملک میں رائج ہوگیا تھا لیکن اس میں بدھ مذہب کے اثر سے اور کچھ تقتضائے وقت سے بہت کچھ تغیر ہوگیا تھا - یہ جدید برہمنی مذہب اس وقت تک ہند میں موجود ہے اور یہی ہند کے بہت بڑے حصہ کا دولتی مذہب ہے - گو اس حالت تو اس میں بڑا فرق آگیا ہے لیکن اس کے معتقدات میں کوئی تغیر نہیں ہوا اس موجودہ مذہب کے مطالعہ سے ہم بخوبی اس امر کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ آٹھ سو سال قبل اس کی کیا حالت تھی -

اس زمانہ کے مذہب کی حالت ہمیں بخوبی معلوم ہے اور کتابوں میں مندرج ہے اور عمارتوں سے ہمیں ایک کوئی اندازہ اس تمدن کا ہو سکتا ہے جو ہند میں مسلمانوں کی فتوحات سے پہلے موجود تھا - افسوس ہے کہ ان عمارات سے ہمیں ان مسائل [illegible] کے تعلقات کا پتہ نہیں لگتا جو اس زمانہ میں جاری تھے اور توقع یہ [illegible] جن میں ان معتقدات اور مذہبی رسوم کی بنیاد پڑی جو اس وقت ہند کے بڑے حصہ میں نظر آرہے ہیں -

[illegible] عمارات کے ضمن میں ہم [illegible] سب [illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] جن [illegible] ہند کے [illegible] تاریخ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] قدیم [illegible] تعلقات [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] [illegible] خیال [illegible] سے [illegible] معلوم [illegible] [illegible] قدیم [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] معتقدات [illegible]

ہے یہی ایک حصہ ہند کا ہے جس کے حکمران اس وقت تک قدیم برہمنون کی اولاد و احفاد اصل نسل چلے آتے ہین۔ یہی وہ خطہ ہے جہان قدیم تغیرات اس وقت تک موجود ہین اور زمانہ دور و دراز کی خبر دیتے ہین۔ اگر ہم اس خطہ کی رسوم و عادات کو بغور دیکھین تو ہمین پورا نتیجہ اس امر کا حاصل ہے کہ دسوین صدی عیسوی مین جو حالت ہندو آریہ قومون کی تھی اس کی بابت صحیح تصویر ہم کھڑی کر لیتے ہین

فصل دوم ۔ ہندو تمدن دسوین صدی عیسوی مین

عمارات و ثروت ہندوستان کی آٹھوین اور دسوین صدی عیسوی کے تمدن کو اگر ہم اس زمانہ کی صنعت و حرفت سے جو عمارات مین نظر آتی ہین اور نیز بعض تصنیفات سے جو ہم تک پہنچی ہین بغور دیکھین تو ہم خوبی اس تمدن کا مقابلہ یورپ کے ازمنہ متوسط کے تمدن سے کر سکتے ہین۔ اس زمانہ مین ہندی صنعت اپنی ترقی کے منتہا کو پہنچ گئی تھی۔ مشہور و عجیب و غریب عمارات جو کھجراون، آبو کے پہاڑ وغیرہ پر نظر آتی ہین ہرگز خوبصورتی مین اعلیٰ درجہ کی قطعہ عمارتون سے کم نہین ہین۔ اس قسم کی اعلیٰ صنعت ہندوستان مین اس زمانہ کا تمول اور ترقی ثابت کرتی ہے۔ کیونکہ جب تک دولت و مذاق نہ ہو اس قسم کی صنعتون کا وجود ممکن نہین ہے۔ ان عمارتون کی تاریخ بہت خوبی سے معلوم ہے کیونکہ ان مین سے بعض پر کتبے ہین جو سندھ مین بھی سے کر اوڑیسہ کے سواحل تک پائے جاتے ہین اور ان سے یہ لوگ مستفید ہوسکتے ہین۔ ان کے سوا کوئی تحریرین موجود نہین ہین البتہ نشانی تصانیف مین ناٹک اور نظمین بھی موجود ہین لیکن ان پر زیادہ بھروسہ نہین ہو سکتا کیونکہ ان کی نسبت اس امر کا یقین نہین ہے کہ وہ کس زمانہ مین لکھی گئین اور ان کی تاریخ کے تعین مین کبھی کبھی صدیون کا فرق پڑ جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اگر ہم اس امر کا خیال رکھین کہ راجپوتانہ جیسے ملک مین جہان تغیر نہایت دیر مین ہوتا ہے اور جہان کی صدیون اور قومون نے رسمون کا حکم کچھ بھی نہین بدلا اس قسم کی تصنیفات سے بھی استدلال

کیا جا سکتا ہے -

اگرچہ اُن دو مشہور نظموں یعنی رامائن اور مہابھارت کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ہر ایک زمانہ کی حالت کا پرتو نظر آتا ہے کیونکہ تقریباً بارہ صدیوں سے ان نظموں میں کچھ نہ کچھ نئی ترمیمیں اور الحاقات ہوتے رہے ہیں - ان کا ماخذ اُس زمانہ سے بہت ماقبل ہے جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں اور موجودہ بحث میں ہمیں ان سے متعلق مدد نہیں مل سکتی - پس تصنیفات کے علاوہ ہمارے پاس صرف ناٹک رہ جاتے ہیں علی الخصوص کالیداس اور شدرک کے ناٹک ان کا صحیح زمانۂ تصنیف معلوم نہیں ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ سنہ عیسوی کی پہلی صدی کے مابعد اور دسویں صدی کے ماقبل کے ہیں - علاوہ بریں جو نتائج ہم ان سے نکالیں گے اُن کی تصدیق دوسرے ذرایع سے بھی ہو سکتی ہے - ان ناٹکوں میں سے ہم ایک ہندی شہر کا بیان نقل کریں گے جو شدرک کے اُس ناٹک میں واقع ہوا ہے جس کا نام مرچھ کٹک ہے یہ مکان مالوہ کے دار الحکومت اُجین میں واقع ہوا ہے جہاں کی بہت سی عمارتوں کے کھنڈر اس وقت تک موجود ہیں -

کھجراہو آبو اُجین کی یادگاریں

شاہی قصروں اور امرا کے مکانوں اور مندروں کی آرایش اور رنگ کاری سے اعلیٰ درجہ کا مذاق و ثروت معلوم ہوتی ہے اور فی الواقع جب ہم کھجراہو اور آبو کی عمارتوں کو دیکھتے ہیں تو ان بیانات میں ہرگز مبالغہ نہیں معلوم ہوتا - مصنف ہماری آنکھوں کے سامنے ایک پرستان کی تصویر کھینچ دیتا ہے جس میں سنگ مرمر کے قصر جواہرات کی پچی کاریوں سے لدے ہوئے ہیں - اور اس قسم کے دالان نظر آتے ہیں جن کی دیواریں اور چھتیں طلائی پتروں سے مرصع ہیں جن کے اندر سے ہیرے چمک رہے ہیں - دروازوں کی محرابیں کندہ فیل دندان کی بنی ہوئی ہیں - ان قصروں کے گرد پرتکلف باغ ہیں جن میں کثرت سے پھول اپنا جلوہ دکھاتے ہیں اور جن میں ہر جگہ سایہ دار مقامات بیٹھنے کے لیے بنے ہوئے ہیں - یہی مصنف پرشان مندروں کا بیان لکھتا ہے جو ندی کے کنارے

بیٹھے ہوئے ہین [illegible] ستون دالان مین

جن مین ستونون سے بے برقعہ چار تین رنڈیان ہین جن کی ساق پا اور بازوؤن پر گھنگرو بندھے ہوئے ہین اور چاندی

کے کڑے ہین جب وہ دیوتا کے سامنے نازو انداز سے ناچتی ہین تو یہ نہایت تکلف اور خوش آوازی

سے بجتے ہین

اس شہر کے پُرتکلف و آراستہ مکانات مین ایک مکان وسنت سین کا ہے جو شہر کی سب سے بڑی

طوایف ہے اس کی بہت بڑی خدمت شہر مین ہے کیونکہ اُس زمانہ مین ہند کی طوایف کا درجہ

اُس سے بڑھکر تھا جو پریکلیز کے وقت مین یونان کے ارباب نشاط کا تھا وسنت سین کے مکان

کا بیان جس کو ہم نے [illegible] سے نقل کیا ہے ایسا ہے کہ اُس کے سامنے ہمارے اس زمانہ

کی دولتمند سے دولتمند طوایف کا مکان گرد ہے۔

اُس مین کئی ڈیوڑھیان [illegible] منقش [illegible] ہین [illegible] نہایت

پُرتکلف [illegible] دروازون کی محرابون پر سونے کے پترے جڑے ہوئے اور قیمتی پردے پڑے ہوئے

ہین ستونون پر [illegible] جا بجا جواہرات [illegible] سونے کے پتر و زر تکلف رنگ آمیزیان ہین -

زینے اور [illegible] دروازون کی جھالرون مین موتی کی لڑیان لگی ہوئی ہین [illegible] بکثرت سے [illegible]

[illegible] اور آرام [illegible] جا بجا تماشائیون کی [illegible] کے گرداگرد [illegible] طبقات کے

عیش سا بیٹھے ہین ہر قسم کے ارباب نشاط موجود ہین گانے والے ناچنے والے بھانڈ [illegible] جو صاحب خانہ کے محض اشارہ

کے منتظر ہین [illegible] باورچی خانہ وسیع اور ہر وقت گرم ہے اور راجہ کا برہمن مسخرہ متریا جو کھانے کا نہایت شایق ہے اس کو

[illegible] جوہری وغیرہ بیچنے مین معروف ہین اور ایک

[illegible] مشک اور [illegible]

[illegible]

سبزہ چمن طلائی ہیں اور ان میں قسم قسم کے پرند - طوطے بلبلیں تیتر بٹیر مور اور بگلے وغیرہ اپنا عالم دکھا رہے ہیں اس مکان
کے گرد ایک بڑا باغ ہے جس میں جا بجا ریشمی جھولے لٹکے ہوئے ہیں" (مرچھکٹک چوتھا انک)

آریوں کی اس معاشرت کی جو اوپر بیان کی گئی دارومدار ذات پر ہے جیسا کہ میگستھنیز کے وقت سے لے کر ہمارے وقت تک چلا آتا ہے۔ کل پیشے اور فنون ذاتوں میں اور بٹے ہوئے خود ایک کامل نظام ہے جس کی چوٹی پر برہمن ہیں۔ برہمنوں میں بعض نقیر زاہد بھی ہیں لیکن زیادہ تر ان میں وہ ہیں جو پُر تکلف زندگی کے عادی ہیں۔ اچھے کھانے اور حسین عورتوں کے شائق ہیں اور عیش و آرام سے بسر کرتے ہیں

پادشاہ ایک شخصی حاکم ہے جس کے اختیارات بالکل غیر محدود ہیں اور اگر کوئی چیز اس کی آزادی کو روکتی ہے تو وہ رعیت کی سازشوں کا خوف ہے۔ اور اس کے ارکان دولت اسے ہمیشہ بیرونی اور اندرونی دشمنوں سے محفوظ نہیں رکھ سکتے۔ عدالتوں میں جہاں تک دیکھا جاتا ہے انصاف ہوتا ہے بشرطیکہ فریقین میں سے کوئی فریق بہت زیادہ دولتمند یا صاحب اقتدار نہ ہو کیونکہ ہند میں بھی اسی طرح جیسے یورپ میں قانون زیادہ تر دولت کی طرف ہے۔ مرچھکٹک کے دیباچہ سے اور نیز مصنف ناٹک کے لمبے عہد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علم کی قدر کی جاتی تھی۔ ایک بادشاہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ ریاضی اور فنون لطیفہ سے بخوبی واقف تھا اور اس کے علاوہ اس کو ہاتھی کے پالنے اور تربیت میں بھی بڑا کمال تھا۔

اس ناٹک سے جس کا بیان کیا گیا اور نیز اس زمانہ کی اور حکایات اور کہانیوں بالخصوص بیتال پچیسی کے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ کے راجاؤں اور امرا کے اوقات کس طرح کٹتے تھے یوں مشہور ہے کہ **اناس علی دین ملوکھم**۔ راجہ صبح کو نوبت کی آواز سے بیدار ہو کر پوجا پاٹ اور عبادت میں مصروف ہوتا اس کے بعد وہ کچھ ریاضت اور ہتھیار کی مشق کرتا پھر وہ اپنے وزرا

کے ساتھ کاروبارِ ریاست کی طرف متوجہ ہوتا نصف النہار کے قریب ایک مختصر پوجا کی بعدہ وہ کھانا کھاتا اور کچھ قیلولہ کرتا بعد قیلولہ کے راجہ اپنے قصر کے باغ مین سایہ دار درختون کے نیچے محل کی عورتون اور طوایف کے ساتھ گردش کرتا پھول توڑتا اور ریشمی جھولون پر جھولتا اور اسی قسم کے اور اشتغال مین مصروف رہتا۔ شام کو پھر پوجا ہوتی اور کھانے کے بعد ناچ گانا وغیرہ ہوتا اور پھر راجہ محلسرا مین جاکر آرام فرماتے۔

مرچھ کٹک کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اُجین کا دولتی مذہب برہمنی مذہب تھا بدھ مذہب بھی موجود تھا لیکن اس کا وجود صرف مختلف فرقون کے راہبون تک محدود تھا۔ یہ امر ثابت ہوچکا ہے کہ مرچھ کٹک کی قدامت اُس قدر نہین ہے جیسا پہلا خیال کیا جاتا تھا بلکہ اس کا وہ زمانہ ہے جس وقت بدھ مذہب مین انحطاط آچکا تھا یعنی ساتوین آٹھوین صدی کی تاہم اس ناٹک سے معلوم ہوتا ہے کہ دونون مذاہب مین باہمی اعلیٰ درجہ کی روا داری تھی۔

دسوین صدی عیسوی مین ہندوستان کا مذہب کیا تھا اس کیلیے ہمین متعلق کتابون کی ضرورت نہین اُس زمانہ کے مندرون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ بدھ مذہب اُٹھ چکا تھا اور قدیم برہمنی مذہب نے اُس کی جگہ لے لی تھی۔ وہ بڑے ہندو دیوتا ویدی زمانہ مین چھپے ہوے تھے یعنی شیو اور وشنو اب بہت باوقعت ہوگئے ہین۔ ورگل مندر انہین کے نام سے تعمیر ہوتے ہین۔ ان برہمنی دیوتاؤن کے رقیب گویا جینی دیوتا ہین یہ مذہب بھی بدھ مذہب سے ملتا جلتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دسوین صدی عیسوی مین یہ بڑے زور دن پر تھا اس بات کو اُس کے مندرون کی شان اور حیثیت ثابت کرتی ہے۔ غرض جینی مذہب شیوی مذہب اور وشنوی مذہب یہ تینون اس زمانہ کے مذہب تھے اور ان مین پوری مساوات اور باہمی رواداری تھی جیسا کہ کھجراؤن کے مندرون سے معلوم ہوتا ہے یہان ان تینون مذاہب کے مندر ایک دوسرے کے پہلو مین واقع ہوے ہین جیسا کہ یورپ مین مختلف اولیا کے نام کے گرجے پہلو بہ پہلو ہوا کرتے ہین۔ ہمین دسوین صدی کے برہمنی مذہب کو بیان کرنے کی

ضرورت نہین ہے وہ ہندوستان کے موجودہ مذہب سے اس قدر ملتا ہوا ہے کہ اس کا ذکر ہم آگے چل کر کرین گے۔

اس سرسری نظر کے بعد جو ہم نے گیارھوین اور بارھوین صدی عیسوی کے تمدن ہند پر ڈالی ہے اب ہم اس زمانہ کے سیاسی نظامات کا مطالعہ کرین گے جو ہند کے آریہ حکومتون مین جاری تھا اس تحقیق مین ہم زیادہ تر راجپوتانہ کی حکومتون کی موجودہ سیاسی حالت سے کام لین گے کیونکہ جیسا اوپر بیان ہو چکا یہان وہ قدیم انتظام اب تک اپنی حالت پر قائم ہے۔

فصل سوم

ہندوستان کی آریہ حکومتون کی سیاسی اور معاشرتی حالت دسوین صدی عیسوی مین

راجپوتانہ سے خالص قدیم آریہ تمدن کا پتہ چلتا ہے۔

وہ ملک جو دریاے سندھ اور جزیرہ نماے کاٹھیاواڑ اور جمنا اور گنگا کے بیچ مین واقع ہوا ہے راجپوتانہ کے نام سے مشہور ہے اس کے مغربی نصف مین تھر کا ریگستان واقع ہوا ہے۔ اور شرقی نصف مین بلند اور خشک پہاڑ مین جن پر گنجان جنگل ہے اور جن مین سب سے اونچا اراولی سلسلہ ہے۔ اس پہاڑی خطہ مین راجپوتون کی قوم نے ابتدائے زمانہ سے اس وقت تک اپنی علیحدہ حکومت قائم کی ہے یہ راجپوت آریہ کھتریون کی بلاواسطہ اولاد ہین اور ان کا نام خود اس امر کی تصدیق کرتا ہے یعنی راجہ کے بیٹے ہین راجپوتون کی قوم ہندوستان مین سب سے زیادہ حسین اور خالص ہے۔ ان کے بلند قد سڈول نقشے۔ صاف جلد۔ بہادر چہرے۔ ان کا پرتکلف لباس اور وضع حقیقۃً ہمین یورپ کے ازمنہ متوسط کے ان جنگجو بہادرون کی یاد دلانے مین

جنھون نے بیت المقدس کو مسلمانون کے ہاتھ سے چھیننے کے لیے فلسطین پر چڑھائی کی۔ وہ
ہمیشہ بہادری و شجاعت میں مشہور ہیں۔ چیرت راجا اپنے گھوڑون کو پوجتے ہیں۔ وہ پرچم جنھیں وہ لڑائی کے
وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور جن پر مختلف خاندانون کے امتیاز کے لیے مختلف علامتین بنی ہوئی ہین
ہمین یورپ کے اُس زمانہ کی یاد دلاتے ہیں جس وقت خاندانی نشانات کی بنا پڑی۔ یہ آسانی سمجھ
مین آسکتا ہے کہ وہ یورپی محققین جو پہلے پہل راجپوتانہ مین آئے اس غلطی مین پڑگئے کہ یہان یورپ کے
زمانہ متوسط کا وہ انتظام جاگیرداری جسے فیوڈل سسٹم کہتے ہیں اور جس مین آقا اور جاگیردار کے خاص تعلقات
تھے یہان بھی اُس وقت [illegible] موجود ہے لیکن فی الواقع راجپوتانہ کی سیاسی حالت مین اور یورپ کے فیوڈل سسٹم
مین [illegible] بہت [illegible] فرق ہے مثلاً راجپوت سردار اُسی طرح جس طرح کہ یورپ کا ڈیوک
یا کونٹ یا بیرن اپنے بادشاہ [illegible] اپنے ملک پر حکومت رکھتا بعض اوقات وہ اپنے
ملک کا کوئی حصہ اپنے کسی عزیز کو دے دیتا [illegible] اُس کا باجگذار رہتا۔ اس باجگذار کا فرض تھا
کہ جنگ کے وقت [illegible] فوجی امداد سے انکار کرتا یا اُس سے کوئی امر فوجی
[illegible] کے خلاف سرزد ہوتا تو وہ ذلیل ہو جاتا اور اس کا ملک مالک کے ہاتھ مین واپس آجاتا۔ ان
فوجی امداد کے تحت حکومت مین رعیت سے دستکار اور تجارت کے اشخاص ہوتے جو اپنی زمینون
کی پیداوار یا تجارت کا ایک حصہ حکومت کو نہین دیتے۔ یہ ٹھیک ویسے ہی لوگ تھے جو
یورپ کے [illegible] کے [illegible] تھے

جس طرح یورپ مین زمانہ متوسط مین تھا۔ راجپوتون مین بھی عورتون کا درجہ بہت اعلیٰ تھا۔ اور ان کی بے انتہا
عزت کی جاتی تھی اور جیسے راجاؤن مین انھین عورتون کی وجہ سے جنگ ہو جایا کرتی تھی۔
جب کسی خاتون کی کوئی حق تلفی ہوتی یا اُس پر کسی بے حرمتی عمل مین آتی وہ صرف اپنا کپڑا کسی بہادر راجپوت
راجہ کے پاس بھیج دیتی اور وہ فوراً اُس کی طرفداری اور حق رسانی مین سرگرم ہو جاتا اور جان کو بھی دریغ

نہین کرتا - اکثر اوقات قلعہ بندیان اور محاصرے صرف عورتون کی حفاظت کے لیے ہوا کرتے ایسے مواقع پر اعلیٰ درجہ کی بہادری دکھائی جاتی اور لڑائی کا کچھ ہی نتیجہ ہو لیکن عورتین کبھی غنیم کے ہات مین نہ آنے پاتین - مایوسی کی حالت مین ان کے لیے ایک بڑا سا الاؤ لکڑی کا بنایا جاتا - مرد جان پر کھیلتے ہوے لڑتے بھڑتے قلعہ سے باہر نکلتے اور عورتین الاؤ مین آگ لگا کر اپنی جانین دیدیتین - راجپوت عورتین بہادری مین مردون سے ہرگز کم نہین - اور اکثر اوقات مردون کے ہمراہ میدان جنگ مین جاتین اور لڑتی رہتی ہین - چتور کے دونون مشہور محاصرون کے زمانہ مین ہزارہا راجپوت خاتونون نے دشمنون کے ہات سے بچنے کے لیے جل کر اپنی جانین تلف کردی ہین -

شمالی ہندوستان کے اونچے طبقون کے راجپوتانہ مین بھی کثرت الازدواج کی رسم موجود ہے - لیکن راجپوتون مین ہمیشہ ایک بڑی بی بی رہتی ہے اور پرانے زمانہ مین یہی بی بی اپنے شوہر کی لاش کے ساتھ جلائی جاتی تھی - بعض اوقات بی بیون کے آپس مین جھگڑا ہوتا تھا کہ ان مین سے کسے شوہر کے ساتھ جلنے کی عزت حاصل کرنے - بادشاہون کے لیے یہ رسم تھی کہ ان کی کل بی بیان ان کی لاش کے ساتھ جلائی جاتی تھین اس وقت تک اودے پور مین سنگرام سنگھ اور اس کی اکیس رانیون کا مقبرہ موجود ہے جو ۱۷۳۳ء مین ان کے ساتھ جلی تھین -

باوجود کثرت الازدواجی کی رسم کے راجپوتون مین عورتون کا اعزاز اور حرمت ویسی ہی تھی جیسی یورپ کے ازمنہ متوسط کے بہادرون مین - اسی طرح راجپوتون مین درباری شاعر یعنی کب بھی ہوا کرتا تھا - یورپ کے ٹروبیڈورون کی طرح وہ بھی دعوتون کے وقت اور بڑی بڑی تقریبون مین گیت بنا کر راجہ کے سامنے سنایا کرتا تھا - ان نظمون مین عشق و عاشقی - بہادری - عورتون کے حسن اور تلوار کی تعریف ہوا کرتی تھی -

اس بیان کے بعد کوئی تعجب کا امر نہین ہے کہ یوروپی محققین نے ان راجپوتون کی معاشرت اور

ان کے سیاسی انتظام کو بالکل یورپ کے ازمنہ متوسطہ کے فیوڈل سسٹم کا مثل بنا لیا ہے لیکن اب ہم دکھائین گے کہ ان دونون مین اگرچہ ظاہر مین بہت کچھ مشابہت ہے لیکن فی الواقع ان مین کس قدر فرق ہے۔

راجپوتون کی حالت فی الواقع اُس درجہ تک نہین پہونچی ہے جس کو ہم یورپ مین فیوڈل سسٹم کہتے ہین بلکہ یہ اُس سے ایک درجہ ماقبل ہے تمدن انسانی نے اُن مدارج مین جن کے ذریعے سے انسان اپنی وحشیانہ حالت سے ہمارے زمانہ کی عظیم الشان اور پیچیدہ حکومت تک پہونچا ہے اول خاندان کو دوسرے پھر قبیلہ پھر قوم۔ اور اس کے بعد فیوڈل انتظام اور سب سے آخر مین نیشن ہے۔ راجپوت ان مدارج ترقی مین صرف قوم کے درجہ تک پہونچے ہین قوم اصولاً ایک بہت بڑا خاندان ہے لیکن خاندان کبھی قوم نہین بن سکتا جب تک وہ قبیلہ کے درجہ کو طے نہ کرلے۔

اگر ہم ایک ابتدائی حالت کی معاشرت کو فرض کرین جو کئی خاندانون سے مرکب ہے تو ممکن ہے کہ ان مین کوئی شخص اس قدر قابل پیدا ہو جو سب پر حکومت کرنے لگے۔ اس کے بعد ہم فرض کرین کہ ان خاندانون کے درمیان مین کوئی جھگڑا پیدا ہوا جس آراضی پر وہ بسے ہوئے ہون وہ اُن سب کی بسراوقات کے لیے کافی نہو اُس وقت ان مین سے کوئی ذی جاہ شخص اُٹھ کھڑا ہوگا اور دوسری جگہ ہجرت کر جائے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ تنہا نہین جائے گا بلکہ اپنے بال بچون کو۔ دوست احباب کو۔ اور ایسے ہمسایون کو جو اُس کا ساتھ دین ہمراہ لے کر اس نئے مقام پر بود و باش اختیار کرے گا۔ اس قسم کے گروہ کو ضرور ہوگا کہ اطراف و جوانب کے رہنے والون سے اپنے کو علیحدہ رکھنے کے لیے اپنے گاؤن کے گرد کوئی باڑہ بنا دین اور نیز ان مین سے ہر ایک فرد کوئی خاص علامت اختیار کرلے۔ یا کسی خاص رئیس یا حاکم کے نام سے اپنے کو منسوب کرے اور اس کی اولاد بن جائے۔ روما کی تاریخ مین رومیولس اور اُس کے ساتھیون کی یہی حالت تھی اور یہودیون مین



(٦٦) کیلاش کے مندر کے بُت

حضرت داؤد جس وقت اَدُلاّم کے غار میں جا بسے تو اُن کی بھی یہی حالت تھی۔

یہ مصنوعی قبیلہ جو مختلف اصلیت کے اشخاص کے جمع ہو جانے سے اور ایک شخص کی حکومت کو قبول کر لینے سے پیدا ہوتا ہے ہرگز قومی حیثیت نہیں پیدا کر سکتا جب تک کہ بمرور زمان اس قبیلے کے افراد اپنی اصلیت کو بھول کر اپنے کو ایک ہی شخص کی اولاد سمجھنے نہ لگیں پس یہ شخص گویا ان سب کا جدِ اعلیٰ بن جائے گا۔ اگرچہ واقع میں ایسا نہ ہو لیکن اس قسم کا فرق خیال بھی راجپوتوں میں اور یورپ کے ازمنۂ متوسطہ کے فیوڈل اُمرا ڈیوک اور مارکوئیس میں بہت بڑا فرق پیدا کرتا ہے۔ ان اُمرائے یورپ کے باجگذار ہمیشہ ان سے درجہ میں کم ہوا کرتے تھے اور بعض اپنی کمزوری کی وجہ سے ان کی پناہ میں آ کر رہتے تھے۔ برخلاف اس کے قوم راجپوت کے افراد اپنے بادشاہوں کے بھائی بند اور ہر طرح اُن کے ساتھ مساوات کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان باجگذاروں کی شرافت اور خاندان اسی قدر قدیم ہیں جیسے اُن راجاؤں کا جن کے وہ باجگذار ہیں۔ ان کی حیثیت فی الواقع بڑے بھائی اور چھوٹے بھائیوں کی ہے۔ اور نفع وضرر میں یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں البتہ جس وقت کسی بیرونی غنیم کے مقابل میں لڑائی کی ضرورت پڑتی ہے تو اس وقت یہ راجہ جو صلح کی حالت میں اُن کا بڑا بھائی ہے اُن کا جنرل اور حاکم مطلق بن جاتا ہے

یہ سپہ سالاری کی حیثیت جو کل فوجی حکومتوں میں سب سے اول درجہ رکھتی ہے نابالغ کے ہاتھ میں نہیں آسکتی اور راجپوتوں میں کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بائی وراثت کے سلسلہ کو توڑ کر باہر سے کسی ایسے شخص کو [illegible] جو حکومت اور سپہ سالاری کے لائق ہو۔ ایسی صورتوں میں خاندان کی خوردسالی [illegible] جاتا ہے۔ اکثر اوقات خود گدی نشین راجہ اپنے وقت اپنے جانشین کا انتخاب کرتا ہے۔ [illegible] کا حق [illegible] ہے۔ لیکن ان کی صورتیں [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] ہیں

راجپوتوں کا فخر

یہی افتخار راجپوتوں کا ہے جس کی رو سے ہر ایک قوم یا فرقہ کے افراد اپنے کو ایک ہی خاندان کا رکن سمجھتے ہیں اور علاوہ اس خیال کے ان کی بہادری اور اُن کے ملک کی دشوار گزاری وہ چیزیں ہیں جنہوں نے ان کی آزادی کو اس وقت تک قائم رکھا ہے - اگرچہ سلاطین مغلیہ نے چتوڑ کو سر کیا تھا تاہم وہ راجپوتوں کو زیادہ تر اپنے معاون اور مددگار سمجھتے رہے نہ کہ محکوم اور رعایا - حکومت انگریزی بھی ان راجپوت راجاؤں کے ساتھ نہایت احتیاط سے پیش آتی ہے -

اودے پور

جس وقت ۱۸۷۷ء کے دہلی دربار میں ملکہ معظمہ کے قیصرہ ہند ہونے کا اعلان کیا گیا تو دیسی روساؤں میں صرف مہارانا اودے پور ہی تھے (وہ مہارانا اودے پور جن کے اجداد نے سلطنت مغلیہ کے زمانہ عروج میں سلاطین دہلی کو اپنی بیٹیاں دینے سے انکار کر دیا تھا) جنہوں نے دربار میں شرکت سے عذر کیا اور ستارہ ہند کے تمغہ کو اس پیغام کے ساتھ واپس کیا کہ اُن کے خاندان میں اس وقت تک کسی نے طوق غلامی نہیں پہنا ہے -

اگرچہ مہارانا اودے پور بہت بڑے راجہ نہیں ہیں لیکن اُن کے خاندان کی قدامت اور عظمت کی وجہ سے نہ صرف راجپوت راجاؤں میں بلکہ تمام ہندوستان میں اُن کا بے انتہا اعزاز ہوتا ہے اور انھوں نے اس وقت تک اپنی نسل کو ہر قسم کے میل سے محفوظ رکھا ہے -

راجپوتوں میں شادی ہمیشہ خاندان سے باہر ہوتی ہے

راجپوتوں میں شادی ہمیشہ خاندان سے باہر ہوتی ہے - یہ قاعدہ اس درجہ سخت ہے کہ اب بھی دلہن کو دور دوسرے خاندان سے چھین لانے کی رسم باقی ہے یعنی [illegible] زمانہ میں پاس خاندان کے لڑکے دوسرے خاندان سے لڑکیاں زبردستی چھین لایا کرتے تھے -

لڑکیوں کی حیثیت میں شادی کر دینے کے لحاظ سے [illegible] لڑکیوں کی پیدائش کسی قدر خاندان میں ذلت کا باعث سمجھی جاتی تھی، اور نیز شادی کے مصارف اس قدر زیادہ [illegible] کہ [illegible] لڑکیوں کو مار ڈالنے کی رسم جاری ہوئی تھی - [illegible] جاتا ہے کہ اس وقت [illegible]

بالکل موقوف نہیں ہوئی ہے۔

اگرچہ راجپوتانہ کی قوم ایک ایسی ہندو قوم ہے جس نے اپنی جغرافی حیثیت کی وجہ سے اپنے قدیم عادات اور رسوم کو فاتح اقوام غیر کے تصرف سے محفوظ رکھا ہے تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اگر ہندوستان کی کل قومیں اپنے کو ان تصرفات سے محفوظ رکھ سکتیں تو ان کی بھی حالت ایسی ہی ہوتی جیسی راجپوتوں کی ہے۔ اور ان میں بھی اسی قدر کم تغیرات عمل میں آتے۔ کیونکہ ہمیں یہ بھولنا نہیں چاہیے کہ اس زمانہ میں جب کہ جدید برہمنی مذہب نے دوبارہ تسلط حاصل کیا ذات ایک بہت بڑا معاشرتی عنصر تھا جو مختلف ہندو اقوام میں اندرونی طور پر تغیر پیدا کر رہا تھا۔ لیکن راجپوتوں کی قوم (جس کی حالت کو ہم شہد کی مکھی کے چھتے سے تشبیہ دے سکتے ہیں یعنی اس کے اجزا اس طرح ایک دوسرے سے ملحق ہیں کہ ان کے بیچ میں کسی خارجی شے کے نفوذ کی گنجائش ہی نہیں) اس ذات کے اثر سے نہ صرف اس وجہ سے محفوظ رہی کہ بیرونی فاتحین کا قانون ان کے ملک میں نہ آنے پایا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اس جنگجو قوم میں مذہب کی طرف سے ایک گونہ سرد مہری ہے اور ان کے فوجی اور بہادرانہ اشغال نے انہیں اس امر کی مہلت نہیں دی کہ وہ عقلی و معقولات و فلسفی مباحث میں پڑتے۔

برخلاف اس کے ہند کے دوسرے حصوں میں اس مذہبی عقیدہ یعنی ذات نے مختلف اقوام میں بہت بڑے بڑے تغیر پیدا کر دئے اور اندرونی تقسیمیں جو ابتدا میں فوجی و جنگی خصوصیات کی وجہ سے قائم ہوئی تھیں درست [illegible] کر دیں۔ وہ [illegible] میں جو [illegible] میں [illegible] ایک [illegible] قومیت پیدا کر دیتی تھی مثلاً کوئی شخص [illegible] ذات [illegible] [illegible] [illegible] ہے۔ [illegible] میں [illegible] قومیت اور [illegible] [illegible] [illegible] مستقل [illegible] ہو گئیں۔

[illegible]

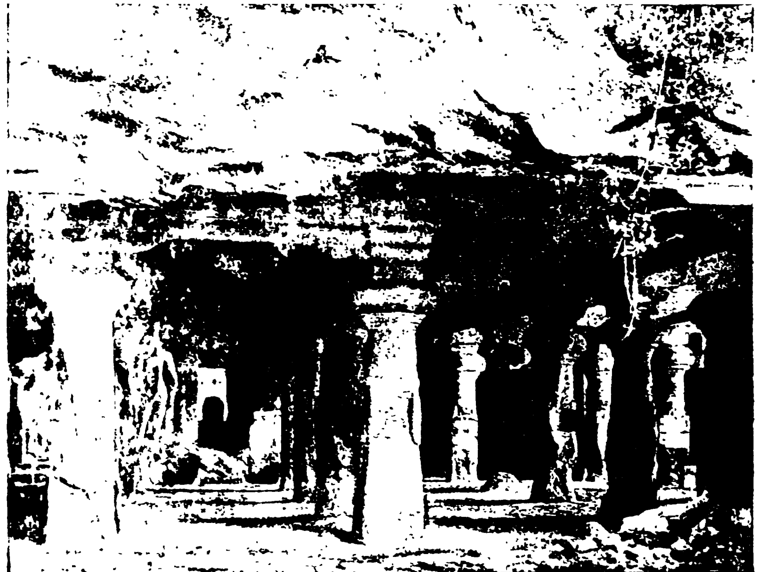
یا گوتر دراصل ہر ایک ہندو ایک ہی وقت مین کسی خاص ذات اور کسی خاص گوتر کا رکن ہوتا ہے اور وہ گوتر کے اندر اور ذات کے باہر شادی نہین کرتا- پس اگر ہم فرض کرلین کہ ہند پر بیرونی فاتحین نے اپنی حکومتین قائم نہ کی ہوتین اور یہان کے باشندون پر خارجی اثر نہ پڑا ہوتا بلکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی اور معاشرتی اصول کے مطابق چلے جاتے تو اس ملک کی اس وقت کیا حالت ہوتی- باوجود خارجی اثرون کے جنہون نے ملک کی حالت کو بہت کچھ بدل دیا اس وقت بھی ہنود مین ذاتین اور اُن کے شعبے اور تقسیمین اس کثرت سے موجود ہین کہ ہر ایک بیرونی شخص اُن پر حاوی ہونے سے عاجز ہو جاتا ہے-

راجپوتون مین مذہبی جوش نہ ہونے کا سبب-

وہ مذہبی اسباب جو اقوام کی جمعیت اور اتحاد مین پھوٹ ڈال کر تفریقین پیدا کردیتے ہین راجپوتون مین وہ ایسے کارگر نہین ہوئے کہ اُن مین مذہبی جوش نہین ہے- لیکن وسط ہند مین بعض نیم وحشی اقوام مثل بھیل وغیرہ کے موجود ہین جن مین یہ تفریقین اس وقت عمل مین نہین ہین- اگرچہ بھیلون کی صورت مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ابھی قومیت کے درجہ کو نہین پہونچے ہین اور صرف قبائل مین منقسم ہین جن کے آپس مین شادی بیاہ ممنوع ہے-

جو بیان اوپر ہوا اس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ بارہوین صدی عیسوی مین آریہ ہندوستان کی حالت وہ تھی جو اس وقت راجپوتانہ کی مختلف آزاد حکومتون کی ہے اور اسی وجہ سے ہم نے اس خطہ کے سیاسی اور معاشرتی حالات کو اس زمانہ کے تمدن کا نمونہ ٹھیرایا ہے-

مسلمانون کی چڑھائیون سے ماقبل زمانہ کے لیے ہمارے پاس غیر ملک کے سیاحون کے سفرنامے نہین ہین جیسا بعد زمانہ کے لیے تھے- وہ مشہور عرب سیاح ابن بطوطہ اس کے بعد کی صدیون مین ہندوستان آیا ہے اور اس کے سفرنامہ سے ہمین کچھ زیادہ حالات معلوم بھی نہین ہوتے ... مارکو پولو سیاح جو تیرہوین صدی عیسوی مین ہندوستان آیا تھا- اور اس کا ذکر ہم صرف اس وجہ سے کرتے ہین کہ اس کا ایک سفرنامہ ہے جس سے ہمین تیرہوین صدی کے جنوبی ہند کے کچھ حالات



(۶۷) غار الفنٹا کے مندر کے ستون جو پہاڑ میں ترشے ہوئے ہیں

معلوم ہوتے ہین مارکوپولو کا سارا بیان جنوبی ہند کے ڈراویڈی تمدن سے متعلق ہے جس کا ذکر ہم نے ابھی تک نہین کیا ہے یہ سیاح ساحل کاروميانڈل کی سیاہ فام اقوام کا ذکر کرتا ہے جو بالکل ننگے تھے۔ اور گاے کی پرستش کرتے تھے۔ ان مین بھی ذات کی تفریقین موجود تھین صرف پاریہ کی ایک قوم تھی جو گاے کا گوشت کہاتے اور یہی قصائیون کا کام کرتے تھے کیونکہ کسی جانور کا مارنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ مارکوپولو ان کے جواہرات کی تعریف کرتا ہے جو غالباً گولکنڈہ کے معدنون سے نکلے تھے ان اقوام کی زبان ٹامل تھی۔ یہان پانچ حکومتین تھین جن کا ذکر ہم تاریخی بیان مین کر چکے ہین یہ حکومتین وسعت مین دکن کے اندر تک پھونچ گئی تھین اور اسوقت کے پانچون بادشاہ آپس مین بھائی تھے۔ ٹامل راجاؤن کو اپنی رانیون کی کثرت پر بڑا فخر تھا ان کی تعداد پانچسو تک بھی ہوا کرتی تھی اور راجا کے مرنے کے بعد یہ سب جلائی جاتی تھین مارکوپولو ساحل مالابار پر بھی گیا تھا یہان اسوقت قطاع البحر کی بہادر قومین رہا کرتی تھین اس نے کوکن کا بھی سفر کیا یہان اوسے نہایت شایستہ اور متمدن اقوام نظر آئین جن کی ایمانداری اور سچائی کی وہ بہت تعریف کرتا ہے۔ گجرات مین مارکوپولو کو کثرت سے شہر ملے جن مین تجارت ترقی پر تھی۔ ان کی خاص صنعت تانبے کے برتن تھے جن پر وہ نہایت دستکاری کے ساتھ منبت کام بناتے تھے۔ یہان کے باشندے برہمنون کا بڑا اعزاز کرتے اور حیوانات کی جانون کا بھی بہت بڑا لحاظ رکھتے۔ اوس نے یہان جوگیون کو دیکھا جو بالکل ننگے گدائی کا جام لئے ہوے بھیک مانگتے پھرتے تھے۔ جیسا کہ وہ آجتک کرتے ہین۔ ان کی شکلین نہایت ہیبت ناک جسم پتلے۔ بال اور ناخن بڑھے ہوئے تھے۔ یہ علانیہ اپنے کو انواع واقسام کی تکلیفین پہونچاتے اور انکی صورتین بالکل نفرت انگیز تھین۔

لیکن مارکوپولو صرف سطحی چیزون کو دیکھتا ہے۔ اسکی نظر ویسی عمیق نہین ہے جیسی ہونگ تسانگ اور فاہیان کی۔ فی الواقع اوسکے بیان سے ہماری معلومات مین بہت ہی کم اضافہ ہوتا ہے۔

باوجود اس کے کہ اس زمانہ کے لئے ہمارے پاس تاریخی مواد بہت ہی کم تھا ہمنے بارہوین صدی کے تمدن ہند کا ایک معقول خاکہ بنالیا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ راجپوتانہ کی آزاد حکومتون نے ہمارے لئے اس زمانے کی ایک زندہ تصویر قایم رکھی ہے۔ یہ گویا اوس وقت کی تاریخ کا ایک صفحہ ہے جو علیحدہ کرلیا گیا اور اب تک موجود ہے لیکن ہمین چاہیئے کہ اس صفحہ کو غور سے پڑہین اور اسکے مطالب کو بخوبی سمجھین۔ کیونکہ ہندوستان کا موجودہ تمدن اگرچہ ظالمانہ تسلط سے مبّرا ہے لیکن اس مین آثار قدیمہ کو مٹادینے کی بہت زیادہ قوت ہے اور احتمال یہ ہے کہ یہ زندہ صفحہ تاریخ چند روز مین مرمٹے گا اور ہماری نظرون سے غایب ہوجائیگا۔

باب پنجم - اسلامی زمانہ کا تمدن

فصل اول - مسلمانوں کا اثر ہندوستان پر

ہندوستان کے مسلمان

اسلامی عہد کی تاریخ صحیح صحیح موجود ہے

ہندوستان کی تاریخ کا اسلامی زمانہ گیارہوین صدی عیسوی سے شروع ہوتا ہے اور اٹھارہوین صدی تک ختم ہوتا ہے مورخین اسلام کا ہمین بہت مشکور ہونا چاہیئے کہ اس زمانہ کی تاریخ اُسی قدر صاف اور واضح ہے جسقدر اسکے ماقبل کے ازمنہ کی تاریخ تیرہ و تاریک ہے۔

مسلمان فاتحین کا اثر ہند کے مذہب و زبان و صنعت پر

اس سات سو سال کے عرصے مین جب سے مسلمانونکی حکومت ہندوستان مین رہی ہے مختلف فاتحین نے اس ملک کو زیر کیا جنمین عرب۔ افغان، ترک، اور مغل شامل ہین لیکن ان سب کا مذہب اسلام تھا اور اُنکے کل نظامات شریعت محمدی پر مبنی تھے ان فاتحین نے نہ صرف ہندوستان کو فتح کیا، بلکہ اپنا مذہب اپنی زبان اور اپنی صنعت اور ملک مین پھیلائی اور یہ کہا جا سکتا ہی کہ وہ عظیم الشان تغیرات جو انھون نے پیدا کئے اسوقت بھی موجود ہین اور پانچ کروڑ ہندو مذہب اسلام کے پیرو ہین اور ملک کے ایک بہت بڑے حصہ مین ایک ایسی زبان رائج ہے جو فاتحین کی زبان سے مشتق ہوئی ہے۔

اس کتاب کے اس حصے مین جہان تاریخ ہندوستان سے بحث کی گئی ہے ہم اس امر کو دکھا چکے ہین کہ مسلمانون نے اُن کل ممالک مین جہان اُن کی فتوحات کا جھنڈا گڑا ہے ایک عظیم الشان اثر اپنی حکومت کا چھوڑا ہے مثلاً مصر کے ملک مین اُنھون نے وہ نتیجہ پیدا کیا جو کبھی یونانیون اور رومیون کو نصیب نہوا۔ یعنی اُنھون نے اُس بڑی مخلوق کی زبان اور اُسکے مذہب اور اُسکے صنائع اور اسکے سارے تمدن کو جو ہزارہا سال سے چلا آتا ہے بالکل بدلدیا۔ اسلامی تسلط کی وجہ سے فراعنہ کی اولاد اپنی قدیم تاریخ کو اس طرح بھول گئی کہ ہمارے موجودہ علمی تحقیقات نے صدیون کے بعد اسکو گرد زمانہ کے اندر سے نکالا ہے۔

ہند مین مسلمان فاتحین بہ نسبت ہندو مفتوحین کے زیادہ اثر پذیر ہوے

البتہ ہندوستان مین مسلمانون نے ویسا گہرا اثر نہین ڈالا جیسا مصر مین۔ یہان مفتوحین کا اثر فاتحین پر بہت زیادہ پڑا جس کی مثال اسلامی دنیا مین کہین نہین پائی جاتی اوس جدید تمدن نے جس کو افغان اور ترک اور مغل ہندوستان مین لائے پہلے تو بہت کچھ انقلاب پیدا کردیا لیکن آخر مین مفتوح قوم کے تمدن سے مغلوب ہوگیا۔

ان دونون تمدن کے میل سے ایک تیسرا تمدن پیدا ہوا جن مین دونون کا حصہ برابر ہے اور جس کا نام ہمنے اسلامی تمدن ہند رکھا ہے۔

مسلمانون کے ہند پر دہاوے

اسلامی زمانہ کے متعلق تواریخ ہمارے پاس بہت کثرت سے موجود ہین۔ لیکن اگر بالفرض یہ تاریخی مواد ہمارے پاس نہ بھی ہوتا تو محض اس زمانہ کی عمارات سے ہم بخوبی معلوم کرسکتے تھے کہ ہند کے مختلف حصون پر مسلمانون کا کیا اثر پڑا۔ کیونکہ عمارات سے ہمین صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ کس مقام پر اسلامی اثر غالب ہے اور کس مقام پر وہ ہندو اثر سے مغلوب ہوگیا ہے۔ مندرون اور مقبرون کے طرز تعمیر سے صاف ظاہر ہے کہ وہ صنعتی تخیل جس نے انہین تعمیر کیا ہے کہان سے آیا۔ مسلمانان ہند کی تاریخ کو ہم نہایت صاف اور صریح طور پر اس کتاب کے اوس باب سے معلوم کرسکتے ہین جو عمارات ہند سے متعلق ہے۔ وہ اسلامی فوج کشی جو وقتاً فوقتاً ہند پر ہوا کرتے رہے۔ یعنی محمود غزنوی تیمور لنگ بابر وغیرہ کسی ایک قوم کے نہ تھے محمود اور تیمور افغان اور ترک تھے۔ بابر مغل تھا اگرچہ اون مغلون مین سے جن مین بہت کچھ میل ہوچکا تھا۔ محمود سے قبل کے مسلمانون یعنی عربون نے کسی قسم کی حکومت ہندوستان مین قایم نہین کی البتہ وہ کئی مرتبہ بحر عمان سے اس ملک مین آئے اور اپنی تجارت اور کارخانے قایم کئے اور کبھی کبھی غربی ساحلی ملک کو جو دریاے سندہ کے دہانہ پر واقع ہوا بزور شمشیر فتح کرلیا۔ اسلامی فاتحین کی وہ موج جو تین چار صدیون تک ہندوستان پر آتی ہمیشہ دریاے کابل کی جانب سے آئی اور کہنا چاہیے کہ تورانی اقوام کے دہاوون مین یہ اخیر دہاوا تھا کیونکہ بابر اور اوس کے ساتھی سب مغل تھے جنکے

چہرے دبے ہوئے رنگ ماندے آنکھین چھوٹی چھوٹی دبی ہوئین اور سیدھی، رخسارے کی ہڈیان ابھری ہوئین بال سیدہے اور سیاہ اور ڈاڑھیان نہایت مختصر تھین یہ انہین ہنس (Huns) کے بھائی بند تھے جو اٹیلا (Attila) کے ساتھ یورپ مین آئے اور کوہ یورال کے کلموک بھی انھین کے بھائی بند ہین۔ ان مین اور افغانون اور ترکون مین بہت کچھ فرق ہے۔ افغانون کے رخسارے لمبے ناکین خمدار ہین۔ ترکون کی آنکھین بڑی بڑی اور کھلے ہوئے رنگ سفید چہرے کا نقشہ بالکل باقاعدہ اور نمودار ہے۔ مغلون نے اوسوقت گویا تمام ایشیا کو فتح کرلیا تھا اور یورپ کا بھی ارادہ کررہے تھے۔ ایسے وقت مین یہ ہندوستان آئے۔ دنیا کی تاریخ مین کبھی کوئی اتنی بڑی حکومت اسقدر جلد قایم نہین ہوئی۔ یہ گویا ایک ملک گیری کی ہوا تھی جو ان اقوام مغل کے جنکا اصلی شغل سائبیریا کے غیر متناہی اور سنسان بیابانون مین مویشی چرانا تھا دفعۃً کانون مین بھر گئی اور انہین برانگیختہ کردیا۔

مغلون کے متضاد خصائص یہ دنیا پر یکایک ٹوٹ پڑے اور صرف اپنے تخیل کے زور سے مالک بنگئے ان کی فتوحات مین اور رومیون اور عربون کی فتوحات مین بے انتہا فرق ہے۔ رومی محض ملک گیری کے فوائد کی غرض سے ایک باقاعدہ طور پر اپنی فتوحات سے بڑہاتے رہے اور عربون کو مذہبی جوش نے ملک گیر بنادیا۔ لیکن ان مغلون کی ملک گیری محض اس غرض سے تھی کہ وہ تمام عالم پر اپنا تسلط جمائین۔ انہین اپنے ہمنسون کے نیچے ذلیل وخوار کرین اور مغل کے نام کو اور اس بڑے خان کے جو اون کا حاکم اور سرگروہ تھا شہرے کو تمام عالم مین پھیلائین۔ چنگیز خان اور تیمور لنگ وہ نام ہین جن کے سننے سے ہمارے سامنے ایک ایسی خونی صورت پیدا ہوتی ہے جس کے سر کے گرد آگ اور خون کا ہالہ بنا ہوا ہے۔ لیکن ان مغل فاتحین کے بے درد اور ظالمانہ فطرت کا ایک حصہ ایسا ہے جو مشکل سمجھ مین آتا ہے اور جس نے ان کی عظمت بہت کچھ بڑہادی ہے۔ یہ وہ تقدس ہے جو ان کی سپہ گری اور ان کی ... [illegible] ہوا ہے۔ وہ کبھی جوادق سے مقابلے پر ہزارہا جانون کو تلف کردیتا تھا اور

وہ شیرینی اور ملائمت جو ان ظالم فاتحین کو اپنی مفتوح اقوام کے خداؤن کے سامنے جہکا دیتی تھی وہ سرد اور بیرحم وحشیانہ حرکت جو مفتوحین کے سرون کے اہرام بنایا کرتی تھی اور وہ علوم و فنون کی قدردانی جس نے انہین علم و ادب کا دوست اور سرپرست بنا دیا تھا۔

مثل اور نیم وحشی اقوام کے مغلون کا اصل مذہب قواے فطرتی کی پرستش تھا۔ آفتاب، زمین، گھوڑا یا اُن کے دیوتا تھے جن کے سامنے وہ سجدہ کرتے تھے لیکن وقتاً فوقتاً جیون جیون ان کی فتوحات بڑہتی گئین یہ مفتوحہ اقوام کے مذاہب کو قبول کرتے گئے۔ ہندوستان کی فتوحات کے وقت اگرچہ مسلمان تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو اسلامی اقوام ایرانی افاغنہ اور ترکون سے جو عربی تمدن سے رنگے ہوئے تھے کام پڑ چکا تھا۔

ان نئے فاتحین کی اصلی رواداری بالکل ہندوؤن کے رواداری کے مماثل تہی۔ اپنے تمام زمانہ حکومت مین مغل بادشاہون کی اور ان کی ہندو رعایا کی یہی کوشش رہی کہ ملک کے مختلف مذاہب مین سے ایک ایسا مذہب نکالین جس کو سب قبول کر لین یہی خیال گرو نانک کا تھا جس نے سکھ مذہب کو قایم کیا اور یہی خیال خود شہنشاہ اکبر دیندار سے اور راستباز کا رہا۔ ان کوششون کا نتیجہ یہ تو نہین ہوا کہ سارے ہندوستان مین ایک مذہب قایم ہو گیا لیکن البتہ مذہبون کی تعداد بڑہ گئی اگرچہ یہ ایک دوسرے کے ساتھ بالکل شیر و شکر رہے۔

ہند مین اسلامی فاتحین اور اونکا مذہب خالص نہ رہ سکا

ہندوستان سے اسلام کا مطالعہ کرتے وقت ہمین معلوم ہو جائے گا کہ اس مذہب کی یہان آکر کیسی مٹی خراب ہوئی اور اس پاک اور خالص توحید کو ہند کے بہت سے دیوتا ماننے والی اقوام کے لئے موزون بنانے کی غرض سے کس قدر تغیرات کرنے پڑے۔ لیکن یہان ہم صرف ان نتائج سے بحث کرین گے جو اقوام ہند کی نسل مین ان اسلامی فاتحین کی وجہ سے پیدا ہوئے۔

مسلمانون کی حکومت سے کوئی نئی قوم نہین قایم ہوئی کیونکہ فاتحین کی تعداد اس قدر کم تھی کہ وہ خود مفتوحین کے جم غفیر مین شامل ہو گئے اور فی الواقع اِن فاتحین مین بہی ہندوستان آنے سے پہلے بہت کچھ میل ہو چکا تھا اور ان کی خالص نسل قایم نہین رہی تھی مغلون کی رواداری نے انہین بہت جلد ہندی اقوام کے ساتھ ممزوج کر دیا۔ یہ نہایت شوق سے راجپوتون کی لڑکیون سے شادیان کرنے لگے اور ان کی ان جسمانی خصائص مین جو افغانون اور ترکون سے ملکر پہلے ہی بدل چکی تہین اب ایک تغیر عظیم واقع ہو گیا سلاطین مغلیہ کی تصویرین جو کتابون مین ہم تک پہونچی ہین ان مین ان کے چہرے لمبے اور نقشہ ایسا باقاعدہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اصلی مغلون کے دبے ہوئے رخسار اور چپٹی ناکون اور موٹے ہونٹون سے کوئی نسبت نہین معلوم ہوتی۔

ہند مین دو قسم کے مسلمان ہین

ہندوستان کے مسلمانون مین جن کی تعداد اس وقت چھ کروڑ سے زائد ہے ہمین دو قسم کے اشخاص نظر آتے ہین اولاً وہ جو کم و بیش اصلی مسلمانون کی اولاد مین اور ثانیاً جو ہندو نومسلمون کی نسل سے ہین۔ ان مین سے اول الذکر اشخاص تعداد مین نہایت کم ہین اور زیادہ تر ترکون سے مشابہ ہین یہ ایک سپاہی پیشہ اور بیکار قوم ہین جن کا سارا وقت پرانے تسلط پر افسوس کرنے اور اس کے دوبارہ قایم ہو جانے کی امید و آس مین صرف ہوتا ہے۔

بطور اختصار کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانون نے ہندوؤن کی نسل پر کوئی زیادہ اثر نہین ڈالا لیکن البتہ دماغی اور روحانی خصائص مین اسلامی حکومت کی وجہ سے بہت کچھ فرق ہو گیا مسلمانون کا زیادہ تر اثر عمارات اور صنعتون مین نظر آتا ہے اور مذہب اور زبان مین بھی موجود ہے جس کی پوری تصریح ہمین اس کتاب کے آن ابواب مین معلوم ہو گی جن مین ہند کی عمارات۔ مذاہب و السنہ سے بحث کیگئی ہے۔

فصل دوم ۔ مسلمانون کا تمدن ہند مین

تاریخ کے باب مین ہم تسلط اسلامی کے واقعات کو مختصر طور پر بیان کر چکے ہین اوس بیان مین یہ امر دکھایا گیا ہے کہ سات سو سال کے زمانۂ تسلط مین جن کا نام عام طور پر حکومت مغلیہ رکھا گیا ہے مغلون کی اصلی حکومت تمام ملک پر دو ہی سو سال تک رہی ہے اور اس زمانہ مین بھی دکھن مین کئی اسلامی حکومتین علیحدہ قایم رہین صرف آخر زمانۂ تسلط مین جس وقت حکومت مغلیہ کا انحطاط من وجہ ہو چکا تھا ہند کا سارا ملک بادشاہ دہلی کا ماتحت تھا۔

ہندوستان مین خالص اسلامی یا عربی تمدن نہین آیا۔

اگر ہم ہندوستان کے تمدن اسلامی کی تفصیلات مین جائین تو ہمین تمدن عرب کے بہت سے پہلوؤن کا اعادہ کرنا پڑے گا جن کے متعلق مین ایک علیحدہ کتاب لکھ چکا ہون کیونکہ جس تمدن کو مسلمان فاتحین ہند مین لائے وہ اصل مین تمدن عرب تھا جو ایران کے اثر سے کسی قدر بدل چکا تھا اور دوسرے ممالک مین اور دوسری اقوام مین پھیلنے کی وجہ سے اس مین اور بھی تغیرات ہو چکے تھے۔

مسلمانون کے سیاسی نظامات بھی عربون ہی سے اخذ کئے ہوئے تھے۔ اس مین کل وہ اوصاف جو عربون کی ترقی کے باعث ہوئے اور کل وہ عیوب جن سے حکومت اسلامی کا تنزل ہوا موجود تھے اسلامی حکومتون کا خواہ وہ ہندوستان مین ہون یا اور کہین اصل الاصول یہ ہے کہ کل اختیارات ایک حاکم مطلق کے ہاتھ مین ہوتے ہین جو کہ ملک کا بادشاہ ہے اور سارے اقتدارات فوجی، ملکی اور مذہبی اسی ایک شخص کے ہاتھ مین ہوا کرتے ہین ان اقتدارات کو وہ وقتاً فوقتاً اپنے حکام ماتحت پر تقسیم کرتا رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی عموماً مطلق العنان ہوا کرتے ہین اور ہمیشہ ان کی نیت یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنے کو خودمختار بنا لین۔ اس قسم کی مطلق حکومتین جن مین کل اختیار ایک شخص کے ہاتھ مین ہے وحشی اقوام

کے لئے نہایت موزون ہین اور فتوحات کے لئے بھی اُن سے بہی انتہا مدد ملتی ہے لیکن ایسی حکومتون کا قیام صرف قابل اور ضابطہ پادشاہون پر موقوف ہے۔ جس وقت تک سلطنت مغلیہ کے پادشاہ لایق اور قابل ہوتے رہے ملک نے بھی انتہا ترقی کی۔ لیکن کمزور اور نالایق پادشاہون کے ہوتے ہی حکومت مین فوراً انحطاط آگیا۔ چونکہ دنیا مین اعلیٰ قابلیت کے اشخاص کی ہمیشہ کمی ہے اِس وجہ سے مشرقی حکومتین معرض زوال مین ہین اور انکی زندگی بہت ہی تھوڑی ہے۔

مسلمان پادشاہ علوم وفنون کے بڑے قدر دان تھے

عربی تمدن کے ساتھ ہی ساتھ ہندوستان کے مسلمان پادشاہ۔ اِس ملک مین علوم وفنون اور ادب کا مذاق بھی اپنے ساتھ لائے۔ احمد آباد گور دہلی بیجاپور وغیرہ یعنی مغلون کی قدیم دارالحکومتون کی عمارات سے صاف ظاہر ہے کہ اِن اسلامی پادشاہون نے صنعت کو کس درجہ تک ترقی دی تھی اسیطرح اِن پادشاہون کی سوانح عمری سے ہمین معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم وادب کے اعلیٰ درجے کے سرپرست تھے اور علما و فضلا نہ صرف بڑے شہرون اور دارالحکومتون مین جمع تھے بلکہ تمام ملک مین اور چھوٹی چھوٹی حکومتون مین بہی پھیلے ہوئے تھے۔ مثلاً پندرہوین صدی عیسوی کی ابتدا مین گولکنڈہ کے پادشاہ فیروزشاہ کے دربار مین ہر قسم کے علما، شاعر اور مورخ موجود تھے اور خود بادشاہ کو اقلیدس، اور علم نباتات اور شاعری کا بے انتہا شوق تھا اگرچہ یہ وہ زمانہ تھا کہ پادشاہ کو آئے دن بیجانگر کے ساتھ جنگ وجدال کرنی پڑتی تھی۔ سلاطین مغلیہ نے اُن اسلامی نظامات کو جو عربون نے یورپ اور ایشیا اور افریقیہ مین قایم کئے تھے اپنی حکومت ہندوستان مین بہی جاری کیا جیسا کہ ہماری دوسری تصنیف سے بخوبی ظاہر ہوگا۔

چونکہ ہم ہندوستان کے مختلف اسلامی حکومتون کے تمدن پر نظر نہین ڈال سکتے اسلئے ہم محض سلاطین مغلیہ کے تمدن کو بطور مختصر بیان کرنے پر اکتفا کرین گے۔ مسلمان مورخین ہند اور نیز وہ یوروپی سیاح جنہون نے مغلیہ حکومت کے زمانے مین ہندوستان کا سفر کیا ہے بہت ہی

کافی مواد ہمارے لئے چھوڑ گئے ہین۔ علاوہ ان تاریخی بیانات کے، وہ مغلیہ عمارات ہین جن سے ہم اس زمانے کی صنعت کا پورا اندازہ کرسکتے ہین۔

مغلیہ سلطنت

ہندوستان کے سلطنت مغلیہ کی ابتدا ۱۵۵۰سنہ عیسوی سے ہوئی جس وقت بابر نے لودی کے افغانی خاندان کو شکست دیکر آگرہ پر قبضہ کرلیا۔ بابر آگرہ ہی مین ہندوستان اور کابل کا بادشاہ مرا۔ اسکے بیٹے ہمایون کو حکومت قایم کرنے کے لئے بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا اور مغلون کی حکومت اسوقت قایم ہوئی جبکہ اس خاندان کا تیسرا بادشاہ اکبر ۱۵۵۶سنہ عیسوی مین تخت پر بیٹھا اور پچاس سال تک حکومت کرتا رہا۔ اس بادشاہ نے جو تاریخ عالم کے بادشاہون مین ایک بہت بڑا فرمانروا گذرا ہے ہندو اور مسلمانون کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ اس نے فاتح و مفتوح مین شادی بیاہ کو مروج کیا اور خود راجپوت راجاؤن کی لڑکیون سے شادی کی۔ اسلام اور برہمنی مذہب کو ملا دینے کی جو کوشش اوس نے کی اسمین تو وہ کامیاب نہ ہوا لیکن ان دونون اقوام کی طرز تعمیر کو ترکیب دینے مین اوسے پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ اس نے اپنی فتوحات کو توسیع دی اور نہایت عقلمندی سے ملک کا انتظام کیا جیسا کہ ہمین ابوالفضل کی اس کتاب سے جو اوس نے بادشاہ کے حکم سے لکھی معلوم ہوتا ہے اکبر نے تمام ملک کی مردم شماری کی اور ہر صوبہ مین زمین کی پیمایش اور درجہ بندی اوس کے وقت مین ہوئی اور مالگذاری پیداوار پر قایم کی گئی۔ یعنی پیداوار کا تیسرا حصہ حکومت کا حق قرار دیا گیا اور بقیہ کاشتکار کو چھوڑ دیا گیا۔ اکبر نے محصولات کو بھی موقوف کیا اور عہدہ دارون کی تنخواہین بھی بعوض جاگیرات کے نقدی مین مقرر کین۔

اکبر کے جانشین جہانگیر، شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے مین بھی ملک کی سرسبزی ہوتی رہی۔ البتہ اس آخر الذکر بادشاہ کے تعصب نے اوسے دکن کی اسلامی حکومتون سے لڑایا اور سلطنت مغلیہ کی انحطاط کی بنا ڈالی [illegible]سنہ مین جسوقت اورنگ زیب نے انتقال کیا تو جیسا ہم اوپر بیان کرچکے ہین

سارے ملک مین بدنظمی اور طوائف الملوکی پھیل گئی۔ یوروپ مین سلطنت مغلیہ کے معنے اعلیٰ درجہ کا
عروج اور حکومت اوراس کے ساتھ سریع انحطاط اور بربادی سمجھے گئے ہین اور یہ خیال کچھ غلط نہین ہے۔

مغل بادشاہ خودمختار ہوتے تھے

مغلیہ بادشاہون کے اقتدارات غیرمحدود تھے اوران کو وہ اس زرخیز ملک
کی دولت کو اپنی طرف کھینچنے مین استعمال کرتے تھے اس کے ساتھ ہی وہ اس دولت کو نہایت
فراخ دلی اور فیاضی کے ساتھ صرف بھی کرتے تھے جس کی مثال تاریخون مین بہت کم ملتی ہے
ان بادشاہون کے تحت مین وزرا ہوا کرتے تھے جن سے اہم امور ملکی مین مشورہ لیا جاتا تھا لیکن
اصل مین حکومت کا دارومدار محض بادشاہ کی رائے اور مرضی پر تھا۔ کل ملکی اور فوجی اور مذہبی اقتدارات
بادشاہ کے ہاتھ مین تھے۔ وہی ظل اللہ علی الارض اور خلیفۃ اللہ اور حاکم مطلق ہوا کرتا تھا۔ کل وزرا،
صوبجات کے صوبہ دار فوجون کے سپہ سالار غرض کل امرا اور ارکان دولت اس بادشاہ کے
محض نوکر اور فرمان بردار تھے اوس کے ایک اشارے سے وہ اوج عروج پر پہونچ جاتے اور
وہان سے حضیض ذلت مین گر جاتے۔

مغلون مین امرا کا فرقہ خاندانی نہین ہوتا تھا کل خطابات اور جاگیرات اور منصب صرف بادشاہ
کی مرضی پر ہوتے اور جب کوئی مرجاتا تو بادشاہ اوسکا وارث ہوتا کوئی امیر جس پر کسی وقت مین بادشاہ
کی مہربانی ہوتی اور جو کوئی صوبون کا حاکم ہوتا اور موت وزندگی کا اختیار رکھتا ہزارہا روپیہ پر قابض ہوتا اور
شان وشوکت کے ساتھ زندگی بسر کرتا مرتے وقت اپنے جورو بچون کو بالکل فلاکت کی حالت مین
چھوڑ جاتا اوس کے اختیار مین اسی قدر تھا کہ اپنے عروج کے زمانے مین اپنے عزیز واقربا کو بادشاہ
تک پہونچا دیتا تاکہ شاید اوسکے بعد بادشاہ کی مہربانی اس شخص پر قایم رہے اور اس کے ذریعے
اسکے متعلقین کو جزوی وظیفہ مل جاوے۔

سلاطین مغلیہ کا دربار وشان وشوکت

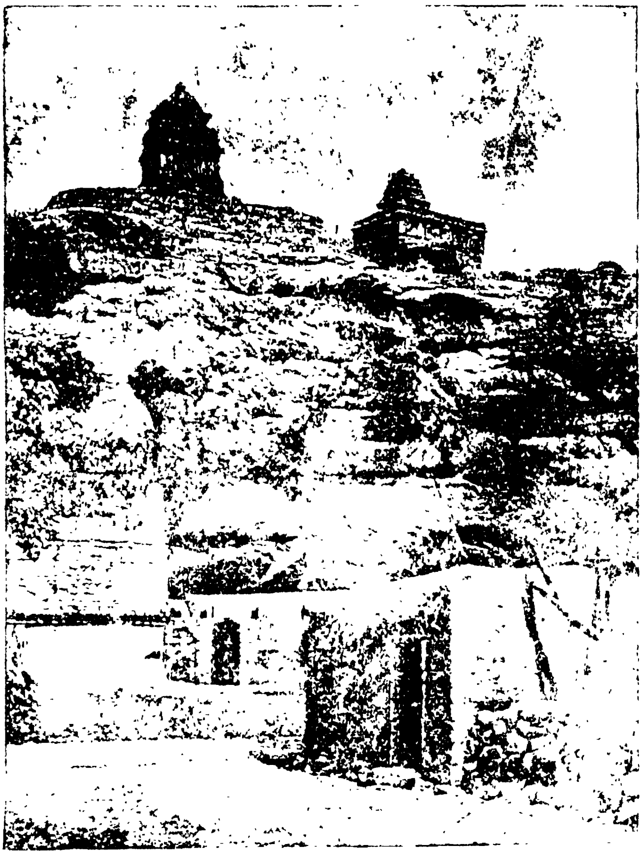
سلاطین مغلیہ زیادہ تر پبلک مین زندگانی بسر کرتے تھے اور اگر وہ اپنی

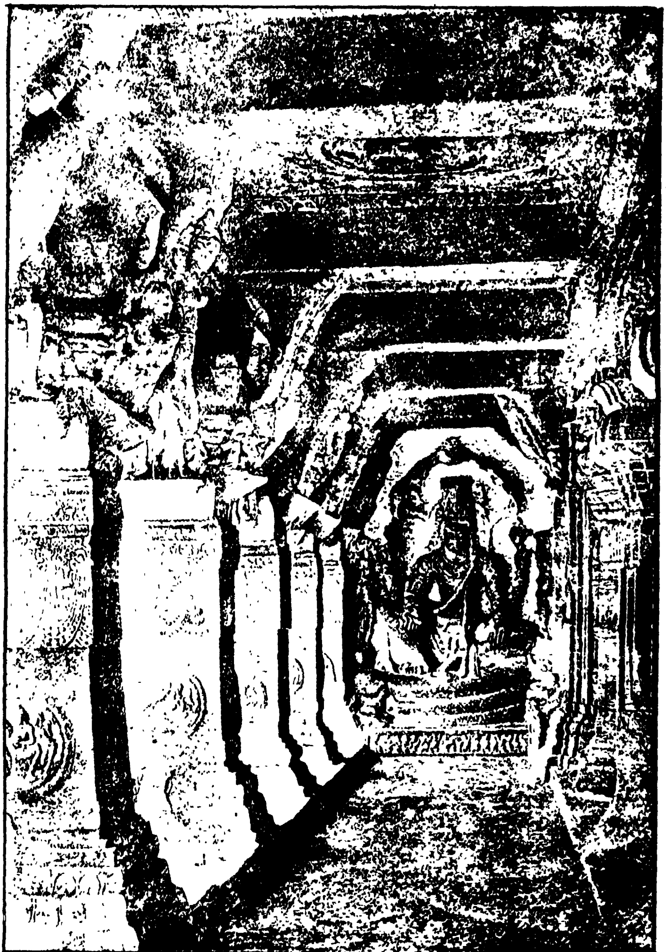
رعایا کو لوٹتے تو اقلاً انہین انواع واقسام کے تماشے دکھانے سے دریغ نہین کرتے تھے علی الصباح پادشاہ جھروکے پر برآمد ہوتے اور عوام الناس کو اپنا دیدار دکھاتے یہ صبح کا برآمد ہونا اوسی رقت موقوف ہوتا جب پادشاہ کسی وجہ سے علیل ہو جاتے۔ دوپہر کو پادشاہ پھر برآمد ہوتے اور ہاتھیون کی لڑائی یا اور نوعی ریاضت کو ملاحظہ کرتے۔ سہ پہر کو دربار ہوتا اور گویا پادشاہ اسوقت اپنی رعایا کی عرض و معروض سننے کے لئے طیار ہوتے لیکن فی الواقع پادشاہ تک پہونچنا نہایت ہی دشوار تھا کیونکہ دو دو اور تین تین دائرے امرا اور ارکان دولت کے زرق برق کپڑے پہنے ہوے پادشاہ کو گھیرے رہتے اور کسی غریب آدمی کی رسائی تخت تک بمشکل ہو سکتی۔ لیکن محض اس دربار کی شان و شوکت اور بادشاہ اور ارکان دولت کا تجمل اور لباس اور جواہرات کی چمک دمک اُسے اس بات کو بھلا دیتی کہ اوس نے اس تماشے کی جس کی چکا چوند نے اوس کے دل مین ایک نوری جوش اور ہیبت پیدا کر دی کیا قیمت دی ہے۔

حکومت مغلیہ مین اور نیز کل اسلامی حکومتون مین ملک کی اعلیٰ اور بیش بہا صنعتون کا مرکز صرف دار الحکومت ہوا کرتا تھا۔ صوبجات مین جہان کی رعایا ہر وقت حکام کے ظلم سے نالان رہتی زندگی سخت مصیبت مین بسر ہوتی اور بسا اوقات رعایا برگشتہ ہو جاتی اور بلوہ کر بیٹھتی۔

انتظام ڈاک راستے چونکہ سلاطین دہلی کو ہر وقت اس امر کے معلوم کرنے کی ضرورت تھی کہ صوبجات مین کیا ہو رہا ہے اونہون نے ڈاک کا عمدہ انتظام کر رکھا تھا۔ اور خطوط و اطلاعات سرعت اور انتظام کے ساتھ پہونچایا کرتے تھے اس ڈاک کے لیجانے والے ہرکارے تھے جو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بدلے جاتے تھے اور ان کی آمد و رفت ملک کے کل بڑی شوارع پر تھی۔ جو راستے دشوار گذار اور ناہموار تھے ان مین جابجا سفید پتھر نصب کر دیے گئے تھے تاکہ ہرکارون کو رات کے وقت راستہ ملنے مین وقت نہ ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شوارع نہایت اچھی حالت مین تھین کیونکہ وہ فرانسیسی سیاح ٹیورنیئر جس

(۶۸) باداجی کا ایک پرانا مندر





(۶۹) باداجی کے مندر کا اندرونی حصہ و ستون

سے سولھوین صدی عیسوی مین ہندوستان کا سفر کیا بیان کرتا ہے کہ راستے فرانس اور اٹلی کے راستون سے بہت بہتر تھے۔

سفر زیادہ تر پالکیون مین ہوتا تھا۔ جنکو تیز رفتار کہار لیکر دوڑتے یا یہ کہ بیل کی گاڑیون مین ہوتا جو اس وقت تک موجود مین اور اون مقامات پر جہان اس وقت ریل نہین پہونچی ہے یعنی ہند کے زیادہ حصے مین ابہی مروج مین۔

راستون کی حفاظت | مسافر کی حفاظت کے لئے اکثر سپاہیون کا بدرقہ ساتھ رہتا تھا۔ داسکی سلامتی کے ذمہ دار تھے اور واپس آنے کے بعد اپنے افسرون کو اطلاع کرتے تھے۔ اگر مسافر خیر و عافیت سے نہ پہونچا اور اُسے راہ مین تکلیف ہوئی تو بدرقہ کو سزا ملتی تہی اور وہ اپنی خدمت سے موقوف کئے جاتے تھے۔

یہ آمد و رفت کی آسانی اور راستون کی خوبی زیادہ تر ملک کے شمالی حصے یعنی ہندوستان مین تہی دکن کے حصے مین جو مرکز سلطنت سے دور واقع ہوا تھا اور جس پر پوری حکومت حاصل نہین ہوئی تہی یہ آسانیان نہ تھین۔ کل زمین پادشاہ کی ذاتی ملک سمجھی جاتی تہی اور اسکی دو تقسیمین تہین ایک تو وہ جو بطور جاگیرات کے امرا اور سپہ سالارون کو فوج کی تنخواہون مین دی جاتی تہی اور دوسرے گروہ جو ٹھیکہ دارون کو ایک مقرر سالانہ محصول پر سپرد کی جاتی تہی۔ یہ ٹھیکہ دار مثل سرکاری حکام کے رعایا پر مطلق حکومت کرتے اور اُن سے اس قدر محصول لیتے کہ بیچارے کاشتکار کو زراعت سے مطلق دلچسپی باقی نہین رہتی اور بلا جبر اور مار پیٹ کے وہ اپنا کام نہ کرتے۔ ان مین سے جس کسی کے پاس تھوڑا بہت مال ہوتا تو وہ اُسے دفن کر دیتا اور ظاہر مین اپنے کو نہایت ہی مفلوک اور مفلس دکھاتا تاکہ اوس کا مال نہ لے لیا جائے۔

وہ فرانسیسی سیاح فرانسس برنیر جو شاہجہان کے عہد سلطنت مین بارہ سال تک دلی مین رہا

عمال کے مظالم اور بددیانتی کا ذکر کرتا ہے البتہ اکبر نے اپنے دیوان مین اک گھنٹہ لٹکا دیا تھا جس کو ہر ایک دادخواہ بجا کر بادشاہ تک پہونچ سکتا تھا لیکن اِس دادخواہی کے نتائج ایسے سخت تھے اور ان کی پاداشس مین ایسی سزائین اٹھانی پڑتی تھین کہ کوئی شخص گھنٹہ کو بجانے کی جسارت نہین کرتا تھا۔

چونکہ بادشاہ کے لئے اتنے وسیع ملک کی حکومت کا انتظام بذات خود محال تھا وہ وقتاً فوقتاً صوبجات کے تنقیح کے لئے خاص نظار کو بھیجا کرتا تھا، لیکن یہ صرف انھین صوبہ دارون کی شکایت کرتے جو یا تو مفلس ہوتے یا بخیل۔

مغلیہ فوج

فوج کے انتظام مین بھی بہت سے نقص تھے۔ اکبر نے تو سپاہیون کی تنخواہ نقد مقرر کی تھی لیکن اوسکے بعد امراے دولت کو اِس شرط پر کہ وہ فوج رکھین تنخواہ وجاگیرات دیدی جاتی تھین اِس انتظام کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ امرا بے انتہا دولتمند ہو جاتے اور نہایت تھوڑے سپاہیون کو رکھتے بعض وقت وہ سوارون کے گھوڑون کو فروخت کرڈالتے اور جائزہ کے وقت انھین کرایہ پر لے لیتے اور اپنے غلامون اور نوکرون کو فوجی لباس پہنا کر سپاہیون کی جگہہ قایم کر دیتے۔ یہ امر بادشاہ سے مخفی نہ تھا لیکن وہ بمجبوری اپنی آنکھین بند کر لیتا اور بار بار سپہ سالارون کو بدلتا رہتا تاکہ وہ زیادہ دولت نہ جمع کرنے پائین اور یا اونکے سرون مین بغاوت کی ہوا نہ بھرنے پائے باوجود اِس بدانتظامی کے اِس اسلامی فوج کے بار بار ہندو افواج پر غالب آنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیشک اون سے بہتر تھے پندرہوین صدی عیسوی مین جبوقت دکن کی فتوحات شروع ہوئین تو بیجانگر کے راجہ نے اِس امر پر نہایت تعجب ظاہر کیا کہ اُسے کبھی مسلمان فوجون پر فتح نصیب نہ ہوئی۔ اور اوس نے چھتریون اور برہمنون کی اک مجلس منعقد کی اور اون سے دریافت کیا کہ اِس ناکامیابی کا اصلی سبب کیا ہے حالانکہ ہندوٴون کے پاس ملک اور روپیہ بمقابل مسلمانون کے زیادہ ہے برہمنون نے جنگی باری

پہلے آئی بیان کیا کہ یہ دیوتاؤن کی مرضی ہے لیکن بہتروں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ مسلمان تیرانداز ہند و تیراندازون سے بہتر ہین اور ایرانی اور عرب گھوڑون کا مقابلہ دکھن کے ٹٹوؤن سے نہین ہوسکتا۔ اسکے بعد سے راجاؤن کی یہ کوشش ہوئی کہ وہ اپنی فوج کو مسلمانون کے برابر بنائین اور مسلمان سپاہیون کو نوکر رکھین۔ اس تدبیر سے انہون نے دکن کے مسلمانون کو جن مین ہر وقت باہمی نااتفاقی رہا کرتی تھی کئی شکستین دینے مین کامیابی حاصل کی لیکن جب کبھی مسلمان حکومتین آپس مین مل گئین تو پھر ہندو اونکا مقابلہ نہ کرسکے۔

البتہ حکومت مغلیہ کے آخیر زمانہ مین جب کہ جنگ کے مواقع کم ہوگئے تو فوج کی حالت بھی سپہ سالارون کی کم توجہی اور طمع کی وجہ سے نہایت ہی ابتر ہوگئی اور جب کبھی رعایا نے بلوہ کیا یا صوبہ دارون مین سے کسی نے سر اوٹھایا تو یہ فوج مطلق کام نہ دے سکی اور حکومت مین انحطاط شروع ہوگیا۔

اورنگ زیب نے جو ہمیشہ جنگ کی حالت مین رہا کرتا تھا اپنی اخیر عمر کا سارا حصہ پڑاؤ مین صرف کیا۔ آبائی خزانے کو صرف کرنے کی بدولت اوس نے ایک بڑی فوج قایم کرلی جس مین رسالے اور توپ خانے اعلیٰ درجہ کے تھے۔ یہ اپنا تمام وقت اسی عظیم الشان اور پررونق فوج مین صرف کرتا۔ اسکی ازواج جواہرات ملبوسات اور کل چیزین ہاتھیون پر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جاتین اور اون کی حفاظت کے لئے سپاہیون کی صفین مہیا کی جاتین اور آگے آگے لوبان اور خوشبوئین جلائی جاتین۔ جس وقت بادشاہ مقام کرتا تو خیمے نہایت ہی سرعت کے ساتھ نصب ہوجاتے اور دفعتاً زمین کے اندر سے اک بنا بنایا شہر ابھر آتا جس مین جابجا راہین اور گلیان آراستہ ہوتین۔

پڑاؤ کا نقشہ پہلے سے تجویز ہوجاتا تھا اور ہر ایک خیمے کی جگہہ معین کردی جاتی تھی۔ ان مسافرت کے قصرون مین ہر قسم کا عیش و آرام مہیا تھا اور فی الواقع اس بادشاہ کا پڑاؤ ساری حکومت کا دارالسلطنت

بن گیا تھا۔

مغلیہ حرم سلاطین مغلیہ کے دربار مین عورتون کا بہت بڑا درجہ تھا۔ اِن بادشاہون نے راجپوت شاہزادیون کے ساتھ شادیان کرکے اس امر کی کوشش کی کہ دونون اقوام آپس مین گھل مل جائین اور اونھون نے نہ خود یہ طریقہ اختیار کیا بلکہ اپنے ارکان دولت کو بھی اسکی ترغیب دی۔

بادشاہی محل سراؤن مین عورتون کی تعداد غیر محدود تھی کیونکہ یہ سلاطین اس خاص مسئلہ مین اور نیز بہت سے اور مسائل مین شرع محمدی کے پابند نہ تھے۔ شاہجہان کے حرم مین دو ہزار بیبیان تھین لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس تعداد کو وہ کافی نہین سمجھتے تھے اور ہمیشہ اپنے امرا کی بیبیون مین خوبصورت عورتون کے جویا رہتے تھے۔ اس کی وجہ سے امرا مین سخت بددلی رہتی تھی۔ کیونکہ مغلون مین زنا نہایت درجہ معیوب فعل ہے۔ اگرچہ یہ امرا اپنی بیبیون پر بادشاہ کی نظر پڑنے سے سخت پریشان ہوتے تھے تاہم وہ اپنی لڑکیون کے لئے بادشاہ کی نظر عنایت کو بہت ہی غنیمت سمجھتے تھے ہر شخص کی خواہش تھی کہ اپنی لڑکی کو شاہی محل مین پہونچاے کیونکہ جس وقت وہ بادشاہ کے تصرف مین آگئی تو وہ جاسوس اور مخبر کا کام دیتی تھی اور اگر اوس پر سلطانی مہربانی اس درجہ ہوئی کہ وہ بیگمون مین داخل ہوگئی تو پھر اوسکے ذریعے سے سارا خاندان بنجاتا تھا۔ بڑی آتونین اور مغلانیان بھی جو محلات کے بیبیون کی نگرانی کرتین بجاے خود ایسی صاحب اقتدار ہوا کرتی تھین کہ وزرا اور امرا اور بعض اوقات باہر کے سلاطین بھی ان سے کام لیتے تھے۔ مثل کل اون اشخاص کے جن کو ادنی اقتدار بھی تھا یہ عورتین بھی سخت طماع تھین اور انکا وسیلہ حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ زر کثیر کی ضرورت ہوتی تھی۔

محلات کے اندر بے انتہا دولت صرف کی جاتی تھی ہر ایک خاتون کے لئے علیحدہ علیحدہ لونڈیان اور ناچنے والیان ہوا کرتین اور مانین سو ہر ایک روز ایک نیا جوڑا لباس کا اور ایک نیا جوڑا جواہرات

کا ہفتی بیگمات کے درجہ کی عورتون کو (اس لفظ کے معنے بیگم کے ہین) شاہی باورچی خانے سے خاصہ ملتا اور خواص کے لئے نقد تنخواہ مقرر تھی جس سے وہ اپنا خرچ چلاتین۔

وہ بے بدل عمارت یعنی تاج محل جسکا ثانی روے زمین مین نہین۔ شاہنشاہ شاہجہان کی چہیتی بی بی کا مقبرہ ہے۔

مغل سلاطین علوم وفنون کے بڑے سرپرست وقدردان تھے

سلاطین اسلام کی طرح مغل بادشاہون کو بھی ادب وعلوم و فنون کا بے انتہا شوق تھا۔ صناع، علما، شعرا کسی طبقے کے کیون نہ ہون دربار مین باریاب ہوجاتے تھے۔

سلاطین مغلیہ نے جو عمارتین چھوڑی ہین اور جن کی شان وشوکت کو یوروپ کی عمارتین نہین پہونچتین اسوقت بھی ہمین حیرت مین ڈالتی ہین۔ علوم کی طرف بھی کچھ کم توجہ نہ تھی۔ ان بادشاہون نے رصد خانے اور دوربینین نصب کرائی تھین اور علم ہیئت کا شوق ان سلاطین مین قدیم سے تھا۔

۱۲۵۹ء عیسوی مین ہلاکو نے اپنی دار الحکومت مراغہ مین مشہور عرب مہندسین کو طلب کیا اور ایک بہت بڑی رصدگاہ تعمیر کی۔ جسوقت تیمور لنگ نے سمرقند کو اپنی عظیم الشان حکومت کا دار الخلافہ بنایا تو اوس نے بھی بہت سے علما کو جمع کیا تیمور کے پوتے اولغ بیگ نے بھی اک بہت بڑا رصدخانہ تعمیر کیا اور اس مین عجیب وعجیب رصدی آلات نصب کئے جن مین سے وہ ربع دائرہ نہایت مشہور ہے جس کی بلندی مسجد آیا صوفیہ کے برابر بتائی جاتی ہے۔ اس ربع دائرہ کے ذریعے اوس نے خود ہیئتی تحقیقات کی اور ان کو ایک کتاب مین جمع کیا جو زیج اولغ بیگ کے نام سے مشہور ہے اور جس مین علم ہیئت کے اہم مسائل پر بحث کی گئی ہے اور ستارون کے مقامات نہایت صحت سے بتائے گئے ہین۔

سلاطین مغلیہ نہ صرف علوم وادب کے سرپرست ہی تھے بلکہ ان مین سے کئی سلاطین کو

علوم مین فضل ہی تھا زیادہ تر رجحان شاعری کے طرف تھا اور بعض سے عمدہ عمدہ کتابین بھی لکھی ہین۔ تیمور لنگ جس نے بتعداد مین لاکھ سرون کا اہرام بنایا تھا علوم کا بڑا قدردان تھا۔ اِس نے مدارس قایم کئے تھے اور خود صاحب تصانیف تھا۔ اسکی اولاد بابر اور جہانگیر مین بھی یہی مذاق تھا بابر کی سوانح جسکا مقابلہ سیزر کی تاریخ سے کیاجاتا ہے اس قسم مین فی الواقع ایک بہت اعلیٰ درجہ کی تصنیف ہے اِس سے ہمین صاف معلوم ہوتا ہے کہ اِن مغلون کی جبلت مین کس درجہ وحشت اور مدنیت ملی جلی ہے۔ اور جسکا ثبوت ہر جگہہ تاریخ سے ملتا ہے۔ بابر کی سوانح مین خود اس پادشاہ کی ذات جو ہندوستان کی مغلیہ حکومت کا بانی ہے۔ غور و مطالعہ کے لایق ہے۔ یہ چنگیز خان اور تیمور کا پوتا جس کے اجداد نے سرون کے اہرام بنائے تھے خود نہایت ہی قابل اور سنجیدہ شخص تھا یہ چغتائی ترکی، عربی اور فارسی کو بلاتکلف بولتا تھا اور فارسی مین تصنیف بھی کرسکتا تھا۔ بابر علوم اور ادب اور تاریخ کی کتابون کے مطالعہ کا بے انتہا شوق رکھتا تھا؛ اِسکے ساتھ ہی جوا کھیلنے مین اور شراب پینے مین بھی وہ کسی سے کم نہ تھا۔ اُسے اپنے دوستون اور ہم جلسہ لوگون سے بے انتہا اُنس تھا اور وہ اونکے ساتھ ہر قسم کا مذاق کیا کرتا۔ بعض اوقات تو وہ اپنی شان و شوکت دکھاتا اور کسی وقت اپنے دربار کے سفرا کو بے تکلفانہ جلسون مین دعوت دیتا اور ان سے جی بہلاتا۔ اوسے شراب خواری کا جلسہ اسیقدر پسند تھا جیتا علمی یا مذہبی مباحثہ۔ اسکی سوانح کے ہر صفحہ سے اعلیٰ درجے کی نقادی، وسیع معلومات اور بے انتہا جوش مزاجی پیدا ہے جب کبھی اوسے ظرافت کا موقعہ ملتا ہے تو وہ ہرگز نہین چوکتا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ شکست کھانے کے بعد غنیم کے تین سوارون نے اسکا پیچھا کیا اور ۲۴ گھنٹہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اوسوقت بابر رک گیا اور ان کی طرف مڑکر نہایت ہنسی کی آواز مین اُن سے کہا کہ حضرات مین دیکھنا چاہتا ہون کہ تم سے کون ایسا بہادر ہے جو پہلے مجھے چھوئے۔ اِس تقریر کا کچھ ایسا اثر ان سوارون پر ہوا کہ وہ اوسے چھوڑکر فوراً واپس چلے گئے۔ یہ بہادر اور باعلم شخص جو کہ دُنیا کی

فاتحین مین ایک بہت بڑا فاتح گذرا ہے فی الواقع اپنی قوم کی مدنیت اور وحشیانہ خصلتون کا سچا اوتار ہے بارہ سال کی عمر مین وہ ایک گاؤن کا مالک تھا اور پچاس سال کی عمر مین وہ سارے ہندوستان کا جسکو اوس نے بارہ ہزار فوج سے فتح کیا تھا شہنشاہ مرا۔

مشرق اور مغرب کے اقوام مین مقابلہ کرنا ایک دشوار امر ہے اور اسکا نتیجہ اکثر غلط نکلتا ہے اسوجہ سے ہم بمشکل بابر کے زمانہ کو یوروپ کے کسی زمانہ سے مقابلہ کر سکتے ہین۔

اس زمانہ کو فیوڈل زمانہ تو ہرگز نہین کہہ سکتے کیونکہ اوس زمانہ کے یوروپی عیسائی امراین اگرچہ اسی قسم کا ظالمانہ مذاق تھا لیکن ان مین ہرگز مغلون کی سی دماغی قابلیت اور علوم و فنون اور ادب کی سرپرستی نہ تھی۔ شاید کہا جاسکتا ہے کہ مغلون کا زمانہ یوروپ کے نشاۃ ثانیہ کا مماثل ہے۔ اس زمانہ کے بھی فرانسیسی امرا مین وہی کشت و خون کا ولولہ وہی ہتیارون کی محبت اور جواہرات اور عمدہ لباس اور شعر شاعری کا شوق موجود تھا اور اسکے ساتھ ہی ان مین ادنی طبقات کی مخلوق یعنی سرف (Serfs) سے وہی نفرت موجود تھی جو ہندوستان کے اعلی طبقات کو شودرون سے ہے۔

کتاب پنجم

باب اول

ہند کی السنہ اور ادب

فصل اوّل۔ ہند کے قدیم لٹریچر کی قیمت

ہند کا قدیم ادب بہ نسبت یونان و روم کے نہایت ادنیٰ ہے

ہندوستان مین تصانیف کثرت سے ہوئین اور انکا بہت بڑا حصہ ہم تک پہونچ گیا ہے تقریباً سو سال قبل جسوقت یورپی محققین نے سنسکرت زبان کے وجود کو اور اسکے لٹریچر کو معلوم کیا تو اسوقت یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک بہت ہی قدیم اور عجیب ذخیرہ علوم و ادب کا ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ یہ امیدین قایم ہوگئین کہ مذہب اور تمدن کی ابتدا اور کل مشکل مسائل جن پر انسانی ترقی کا دارومدار ہے اس لٹریچر کے مطالعے سے حل ہوجائین گے۔ لیکن یہ جوش خروش بہت جلد فرو ہوگیا اور ثابت ہوگیا کہ اس ہند کے لٹریچر مین کسی قدر دلچسپی کیون نہ ہو اس مین اُن اسرار زندگانی کا جو قدیم الایام سے انسان کو حیران کررہے مین کوئی جواب نہین ملتا۔ یہ امر ثابت ہوگیا کہ یہ عقدے گنگا کے کنارے حل نہین ہوسے اور ابتدا مین جو عجیب دلچسپی اور جوش سنسکرت لٹریچر کے

مطالعہ کی بابت پیدا ہوا تھا وہ سرد مہری سے متبدل ہو گیا۔

ہند کے قدیم لٹریچر سے ہمین فلسفی مسائل مین کچھ مدد نہین ملتی۔ لیکن ان مین جا بجا ہمین تاریخی واقعات اور اُس زمانے کے رسوم و عادات کا پتہ لگ جاتا ہے لیکن اس مقام پر ہم ان پر محض بحیثیت ادب کے نظر ڈالین۔

اس ادبیت کے لحاظ سے بھی ہماری پہلی امیدین پوری نہین ہوئین۔ ان تصنیفات کو ہرگز یونان اور روم کی تصنیفات کے مقابل مین نہین رکھ سکتے بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ یونان و روم کے لٹریچر پڑھنے کے بعد ہمین ہندی لٹریچر مین کوئی لطف نہین آتا۔ کیونکہ ان یوروپی تصانیف کی وضاحت بیان۔ تناسب اجزا۔ متانت و نزاکت کیا نظم و کیا نثر مین اس درجہ بڑھا ہوا ہے کہ ہمارا مذاق دقت پسند ہو گیا ہے اور زمانۂ حال کی تحقیقات نے ہمین مبالغہ اور خرق عادات سے نفرت دلا دی ہے پس ایسے اشخاص کے لئے جنکے خیالات نے اس لٹریچر مین نشو و نما پائی ہو ہند کے بے انتہا لمبے چوڑے بیانات جن مین کسی قسم کا کوئی باہمی سلسلہ یا تعلق نہین پایا جاتا جن کا ہر صفحہ عملی محالات اور خرق عادات سے بھرا ہوا ہے وجد کرنے کی صلاحیت باقی نہین رہی ہے۔

لیکن اس ساری بے اعتدالی اور تخیلہ کی بے مہاری اور بے انتہا مبالغہ اور اغراق کے ساتھ ہی کہین کہین اُس لٹریچر مین انسانی جذبات کو اس عمدگی اور سچائی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے خواہ مخواہ طبیعت کو فرحت ہوتی ہے۔ ہندی لٹریچر مثل ایک ندی کے ہے جس کی ریتی مین سونے کے ریزے ملے ہوئے ہین۔ جب تک ندی کا پانی کیچڑ دھو کر صاف نہ کیجائے یہ ریزے ہمین نہین ملتے۔

ان انتخابات مین جو ہم یہان درج کرین گے یہی طلائی ریزے دکھائے گئے ہین۔ لیکن ہماری کتاب کے پڑھنے والون کو ہرگز یہ خیال نہین کرنا چاہیے کہ سارا ہندی لٹریچر ایسا ہی ہے۔ اسکی

مثال وہی ہوگی کہ ہم فرض کرلین کہ کسی ندی مین ریتی اور کیچڑ کے حوض مین ذرے سونے کے ریزے بھرے ہوئے ہین۔

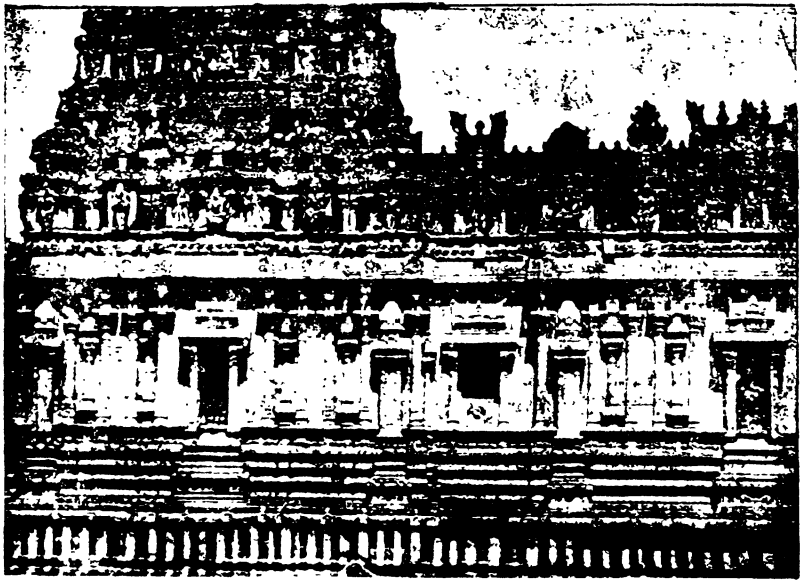
جو کچھ ہم اِس باب مین ہندو لٹریچر کے متعلق کہین گے یہ نہایت ہی مختصر بیان ہے۔ اور ان سے صرف بڑی بڑی تصنیفات کی طرف محض اشارہ مقصود ہے۔ وہ اشخاص جو اس مضمون کو تفصیل سے مطالعہ کرنا چاہین اونکے لئے ہندو لٹریچر کی اہم کتابون کے ترجمے انگریزی اور فرانسیسی مین موجود ہین۔ اگر اتفاق سے یہ شخص مستشرق نہین ہین جنکا فرض ہے کہ وہ سارے ہندو لٹریچر پر عش عش کرین تو ہم خیال کرتے ہین کہ انہین زیادہ تر دلچسپی اِن تصنیفات سے نہین ہوگی۔ انکے پڑھنے والون پر ثابت ہو جائے گا کہ یہ تصنیفات اگرچہ ہندی دماغ کے لئے بہت ہی موزون ہین کیونکہ یہ سنا لہا سے دراز سے مقبول ہوتی آئی ہین لیکن اِن کی ترکیب اور طرز بیان اور ان کے مبالغے اور اِن کی بے معنی طوالت اور منطق اور استدلال سے خالی ہونا اور انکے اجزا مین باہمی تناسب اور تعلق کا نہ پایا جانا ایسی خصایص ہین جو یوروپی دماغ کو ہرگز پسند نہین آسکتین۔

ہم صرف جلی تصانیف ہند کا مختصر طور پر بیان اور اپنے بیان کی تشریح انتخابات کے ذریعے سے کرین گے۔ ان تصانیف کی تقسیم یون کی جاسکتی ہے اول بھجن اور مذہبی نظم دوم رزمیات سوم قصص و حکایات چہارم ناٹک اور متفرقات۔

فصل دوم۔ بھجن اور مذہبی نظم

اُن دونون بڑی رزمیہ نظمون کے علاوہ جن کا ذکر دوسری فصل مین آئے گا۔ وید کے لٹریچر مین اول درجہ بھجنون اور مذہبی تصانیف کا ہے جن سب پر وید کا اطلاق ہوتا ہے۔ اِس سے پہلے ہم رگ وید کے متعدد انتخابات نقل کر چکے ہین اور اُن کی نسبت رائے دے چکے ہین اگرچہ ان مین سے بعض بھجن فی الواقع

(١٧١) بجور۔ مخروطی مندر کا مط



عمدہ ہین لیکن اس مجموعہ کے متعلق ہم اُس مشہور انگریز مستشرق کول بروک سے اتفاق کرتے ہین جس نے نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ کل ویدون کو بنارس کے پنڈتون سے پڑھا۔ وہ لکھتا ہے "ان ویدون کے مضامین ایسے نہین ہین کہ کوئی شخص ان کو اول سے آخیر تک پڑھنے یا ترجمہ کرنے کی تکلیف گوارہ کرے" اسکے ساتھ ہی اس مجموعہ کا ہم تک پہونچنا خالی از فائدہ نہین ہے۔ کیونکہ اس مین ہمین جا بجا تاریخی اور تمدنی واقعات ہند کا پتہ لگتا ہے۔ اُس قدیم زمانہ کے متعلق ہمارے پاس بجز ویدون کے اور کوئی مواد موجود نہین ہے، لیکن فی الواقع اگر وہ کل تاریخی اطلاعات جو ان ویدون مین درج ہین ایک جا کیجائین تو چند صفحون سے زیادہ نہوگا۔

ویدی لٹریچر سے مراد صرف رگ وید نہین ہے بلکہ اس مین برہمن اور سوتر بھی شامل ہین سوترون کے متعلق ہم پہلے ہی کہہ چکے ہین کہ یہ بالکل مصنوعی اور طفلانہ خیالات سے بھرے ہوئے ہین اور ان مین جذبات روحانی یا مراقبات فطرتی یا اعلیٰ درجہ کے تخیل کو تلاش کرنا ایک فعل لاطائل ہے۔

ان ویدون کی ابتدا ایک ہزار سال قبل مسیح مین ہوئی لیکن وقتاً فوقتاً الحاق اور آمیزش ہوتی رہی۔ تحریر مین آنے سے پہلے ان کی مثال ایک مجموعہ کی ہے جن کو مختلف مولفین نے مختلف ازمنہ مین باہم ترکیب دیا اور ہر ایک تالیف کے وقت اسمین تغیر ہوتا گیا۔

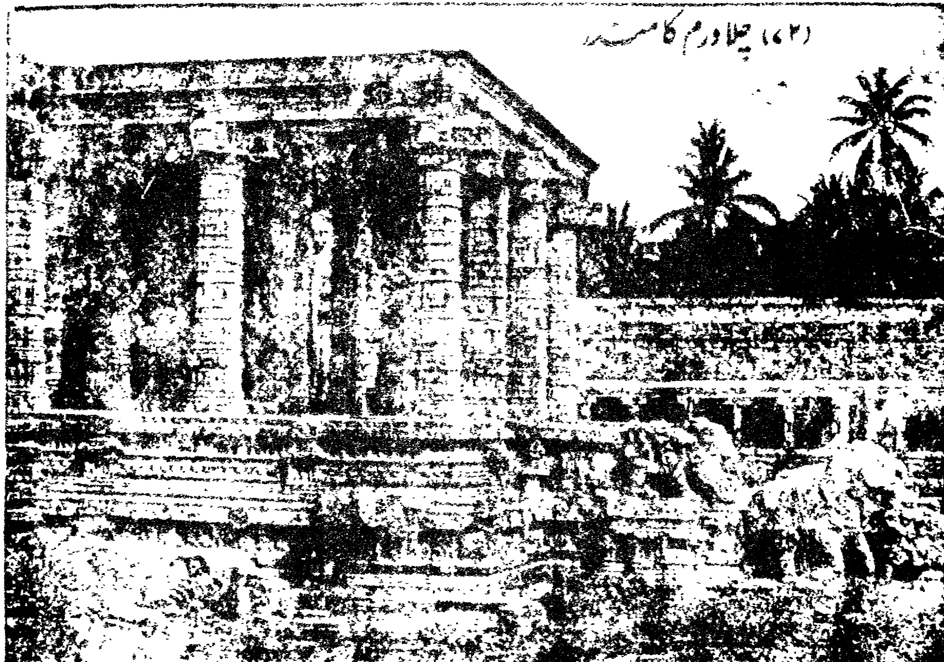
ویدک لٹریچر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بتدریج اور زمانہ دراز مین جمع کیا گیا ہے اور اسکے اجزا مین باہمی اتصال نہین ہے مثلاً رگ وید کے بھجنون کی اعلیٰ شاعری اور سوترون کے اختصار اور لغو خیالات مین آسمان و زمین کا فرق ہے۔ ایک سوتر مین بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص وید مین ایک حرف کا بھی اختصار پیدا کر سکے وہ اسیقدر ثواب کا مستحق ہے جو ایک بیٹے کے پیدا ہونے سے ہوتا ہے لیکن اصل مین ہندوؤن کا عمل اس سوتر پر نہین ہے۔ انکا لٹریچر بعوض مختصر ہونے کے طوالت سے بھرا ہوا ہے۔

زبان اور بیان کے لحاظ سے پہلا درجہ رگ وید کا ہے جس مین تنو سے کچھ زیادہ بھجن ہین ان مین سے تقریباً نصف اندر اور اگنی کی تعریف مین ہین اور باقی دوسرے دیوتاؤن کے جن مین آفتاب ہوا سے فطرتی ابر وغیرہ شامل ہین۔ مین ان بھجنون کا انتخاب پہلے ہی درج کتاب کر چکا ہون اور اب پھر ان مین سے چند بھجنون کو بیان درج کرتا ہون جن سے اون کی نوعیت اور خوبی بیان وغیرہ معلوم ہوگی۔ ان ویدی بھجنون کے سوا مین نے کالی داس شاعر کے ایک بھجن کو بھی (اس کا زمانہ تقریباً چھٹی صدی عیسوی ہے) نقل کیا ہے جو اُس نے برہما کی تعریف مین لکھا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے ایک اور سنسکرت بھجن کو نقل کیا ہے۔ جو نیپال کے بدھ کتابون سے اخذ کیا گیا ہے اور جسے سب سے پہلے مسٹر ہاجسن نے شایع کیا ہے۔

یہ بھجن اب تک فرانسیسی زبان مین ترجمہ نہین ہوا تھا۔ اس مین تورات کی شان معلوم ہوتی ہے جو بدھ مذہب کے مذہبی نظمون سے بالکل علیحدہ ہے۔ ان کی خاصیت محض طوالت اور بے لطفی ہے۔

فصل سوم۔ دونون مشہور رزمی نظمین

مہابھارت مہابھارت ہند کے لٹریچر مین مہابھارت سب سے طول طویل تالیف ہے۔ اسمین دو لاکھ پندرہ ہزار بیتین ہین حالانکہ الیڈ صرف پندرہ ہزار بیت کا ہے اور اینیڈ دس ہزار بیت کا اگر جلدون مین تقسیم کیا جائے تو اس نظم کی پندرہ جلدین پانچ پانچ سو صفحے کی ہون گی۔ مہابھارت کا ایک حصہ نہایت قدیم ہے جس مین وقتاً فوقتاً الحاق اور اضافے ہوتے رہے ہین۔ یہ نظم صدیون مین تالیف ہوئی ہے اور اسکا مولف ایک شخص نہین ہے پس اس کے زمانہ کا معین کرنا ممکن نہین۔ تاہم کہا جا سکتا ہے کہ اسکا جدید سے جدید حصہ تیسری صدی عیسوی کے مابعد کا ہے۔ ہندوون کی نظر مین مہابھارت



(۲۶) چیلاورم کا مندر

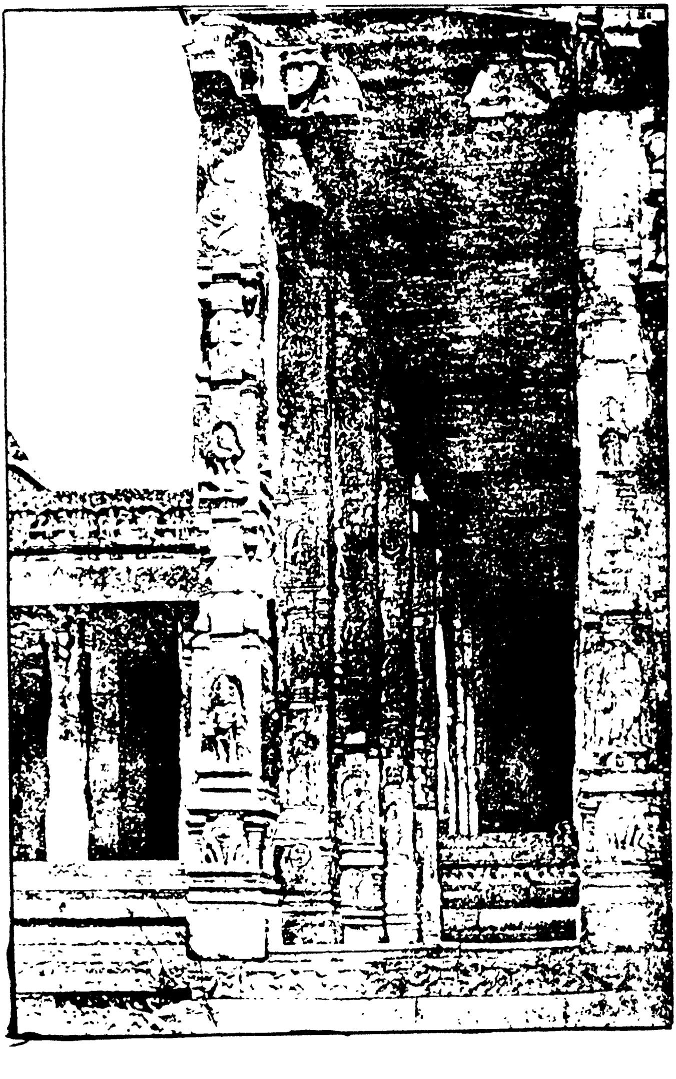
کا درجہ بہت ہی اونچا ہے اور کہا جاتا ہے کہ دیوتاؤن کے سامنے چارون بیدون کو ایک پلہ مین اور
مہابھارت کو دوسرے پلے مین رکہا گیا ہے اور فیصلہ یہی ہوا کہ مہابھارت کا پلہ بھاری ہے۔ جوکوئی اس
کتاب کا ایک حصہ بھی پڑہ لے اُسکے سب گناہ محو ہو جاتے ہین۔ غرض مہابھارت کا درجہ ہندوؤن مین
وہی ہے جو انجیل کا نصاری مین یا قرآن کا مسلمانون مین۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب آسمان پر تالیف
ہوئی اور اسکو دیوتاؤن نے بطور اپنے دین کے زمین پر بھیجا۔

لفظ مہابھارت کے معنی خاندان بھارت کی تاریخ کے ہین۔ ہستناپور مین جو دہلی کے قریب تھا
اس چندربنسی خاندان کے دو شعبے کورو اور پانڈو بستے تھے جو آپس مین ایکدوسرے کے رقیب تھے
ان دونون شعبون مین جو جنگ ہوئی اوسکی تاریخ مہابھارت مین درج ہے۔ یہ کتاب منگل شلوک
اور خاندانی شجرون سے شروع ہوتی ہے اور اس کے بعد تاریخی واقعات اس طوالت کے ساتھ بیان
ہوتے ہین اور ان کے بیچ بیچ مین اسقدر الحاقات اور حشو و زوائد شامل ہو جاتے ہین کہ یوروپی دماغ اس
کے مطالعہ سے تھک جاتا ہے۔ کہانیان قصے اور داستانین جنکو اصل مطلب سے بہت کم تعلق ہے
ساری کتاب مین بھری ہوئی ہین اور اسکی حالت ایک پچے کاری کے فرش کی ہے جسمین رنگ
برنگے پتھر جمے ہوئے لیکن ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہین۔

مہابھارت کا قصہ | کتاب کا اصل موضوع وہ لڑائی ہے جو پانڈو کے پانچ بیٹون اور دہرت راشٹر کے
سو بیٹون مین جو کورو کہلاتے ہین ہوئی۔ جس طرح یونان مین ہرکولیز یا تھیسیس کی اور ازمنہ متوسط مین
پھرنے والے بھادرون کی کہانیان بیان کی جاتی ہین اسی طرح یہ پانڈو بھائی جو گھر سے نکالدیئے
گئے تھے تمام ہند مین پھرتے رہتے رہے اور ملک کو انواع واقسام کے دیو پریت سے پاک کر دیا۔
بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اون راکشون سے بھی لڑے جو جنگلون مین رہتے۔ انسان کو کھاتے اور ہر قسم
کی صورت اختیار کر لیتے اور ہوا پر اُڑنے کی قدرت رکھتے تھے ان پانچون بھائیون مین سے بھیم سین

جسکا خطاب مہا بہاہودر کو دیعنی درازدست گرگ شکم تہا سب سے زیادہ بہادر تھا اسنے نرراکشون
کو توقتل کیا اور اون کی عورتون کو اپنے حسن سے فریفتہ کرلیا اور کل بہادری کے کرتبون مین اول رہا
ایک بہائی نے بہت سے رتھون کے بیچ مین سے کمان کو خم کرکے پادشاہ کی بیٹی دروپدی کو جیت لیا
حسب عادت خود دیوتا سورگ چھوڑکر اس مقابلہ کو دیکھنے کے لئے آئے۔ چونکہ یہ پانچون بہائی ایکدوسری
سے بالکل جدا نہین ہوسکتے تھے انہون نے ملکر دروپدی سے شادی کی جس سے معلوم ہوتا ہے
کہ ہند مین کثرت البعول کی رسم نہایت قدیم ہے۔ اس اعلیٰ درجہ کے پہونچنے کے بعد ایک بہائی
جوئے مین تمام مال و دولت اور ملک کو ہارجاتا ہے اور سب بہائی مفلسی کی حالت کو پہونچکر اپنی بی بی
دروپدی کو لیکر صحرا نوردی شروع کرتے ہین۔ جن جن متبرک مقامات پر وہ پہنچتے ہین وہان کے رشی
طول طویل معجزہ اور خرق عادت کے قصص وحکایات بیان کرکے ان شاہزادون کا دل بہلاتے ہین
غرض اون کا شغل راکشون سے لڑنا اور کہانیان سننا ہے۔ ایک بہائی ارجن خود شیو سے لڑ پڑتے ہین
جو کہ اوسوقت شکاری کے بہیس مین تھے۔ ارجن مغلوب ہوجاتے ہین لیکن جسوقت یہ خیال کیاجائے
کہ اس لڑائی کے وقت ارجن کئی مہینے سے ہوا اور خشک پتون پر زندگی کررہے تھے اور اپنے ہاتھ اوپر
اوٹہائے ہوئے انگوٹھے کے بل کھڑے تھے۔ تو اون کی شکست پر تعجب نہین ہوسکتا ہے ہندؤن
اس قسم کی ریاضت کا یہ اثر ہوتا کہ تپش کرنے والا دیوتا کے درجہ کو پہنچ جاتا اور دیوتا ایسے سخت تپش
کرنے والون کو جو اون کے مقام تک پہنچ جائین اچھی نظرون سے نہین دیکھتے۔ وقت کاٹنے کے لئے
بہی ارجن جو شیوجی سے ہارگئے سورگ کی سیر کوجاتے ہین جوہین بالکل اطالوی شاعر دانت کی یاددلاتا
ہے۔ خود بہیم سین مہا بہاہودر کو ایک طلسمی سانپ لپٹ جاتا ہے اور اسفنکس اور ایدیپس کی کہانی
کی طرح اوس سے پہیلیان بجھواتا ہے اور وہ پہیلیون کو بوجھ کر نجات حاصل کرتا ہے۔ ان بہائیون
کے پاس طلسمی ہتیار ہونے کی وجہ سے وہ کسی غنیم سے مغلوب نہین ہوتے لیکن مرتبہ ان پانچون

(۷۳) چلاورم کے مندر کے ستون





سے نے اپنے نام چھپا کر ایک راجہ کی نوکری کر لی اور جب اوس پر غنیم کی چڑھائی ہوئی تو پانچون نے مل کر پوری فوج کو شکست دیدی۔

ان بہادری کی داستانون کے بیچ مین فلسفی خیالات بھی ملے جلے ہوئے ہین مثلاً جیسے پُران کے بہت بڑے حصہ مین مذہبی مباحث ہین کرشن جی جو کہ وشنو کا اوتار ہین ارجن کو جو خود بھی وشنو کا اوتار ہین عین لڑائی مین بھگوت گیتا کی تعلیم دیتے اور اونھین سمجھاتے ہین کہ دُنیا محض بے ثبات اور دھوکا ہے اور انسان تناسخ کے سلسلہ کو طے کرنیکے بعد برہما مین ضم ہوجاتے مین اور انسان کو چاہیے کہ اپنی خواہش نفسانی کو مارے وغیرہ وغیرہ۔

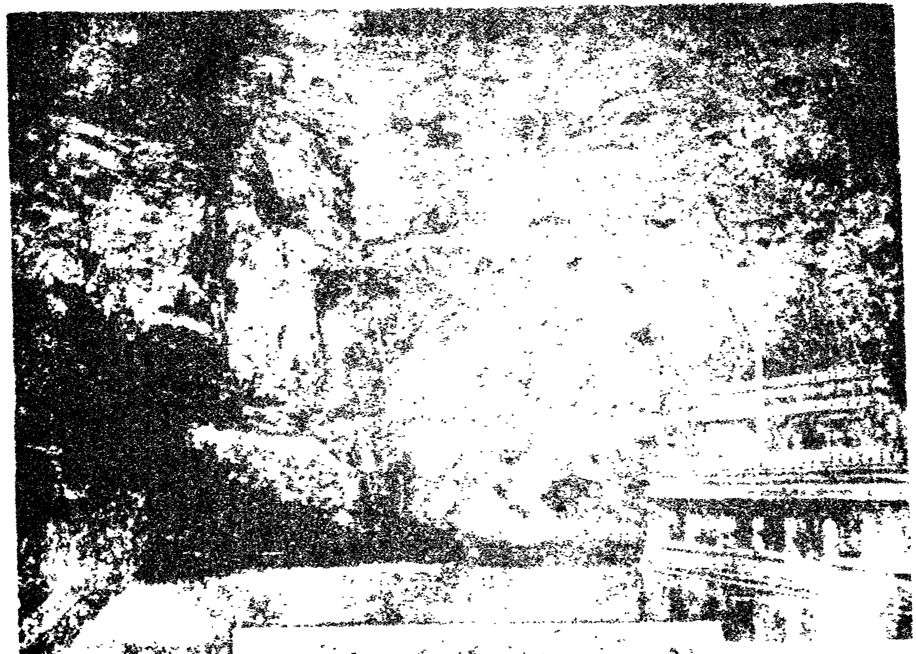
ان فلسفی مباحث کے ساتھ ساتھ اس رزم کی داستان چلی جاتی ہے۔ ارجن باوجود وشنو کے اوتار ہونے کے اٹھارہ روز کی سخت جنگ کے بعد کوروون پر فتح پاتے ہین اور اس کے بعد چین سے سلطنت کرتے ہین۔ جب ان کا آخیر وقت آتا ہے تو یہ اپنی بی بی دروپدی کے ساتھ ہمالیہ کی طرف روانہ اور وہان ایک ایک کرکے جان بحق تسلیم ہوتے ہین لیکن مرتے ہی سورگ مین پہونچ جاتے ہین۔ آگے چلکر معلوم ہوتا ہے کہ صرف ارجن ہی وشنو کے اوتار نہ تھے بلکہ پانچون پانڈو بھائی اور نیز کورو بھائی مختلف دیوتاؤن کے اوتار تھے۔

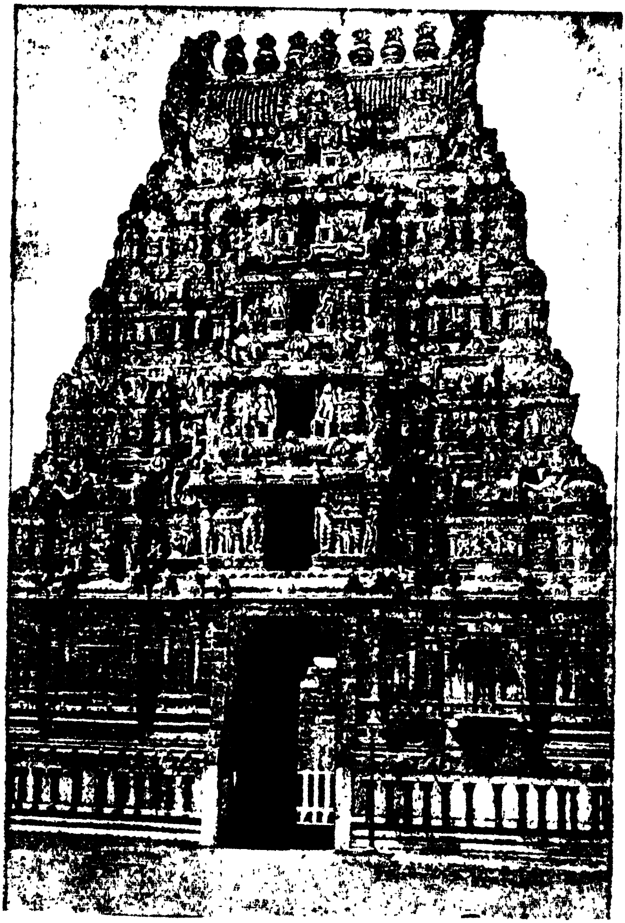
یہ ہے نہایت مختصر بیان مہابھارت کا۔ اس نظم کو امرا اور مقدس لوگون کی نظم کہا گیا ہے کیونکہ اس مین اول سے آخیر تک دیوتاؤن اور بادشاہون اور رشیون کا ذکر بھرا پڑا ہے۔ عوام الناس اہلِ حرفہ اور تجار کا نام تک اس مین نہین آیا ہے۔ اس عظیم الشان نظم مین جا بجا ایسے عمدہ مقامات موجود ہین جنکا مقابلہ ہومر کی نظم سے ہوسکتا ہے اس کی اخلاقی تعلیم یقیناً الیڈ اور اوڈیسی سے اعلیٰ ہین لیکن اس مین اس قسم کے عیوب ہین کہ اسکو یوروپی شوق سے نہین پڑھ سکتا۔ یہ ہمین ایک ایسی دُنیا مین لیجاتے ہین جہان کے احساسات اور استدلال ہماری دُنیا سے بالکل علیحدہ تھے اسکے خیالات ایسے

خلاف عقل اور خلاف قیاس ہین کہ ان سے کسی قدیم اور ابتدائی زمانہ مین تو دلچسپی ہو سکتی تھی لیکن یہ ہمارے زمانے کے لئے بالکل پوچ و لغو ہین۔ اب ہم مہابھارت کے چند انتخاب پیش کرین گے جنمین تخیل سے زیادہ کام نہین لیا گیا ہے۔

رامائن۔ رامائن اہمیت مین مہابھارت کی مثال ہے۔ ان دونون رزمی نظمون اور ویدکو ملاکر سنسکرت لٹریچر کا بہت بڑا حصہ پورا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ رامائن کئی صدی قبل مسیح کی تالیف ہے تو بھی یہ مہابھارت سے مابعد ہے اور اس مین بھی الحاقات کا پتہ لگتا ہے اس مین صرف اڑتالیس ہزار بیتین ہین اور اسوجہ سے یہ گویا مہابھارت کی ربع ہے۔ باعتقادات ہنود رامائن کے مصنف وشنو ہین۔

رامائن مین سری رامچندر جی کی ان لڑائیون کی داستان ہے جو وہ لنکا کے راکشس بادشاہ راون سے اپنی بی بی سیتا جی کو چھڑانے کے لئے لڑے تھے۔ مہابھارت کے بہادرون کی طرح سری رامچند بھی وشنو کے اوتار تھے۔ اس لڑائی مین اونکے رفیق اور معاون سوگریو وانرون کا بادشاہ اور جٹایو کا بھائی گدھون کا بادشاہ تھا۔ یہان بھی واقعات کے بیان مین معجزات اور خرق عادات سے بہت کچھ کام لیا گیا ہے۔ لیکن اصلی مضمون برائی اور بھلائی کی لڑائی ہے۔ راون لنکا کا بادشاہ ایک نہایت ظالم اور بے رحم شخص تھا اور اوس نے تپشیون کو سخت ستا رکھا تھا اور اون کی عبادت مین خلل ڈالتا تھا۔ اسپر دیوتاؤن نے ملکر صلاح کی کہ کوئی ایک دیوتا انسان کی صورت مین جنم لے کر راون کی گوشمالی کرین اور برہما کے حکم سے وشنو نے جو ہندو تثلیث کے ایک دیوتا ہین رامچندر جی مین جنم لیا۔ لیکن رامچندر جی کے والد اس راز سے واقف نہ تھے اور اونھون نے اپنے بیٹے کا اخراج کر دیا اور رامچندر جی اپنی استری سیتا جی کو لیکر بن باسی ہوکر دنڈک کے جنگل مین جو راکشسون اور بھوت پلیتون سے بھرا ہوا تھا چلے گئے۔ یہان راون کی بہن سونپنکھا جو کہ ایک دیونی تھی رامچندر جی پر عاشق ہو گئی اور





(٦١) کونجی ورم کا مندر

سیتا جی کو کھا جانے کا ارادہ کیا۔ لیکن رامچندر جی اور لکشمن جی نے اُسے دور کیا اور اُس کی ناک اور کان کاٹ لئے۔ تب وہ انتقام لینے کی غرض سے چالیس ہزار راکشسون کی فوج رامچندر جی پر لے آئی لیکن رامچندر جی نے اپنے طلسمی تیرون سے اُن کو دور کیا۔ اُسوقت وہ اپنے بھائی راون کے پاس جس کے دس سر اور بیس ہاتھ تھے گئی اور سیتا جی کو چرا لینے کی خواہش کی۔ راون ہوا کے رتھ پر سوار ہو کر جنگل مین پہونچا اور اپنے ایک رفیق کو ہرن کی شکل مین رامچندر کو بہکانے کے لئے بھیجا اور خود ایک تپسوی کے بھیس مین سیتا جی کو لیکر اپنے ہوا کے رتھ پر روانہ ہوا۔ راہ مین جٹایو چڑیون کے بادشاہ نے اُسے روکنا چاہا لیکن اُس سے اور راون سے سخت جنگ ہوئی اور بالآخر جٹایو مارا گیا۔ اور راون سیتا جی کو لیکر لنکا پہونچا اور اُن کو بہکانے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ہنومان جی کی مدد سے سری رامچندر نے سیتا جی کا پتہ لگایا اور سوگریو اور واترون اور ریچھون کی فوج لیکر لنکا پر چڑھ دوڑے اور اُسکا محاصرہ کیا۔ یہ لڑائی بھی بہت ہی عجیب و غریب ہوئی۔ بڑے بڑے پہاڑون اور جنگل کے درختون کو جڑ سے اوکھاڑ کر راون کی فوج پر پھینکا گیا رامچندر جی اور راون کے بھائی سے سخت جنگ ہونے کے بعد وہ مارا گیا اور اس کے گرنے سے دو ہزار دہنروپ کر مر گئے۔

رامچندر جی بھی زخمی ہو گئے۔ لیکن ریچھ کے بادشاہ کو یہ بات معلوم تھی کہ کیلاش پر اک قسم کی بوٹی ہے جس سے زخم اچھا ہو جائیگا اور ہنومان کو اس بوٹی کے لانے کے لئے بھیجا گیا۔ ہنومان جی نے وقت بچانے کے لئے سارے پہاڑ کو جڑ سے اکھاڑ لیا اور اپنی پیٹھ پر لے آئے۔ اس بوٹی سے رام چندر جی اچھے ہو گئے اور دوبارہ لڑائی شروع ہو گئی۔

بالآخر راون اس طلسمی تیر سے مارا گیا جو خود برہما نے رامچندر جی کو دیا تھا۔ دیوتاؤن نے بھی اس فتح کی خوشیان منائین۔ اور سیتا جی اپنے پتی کے پاس آگئین اور آگ مین سے گزر کر انھون نے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ بالکل پاک ہین۔

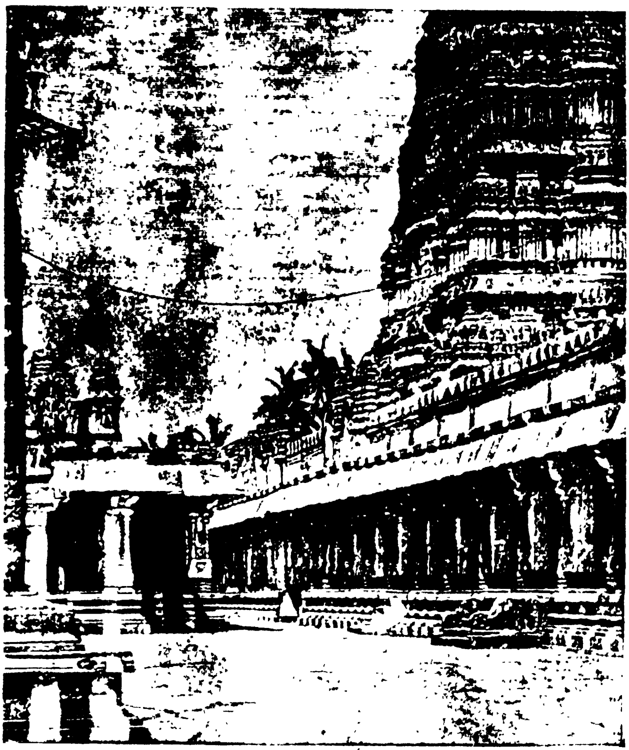
اسی وقت اندر نے سری رامچندر جی کو اطلاع دی کہ وہ وشنو کے اوتار ہین۔ رامچندر جی اپنی بیوی کو لیکر ایک طلسمی رتھ پر بیٹھے اور فوراً اجودہیا پہونچ گئے اور وہان گیارہ ہزار سال تک سلطنت کرتے رہے۔

ان بیانات سے معلوم ہوگا کہ ان دونون رزمی نظمون کے کل بہادر کسی نہ کسی دیوتا کے اوتار ہین اور ان مین فوق العادت قوت ہے اور ان کے پاس طلسمی ہتیار ہین جن کی وجہ سے وہ کسی قسم کے خطرے مین نہین پڑتے اور آسانی سے غنیم پر غالب آجاتے ہین لیکن یہ منطق ہندوؤن کے خواب و خیال مین بھی نہین آتا۔

اب ہم رامائن کے بعض انتخابات درج کرتے ہین۔

فصل چہارم۔ قصص وحکایات وامثال

پنچتنتر | ہندوستان کے لٹریچر مین امثال وحکایات کا بہت بڑا درجہ ہے اور اس قسم کی تصنیفات مین ہندوؤن نے بڑی شہرت حاصل کی ہے مثلاً پنچتنتر ایک مشہور مجموعہ حکایات اور امثال کا ہے اس مین حیوانات کی کہانیون اور کہاوتون کے ذریعہ انسان کی تعلیم کی گئی ہے۔ کہانیان کسی قدر پیچ در پیچ مین لیکن اس کے ساتھ ہی دلچسپ بھی ہین اور انکے بیچ بیچ مین عجیب وغریب اخلاقی مقولے اور امثال درج ہین یہ مجموعہ غالباً بہت ہی پرانا ہے اور بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ یوروپ کے ایساپ نے اپنی مثالین اسی مجموعہ سے اقتباس کیا ہے۔ لیکن موجودہ شکل مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پنچتنتر کے مختلف حصے مختلف ازمنہ مین جمع کئے گئے کیونکہ اس مین ایک مہندس کا نام آیا ہے جسکا زمانہ چھٹی صدی مسیحی ہے چھٹی صدی مسیحی کے نصف اول مین ہندوستان کے نیتی لٹریچر کا شہرہ ایران تک پہونچا تھا اور ساسانی خاندان کے خسرو نوشیروان نے جسکا زمانۂ حکومت ۵۳۱ عیسوی سے ۵۷۹ عیسوی ہے اپنے دربار کے ایک حکیم کو پنچتنتر کا ترجمہ پہلوی مین کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ ترجمہ ایران کے شاہی کتب خانہ مین نہایت



(۷۷) بیجانگر کا مندر

احتیاط کے ساتھ سنہ ۶۵۲ عیسوی تک رہا اِس کے بعد عرب ملک پر قابض ہوئے اور سو برس کے بعد المنصور کو اِس پہلوی ترجمے کا ایک نسخہ مل گیا جو تصرف زمانہ سے بچ گیا تھا اور اُس نے اسکا ترجمہ عربی مین کرایا۔ بہ مرور زمان یہ مجموعہ تمام عالم مین مشہور ہوتا گیا اور دسوین صدی مین اسکا ترجمہ فارسی نظم مین ہوا اور اس کے بعد سلطان سلیمان کے وقت مین ترکی نظم مین۔

گیارہوین صدی مین یہ یونانی مین ترجمہ ہوا۔ تیرہوین صدی مین عبرانی اور اسپانی ترجمے شائع ہوئے اور چودہوین صدی مین جرمن ترجمہ۔ اسی صدی مین ریمان ووے بے نہ نے اسپانی ترجمے سے جو کہ خود عربی سے نوار کی شاہزادی ژرین زوجہ فلپ حسین کے لئے ترجمہ ہوا تھا لاطینی مین ترجمہ کیا۔ غرض بمشکل کوئی ایسی زبان تھی جس مین اس بے بہا مجموعہ کا ترجمہ نہ ہوگیا ہو اور ازمنۂ متوسط کے لٹریچر پر اِن ترجمون کا بہت بڑا اثر پڑا۔ یوروپ کی کہانیون اور کہاوتون کا بہت بڑا حصہ جس مین خود لافانٹین شامل ہے انہین ہندی حکایات سے ماخوذ ہے۔

ہتوپدیش | پنچتنتر کے ساتھ ہی ساتھ ہتوپدیش کا مجموعہ جو اِس سے بہت مابعد کا ہے بلکہ کہنا چاہئے کہ ہتوپدیش ہی سے ترمیم و اختصار کے ساتھ اخذ کیا گیا ہے اور اُس مین کسی اور مجموعے جسکا پتہ نہین چلتا کچھ حکایات اضافہ کر دئے گئے ہین۔ اِن دونون کے سوا بھی کئی اخلاقی مجموعے ہین لیکن وہ زیادہ مشہور نہین ہوئے۔

کہانیون اور قصون مین تو ہندوستان بہت ہی بڑھا چڑھا ہوا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ کل تاریخی اور مذہبی لٹریچر انہین قصون اور حکایتون سے بھرا ہوا ہے۔ اِن مین بہت سی حکایتین یوروپ مین کتاب الف لیلہ و لیلہ کے ذریعے پہونچی ہین اگرچہ الف لیلہ عربون کی جمع کی ہوئی ہے۔ لیکن اِس مین سے انتہا ہندی حکایتین موجود ہین مگر اِن مین کچھ اِس قسم کا تغیر کر دیا ہے کہ اون کا پہچاننا دشوار ہے مذہبی اور تاریخی کتابون مین جو حکایات و روایات درج ہین اُن کو خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہئے۔ اِس وجہ سے کہ وہ نہایت

دلچسپ ہین۔ کیونکہ اِن مین دلچسپی تو بہت ہی کم ہے لیکن صرف اسوجہ سے کہ ان مین ہمین ہندوُون کی اخلاقی اور دماغی حالت معلوم ہوتی ہے جسکا سمجھنا ایک یوروپی کے لئے نہایت دشوار ہے۔

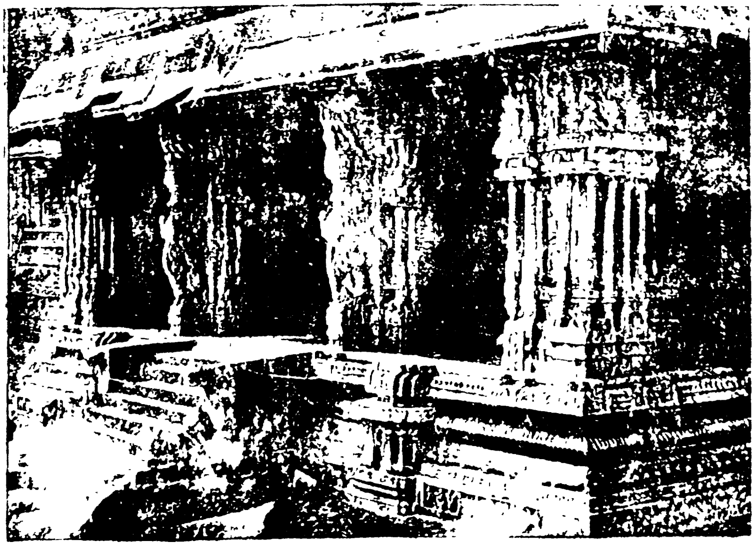
اگر کوئی شخص اِن حکایات مین سے دس بیس حکایات کو پڑہے تو اُسے ہندوُون کے منطق اور اُن کے ہر وقت بدلتے ہوے خیالات اور غیر متعلق چیزون کو ایک جگہ جمع کر دینے کی عادت بخوبی معلوم ہو جائے۔ مصنف نے خیال کیا بعض حکایات کو جنمین یہ خاصیت بیّن طور پر ظاہر تہی اس کتاب کے لئے ترجمہ کیا تہا لیکن ان کا بیان درج کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔ اگر کسی مستشرق صاحب کو اس مسئلہ سے دلچسپی ہو تو وہ بیرو وکیش کے قصے کو دیکھے جس کو یونانی اُڈیپس کی طرح آواز غیبی نے خبر دی تہی کہ وہ اپنی ماں سے شادی کرے گا اور کتنی ہی کوشش کیون نہ کرے اس قسمت کے لکھنے سے اُسے مفر نہ ہوگا۔ اِس طرح بدرو ناتھ کے مندر کی تعمیر کا قصہ ہے ایسے اک شہزادے نے تعمیر کیا تہا جس نے اپنے باپ کو غلطی سے مار ڈالا اس روایات کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی قربانی اُسوقت مین عام تہی۔ اِس کے علاوہ سن بال سیاح کا قصہ ہے جس کے پانسو ہمراہیون کو سیلون کے سفر مین پانسو راکشسیان آ نکے آنکھون کے سامنے کہا گئین وغیرہ وغیرہ۔

فصل پنجم۔ ہندو ناٹک

ہندوُون کے ناٹکون کی تعلیم یوروپی ناٹکون سے بہتر ہے	عموماً ہندو ناٹکون کا ایک حصہ نظم مین ہوتا ہے اور ایک نثر مین اور زبان مین بہی فرق ہے۔ یعنی اعلیٰ ذات کے اشخاص سنسکرت بولتے ہین اور ادنیٰ

لوگ پراکرت کا استعمال کرتے ہین اگرچہ ان ناٹکون کی زبان بعض وقت بہت شستہ نہین ہوتی لیکن اُسے جو تعلیم ہوتی ہے وہ ہمارے ناٹکون کی تعلیم سے بمدارج بہتر ہے۔ ان مین زنا کا جو ہماری ناٹکون مین ایک عام چیز ہے شاذ و نادر طور پر ذکر ہوتا ہے۔ البتہ عشق تو ان مین ضرور ہوتا ہے لیکن عشق کا مآل ہمیشہ

۱۸۰۔ وٹھوبا کا مندر وجیانگر



شادی ہوتا ہے۔

دوسرے کی بی بی سے تعلق پیدا کرنا اوس زمانہ مین ایک بڑا اخلاقی جرم تھا۔ طوائف البتہ یہان بھی موجود ہین جیسے ہمارے ناٹکون مین۔ لیکن اوسوقت ہندوؤن مین طوائف وہی حیثیت رکھتی تھی جیسے یونان مین ہیٹرا اور اپنی تعلیم و قابلیت کے لحاظ سے اونکا مرتبہ ہمارے یورپ کی طوائف سے بہت زیادہ تھا۔

ہندو ناٹک عموماً ہماری اوس فہرست مین ہین جنہین ہم پریون کی داستانین کہتے ہین۔ ان مین ہمیشہ خرق عادت کے واقعات وقوع میں آتے ہین۔ اور خود دیوتا اور دیومان اِن مین شریک ہوتے ہین جب کسی موقع پر کوئی سخت مشکل آن پڑتی ہے تو دیوتاؤن سے التجا کی جاتی ہے اور وہ فوراً مشکل آسان کر دیتے ہین۔

انشا کے لحاظ سے ہندو ناٹک درجہ مین کم ہین۔ کلیات کی طرف زیادہ خیال کیا جاتا ہے اور جزئیات ناقص رہجاتے ہین۔ کھیلنے والے عموماً لمبی لمبی تقریرین کرتے ہین جن مین اکثر بہت تصنع ہوتا ہے۔ اگرچہ بعض محققین کی راے ہے کہ ہندو ناٹک یونانی سے ماخوذ ہے لیکن اِن دونون مین کسی قسم کی مشابہت نہین معلوم ہوتی۔

اِن ناٹکون مین اسوجہ سے عیب نہین ہے کہ یہ کسی قاعدے کے پابند نہین ہین۔ قواعد کثرت سے ہین اور پیچیدہ اور ان کے متعلق کثرت سے کتابین موجود ہین اور بہت وقت صرف کرکے اِن کے ترجمے ہماری زبانون مین کئے گئے ہین۔

ہندوؤن مین کھیلنے والون (ایکٹرون) کا درجہ اسوقت سے اونچا سمجھا جاتا تھا۔ اور ناٹک کے مصنفین تو نہایت معزز ہوتے تھے کیونکہ بعض اوقات خود بادشاہ ناٹک لکھتے۔ چنانچہ مٹی کی گاڑی کا جو بہترین سنسکرت ناٹکون مین ہے اسکا مصنف شودرک مگدھ کا بادشاہ تھا اور یہ ناٹک غالباً عیسوی صدی کے ابتدا مین تصنیف ہوا تھا۔

شکنتلا | اِن ناٹکون مین سے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے ہم صرف کالیداس کے ناٹکون پر اکتفا کرین گے۔ کالیداس کا زمانہ تقریباً چھٹی صدی عیسوی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ تیقن کے ساتھ نہین کہا جا سکتا۔ اُس کی کُل نظمون میگھ دوت کمار سمبھو وکرم ورشی وغیرہ وغیرہ مین شکنتلا سب سے مشہور ہے۔ اسکا ترجمہ دس بارہ زبانون مین ہوگیا ہے اور خود فرانسیسی مین کئی ترجمہ موجود ہین۔ اُس زمانہ مین جب کہ سنسکرت لٹریچر کی اطلاع یورپ مین ہوئی اور یہ خیال کیا گیا کہ ایک نئی علمی دنیا ہمارے ہاتھ آئی سب اِس ناٹک کی بڑی قدر ہوئی گیوٹی اور لامارٹین نے اِس پر عش عش کی۔ اگرچہ یہ ناٹک اتنی تعریف کا مستحق تو نہ تھا جو کی گئی لیکن بیشک اِس مین ہندو مصنفین کے اوصاف اُن کے عیوب پر غالب ہین اِسمین ایک سادگی ہے اور دوسرے ناٹکون کی طرح مبالغہ و اغراق نہین ہے۔ کہانی دل کو لگنے والی اور اسکے اشخاص سب انسان ہین۔ تقریرین مختصر اور انشائی پیچیدگیون اور رنگینیون سے مبرا۔ اِس کے بعض مقامات فی الواقع نہایت موثر اور پر لطف ہین۔

مختصر طور پر شکنتلا کی کہانی یہ ہے۔ راجہ دشنیت شکار کھیلتے کھیلتے ایک آشرم مین پہونچتے ہین اور وہان شکنتلا کو جو ایک رشی اور ایک دیوی کی بیٹی ہے دیکھتے ہین۔ ہندو رسم کے مطابق راجہ فوراً اُس پر عاشق ہوجاتے ہین اور ایک دوسری رسم کے مطابق وہ گاندھرو ودواہ کے رو سے اُس کے ساتھ شادی کرتے ہین۔ اِس رسم مین شرط تھی کہ فوری شادی کے بعد دونون فریق اِسکو آگے چلکر بھی قایم رکھین مگر لوٹ آنے کے بعد راجہ اپنی دار السلطنت ہستناپور کو چلے جاتے ہین اور شکنتلا کو چھوڑ جاتے ہین جسوقت شکنتلا کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حاملہ ہے تو وہ اپنے پتی کے پاس جاتی ہے اور اپنی پہچان کے لئے وہ انگوٹھی لے جاتی ہے جو راجہ نے اوسے دی تھی۔ لیکن شکنتلا کی بدقسمتی سے ایک رشی جنکے سوال کا اُسنے اپنے عشق کی دُھن مین جواب نہین دیا تھا اُسے بد دعا دیتے ہین۔ اور جب وہ راجہ کے سامنے جاتی ہے تو راجہ اُسے نہین پہچانتا اور نہ وہ انگوٹھی پیش کرسکتی ہے کیونکہ انگوٹھی اسکے ہاتھ سے

ندی پار ہوتے وقت گر گئی۔ انگوٹھی تو ایک مچھوے کو مچھلی کے پیٹ مین ملتی ہے لیکن راجہ کے بھول جانے کی وجہ سے شکنتلا چلی جاتی ہے اور اوسکا مطلق پتہ نہین لگتا۔ کئی سال کے بعد راجہ کو شکنتلا اور اپنے لڑکے کا پتہ لگتا ہے۔ اور وہ بھی آسمان کی مدد کے ذریعے یعنی اندر جی اسورون کے ہاتھ سے تنگ آکر راجہ دشنیت سے اون کے قلع قمع کرنے کی درخواست کرتے ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانون اور دیوتاؤن مین کیا تعلقات تھے دشنیت اسرون پر فتح پاتے ہین اور راجہ اندر اس کے صلہ مین دشنیت کو اپنی بی بی اور بچے سے ملا دیتے ہین ناٹک کا خاتمہ دشنیت کے آسمان پر چلے جانے سے ہوتا ہے جسکا سمجھنا کسیقدر مشکل ہے۔

فصل ششم۔ متفرق تصنیفات

باستثناے تاریخ کے جس کے لئے ہندوؤن کا دماغ بالکل ناموزون معلوم ہوتا ہے کیونکہ ان کے پاس تاریخ کی ایک کتاب بھی نہین ہے ہندو لٹریچر مین ہر قسم کے مضامین پر تصانیف موجود ہین فلسفہ مذہب قانون وغیرہ وغیرہ ان سب مین بڑی بڑی کتابین لکھی گئی ہین۔ طبیعات پر بھی تصانیف ہین لیکن یہ عموماً بہت ہی معمولی طرز کی ہین اگر ہم صرف کتابون کو گنائین تو مطلب سے بہت دور ہو جانا پڑے گا اس لئے ہم صرف تھوڑا سا بیان پرانون کا کرین گے کیونکہ انکو ہندو بہت کچھ مانتے ہین۔

پران | لفظ پران کے معنی قدیم کے ہین لیکن ان سے مراد مذہبی قصص وحکایات ہین جو مختلف اوقات مین جمع کئے گئے اور جن کو فی الواقع ہندو دیوستھان کا مخزن سمجھنا چاہیئے۔ اسکے ساتھ ہی ساتھ ان مین مختلف ہندو حکومتی خاندانون کی خیالی تاریخین بھی ہین اور پران تعداد مین اٹھارہ ہین۔ ان مین آٹھ لاکھ بیتھن سے زیادہ ہین یوروپی دماغ انکے پڑھنے کی تاب نہین لا سکتا۔

اپنشد | ان تصنیفات کے سوا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ صرف اپنشد ایک ایسی چیز ہے جسکے مطالعہ

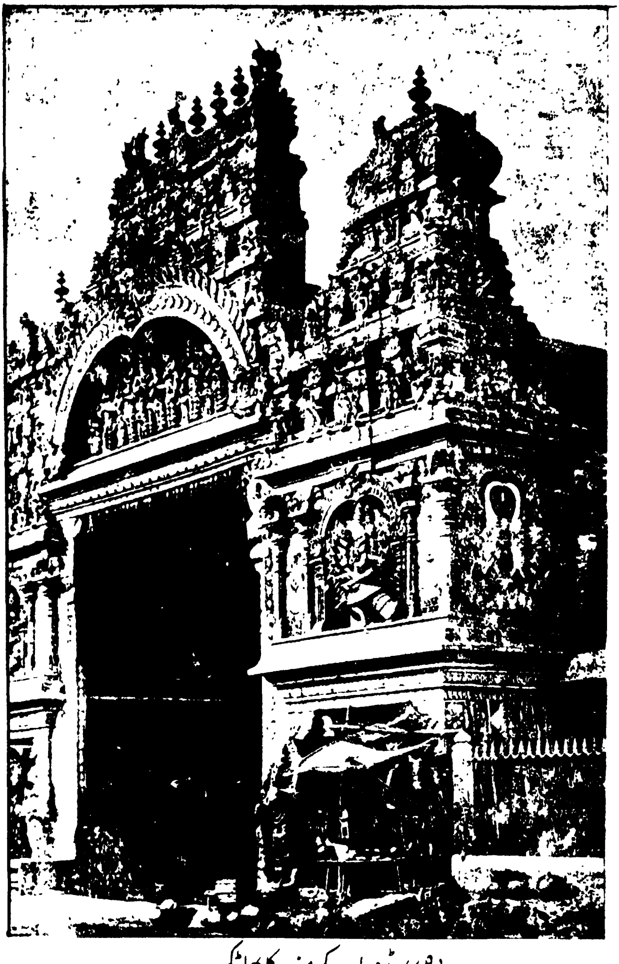
سے ہمین کچہہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ ان فلسفی تصانیف کا ذکر ہم وید مذہب کے باب مین کر چکے ہین اور آگے چلکر اُس باب مین کرین گے جو ہندوستان کے مذاہب موجودہ سے متعلق ہے۔ اِن تصانیف مین متخیلہ کی جسارت حد سے بڑہی ہوئی ہے۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند نے دو ہزار سال قبل اُن بڑے بڑے اسرار زندگانی پر غور کیا تھا جو صرف مغربی دُنیا کے سامنے صرف سو برس سے لائے گئے ہین۔ اور اِن مسائل کے حل کرنے مین اُس نے بے انتہا جسارت سے کام لیا ہے۔ ہندؤون کے صنائع۔ ان کی انشائی تصنیفون سے بہت زیادہ با وقعت ہین۔ اور اب ہم تھوڑا سا بیان ہند کی زبانون کا کرنے کے بعد ہندی فن عمارت کی طرف توجہ کرین گے جو ہمارے لئے بہت زیادہ دلچسپ اور پُر نتایج ہے۔

فصل ہفتم۔ ہندوستان کی زبانین

ہندوستان کی زبانون سے بہت ہی مختصر طور پر بحث کرنے مین بہی ہم اس کتاب کے اصل مقاصد سے بہت دور چلے جائین گے۔ اس فصل مین ہم صرف ان زبانون کی تقسیم پر بلحاظ ملک کے، اور بلحاظ تعداد اون اشخاص کے جو انہین بولتے ہین نظر ڈالین گے۔

جو سیاح ہندوستان مین اِس خیال سے آئے کہ وہ تمام ملک ہند کے باشندون سے انہین کی زبان مین گفتگو کر سکے گا۔ تو اُسے تقریباً ۵۴۲ زبانین اور ۳۰۰ مختلف محاورے سیکھنے پڑہین گے۔

اگر ان پانسو چالیس زبانون یا محاورون مین فارسی بہی شامل کر لیجائے جو بعض دیسی ریاستون کی اور اعلیٰ طبقات کی زبان ہے۔ اور اسی طرح پہلوی جو پارسیون کی زبان ہے اور چینی جسے کلکتے کے چینی بولتے ہین۔ اور پھر ان پر اُن یوروپی زبانون کو اضافہ کر لیا جائے جو ہند کے انگریزی، پرتگیزی، فرانسیسی وغیرہ حکومتون مین بولی جاتی ہین تو اُس وقت اِس سیاح کی تعلیم البتہ کسیقدر کامل سمجھنا چاہیئے۔ اِن ۵۵۰ یا ۵۶۰ زبانون مین سنسکرت کو شریک کرنا فضول ہوگا کیونکہ یہی ایک زبان ہے جو



(۷۹) مڈورا کے مندر کا پھاٹک

یورپ کی یونیورسیٹیون مین سکہائی جاتی ہے اور غالباً ہمارا سیاح اُس سے واقف ہوگا اگرچہ یہ زبان ہند مین بولی نہین جاتی۔

ہند کی زبانون کی تقسیم ہند کی یہ کل زبانین پانچ ابتدائی طبقون مین تقسیم کی گئی ہین جنمین باہم اُس سے بہت زیادہ فرق ہے جتنا یوروپی زبانون مین ہے۔ یہ طبقات حسب ذیل ہین۔

اول۔ آریا زبانین۔

دوم۔ ڈریویڈی زبانین۔

سوم۔ کولاری زبانین۔

چہارم۔ تبتی زبانین۔

پنجم۔ کہاسی زبانین۔

ان السنہ مین اول طبقہ کی زبانین تصریفیہ ہین اور دوسرے اور تیسرے اور چوتھے طبقے کی السنہ مزدوجہ یعنی ان مین تصریف لفظ کے اندرونی تغیر سے نہین پیدا ہوتی بلکہ تصریفی اجزا کے الحاق سے پیدا ہوتی ہے۔ اور اخیر طبقے کی زبانین بسیط اور غیر مرکب ہین۔

عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آریا زبانین شمال اور وسط ہند مین بولی جاتی ہین۔ ڈریویڈی زبانین جنوب ہند مین اور کولاری زبانین اُن مخصوص او مجمد و دخطون مین جو بطور جزائر کے مشرقی و وسط ہند مین واقع ہوئے ہین تبتی زبانین، ہمالیہ کی گھاٹی مین اور کہاسی زبانین آسام کے ایک حصے مین بولی جاتی ہین۔

سنسکرت جو اسوقت ایک مردہ زبان ہے اور جس مین ہند کی نسبہ برتر کتابین لکھی گئی ہین۔ آریا طبقے کی زبان ہے اس وقت ہند مین سنسکرت کی وہی حالت ہے جو ہمارے کیتھولک مذہب مین لاطینی زبان کی ہے اور اسے زیادہ تر معدودے چند برہمن سیکھتے ہین۔

سنسکرت کا درجہ یوروپ کے دار العلومون مین جو اعلی درجہ سنسکرت کو دیا گیا ہے وہ اس وجہ سے ہے

کہ پہلے یہ زبان تمام یوروپ کے زبانون کی مان خیال کیجاتی ہے لیکن اب ثابت ہوگیا ہے کہ کل ہند یوروپی زبانین یعنی سنسکرت، جرمن، سلاوانک لاطینی یونانی ژند وغیرہ ایک ایسی زبان سے مشتق ہوئی ہین جو بالکل مفقود ہوگئی ہے۔ پس سنسکرت یا ان مسبوق الذکر السنہ مین سے کسی زبان کی نسبت یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ یہ انڈو یوروپی زبانون کی مان ہے البتہ یوروپین کے سنسکرت دانی کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ اس زبان کے ذریعہ سے ہندوٗون کی مذہبی کتابون سے پوری واقفیت حاصل کرسکتے ہین۔

ہندوستانی یا اُردو زبان کا درجہ مختلف محاورون کو چھوڑکر ہندوستان مین آریا طبقے کی تقریباً سولہ زبانین ہین۔ ان مین سب سے اول ہے۔ اسکی ابتدا سے ہندوستانی وہ زبان ہے جسکا سیکھنا ضروری ہے یہ گویا ملک کی دولتی زبان ہے اور اسی مین بہت کچھ خط وکتابت ہوتی ہے۔ اور اخبارات چھپتے ہین۔ غرض جن اشخاص کو ہند کے لوگون سے کام پڑتا ہے اُنکے لئے اُردو کا جاننا لازمی ہے۔ یہ زبان باوجود ملک مین اسقدر عام ہونے کے ایک بالکل جدید زبان ہے۔ اور پندرہوین صدی کے ابتدا مین قدیم آریہ زبان ہندی اور فارسی وعربی سے مرکب ہوکر بنی ہے۔ اسکی صرف ونحو سنسکرت سے مشتق ہے اور یہ عموماً فارسی حرفون مین لکھی جاتی ہے۔ یہ زبان زیادہ تر اردو کے نام سے مشہور ہے جو سلاطین مغلیہ کے فوجی پڑاؤ کا نام تھا۔ اُردو بالکل فطرتی طور پر اور محض ضرورت کے لحاظ سے بنی ہے اور جو محققین السنہ کو اوسکی صرف ونحو کا مطالعہ کرنا ضرور ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نئی زبان کیونکر وجود مین آتی ہے اُردو کے بعد ہندی کا درجہ ہے جو ہندوستان مین بولی جاتی ہے۔ اور پھر پنجابی اور بنگالی کا جو پنجاب اور بنگال کی زبانین ہین۔

ڈراویڈی زبانین ڈراویڈی زبانین جو جنوب ہند مین بولی جاتی ہین آریا زبانون سے کوئی تعلق نہین رکھتین اِن کی ساخت بھی علیحدہ ہے۔ یہ السنہ ملزقہ کے طبقے مین ہین یعنی ان کے الفاظ مین ایک مادہ کا جزو ہے جو مطلق نہین بدلتا۔ اور اُسکے اول یا آخر مین تصریفی حروف بڑھائے جاتے ہین جن سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہین۔ اس طبقے مین چودہ زبانین ہین۔ اور ہر ایک کے بہت سے محاورات ہین۔ اِن زبانون کو بولنے

والی پانچ کڑور مخلوق ہے۔ اِن مین اول درجہ ٹمیال کا ہے جو دکن کے مشرقی و جنوبی حصہ مین کیپ کامرن تک بولی جاتی ہے۔ اس مین بہت بڑا لٹریچر ہے۔ دکن کے مشرقی حصہ مین اور حضور نظام کے ملک مین ایک کڑور ستر لاکھ آدمی تلنگی[1] بولتے ہین۔ اس طبقے کی دو زبانین کنٹری اور مالیالم جنوبی ساحل کی زبانین ہین۔

کولاری زبانون کے بولنے والے ہند کی مختلف وحشی اقوام ہین جو بیرونی اقوام کے وارد ہونے سے پہلے اس ملک مین آبسی تہین۔

تبتی زبانین — تبتی زبانین صرف ہمالیہ کی گہاٹی مین رائج ہین۔ کہاسی زبانین آسام کے ایک حصے مین بولی جاتی ہین اور ان کا شمار بسیط زبانون مین ہے یعنی ان مین صرف ایک مادہ کا جز ہوتا ہے جو مطلق نہین بدلتا۔ ان زبانون کی بڑی مثال چینی زبان ہے۔

ہم ذیل مین ان زبانون کا اور ان کے بولنے والون کی تعداد کا ایک تخمینہ درج کرتے ہین جس سے اس بیان کی جو اوپر لکہا گیا تشریح ہو جائیگی۔

زبان کا نام	بولنے والونکی تعداد	زبان کا نام	بولنے والونکی تعداد
ہندوستانی	اٹھ کڑور پچیس لاکھ	گجراتی	پچانوے لاکھ
بنگالی	تین کڑور نوے لاکھ	کنٹری	پچاس لاکھ
تلنگی	ایک کڑور ستر لاکھ	اوریا	ستر لاکھ
مرہٹی	ایک کڑور ستر لاکھ	مالیالم	پچاس لاکھ
پنجابی	ایک کڑور ساٹھ لاکھ	سندہی	چالیس لاکھ
ٹمیال	ایک کڑور تیس لاکھ	ہندی	تیس لاکھ

[1] زبانون اور محاورون کی کثرت کی وجہ سے ہندوستان کے سفر مین دقتین پیدا ہوتی ہین۔ خود مصنف

کو بارہا مشکلات کا سامنا ہوا ہے۔ مثلاً مقامات کا پتہ لگانا نہایت دشوار ہوتا ہے۔ نقشون اور کتابون مین بعض اوقات ایک ہی نام کے دس بارہ مقامات ہوتے ہین جنسے ملک کے باشندے مطلق واقف نہین ہین اور اس امر کا پتہ لگانے مین کہ یہ کون سا مقام ہے سخت محنت کرنی پڑتی ہے۔

ہندوستان مین نسلی و زبان کا اختلاف اتحاد کا مانع ہے

زبانون کی کثرت کے متعلق جو بیان کیا گیا اُس سے ثابت ہے کہ ہند کے باشندون کی زبانین بھی اوسی قدر مختلف ہین جسقدر اُن کی نسلین۔ اور صاف ظاہر ہے کہ جسوقت ان مختلف اقوام مین یہ دُہرا اختلاف موجود ہے جو یورپ مین نہین پایا جاتا ہے تو پھر اس امر کی بہت کم امید کیجا سکتی ہے کہ یہ اس غار عمیق کو پار ہو کر آپس مین مل جائین اور ایک قوم بنجائین۔

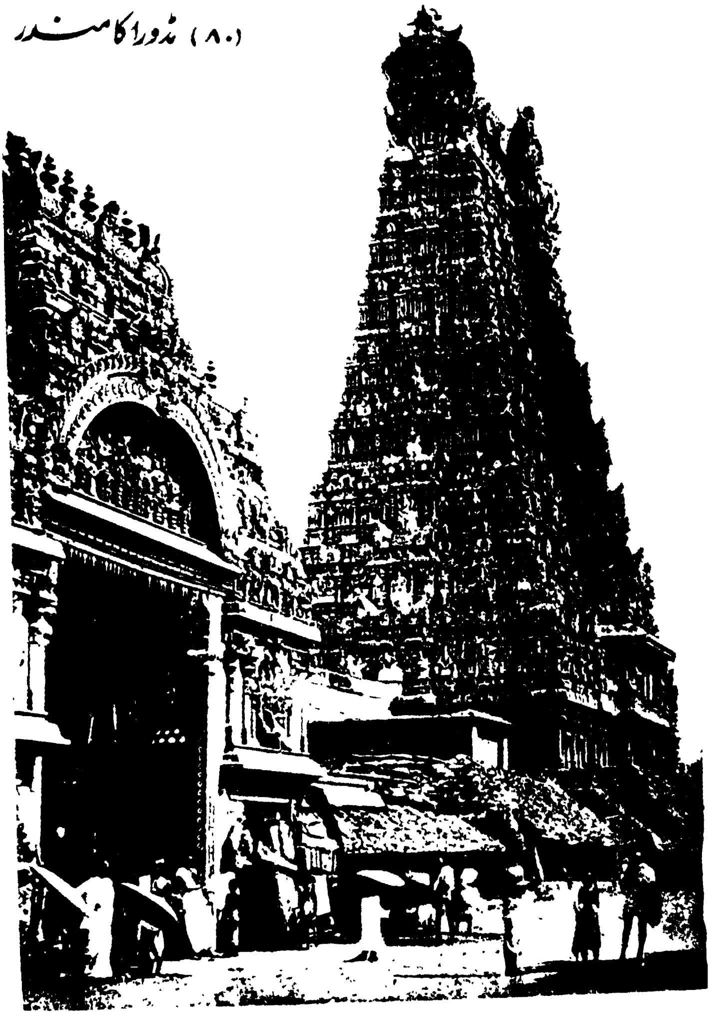
باب دوم۔ ہند کی عمارت

ہند کی عمارات کی بوقلمونی

ہند کی عمارات کا مطالعہ اور اس سے نتائج نکالنا آسان امر نہین ہے۔ اول تو بعض زمانون کی مطلق عمارات باقی نہین رہین۔ اور ہین بھی تو اکا دُکا۔ دوسرے یہ کہ ایک ہی زمانہ کی عمارات کے طرز تعمیر مین بلحاظ اختلاف مقام کے بہت کچھ فرق ہے۔ غرض ہند کے مذاہب اور السنہ اور اقوام کی طرح اس ملک کی عمارات مین بھی ایک قسم کی بوقلمونی ہے اور ہرگز وہ اتحاد جو یورپ مین پایا جاتا ہے موجود نہین ہے۔ یہان کی عمارتون مین یورپ کی عمارتون سے بدرجہا زیادہ اختلاف ہے۔

جو محقق یورپ کی عمارتون مثلاً فرانس کی عمارتون کو مطالعہ کرے اُسے ہر ایک صدی کی طرز کی عمارتین علیحدہ علیحدہ ملین گی۔ اور وہ بتا سکے گا کہ اِن مین مختلف ازمنہ مین کیا کیا فرق ہوا۔ اس قسم کے وقفے جن مین عمارتون کا وجود ہی نہین بہت کم ہین۔ اور ایسے وقفون کی بابت کتابون اور تحریری بیانات سے کمی کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ یعنی موجودہ عمارات سے اور مفقودہ عمارات کے بیانات سے ہمارا سلسلہ تحقیق پورا ہو جاتا ہے۔ لیکن ہندوستان کی یہ حالت نہین ہے۔ یہان بڑے بڑے لمبے لمبے وقفے واقع ہوے اور

(۸۰) مدورا کا مندر



انسان اور اوس کی یادگارین تلف ہوگئین ہین۔ بلا اسکے کہ اون کی کوئی نشانی باقی رہ گئی ہو۔ اور جس کو تاریخ کہہ سکین اوسکی ابتدا بہت ہی قلیل زمانہ سے ہوئی ہے۔

اختلاف عمارات

جو محقق ہندمین صرف اس غرض سے آئے کہ ملک کی عمارات اور یادگارون کے ذریعہ سے یہان کے قدیم تمدنون کا پتہ لگائے تو اوسے موجودہ عمارات کے دیکھنے سے سخت حیرت ہوگی اور شاید اس سے بہی زیادہ حیرت ان یادگارون کے متعلق ہوگی جنکا وجود باقی نہین رہا۔ مثلاً اس بہت ہی قدیم تمدن کی جو پندرہ سو سال قبل مسیح اس ملک مین تھا اور جس کی تعریف ہمین کتابون مین ملتی ہے کوئی یادگار یا کوئی پتہ بہی ہم تک نہین پہونچا ہے۔ اس سے ایک ہزار سال مابعد کے زمانہ کی بابت ہمین کچھ تھوڑی بہت نشانیان ملتی ہین جن سے اس زمانہ کی عظمت کا تو اندازہ ہوسکتا ہے لیکن ان سے کوئی تاریخی مواد نہین حاصل ہوتا۔ البتہ تقریباً تین سو سال قبل مسیح مین دفعۃً بہت سی عمارات ہمارے سامنے آجاتی ہین۔ لیکن ایسی تکمیل کی حالت مین کہ پھر ان کے مافوق ترقی نہین ہوئی۔ ہندوستان مین کسی مقام پر ہمین وہ ابتدائی مدارج نہین ملتے جو دوسرے ممالک مین موجود ہین۔ کسی خاص خطہ مین عمارتین شروع ہوجاتی ہین اور دو تین صدیون تک ان مین ترقی ہوتی رہتی ہے اور پھر دفعۃً وہ غائب ہوجاتی ہین۔ اس زمانہ سے ماقبل بہی تاریکی ہی تاریکی ہے اور اس کے بعد بہی وہی تاریکی بعض مقامات پر یونانی یا ایرانی اثر بین طور پر معلوم ہوتا ہے لیکن اس حد سے بڑہتا نہین اور پھر دفعۃً غائب ہوجاتا ہے۔ کسی پربت یا میدان مین بڑے بڑے یادگاری پہاٹک نظر آجاتے ہین جنپر عجیب وغریب منبت کاری کا کام کندہ ہے اور پہر سارے ملک مین گردش کرنے سے بہی بمشکل ان کی نظیر کسی دوسری جگہ ملتی ہے۔ حالانکہ دو ہزار سال کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اگر ہمارا محقق ان قدیم عمارات سے مایوس ہوکر جدید عمارات کی طرف جو تاریخی زمانہ کی ہین اور مسلمانون کے وقت مین تعمیر ہوئی ہین رجوع کرے جب بہی اسے بہت سی مشکلات کا سامنا پڑتا ہے وہ اس امر کی توقع کرے گا کہ ان عمارات مین ایک باہمی تناسب ہوگا

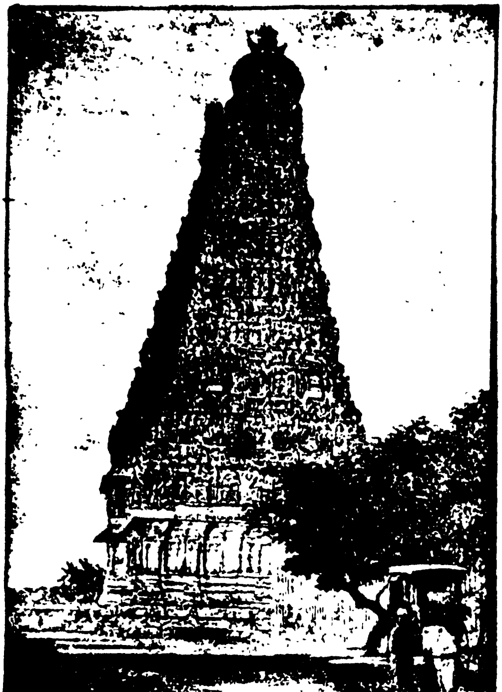
کیونکہ اسکے بنانیوالے ایک ہی قوم ایک ہی مذہب اور ایک ہی زبان کے اشخاص ہین لیکن واقعہ یہ ہے کہ اِن اسلامی عمارتون مین جو ہندوستان کے مختلف خطون مین موجود ہین اس درجہ اختلاف ہے کہ یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یہ عمارات ایک ہی زمانہ اور ایک ہی قوم کی یادگار ہین۔

ان عمارات کی باقیات مین ہمین جو ظاہری اختلافات معلوم ہوتے ہین اُن کی توضیح کسی قدر قدیم تاریخ سے ہوسکتی ہے۔ اگرچہ تاریخی مواد ہمارے پاس نہایت ہی کم ہے لیکن جب ہم اُس سے درست طور پر نتائج نکالین تو ہمین اس سے بہت کچھ مدد ملتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہند کی تاریخ سے عمارات کی توضیح ہوتی ہے اور عمارات سے تاریخ کی۔ اسکے بعد تحقیق سے ہمین اُن ازمنہ کا بھی پتہ لگتا ہے جنکی نسبت تواریخ اور روایات بالکل ساکت ہین۔

فصل اول۔ ہند کی عمارات کی تقسیم

ہند کی قدیم سے قدیم عمارت تیسری صدی قبل مسیح سے اوپر نہین جاتین۔

باستثنا چند پہاڑی غارون کے جن مین بمشکل کوئی تعمیری حیثیت پائی جاتی ہے ہندوستان کی قدیم سے قدیم عمارات تیسری صدی ما قبل مسیح سے اوپر نہین جاتین اس زمانہ کے متعلق ہمارے پاس بین ثبوت موجود ہے کہ ہندؤون مین فن تعمیر موجود تھا اور یہ بڑے بڑے شہرون اور عمارات کی تعمیر کرتے تھے۔ یہ امر ہمین نہ صرف مہابھارت اور رامائن کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے بلکہ اُس زمانون کی بعض یادگارون سے بھی جو بچی بچائی ہم تک پہونچی ہین۔ انکے منجملہ برہت کے کٹہرہ مین جنپر ایسا باریک منبت کاری کام ہے کہ اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ دراز کی محنتی ترقی کا نتیجہ ہے۔ عام طرح پر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قدیم عمارات جو محض اینٹون اور لکڑی سے بنی ہوئی تھین (کیونکہ پتھر کا استعمال صرف بنیاد مین ہوا کرتا تھا) قریب قریب سب تلف ہوگئی ہین۔ نیپال مین جہان اسوقت تک ہند کے کل اور خطون کے مقابل مین قدیم رسوم



(۸۱) مدورا کے ایک مندر کا منظر

رواج اسوقت تک باقی ہین آج ہی اینٹون اور لکڑی کی عمارات بنانے کا طریقہ جاری ہے۔

مگستھنیز بھی جسکا زمانہ تیسری صدی قبل مسیح ہے اس خاص طریقہ تعمیر کو بیان کرتا ہے اور بدھ گیا کا سب سے قدیم مندر جسے کہنا چاہیے کہ ابتدا رسنین مسیح کا ہمعصر ہے اینٹون سے بنا ہوا ہے چونکہ اینٹ لکڑی کا کام پتھر کے کام سے زیادہ آسان ہے اس لئے ہندوون نے اُس کو زیادہ استعمال کیا۔

ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی قبل مسیحی مین یعنی اشوک کے زمانہ مین ہندوستان کی عمارات پتھر سے بننے لگین ان کی بعض مثالین اسوقت تک باقی رہ گئی ہین۔ یہ غالباً قدیم لکڑی کی عمارتون سے نقل کی گئی ہین جس کا ثبوت نیپال مین تین طور سے ملتا ہے جہان کے صناع نہایت عمدگی کے ساتھ لکڑی کے ستونون کی نقل پتھر مین اُتارتے ہین۔

بدھ زمانہ کی تعمیر کی خصوصیتین | بدھ زمانہ کی قدیم یادگارین ستون۔ ٹوپ۔ منبت کاری کے کٹہرے وغیرہ نہایت ہی تکمیل کیحالت مین کل ملک مین پھیلے ہوئے ہین۔ امراوتی مین اجنٹا مین سانچی مین اور دوسرے مقامات مین اِن یادگارون کے زمانے کو قرار دیتے وقت ایسا خیال ہوتا ہے کہ شاید ان کی ابتدا اول بھدے اور موٹے ترشے ہوئے مندرون سے ہوئی ہے جو تہ خانون مین واقع ہوئے ہین لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اِن مندرون کا زمانہ اور اعلیٰ درجہ کی منبت کاری کا زمانہ ایک ہی ہے۔ فی الواقع یہ زیرزمین مندر محض خفیہ مقامات ہین جن کو پُرانے زمانے کے بدھ راہبون نے پناہ لینے کے لئے زمین مین کھودا تھا اس قسم کی عمارات سے کسی زمانہ کی فن تعمیر کا اندازہ کرنا ویسا ہی ہے جیسے ہم اس زمانہ کے کسی عظیم الشان شہر کا اندازہ ان جھوپڑون سے کرین۔ جو جنگلون اور پہاڑون مین محض پناہ لینے کی غرض سے بنا لئے جاتے ہین۔

پس فن تعمیر کی تدریجی ترقی مین اِن زمینی مندرون کو پہلا زینہ قرار دینا بالکل غلط استدلال ہوگا۔ تاہم اس بہت ہی قدیم زمانہ کی یادگارون مین صرف یہی تہ خانون کے مندر اور چند منبت کاریان اور ستون

رہ گئے ہین۔ جو زمانہ کی دست برد سے بچ رہے ہین۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قدیم زمانہ کی بہت اپنے اپنے مندرون کو پہاڑون کے اندر کندہ کرتے تھے جس کی وجہ سے وہ تلف ہونیسے بچ گئے ہین اگر انہین انسان کے ہاتھون سے وقتاً فوقتاً نہ بگاڑا ہوتا تو شاید یہ ہمین اُسی حالت مین ملتے جس حالت مین یہ تعمیر ہوئے تھے۔ بمقابل اُن یادگارون کے جو میدان مین اور زیر آسمان قایم کیگئی ہین مثلاً وہ ایک ڈال کی سنگی لاٹین جنپر اشوک کے احکام کندہ ہین یا اور کندہ کئے ہوئے کتبہ وغیرہ اِن کی تعداد بہت زیادہ ہے منجملہ اُن بڑے مندرون اور قصرون کے جو سن مسیح کے ماقبل زیر آسمان تعمیر کئے گئے تھے ایک بھی باقی نہین رہا۔ فاہیان جو چوتھی صدی مسیح مین آیا ہے اشوک کی حویلیون و کھنڈرون کا ذکر کرتا ہے لیکن یہ کھنڈر اوسے ایسے خوش نما معلوم ہوے کہ وہ لکھتا ہے کہ یہ عمارتین ہرگز انسان کے ہاتھ کی بنی ہوئی نہین ہین۔

بدھ و جدید برہمنی طرز تعمیر کی خصوصیتین | پانچوین صدی مسیحی سے آٹھوین صدی مسیحی تک بدھ مذہب کے زیر زمین مندر بتدریج موقوف ہوجاتے ہین اور اُن کی جگہہ مختلف مذاہب کے مندر زیر آسمان تعمیر ہوتے ہین چونکہ اِن مندرون کے بنانے والے زیادہ تر جین تھے اسلئے اِس طرز تعمیر کا نام جینی طرز رکھا گیا ہے لیکن مصنف کی راے مین یہ اصطلاح بالکل غلط ہے کیونکہ اِس زمانہ کے برہمنی مندر بھی اسی طرز مین بنے ہوئے ہین جیسا کہ کھجراہہ کے مندرون کے دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ہند کی طرز تعمیر مین بھی بلحاظ اختلاف مقامات اور اختلاف ازمنہ بہت کچھ فرق واقع ہوگیا ہے جو یورپ کے تعمیری اختلافات سے ہرگز کسی طرح کم نہین۔

ہند کی عمارات کو جانچتے وقت ہمین زیادہ تر اُنکے کام کی باریکی کو دیکھنا چاہیے نہ کہ اون کے زمینی نقشہ کو مثلاً عام طور پر کہا جاسکتا ہے کہ بدھ زمانے کے مندرون مین علی العموم بڑے دالان ہوا کرتے تھے جو پہاڑون مین سے کھود کر نکالے جاتے تھے اور انمین چھوٹے بڑے چبوترے



(۸۲) مدورا کے بڑے مندر کا اندرونی حصہ

ہوتے تھے جنکے گرد ستون قایم کئے جاتے تھے۔ اسی طرح شمال ہند مین برہمنی زمانہ کے مستطیل دالان ہوتے تھے جن مین محرابین بنی تھین اور اونپر اہرامی صورت کندہ تھی جس کے اضلاع عمدار تھے۔ لیکن جنوب ہند کے مندرون مین کئی درجہ ہوا کرتے تھے اور ان کے دالانون کے دروازہ اہرامی صورت کے ہوتے اس قسم کے بیان سے کوئی فائدہ نہین ہوتا جب تک کہ خود یہ عمارتین کتاب کے پڑھنے والے کے سامنے نہ پیش کی جائین ان کی طرز تعمیر کا کوئی اندازہ نہین ہوسکتا۔

ہندؤون نے قبہ نما چھتون کا مطلق استعمال نہین کیا۔

ہندو مندرون کی تعمیر مین ایک اصول بہت عام ہے جو ابتدا زمانہ سے لیکر مسلمانون کے وقت تک اور اوسکے بعد کی تعمیرون مین بھی ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ انھون نے قبہ نما چھتون کا مطلق استعمال نہین کیا ہے اور اسی وجہ سے یہ عمارتین دست برد زمانہ سے محفوظ رہی ہین۔ اس مین شک نہین کہ قبہ نما چھتین ایک بہت ہی عمدہ ذریعہ تھوڑے سے مصالحہ کے استعمال سے بہت بڑی جگہہ کو مسقف کرنے کے لئے ہین اور یہی وجہ ہے کہ ان کا استعمال مغربی ممالک مین کثرت سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس قسم کی چھت ایک ناپایدار چیز ہے ہندؤون کا مقولہ درست ہے کہ اس قسم کی چھتین کبھی چین سے نہین سوتین۔ ایک ایسے ملک مین جہان زلزلے اور اقسام کی آفات آسمانی کا سامنا وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے یوروپی طرز کی عمارتین زیادہ مدت تک نہین رہ سکتین اسکا ثبوت ان عمارتون سے ملتا ہے جو انگریزون نے ہندوستان مین بنائی ہین۔ کیونکہ یہ اگر یوروپی طرز پر تعمیر ہوئی ہوتین تو مدت کی خراب و خستہ ہو چکتین۔ پٹون اور بڑی عمارتون کی چھتون کو قایم رکھنے کے لئے ہندؤون نے محراب کا استعمال کیا ہے لیکن ان محرابون کا بالائی حصہ مسطح ہے یعنی جو تہین پتھرون کی جمائی گئی ہین وہ ایک دوسرے کے اوپر واقع ہوئی ہین۔ جہان کہین بہت بڑی چھت کو سنبھالنے کی ضرورت پڑی ہے تو کئی قطارین ستون کی قایم کی ہین۔ جس وقت مسلمان ہندوستان مین اس قسم کی محراب کو لائے جس کے جوڑ ایک نقطہ پر منتہی ہوتے ہین تب بھی ہندؤون نے اس

محراب کو اپنی تعمیر مین استعمال نہین کیا۔ یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانون کے آنے سے پہلے ہندو اس طرز کی محراب سے واقف نہ تھے کیونکہ یونانی جن سے ہندوون کے تعلقات قایم ہوچکے تھے ایسی محراب کا استعمال کرتے تھے۔

ہند کی عمارات کی تقسیم مین بھی ہم وہی طریقہ اختیار کرسکتے تھے۔ جو ہم نے یہان کے مذاہب کی تقسیم مین اختیار کیا ہے۔ یعنی بدھ زمانہ کی عمارات۔ جدید برہمنی زمانہ کی عمارات۔ اور اسلامی زمانہ کی عمارات۔ لیکن محض یہ تقسیم ہرگز کافی نہین ہے۔ عمارات کے اختلاف مین ایک بہت بڑا حصہ اختلاف اقوام کا ہے اور مذہب کو اس مین زیادہ دخل نہین ہے۔ مثلاً جنوب ہند اور شمال ہند کی طرز تعمیر مین بے انتہا فرق ہے۔ اگرچہ دونون خطون کے باشندے تقریباً ایک ہزار سال سے ہندو ہین۔

عمارات کی تقسیم مین جو اصول ہمین معقول معلوم ہوتے ہین وہ یہ ہین کہ ہن کو بلحاظ ملک کے ان خطون کے تقسیم کیا جاے کہ جن مین وہ واقع ہین۔ ہمنے یہی تقسیم اختیار کی ہے۔ اور جو شخص ہماری تصاویر کی ورق گردانی کرے اوس پر ثابت ہوجاے گا کہ یہی ایک تقسیم ہے جس کے ذریعہ سے ایک ہی قسم کی عمارات پر نظر ڈالی جاسکتی ہے۔ اور ان کا عام بیان قلمبند کیا جاسکتا ہے۔ ہمنے اپنے بیانات مین ایک ہی مقام کی مختلف عمارات کا اسی صورت مین ذکر کیا ہے جب وہ (جیسا کہ دہلی کی عمارات مین ہے) مختلف ازمنہ کی عمارات ہین اور ان کی آپس مین ایکدوسرے سے مشابہت نہین ہے۔

ایک سرسری نظر ڈالنے سے بھی بخوبی معلوم ہوجائے گا کہ ہند کی عمارتون کی خوبی ہرگز ان کے زمانہ تعمیر پر موقوف نہین ہے۔ مثلاً نہایت عمدہ اور باریک کام کی عمارتین وہ ہین جو آبو کے پہاڑ اور کھجوراہہ مین دکھائی دیتی ہین اور جنکا زمانہ بارہوین صدی سمجھی ہے۔ ان کی مورتین توالبتہ اتنی عمدہ نہین ہین لیکن دستکاری کی باریکی اور تفصیلات کے لحاظ سے ان کا نظیر کسی زمانہ مین نہین پایا جاتا۔ پس ہمین ہند کی عمارات مین وہ تدریجی ترقی جو یوروپ مین ہوئی ہے مطلق نظر نہین آتی۔ یہان فن تعمیر کی بھی وہی حالت ہے

جو لٹریچر کی۔ ان دونون نے بہت جلد ایک درجہ ترقی کا حاصل کرلیا لیکن اس درجہ کو پہونچنے کے بعد وہ آگے نہ بڑہ سکے۔

مندرجۂ ذیل نقشے مین ہم اوس تقسیم کو ظاہر کرین گے جو اس تصنیف مین استعمال کی گئی ہے اور اسکے بعد ہم چند الفاظ ہر ایک زمانے اور ہر ایک مقام کے تاریخ تعمیر کے متعلق لکھین گے۔ کیونکہ ہر ایک عمارت کا پورا بیان لکھنا اس مختصر تصنیف مین ناممکن ہے۔ ہم اس کتاب کے پڑہنے والون کو جو اس مسئلہ سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہون اپنی ایک دوسری تصنیف کی طرف متوجہ کرتے ہین۔ اس مین ہندوستان کی عمارات کا مفصل بیان درج کیا گیا ہے اور اس کتاب کا یہ باب صرف ایک خلاصہ ہے۔

جن تصاویر کو ہم نے اس کتاب مین درج کیا ہے وہ بھی اسی بڑی تصنیف سے ماخوذ ہین اور ان سے ایک کافی اندازہ ہندوستان کی عمارات کا ہوسکتا ہے۔

ہندوستان کے عمارات کی عام تقسیم

(۱) بدہ مذہب کی عمارات

(پانچوین صدی قبل مسیح سے لیکر آٹھوین صدی تک)

الف۔ ہند کی ابتدائی یادگارین یعنی یادگاری ستون اور پہاڑون کے اندر کٹی ہوئی مندر اور خانقاہین انکی مثالین الہ آباد اور دلی کے یادگاری ستون اور بہج اور کارلی اور اجنٹا وغیرہ کے پہاڑی مندر ہین۔

ب۔ بدہ زمانہ کی عمارات جو زمین پر بنائی گئی ہین۔ ان کی مثالین بہرہت۔ سانچی۔ سرناتھ۔ بدہ گیا۔

وغیرہ کی یادگارین ہین۔

ج یونانی اور ہندی طرز کی عمارات جو ہندوستان کے شمال وغیرہ مین واقع ہوئی ہین یعنی پشاور اور کشمیر کی یادگارین۔

(۲) شمال ہند کی جدید برہمنی زمانہ کی عمارات

(پانچوین صدی عیسوی سے دسوین صدی عیسوی تک)

الف۔ شمالی و مشرقی عمارتین مثلاً ساحل اڑیسہ مین بہونیشور جگناتھ وغیرہ۔

ب۔ راجپوتانہ اور بندیل کھنڈ کی عمارتین مثلاً کھجوراہا۔ گوالیار۔ آبو۔ اودے پور۔ نگدا وغیرہ کی عمارات۔

ج۔ گجرات کی عمارتین مثلاً احمد آباد وغیرہ۔

د۔ وسط ہند کی عمارتین مثلاً الیفنٹا۔ ایلورا۔ امبرناتھ وغیرہ۔

(۳) جنوب ہند کی عمارتین

(چھٹی صدی عیسوی سے اٹھارہوین صدی عیسوی تک)

الف۔ جنوب ہند کے مندر جو غارون مین واقع ہوئے ہین مثلاً مہابلی پور۔ برامی وغیرہ۔

ب۔ جنوب ہند کے پگوڈا۔ مثلاً چلم برم۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ کنجیورام۔ بیجانگر۔ مدورا۔ اور سری رنگم وغیرہ۔

(۴) ہندی اسلامی عمارات

(بارہوین صدی عیسوی سے اٹھارہوین صدی عیسوی تک)

الف۔ زمانۂ مغلیہ سے ماقبل کے اسلامی عمارات مثلاً دہلی کی قدیم یادگارین۔ اجمیر۔ بیجاپور۔ گولکنڈہ وغیرہ کی عمارات۔

ب زمانہ مغلیہ کی عمارات مثلاً اگرہ۔ دہلی۔ فتحپور۔ لاہور وغیرہ کی ئنی عمارتین۔

ج ہند کے مختلف حصون کی ہندو عمارتین جس مین اسلامی طرز کا اثر نمایان ہے مثلاً گوالیار، جھبا اور مدورا وغیرہ کی عمارات۔

(۵) ہندی تبتی عمارات

(بارہوین صدی عیسوی سے موجودہ زمانہ تک)

نیپال کی عمارتین مثلاً سمبھوناتھ۔ بدہ ناتھ۔ بھٹگاون۔ پاٹن۔ کٹھمنڈو وغیرہ کی عمارات۔

۶۔ جدید ہندو عمارتین مثلاً بنارس۔ امرتسر وغیرہ کی عمارات۔

اب ہم ان مختلف ازمنہ کے طرز تعمیر کے متعلق مختصر بیان کرینگے۔

فصل دوم - ہندوستان کی عمارات بدھ زمانہ مین

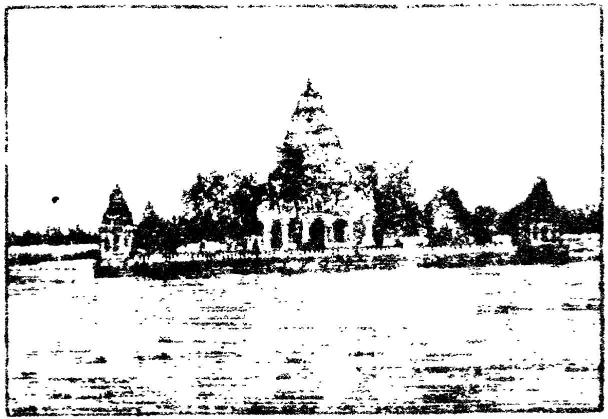
(پانچوین صدی قبل مسیح سے لیکر آٹھوین صدی مسیحی تک)

ہند کی قدیم سے قدیم عمارات بدھ زمانے کے ماقبل نہین پائی جاتین اور اس زمانہ مین ہی ایک مدت کے گذرنے کے بعد شروع ہوتی ہین۔ البتہ بنگالہ مین بعض زیرزمین مندر ایسے پائے گئے ہین جو پانچوین صدی قبل مسیح کے ہین لیکن ان سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے ہندو سنگ تراشی مین مشلق تھے۔ ان سے طرز تعمیر کے متعلق ہمین کوئی اطلاع نہین ملتی۔ اصلی عمارتین اشوک کے زمانہ سے شروع ہوتی ہین جسکا زمانہ (۲۵۰) سال قبل مسیح ہے۔ بدھ زمانہ کی عمارات مندرجۂ ذیل اقسام کی ہین۔

لاٹھین اور ستون — لاٹھین اور ستون۔ یہ یادگاری ہین اور اشوک کے زمانے سے چلی آتی ہین۔ انہین پر اس شاہنشاہ کے مشہور احکام کندہ ہین۔ ہند کی تاریخ مین ان احکام کا سب سے پہلا درجہ ہے۔ اشوک کی لاٹون مین زیادہ مشہور الہ آباد اور دہلی کی لاٹھین ہین یہ مذہبی احکام اور بادشاہون کے نام وغیرہ وغیرہ سے لسی ہوئی ہین۔ ان لاٹون کے اوپر والے حصے پر ہاتھی یا شیر بنے ہوئے ہین۔ جو پرسی پولس کے ستون کو یاد دلاتے ہین۔ ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ یہ لاٹھین اصل مین استوپون یا اسی قسم کے مندرون کے سامنے نصب کئے گئے تھے۔ کیونکہ بعض زیرزمین مندرون مین بالخصوص کارلی مین اس قسم کی لاٹھین موجود ہین۔

(۲) مندر اور خانقاہین جو پہاڑون مین کاٹی گئی ہین۔

پہاڑون مین ترشے ہوئے مندر — ہند کی قدیم ترین اور عمدہ ترین یادگار وہ نمین اس قسم کے مندر اور خانقاہین ہین جو پہاڑون کے دامن کو کاٹ کر بنائی گئی ہین۔ اسی قسم کی عمارات دو سو سال قبل مسیح کے ماقبل نہین پائی جاتین اگرچہ پہاڑ مین بعض زیرزمین دالان موجود ہین جنکا زمانہ پانچسو سال قبل مسیح ہے لیکن یہ صرف غارون کی حیثیت



(۴۸) مدورا کا گوپرا مع مقدس تالاب

سکتے ہین۔ انپر عمارات کا اطلاق نہین ہوسکتا۔ یہ یادگارین آٹھوین صدی مسیحی تک چلی گئی ہین اور اِس حساب سے ان کا زمانہ ایک ہزار سال ہے۔ جب یہ مذہب ہند سے اُٹھ گیا ان یادگارون کا بننا بھی مطلقاً موقوف ہوگیا۔ اِس قسم کی جتنی عمارتین ہند مین موجود ہین ان مین سے ۹۰ فیصدی بدھ مذہب سے متعلق ہین اور ۱۰ فیصدی برہمنی یا جینی مذہب سے۔

یہ پتھر مین تراشی ہوئی عمارات دو قسم کی ہین۔ اول مندر جنکو بدھ اصطلاح مین چیتیا کہتے ہین دوم خانقاہین جنکو وہار کہتے ہین چیتیہ کی تو کل پچیس تیس مثالین باقی رہ گئین ہین لیکن وہارون کی تعداد ایک ہزار کے قریب ہوگی۔ ان مین سے بعض تو محض غار ہین جن مین بہت ہی کم آرایشی کام ہین لیکن زیادہ تر علی الخصوص جو بڑے ہین بہت سی سنگ تراشی سے آراستہ ہین۔ اور ان کا باریک کام اس قدر عمدہ ہے کہ کسی ملک مین اِس سے بہتر نظر نہین آتا۔

ہم نے اِن مندرون مین سے جو زیادہ تر دلچسپی رکھتے ہین بعض کو اپنی تصویرات مین دکھایا ہے علی الخصوص وہ جو بھیج۔ کارلی۔ ایلورہ۔ بیراٹ۔ اجنٹا وغیرہ مین واقع ہین۔ ان مندرون کی شناخت کو اور اُس عجیب محنت کو جو انکے تراشنے مین عمل مین آئی سمجھانے کے لئے ہم تھوڑا سا بیان اجنٹا کے مندرون کا کرینگے۔ ایلورہ کے متعلق آگے چلکر بحث کیجاویگی۔

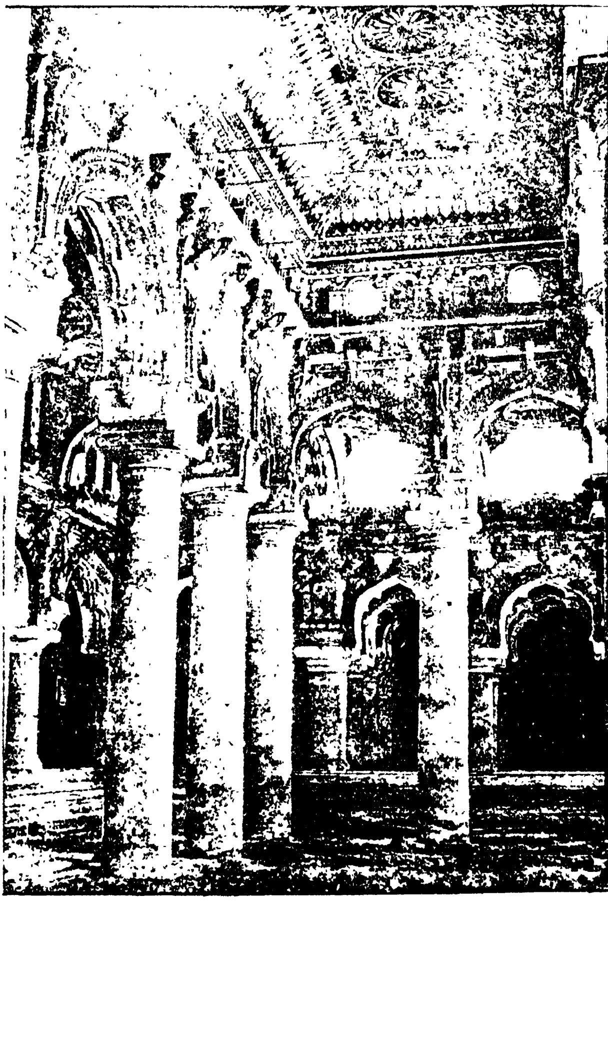
اجنٹا کے غار اجنٹا کے غار اورنگ آباد ۵۰ میل پر واقع ہوئے ہین۔ یہ ایک پہاڑ کے دامن مین جو بہت ہی بلند ہے اور جس کے نیچے ایک نالہ زور شور سے بہتا ہے کندہ کئے گئے ہین۔ ان تک پہنچنے کے لئے بہت سے پہاڑون کو لانگ کر جانا پڑتا ہے اس مقام کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدھ راہبون نے جو یہان بود و باش رکھتے تھے اِس خیال سے ایسی دشوار گذار جگہ کو پسند کیا تھا کہ وہ تنہائی مین اور تمام دنیا سے علیحدہ عبادت مین مصروف رہ سکین۔ بظاہر اُن کو اِس خیال مین کامیابی ہی ہوگئی کیونکہ باوجود بمبئی قریب ہونے کے بہت کم یورپی سیاح اجنٹے تک پہونچے ہین۔

ان مندرون سے کے مختلف ازمنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی صدیون تک اور بے انتہا مخلوق کی پشتین ان تیرہ و تاریک گنبدون کے نیچے رہی ہین اور ان کی سنگ تراشی کا کام بھی جسکے ذریعے سے گویا سارا پہاڑ کاٹ ڈالا گیا ہے کئی سو برس تک ہوا کیا ہوگا۔ اجنٹے کی قدیم ترین عمارتین غالباً سنہ مسیحی کے ڈیڑھ سو برس ماقبل کی ہین اور سب سے اخیر عمارات ساتوین صدی مسیحی کی ہے۔ ان قدیم اور جدید عمارتون مین صناعی کا زیادہ فرق نہین ہے۔ فرق ہے تو اسی قدر کہ جدید تعمیر مین آرایش بہت کچھ بڑھ گئی ہین۔ یہان بھی جیسا کہ ہند کی اور عمارتون مین پایا جاتا ہے کسی قسم کی تدریجی ترقی نظر نہین آتی۔ اجنٹے کے جدید مندرون مین ایک بات یہ بھی ہے کہ بدھ کی مورت بہت کثرت سے بنائی گئی ہے۔ کل دگوبا یعنی پرستش گاہین سنگی مورتون سے لسی ہوئی ہین۔ اور ان کے بیچون بیچ مین بدھ کی تصویر اُس وقت کی ہے جبکہ اوسکو نروان حاصل ہو چکا تھا۔ اِن مندرون اور خانقاہون کے سامنے اکثر پتھر کے برآمدے ہین جو ترشے ہوے ستونون پر کھڑے ہین اور یہی ستون اندرونی عمارت مین بھی ہر جگہ پائے جاتے ہین۔ مندرون سے ملی ہوئی بہت سی خانقاہین ہین ان کی وضع یہ ہے کہ ایک بڑے سے والان کے ارد گرد چھوٹے چھوٹے حجرے ہین اور ہر ایک حجرے مین ایک ایک پتھر کا بستر ہے۔ بعض وقت یہ مندر سے علیحدہ نہین پائے جاتے اور وہی والان جس کے گرد حجرے بنے ہوے ہین عبادت گاہ کا بھی کام دیتا ہے اور اُس مین جا بجا چھوٹے چھوٹے حجرے خاص خاص اولیا کی پرستش کے لئے بنے ہوے ہین جیسا اکثر کیتھلک گرجون مین ہوا کرتا ہے۔ اخیر زمانے کی خانقاہین۔ اسقدر بڑی ہوگئی ہین کہ چھت کو قایم رکھنے کیلئے بہت زیادہ ستونون کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگرچہ یہ چھتین خود پہاڑ مین سے تراش کر بنائی گئی ہین۔ اجنٹا مین بعض والان ۲۸ میٹر ملہ لمبے ہین اور ان مین ۲۴-۲۴ بڑے سنگین ستون چھت کو قایم رکھنے کے لئے استعمال کئے گئے ہین۔

ان ستونون کی بلندی چار میٹر سے زیادہ نہین ہے۔ ان والانون کے اخیر حصے مین ہمیشہ بدھ کی

ملہ۔ ایک میٹر ۳ء۲۸۱ فٹ کے برابر ہوتا ہے۔

(۹۴) ترومل نایک محل کا اندرونی حصہ مدورا



اک بہت بڑی مورت ہوا کرتی ہے اور اوسکے گرد اور اشخاص کی مورتین۔ ستون اور چھتیں بھی رنگین تصویرون اور آرائشون سے لسی ہوئی ہین۔ دیوارون پر رنگین تصویرین ہین جن مین بدھ کی زندگی کے مختلف واقعات دکھائے گئے ہین۔ اگرچہ یہ تصویرین بہت اچھی حالت مین نہین ہین لیکن تاریخی لحاظ سے یہ نہایت دلچسپ ہین۔ کیونکہ قدیم ہند کی صرف یہی رنگین تصویرین ہین جو ہم تک پہونچی ہین ان کا زمانہ پانچوین صدی قبل مسیح تک پہونچتا ہے۔ اور جو اشخاص ان مین دکھائے گئے ہین ان کی صورت و شکل، لباس اور بالون کی وضع سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسی قوم ہے جو بالکل اُن اقوام سے جو بھیلسہ اور کارلی اور بھرہت اور سانچی وغیرہ کی یادگارون مین نظر آتی ہے بالکل علیحدہ ہے۔ اگر ان زیر زمین مندرون پر کسی قدیم عمارت کو تفوق ہے تو وہ ایلورہ کے مندر ہین۔

ایلورہ مین نہایت ہی وسیع اور پرشان دالان ہین جو موٹے موٹے ستونون پر کھڑے ہین اور جن کی وسعت اور گہرائی ایک قسم کی تاریکی پیدا کرتی ہے جس کے اندر مشعلون کی مدد سے ہمین بدھ کی پر اثر مورت مختلف بدھ اولیا کی مورتون سے گھری نظر آتی ہے۔ اور ہمارے دلون کو متاثر کرتی ہے۔

استوپا یا گول گھر

بدھ استوپا یا گول گھر اپنی شکل کے لحاظ سے ہمین یورپ کے ٹومیولائی کو یاد دلاتی ہین۔ یہ عموماً نیم کرہ کی صورت مین ہین جیسا کہ سانچی مین دیکھا گیا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ برج کی صورت مین نظر آتے ہین جیسا کہ سارناتھ مین ہے۔ عموماً ان کے گرد پتھر کا کٹہرہ ہوتا ہے جو سنگ تراشیون سے لسا ہوا ہے ان مین داخل ہونیکے لئے بڑے بڑے یادگاری پھاٹک ہین۔

اب ہم سانچی کے ٹوپ کا جس کی تصویر ہمنے اپنی کتاب مین درج کی ہے بیان لکھین گے اس سے کافی اندازہ اس قسم کی عمارات کا ہو سکے گا۔

سانچی کا ٹوپ

یہ سانچی کا ٹوپ ہندوستان کی قدیم ترین اور بہترین یادگارون مین سے ہے۔ اسکا زمانہ اشوک کی حکومت یعنی ڈہائی سو سال قبل مسیح کا ہے۔ لیکن کٹہرہ اور پہاٹک پہلی صدی عیسی کے بنے ہوئے ہین۔ اُن پتہرون ترشے ہوے پتہر کے مندرون کے علاوہ جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے ہندمین اس زمانہ کی بہت کم یادگارین رہگئی ہین۔ اور اگر سانچی کا ٹوپ دستبرد زمانہ سے بچ گیا ہے تو اسکی صرف وجہ یہ ہے کہ یہ ایک دشوار گذار مقام پر واقع ہوا ہے۔ جب ہم اس عمارت کا مقابلہ اُس زمانہ کی اور عمارتون مثلاً بُہبت سے کرتے ہیں سنیو پیہ سے کرین اور اس امر کا خیال نہین کہ آرائش نے تکلف مین یہ پیہ کہ ہمین تو ہمین تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ مین ترسے دار حکومتون سے طرز تعمیر نے ایک بڑا درجہ ترقی کا حاصل کیا تھا۔

سانچی کا ٹوپ مثل اس قسم کے اور یادگارون کے کسی ایک خاص متبرک مقام پر یا کسی خاص مذہبی واقعہ کی یادگار مین تعمیر کیا گیا ہے۔ اس عمارت کی صورت نیم کرہ کی سی ہے لیکن ایسا کرہ جو کسی قدر بیضاوی اور اوپر کے نشت مین دبا ہوا ہے۔ اسکے نیچے کا نصف قطر ۴۲ میٹر ہے اور اس کی بلندی ۱۶ میٹر۔ قدیم زمانہ مین اسکے اوپر بہی جیسا اس قسم کی دوسری عمارتون مین پایا جاتا ہے ایک مستطیل عبادتگاہ تہی جس کے تین طبقے تہے جن مین سے ہر ایک نیچے والے طبقے سے چہوٹا ہوتا جاتا تھا۔ اور یہ سب سنگ تراشیون سے پُر تہے۔ اس طرز کی عبادتگاہین نہایت قدیم ہین۔ اور ہر جگہ ٹوپون منبت تصاویر اور زینتین مندرون کے نمونہ مین پائی جاتی ہین۔

سانچی کا ٹوپ بہی اس قسم کی اور عمارتون کی طرح اینٹون سے بنا ہوا ہے۔ اسکا سب سے دلچسپ حصہ وہ سنگی کٹہرہ ہے جو اسکے گرد لگا ہوا ہے اور وہ چار پُر شان پہاٹک ہین جو اسکے چار سمت کو بنے ہوئے ہین اور جنکی تصویر ہماری کتاب مین درج ہے۔

یہ سنگی کٹہرہ ٹوپ کے چارون طرف واقع ہوا ہے اور ہشت پہل کٹہرے ستونون سے بنا ہوا ہے۔

جن کے اوپر سوراخ ہین اور ان سوراخون مین سے پتھر کے شہتیر کڑیون کی طرح سے لگائے گئے ہین اس کٹہرے مین کثرت سے تراشی ہوئی مورتین ہین۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صناع نے اپنی ساری کاریگری کو اُن عظیم الشان پھاٹکون پر صرف کیا ہے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اِن کی سب رُخ مورتون اور منبت کاریون سے بِھرے ہوئے ہین۔ ان پھاٹکون مین سب سے مقدم شمالی پھاٹک ہے جس کی بلندی تقریباً دس میٹر اور چوڑائی ۶ میٹر ہے۔ ہماری تصاویر مین یہ پھاٹک کی جگہ مختلف رخون سے دکھایا گیا ہے۔

جو منبت کاریان سانچی کے یادگاری پھاٹکون پر کندہ ہین ان مین بدھ کی زندگانی کے وہ واقعات دکھائے گئے ہین جب وہ شاہزادہ تھا۔ یا اوس کے ماقبل کے زندگی کی صورتین بتلائی گئی ہین۔ ان سنگ تراشیون مین شاکیا منی کبھی اوس معمولی شکل مین یعنی بیٹھی ہوئی حالت مین جو اخیر زمانہ مین عام ہو گئی تھی نہین دکھایا گیا ہے۔

اسی شمالی پھاٹک پر ترسول بھی بنا ہوا ہے جو بدھ کی علامت ہین۔ دوسرے پھاٹکون پر نہ اسقدر آرایش ہے اور نہ اتنی مورتین۔ تاہم یہ نہایت عجیب و غریب ہین۔ جیسا کہ ہماری تصاویر سے معلوم ہوگا۔ ان مین سے ایک پھاٹک پر جو حیوانات بنے ہوئے ہین وہ بہت ہی انوکھے ہین۔

جن آدمیون کی صورتین سانچی کے منبت کاریون مین بنی ہوئی ہین اُن کے بالون کی وضع، انکے گول اور چپٹے چہرے، اس امر کو ظاہر کرتے ہین کہ یہ ایشیائے متوسط کی کوئی قوم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم نے جو اب بالکل مفقود ہو گئی ہے اُس زمانے مین بہت ہی بڑا درجہ حاصل کیا تھا کیونکہ یہی صورتین ہمین بُرہت اور بدھ گیا کی یادگارون مین نظر آتی ہین۔

وہ عالیشان بدھ مندر جو زمین پر بنے ہوئے ہین

بدھ مندر جو زیر زمین نہین ہین تعداد مین نہایت کم رہ گئے ہین نہ اسوجہ سے کہ وہ کم تعداد مین تعمیر ہوئے

تھے بلکہ اسوجہ سے کہ جس مصالح یعنی اینٹ وغیرہ سے وہ بنے تھے اُن مین ہندوستان وغیرہ کی آب و ہوا کو سہنے کی زیادہ قوت نہ تھی صرف ایک مندر جو زمانہ بین کے تصرف سے محض اسوجہ سے بچ گیا ہے کہ اس کی باربار تجدید ہوتی رہی بدھ گیا کا مندر ہے جسکی تعمیر (۱۰۰) سال قبل مسیح مین اس خاص مقام پر ہوئی تھی جو روایات کی رو سے شاکیامنی کے نروان حاصل کرنے کا مقام تھا۔

اُن پچاس کروڑ مخلوق کے لئے جو اسوقت بھی بدھ مذہب کے پابند رہین تین مقام نہایت متبرک ہین۔ اول کپیلا وستو جہان بدھ پیدا ہوا۔ دوم بنارس جہان اس نے پہلے اپنے مذہب کی اشاعت کی اور تیسرے بدھ گیا جہان اسکو نروان حاصل ہوا۔ ان مین سے پہلا مقام ہمین درست طور پر معلوم نہین ہے لیکن دوسرے دونون مقامات دنیا کے متبرک ترین پرستش گاہون مین ہین۔

بدھ گیا کے مندر کی زمانۂ تعمیر کے متعلق آثار قدیمہ کے ماہرین مین بہت کچھ اختلاف ہے۔ البتہ اس کی پہلی تعمیر کا زمانہ توکسیقدر یقینی ہے۔ کیونکہ ہیوئن تسانگ نے جس مندر کا بیان کیا ہے وہ بالکل اسکے مطابق ہے۔ اختلاف صرف اس امر مین ہے کہ چودھوین صدی عیسوی کی ایک کتبے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مندر مین بہت کچھ کام ہوا تھا۔

پس امر تحقیق طلب یہ ہے کہ آیا یہ مندر از سر نو تعمیر ہوا یا صرف پرانی عمارت کی مرمت کیگئی جنرل کنگھم اور بابو رام چندر لال متر کی تحقیقات سے یہ امر قریب پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا ہے کہ چودھوین صدی مین جو کام ہوا وہ صرف مرمت تھی جو مقامی کاریگرون سے کرائی گئی تھی۔ اور اصلی عمارت مین کسی قسم کا کوئی تغیر نہین کیا گیا تھا۔

بدھ گیا کا مندر جس کی تصویر ہماری کتاب مین درج کی گئی ہے ایک اہرامی شکل کی عمارت ہے جس کے نیچے کا حصہ ایک مربع ہے۔ اوسکے نو منزل ہین اور یہ عمارت ایک چبوترے پر بنی ہوئی ہے جسکا ہر ایک ضلع پندرہ میٹر کا ہے۔ اور بلندی آٹھ میٹر کی۔ ساری عمارت کی بلندی تقریباً ۵۱ میٹر ہے۔



(۸۵) شہر ٹرچناپلی و قلعہ کا منظر

اسکے اندر تین چھوٹی چھوٹی تلے اوپر عبادت گاہین ہین جس مین سے سب نیچے کا حجرا ۱۶ میٹر چوڑا اور سات میٹر بلند ہے۔ اس حجرے مین اک سنگ سیاہ کا تخت ہے جسپر کسی زمانہ مین بدھ کی مورت خالص طلا کی بنی ہوئی رکھی تھی۔ اس مقام پر یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ بدھ گیا کی اہرامی شکل شمال ہند مین غیر معمولی ہے۔ کیونکہ اس شکل کے مندر زیادہ تر دکن مین پائے جاتے ہین۔ اور ان مین سے قدیم سے قدیم کا زمانہ اقلاً بارہ سو سال مابعد کا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ دکن کے اہرامی مندر بدھ گیا ہی کے نمونے پر تعمیر کئے گئے ہون۔ اس احاطے مین بدھ گیا کے آس پاس جو کھدائی ہوئی ہے۔ اسکے اندر سے بہت سے نوتین، ستون اور استوپا وغیرہ نکلے ہین جو بہت ہی قدیم معلوم ہوتے ہین۔ یہ اس باغ مین رکھے گئے ہین جو مندر کے گرد بنا ہے اور ہماری ایک تصویر مین بعض مورتین ان مین کی دکھلائی گئی ہین۔ اس مندر کی حال مین انگریزی گورنمنٹ نے مرمت کی ہے۔ لیکن اس مرمت کی زیادہ تعریف نہین کی جاسکتی کیونکہ نہ صرف انہون نے بعض سنگ تراشیون کی صورت کو بدل دیا ہے جیسا کہ پرانی تصویرون کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے بلکہ ساری عمارت پر انہون نے ایک میلے زرد رنگ کا پلاسٹر چڑھا دیا ہے جس نے اسکے حسن کو بالکل بگاڑ دیا ہے۔ اس بدنصیب کام مین ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ خرچ کیا گیا۔

شمال و غرب ہند کی یونانی ہندو عمارتین

وہ عالیشان مواقع جنہین ہندوستان کو بیرونی دنیا کے حملون سے بچانا چاہیئے تھا قدیم سے قدیم زمانے مین بھی بے فائدہ ثابت ہوئے۔ اور بے انتہا بیرونی قومین اس ملک پر چڑھ آئین۔ کل فاتحین ہمالہ کے اس پار سے اور عموماً افغانستان کی راہ سے اس ملک مین آئے۔ آریا۔ مغل۔ ایرانی۔ افغان جنہون نے اس ملک کی آبادی مین حصہ لیا۔ اور اسی طرح ایرانیون سے لیکر جو دارا کے وقت مین پانسو

سال قبل مسیح مین آئے اور یونانیون سے جنہون نے اسکندر مقدونی کے عہد مین ۳۲۳ سال قبل مسیح مین دہاوا کیا۔ عربون اور مغلون تک۔ جنہون نے تمام ملک کو فتح کرلیا، ہندوستان بہت سی مختلف اقوام سے اثر پذیر اور مختلف اقوام کا ماتحت رہا۔

ہند اپنے فاتحین سے بہت کم متاثر ہوا

ایسی حالت مین ضرور ہے کہ اس ملک کی عمارات مین ہمین ان بیرونی اثرون کا پرتو نظر آئے اور اس مین شک نہین کہ یہ اثر ہمین نظر بھی آتا ہے لیکن یہ اثر باستثنائے زمانۂ اسلامی کے بہت ہی تہوڑا ہے۔ اسلامی تسلط سے پہلے ہند نے ہمیشہ فاتح اقوام کو اپنے مین ضم کرلیا۔ بعوض ان سے متاثر ہونے کے انہین کو متاثر کردیا۔ اس خاص امر مین ہند اور مصر بہت مشابہ ہین۔ مصر کا ملک جس پر مختلف اقوام نے ابتدائے زمانۂ تاریخ سے اسوقت تک تسلط حاصل کیا۔ اور جن مین یونانی اور رومی شامل ہین، ان سے متاثر نہوا اور اپنے قدیم مذہب اور طرز تعمیر اور زبان پر قایم رہا صرف اسلامی تمدن ہی اسقدر قوی تہا کہ اس نے اس خطہ کی کایا پلٹ دی اور اسکے مذہب زبان اور صنعت و حرفت ہر چیز کو کلیتاً بدلدیا۔

ہند مین بھی اسلام نے اسی قسم کا اثر پیدا کیا یہان مصر کی طرح قدیم تمدن بالکل مفقود تو نہین ہوگیا لیکن وہ اسلامی تمدن کے ساتھ گھل مل گیا۔ اس طرح از بان او طرز تعمیر نیم مسلم، نیم ہند و رہ گیا۔ باستثنائے اسلام کے کل خارجی اثرون کا بہت کم نشان ہند مین باقی رہا۔ کہنا چاہیئے کہ یہ بیرونی اقوام بعوض ہند پر اثر ڈالنے کے خود ہند سے متاثر ہوگئے۔ جو صنعت اور حرفت اس ملک مین دو ہزار سال قبل آئی تہی یا اب آتی ہے بہت جلد ہندی صناعین کے ہاتھون مین جاکر بدلجاتی ہے۔

سب سے قدیم صنعتی اثر جو ہند مین باہر سے آیا۔ دریائے سندہ کے کنارون پر نظر آتا ہے۔ ایسے مقام پر ہند کے تعلقات سب سے پہلے ایران سے پیدا ہوئے اور پھر یونان سے۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ محفوظہ بیانات جن کی تصدیق ہیکانی کتبون سے ہوتی ہے اس امر کو ثابت کرتے ہین کہ چارسو سال قبل مسیح

مین دریاے سندھ کے کنارون کے خطے پادشاہ ایران کو خراج دیتے تھے۔

بعض ایسی عمارتون کے کھنڈرون مین جنکا زمانہ پہلی صدی عیسوی سے بہت ماقبل نہین ہے ایرانی طرز تعمیر کے اثر صاف معلوم ہوتا ہے۔ یہ اثر زیادہ تر ستونون مین پایا جاتا ہے جن کے اوپر کے حصے گھنٹے کی صورت کے ہین اور ان پر بیٹھے ہوے جانور پیٹھ سے پیٹھ ملا کر بنے ہوئے ہین۔ ان ستونون کی اصل تمثیل پرسی پولس مین اخمینیون کے شاہی قصرون مین نظر آتی ہے۔ اس قسم کے ستون ہند کی اکثر قدیم عمارتون مین پاے جاتے ہین علی الخصوص ناسک اور سانچی مین۔ لیکن پشاور کے اطراف مین تو یہ ہر جگہ ہین۔ ان ستونون مین سب سے پرانے وہ ہین جو بیہت مین ہین اور جن کا زمانہ ۲۵۰ سال قبل مسیح کا ہے

یہ ایرانی اثر مابعد مین یونانی اثر سے مبدل ہوگیا۔ لیکن یونانی اثر صرف کابل اور کشمیر کی گھاٹیون مین نظر آتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر ستونون اور ستون مین نمایان ہے۔ کشمیر کے ستون ڈورک ہین۔ تکسیلہ کے ستون آئی اونک اور دریاے کابل کی وادی کے ستون کارنتھین ہین۔ لیکن ان ستونون پر ہند کی مذہبی مہر موجود ہے یعنی ان پر شاکیامنی کی مورتین اکینتھس کے پتون کے اندر بنی ہوئی ہین۔

یونانی اثر صرف شمال و غرب کے خطہ تک محدود رہا اور اسکو دوسرے مقامات کی سنگتراشیون یا منبت کاریون مین تلاش کرنا بالکل لاحاصل ہوا۔ سندھ کے خطہ سے اتر کر ہندو اثر اس پر اسدرجہ غالب آگیا کہ یہ مطلق محسوس نہین ہوتا۔ ہند کے صدہا مندرون کو نہایت خوبی سے مطالعہ کرنے کے بعد ہم نے یہی نتیجہ نکالا ہے کہ بجز اس محدود خطہ کے جس کا ذکر اوپر ہوا ہندؤن نے کہین بھی خواہ تعمیر مین یا سنگتراشی مین یونانیون سے کچھ اخذ نہین کیا۔

جس ابتدائی اثر کا ذکر کیا گیا اور جو بہت جلد دور ہوگیا تھا وہ پھر زور و شور سے اسلامی چڑھائیون کے ساتھ ساتھ ہند مین واپس آیا۔ اسلامی فاتحین جس صنعت کو اپنے ہمراہ لاے۔ وہ ایرانی صنعت تھی۔ لیکن وہ ایرانی صنعت جسکو عربون کے تمدن نے اس تسلط کے ذریعہ سے جو انھون نے ساتوین صدی عیسوی

مین خاندان ساسانیہ کو نکالکر اس ملک پر حاصل کیا تھا بے انتہا بدل دیا تھا۔ اس نئی صنعت مین جو فی الواقع نیم ایرانی اور نیم عربی تھی بہت کچھ حصہ قدیم ایرانی صنعت کا باقی تھا مثلاً مینا کار اینٹون کا استعمال جو بہت ہی پرانی ایرانی صنعت ہے۔

فصل سوم ۔ نئے برہمنی زمانہ کی عمارات

(پانچوین صدی عیسوی سے اٹھارہوین صدی عیسوی تک)

اس زمانہ کی عمارتون مین جو تقریباً چھٹی صدی عیسوی سے جسوقت بدھ مذہب انحطاط کی حالت مین تھا شروع ہوتی ہین ہمین دو قسم کی عمارات نظر آتی ہین۔ اول وہ جو شمال اور وسط ہند مین واقع ہوے ہین ان مین اگرچہ ایک عام مشابہت تو ہے لیکن پھر بھی زمانہ اور مقام کے اختلاف سے فرق بھی بہت کچھ ہے دوسری وہ عمارات جو دکن مین واقع ہوئی ہین۔ ان مین اس قسم کی باہمی مشابہت ہے کہ اُسکو محسوس کرنے کے لئے ماہر نظر درکار ہے۔ قسم اول کی عمارتون کے متعلق تو ہمین کسیقدر طول بیان کرنا پڑے گا لیکن قسم ثانی کو ہم چند فقرون مین تمام کر سکتے ہین۔

اوڑیسہ کی عمارات

ساحل اوڑیسہ کی عمارات ہندوستان کی نہایت قدیم اور عجیب یادگارون مین ہین۔ ان کی تعمیر کا زمانہ پانچوین صدی عیسوی سے تیرہوین صدی تک ہے۔ زیر زمین مندر جو اس نواح مین پاے جاتے ہین زیادہ تر قدیم ہین کیونکہ ان مین سے بعض تیسری صدی قبل مسیح کے ہین لیکن طرز تعمیر کے لحاظ سے ان کو ان مندرون سے جنکا ہم ذکر کرین گے کوئی تعلق نہین ہے۔

اڑیسہ کے مندرون کا طرز تعمیر و ترتیب قریب ایک ہی قسم کا ہے۔ اگرچہ یہ سات سو سے لیکر آٹھ سو سال تک مین تعمیر ہوئے ہین۔ یہ دکن کے مندرون سے بالکل مختلف ہین۔ ان مین نہ تو تلے اوپر طبقات ہین۔ اور نہ وہ بڑے بڑے دالان ہین جو ستون پر کھڑے کئے گئے۔ ستون ان مین بھی پائے جاتے ہین۔ کیونکہ بعض مقامات پر پرانے مندرون کے کھنڈرون مین جو کھد کر نکالے گئے ہین یہ نظر آتے لیکن انکا استعمال بہت ہی شاذ طور پر ہوا ہے۔

اہرامی شکل کے منادر

اڑیسہ کے مندرون کے بیرونی شکل اہرامی ہے مگر انکے اضلاع بعوض سیدہے ہونے کے جیسا کہ دکن کے مندرون مین پایا جاتا ہے خمدار ہین۔ اِن کے اندر عموماً ایک مکعب عبادتگاہ ہوتی ہے جس مین دیوتاؤن کی مورتین رکھی ہوئی ہین۔ اور اس مکعب کے اوپر وہ اہرامی برج خمدار اضلاع والے بنے ہوتے ہین جنکا ذکر اب ہم کرین گے۔ اوپر کو یہ اہرام کٹے ہوئے ہین۔ اور انپر خربوزہ کی شکل کے گنبد بنے ہوئے ہین جن کی تراش ویسی ہی ہے جیسے خربوزے کی پھانکین۔ اور اِن مین سنگتراشی کی آرائشین بنی ہوئی ہین عمارت کے رد کار پر ایک سائبان ہے اور اس پر بھی اہرامی شکل کا برج بنا ہوا ہے اس سائبان کے بعد یا اس سے بالکل ملے ہوئے ایک یا دو دالان بنے ہوئے ہین جنمین سے ایک ناچ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور دوسرا خور و نوش کے لئے۔ اس کل عمارت کے گرد احاطہ کی دیوار ہوتی ہے اور اس دیوار مین جا بجا کم و بیش آرائشی دروازے ہین اور اِن کی چھتین بھی خمدار اضلاع والے اہرامون کی شکل ہین۔ ان مندرون کا رخ ہمیشہ مشرق کی طرف ہوتا ہے اس طرح پر کہ انکے اندر جو مورتین دیوتاؤن کی رکھی جاتی ہین وہ روبہ مشرق ہوتی ہین

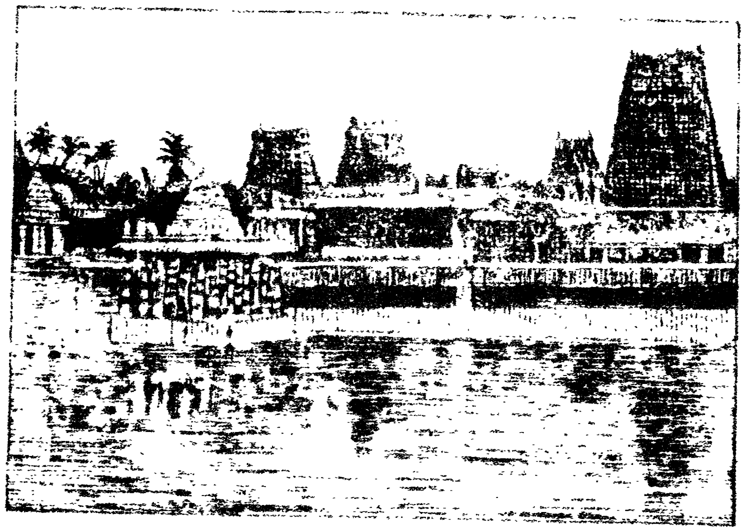
اِن مندرون کے مختلف اجزا کا تناسب بہت ہی باقاعدہ ہے۔ اور ہر ایک حصہ کی پیمایش ایسے قواعد کی پابند ہے جن کے خلاف نہین ہو سکتا۔ جو کچھ اِن مین فرق ہے وہ صرف اندرونی آرائشون اور سنگتراشیون کا ہے جن مین صناع کے خیال کو پوری آزادی دیگئی ہے۔ اڑیسہ کے کل مندر ایک ہی

طرز پر تعمیر ہوئے ہین اور ان کی ظاہری صورت آپس مین نہایت مشابہ ہے ہندو کل دنیا سے قدامت پسندون مین سب سے زیادہ قدیم پسند ہے اور جب اوس نے کسی طرز کو اختیار کر لیا تو پھر صدیان گذر جاتی ہین اور اُس مین فرق نہین آتا پس اگر ہم کسی تدریجی ترقی کو دیکھنا چاہین تو وہ مندرون کی بیرونی صورت مین نہین نظر آتا بلکہ صرف انکی اندرونی آرایشون مین۔

ان مندرون کی دیوارین نہایت موٹی ہین۔ اُس سے کہین زیادہ جو ان عمارتون کی استحکام کے لیے ضروری ہے۔ تعمیر کے قدیم کتابون کی رو سے ایسی عمارتون کی دیوارین عمارت کی مجموعی رقبے کا چہارم حصہ ہونا چاہیے اور کہیں جگہہ صرف تہائی حصہ۔ اس مناسبت کی وجہ نہ صرف ان عمارتون کی ظاہری شکل مین ایک عظمت وشان پیدا ہوتی ہے بلکہ ان کا استحکام اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ گویا یہ کبھی منہدم ہو ہی نہین سکتین۔ ایک ایسے ملک مین جہان وقتاً فوقتاً زلزلے آیا کرتے ہین اور جہان کی آب وہوا بھی اعتدال سے خالی ہے اسقدر زیادہ مال مصالحے کا لگانا ایسا غیر ضروری نہین ہے جیسا بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے۔

ان مندرون کے تعمیر کرنے والون نے ان کی جسامت کو بڑا دکھانے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہے۔ عمودی خطوط تو نہایت وضاحت کے ساتھ دکھائے گئے ہین لیکن افقی خطوط بالکل نہین دکھائے گئے جسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ ظاہر مین عمارت بہت بلند معلوم ہوتی ہے۔

اڑیسہ کے مندر بعوض اس کے کہ اینٹون سے بنے یا ان مین اینٹین استعمال کی جاتین جیسا کہ جنوب ہند کی مندرون مین ہے بالکل پتھر سے بنے ہوئے ہین۔ یہ پتھر زیادہ تر بھورے رنگ کا ہے ان کی تراش اسقدر باریک ہے اور جوڑ ایسے کامل کہ مطلق کسی قسم کے گارے کی ضرورت نہین پائی جاتی۔ وہ مقامات جو بہت زیادہ چوڑے ہین وہ اکثر لوہے کے تیرون سے مضبوط کیے گئے ہین۔ دروازون کے اوپر کی کڑیان بعوض پتھر کے ہونے کے اکثر لوہے کی ہین۔ کنارک کے مندر مین



(۲۰) کنجیورم کا مندر

ایک کڑی سات میٹر کی لمبی اور بیس سے پچیس سنٹی میٹر گہری پائی گئی ہے۔ البتہ اصول جبر ثقیل کے مطابق اس کڑی کا درمیانی حصہ بمقابل کنارون کے زیادہ پتلا ہوگیا ہے پس گویا ان مندرون مین دو ہی چیزین استعمال کی گئی ہین یعنی پتھر اور لوہا۔ لکڑی کا استعمال صرف دروازون مین کیا گیا ہے۔ سومنات کا سب سے پرانا دروازہ منقش صندل کی لکڑی کا بنا ہوا ہے۔

گنبد دار چھتین جو ایک نقطہ پر آکر ملتی ہین نہ تو اڑیسہ کے مندرون مین ہین اور نہ ہند کے اور مندرون مین جتنی چھتین ہین وہ سب ایسے پتھرون سے بنی ہوئی ہین جو مسطح بنائے گئے ہین۔ اگرچہ اس طرز مین صرف بہت زیادہ ہے لیکن اس مین مضبوطی بہی بڑہ جاتی ہے۔ اڑیسہ کے مندرون مین دیوار سے علیحدہ ستون نہایت ہی کم دکھائی دیتے ہین۔ یہ صرف سومنات کے بڑے مندرون کے ایک دالان مین نظر آتے ہین۔

راجپوتانہ کی عمارات

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا راجپوتانہ کا نام اس خطہ کو دیا جاتا ہے جس کو وہان کے باشندے راجستھان (یعنی راجاؤن کا ملک) کہتے ہین جب سے راجپوتون نے اس	راجپوتانہ خارجی اثرات سے بہت ہی کم متاثر ہوا ہے

ملک کو فتح کیا انہون نے اپنی رسوم و عادات اور نظامات کو قایم رکھنے مین کامیابی حاصل کی۔ اور مسلمانون کی قوت سے بہی مغلوب نہ ہوسکے۔ راجپوت یعنی راجاؤن کے بیٹے ایک ایسی قوم ہے جنہون نے زمانہ دراز سے اپنے کو خالص رکھا ہے۔ اور ہند مین ان سے پرانی اور خالص کوئی دوسری قوم نہین ہے۔ انکا دعوی ہے کہ یہ قدیم آریون کی اولاد ہین۔ اور انہین مین قدیم ہند و دنیا کے امرا نظر آتے ہین۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ اودے پور کا راجہ ہی وہ شخص ہے جو ایک ہزار سال سے تخت و تاج کا مالک ہے۔

جس وقت مسلمان ہند مین آئے تو انہون نے راجپوتون کو شمال ہند اور گنگا کی گھاٹی مین بنگال

تک کل بڑے شہرون کا مالک پایا۔ اِن کی حکومت لاہور، دہلی، قنوج، راجوہیا وغیرہ ہر جگہہ موجود تھی۔ اور انکا ملک شمال سے عرب کی جانب دریاے سندہ اور ستلج سے لیکر جمنا تک واقع ہوا تھا اور مشرق اور جنوب کی طرف بندھیاچل کے پہاڑون تک۔ کہنا چاہیے کہ یہ اوسوقت کل شمال و غرب ہند کے مالک تھے جب مسلمانون نے انھین اس زرخیز خطہ سے ہٹایا اور یہ راجپوتانہ کے پہاڑی ملک مین جو زیادہ دشوار گذار تھا آبسے۔

ہماری کتاب کے پڑہنے والے اُن عمارتون مین جنکا ہم بیان کرینگے بہت کچہہ مشابہت پاوینگے اقلاً ایسی عمارتون مین جو اسلامی عہد کے ماقبل کی ہین۔ یہ سب عمارتین ایک ہی قوم کی بنائی ہوئی اور ایک ہی خطے مین واقع ہوئی ہین۔ لیکن ان مین سے بعض ایسی ہین جنکا طرز نرالا ہے۔ اِن کی نسبت اس امر کا قرار دینا کہ یہ کس نمونہ پر تعمیر ہوئین یا انکا تعلق مابعد کی عمارتون سے کیا ہے بالکل محال ہے کیونکہ یہ خود اپنی نظیر ہین۔

ان عمارتون کی نسبت جو لفظ جینی طرز کا کہا جاتا ہے یہ جیسا کہ ہم اوپر کہہ چکے ہین بالکل ناموزون ہے اس لفظ کے معنی یہ ہوتے ہین کہ یہ عمارتین ایک خاص مذہب سے متعلق ہین حالانکہ اِس مقام پر ہمین بحث مذہب سے نہین ہے بلکہ خاص زمانہ کے طرز تعمیر سے۔ مثلاً ہمین معلوم ہوجائیگا کہ ایک ہی زمانہ کی عمارات جو ایک ہی خطے مین واقع ہوئی ہین اون کا طرز تعمیر یکسان ہے خواہ وہ جین مذہب کی عمارتین ہون یا برہمنی مذہب کی۔ اس قول کا ثبوت ہمین کھجوراہہ کی یادگارون مین ملتا ہے۔

راجپوتانہ کی عمارتون مین جن مین سے بہت سی ہماری تصاویر مین دکہائی گئی ہین ہم صرف کھجوراہہ کے عمارتون کا جو بندیلکھنڈ مین واقع ہوئی ہین اور آبو کی عمارتون کا جو اسی نام کے پہاڑ پر بنی ہین ذکر کرینگے

کھجوراہہ کے مناور | کھجوراہہ راجپوتون کے چندیل خاندان کا قدیم دار الحکومۃ تھا۔ اور اسوقت ایک کھنڈر ہے جو چھترپور سے چونتیس کیلومیٹر پر بشرق کی طرف واقع ہوا ہے۔ اِس کی یادگارون کے لحاظ سے ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانے میں یہ بہت ہی بڑا شہر تھا۔ اگرچہ اسوقت بالکل ویرانہ ہے۔ اور نہایت کم لوگ ایسے ہیں جو اس کو دیکھنے آتے ہیں۔ اس میں تقریباً چالیس مندر ہیں جن میں سے بعض ایسے وسیع ہیں جیسے کہ ہمارے یوروپ کے گاتھک کیتھیڈرل اور کوسون تک زمین کھنڈروں سے بھری ہوئی ہے۔ بجز بھوونیشور کے ہندوستان کے کسی مقام پر اس کثرت سے پرانی عمارات نہیں پائی جاتیں۔

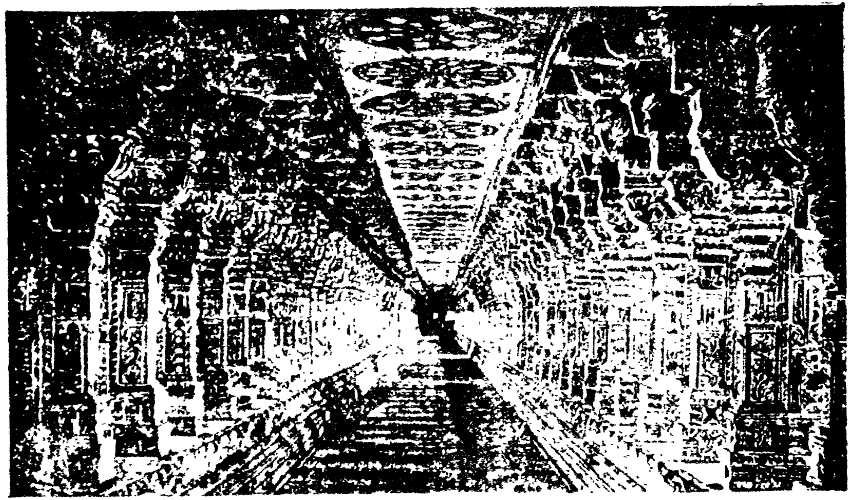
کھجراہہ کے جو مندر باقی رہ گئے ہیں ان میں سے زیادہ تر بارھوین صدی عیسوی کے ہیں۔ صرف ایک مندر کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ ساتوین صدی کا ہے۔ لیکن یہ تاریخ نہایت مشکوک ہے۔ گرچہ ان مندر ایک ہی زمانے میں تعمیر ہوئے ہیں لیکن یہ مختلف تین مذہبوں کی معبد ہیں یعنی وشنوی، شیوی، اور جینی مذہب کے۔ ان کی ظاہری مشابہت اس درجہ ہے کہ کسی خاص مندر کے متعلق یہ [illegible] کہنا مشکل ہے کہ وہ کس فرقے کا مندر ہے۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس زمانے میں یہ تینوں مذہب برابر قوت رکھتے تھے۔ جو تعمیری تماشے ہندوؤں نے کھجراہہ کے مندروں سے بہتر بنائے ہیں کہیں نہ بنائیں۔ ان کی [illegible] جن کی [illegible] ان مندروں میں پائی جاتی ہیں بہت سی ایسی ہیں جنکو ہمارے زمانہ حال کے مشہور مجسمہ ساز بھی صنعت بتاتے ہیں نہیں شرمائیں گے۔ صرف بعض گاتھک کیتھیڈرل یوروپ میں ایسے ہیں جن کی تعمیر صنعت ان مندروں کے برابر [illegible] سے بڑھ گئی ہو۔

چونکہ ان مندروں میں باہمی مشابہت ہے اسلئے میں صرف ایک مندر کا بیان لکھوں گا جو کندریا مہادیو کا مندر ہے اور دسوین صدی عیسوی میں تعمیر ہوا۔ اسکا طول ۱۱۶ فٹ عرض [illegible] ہے یہ ایک چبوترے پر بنا ہوا ہے۔ اس کی ظاہری صورت [illegible] مندروں کی [illegible]

ایک غلام گردش بھی ہے جو اُڑیسہ کے مندرون مین نہین پائی جاتی۔ عبادت گاہ اور حجرہ مین روشنی پہونچانے کی غرض سے کئی سائبان دار دروازے بنے ہوئے ہین جو ستون پر قایم ہین۔ اِس طرح پر مندر کی شکل ایک دوہری صلیب کی سی ہو جاتی ہے۔ اسکی چھت بھی مسطح پتھرون سے بنی ہوئی ہین۔ اگرچہ اس قسم کی چھت کو جگہہ زیادہ نہین مل سکتی ہے لیکن جیسا اوپر کہا گیا اِس سے استحکام بہت بڑھ جاتا ہے ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندو صناعون نے اِس جگہہ کی تنگی کا علاج اس طرح کیا ہے کہ چھت سے ملاکر دوسری مسطح چھتین بنائی ہین۔ اور اُن کو ستونون پر قایم کیا ہے کھنڈریا کے مندر کے باہر اور اندر کثرت سے سنگین مورتین ہین جو ایک میٹر اونچی ہین اور جنکی تعداد سات سو کے قریب ہے۔

آبو کے مناور | آبو کے مندر بھی جن کا ہم ذکر اب کرین گے ہند کی اور متبرک عمارتون کی طرح ایسے مقام پر تعمیر کئے گئے ہین جو دشوار گزار ہین۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن پرستش گاہون کے بنانے والون نے یہ امر ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے کہ یہ ایسے مقامات پر تعمیر ہون جہان انسان مشکل سے پہنچ سکے۔ آبو کے مندر ایک اُجاڑ پہاڑ کی چوٹی پر جو تقریباً اٹھارہ سو میٹر بلند ہے بنے ہوئے ہین۔ اِن کی تعمیر مین اول سے آخر تک سفید سنگ مرمر استعمال کیا گیا ہے جو اس نواح مین نہین پایا جاتا۔ پس گویا یہ کل پتھر نیچے سے اوپر چڑھایا گیا ہے اور اسکے جر ثقیل مین بے انتہا محنت صرف کی گئی ہوگی۔ ان پتھرون کو ہر ایک مقام کے لحاظ سے تراشنے منقش کرنے مین بھی ایک غیر معمولی مشقت عمل مین آئی ہوگی۔ اور اِس غیر معمولی مشقت کا جو صنعتی نتیجہ نکلا ہے وہ بھی اُسی اندازہ پر ہے۔ یورپ کے گاتھک زمانہ کی عمارات مین کوئی عمارت ایسی نہین ہے جس مین اس اعلیٰ درجہ کی سنگ تراشی اور نقش کاری ہوئی ہو۔

آبو کے دو مندر جین مذہب سے متعلق ہین۔ ان مین سے وِمل ساہ کا مندر تقریباً سنہ ۱۰۳۰ء مین شروع ہوا اور دریپال نیپال کا مندر سنہ ۱۱۹۷ء سے سنہ ۱۲۴۷ء تک تعمیر ہوا۔ ان دونون مندرون کا نقشہ ایک ہی قسم کا ہے یعنی نیچے ایک مستطیل دالان ہے جسکا طول ۴۳ میٹر ہے۔ اِس کے چارون طرف چھوٹے چھوٹے



(۸۷) رامیشرم کے پگوڈا کا اندرونی حصہ

حجرے بنے ہوئے ہین اور ان مین ایک ایک دروازہ ہے جس سے روشنی آتی ہے۔ ہر ایک حجرے مین ایک ایک مورت اوس خاص ولی کی ہے جس کے نام سے مندر بنایا گیا ہے۔ یہ مورتین بالکل ایک دوسرے کے مماثل ہین۔ اس مستطیل دالان کے گرد تقریبًا ساٹھ حجرے ہین۔ حجرون کے سامنے دہری قطار ستونون کی بطور برآمدہ کے ہے۔ اور ہر ایک دروازہ کے اوپر بت کا بیان ہے جن مین ولی کی زندگی کے مختلف واقعات دکہاے گئے ہین۔ دالان کے سامنے ایک عظیم الشان سائبان ہے جس پر ایک گنبد بنا ہوا ہے جو ... ستونون پر قائم ہے۔ یہ ... ستون جن کا ہر ایک حصہ منقش ہے مجموعی اثر کے لحاظ سے یونان کے سنگی ستونون سے بہ مدارج بہتر ہین۔ ان ستونون پر جو گنبد ہے وہ بھی مثل اوس زمانے کے گنبدون کے سطح پتھرون سے بنا ہوا ہے ... جس کے گرد سولہ سنگی مورتین جمائی گئی ہین۔ فرگیسن آبو کے گنبدون کا مقابلہ وسط ... سے کرنے کے بعد ان دونون یورپی گنبدون کو ... اور ... سے پورا اتفاق ہے برخلاف ... مین ... اور ... یہ نہین معلوم ہوتا ... [illegible]

[illegible] ... مین اور ... عل ... گوالیار ... موجود ہین ... ان کا بیان نہین کرسکتا مین ... [illegible]

گوالیار ... اور ... ہندوستان کے مشہور قدیم یادگارون مین ... متعلق ... گوالیار کا قصر نہایت ہی انہدام کی حالت مین ہے اور ... کا ... گویا ... دیکھنے سے ایک ... تعجب ... معلوم ہوتا ہے جو ... ہو

گوالیار کا قصر ... قلعہ ... کا طول ... اور بلندی

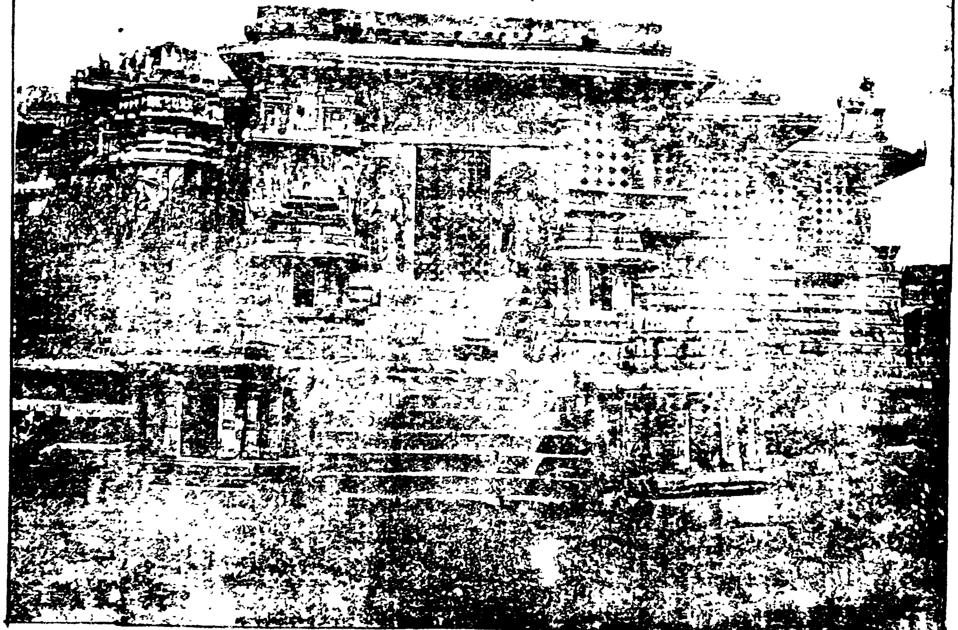
۳۰ میٹر ہے۔ اسکا بڑا رخ جس پر مینا کار اینٹین لگی ہوئی تہین مشرق رخ واقع ہوا ہے۔ اسکے دو درجے ہین اور عمارت کی شکل ایک بہت بڑے مستطیل کی ہے جس پر جابجا مساوی فاصلے پر چہہ مدور برج ہین اور ان پر گنبد بنے ہوئے ہین۔ مینا کار اینٹین جو تھوڑی بہت باقی رہ گئی ہین بہت ہی پر شان اثر پیدا کرتی ہین۔ ان مین جو تصویرین بنی ہوئی ہین وہ ہندی ہین لیکن ان مین صاف ایرانی اثر ظاہر ہے۔

قصر کے اندرونی حصے مین دو درجے چھوٹے چھوٹے حجرون کے ہین جو چھوٹے چھوٹے صحنون کے گرد بنے ہوئے ہین۔ ان مین بڑے سے بڑا حجرا دس میٹر اور چہہ میٹر ہے۔ ان کی تعمیر بہت ہی عمدہ ہے جیسا کہ ہماری عکسی تصویر سے معلوم ہوگا۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ فتحپور سیکری کے بعضے حجرے جو طرز تعمیر مین مشابہ ہین اسقدر عمدہ نہین۔

راجپوتانہ کا ایک ہی قصر ہے جسکا مقابلہ گوالیار کے قصر سے ہو سکتا ہے۔ یہ اودے پور کا قصر ہے اس کی تعمیر زیادہ جدید ہے اور اسلامی اثر اس مین موجود ہے اگرچہ طرز تعمیر کے لحاظ سے یہ گوالیار کے قصر سے گھٹا ہوا ہے لیکن اُس نے وہ عجیب وغریب مقام پایا ہے جس نے اسے تمام دُنیا کے قصرون پر تفوق دیدیا ہے۔

ہماری اودے پور کی تصویرین مین کچھہ مقبرے بھی دکہائے گئے ہین جن مین میواڑ کے راجاؤن کی راکھہ مدفون ہے۔

اودے پور سے اُنیس کیلومیٹر پر وہ ویران شہر ہے جو کہ جنگلون مین چھپا ہوا ہے اور جس کا نام نگدہ تھا اس شہر کی بنا ساتوین صدی عیسوی مین پڑی تھی اور [illegible] دست ہی بعض مندر اس قسم کے ہین جن کا شمار ہندوستان کے عظیم الشان عمارتون مین [illegible] ہے۔ یہ ویرانہ جہان تک پہونچنا نہایت دشوار ہے سیاحون سے بالکل بے [illegible] ہے مین۔ اور ان کی شاندار عمارتون کی کوئی عکسی تصویر کسی تصنیف مین نہین پائی جاتی۔



ہلے بیڈ (میسور) کا مندر

گجرات کی عمارات

احمد آباد

گجرات علی الخصوص احمد آباد کی عمارات سے جنکا ذکر ہم کر چکے اس طرح مختلف ہین کہ ان مین اسلامی اور جینی طرز ملا جلا ہوا ہے۔

احمد آباد کی بنا گیارہوین صدی عیسوی مین ہوئی تھی اور یہ شہر ڈیڑہ سو سال تک گجرات کے صوبے کا جسکا رقبہ گریٹ برٹن کے برابر ہے دار الحکومت رہا۔

اگرچہ گجرات کی مخلوق بہت سی اقوام سے ممزوج ہے۔ اس مین ہمیشہ سے ایک عجیب قسم کی آزاد حکومت رہی ہے۔ احمد آباد کا شہر ہمیشہ سے صنعت و حرفت اور علم و ادب کے لئے مشہور رہا ہے خود وہ مقام بھی جہان یہ شہر واقع ہوا ہے قدیم زمانے سے شہرت رکھتا ہے۔ اور یہان صدیون پہلے عربستان اور مصر سے تجارت ہوا کرتی تھی۔ گجرات کی عمدہ عمارتین جین فرقے کی بنائی ہوئی ہین کیونکہ یہ ملک اُن کا بڑا مرکز ہے۔ مسلمانون نے انہین عمارات کو اسلامی عبادت کے لئے بدل لیا۔

پہلی صدی ہجری کی ابتدا سے عربون نے گجرات پر دہاوے کئے لیکن وہ یہان ٹھیرے نہین۔ اگرچہ اسکے بعد محمود غزنوی نے بھی اسپر حملہ کیا تاہم فیروز تغلق کے وقت تک گجرات آزاد رہا۔ ۱۳۹۱ء عیسوی مین ایک ہندو راجپوت جس نے اسلام قبول کیا۔ اور مظفر کے نام سے مشہور ہوا۔ اس صوبہ کا والی بنگیا ۱۴۱۲ء مین مظفر کے پوتے سلطان احمد نے احمد آباد کو اپنا نام دیا اور دار الحکومۃ بنایا۔ پرانی جینی عمارتین مسجدین بنا دی گئین۔ اور جو نئی عمارتین تعمیر ہوئین وہ بھی اسی طرز پر بنین۔ اگر احمد آباد کی عمارتون مین سے محرابین، مینارہ اور عربی کندے نکال لئے جائین تو یہ بالکل ہندو طرز کی بنجائین۔

۱۵۷۲ء مین اکبر نے احمد آباد کو فتح کر لیا اور اسوقت سے یہ سلطنت مغلیہ کا ایک جز بن گیا۔ اسکے والی ڈیڑہ سو برس تک دہلی سے مقرر ہوا کئے۔ اور ان مین شاہجہان اور اورنگ زیب بھی شاہزادگی کے

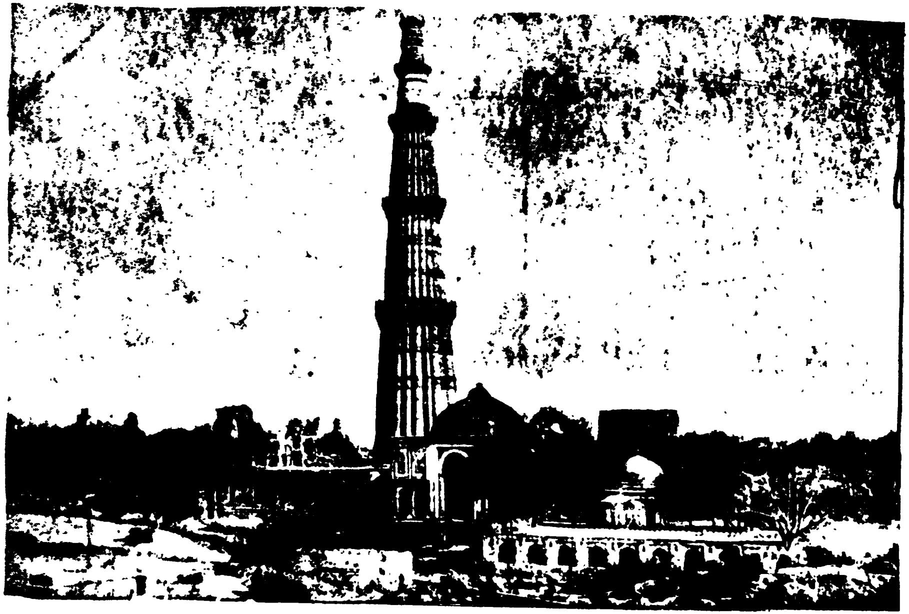
زمانے مین گجرات کے والی مقرر ہوئے۔ مغلیہ زمانے مین احمد آباد اعلیٰ ترقی کے درجے پر پہونچ گیا۔ یہ ہندوستان کے نہایت پرشان شہرون مین سمجھا جاتا تھا بلکہ کہا جاتا تھا کہ اسکا مثال دنیا مین نہین۔ اس شہر کی مردم شماری ۹ لاکھ تھی۔ یہان کے تاجر اور سیاح عرب اور افریقہ اور تمام ہند سے تعلقات رکھتے تھے یہان کی صنعتین زربفت۔ مخمل۔ ریشمین کپڑا۔ ساٹن۔ کاغذ وغیرہ ہر جگہ مشہور تھے یہان کے صناع لکڑی سونا۔ ہاتھی دانت وغیرہ کے کام مین کمال رکھتے تھے اور انکا مثال نہین پایا جاتا تھا۔ اسوقت بھی وہ صندل کے صندوقچے جن پر نہایت کام بنا ہوا ہے اور جو بمبئی کے نام سے مشہور ہین گجرات ہی مین بنتے ہین۔

احمد آباد کی اسلامی عمارات جینی طرز سے مخلوط ہین۔

احمد آباد کی عمارات مین ایک بہت عمدہ مثال اسلامی طرز تعمیر ہند کے مختلف حصون مین موجود مین پائی جاتی ہے۔ لیکن ان مین ہندو طرز غالب ہونے کی وجہ سے ایک ایسی خصوصیت آگئی ہے جو دوسری جگہ مطلق نظر نہین آتی ان عمارات مین محرابون مینارون اور عربی کتبون کے اضافہ کرنے سے ایک اسلامی شان تو آگئی ہے لیکن آرایش اور وضع تعمیر کے لحاظ سے یہ بالکل ان جینی یادگارون سے مشابہ ہین جن کی ہم نے اسقدر عمدہ مثالین آبو مین دیکھی۔

احمد آباد کی مسجدون کا نقشہ بالکل وہی ہے جو اسلامی مساجد کا ہوا کرتا ہے یعنی ایک بہت ہی بڑا مستطیل صحن ہے جس کے ارد گرد ہوئی غلام گردش ہے۔ اس مستطیل کے ایک جانب کو عبادت کی جگہ بنی ہوئی ہے اور اس پر متعدد گنبد ہین جن مین سے ہر ایک جینی عمارتون کی طرح بہت ستونون پر قایم ہین۔

بیچ کا گنبد زیادہ تر بلند ہے۔ یہ بلندی اس طرح حاصل کی گئی ہے کہ جن ستونون پر یہ قایم ہے وہ دوسرے گنبدون کے ستونون سے دوچند بلند ہین۔ اس بڑے گنبد کے تین جانب چھت پر گنبد قایم کئے گئے ہین اور ان پر وہ دونو دائین اور بائین کے گنبد قایم ہین۔ یہ طرز جینی عمارتون مین سوا



(۸۹) پرانی دہلی کا منظر و قطب مینار

احمد آباد کے کہین نہین پایا جاتا اور اس کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ عمارات کے اندر روشنی کثرت سے آتی ہے جب کبھی مسجد کے اندرونی رقبے کو بڑہانے کی ضرورت پڑی ہے گنبدون کی تعداد بڑہا دی گئی ہے مثلاً احمد آباد کی بڑی مسجد مین بعوض تین گنبدون کے پانچ گنبد ہین جن مین سے ہر ایک بارہ ستون پر قایم ہین - انہین پانچ گنبدون کو عمق مین تین مرتبہ بڑہا دیا گیا ہے اور اس طرح پندرہ گنبد بن گئے ہین جن کی وجہ سے عمارت کی وسعت بے انتہا بڑہ گئی ہے -

ان مسجدون مین جس قدر طاقچے ہین انکے اندر اقلیدسی شکل کی سنگ تراشیان کر دی گئی ہین - اون اصلی جینی مندرون مین جن کو بدل کر یہ مسجدین تعمیر کی گئی ہین یہ سب طاقچے شکلی مورتون سے بھرے ہوئے تھے چونکہ ان کو ایک اسلامی عبادت گاہ مین قایم رکھنا ممکن نہ تھا اور طاقچون کا خالی رہنا آنکھون مین برا معلوم ہوتا اسلئے ان مین مورتون کی جگہہ اقلیدسی شکلین بنا دی گئی ہین -

وسط ہند کی عمارات

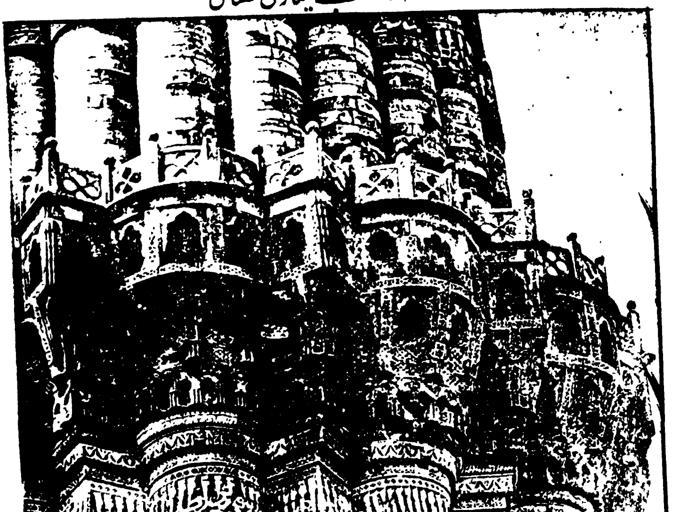
جن عمارات کا ذکر اب ہم کرین گے یہ تعداد مین زیادہ نہین لیکن ہند کے دلچسپ ترین یادگارون مین ہین - اکثر ان مین سے مثلاً امبر ناتھ کا مندر ان عمارتون سے زیادہ مختلف نہین ہے جنکا بیان ہم کر چکے لیکن اسکے ساتھ ہی اس فہرست مین کہجوراہو کے مندر بھی ہین جنکا طرز تعمیر بالکل ہی علیحدہ ہے وسط ہند ہی مین وہ [illegible] مین مندر واقع ہوے ہین - جو کارلی اور اجنٹہ وغیرہ کے مندرون کی طرح صرف بدہ مذہب سے متعلق نہین بلکہ ان مین جین مذہب اور برہمنی مذہب کے مندر بھی ملے ہوے ہین - اور بعض مثل الیفنٹا کے مندرون کے بالکل برہمنی ہین - ییلورہ کے مندر ہمارے اس خیال کی تائید کرتے ہین جو ہم نے بدہ مذہب کے ہندوستان سے مفقود ہوجانے کی بابت ظاہر کیا ہے یعنی یہ کہ برہمنی مذہب نے اسکو نکال باہر نہین کیا بلکہ دونون ایکدوسرے مین بتدریج ضم ہو گئے

ایلورہ کے مندر

ایلورہ کے مندر جن کے ذکر پر ہم اکتفا کرینگے ایک پہاڑ کے دامن مین واقع ہوے ہین جس کے اوپر روضہ کا قصبہ ہے جس مین شاہنشاہ اورنگ زیب کی قبر ہے۔ یہ مقام اورنگ آباد سے شمال ومغرب کی جانب ۲۲ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہ زیر زمین مندر تعداد مین قریب تیس کے ہین اور پہاڑ کے دامن مین ۲ کیلومیٹر کے فاصلہ تک چلے گئے ہین۔ یہ مندر اور اُن سے ملی ہوئی خانقاہین جن مین انسان کی کتنی ہی نسلون نے سالہاے دراز تک سکونت کی تھی اور جن کی عظمت مین مصر کی قدیم عمارتون کو یاد دلاتی ہے اب بالکل خالی اور سنسان ہین۔ اور ان مین اکّا دکّا فقیر کبھی کبھی نظر آجاتا ہے جو سیاحون سے بھیک مانگنے کی غرض سے آتا ہے۔

ایلورہ کے مختلف مندر مختلف ازمنہ مین تعمیر ہوے ہین۔ ان مین سے سب سے پرانا وشوکرمن کا مندر ہے جو ۵۰۰ء مسیحی مین بنا اور سب سے نیا کیلاس ہے جس کا زمانہ تقریباً ۸۵۰ء مسیحی ہے۔ پس گویا یہ مجموعہ مندرون کا تین سو سال کے زمانے مین تعمیر ہوا ہے یعنی چھٹی صدی عیسوی سے نوین صدی عیسوی تک یہ وہ زمانہ ہے جس مین ہماری راے کے مطابق بدھ مذہب برہمنی مذہب کی طرف مائل ہوتا گیا اور بالآخر اُس مین منضم ہوگیا۔ ان مندرون مین بدھ کی مورت بعوض اسکے کہ تنہا ہو یا اوسکے ساتھ صرف دو اور مورتین ہون، بہت سی دیوتاؤن سے گھری ہوئی ہے جن مین سے نہ صرف بودھی ست ہی ہین بلکہ بہت سے خالص برہمنی دیوتا بھی شامل ہین۔ ان سب کو علیحدہ طور پر پہچاننا دشوار ہے اور جن پنڈتون سے مین نے اس امر مین رجوع کیا اون کی رایون مین بہت کچھ اختلاف پایا گیا۔ تاہم ان مین کے بعض دیوتا ایسے ہین جن کی نسبت کوئی شک نہین ہوسکتا۔ مثلاً ایلورہ کے بدھ مندرون مین اندر اور کالی۔ سرسوتی اور گنیش کی مورتین موجود ہین۔ پس ایلورہ کے مندرون سے ہی ہمین اُس تغیر کے سمجھنے مین مدد ملتی ہے جو چھٹی صدی سے نوین صدی عیسوی تک بدھ مذہب مین واقع ہوا اور جو ہمین جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے صاف وصریح طور پر نیپال مین معلوم ہوتا ہے۔ ایلورہ کے مندر نہ صرف اسی تغیر کی

(۹۰) قطب مینار کی صناعی



کو دکھاتے ہین بلکہ اس کے اُس جُز کو بھی جو اس وقت نیپال مین موجود ہے یعنی چند مندر جو خاص بدھ مذہب سے متعلق ہین اور انہین کے پہلو بہ پہلو اُسی زمانے کے تعمیر کئے ہوے دوسرے مندر جو بالکل برہمنی ہین۔

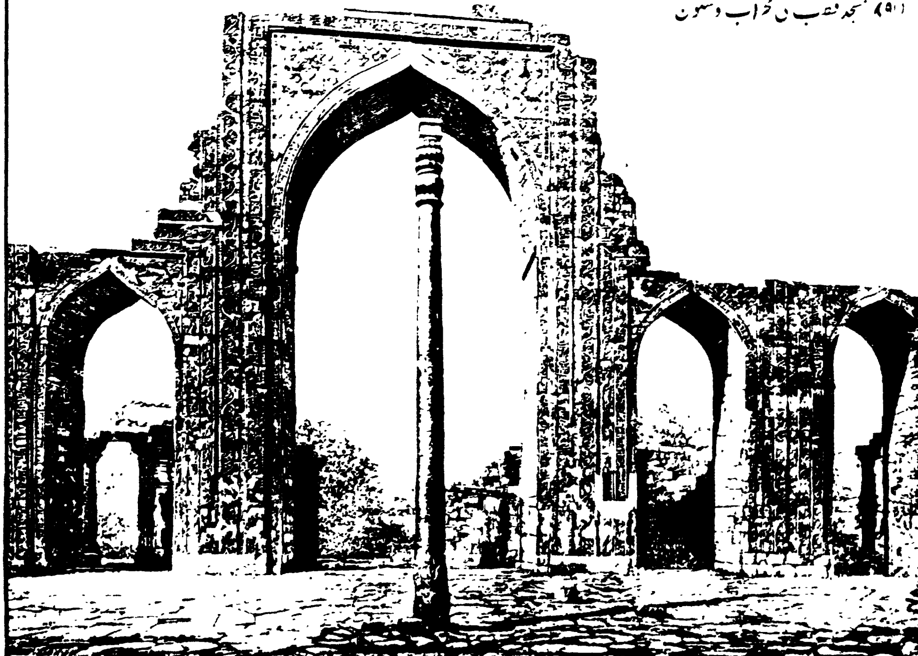
ایلورہ کے بعض مندر میدان مین واقع ہوئے ہین۔ لیکن زیادہ تر زیر زمین ہین اور پہاڑ کو کھود کر بنائے گئے ہین۔ انمین کئی درجے ہین جو نہایت ہی موٹے اور عمدہ ترشے ہوئے ستونون پر قایم ہین۔ یہان ہمین معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہیئتِ محراب جو پرانے زیر زمین بدھ مندرون مین دکھائی دیتی ہے غائب ہو گئی ہین۔ اور ان مندرون مین دگوبا ہی شاذ و نادر پایا جاتا ہے۔

ایلورہ کے کل مندرون کے بیان کے لئے ایک پوری کتاب درکار ہے لیکن ہمنے ان مین سے چیدہ چیدہ مندرون کو اپنی کتاب مین درج کیا ہے اور ان کے اندرونی مورتون کو جو اس سے پہلے کبھی شائع نہین کی گئین دکھایا ہے۔

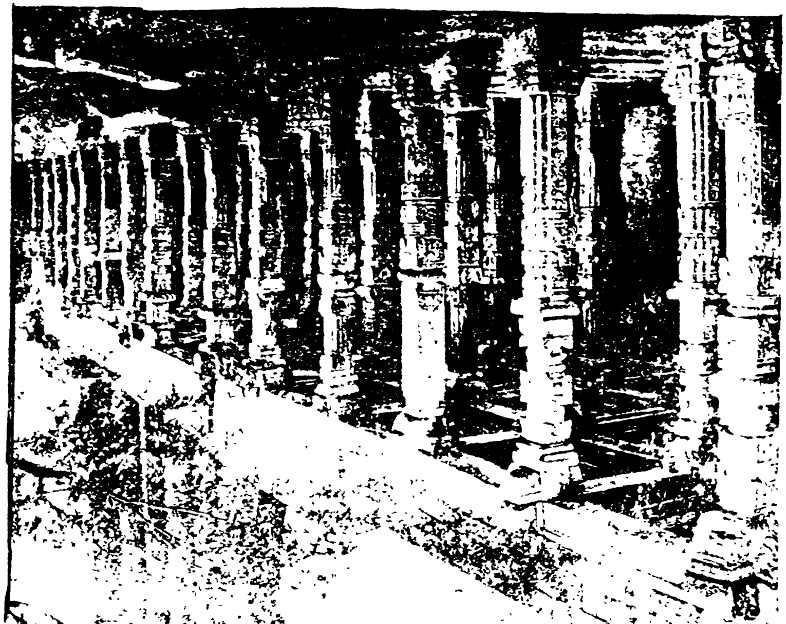
ایلورہ مین سب سے شاندار مندر اندرا و کیلاس ہین۔ کیلاس پورا زیر زمین نہین ہے کیونکہ اسکا درمیانی حصہ پہاڑ سے علیحدہ ایک جگہ واقع ہوا ہے لیکن اس مین سے سُرنگ نکلی ہین۔ جو پہاڑ کے اندر تک پہونچتے ہین۔ کیلاس کی ظاہری شکل بالکل ایسی ہی ہے جیسی دکن کی دراوڈی مندرون کی اور جن کو گوپر کا نام دیا گیا ہے۔ مہابلیپور مین بھی اسی قسم کے مندر پائے جاتے ہین۔ کیلاس کا زمانہ تعمیر آٹھوین صدی عیسوی ہے اور اس لحاظ سے یہ باستثناء مہا دلی پور کے دکن کے کل مندرون سے پرانا ہے یہ ایک برہمنی مندر ہے شیو کا نام پر بنا ہوا ہے۔ ہندو صناعون نے اپنے تخیل کی قوت کو اس کی سنگتراشیون مین صرف کیا ہے۔ اگر یہ کل سنگ تراشیان یکجا کی جائین تو ایک بڑی مجلد بھی انکے لئے کافی نہ ہوگی۔ ہم نے اپنی کتاب مین صرف تھوڑی سی دکھائی ہین۔ ان سنگ تراشیون مین برہمنی مذہب کے کل دیوتا شامل کئے گئے ہین اور مہابھارت کی مشہور کہانیان بھی پتھر مین دکھائی گئی ہین۔ اس مندر کے اوپر اور

اندر رنگین تصاویر بہی تہین جنکا اب صرف نشان ہی نشان رہ گیا ہے۔ کیلاس کا مندر ایک ڈال پتہر کا بنا ہوا ہے۔ اور ایک مستطیل صحن مین واقع ہوا ہے جس کے اطراف کی دیوارون کی جگہہ خود پہاڑ ہین۔ انہین دیوارون مین متعدد زیرزمین دالان اور حجرے کاٹ کے نکالے گئے ہین۔ اور یہ سنگتراشیون سے پر ہین۔ خود مندر جو اس صحن کے بیچ مین ہے۔ ایک چٹان سے کندہ کیا گیا ہے۔ اور اسکی بلندی تقریباً ۴۳ گز ہے۔ اس صحن مین داخل ہونے کا راستہ ایک سائبان مین سے ہے جو ستونون سے وابستہ ہے۔ اندر ایک بڑا دالان ہے جو ستونون پر قایم ہے۔ اور اوس کے گرد عبادت گاہین بنی ہوئی ہین۔ اس ساری عمارت کے گرد اور شیر و ہاتی اور مختلف عجیب الخلقت حیوانات بنے ہوے ہین۔ جو گویا اُس کو تھامے ہوئے ہین۔ مندر کے سامنے دو لاٹین ہین جن کی شکل ہماری تصویر سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور یہین دو بہت ہی بڑے ہاتی ہین جو ایک پتھر سے تراشے گئے ہین پہاڑ کو تراشتے وقت صناع نے ان کل پتھرون کو درمیان مین رکھا ہے جن کی تراشش سے مندر اور دونون ہاتی اور دونون لاٹین اور کل حجرے اور وہ پل جو دونون کو ملاتا ہے بننے والے تھے۔

ایلورہ کے مندرون کے بیان کو مین اسپر ختم کرتا ہون کہ ہندو عمارات مین ان عجیب یادگارون اور کہوہنا بیجانگر اور نیپال کی یادگارون نے میرے دل پر نہایت ہی گہرا اثر کیا۔ بہوک پیاس سفر کی ماندگی راتون کی بدخوابی یہ سب تکالیف ایسے عجائبات سامنے بالکل فراموش ہو جاتے ہین۔ مدورا مین اینک کا مندر جو گنگر مین ہے بیشک نہایت پرشان ہے۔ لیکن اگر یہ کسی دیوتاؤن کا بنایا ہوا ہے تو ایلورہ کا کیلاس اور اندر کا مندر یہ دونون ایک ایسی قوم کی صنعت مین جو اعلیٰ درجہ کا ادراک رکھتی ہین۔ علاء الدین کا عجیب و غریب چراغ اس سے زیادہ پرستانی عمارت کھڑی نہ کر سکتا جس کی خوبیون اور رنگینیون کو صرف تصویر ہرگز ظاہر نہین کر سکتین اس تصویر کے ساتھ ہمین اپنے متخیلہ سے بہی کام لینا چاہئے اور ایک عظیم الشان تہیٹر کا تصور کرنا چاہیے جو پہاڑ کے دامن مین سے ایک چٹان کو جدا کر کے اُس مین تراشا گیا ہو۔ اس پہاڑ کے کھڑے پہلو مین



(۵۱) مسجد قطب کی محراب وستون



جس سے یہ لاکھون من کی چٹان جدا لگتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے ہی دنیا کے صناعین نے ایک سلسلہ مندرون کا بنایا ہے جو پہاڑ کے اندر تک چلے گئے ہین۔ یہ کل عمارتین دیوتاؤن اور دیویون، جانورون اور خلاف فطرت مخلوقون کی مورتون سے بھری ہوئی ہین۔ ان مین مہیب اور خوفناک صورت کے دیوتا ہین جن کے گرد بھتنے دیو کھڑے ہین اور انسان کو قریب جانے سے ڈرا رہے ہین۔ انہین کے ساتھ خلاف فطرت مخلوق مین ہیبت ناک صورتین بنائے ہوئے۔ ایک طرف دلربا دیویان ہین جو تبسم کے ساتھ ہاتھ بڑھائے ہوئے ہین۔ دوسری طرف ناچنی والیان ہین جن کی دہج انسان کی خواہش نفسانی کو ہیجان مین لاتی ہے۔ کسی طرف دیوتا اور دیویان عشق و محبت کی ہم آغوشیون مین سرشار ہین۔ غرض یہ سنگی مخلوق جو اسی قدر پرانی ہے جیسی دنیا۔ عجیب الخلقت صورتین۔ یہ طائف اور گانیوالیان جدہر دیکھو ادہر نظر آتی ہین اور ان کا سلسلہ بھی جس قدر اندر تک بڑھا جاتا ہے۔ سیڑہیون سے اوپر چڑہو نیچے اترو۔ آگے بڑہو۔ پیچھے ہٹو۔ غرض جہان چاہو مشعل کی روشنی مین یہی صورتین نظر آتی ہین کبھی تبسم کرتی ہوئی کبھی تیوریان چڑہائے ہوئے۔ غرض انسان کو چکرا دیتی ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ کسی عجائبات کی دنیا مین پہونچ گیا۔ اس زندہ دنیا مین جو ہر وقت دیوارون سے باہر نکلی پڑتی ہے اور ہمارے گاتھک کتھیڈریون کی سرد و بے مزہ صورتون مین آسمان و زمین کا فرق ہے۔ جیسا کہ مشہور ہے آگرہ کا تاج محل وہ عمارت نہین ہے جس کے لئے انسان کو ہند کا سفر کرنا چاہئے بلکہ ایلورا اور کیلاس کے مندر جو ایلورہ مین ہین۔

دکن کی عمارات

دکن کے طرز تعمیر کی ابتدا بھی اوسی طرح نامعلوم ہے جیسے شمال ہند کی۔ یہان چھٹی صدی عیسوی کے جو زیر زمین مندر بدامی اور مہاولی پور وغیرہ مین واقع نظر آتے ہین اون سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت اس طرز

نے بہت کچھ ترقی کی تھی جس سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ اس کو پختگی حاصل ہو چکی تھی اور ایک زمانہ گزر چکا تھا لیکن اس کے متعلق ہم کچھ نہین کہہ سکتے کہ یہ کونسا زمانہ تھا۔ مدورا وغیرہ دکن کے قدیم دارالحکومتون مین جنکا ذکر یونان اور روم کے مورخین نے کیا ہے البتہ بڑی بڑی یادگارین ہون گی۔ لیکن زمانہ کی دست برد آپس کی خانہ جنگیون اور بیرونی چڑھائیون نے ان کو مطلق باقی نہین رہنے دیا۔ پس اس قدیم زمانہ سے جنکا نام تاریخ مین زمانہ تجربہ رہا گیا ہے چھٹی صدی تک ایک ایسا وقفہ ہے جس کے متعلق ہمین کچھ نہین معلوم ہے۔ اور ہم اس امر پر مجبور ہین کہ نہین چھٹی صدی عیسوی کی عمارتون سے جو بادامی پوار اور بدامی مین موجود ہین قدیم طرز تعمیر کی نسبت رائے قایم کرین۔ اس طرح ان چھٹی صدی کی عمارتون اور اسی پگوڈون کے درمیان مین جنکا زمانہ بارہوین صدی عیسوی سے کوئی درمیانی عمارت ایسی نہین ہے جس سے ہمین تدریجی ترقی کا پتہ لگے۔ البتہ اس چار سو سال کے زمانہ مین طرز تعمیر مین تغیر تو ہوا ہے لیکن اس تغیر سے صرف عمارتون کی وسعت بڑہی ہے اون کی خوبی اور حسن مین ترقی نہین ہوئی۔ پگوڈہ کے قسم کے مندر پہلے جو بادامی مین نظر آتے ہین۔ یمین آسے چلکر یہ بہت وسیع ہوگئے ہین۔ سادہ سنگ تراشی کے ستونون کی عوض عجیب صورت کے ستونون استعمال ہوتے ہین جن پر عجیب الخلقت صورتین اور اچھلتے ہوے گھوڑون پر سوار مورتین کندہ ہین۔ یمین باشندہ بیجانگر کے مندرون کے ان کی سنگ تراشی بمقابل اس عجیب وغریب سنگ تراشی کے جو ہمنے ایلورہ کے مندرون مین دیکھی بہت ہی گھٹی ہوئی ہے۔ البتہ مورتون کے صورت کے تناسب ایلورہ مین اوران دکن کی یادہ رونکا کچھہ تعلق سا معلوم ہوتا ہے۔

دکن کے پگوڈے | زمانے کے پگوڈون کا نقشہ ایک ہی قسم کا ہے اور یہ عمارتین ایک ہی طبقہ کی معلوم ہوتی ہین لیکن ان کے کام مین بہت بڑا فرق ہے ان سب کی شناخت کم وبیش حسب ذیل ہے۔ بڑے پگوڈون کے گرد ہمیشہ ایک مستطیل غلام گردش ہوتی ہے یا کئی مستطیل غلام گردشین یکے بعد دیگرے ہوتی ہین ہر ایک غلام گردش مین متعدد دروازے ہوتے ہین جن کی صورت ایک کٹے ہوئے اہرام کی ہوتی ہے

اوریہ ایک مستطیل چبوترے پر قایم ہوتے ہین۔ ان دروازون کو گوپر کہتے ہین۔ اوران مین سے بعض ۱۵ گز بلند اور مورتون سے بھرے ہوتے ہین انہین اہرامی گوپرون کی وجہ سے دکن کے مندرون نے ایک خاص شکل پیدا کی ہے۔ وسعت کے لحاظ سے ہر ایک گوپر بجاے خود ایک مندر ہے۔ اکثر اوقات متعدد گوپر ایک خط مستقیم مین واقع ہوئے ہین۔ اوران کی ایک قطار بن گئی ہے۔ گپوڑے کی اس خاص شکل کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت مندر کو شہرت ہوئی اور خلق اللہ کی رجوعات زیادہ ہونے لگی تو ایک غلام گردش کافی نہین سمجھی گئی اور اس سے ملاکر دوسری اور تیسری غلام گردشین تعمیر کی گئین اور اس طرح قدیم مندر بھی قایم رہا اور اسکی وسعت بھی بڑہ گئی۔ پہلے تو یہ شکل ضرورت کی وجہ سے پیدا ہوئی اور پھر یہ ایک نمونہ بن گیا۔ اور جدید گپوڑے اسی نمونہ پر یعنی متعددہ غلام گردشون کے ساتھ تعمیر ہونے لگے۔ بڑے گپوڑون مین سب سے باہر کی غلام گردش کے اندر مندر کے پجاری اور خدام وغیرہ کے رہنے کے لئے کوٹھریان بنی ہوئی ہین اور یہین ایک بازار دوکانون کا بھی ہے۔ بعض وقت یہ ایک اچھا خاصہ شہر ہوجاتا ہے جس مین کئی ہزار آدمی رہتے ہین۔

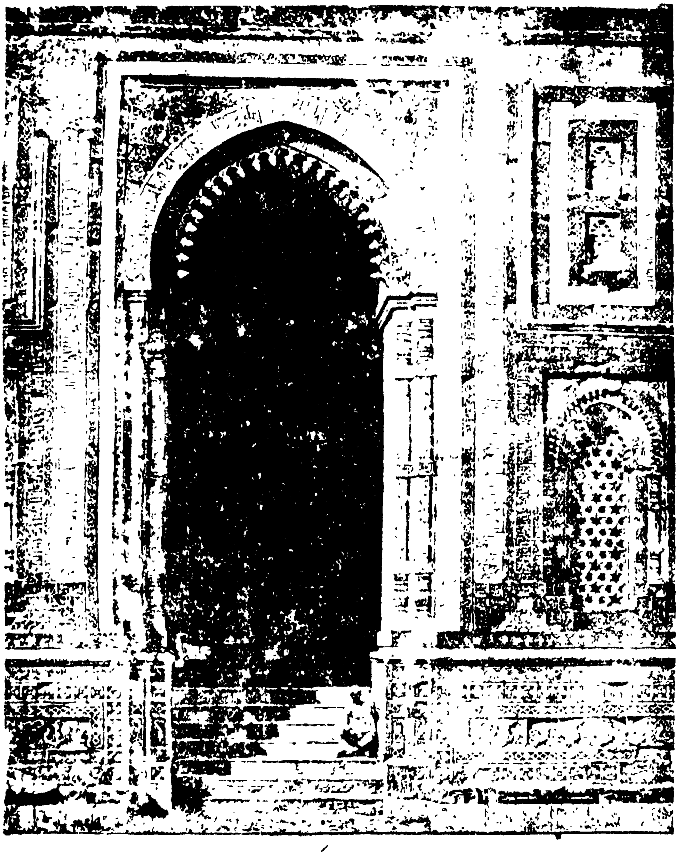
گپوڑے کے اندر عموماً کئی منڈپ ہوتے ہین جو عبادت گاہ کے سامنے ستونون پر قایم ہین یہ گویا قدیم مندرون کے برآمدون کی جگہہ ہین۔ ان ستونون پر ہمیشہ مورتین بنی ہوتی ہین۔ اسی طرح بڑے بڑے دالان بھی ہین جو ستونون پر قایم ہین۔ ان کو چولٹری کہتے ہین۔ اوران مین سے بعض کے ستون ہزار تک پہونچتے ہین۔ اسی طرح ہر گپوڑے کے اندر ایک مستطیل حوض بھی ہوا کرتا ہے جو تقریباً ۱۰۰ گز لمبا ہے اس کا پانی مونھ ہاتھ دہونے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

خاص عبادتگاہ جس مین اُس دیوتا کی مورت ہوتی ہے جس کے نام سے مندر بنا ہے اور جس کو اصطلاح مین وماں کہتے ہین صحن کے عین وسط مین واقع ہوا ہے۔ یہ وماں نیچے سے مستطیل ہین اور انکی چھت اہرامی ہے شکل مین یہ گوپرون سے مشابہ ہین۔ بعض اوقات یہ اہرام بہت ہی بلند ہوتا ہے جیسا کہ

بجور مین ہے۔ وہان عموماً بہت تنگ ہوتا ہے اور اس مین روشنی صرف دروازے سے آتی ہے۔ اس متبرک مقام کو وسیع ہونے کی چندان ضرورت بھی نہین کیونکہ اس مین صرف اعلیٰ ذات کے اشخاص داخل ہو سکتے ہین۔

دکن کے گوپورون مین گوپور نہایت ضروری جزء ہے اور اسی کی تعمیر مین صناع کی ساری صنعت اور مورتون کی خوبی اور باریکی ختم کی گئی ہے۔ نیچے سے اوپر تک یہ مورتون سے بھرے ہوے ہین۔ اگرچہ یہ مورتین حسن مین برابر نہین ہین۔ بعض بہت ہی عمدہ ہین لیکن اکثر کریہ منظر ہین۔ کبھی یہ مورتین پتھر کی ہوتی ہین لیکن عموماً چونے یا سپال کی۔ برخلاف اس کے منڈپون اور دالانون کے ستون گویا ہمیشہ سنگ رخام کے ہوتے ہین اور عموماً ایک ڈال کے۔ نگاہ اول مین گوپورون کی صورت ویسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے مصر کے مندرون کے سائبان۔ اگرچہ بعض آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس مشابہت پر بہت کچھ زور دیا ہے لیکن مین اسکو بالکل سطحی سمجھتا ہون۔ فی الواقع ان دونون قسم کی عمارتون مین کوئی بھی مشابہت نہین معلوم ہوتی۔ اگر ہمین ایسی ہی مشابہت پیدا کرنے کی ضرورت ہے تو شاید دکن کے گوپورون کو بابل کے ان اہرامی مندرون سے مشابہ کر سکتے ہین جن کے چبوترے مربع تھے اور جنکا ذکر اسٹرابو نے کیا ہے۔ انکی ایک عمدہ مثال اسوقت بھی خورس آباد کی سجدہ گاہ مین موجود ہین۔ یہ اہرامی شکل دکن سے مخصوص نہین ہے۔ کیونکہ شمال ہند مین بدھ گیا کا مندر جسکا زمانہ پہلی صدی عیسوی ہے اسی شکل کا ہے۔

اگر گوپورون کی تفصیلات کو ہم غور سے دیکھین تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک منزل کا ردگا اس طرح پر بنا ہے کہ اس مین کئی چھوٹے چھوٹے ستونون پر قایم سائبان ہین جن کے اوپر گنبد ہین۔ اور انکے بیچ بیچ مین مورتین ہین۔ ہمارے خیال مین گوپور کے اصلی اجزا یہی ہین اور دکن کے قدیم مندرون مین مثلاً مہابلی پور مین یہی اجزا پائے جاتے ہین۔ انہین ابتدائی اجزا کو دہرانے اور تہرانے سے بڑے بڑے گوپور طیار ہو جاتے ہین۔ اصل یہ ہے کہ ہندو طرز تعمیر مین ایک ہی قسم کے اجزا کو تکرار مین لانا ایک اصولی طریقہ ہے



(۵۳) علاءالدین کا پھاٹک

اس مختصر بیان سے اُن گپوڈون کی حقیقت جو ہماری تصاویر مین دکھائے گئے ہین بخوبی سمجھ مین آجائے گی اگرچہ ان کی تعمیر کا زمانہ دسوین صدی سے لیکر سولہوین صدی عیسوی تک یعنی سات سو سال ہے تاہم اُنکے اصل نقشے اور وضع مین کوئی بڑا فرق واقع نہین ہوا ہے۔ عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ باستثنائے [illegible] کے شمال [illegible] ہر جگہ ایک ہی طرز مین ہین۔ سب جنوب ہند مین کرشنا سے لیکر جزیرہ نما کے آخر تک واقع ہوئے ہین۔

سری رنگم کا مندر اُن مندرون مین جنکو ہم نے اپنی تصاویر مین دکھایا ہے سب سے زیادہ عجیب بیجانگر مدورہ اور سری رنگم کے مندر مین۔ سری رنگم کے مندر کا دور تقریباً ایک میل ہے اور یہ دنیا کی عبادت گاہون مین سب سے بڑی عبادت گاہ ہے۔ بیجانگر مین جہان اب کھنڈر ہی کھنڈر نظر آتے ہین یہ شہر تین صدیون تک دکن ہی کا دار الحکومت [illegible] جنوبی ہند کی سلطنتون مین بہت ہی ممتاز رہا ہے۔ اسوقت یہ بالکل ویران اور صرف درندے جانورون کا مسکن ہو گیا ہے۔

بیجانگر کے کھنڈر بیجانگر کے عجیب و غریب کھنڈر [illegible] چاندنی رات مین دیکھنا اور اوس کی چوڑی شاہراہون اور دو رویہ مندرون اور قصرون سے گذرتے ہوئے جو کیفیت اثر ہمپر ہوا وہ لفظون مین بیان نہین ہوسکتا [illegible] کے اندر سے [illegible] عجب لطف دکھاتی [illegible] پہاڑون کا [illegible] واقع ہوئی ہین اور جن سے گذرے بغیر یہان پہونچنا ممکن نہین [illegible] لطف [illegible] معلوم ہوتا تھا کہ انسان کسی شہر خموشان مین سے گذر رہا ہے یعنی گویا شہر جس کو [illegible] نے بنایا ہے۔ ان مین سے ایک گپوڈہ جو وٹھوبا کے نام پر ہے اور جس کے ستون ایک [illegible] سنگ سماق سے بنے ہوئے ہین یقینی عجائبات دنیا مین سے ہے۔ یہ اون صنعتی یادگارون مین سب مین سے بڑی [illegible] اس زمانہ کا انسان جو ہزارہا [illegible] اشغال مین [illegible] تعین [illegible] مین [illegible] اس عمارت کو دیکھتا رہا۔

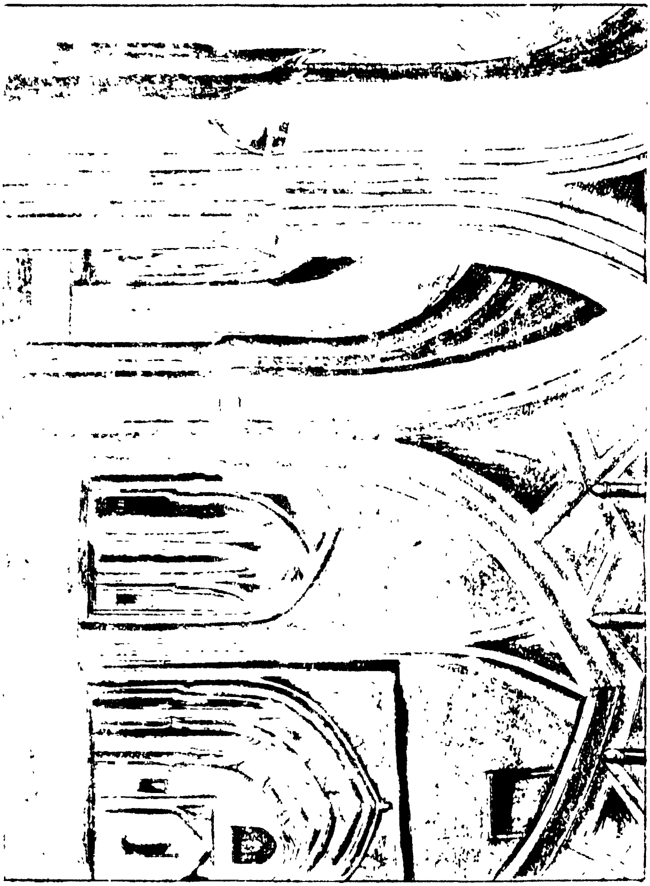
ہزارون دیوتا ہین گرا دیے ہر کندہ ستونون مین ۔۔۔ تو لاکھون اسطرف بیٹھے ہین تھبون مین کمانو نمین

فصل پنجم۔ اسلامی زمانہ کی عمارات

چونکہ ہند کے مختلف حصون مین مسلمانون کی مستقل حکومتین کثرت سے قایم ہوگئین۔ اسلئے مختلف صوبہ جات کی طرز تعمیر مین بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اول تو اسلامی فاتحین خود مختلف النسل تھے اور دوسرے مفتوح ملک مین ایک قدیم طرز تعمیر موجود تھا۔ پس ان اجزا کے ملنے سے جو طرز تعمیر ملک کے مختلف خطون مین پیدا ہوئی اوسے ایک جنس کے تحت مین لانا مشکل ہے۔ اسوجہ سے [illegible] دہلی۔ لاہور اور بیجاپور کی عمارات کا مطالعہ کرتے وقت ہمین فوراً یہ امر محسوس ہوتا ہے کہ یہ نہایت ہی مختلف الاصل عمارات ہین۔ ہند کے مسلمان اپنی عمارات مین وہ جدت نہ پیدا کرسکے جو بعض دیگر [illegible] کی اسلامی حکومتون نے پیدا کی اور جس کی مثال قاہرہ مین مسجد قوت بائی اور [illegible] مین [illegible] ہے۔ ہند کی اسلامی عمارات مین خارجی اجزا نہایت حسن کے ساتھ آپس مین ترتیب دیے گئے ہین۔ لیکن ان مین [illegible] سانی کے ساتھ امتیاز ہوسکتا ہے۔ ہند کے مختلف خطون کی اسلامی عمارات مین جو [illegible] فرق معلوم ہوتا ہے وہ صرف ان مین خارجی اجزا کے تناسب مین ترتیب دینے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

ہند کی اسلامی عمارات ہندو عربی ایرانی طرز سے مخلوط ہین

ہند کے اسلامی عمارات کا طرز مختلف اجزا سے مرکب ہے۔ اول ہندی دوم عرب اور سوم ایرانی۔ [illegible] بعض وقت محسوس ہوتا ہے۔ جیسا کہ بیجاپور کی عمارات مین سے [illegible] بہت ہی [illegible] ہے۔ [illegible] زیادہ آرایش اور قیمتی پتھرون کی پچی کاری [illegible] ہے۔ [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] حال سے بہت قریب مین ہند کی بعض عمارات [illegible]



پڑا ہے۔ فی الخصوص لکھنؤ اور شنجور کی بعض عمارات مین۔ لیکن اس آمیزش کی مثالین بہت کم ہین اوران سے جو نتیجہ پیدا ہوا ہے وہ اس لایق نہین جسکا زیادہ بیان بیان کیا جائے۔ ان سے اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ مشرق و مغرب کے طرز تعمیر مین اتحاد پیدا کرنا ویسا ہی دشوار ہے جیسا انکے خیالات مین۔ اِن مختلف اجزا کی ترکیب سے کیا نتیجہ پیدا ہوا ہے لوہ زیادہ تر ہماری تصاویر کے دیکھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ اور اسکے بیان کی ضرورت نہین ہے۔ نہایت قدیم عمارات مین مثلاً دہلی کے مسجد قطب مین جس کا زمانہ بارہ سو عیسوی ہے عربی طرز غالب ہے اسی طرح شمال ہند مثلاً لاہور مین فارسی طرز غالب معلوم ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے احمد آباد مین اسلامی عمارات کی وضع ہندو طرز کی ہے اور اگر انمین سے محرابین اور گنبذ اور مینارین نکال لیجائین تو یہ عمارات بالکل ہندو طرز کی رہ جائین گی۔ قطب کی مسجد اور اجمیر کی مسجد یہ دونون بارہوین صدی کے آخر کی عمارتین ہین اور احمد آباد کی یادگارین سترہوین صدی عیسوی تک چلی گئی ہین پس گویا مسلمانون کا زمانہ تعمیر پانچسو سال تک رہا۔

مغلیہ زمانے کے ماقبل کی عمارتون کو بعض انگریزی کتابون مین افغانی طرز کہا گیا ہے۔ کیونکہ اُسوقت افغانون کی حکومت ہند مین تھی۔ لیکن مین اس اصطلاح کو بے ضروری سمجھتا ہون۔ اسلئے کہ اس زمانے کی عمارات مین کوئی خاص بات ایسی نہین ہے جو انکو علیحدہ نام کا مستحق کرے۔ بلکہ اگر خاص نام کی ضرورت ہے تو ان اسلامی عمارات کے لئے ہے جو احمد آباد۔ بیجاپور اور گور وغیرہ مین پائی جاتی ہین۔

مغلیہ طرز تعمیر برخلاف اسکے طرز مغلیہ کی اصطلاح قایم رکھنے کے لایق ہے کیونکہ اسکا اطلاق اُن کل عمارتون پر ہوتا ہے جو مغل بادشاہون کے وقت مین تعمیر ہوئین۔ اس زمانے کی پہلی عمارتین سولہوین صدی عیسوی یعنی اکبر کے عہد سے شروع ہوئی ہین اور اوس کے جانشین جہانگیر۔ شاہجہان اور اورنگ زیب کے زمانے تک یعنی سترہوین صدی کے آخر تک چلی گئی ہین۔ یہ عمارتین زیادہ تر آگرہ و دہلی مین ہین لیکن ان سے یہ نہین ثابت ہوتا کہ اس زمانے کی کل اسلامی عمارتین اسی طرز کی ہین بلکہ ہماری تصاویر کے دیکھنے سے

معلوم ہوگا کہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔

اگرچہ مغلیہ طرز کی عمارتین ہندمین بہت تہوڑی ہین لیکن یورپ مین انہین کی زیادہ شہرت ہے۔ اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ عمارات اُن دو بڑے مشہور شہرون مین واقع ہوئی ہین جہان یورپی سیاح کثرت سے آتے ہین اور ان کی شان وشوکت کا اثر اون کے دلون پر پڑتا ہے لیکن حق یہ ہے کہ صناعی کے لحاظ سے یہ عمارات بے بدل نہین ہین۔

وہ طرز تعمیر جسکو مغل ہندوستان مین لائے اونکے مذہب کی طرح۔ اصل مین عربی تہا لیکن اوس پر ایرانی اثر پڑ چکا تہا بابر سے سو سال قبل تیمور نے سمرقند مین (۱۳۹۳ عیسوی سے ۱۴۰۴ عیسوی تک) ایسی عمارات بنائین جن مین ایرانی طرز غالب ہے وہ شلغم نما گنبد جو مغلی طرز مین خاص ہے اور میناکاری استرکاری کے لاہور کے عمارتون مین نظر آتی ہے۔ وہ نوکدار محرابین اور عالیشان پہاٹک جن پر نیم گنبد بنے ہوئے ہین یہ کل ایران سے آئی ہین۔

اکبر وجہانگیر نے جن کی خاص غرض یہ تہی کہ ہندو ومسلمان ملکر ایک قوم ہو جائین پوری کوشش اس امر کی کی کہ طرز تعمیر بہی مرکب کر دیا جائے اور اسی وجہ سے اس زمانے کی بہت سی عمارات جیسا کہ فتحپور سیکری مین پایا جاتا ہے زیادہ تر ہندو طرز کی ہین۔ اس کے بعد شاہجہان کے زمانہ مین جو فی الواقع سب سے اعلیٰ زمانہ مغلیہ عمارات کا ہے اور جس زمانے مین اوسقدر رواداری نہ تہی جیسی اکبر کے وقت مین ہندو اثر صرف تفصیلات مین رہ جاتا ہے۔ وہ منبت کاریان جو ہندی صناعی کی جان ہین بالکل مفقود ہو جاتی ہین تاج محل مین یہ کہین نظر نہین آتی۔ اس عمارت کی کل آرایش محض بیرونی اور ہلکی پچے کاریون سے مرکب ہے دندانہ دار محرابین شلغمی گنبد۔ سفید سنگ مرمر پر قیمتی پتہرون کی پچے کاری انیٹ کی مسجدون مین میناکاری استرکاری یہ شاہجہان کے زمانے کی عمارتون مین زیادہ پائی جاتی ہین۔

سلاطین مغلیہ نے جو طرز تعمیر جاری کیا وہ اونکے حکومت کے ساتھ ہی ساتھ ختم ہوگیا زمانہ حال کی عمارتین

مطابق اس طرز پر نہین بنتین۔ حالانکہ ہندو طرز ابھی تک قایم ہے۔ اور بعض دوسرے اسلامی طرز بھی جا بجا نظر آتے ہین۔ مثلاً حضور نظام کے ملک مین۔ اس مختصر بیان سے معلوم ہوگا کہ وہ تقسیم اسلامی عمارات کی جو ہم نے اوپر درج کی کس درجہ صحیح ہے۔ ان عمارتون کو ملک بلک دیکھنا چاہیئے اور چونکہ ہر خطہ کی عمدہ عمارات زیادہ تر اس خطے کی دار الحکومتون مین پائی جاتی ہین۔ اسلئے انھین عمارات کے مطالعہ سے خاص طرز قایم ہوتا ہے۔ مثلاً جس وقت ہم لاہور یا بیجاپور وغیرہ سے بحث کرتے ہین تو ہماری غرض اُن کل خطون کی عمارات سے ہوتی ہے جن مین یہ شہر دار الحکومت تھے اور جو خطے رقبہ کے لحاظ سے بعض اوقات یورپ کے مختلف ممالک کا حکم رکھتے ہین۔ اسلامی اثر ہند مین ہر جگہ نمایان ہے مین نے اُسے نیپال کی عمارتون مین پایا ہے۔ اگرچہ اسلامی فاتحین کبھی نیپال تک نہین پہونچے۔ یہی اثر دکن مین بھی موجود ہے۔ یہان نہ صرف مسلمانون کی بنائی ہوئی مسجدین بھی ہین بلکہ جیسا کہ مدورا مین دیکھا جاتا ہے۔ ہندو قصر ہین جن کا طرز اسلامی ہے۔ بعض وقت یہ طرز اس درجہ غالب ہے کہ بنگاہ اول یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت کسی مسلمان کی بنائی ہوئی ہے اس بیان کے لحاظ سے جو اوپر کیا گیا ہم ہند کی اسلامی عمارات کو مندرجہ ذیل تین تقسیمون پر منقسم کرسکتے ہین۔

الف۔ مغلیہ زمانے کے ماقبل کی اسلامی عمارات مثلاً دہلی۔ اجمیر۔ بیجاپور۔ گولکنڈہ وغیرہ کی قدیم عمارتین۔

ب۔ مغلیہ زمانہ کی عمارات مثلاً آگرہ۔ دہلی۔ اور لاہور وغیرہ کی عمارتین۔

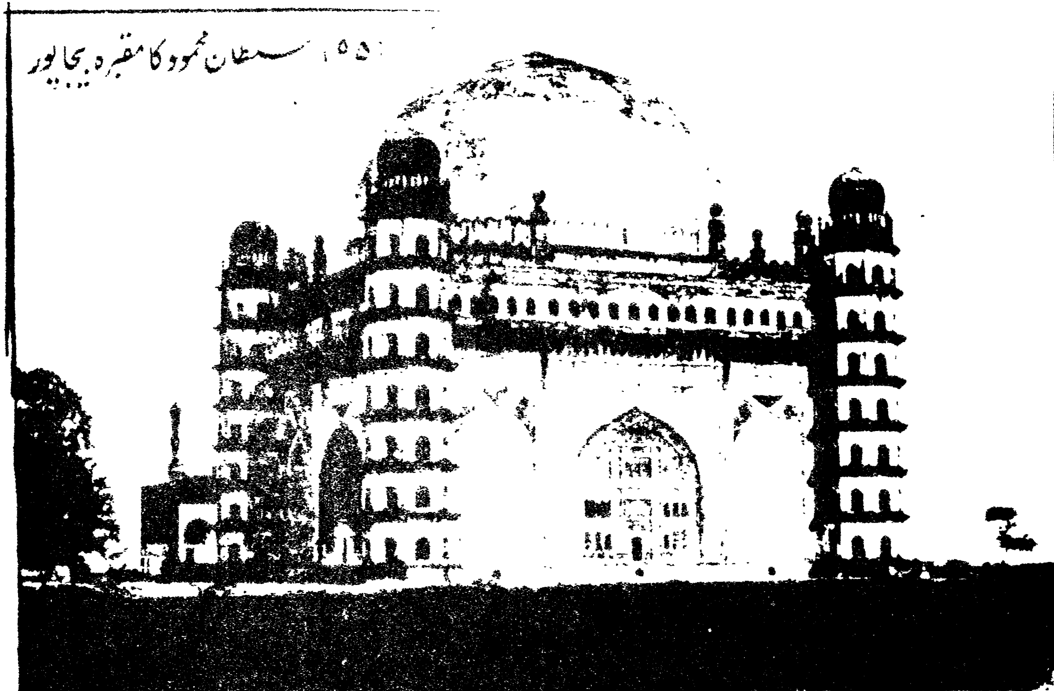
ج۔ ہند کے مختلف حصون کی عمارتین جو زیادہ تر ہندو ہین لیکن جن مین اسلامی طرز نمایان ہے۔ اس فہرست مین گوالیار مہوبہ۔ کھجوراہا۔ مدورا وغیرہ کی عمارتین شامل ہین۔

ہندوستان مین اسلامی عمارتین کثرت سے ہین اور ان کے طرز مین بھی لحاظ اختلاف زمانہ اور اختلاف مقام بہت کچھ فرق واقع ہوا ہے۔ اور ان کا پورا بیان اس تصنیف مین ممکن نہین ہے۔ تاہم ہمنے بڑی بڑی

عمارتون کو اس کتاب مین درج کیا ہے اور جو اشخاص ان کی تفصیلات سے واقف ہونا چاہین۔ اونکو ہماری دوسری تصنیف (یعنی ہند کی یادگارین) کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ جو عمارتین اس کتاب مین درج کیگئی ہین وہ قطب مینار۔ علاءالدین کا دروازہ۔ اکبر کا مقبرہ۔ آگرہ کا قلعہ۔ فتح پور سیکری کے کھنڈر اور دہلی کا شاہی محل وغیرہ عمارات ہین جو بڑے شہرون مین واقع ہوئی ہین۔ اور چونکہ سیاح انہین آسانی سے دیکھ سکتا ہے ان کی شہرت دور دراز سے یورپ مین پہونچ گئی ہے۔

فصل ششم۔ ہندو تبتی عمارات

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین نیپال کا ملک ہمالیہ کے متوازی واقع ہوا ہے۔ اور ہندوستان اور تبت کے بیچ حد فاصل ہے۔ اس ملک کی آزادی اور علیحدگی نے یہان کے قدیم رسوم و عادات کو بلا تغیر کے قایم رکھا ہے۔ یہان کی عمارات بھی جن کی طرف اسوقت زیادہ توجہ نہین ہوئی ہے نہایت درجہ دلچسپ ہین نیپال کی بہت سی عمارتون مین بین طور پر ہندی اور چینی اجزا معلوم ہوتے ہین۔ لیکن بعض عمارات مین یہ دونون اجزا اس درجہ مکمل مل گئے ہین۔ کہ بہ نگاہ اول ایک خاص اور جدید طرز کا دہوکا ہوتا ہے نیپال مین مندر کثرت سے ہین اور ان کی تعداد دو ہزار سے کم نہ ہوگی لیکن ان کی ساخت تین وضعون پر واقع ہوئی ہے۔ جنکا اب ہم بیان کرین گے پہلی قسم جو سب سے قدیم ہے بڑے بڑے نیم کروی صورت کی عمارتین ہین جو اینٹ اور گارے سے بنی ہوئی ہین ان کی ظاہری شکل سانچی کے توپ سے بہت ملتی جلتی ہے۔ لیکن ان مین وہ سنگی کٹہرہ سنگتراشیون سے آراستہ جو سانچی مین ہے نہین پایا جاتا اس کٹہرہ کے عوض مین ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے جو عمارت کی بنیاد سے ملا ہوا ہے۔ چارون سمت سے چارون کونون پر ایک ایک عبادتگاہ بطور طاقچہ کے بنی ہوئی ہے اور اس مین مورتین ہین۔ اس نیم کٹہرہ کے اوپر ایک مکعب برج ہے جس پر ایک اہرام یا مخروط بنا ہوا ہے۔ اس مندر کے ارد گرد چند چھوٹی چھوٹی عمارتین ہین جن پر مورتین وغیرہ بنی ہوئی



۱۵۵ — سلطان محمود کا مقبرہ، بیجاپور

ہین۔

نیپال کی عمارتین | اس قسم کے مندر خاص بدھ مذہب سے متعلق ہین لیکن نیپال مین بدھ مذہب اور برہمنی مذہب اس درجہ گھل مل گئے ہین کہ ایک مذہب کے مندرون مین دوسرے مذہب کے دیوتا ملے جلے ہوے پاے جاتے ہین مثلاً بدھ مندرون مین اکثر خود بدھ کی مورت اور اُس کے ماقبل کی زندگیون کے اوتار اور بدھست تثلیث یعنی بدھ دہرم سنگھ کی مورتین بنی ہوئی ہین لیکن ان کے ساتھ ہی وشنو گنیش وغیرہ برہمنی دیوتا بھی موجود ہین۔ انہین نیپال کے مندرون مین بدھ مذہب کا برہمنی مذہب مین بتدریج ضم ہو جانا دیکھکر ہماری سمجہ مین آگیا کہ ساتوین صدی عیسوی مین کل ہندوستان مین یہی واقع پیش آیا۔ یعنی بدھ مذہب برہمنی مذہب مین مل گیا۔ جن عمارات کا اب ہم بیان کرین گے یہ نہایت قدیم ہین لیکن تعداد مین زیادہ نہین ہین نیپال کے مندر زیادہ تر اینٹ اور لکڑی سے بنے ہوے ہین اور ان کا طرز بھی نہایت مخصوص ہے اور اس مین تبتی اور چینی اثر ہندی اثر پر غالب ہے۔ ان کی صورت کئی مستطیلون کی ہے جو تلے اوپر بنے ہوے ہین اور ہر ایک کی چھت علیحدہ ہے۔ ہر ایک چھت کونون پر سے گھنتی جاتی ہے جیسا کہ چین کی عمارتون مین ہے اور ان مین بے انتہا گھنٹے کی صورت کی آرایش بنی ہوئی ہے ان عمارات کی مجموعی شکل ایک خاص قسم کے اہرام کی سی ہے۔

چھت کا وہ حصہ جو سامنے کو نکلا ہوا ہے لکڑی کے شہتیرون پر قایم ہے اور اسپر نہایت عمدہ کندہ کیا ہوا ہے ہر ایک مندر کے گرد برآمدہ ہے جو لکڑی کے کندہ کیے ہوے ستونون پر قایم ہے۔ یہ ساری عمارات ایک پتھر کے چبوترے پر بنی ہوئی ہے اور اسمین بھی مختلف درجے ہین جو ایک دوسرے سے گھٹتے گئے ہین۔ اس کے ایک جانب زینہ ہے جس سے مندر مین داخل ہوتے ہین زینہ کے ہر جانب مورتین عجیب الخلقت اشکال دیوتاؤن اور آدمیون کی بنی ہوئی ہین۔

تیسرے قسم کے مندرون کی شکل دونون اول الذکر مندرون سے بالکل علیحدہ ہے اور ان مین ایک

خاص جدت ہے ان مندرون مین چینی اثر گویا مفقود ہے اور ہندو اثر زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ تاہم انکی صورت بالکل خاص ہے یہی مندر ہین جن مین اسلامی اثر کچہہ کچہہ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض صورتون مین۔ ان کے اوپر گنبد بنے ہوے ہین۔ ہماری تصویرون کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ تیسرے قسم کے مندر ایک ہی وضع کے نہین ہین۔ ان مین جو چیز عام ہے وہ کئی طبقون کا سنگی چبوترہ ہے جس پر وہ تعمیر کئے گئے ہین جیسا کہ قسم دوم کے مندرون مین دکہایا گیا۔ ان مین بہی ایک طرف کو زینے ہین جن کی دونون جانب انسان اور حیوانات کی مورتین بنی ہوئی ہین۔ یہ پتہر کے مندر اپنے ظاہری صورت کے لحاظ سے قسم اول کے مندرون سے جو اینٹ سے بنے ہوے ہین اور جن کی وضع چینی ہے بالکل مشابہ نہین ہین۔ ان مین سے وہ مندر جو پاٹن مین شاہی قصر کے سامنے واقع ہوا ہے ہند کی عمارتون مین نہایت عجیب ہے۔ اس کے مختلف درجے جو ایک دوسرے سے چہوٹے ہوتے گئے ہین (نیپال کی طرز تعمیر مین یہ ایک خاص بات ہے) اور جن کے سامنے سائبان بنے ہوے ہین نہایت ہی خوش نما ہین۔ صرف اس کے اوپر کا حصہ جو قاش دار اہرام کی صورت ہے ہمین شمال ہند کی ہندو طرز کو یاد دلاتا ہے۔ نیپال کے مختلف مندرون کی تاریخ تعمیر کو تخمینہ کے طور پر بہی قرار دینا ایک مشکل امر ہے۔ عام طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نیم کردی ٹوپ نہایت قدیم ہے یعنی دوسری صدی عیسوی کے قریب۔ اور اینٹ اور لکڑی کے پگوڈہ جدید یعنی پندرہوین صدی کے مابعد کے ہین۔ لیکن ان عمارات کا زمانہ جو اون کے درمیان مین واقع ہوئی ہین اور جس کی نسبت بے شک ہے کہ فی الواقع کوئی ایسا درمیانی زمانہ تہا یہی بالکل غیر معلوم ہے۔ نیپال کے بڑے شہرون کی کل عمارتین یعنی مکانات، قصر وغیرہ کل نقش نگار اور رنگین تصویرون سے بسی ہوئی ہین۔ قصر کے پہاٹک برنجی تختون سے بنے ہوے ہین جن پر نہایت باریک کام ہے پہاٹک کے سامنے ایک ڈال کے پتہر کا ستون ہے جس پر مورتین بنی ہوئی ہین۔ اکثر یہ کل عمارتین ایک چہوٹی سی جگہہ پر تعمیر کی گئی ہین۔ اور ان کا مجموعی اثر نہایت خوش نما ہے۔ مجہے اثناے سفر مین مشرق کے مشہور ترین شہرون کے دیکہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ لیکن

کسی چیز سے مین اس قدر متاثر نہوا جتنا نیپال کے بعض شہرون اور علی الخصوص للت پاٹن سے۔ ان عمارتون کی تفصیلات زیادہ عمدہ نہین ہے اور ان کی نقاشی بھی بہت اعلیٰ درجے کی نہین۔ لیکن انکے مجموعی اثر مین ایک ایسی جدت ہے جو آنکھون کو بے انتہا بھلی معلوم ہوتی ہے۔

ہم نے اپنی کتاب مین نیپال کی مشہور عمارات کو جو کٹمنڈو۔ بھٹ گاؤن۔ پاٹن۔ پشپتی وغیرہ مین موجود مین دکھایا ہے۔

فصل ہفتم۔ زمانہ حال کی ہندی عمارات

زمانہ حال مین ہندی فن تعمیر مین بہت انحطاط ہوگیا ہے۔ اسکے باعث

انگریزی حکومت قایم ہونے کے بعد سے یعنی تقریباً سو برس سے ہندی فن تعمیر اور کل ہندی صنعتون مین نہایت سریع انحطاط شروع ہوگیا ہے۔ اس کے دو اسباب ہین اولاً اس ملک کے امرا اور روسا کی روز افزون فلاکت۔ چونکہ ان کی دولت کا بہت بڑا حصہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ اس لئے انہین قوت اتی عجیب وغریب قصرون کے بنانے کے باقی نہین رہی جن مین روپیہ تو بہت خرچ ہوتا ہے لیکن وہ ملک کے بیش بہا ذخیرون مین ہین دوسرے یہ کہ ان مین سے بعض جن کے پاس ملک و دولت باقی بھی ہین اور جن مین قوت بڑی بڑی عمارات بنانے کی موجود ہے ان کو یہ خبط سمایا ہے کہ یوروپی جو فوجی قوت مین ان سے بہت بڑے ہوئے ہین وہ صنعت مین بھی ویسے ہی کامل ہین۔ اس خیال سے ان دیسی روسا نے اپنے قصرون مین ان بدنما عمارات کی تقلید کی ہے جو حکومت انگریزی نے اپنے ملکی ضرورتون سے تعمیر کی ہین۔ مثلاً ہند کے ایک بہت بڑے فرمانروا یعنی مہاراجہ گوالیار نے جن کے سامنے ایک نہایت عمدہ ہندی عمارات کا نمونہ موجود تھا ایک قصر بنایا ہے جو لندن کی ادنیٰ عمارات کی نقل ہے۔ اسی طرح اندور کے راجہ نے بھی ایک قصر یوروپی

طرز مین تعمیر کیا ہے جس سے زیادہ بدشکل عمارت مین نے ہندوستان مین نہین دیکھی ۔ اگرچہ راجہ صاحب
اوس کو اپنی دار الحکومت کی ناک سمجھتے ہین ۔ ملک کے معمولی لوگ بھی اسی کی تقلید کرتے ہین وہ خیال
کرتے ہین کہ یوروپی تقلید اون کے اعلیٰ تمدن کی نشانی ہے ۔ اب انہون نے ایک ممزوج طرز اختیار کیا
ہے جس مین یوروپی عمارت اور اسلامی آرائش ملادی گئی ہے ۔ اور نتیجہ نہایت ہی خراب ہے ۔ پس ظاہر
ہے کہ ان اسباب سے ملک کے طرز تعمیر مین ایک صریح اور کامل انحطاط پیدا ہوگیا ہے ۔ چونکہ ہند مین
صنعت کا دار مدار عقل پر ہے جب اس کے استعمال کا کوئی موقع نہ رہا تو بتدریج یہ معدوم ہوجائے گی
اور اس پیشین گوئی کے لئے کسی پیغمبر کی ضرورت نہین ہے کہ دو چار پشتون مین ہند مین کوئی صنّاع ایسا
نہ باقی رہے گا جو ان پرانی یادگارون کی نقل بھی کرسکے جن سے اس وقت ملک معمور ہے لیکن جلکے
کم ملکہ روز بروز غائب ہوتے جاتے ہین ۔ اس انحطاط کا باعث صرف وہی اسباب ہین جن کا ذکر مین
نے کیا ۔ میرے خیال مین کوئی اور سبب نہین ہے کیونکہ حکومت انگریزی سے تھوڑے قبل کی عمارتین
جو موجود ہین ان سے صاف ظاہر ہے کہ فن تعمیر مین انحطاط نہین ہوا تھا ۔ محض اس غرض سے کہ
ہماری کتاب کے پڑھنے والے ہند کی اخیر عمارات کو نقادی کی نظر سے دیکھ سکین ۔ ہم نے اس کتاب
مین چند عمارتین ایسی دکھائین ہین جو سو برس کے زمانے مین تعمیر ہوئی ہین ۔ ان مین سے زیادہ تر دیکھنے
کے لایق بنارس مین درگا کا مندر ۔ امرتسر مین سونے والا مندر اور احمد آباد مین ہیتی سنگہ کا مندر ہے
ان عمارتون کے طرز مختلف ہین لیکن پہلی اور تیسری عمارت مین تفصیلات کا کمال اس درجہ دکھایا گیا
ہے کہ یورپ مین بمشکل اس سے بہتر کام بن سکتا ہے ۔ سب سے نئی عمارت ہیتی سنگہ کا مندر ہے
جس کو بنے ہوئے صرف پچاس سال ہوئے ہین اور مجھے بہت شک ہے کہ اس وقت بھی ہندوستان
مین ایسے صنّاع پائے جائین جو اس قسم کی عمارت بنا سکین ۔ اب ہمارا بیان ہندوستان کے عمارات
کا ختم ہوتا ہے ۔ اختصار کی وجہ سے ہم نے اپنے کل ذاتی تحقیقات کو جو ہند کے مندرون اور قصرون

مین پھرنے سے حاصل کی ہین ان بہت تھوڑے الفاظ مین بیان کیا ہے۔ یہ یادگارین ایک ایسے زمانے کی ہین جواب نہ رہا۔ وہ دیوتا اور خلاف فطرت شکلین وہ حسین اور دل لبھانے والی دیویان، وہ مہیب اشکال جن سے یہ عبادت گاہین بھری ہوئی ہین، وہ مہابھارت اور رامائن کے قصے جو ان مندرون کی سنگ تراشیون مین دکھائے گئے ہین ایک ایسے زمانے کی یادگارین ہین جنکا اندازہ ہم بلا ان ذرائع کے ہرگز نہین کرسکتے۔

باب سوم

علوم وفنون

فصل اول - ہندی علوم

ہندوؤں نے علوم وفنون میں بمقابلہ عربوں کے کچھہ اضافہ نہیں کیا۔

ہمنے تمدن عرب میں جتنے باب علوم وفنون کے متعلق لکھے ہیں ان کی توقع اس کتاب میں نہیں ہوسکتی۔ چونکہ عربوں نے یونان وروم کے قدیم علمی ذخیرہ کو خوب بہت ترقی دی۔ اور اسکے بعد اُسکو یورپ کے دارالعلوموں تک پہونچایا اسلئے ہمیں ان کے زمانہ حکومت کی علمی ترقیوں میں ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور اس وجہ سے اِن ترقیوں کا بیان بھی تفصیل سے کیا گیا تھا۔ ہندوستان کے علوم کی یہ حالت نہیں ہے۔ برخلاف اسکے اُن کے علوم کے متعلق جو قدیم رائے تھی اُس میں بہت کچھہ ترمیم ہوگئی ہے۔ اور ہمیں معلوم ہوگیا ہے کہ ان کے علمی خیالات اُن اقوام سے لئے گئے ہیں جن کے ساتھہ اُن کو تعلق پیدا ہوا۔ اور خود ہندوؤں نے اُسمیں کچھہ اضافہ نہیں کیا۔ پس کسی خاص زمانے کے ہندی علوم کی تحقیقات کرنے کے یہ معنی ہوں گے کہ ہم اُن اقوام کے علوم کی تحقیق کریں جن کا تعلق اس وقت ہند سے تھا اور یہ ایک ایسی بحث ہے جو ہماری کتاب کے مقاصد سے خارج ہے۔ جو کچھہ ہم ہندوؤں کے دماغی حالت کے متعلق لکھہ چکے ہیں اُس سے بآسانی سمجھہ میں آئے گا کہ اُنھوں نے کیوں اُن علوم میں جو اُنہیں باہر سے حاصل ہوئے کوئی

ترقی نہین کی۔ ہندو دماغ جو فلسفہ مین نکتہ رس اور فنون مین تیز فہم ہے اس خاصیت سے جس کا کام مادہ تحقیق ہے اور جسکے اوپر علوم کا دارومدار ہے بالکل عاری ہے۔ ہمیشہ سے ہندوؤن مین اصلی علوم کی کمی رہی ہے۔ ان مین دوسرون کی تحقیقات کو حاصل کر لینے کا تو پورا مادہ ہے لیکن اس حد سے یہ کبھی آگے نہ بڑہ سکے۔ وہ دو قومین جن سے ہندوؤن نے اپنے علوم اخذ کئے یونانی اور عرب معلوم ہوتے ہین۔ یہ نہین معلوم ہے کہ یونانی علوم ہند مین کیونکر پہونچے۔ لیکن شمال و غرب ہند کی عمارات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے تعلقات بیکٹیریہ کے ساتھ مدت دراز تک قایم رہے بہت ہی قرین قیاس ہے کہ اسی ذریعہ سے یونانی علوم ہند مین آئے۔ وراہ مہر جو نہایت قدیم ہندو منجم ہے اور جو اُجین مین چہٹی صدی عیسوی مین تہا، اپنی ہیئت کی کتاب مین یونانی اصطلاحین استعمال کرتا ہے اور یونانیون کی طرف اشارا کرتا ہے۔ عربون کا علم کس طرح ہند مین آیا اس کا سمجہنا زیادہ آسان ہے۔ سنہ مسیحی سے بہت پہلے عربون کے تجارتی تعلقات ہندوستان سے قایم تہے۔ اور عرب ہی مشرق اور مغرب کے باہم ملنے کا ذریعہ تہے۔ اسکے بعد جب مسلمانون نے تمام قدیم دنیا کو فتح کر لیا تو یہ تعلقات مثل سابق کے قایم رہے۔ اور ہمین عربی مورخین سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفاے بغداد کے دیار مین متعدد ہندو علما موجود تہے۔ اس سے بہی مابعد زمانے مین جب مسلمانون نے ہندوستان پر حکومت حاصل کی تو علماے اسلام علوم کو برابر ملک مین پہیلاتے رہے۔ مثلاً گیارہوین صدی عیسوی مین البیرونی نے جسکا زمانہ محمود غزنوی اول فاتح ہندوستان کا ہے، تمام ملک مین سفر کیا اور علوم عرب کو جو اسوقت بہت وسیع ہو گئے تہے۔ کیونکہ ان مین نہ صرف قدیم دنیا کے علوم موجود تہے بلکہ خود عربون کی تحقیقات شامل ہو گئی تہی ہندوستان مین پہیلایا۔ گیارہوین صدی عیسوی کے بعد سے کہنا چاہیے کہ ہندی علوم سے مراد عربی علوم ہین پس ہم کہہ سکتے ہین کہ ہندی علوم جن کی ابتدا پانچوین صدی عیسوی مین آریہ بہٹ کی ریاضیات سے ہوئی اور پہر ساتوین صدی مین برہم گپت نے اوس پر اضافہ کیا، اوس زمانے سے لیکر آج تک

اونہین مسائل سے بحث کرتے ہین جو ہند مین اِن دو ذریعون سے آئے۔ اسوقت ہمارے پاس ہندو علوم کی مشہور تصانیف موجود ہین اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندؤون نے خود ان علوم مین زیادہ ترقی نہین کی۔ کسی زمانے مین خیال کیا جاتا تھا کہ ہندوؤن کا علم ہیئت بہت کچھ کامل ہے اور قدیم ہے لیکن اب یہ خیالات قایم نہین رہے اور ان پر بحث کرنا بے فائدہ ہوگا۔ اگر ان تصانیف مین کوئی نیا مسئلہ بیان کیا گیا ہے تو محض اشارتاً اور بلا دلیل۔ مثلاً آریہ بہٹ چند سطرون مین زمین کی محوری حرکت روزانہ کا ذکر کرتا ہے لیکن کسی قسم کا ثبوت نہین دیتا اسی طرح بارہوین صدی عیسوی مین بھاسکر اچاریہ نے اُس طریقہ حساب کی طرف جس کو کیل کیولس کہتے ہین اشارہ کیا ہے لیکن اس سے آگے نہ بڑھا۔

فنون مین البتہ ہندؤون نے ترقی کی۔	جو کچھ اوپر بیان ہوا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن نے علوم مین کسی قسم کی جدت نہین پیدا کی۔ جب اون کی ذاتی تحقیقات کچھ نہین ہے تو پھر اُن کے

علوم سے بحث کرنا اور محض ایسے مسائل پر ذکر کرنا جو عربون اور یونانیون کی تحقیقات سے لئے گئے ہین محض لاحاصل ہے اگرچہ ہندو علوم مین کم ہین لیکن عملی طور پر انھون نے بہت بڑی ترقی کی۔ یہ ترقی اون کی قدیم عمارات اور صنعتون اور حرفتون سے معلوم ہوتی ہے مثلاً وہ شیشہ بنانے، رنگ سازی، عرق کشی فلزات کے نکالنے، فولاد نو بنانے اور بعض ملمیات کے تیار کرنے مین پوری مہارت رکھتے تھے لیکن یہ فنون اون مین محض عملی طور پر جاری تھے اور کسی قسم کی کوشش اِن کو علمی اصول پر قایم کرنے کی نہین کی گئی۔ مثلاً ایک بچے کو آسانی سے سکھا سکتے ہین کہ وہ ویلم کے ذریعے کسی بھاری پتھر کو ہٹائے یا ڈانڈون کے ذریعہ سے کشتی چلائے یا چرخیون کے استعمال سے بھاری وزن اٹھائے لیکن عملیات علم کا درجہ جبھی حاصل کرین گے جب معلوم کرایا جائے کہ یہ سب ایک ہی مسئلہ جر ثقیل کے تابع ہین۔

ہندؤن کی ذہنی قابلیت کا اندازہ اور انکی صنعت کی ترقی کی بنیاد کیونکر پڑی	جو سخت ماپ ہمنے علوم اور لٹریچر کے متعلق قایم کی ہے وہ

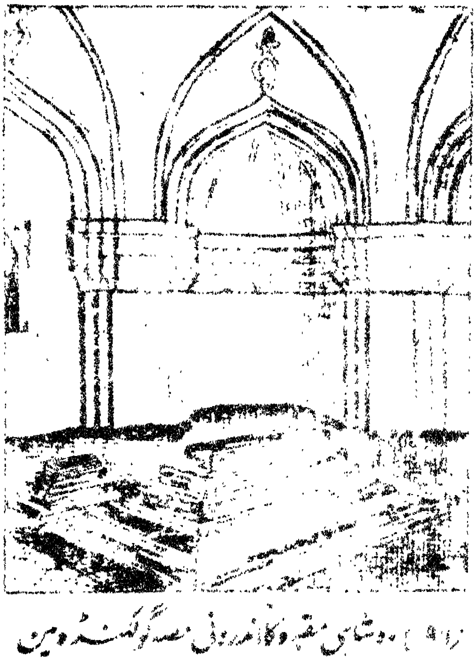
بالکل اِس راے کے برخلاف ہے جو ہمنے اون کے اعلیٰ فن تعمیر کے متعلق بیان کی ہے۔ اور جو آگے چلکر ہم اُن کے فنون اور صنعتون کے متعلق بیان کرین گے۔ لیکن ہماری کتاب کے پڑہنے والون مین وہ اشخاص جنہون نے ہندؤون کی دماغی حالت کو سمجھ لیا ہے ہرگز اس نتیجہ سے متعجب نہین ہون گے۔ کسی قوم کی نسبت یہ راے قایم کرنی کہ اوسکو ہر ایک شعبہ علوم و فنون مین اعلیٰ قابلیت ہے غالباً اوسکی کتب تواریخ یا افراد قوم کی گفتگو اور آرا کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ لیکن تھوڑے سے غور کے بعد معلوم ہوگا کہ ایسی راے صحیح نہین ہو سکتی۔ کیونکہ کیا اشخاص مین اور کیا اقوام مین یہ بات دیکھی گئی ہے کہ اگر وہ کسی خاص شعبہ علوم و فنون مین اعلیٰ درجہ رکھتے ہین۔ تو دوسری علوم و فنون مین بہت کم درجہ پر ہین۔ انسانی قابلیتون مین کوئی قابلیت ایسی نہین ہے جو کل دوسری قابلیتون کی ذمہ داری کر سکے اور ایسی قابلیتین بہت کم ہین جنکا تعلق ایک دوسرے سے ہے۔ مثلاً اگر عالم حیوانات مین ہم ذوات الثدی اور مچہلیون مین مقابلہ کرین تو ہم بے شک کہہ سکین گے کہ ذوات الثدی مچہلیون سے اعلیٰ درجہ مین ہین۔ کیونکہ انکے اعصاب اعلیٰ قسم کے ہین۔ لیکن اگر ہم فی ڈیاس اور نیوٹن یا ڈے کارٹ اور سنیرہ مین مقابلہ کرین تو ہمارے پاس کوئی ذریعہ ایسا نہین ہے جس سے ایک کا تفوق دوسرے پر ثابت ہو سکے۔ علمی قابلیت اور صنعتی قابلیت بالکل ایک دوسرے سے علیحدہ ہین بلکہ عموماً ان مین اجتماع نہین ہوتا۔ کیونکہ ان دونون کے اصول اور طرز خیال اور طریقۂ عمل بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ اور کسی قوم مین علمی اور صنعتی قابلیتون کا اجتماع نہایت شاذ طور پر پایا گیا ہے۔ مثلاً عالم ہر شے کی تجزی کرتا ہے۔ اور ہر شے کی اصلیت کو پہونچنا چاہتا ہے۔ اوسکو بالکل کسی چیز کے حُسن و قبح سے بحث نہین ہے۔ برخلاف اسکے صناع اور شاعر کو اشیا کی ماہیت سے مطلق کام نہین۔ وہ اشیا اور خیال کو خوبصورت بنا کر دکھانا چاہتے ہین۔ نہ کہ اصلی حالت مین کسی قوم نے علوم مین اس قدر ترقی نہین کی ہے جتنی یورپ کی اقوام نے انیسوین صدی عیسوی مین لیکن یہ کہا جا سکتا ہے اگر ہم یونان سے قطع نظر بہی کرلین تو بہت سی قدیم قومین ایسی گذری ہین

جنھون نے صنعت مین ہم سے زیادہ ترقی کی تھی۔ وہ دور جس نے بخار اور برقی قوت کو ایجاد کیا صنعت کے عروج کا دور نہین ہے۔

ہماری غرض یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے ہند کے علوم کی نسبت کیا ہے اُس سے کوئی نتیجہ ہندوون کے خلاف یا اُن کے موافق نہین نکالا جا سکتا۔ اُن کی اصلی قابلیت کا اندازہ صنعت کی ترقی پر موقوف ہے اور نہ علوم کی کمی پر۔

فصل دوم۔ ہندو فنون و صنائع

ہم نے اپنے تمدن عرب مین بہت سے صفحے اِس بحث پر لکھے ہین کہ اقوام کے تمدن مین اون کی صنعتون کا کتنا بڑا حصہ ہے۔ ہم دکھا چکے ہین کہ قوم کے مصنفین اور قوم کے صناعون کا یہی کام ہے کہ وہ اپنے زمانہ کی محسوسات، ضروریات، واعتقادات وغیرہ کو جمع کرین اور اس طور پر بیان کرین کہ صفحۂ تاریخ اور صناعی کے کام ہمارے لئے اُس زمانے کی سچی تصویرین جائین۔ ہم دکھا چکے ہین کہ صناع اور مصنف حقیقت مین آزاد نہین ہین بلکہ اپنے زمانے کے خیالات و محسوسات اور اعتقادات کی زنجیرون مین جکڑے ہوئے ہین۔ اس مجموعی اثر کو کسی خاص زمانے کا رنگ کہنا چاہئے لیکن یہ وہ رنگ ہے جس مین ہر ایک زمانے کے مصنف و صناع رنگے ہوئے ہین۔ خواہ اون کو یہ امر محسوس ہو یا نہو۔ ہر ایک زمانے کا ادب اور ہر زمانے کی صنعتین علیحدہ ہین کیونکہ یہ ادب اور صنعتین اُس زمانے کی خاص ضروریات اور محسوسات کا پرتو ہین۔ ہم نے یہ بھی دکھایا ہے کہ ہر ایک قوم کی صنائع اُس کی خاص ضروریات اور محسوسات پر موقوف ہین۔ اور اسی وجہ سے کوئی قوم کسی دوسری قوم کی صنائع کو اختیار نہین کر سکتی جب تک کہ اُن مین اپنی ضرورتون کے لحاظ سے ترمیم نہ کرے۔ اِس مسئلہ کے ثبوت مین کافی ہوگا اگر ہم بطور مثال کے



(۹۱) روضۂ شاہی مقبرہ کا اندرونی حصہ گولکنڈہ دکن

۱

(۹۷) چار مینار حیدرآباد دکن



ان تغیرات کو پیش کرین جو عربون کے طرزِ تعمیر مین نہ صرف ہندوستان مین بلکہ دوسرے ممالک مین بھی جو عربون کے زیرِ حکومت تھے واقع ہوا۔

ہندوؤن کا صنعتی مادہ نہایت اعلیٰ ہے۔ وہ ہر ایک شئے کو ہندی سانچہ مین ڈال لیتے ہین

اب اگر ہم اُس خاص قابلیت کی طرف نظر ڈالین جسکو ایک قوم کا مادہ صناعی کہنا چاہیئے تو ہمین معلوم ہوگا کہ اس مادہ سے مراد وہ قوت ہے جس سے کوئی قوم کسی ملک کی قدیم صنعت کو نہ صرف اخذ کر لیتی ہے بلکہ اُس مین اپنی ضرورتون اور محسوسات کے مطابق ایسا تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ وہ صنعت ہی بالکل جدید بن جاتی ہے۔ بعض اقوام دوسری اقوام سے صنعتون کو لے لیتی ہین لیکن اُن مین کچھہ تصرف نہین کرتین۔ برخلاف اسکے بعض دوسری اقوام انہین صنعتون پر اپنی قابلیت اور مادہ ذاتی کی ایسی مہر کر دیتے ہین کہ مصنوعات کی شکل بالکل بدل جاتی ہے اور اُن مین خارجی اجزا کا محسوس کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اِس کی مثال یونانی و عرب ہین۔ یونانیون نے صنعتون کو اسٹریلیا اور مصر سے لیا۔ اور عربون نے یونان و روم سے۔ دوسری مثال ترکون کی ہے جن مین مطلق صنعتی مادہ موجود نہین ہے۔ اور وہ اسوقت تک تقلید کی تاریک گلیون سے باہر نہین نکلے ہین۔ اگر ہم قاہرہ کی مسجد عمرو کو مسجد قائتبایٔ سے مقابلہ کرین تو ہمین معلوم ہو جائے گا کہ عربون کی صنعتی قوت نے کس قدر ترقی کی ہے۔ برخلاف اِس کے اگر قسطنطنیہ کی مختلف مساجد کا باہم مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اُس بازنطینی کلیسا آیا صوفیہ کی نقلین ہین جن مین کم و بیش خارجی اجزا شامل کر دیے گئے ہین اور جن سے ترکون کی صنعتی ناقابلیت ثابت ہوتی ہے۔ ہم دیکھہ چکے ہین کہ ہندوستان مین مختلف اقوام کے فاتحین آئے ہین اس وجہ سے یہان کی صنعتون مین خارجی اثر کا پایا جانا ضرور تھا۔ لیکن ہندؤن کا صنعتی مادہ اِس قدر اعلیٰ و محسوس ہے۔ کہ وہ جس چیز کو دوسری اقوام سے لیتے ہین اُس کو بدل کر ہندی بنا دیتے ہین۔ مثلاً عمارتون مین جہان بیرونی طرز کا چھپانا دشوار تھا اُن کی اُس ذکاوت کا اثر بین طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اگر کوئی ہندو صناع کسی یونانی ستون کی نقل کرے تو وہ ستون یونانی نہین باقی رہتا بلکہ ہندی

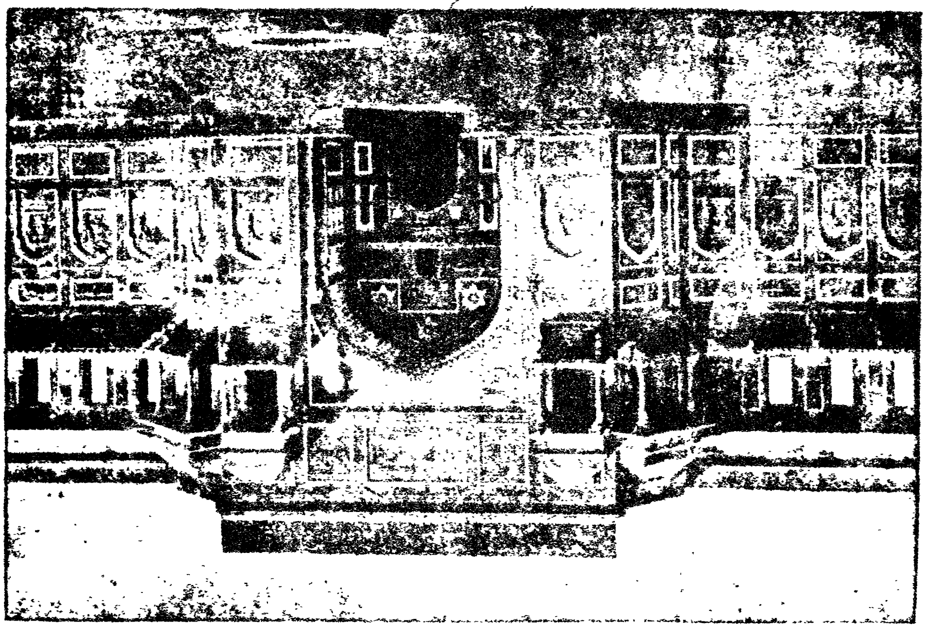
بنجاتا ہے۔اسی طرح جب ہندو صناع کسی یورپی صنعت کی نقل اُتارتا ہے تو عام صورت البتہ مغربی ہوتی ہے لیکن اُس کی ساخت اور طرز آرایش اور تفصیلات وغیرہ مین اسقدر فرق آجاتا ہے کہ مجموعی حیثیت سے وہ شے یورپی نہین رہتی۔

عمارات مین جو کچھ ہندوؤن نے دوسری اقوام سے لیا ہے وہ بہت کم ہے، اور صنعتون مین اونہون نے زیادہ اخذ کیا ہے۔لیکن اُن کے خاص صنعتی مادہ نے ان صنعتون اور حرفتون کو ایسا بدلدیا ہے کہ وہ پہچانی نہین جاتین۔ہندوون کی آرائشون مین بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تفصیلات مین بے انتہا مبالغہ ہے۔یہی بات اون کے ادب۔اور مذہبی اور فلسفی تصانیف مین بھی پائی جاتی ہے۔ہندوؤن کی صنعتون کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قوم کی دماغی حالت اور اوس کی صنائع مین کتنا بھاری تعلق ہے۔اگر اسوریون کی طرح سے ہندو بھی صفحہ روزگار سے غائب ہوجاتے تو صرف ان کی مندرون اور ان کی سنگ تراشیون کے ذریعہ سے ہمین وہی معلومات حاصل ہوجاتین جو ہم اب ہین۔ہم دیکھ چکے ہین کہ بدھ مذہب کی اصلی تاریخ معلوم کرنے مین ہمین بمقابل کتابون کے آثار قدیمہ سے کس قدر زیادہ مدد ملی ہے۔ان عام اصول کو بیان کرنے کے بعد اب ہم مختصر ہندو صنائع کا ذکر کرین گے۔

تصاویر اور سنگ تراشی

سنگ تراشی | ہندوؤن سے زیادہ کسی قوم نے اپنی عمارات کو آرایشون مین سنگ تراشی سے کام نہین لیا ہے۔ان کی یادگارون مین ہزارہا بت اور منبت تصاویر پائی جاتی ہین۔لیکن عجیب بات یہ ہے کہ ان کی کتابون مین سنگ تراشی کا مطلق ذکر نہین ہے۔فرگیسن نے بھی اسی کمی کا ذکر کیا ہے لیکن ایسا نہین معلوم ہوتا۔کہ کسی نے اس کمی کے پورا کرنے کا خیال بھی کیا ہو۔ہندو مذہبی حکایات اور دیوتاؤن کے قصے

شمشاد منزل ـــ [illegible] (۷۵)



کہانی کی کتابون مین جو بدنما اور بدصورت تصویرین بنی ہوئی ہین۔ اون سے کوئی اندازہ سنگ تراشی کا نہین ہوسکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کتابون کے شائع کرنے والون نے خاص طرح کی بدترین مثالون کو یکجا کر دیا ہے۔ انہین تصاویر کے دیکھنے سے یورپ مین ایک غلط خیال پیدا ہوگیا ہے کہ ہندی سنگتراشی بہت ہی ادنیٰ درجے کی ہے۔ ہمین امید ہے کہ جو تصاویر ہماری کتاب مین درج کی گئی ہین اُن کے دیکھنے سے یہ غلط خیال دور ہوجائیگا۔ بھونیشور۔ سانچی۔ ایلورا۔ اجنٹا۔ بدامی۔ کھجوراہا۔ کلنبہ کنم مین ہمنے دیکھا ہے کہ کم درجے کی سنگ تراشی کے ساتھ ساتھ ایسی عمدہ دستکاری بھی موجود ہے جس سے یوروپی صناع بھی نہ شرما مین۔

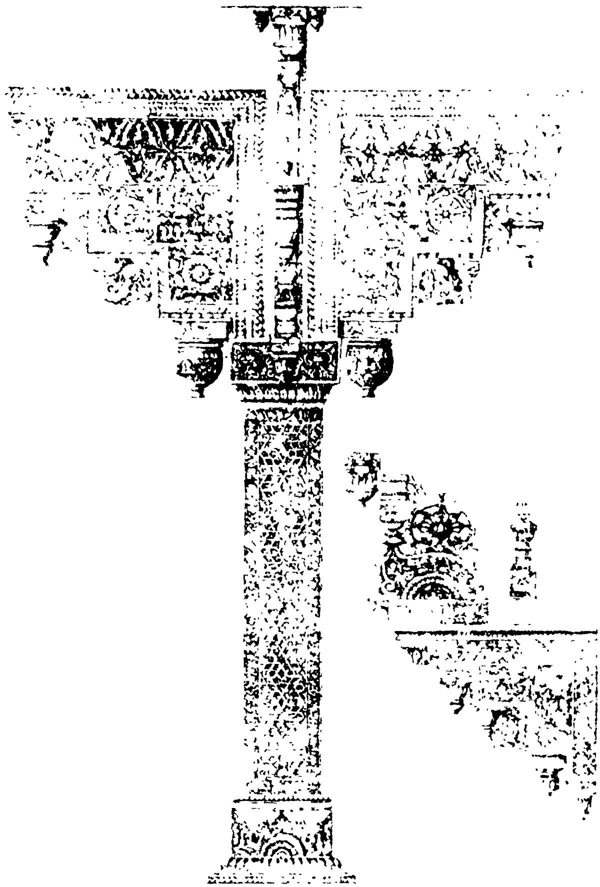
اودے گیری۔ بھرہت۔ سانچی اور مہابلی پور کی منبت کاریان جو اس تصنیف مین دکہائی گئی ہین دنیا کی عمدہ ترین صناعیون مین محسوب ہوسکتی ہین۔ علم تشریح کے لحاظ سے البتہ یہ مورتین صحیح نہین بنی ہین کیونکہ ہندوؤن کا جبلّی مبالغہ یہان بھی موجود ہے۔ عورتون کے سینے اور بدن ایسے ہین جو فطرت مین نہین پائے جاتے اسی طرح چار ہاتھ والے دیوتا ہماری یورپی آنکھ کو تکلیف دیتے ہین۔ تاہم یہ سنگ تراشیان نہایت ہی عجیب وغریب ہین۔ ان مین وہ سردمہری نہین پائی جاتی جو ہمارے زمانہ متوسط یا مصر کی مورتون مین ہے۔ یہ دیوتا اور دیویان اور بہادر جن سے ہندو مندر بھرے ہوئے ہین ایک زندہ خلقت ہے جو دیوارون اور ستونون سے نکلکر سیاحون سے ہاتھ ملانے کیلئے طیار بیٹھے ہین۔ یونان کی سنگتراشی بہت زیادہ باقاعدہ ہے لیکن اسکے ساتھ ہی وہ سرد اور زندگی سے بھی خالی ہے۔ ان سنگ تراشیون کا زیادہ بیان لکھنا بے فائدہ ہے ایک مثال کے دیکھنے سے جس قدر واقفیت حاصل ہوتی ہے وہ سفرون کے بیانات پڑھنے سے نہین ہوتی۔ اور ہم اپنے کتاب کے پڑھنے والون کو اُن تصاویر کیطرف متوجہ کرتے ہین جو ہمنے کتاب مین درج کی ہین۔

مورتون کی جو تصویرین ہم نے اپنی کتاب مین درج کی ہین اُن کے نیچے اُن کا زمانہ بھی لکھدیا

ہے۔ ان سے کے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ سنگ تراشی کی عمدگی زمانہ کے لحاظ سے ترقی پذیر نہیں ہوئی ہے۔ مثلاً سب سے عمدہ سنگ تراشی جو سانچی اور برہت مین پائی جاتی ہے دو سو سال قبل مسیح کی ہے۔ برخلاف اس کے آبو کی سنگ تراشیان جنکا زمانہ بارہوین صدی مسیحی ہے کم درجہ کی ہین۔ اور اوسی زمانہ کی بنی ہوئی کھجوراہو کی سنگ تراشی نہایت عمدہ ہین۔ اسی طرح جنوب ہند مین بعض جدید مندرون کی سنگ تراشیان عمدہ اور خوبصورت ہین اور بعض نہایت بدصورت۔ نہ تو ہند کے ادب مین اور نہ ہند کی صناعی مین کوئی آثار تدریجی ترقی کے نظر آتے ہین۔

رنگین تصاویر

ہند کی صنعت مین سنگ تراشی اور بت تراشی کثرت سے پائی جاتی ہے۔ لیکن رنگین تصویرین برخلاف اسکے نہایت کم ہین۔ اور ان کا وجود صرف اجنٹہ کے مندرون مین ہے۔ ان مین دوری اور نزدیکی کا لحاظ تو بالکل نہین ہے لیکن اشکال جیسا ہماری تصویرون سے ظاہر ہوگا، درست کھنچی ہین۔ اور صورتین زندہ اور پھڑکتی ہوئی معلوم ہوتی ہین۔ یہ ان سر دیز بطینی تصاویر سے بہت بہتر ہین، اور شک نہین کہ جس زمانہ مین یہ بنائی گئین یورپ مین کوئی مصور ایسا نہ تھا جو ان سے بہتر بنا سکتا۔ افسوس یہ ہے کہ مابعد زمانہ کی تصاویر بالکل تلف ہوگئی ہین۔ قدیم قلمی کتابون مین جہان کہین تصویرین بنائی گئی ہین (اور جنکا زمانہ اسلامی تسلط سے مابعد کا ہے) اون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوون نے اس فن مین زیادہ ترقی نہین کی۔ سلطنت مغلیہ کے زمانہ مین ہندو مصور ایرانیون کے شاگرد بنے۔ لیکن اون کی بنائی ہوئی تصویرین جو کتابون مین نظر آتی ہین اور جن مین سے بعض ہماری کتاب مین درج کی گئی ہین۔ ایسی بھدی ہین کہ ان مین خوبی قلم سے اصطلاحی عیوب کی تلافی نہین ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تصویر کشی کا فن ہندوستان



(۹۹) رنگ محل آگرہ کا ایک ستون

مین ناکامل حالت مین رہا کیا تصویر کشی، اور کیا ادب مین، ہند کا ملک اوسی درجہ پر رہ گیا ہے جسکو یورپ کے ازمنہ متوسط سے تعبیر کرتے ہین۔

حرفتی فنون۔ لکڑی اور فلزات کا کام۔ جواہرات کی صنعتین

صناعی مین ہند وبہت اعلیٰ ہین

عموماً فنون لطیفہ کی اصطلاح تصویر کشی، سنگ تراشی، اور فن تعمیر تک محدود سمجھی جاتی ہے۔ اور حرفتی فنون، سے وہ کام مراد ہین جو انسان کی ضروریات سے متعلق ہین۔ مثلاً سنار کا کام بڑھئی کا کام لہار کا کام وغیرہ جن مین کم وبیش کلون سے کام لیا جاتا ہے۔ یہ تقسیم زیادہ تر مغربی فنون مین ملحوظ رکھی گئی جہان حرفتی فنون مین روز بروز کلون کا استعمال زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے مشرق مین یہ فنون بھی صناع کی ذاتی قابلیت اور کاریگری پر موقوف ہین۔ صناعی ایک اعلیٰ چیز ہے اور صناعی سے بذریعہ آلات کام لینا ایک دوسری چیز۔ مثلاً کسی مرصع پیالے یا خنجر کے قبضہ کے بنانے مین بہت زیادہ مادہ صناعی صرف ہوتا ہے بمقابل کسی پنج منزل عمارت یا ریل کے اسٹیشن تعمیر کرنے کے۔ بس ہم نے فی الواقع محض اصطلاح کو قایم رکھنے کی غرض سے ایسے فنون کو بھی فنون حرفتی کا نام دیدیا جو فی الواقع اعلیٰ صناعی کا نمونہ ہین اور جن کو دراصل فنون لطیفہ مین شامل کرنا چاہیے۔

لندن مین ہند کی حرفتی فنون کا اتنا عمدہ ذخیرہ موجود ہے کہ ان صنعتون کا مطالعہ آسان ہو گیا ہے اور نیز۔ برڈوڈ اور جیفالوی اور کپلنگ وغیرہ نے ایسے عمدہ رسالے مختلف صنعتون پر لکھے ہین کہ ان کا زیادہ بیان کرنا فضول ہوگا۔ اصطلاحی تفصیلات کیلئے کتاب کے پڑھنے والے کو فوق الذکر تصنیفات کی طرف رجوع کرنا چاہیے یہان ہم صرف عام طور پر ان حرفتون کا ذکر کرین گے اور انکی چند مثالین جو ہم نے اپنے سفر ہند مین جمع کی ہین درج کرین گے۔

ہندو ظروف کی صناعی مین ہمیشہ سے کاریگر ہین۔

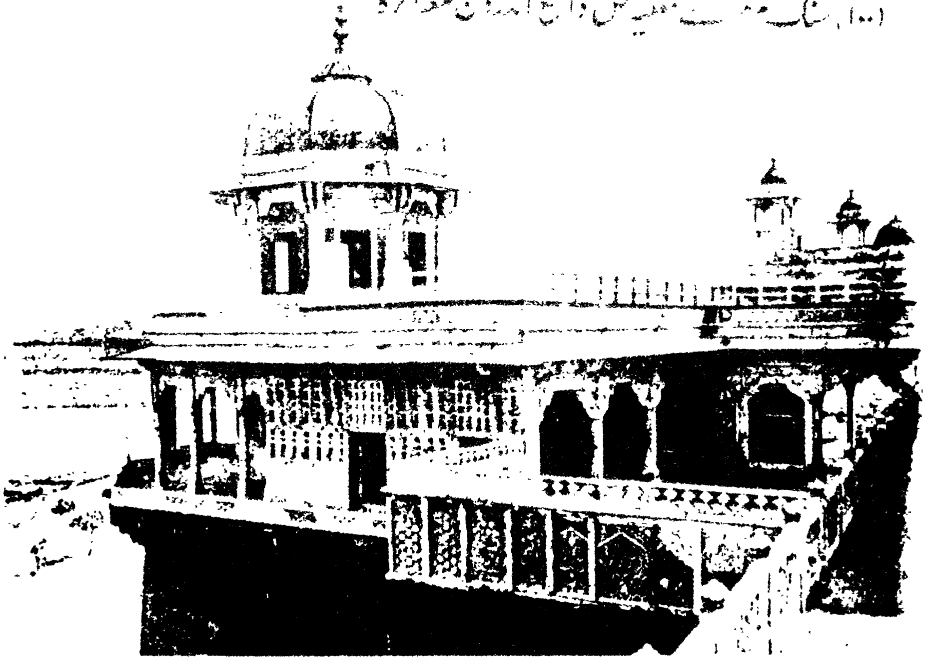
ہندوستان کی صنعتون مین وہ صنعت جو مدت ہاے دراز سے چلی آتی ہے اور جس کو اول کہنا چاہیے ظروف کا کام ہے۔ اگرچہ بمرور زمان اور متعدد فتوحات کی وجہ سے اس صنعت کی قدیم مثالین نہایت کمیاب ہوگئی ہین تاہم ہمنے تصاویر مین ایک بدھ زمانہ کا طلائی صندوقچہ تبرکات رکھنے کا دکھایا ہے جو دریاے کابل کی گھاٹی مین ایک ٹوپ کے اندر ملا تھا۔ اس صندوقچہ کے ساتھ سکّے نکلے ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ پچاس سال قبل مسیح کا ہے۔ یہ منجملہ اُن صناعیون کے ہے جو بدھ اور یونانی طرز کے میل جول سے پیدا ہوئی ہے کابل کے قرب وجوار مین اور کشمیر اور پنجاب مین سونے اور چاندی کا کام نہایت عمدہ بنتا ہے جیسا کہ ہماری تصویرون سے معلوم ہوگا۔ لیکن اصل یہ ہے کہ تمام ہند مین سونے۔ چاندی۔ تانبے اور کانسے کا کام اعلیٰ قسم کا بنتا ہے اور تنجور کی ایک صنعت مشہور ہے جس مین کانسے پر تانبے اور چاندی کی مرصع کاری ہوتی ہے۔

ہندو اپنی روزمرہ کی زندگی مین چینی کے برتنون کی جگہ کانسے اور تانبے کے برتن استعمال کرتے ہین۔ اسوجہ سے ان دونون ظروف کے کام نے بڑی ترقی کی ہے۔ بعض گول تانبے کے گھڑے جو پانی رکھنے اور لیجانے کے لیے مستعمل ہین نہایت خوبصورت ہوتے ہین۔ قدیم گھڑے البتہ آجکل کے گھڑون سے بہت بہتر ہوتے تھے اور ان مین سے ایک لندن کے ہندی عجائب خانہ مین موجود ہے جو کولو کا بنا ہوا ہے اور اس پر بدھ کی زندگی کے واقعات کندہ ہین۔ ہندو دستکاری صرف سونے تانبے اور کانسے ہی تک محدود نہین ہے لوہے کی دستکاری بھی اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اس کا اندازہ ہمین اس لوہے کی لاٹ سے ہو سکتا ہے جو قطب کی مسجد کے اندر واقع ہوئی ہے اور راجہ دھو کے عہد کی ہے یہ چوتھی صدی عیسوی مین بنی تھی حالانکہ یورپ مین تھوڑے ہی زمانے سے اور وہ بھی پیچیدہ کلون کے استعمال سے اتنی بڑی بڑی اشیا کا ڈھالنا ممکن ہوا ہے۔

دھات پر پچیکاری کا کام ہند کی اعلیٰ صنعت ہے۔

ایک ظرف کی دوسری ظرف پر پچیکاری اور میناکاری بھی ہند کی قدیم صنعتون مین

(۱۰۰) سنگ مرمر سے مثمن برج واقع اندرون قلعہ آگرہ



سے ہین۔ اور یورپ کبھی اِن کی خوبی کو نہین پہونچ سکا۔ زیورات البتہ یورپی طرز کے نہین ہین لیکن اِن کی ساخت مین جو باریکی اور صناعی دکھائی جاتی ہے وہ ہرگز یورپی کام سے کم نہین ہندو شیشہ بھی بناتے تھے اور جواہرات کے تراشنے کا کام بھی کرتے تھے اگرچہ اِن دونون صنعتون مین یورپی اِن سے بڑھ گئے لیکن ہاتی دانت اور لکڑی پر نقاشی کے کام مین ان کا مقابلہ نہین کر سکے۔

فولادی ہتیار | ہندو صنعتون مین فولادی ہتیار اعلیٰ درجہ رکھتے ہین۔ نہ صرف اِن کی ساخت باریک اور پیچ کاری عمدہ ہے بلکہ اِن کا فولاد بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ اور قدیم زمانہ سے یہ مشہور معروف ہے۔ ڈاکٹر برڈوڈ کی راے ہے کہ دمشق کے تیغے جو پرانے زمانے مین اِس قدر مشہور تھے ہند کے فولاد کے بنتے تھے۔ ہند کے فولاد کی تعریف یونانیون نے بھی کی ہے۔ اور سب سے عمدہ قسم کا فولاد مقناطیسی لوہے سے بنتا ہے۔

ہندوؤن نے اُن کل صنعتونکو جو مختلف فاتحین ملک مین لائے تھے فوراً اخذ کر لیا اور بالکل بدل دیا۔ سفید پتھر مین مختلف الالوان قیمتی پتھرون کی پچے کاری کا فن جو اطالیہ سے آیا۔ اور جس مین پکھراج فیروزہ سنگ سرخ نیلم وغیرہ استعمال کئے جاتے ہین۔ اسوقت تک آگرہ مین موجود ہے۔ اس صنعت نے مغل بادشاہون کے وقت مین بڑی ترقی تھی کیونکہ وہ اِس کو وہ اپنی عمارتون کی آرایش مین استعمال کرتے تھے۔

شال وقالین | ریشمی کپڑا۔ قالین۔ اور شال بافی وغیرہ اب بھی ہند مین اس درجہ کمال پر ہے کہ یورپ مین ویسی صناعی مشکل ہے۔ لیکن کلون کا بنا ہوا سستا مال جو یورپ سے آرہا ہے بہت جلد اِن صنعتون کا خاتمہ کر دے گا۔ اگرچہ مٹی کے برتن ہند کے ہر ایک گاؤن مین بنتے ہین لیکن اِس صنعت مین وہ یورپ کا مقابلہ نہین کر سکتے۔ اگرچہ بعض رنگین برتن حسن سے خالی نہین ہین۔

اینٹ کی دیوارون پر میناکاری اینٹون کی استرکاری جو اسلامی فتوحات کے زمانہ سے ہند مین جاری

ہے۔ فی الواقع ایرانی صنعت ہے جیسا کہ ایران کی قدیم شاہی عمارات کے کھنڈرون سے معلوم ہوتا ہی اس میناکاری کے عوض مین اب صرف چونے کی استرکاری پر رنگ لگا دیا جاتا ہے جیسا کہ گولکنڈہ کے شاہی مقبرون مین نظر آتا ہے۔ یہ آرایش بالکل دیرپا نہین ہے برخلاف اس کے میناکار اینٹین کبھی ضائع نہین ہوتین۔ مشرقی دنیا کی کل عمارتین جن مین میناکار اینٹون کی پچی کاری ہے مثلاً بیت المقدس مین مسجد عمر۔ لاہور کی بعض عمارات۔ گوالیار کا قلعہ، یہ سب اُس قسم کی یادگارون مین ہین جو ہماری آنکھون کو چکاچوند مین لاتی ہین۔ جسوقت انسان اُن کے مختلف الالوان رو کار کو جس مین قوس قزح کی رنگ آمیزی نظر آتی ہے، دور سے دیکھتا ہے تو اُسے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی خیالی قصر ہے جسے جنات نے بنایا ہے۔ ہماری تعلیم کا نقص کسی چیز سے اس قدر ثابت نہین ہوتا جیسا اس امر سے کہ یورپ نے اس وقت تک کوئی ایسا صناع نہین پیدا کیا جو مغربی قصرون مین اس بے بہا طریقہ آرایش کو استعمال کرتا۔

ہندوؤن کا تخیلہ قوی گر عقل کمزور ہے۔

یہان ہماری تصنیف کا وہ حصہ جو عمارات اور صنائع سے متعلق ہے ختم ہوتا ہے۔ یہ صنائع ایک ایسی قوم کی ملک ہین جو بالطبع صناع اور شاعر ہین۔ جن کا تخیلہ قوی لیکن عقل کمزور ہے۔ ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ایک ظلمات کے عالم مین پہونچ گئے جہان کے قصے کہانیان، جہان کی شان و شوکت اور عجائبات، اور خلاف فطرت خلقت ہمین اچنبھے مین ڈالتی ہے یہ عجیب و غریب مصنوعات جو روز بروز گرد زمانہ کے نیچے دبتی جاتی ہین دوبارہ نہ ابھرین گی۔ اور انہین پھر کوئی نہین بنائے گا۔ ہمین چاہیے کہ اقلاً ہم ان کے کھنڈرون کی حفاظت کرین۔ اس سودمندی پسند زمانہ کی کشمکش نے انسان کو اس درجہ مصروف کر دیا ہے کہ اُسے اتنی فرصت بھی نہین جو اس قدیم تاریخ کو آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔ لیکن ہمین ان پر اسرار یادگارون کو ذلیل نہین سمجھنا چاہیے۔ یہ قدیم عبادتگاہین جو اس وقت خاموش اور سنسان ہین۔ یہ پرانی سنگ تراشیان، یہ گرتی ہوئی میناکاریان جنکو ہمارے انجنیرون کے پھاوڑے توڑ توڑ کر گرا رہے ہین۔ اور ریل بچھانے کے لئے زمین طیار کر رہے



(۱۰۱) موتی مسجد آگرہ

ہین۔ فی الواقع اُس قدیم زمانہ کی زندہ تاریخ ہین جسنے ہمین ویسا بنایا جیسے ہم اب ہین۔ اور جسکو ہمارے مستقبل مین بھی بہت بڑا دخل ہوگا۔

کتاب ششم

موجودہ ہند۔ اعتقادات۔ نظامات۔ رسوم وعادات

باب اول

ہندوؤن کی دماغی حالت

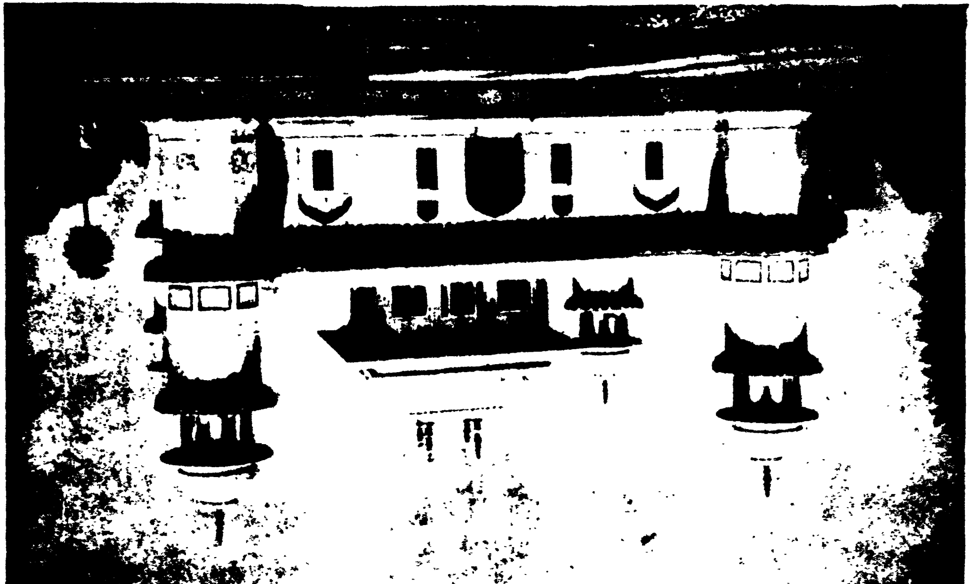
ہندوؤن کے دماغی خصایص کا پتہ ان کی کتب ادب سے

ہم نے اس کتاب کے اُس باب مین جہان مختلف اقوام ہند کی دماغی اور اخلاقی وخصائص سے بحث کی گئی ہے اُن عام خصائص کا ذکر کیا ہے جو ہند کے باشندون مین بوجہ اتحاد مرزبوم ونظامات واعتقادات پیدا ہوئی ہین۔ اسی طرح اُن ابواب مین جو ہند کی تاریخ تمدن سے متعلق ہین دکھایا گیا ہے کہ نظامات اور اعتقادات کیونکر صدیون مین بتدریج اپنی موجودہ حالت پر آئے ہین۔ اب ہم اپنی تحقیق کو ایک درجہ اور بڑھائین گے اور ہندوؤن کی دماغی حالت کو درست طور پر معلوم کرنیکے لئے ہم اُن کی زندگانی کے مختلف پہلوؤن پر نظر ڈالین گے اور کسی خاص امر کے متعلق ان کے خیالات اور اعتقادات کو معلوم کرین گے۔ مثلاً ہم معلوم کرین گے کہ اُن کا خیال انسانی زندگی کے متعلق یا اصول کردار کے متعلق کیا ہے۔ غرض ہم اُن کی دماغی حالت

پر ایک عمیق نظر ڈالین گے۔ البتہ رسوم ورواج اور نظامات کے مطالعہ سے بہی ہمین تہوڑی بہت اطلاع مل سکتی ہے۔ لیکن ہندؤون نے اپنی عملی زندگانی کے تجربون کو کتابون مین درج کیا ہے۔ اور اگرچہ کسی قوم کی دماغی خصائیص کا پتہ اُس کی کل تصانیف سے لگتا ہے لیکن زیادہ تر اُس قوم کی کتب ادب سے پس اُن اغراض کے لحاظ سے جو ہمارے سامنے ہین ہمین دوسری تصنیفات سے کام لینا نہین ہے مثلاً ہندؤون کی مذہبی اور فلسفی کتابون کے مصنّف وہ اشخاص ہین جن کی دنیا ہی الگ ہے۔ اور انہین اصلی دنیا سے کوئی تعلق نہین ہے۔ راماین ومہابہارت محض خیالی نظمین ہین جن کی تصنیف مین متخیلہ مطلق العنان چہوڑ دیا گیا ہے۔ ان مین بیشک اُس زمانہ کی جس سے یہ متعلق ہین جہلک معلوم ہوتی ہے لیکن ہر ایک چیز مین بے انتہا مبالغہ ہے۔ ان مضمون مین کیا اشخاص اور کیا افعال بالکل مبالغہ سے بہرے ہوے ہین۔ ایک حد تک البتہ ان سے کام لیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر ایک شاعر اپنے زمانہ کی مرسوم کا پابند ہے لیکن اس کام لینے مین سخت احتیاط درکار ہے۔

ہماری خوش قسمتی سے ایک بہت بڑا ذخیرہ معلومات کا ہم تک پہونچا ہے۔ اور یہ ذخیرہ گویا کل قوم کا جمع کیا ہوا ہے۔ ہماری مراد اُن تمثیلون کہاوتون اور قصون سے ہے جو ملک مین مشہور ومعروف ہین کسی نے سچ کہا ہے کہ ہر ایک قوم کی مثلین اُس قوم کے تجربون کا لب لباب ہین۔ ان امثال مین بیساختہ طور پر اور اختصار کے ساتھ اُس قوم کی جس کی وہ امثال ہین دماغی حالت رسوم ورواج وغیرہ دکہائے گئے ہین۔ یہ ہر شخص کی زبان پر ہین۔ کیونکہ ان مین ہر فرد قوم کا دلی خیال ظاہر کیا گیا ہے۔ ہندؤون مین اس قسم کی کہاوتین اور مثلین کثرت سے ہین۔ ان کے ہر ایک قصہ کہانی مین جابجا مثلین بہری ہوئی ہین۔ وہ اشتباہ معنی اور عدم تحقیق جو ہندو کلام کا خلاصہ ہے ان امثال مین نہین پایا جاتا۔ ان کے معنی بالکل صاف اور صریح ہین۔ کیونکہ یہ عوام الناس کے خیالات کا خاکہ ہین۔ اور ان کے معنی مین اگر ذرا بہی شک کی گنجایش ہوتی تو یہ عوام کی زبان پر جاری نہ ہوتین۔ یہ امثال اسقدر متداول ہین کہ ان

پلیٹ ۹۵ نمبر ۲ ۱۹۵۱ء (۱۰۲)



کے الفاظ مختصر اور مٹے ہوئے رہ گئے ہیں۔ پس ہم انہیں امثال اور کہاوتوں کے ذریعہ سے ہندؤوں کی دماغی حالت کا مطالعہ کرین گے۔ تاریخی بیانات سے ہمین کبھی ویسا صحیح نتیجہ نہین حاصل ہوتا جیسا امثال کے مطالعہ سے کیونکہ مورخ ہمیشہ اپنے مرز بوم اور اپنے زمانے کے مسلمات اور اپنے قدیم اور موروثی خیالات کا پابند ہے۔

پنچ تنتر و ہتوپدیش مین نے ہندو تصانیف اور علی الخصوص پنچ تنتر اور ہتوپدیش سے انتخاب کیا ہے اور انتخابون کو چند فصلون مین تقسیم کر دیا ہے مثلاً زندگانی کے مسائل مختلف مواقع پر مختلف عمل اخلاقی تعلیم ملک داری کے اصول وغیرہ وغیرہ ان انتخابات مین مین نے مہابھارت یا دیدیہ منوشاستر کے مقولے اس وقت شامل کئے ہین جبکہ یہ پنچ تنتر یا ہتوپدیش کے خیالات کی تائید مین واقع ہوئے تھے اور جس سے ثابت ہوتا تھا کہ یہ مقولے زمانہ دراز سے ملک کے عام مسلمات مین شامل ہوگئے تھے مثلاً پنچ تنتر کے کسی قدر مضحک مقولون کی جو عورتون سے متعلق ہین منوشاستر کی سی تصنیف بھی جو سالہا سے دراز سے ملک کا قانون رہی ہے تائید کرتی ہے۔ اصل یہ ہے کہ جس وقت کسی قوم کے مسلمات اس درجہ پر پہونچ جاتے ہین کہ وہ مثلون مین داخل ہوجائین تو پھر یہ امر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ یہ خیالات پشتہا پشت سے قوم مین چلے آتے ہین۔

ان انتخابات کے متعلق ہم نے جا بجا اپنی مختصر رائے بھی بیان کی اور اُن کو مندرجہ ذیل دس سرخون مین تقسیم کیا ہے۔ اول قسمت دوم فطرت و جبلت سوم زندگی چہارم بڑھاپا اور موت پنجم انسانی افعال کے محرکات ششم عورت ہفتم علم اور جہالت ہشتم دولت و فلاکت۔ نہم مختلف صورتون مین انسان کو کیا کرنا چاہیے دہم سیاست اور تدبیر ملک۔

اول قسمت

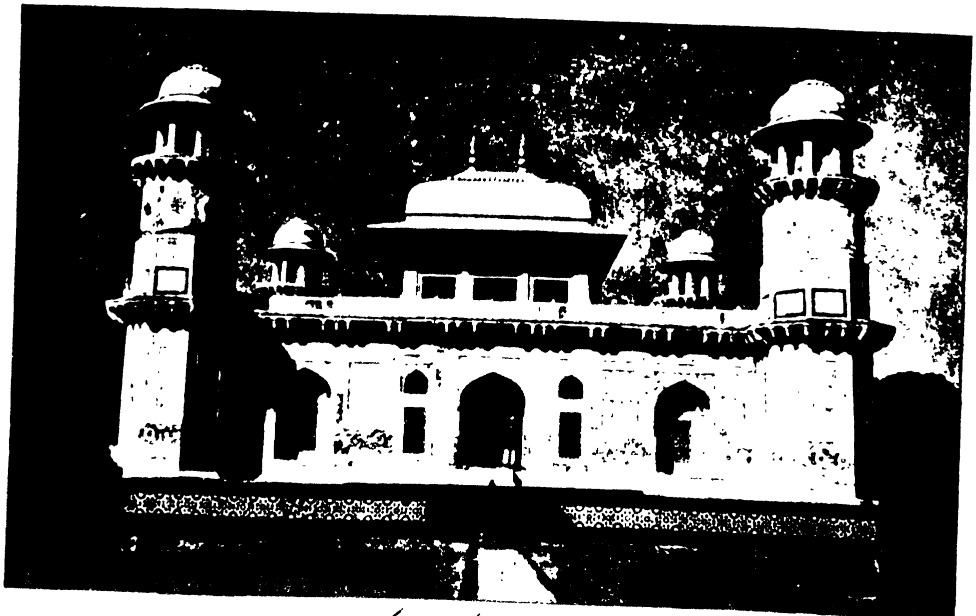
ایک خاص طول بلد سے گذرنے کے بعد کل مشرقی اقوام قسمت کی قائل پائی جاتی ہین اور اس اعتقاد کو اُن کے مذہب سے تعلق نہین ہے۔ کیونکہ اس اقوام مین مختلف مذاہب کے اشخاص نصرانی مسلمان ہندو شامل ہین۔ یہ قسمت کا اعتقاد ہمیشہ مذہبی کتابون مین نہین پایا جاتا لیکن قوم کے رگ وریشہ مین پیوست ہے۔ تمام ایشیائی اقوام کا اعتقاد یہ ہے کہ زندگانی کے کل واقعات اس مضبوطی کے ساتھ پہلے سے مقرر کردئے گئے ہین کہ اُن مین کسی قسم کا تغیر پیدا کرنا انسان کے امکان سے خارج ہے روسی جو سر جھکاتا اور کہتا ہے کہ "کیا کیا جائے" اور مسلمان جو سر تسلیم خم کرکے کہتا ہے کہ "قسمت کا لکھا یہی تھا" اور ہندو جس کا اعتقاد یہ ہے کہ "جو نہین ہونے والا وہ کبھی نہین ہوتا اور جو ہونے والا ہے اُس کے خلاف کبھی نہین ہوتا" سب کے سب قسمت کو ایک ایسی زبردست قوت مانتے ہین جو انسان کے کل افعال کو اس طرح مقرر کرتی ہے کہ اُسمین تغیر نہین ہوسکتا۔

مندرجہ ذیل انتخابات مین یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ عربون مین یہ اعتقاد اُن کو کُل پُرانی دنیا کے فتح کرنے سے مانع نہین ہوا اُسی طرح ہندؤن مین بھی یہ انسان کی کوشش کا مانع نہین سمجھا گیا ہے جیسا بعض مثالون سے ظاہر ہوجائیگا۔

"جو نہین ہونے والا وہ ہرگز نہین ہوتا ہے اور جو ہونے والا ہے اُس کے خلاف کبھی نہین ہوتا یہ استدلال فکر کے زہر کا تریاق ہے بس ہم اسے کیون نہ کام مین لائین" (رہتوپدیش باب اول شعر ۲۰)

"قسمت نے ہماری پیشانی پر ایک سطر چند حرفون کی لکھی ہے جس کو ہمارا عالم سے عالم شخص اپنے علم سے مٹا نہین سکتا" (پنچ تنتر دوسرا منتر شعر ۱۷۲)

"جو سمندر مین ڈوب جائے۔ یا پہاڑ پر سے گرے۔ یا آگ مین گرجائے۔ یا اُسے سانپ ڈسے اگر اس کی زندگی



(۱۰۳) اعتماد الدولہ کے مقبرہ کی صناعی

ہے تو وہ سلامت رہیگا" (ہتو پدیش باب دوم ۱۴)

" اِس دنیا کے کل کام قسمت پر بھی ہین اور انسان کی کوشش پر بھی۔ لیکن ان دونون مین قسمت کو کوئی جانتا نہین کہ کیا ہے۔ لیکن انسانی کوشش سے کام لیا جا سکتا ہے" (منوشاستر ساتوان باب ۲۰۵)

" انسان کو چاہیئے کہ قسمت کا خیال رکھتے ہوے بھی اپنی کوشش نہ چھوڑے بلا کوشش کے کوئی سرسون سے تیل نہین نکال سکتا" (ہتوپدیش دیباچہ ۳۰)

فصل دوم۔ انسانی جبلت

انسان کے طبعی رجحانات کا اثر اُس کی جبلت پر ایسا صاف اور صریح ہے کہ ہندوؤن نے بھی اس کو محسوس کیا۔ یہ رجحانات وراثت کے ذریعے سے پہونچتے ہین۔ اور پیدایش کے ساتھ ہی انسان مین آجاتے ہین۔ یہ اُس کی جبلت ہے اور مرزبوم اِس جبلت مین صرف ترمیم کر سکتی ہے۔ اُس کو بدل نہین سکتی۔ ہندوون نے انسانی جبلت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اُس مین اب بھی بہت کم ترمیم کی گنجایش ہے۔

" جبلت نصیحت سے نہین بدلتی۔ پانی کتنا ہی گرم کیا جاے آخر جلکر ٹھنڈا ہو جاتا ہے" (پنچ تنتر پہلا منتر شلوک ۲۵۰)

" مگر آگ ٹھنڈی ہوتی یا چاند مین جلانے کی خاصیت ہوتی تب البتہ اِس دنیا مین بھی انسان کی جبلت بدل سکتی ہے" (پنچ تنتر) باب اول شعر ۲۸۸)

" ہر شخص کی جبلت ہی کا امتحان ہونا چاہیے۔ اور خصائص کا امتحان ضرور نہین۔ کل خصلتون مین جبلت سب سے اوپر چڑھ کر بیٹھتی ہے (ہتوپدیش باب اول ۵۸)

" انسان اپنی جبلت کو بمشکل بدل سکتا ہے۔ اگر کتے کو بادشاہ و بنادو تب بھی جوتے چبانا نہین چھوڑے گا"

(ہتوپدیش تیسرا باب ۱۰)

"جس شخص کے اخلاق ایسے ہوں جو آریوں کے شایان نہیں یعنی اس میں سختی۔ بیرحمی اور ہمیشہ اپنے فرایض کی طرف سے غفلت ہو تو وہ شخص کم نسل ہے۔" (منوشاستر دسواں باب ۵۸)

"کم نسل شخص اخلاق میں یا تو اپنے باپ کے مشابہ ہے یا اپنی ماں یا دونوں سے۔ وہ کبھی اپنی اصل جبلت کو چھپ نہیں سکتا۔" (منوشاستر دسواں باب ۵۹)

فصل سوم۔ زندگی بڑھاپا موت۔

اس فصل میں جو مقولے نقل کئے گئے ہیں ان میں عام خیالات زندگی اور دنیاوی آسودگی کے متعلق بیان کئے گئے ہیں۔ اور اس کے بعد بڑھاپے اور موت سے بحث کی گئی ہے۔ بعض مقولے تو البتہ مایوسانہ ہیں لیکن مجموعی طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ زندگی کا اندازہ درست کیا گیا ہے اس میں نہ زیادہ سبز باغ دکھایا گیا ہے اور نہ زیادہ مایوسی۔ یہ سمجھا گیا ہے کہ زندگی وہ چیز ہے جس سے ذری تمتع حاصل ہوتا ہے اور اس سے تمتع حاصل کرنے میں جلدی کرنی چاہئیے۔ کس قدر ناچیز کیوں نہ ہو زندگی کل نعمتوں میں سب سے بڑی سمجھی جاتی تھی اور ہند کے عقلا نے اس کے لئے ہر چیز سے درست بردار ہونے کا مشورہ دیا ہے۔

"جو کوئی بلا خواہشوں کے زندگی کرتا ہے اور کچھ امید بھی نہیں رکھتا اس نے سب کچھ پڑھا ہے سب کچھ دیکھا ہے اور سب کچھ کر چکا ہے۔" (ہتوپدیش باب اول ۴۳)

"جو کوئی مصیبت میں رنج نہیں کرتا۔ فلاح پر خوش نہیں ہوتا۔ اور لڑائی کے وقت نہیں ڈرتا۔ وہ دنیا میں تلک ہے۔ بہت کم مائیں ہیں جو ایسے پوت جنتی ہیں۔" (ہتوپدیش باب اول ۴۴)

"جوانی حسن زندگی دولت اور حکومت۔ اور پیاروں کا ساتھ۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہمیشہ نہیں رہتیں عقلمند کو انکی فکر میں



نہیں پڑنا چاہیئے" (ہتوپدیش باب چہارم ۱۰)

"عقلمند علم اور دولت حاصل کرتے وقت نہ بڑھاپے کا خیال کرے نہ موت کا۔ لیکن نیکی کرتے وقت وہ یہی خیال کرے کہ موت اُسے بال پکڑ کر کھینچ رہی ہے" (ہتوپدیش دیباچہ ۳۰)

"وہ کون شخص ہے جو اپنے سے نیچے طبقے کے لوگوں کو دیکھے اور اُس کو اپنی بڑائی نہ معلوم ہو۔ جب اپنے سے اوپر کے لوگوں پر نظر ڈالے تب ہی اپنی کمی معلوم ہوتی ہے" (ہتوپدیش کتاب دوم ۲)

"سانپ ہوا پی کر رہتے ہیں اور بھر کمزور نہیں ہوتے۔ جنگلی ہاتھی سوکھی جھاڑیاں کھا کر مضبوط ہوتے ہیں۔ ریاضت کرنے والے راہب (رشی) بہت کم کھاتے ہیں (پر) زندہ رہتے ہیں۔ اصل میں قناعت انسان کے لئے سب سے بڑی دولت ہے" (پنچ تنتر باب دوم شعر ۲۰)

"جو شخص اپنے مال کو نہ اپنی ذات پر خرچ کرتا ہے نہ کسی دوسرے کو دیتا ہے اُس کی زندگی مثل لوہار کی دھونکنی کی ہے جو سانس لیتی ہے۔ لیکن زندہ نہیں ہے" (ہتوپدیش کتاب اول ۱۶۸)

"دھرم کیا چیز ہے؟ ہر ذی روح پر رحم کرنا۔ آسودگی کیا چیز ہے؟ ہر ایک مخلوق کے لئے صحت۔ محبت کیا چیز ہے؟ نیک طبیعت۔ علم کیا چیز ہے؟ بُرے بھلے میں امتیاز" (ہتوپدیش باب اول ۱۵۲)

"عقلمند کبھی اُن چیزوں پر افسوس نہیں کرتے جو تلف ہو گئی۔ اور نہ مُردے پر یا کھوئی ہوئی چیز پر روتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عقلمند اور بے عقل میں فرق یہی ہے" (پنچ تنتر)

"انسان کو چاہیئے کہ خاندان کی خاطر سے کسی فرد خاندان کو چھوڑ دے۔ گاؤں کی خاطر سے خاندان کو چھوڑے ملک کی خاطر سے گاؤں کو۔ اور خود اپنے فائدہ کے لئے دُنیا جہان کو" (پنچ تنتر تیسرا تنتر ۸۱)

"عقلمند کو چاہیئے کہ اپنی جان کو بچائے اور دولت کی جانیں کھو کر بھی بچائے۔ جس وقت خود انسان زندہ رہا تو اوسکو سب کچھ مل سکتا ہے" (پنچ تنتر)

"جب ہمارا یہ جسم جو پانچ عناصر سے بنا ہے مرنے کے بعد اپنے اصل اجزا میں مل جاتا ہے تو افسوس کس بات کا کیا جائے"

فصل چہارم - انسانی افعال کے محرکات

جو اسباب انسان کے افعال کے محرک ہوا کرتے ہین ان کے نسبت دانشمندان ہنود کا خیال بہت اعلی نہین ہے۔ اغلب ان مین سے خوف۔ طمع۔ گرسنگی اور عشق ہین۔ خوف سب سے بالادست گنا جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قدیم العصر منو کے نزدیک تمدن کا پورا دار ومدار سزاے جسمانی پر ہے اور یہی ایک چیز ہے جو انسان کو اپنے ادائی فرض پر قایم اور گمراہی سے باز رکھتی ہے۔

"سزا تمام بنی آدم کو راہ پر لاتی ہے کیونکہ ایسا شخص جو خلقتاً نیک چلن ہو مشکل سے ملتا ہے۔ سزا ہی کا ڈر وہ چیز ہے جو دنیا کے لوگون کو اُن نعمتون کا مزا اٹھانے دیتا ہے جو انکو عطا کی گئی ہین" (منو)

"بنا فائدے کے یا لالچ کے یا کسی خاص غرض کے انسان نہ کسی کے ساتھ خلق سے پیش آتا ہے نہ کسی کی آؤ بھگت کرتا ہے" (پنچ تنتر)

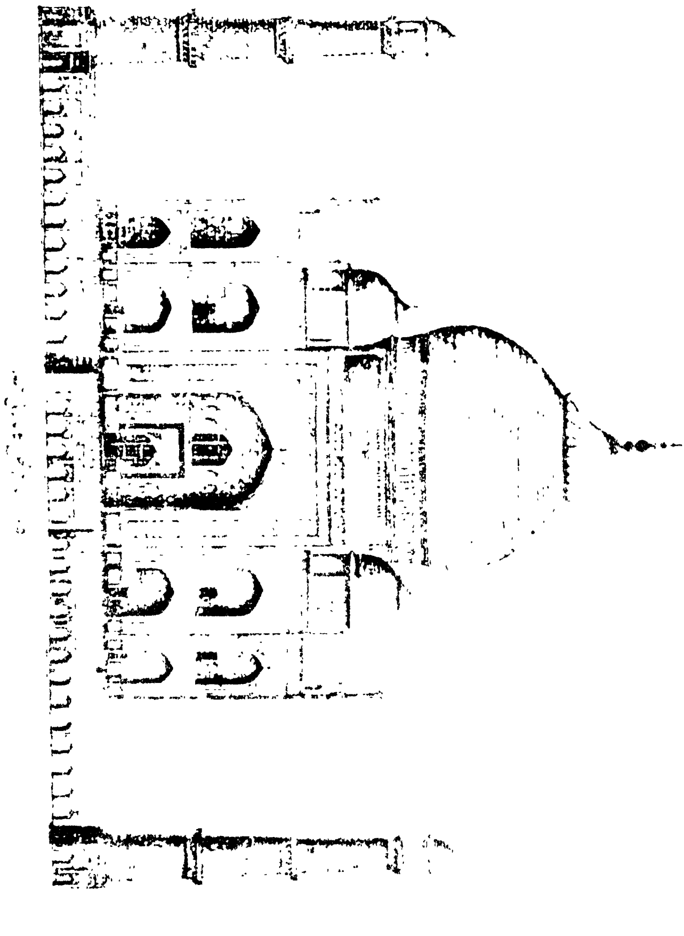
"پیڑ کا پھل جب ہو چکتا ہے تو چڑیان اُسے چھوڑ دیتی ہین۔ سوکھے تالاب سے بگلے اُڑ جاتے ہین۔ جلے جنگل کے کنارے سے ہرن چمپت ہو جاتے ہین۔ کنچنیان مفلس سے کوسون بھاگتی ہین۔ اور نوکر چاکر تباہ راجہ سے۔ ہر شخص اپنے فائدہ کی تلاش سب سے مقدم سمجھتا ہے" (پنچ تنتر)

"آگ جو جنگل کو جلا دیتی ہے ہوا اُسکا ساتھ دیتی ہے پر چراغ کو گل کر دیتی ہے۔ کمزور کا کون دوست ہے" (پنچ تنتر)

"جب تک کچھ خدمت نکی جاے کوئی کسی سے کسی قسم کی محبت نہین کرتا۔ دیوتا بھی منّت تب پوری کرتے ہین جب کوئی چڑھاوا اُن پر چڑھایا جاے" (پنچ تنتر)

"محبت کا وجود دُنیا مین اُسی وقت تک پایا جاتا ہے کہ جبتک اُس کا کوئی صلہ ملے۔ گاے کا بچھڑا جب دیکھتا کہ تھن مین دودھ نرہا تو ماں سے جدا ہو جاتا ہے" (پنچ تنتر)

آدمی آدمی کا نوکر نہین ہوتا بلکہ روپیہ کا۔ روادار اور معتبر ہوتا یا بے حقیقت ہونا اس پر موقوف ہے کہ انسان دولتمند



ہے یا مفلس" (ہتوپدیش)

"اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے یا ایسے کی تعظیم کرتا ہے جو تعظیم کا مستحق نہو یا غیر ملکون کا سفر کرتا ہے تو اپنا پیٹ پالنے کے لئے" (پنچتنتر)

"دُنیا مین مرد اپنے ہر فعل کا مختار رہتا ہے تا وقتیکہ کسی عورت کی کمان کا آنکس اُسے رام نکرے" (پانچا ماترا)

"مرد کیسے ہی عاقل کیون نہو لڑائی کے میدان مین کیسا ہی سورما بہادر کیون نہو عورت کے سامنے بہت سے ذلیل نور نچایا کرتا ہے" (پنچتنتر)

"جو مرد عورت کی بات پر چلتا ہے وہ غیر ممکن کو ممکن نادستیاب کو بآسانی دستیاب اور ناخوردنی شے کو کھانے کے قابل سمجھتا ہے" (پنچتنتر)

فصل پانچوین - عورتون کے بیان مین

کسی کتاب مین عورتون کے ساتھ ایسی سختی کا برتاؤ نہین کیا گیا ہے جیسا کہ ہندوؤن کی کتابون مین - پھر بھی انہین کا سا طرز خیال علی العموم سب شرقیون مین پایا جاتا ہے - اِن کی دانست مین یہ ایک دلپسند مخلوق ہے لیکن ادنیٰ طبقہ کی - جس کی بیوفائی لاعلاج ہے - چنانچہ اگرچہ بھی تیقن اِن کی وفا کا منظور ہو تو اِن کو بڑی احتیاط سے مقفل رکھنا لازم ہے - منو کے سے سنجیدہ موجد قوانین کے خیالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس مسئلہ پر ہندوؤن کی رائے مین کبھی کسی قسم کا تغیر نہین ہوا ہے - اور منو وہ تھا جس کا مدوّن قانون دو ہزار سال سے ہند مین نافذ ہے - چنانچہ ہم اُس سے اور نیز متاخرین کی تصنیفات سے جو اُس سے سیکڑون برس کے بعد کی ہین کچھ اقتباس کرتے ہین -

"منو کی تقسیم کے مطابق عورتون کا خاص حصہ یہ ہے - پلنگ سے محبت - بیٹھنے کی چوکی سے محبت - زیور کا شوق شہوت پرستی غصہ - بُھرے کی طرف میلان - اذیت رسانی سے رغبت اور ضدی پنا" (منو)

"عورت کی طبیعت کا تلوّن جیسے سمندر کی موجیں۔ اُس کے جذبات بالکل بے ثبات جیسے شفق کے بادلوں کی صفیں۔ جب اس کی ہوس پوری ہوجاتی ہے اور مرد اُس کے کام کا نہیں رہتا تو اس سے کنارہ کش ہوجاتی ہے جیسے کوئی اُس لاکھ کو پھینک دیتا ہے جس پر چھاپہ ہوچکا ہو۔" (پنچ تنتر)

"ایک سے باتیں کرتی ہے تو دوسرے کی طرف اضطراب کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور دھیان اُس کا ہوتا ہے تیسرے کی طرف جسکو وہ دل ہی دل میں بسنے دیتی ہے۔ فی الحقیقت وہ کون ہے جسکو عورت دل سے چاہتی ہو" (ہتوپدیش)

"عورتیں ہمیشہ بے وفا ہوا کرتی ہیں حتیٰ کہ لوگ کہتے ہیں دیوتاؤں کی استریوں کا بھی یہی حال ہے۔ خوشحال اُن مردوں کا جن کی عورتوں کی پوری حفاظت کی جاتی ہے اگر کوئی عورت پاک دامن ہے تو اسکی وجہ یہ نہیں کہ اس میں حیا ہے یا حجاب یا طبیعی نیک خصلتی یا خوف بلکہ صرف یہی کہ اُس سے کوئی کسی عنایت کا طلبگار نہیں ہوا۔" (ہتوپدیش)

"پاگل۔ لیکڑا۔ نیل۔ متوالا اور استری چیتے سب برابر ہیں" (پنچ تنتر)

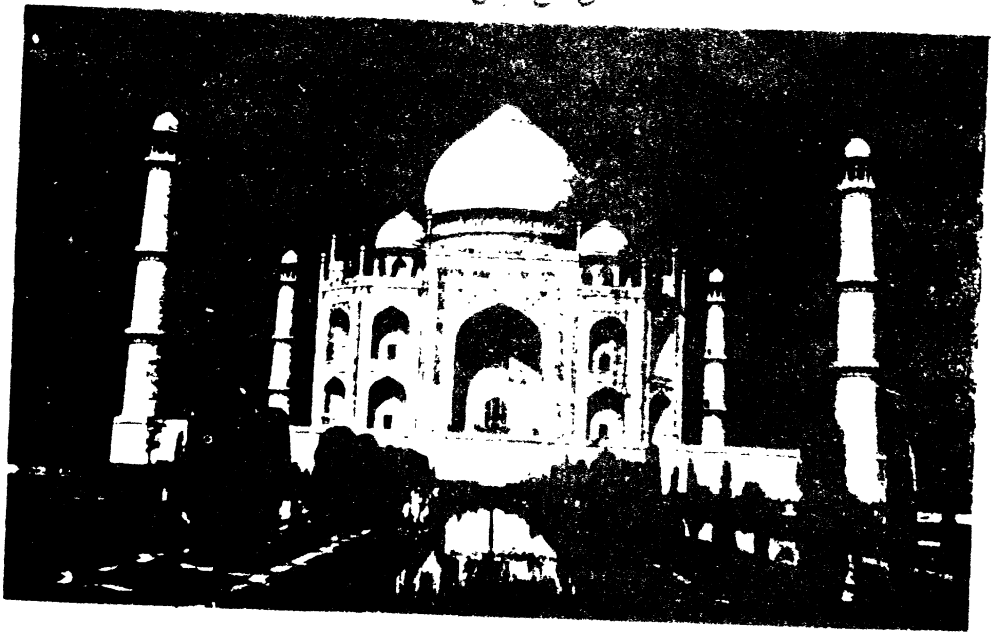
"عورت کو کوئی نہ جبر سے زیر کرسکتا ہے نہ نصیحت سے یہ ایک ایسی کائنات ہے کہ کبھی مغلوب ہی نہیں ہوتی" (پنچ تنتر)

"عورت کا حال گائے کا سا ہے جو جنگل میں نت نئی نئی ہری ہری گھاس کے کھوج میں رہتی ہے۔ عورت بھی سدا نئے نئے کی چاہت میں رہتی ہے" (ہتوپدیش)

"عورت کی محبت بجلی کی چمک سے بھی جلد مٹ جاتی ہے۔ وہ گو اُس کو کسی اور کی ہو پر بناوٹ سے پیار تم کو کرے۔ گلے تم کو لگائے اور ٹھنڈی سانس تمہارے کسی رقیب کے لئے بھرے۔ طبیعت کے برخلاف چال چلنے کا کوئی کیوں ارادہ کرے۔ کنول کا پھول پہاڑوں کی چوٹیوں پر نہیں ہوتا۔ خچر کا بوجھا اور ہوتا ہے گھوڑے کا اور جَو کے دانے سے دھان نہیں اُگتا۔ عورت کی روح میں پارسائی کا وجود ڈھونڈے سے نہیں ملتا" (سودراکا)

"شہوت تک عورت کو جسے ہمیشہ کسی موسے لگاؤ رہتا ہے خاندان کی ذلت، دنیا کی ملامت حتیٰ کہ اسیری اور جان کا خطرہ سب کچھ منظور ہوتا ہے" (پانچا تانترا)

۱۵۰۔ تاج محل کا باغ و فوارہ



"جو بات عورت کے دل مین ہوتی ہے وہ اس کی زبان پر نہین آتی - جو زبان پر آتی ہے وہ منھ سے باہر نہین نکلتی اور جو باہر نکلتی ہے اسپر وہ عمل نہین کرتی" (پنچتنتر)

"جہان استری راج ہو - جہان کوئی جواری ہو اور جہان بچہ مالک ہو اُس گھر کا ستیاناس ہو جاتا ہے" (پنچتنتر)

"محبت سے بالکل پرہیز کرنا مناسب ہے اور اگر ہو سکے تو اپنی ہی اہلیہ سے محبت کرے کیونکہ وہی اس کا شافی علاج کر سکتی ہے" (ہتوپدیش)

"کا گھلا - شوخی کا مسکن - بیباکی کی نگری - گناہون کا مخزن - ہزار مکاریون کا محل - بدگمانیون کا ڈیرا - بیشماری عیبوں سے ہر قسم کا جادو منتر بھرا ہے - یہ معمہ جس کے حل کرنے مین بڑے سے بڑے اور نامور سے نامور مرد قاصر رہے ہین - یہ کل جس کا نام عورت ہے - یہ امرت ملا ہوا زہر اس کو دنیا مین کس نے پیدا کیا کہ پارسائی کو میٹ دے" (پنچتنتر)

"پس جب شوہرون کو معلوم ہے کہ خداوند عالم نے مخلوقات کی پیدائش کے وقت انکو کیا خصلت عطا کی ہے تو اُن کو لازم ہے کہ اِن کی حراست مین از حد کوشش کرین" (منو)

فصل چھٹی - علم و جہل کے بیان مین

ہندو ایک ہی چیز کو دولت سے بڑھا ہوا سمجھتے ہین - وہ علم ہے اور ایک ہی چیز کو افلاس سے گھٹا ہوا وہ جہل ہے - شاید کم کوئی قوم ایسی ہوگی جس کے نزدیک تعلیم کا درجہ اتنا اعلی گنا گیا ہوگا - اور یہ اُس زمانہ مین کہ جب ہم مغربی لوگ اُجڈ جنگلی تھے - مندرجہ مابعد تفکرات سے واضح ہوگا کہ اِن کو قوت مدرکہ اور علم کے مابین تمیز کرنے کا پورا مادہ ہے - اِن کے نزدیک وہ علم جو مدرکہ کے زیر ہدایت ہو ایک ایسا جادو کا طلسم بن جاتا ہے کہ اُس سے انسان ہر ایک کام کا بیڑا اُٹھا لے - خود بادشاہ عالم کی برابری

نہین کرسکتا۔

"کوئی اس مین اختلاف نہین کرتا کہ علم انسان کا بہترین زیور ہے علم مال کا ایک پوشیدہ دفینہ ہے۔ علم ایک ایسا دوست ہے کہ ہر ایک سفر مین ساتھ دیتا ہے۔ علم دولت جاوید ہے۔ علم جاہ و جلال کو پہونچاتا ہے اور پوری محفل کو فریفتہ کر لیتا ہے۔ علم وہ آنکھ ہے جو سب بالا ہے۔ علم ہی ہمکو دنیا مین زندہ رکھتا ہے۔ علم کے بغیر انسان وحشی جانور کے برابر ہوتا ہے" (ہتوپدیش)

"کہتے ہین کہ سب دولتون مین علم بڑا ہوتا ہے کیونکہ نہ کوئی اسکو کسی دوسرے سے چھین سکتا ہے نہ خرید سکتا ہے اور پھر وہ لازوال ہوتا ہے" (ہتوپدیش)

"دانائی اور بادشاہی کبھی برابر نہین ہو سکتی۔ بادشاہ کی حرمت اُسی کے ملک مین ہوتی ہے اور دانا کی حرمت ہر جگہ۔ (پنچ تنتر)

"تعلیم یافتہ آدمی مین سب اوصاف پائے جاتے ہین اور جاہل مین عیب ہی عیب ہوتے ہین بس ایک تعلیمیافتہ کروڑون جاہلون سے بہتر ہوتا ہے" (ہتوپدیش)

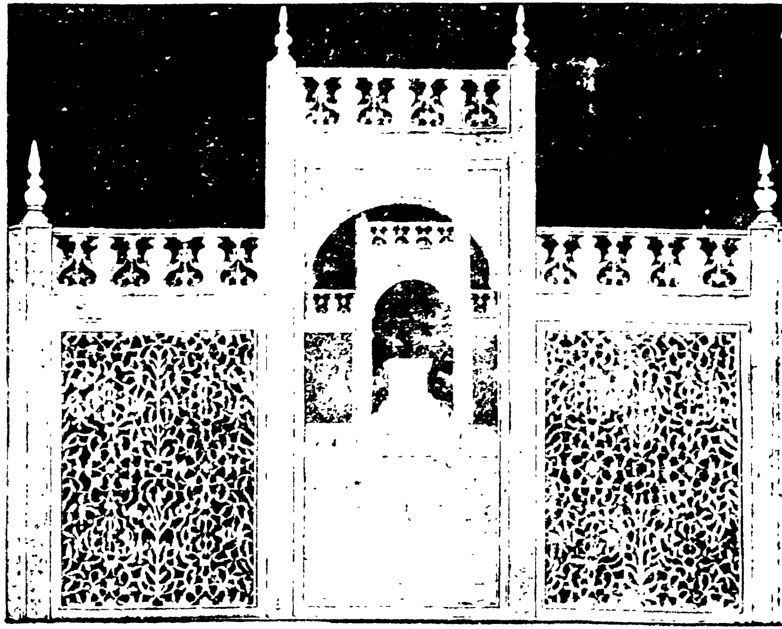
"انسان جبتک خوش خوش دنیا کی گردش نہ کرے اور ملک ملک نہ پھرے تب تک پوری طرح سے نہ علم حاصل کر سکتا ہے نہ دولت نہ ہنر" (پنچتنتر)

"علم سے عقل بہتر ہے۔ عقل کو علم پر فوقیت ہے جسمین عقل مفقود ہوتی ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے" (پنچتنتر)

"جو کوئی خلقتاً عقل سے مبرا ہو اُسکو کتابون کے مطالعے سے کیا فائدہ ہے جس کی دونون آنکھین جاتی رہی ہون اُس کے لئے آئینہ کس مصرف کا" ؟ (ہتوپدیش)

"تیر انداز کی کمان سے جو تیر نکلتا ہے وہ یا تو ایک فرد بشر کو ہلاک کرتا ہے یا خالی جاتا ہے۔ مگر جب دانشمند کی دانشمندی پرواز کرتی ہے تو ایک پورے ملک اور ملک کے مالک کو خاک کر دیتی ہے" (پنچ تنتر)

"افلاس کی سب سے بڑی قسم وہ ہے جسمین علم کا قحط ہو" (پنچ تنتر)



(۱۰۱) تاج محل سے تحت زمین شاہجہان و ممتاز محل کی قبریں اور انکی صناعی

"جاہل پر ہر روز ہزار قسم کی مصیبت کا ہجوم رہتا ہے اور خوف کی سو باتون کا اسپر حملہ ہوتا ہے مگر عالم کی یہ حالت نہین ہوتی" (اہتوپدیش)

"محفل مین جاہل کی چمک دمک صرف اسکے لباس کی بدولت ہوتی ہے۔ جاہل کی نمود اسی وقت تک باقی رہتی ہے جبتک وہ سکوت اختیار کرے اور زبان نہ کھولے" (ہتوپدیش)

"بالیاقت اکلوتا بیٹا سیکڑون جاہل بیٹون سے بہتر ہوتا ہے۔ چاند اکیلا اندہیارا دور کرنے کو بس ہے۔ یہ کام بےشمار تارون کی جمعیت سے نہین ہوتا" (ہتوپدیش)

"جن آدمیون مین اوصاف ہوتے ہین وہ اپنی لیاقت کے زور سے اقبال کے اوج کو پہونچ جاتے ہین۔ اُنکے خاندان کو کون پوچھتا ہے"؟

فصل ساتوین۔ تمول اور افلاس کے بیان مین

ہندوؤن پر یہ الزام لگانا کہ اونہون نے اپنی کتابون مین ریاکاری سے کام لیا ہے نہایت دشوار ہوگا۔ اُن مین دولت کی تحقیر کا وہ اظہار کہین نہین پایا جاتا جس کا ڈھنڈورا مغربی تصانیف مین معتبرین سلف کے زمانہ سے پٹتا آیا ہے اور جس کا وجود ان کی کتابون سے باہر اور کہین یعنی عملی صورت مین نہین پایا جاتا۔ علاوہ علم کے جس کو وہ سب سے اونچا درجہ دیتے ہین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہندو حکما کے نزدیک دولت کی تحصیل زندگی کا اعلیٰ ترین مدعا ہے۔ افلاس سے ان کو ایسی کراہیت ہے جس کو وہ زیر نہین کر سکتے۔ یہان تک کہ موت کو وہ اس سے بہتر سمجھتے ہین۔ اگر اون کے خیالات کی تطبیق ہمارے مغربی تمدن کے ساتھ کی جائے تو ظاہر ہے کہ اُن مین مبالغہ پایا جائیگا۔ مگر جس عالم کے لئے اُن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اس کے لئے وہ قریب بالکل

بجاہین۔ اہل ہند کے حالات زندگی اس قسم کے ہین کہ اُن کو یا تو نہایت درجہ کی فلاکت یا غایت درجہ کے تمول سے سروکار رہا ہے۔ اور لازمی طور سے ان دونون حالتون کا مقابلہ اُن پر اس قدر مُوثر ہوا ہے کہ ان مین نہایت شدید ہوس اس بات کی پیدا ہوگئی ہے کہ وہ اپنے کو اول الذکر حالت سے نجات دین۔

دولت سے خود مختاری حاصل ہوتی ہے اور افلاس کا نتیجہ غلامی ہوتا ہے اس فصل مین جو تفکرات اور نصیحتین شامل ہین اُن سے واضح ہوگا کہ اگرچہ ہندو ہمیشہ کم و بیش غلامی کی حالت مین رہے ہین لیکن وہ غلامی کے قبائح کو خوب سمجھ گئے ہین اور زیادہ تر انہین قبائح نے اُن کے دل مین افلاس کی سخت کراہت پیدا کردی ہے۔

"بعض ہوشمندون کا قول ہے کہ سب سے بڑی نعمت نیک خصلتی اور دولت ہے بعض کہتے ہین عیش اور دولت بعضون کے نزدیک فقط نیک خصلتی اور اورون کی رائے مین صرف دولت ہی نعمت عظمیٰ ہے مگر سچی دولت ان تینون کے اکٹھا کرنے سے حاصل ہوتی ہے" (منو)

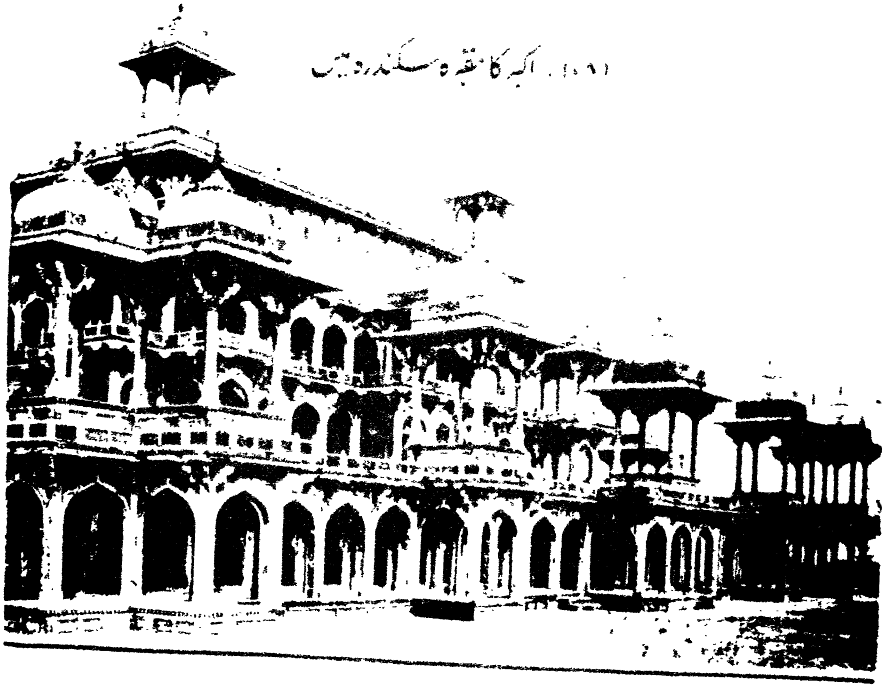
"لوگ دولت کے حصول مین کوئی بات اوٹھا نہین رکھتے پس ہوشمند کو لازم ہے کہ بجز دولت حاصل کرنے کے اور کسی کام مین اپنی کوششون کو صرف نہ کرے" (پنچ تنتر)

"جو امیر ہے اُسکے دوست احباب ہوتے ہین۔ جو امیر ہے اسکے عزیز اقربا ہوتے ہین۔ جو امیر ہے وہ دُنیا مین ایک شخص ہوتا ہے جو امیر ہے وہ درحقیقت زندگی کرتا ہے" (")

"اس دُنیا مین امیرون کے واسطے دشمن بھی عزیز بنجاتا ہے۔ غریبون کے لئے عزیز بھی فوراً دشمن بنجاتا ہے" (")

"جو عورت کا اہل نہو اُسکی عورت کیجائے جس سے کوسون بھاگنا چاہیئے۔ اسکے سب طلبگار ہون جسکو تعریف کا کچھ بھی حق نہو اُسکا لوگ ڈنکا بجائین۔ اس کو کہتے ہین دولت کا زور" (پنچ تنتر)

۱۰۶۱. اکبر کا مقبرہ سکندرہ میں



"جسکے پاس اگر دولت ہو تو وہ جوان ہے اور نادار مین عالمِ شباب مین بڈھا ہے" (پنچ تنتر)

"اس دُنیا مین جس کے پاس دولت نہو وہ فقط نام کا انسان ہوتا ہے" (پنچ تنتر)

"جب آدمی کی دولت جاتی رہتی ہے تو اُسکی آبرو آن بان حسن وجمال ذہانت سب دفعتاً غایب ہوجاتی ہین۔ یہ کہنا بے سود ہے کہ حواس خمسہ برابر بے نقص رہتے ہین۔ یہ فقط کہاوت ہے۔ یا یہ کہ عقل برابر سالم رہتی ہے یہ ہی کہنے کی بات ہے۔ جس آدمی کی دولت جاتی رہتی ہے وہ گھڑی مین کچھ کا کچھ ہوتا ہے" (ہتوپدیش)

"انسان کے لئے افلاس زیستِ مجسم ہے اور قبایح کا مسکن غرض کہ ایک قسم کی موت ہے" (پنچ تنترا)

"کبھی کبھی مٹی بھی کام آتی ہے بشرطیکہ خالص ہو۔ پر اس دنیا مین مفلس آدمی کسی مصرف کا نہین ہوتا" (")

"افلاس سے ہمیشہ ڈرنا چاہیے کیونکہ مفلس سے کچھ نہین ہوتا غریب اگر احسان کرنے کو بھی آئے تو لوگ اُسکو کُتے کے برابر سمجھتے ہین" (پنچ تنتر)

"نیک آدمی اگر افلاس مین مبتلا ہو تو اُس کے اوصاف حمیدہ چمکنے نہین پاتے۔ دولت ذاتی جوہر کو ایسا روشن کردیتی ہے جیسا آفتاب کُل کائنات کو" (پنچ تنتر)

"انسان کیسا ہی تیز فہم کیون نہو کھانے کپڑے کی روزمرہ کی فکر اسکی عقل کو فنا کردیتی ہے"

"مکان کیسا ہی خوشنما کیون نہو افلاس اس کو بے رونق کردیتا ہے جیسے تارون بن آسمان پانی بن تالاب یا جیسے کوئی مہیب گورستان" (پنچ تنتر)

"جب افلاس آیا تو آدمی خفیف ہوجاتا ہے اور جب خفیف ہوگیا تو وہ ایماندار نہین رہتا اور جہان کہین ایمانداری گئی تو وہ حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جب اُس کی حقارت ہونے لگی تو وہ ہمت ہار جاتا ہے اور ہمت ہارنے کے بعد آتی ہے مایوسی۔ اور جب مایوسی اسپر غالب ہوگئی تو اس کی عقل سلب ہوجاتی ہے۔ اور جب عقل سلب ہوگئی تو وہ سیدہا تباہی کی راہ لیتا ہے ہاے رے افلاس! تو سب قباحتون کا سرچشمہ ہے" (ہتوپدیش)

"دانشمند آدمی موت کا گلہ نہین کرتا لیکن افلاس سے کبھی راضی نہین ہوتا ہے۔ آگ بجھ جاتی ہے پرتشنگی

نہیں ہوتی۔" (ہتوپدیش)

"کہتے ہیں کہ افلاس پر موت کو ترجیح دینا چاہیے۔ موت سے تھوڑی سی تکلیف ہوتی ہے۔ پر افلاس ایک ایسا عذاب ہے جسکی برداشت نہیں ہو سکتی" (ہتوپدیش)

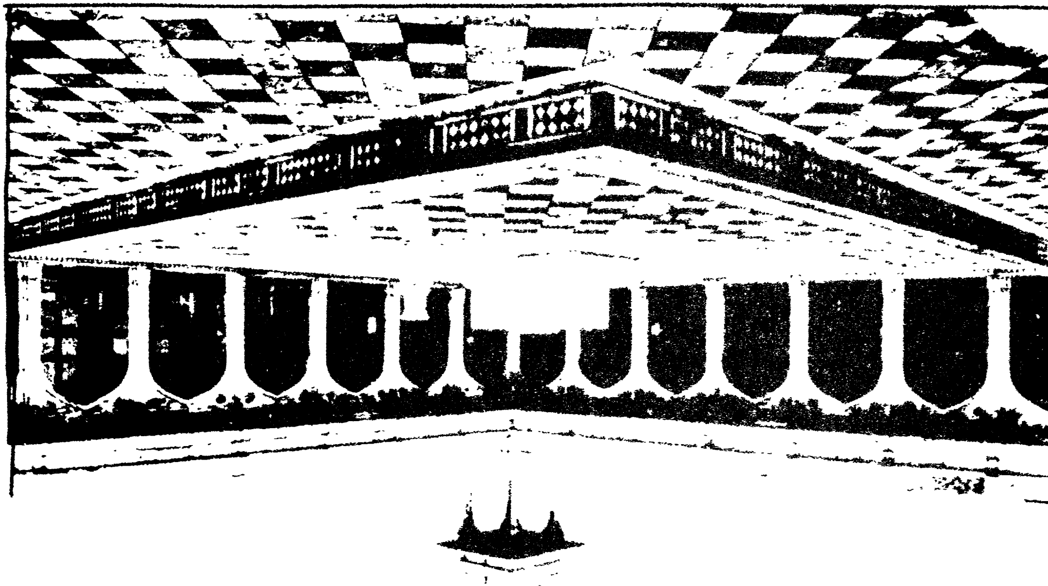
"زندگی اُسی وقت تک سودمند ہے جبتک اسکے ساتھ نیکنامی ہو جس کا گذارا دوسرون پر ہو اسکے لئے زندگی اگر موت نہیں ہے تو کیا ہے!" (ہتوپدیش)

"جو عروج غلامی سے حاصل ہو اُس سے بہتر ہے جنگل کی گشت اُس سے بہتر ہے گداگری اس سے بہتر ہی بوجھا ڈھونا اس سے بہتر ہے آدمی کا بیمار ہو جاتا" (پنچ تنتر)

فصل آٹھوین۔ زندگی کے ہر موقع کے مناسب چال چلن کے بیان مین

اس فصل مین ہم ایک سلسلہ عملی نصیحتون کا جس کی ہم نے تقسیم کردی ہین بالترتیب جمع کرتے ہین۔ ان کا منشا یہ بتانا ہے کہ زندگی کے مختلف مواقع پر انسان کو کس قسم کی رفتار و کردار اختیار کرنا چاہیئے۔ خصوصاً یہ کہ نیکی اور بدی کا کیا اثر ہوا کرتا ہے۔ انسان کے فرائض اپنے ہمجنسون کی نسبت کیا ہین اور آدمیون کی دلجوئی کے لئے کیا ذرائع اختیار کرنے چاہئین۔ جن اوصاف کی سب سے زیادہ ترغیب دی گئی ہے اس وجہ سے کہ وہ حد درجہ مین سودمند ہین یہ ہین۔ گرد بینی۔ دوراندیشی۔ ثابت قدمی اور ہر قسم کی نفس پرستی مین اعتدال۔ غصہ ذلیل صفتون مین گنا گیا ہے کیونکہ اس سے کچھ حاصل نہین ہوتا۔ اس کے علی الرغم ریاکاری کو مقبولیت دیگئی ہے کیونکہ اس سے کام نکل سکتا ہے پس صاف ظاہر ہے کہ ہندوؤن کے اخلاقی اصول غیر معمولی طور پر انتفاع پسند ہین۔

اُن نصائح سے پیشتر جو زندگی کے مختلف موقعون کے لئے موزون ہین ہم اخلاق کو



اصول عامّہ کو ثبت کرتے ہین۔ یہ اُن اصول سے مشابہت رکھتے ہین جو عیسائیون نے بطور عقاید کے اپنی کتابوں مین بیان کئے ہین۔ خصوصاً اس اصول سے کہ جو تم اپنے اوپر گوارا نہ کرو وہ دوسرون پر بھی گوارا نہ کرو۔" مگر ہم اُن نصائح پر زور نہین دیتے جس بات کا جاننا اہم ہے وہ بے نقص اور بے عیب اخلاقی دستورالعمل نہین ہے جس کا ذکر کتابون مین بطور نصیحت کیا جاتا ہے بلکہ اہم وہ اصول ہین جن پر لوگ واقعی روزمرہ عمل کرتے ہین۔ اور تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اول اور دوم قسم کے اخلاقی اصول مین زمین وآسمان کا فرق ہے۔ جو مختلف انتی بات اس فصل مین درج ہین اُن سے ہندوؤن کے عملی اخلاق پر کافی طور سے یقینی اطلاعین حاصل ہوسکتی ہین۔

"اس بات کو اخلاق کے اصول عامّہ کان لگا کر سنو یہی نیکی کا جوہر ہے اور جب سُن لو تو اس پر غور کرو یعنی جو چیز اپنے کو آزار پہونچاتے اُسکا عمل دوسرے پر نہ ہونے دے۔" (او پنج تنتر)

"جس کے دل مین ایمان ہوتا ہے وہ دوسرے کی عورت کو مان کے برابر سمجھتا ہے اور دوسرے کے مال کو ڈھیلے کے برابر اور کل کائنات کو اپنے برابر۔" (پنچ تنتر)

"دوسرون کو خوش اخلاقی کا وعظ دینا ایک انسانیت ہے کہ اُسکو ہر شخص بہ آسانی حاصل کرسکتا ہے۔ مگر خود صلاح کاری کو عمل مین لانا ایک ایسی بات ہے جو فقط برگزیدہ ارواح سے ہوسکتی ہے۔" (ہتوپدیش)

"بعضون کی راے مین عقلمندی لفظون ہی مین ہوتی جیسے طوطے کی عقلمندی بعضون کے نزدیک دلمین جیسے گونگے کی اور دوسرے قول کے مطابق دل مین اور لفظون مین برابر برابر ہوتی ہے۔" (پنچ تنتر)

"انسان اگر سو کوس کی مسافت بھی طے کرے تو اُسکے بُرے اعمال اسکا پیچھا نہین چھوڑتے۔ یہی حال نیاض آدمی کے اعمال کا بھی ہوتا ہے۔" (پانچا تانترا)

"ہر ایک حرکت جو انسان کے خیال سے یا قول سے یا فعل سے صادر ہوتی ہے اس کا ثمرہ یا اچھا ہوتا ہے یا بُرا اور یہ اسپر موقوف ہے کہ خود وہ حرکت اچھی ہے یا بُری۔ انسان کی ہر ایک حالت اُس کے اعمال

کا نتیجہ ہوتی ہے" (منو)

"خلوص قلب. ہواے نفسانی پر قابو. نفس کشی اور ریاضت. داد و دہش. دوسرون کی ضرر رسانی سے اجتناب. قرض کا ہمیشہ ادا کرنا. انہین باتون سے ہماری قدر ہوتی ہے. ذات اور اصلیت کی کم کوئی پروا کرتا ہے" (مہابہارت)

"جو کودو کنگنی بوئے گا وہ کودو کنگنی کاٹے گا. جو بیری کا پودا لگائے گا وہ بیری پھل پائیگا" (تامل مثل)

"انسان کی بد اطواری ایک ایسا درخت ہے جس کے پھل بیماری. رنج و الم سوختہ دلی اور مصیبت ہوا کرتے ہین" (ہتوپدیش)

"سانپ اور بد نفس آدمی اور جو دوسرون کا مال چراتے ہین انکی بندشین اور منصوبے پورے نہین ہوتے یہی وجہ ہے کہ دنیا کا وجود ابتک باقی ہے"

بدظنی اور گردمینی کے بیان مین

"عاقل کو اگر اپنی بہبودی عمر درازی اور خوش بختی منظور ہو تو کسی پر بھروسہ نہ کرے" (پنچ تنترا)

"کمزور بھی اگر بدگمانی اپنا شیوہ کرے تو قوی سے قوی اسکو ہلاک نہین کر سکتا اور زور آور اگر نیک ظن ہو تو کمزور اسکو جلد مار ڈالتا ہے" (پنچ تنترا)

"جس دشمن سے پہلے کبھی لڑ چکا ہو وہ گر دوست بھی ہو جائے تو اسپر اعتماد نہ کرے" (پنچ تنترا)

"عاقل کو چاہیے کہ اپنا مال کسی کو نہ دکھلائے مقدس ہون وہ کیسا ہی کم کیون نہو کیونکہ مال کو دیکھکر جوگی کے دل مین بھی ہلچل پڑجاتی ہے" (پنچ تنترا)

"زور آور سے لڑنا کمزور کی موت کا باعث ہوتا ہے. مثلاً جس پتھر سے ہانڈی ٹوٹ جاتی ہے وہ کھڑا کا کھڑا رہتا ہے" (پنچ تنترا)

"جو شخص ایسے کام مین دخل دیتا ہے جس سے اُسے کچھ سروکار نہو وہ اپنے ہاتھون ہلاک ہوتا ہے۔ جیسے وہ بندر جو پچڑ کو نکال لیتا ہے" (پانچا تانترا)

"سمجھدار آدمی تھوڑے کے پیچھے بہت کو نہین گنواتا ہے۔ اس دنیا مین دانائی یہ ہے کہ تھوڑا گنوا کے بہت کو بچاسے"

"جو یقینی کو چھوڑ کے مشکوک کے پیچھے دوڑتا ہے وہ یقینی اور مشکوک دونون سے منھ موڑتا ہے" (ہتوپدیش)

"برے کام پر کمر باندھنا۔ کسی عزیز سے دشمنی رکھنا۔ جو اپنے سے طاقتور ہو اُس سے مقابلہ کرنا اور عورتون پر بھروسہ کرنا۔ یہ موت کے چار کُھلے دروازے ہین" (ہتوپدیش)

"اس دُنیا مین عاقل سے جب کوئی سوال پوچھا جائے تو اُسکو بیدھڑک ہو کر بولنا چاہیے جب کوئی نہ پوچھے تو بولنا ایسا ہے جیسا جنگل مین رونا" (پنچتنترا)

"جو سودائی کسی ایسے شکاری سے بات کرے جسکی محنت رائگان گئی ہو یا کسی ایسے احمق سے جو مصیبت مین گرفتار ہو وہ اپنے ہاتھون سے اپنے اوپر خفت نازل کرتا ہے"

"تیر کا چھدا گھاؤ بھر جاتا ہے تلوار کا کٹا زخم اچھا ہو جاتا ہے۔ پر بدزبانی کا ایک لفظ نفرت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جو زخم تیغ زبان کے وار سے پیدا ہو وہ کبھی مندمل نہین ہوتا"

ملائمت اور صبر کے بیان مین

"جو لوگ کارپردازی مین ماہر ہین انکو لازم ہے کہ ہر معاملہ مین اول ملایمت سے کام لین کیونکہ جو کام ملایمت سے طے ہوتا ہے اسمین کوئی خرابی نہین پڑتا" (پنچ تنتر)

"انسان کے لئے تماشے سے بہتر کوئی چیز نہین ہوتی خصوصاً کسی دوست کے ساتھ جب وہان کا چلکھڑ جاتا

ہے تو اس سے کچھ اگتا نہین ہے۔" (پنچ تنتر)

"چھوٹی چھوٹی چیزون کے اکٹھا ہونے سے بڑا نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ گھاس کے پتے جب بٹکر رسی بنجاتے مین تو اس سے مست ہاتھی بھی بندھ سکتا ہے۔" (ہتوپدیش)

تالیف قلوب کے طریقے کے بیان مین

"ہر ایک شخص سے اُسکی طبیعت کے مناسب سلوک کرنا چاہیئے جب عاقل کو کسی دوسرے کے خیالات پر عبور ہو جاتا ہے تو وہ بہت جلد اسکو اپنے قابو مین کرلیتا ہے۔" (پنچ تنترا)

"بخیل کی دلجوئی روپیہ سے کرنی چاہیئے۔ سخت گیر آدمی کی اطاعت سے جاہل کی ملایمت سے اور تعلیمیافتہ آدمی کی کشادہ دلی سے۔" (پنچ تنترا)

"دوست کی دلجوئی اچھے جذبات سے ہوتی ہے۔ والدین کی ان کی حرمت کرنے سے عورتون اور نوکر چاکرونکی حسنہ تحائف دینے سے اور رعایت کرنے سے اور اورون کی اپنے سلیقہ سے۔" (ہتوپدیش)

صاف باطنی اور ریاکاری کے بیان مین

"صاف دلی جوگیون ہی کے لئے بہت خوب ہے جو ہمیشہ دھیان مین مصروف رہتے ہین۔ مگر جو دولت کے طلبگار ہین اُن کے لئے اور خصوصاً بادشاہون کے لئے نازیبا ہے۔" (پنچ تنتر)

"جو شخص عورت سے دشمن سے یا نالایق دوست سے صاف باطنی کرے وہ زندہ نہین رہتا۔"

"مینڈھا جب پیچھے ہٹتا ہے تو حملہ کرنے کو۔ شیر ببر بھی جب غصہ مین سُکڑ جاتا ہے تو جست کرنیکی نیت سے

(۱۱۱) محل واقع فتحپور سیکری



جس عاقل کے دل مین عداوت بھری ہوتی ہے اور وہ خفیہ طور پر سوچتا رہتا ہے تو جب کوئی منصوبہ وہ ٹھان لیتا ہے تو اسکو ہر چیز کی برداشت ہوتی ہے۔" (ہتوپدیش)

"جس عاقل مین یہ مادہ ہو کہ جس سے وہ مخاطب ہوا کرے اُسکی طبیعت کو فوراً پہچان جاے وہ جلد اپنی حکومت اسپر جمائیگا۔" (ہتوپدیش)

ہمت اور ثابت قدمی کے بیان مین

"کسی کام کا شروع نہ کرنا عقلمندی کی پہلی نشانی ہے اور جو کام شروع ہو چکا ہو اُس کو اختتام کو پہنچانا دانشمندی کی دوسری نشانی ہے۔" (پنچ تنتر)

"کاروبار مین کامیابی کوشش سے ہوتی ہے نہ کہ مراد مانگنے سے۔ سوتے شیر کے مونھ مین ہرن آپسے آپ نہین بیٹھ جایا کرتے ہین۔" (پنچ تنتر)

"وہ کونسا بوجھ ہے جس کو طاقتور نہ اوٹھا سکے؟ کونسی مسافت ایسی لمبی ہے جسے ہمت والا طے نہ کرسکے؟ تعلیمیافتہ آدمی کے نزدیک کونسا ملک بالکل اجنبی ہے؟ جو ملائمت سے بات کرے اس کا کون دشمن ہے؟" (پنچ تنتر)

"جس آدمی کا دل مضبوط ہو وہ بدون دولت کے بھی دوسرون پر سبقت لیجاتا ہے اور لوگ اسکی عزت کرنے لگتے ہین۔ ضعیف آدمی کے پاس کتنی ہی دولت کیون نہ ہو لوگ اُسکو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔" (پنچ تنتر)

"جو شخص کسی بلا مین مبتلا ہو جاے اور اس حالت مین اُس سے سوائے بیہودہ گلہ شکوہ کے کچھ نہ ہوسکے تو اسکی مصیبت بڑھتی ہی جائے گی اور کبھی ختم نہ ہوگی۔" (پنچ تنتر)

غصے کے بیان مین

مرہ ہاتھی جب غصہ مین جلائی ہوئی اُس رسّی کی لاپچ مین جو اسکے پیٹ کے اندر ہوتا ہے مشلاتی پھرتی ہے اور ہاتھی کو ڈستی ہے تو ہاتھی گو کہ بہت طاقتور ہے غصہ نہین کرتا۔ جو زور آور ہے وہ بھی جھنجلاتا ہے جب اس کے مقابل والا زور مین اسکے برابر ہو" (پنچ تنتر)

"کمزور کا غصہ اُس کی بدبختی کا باعث ہوتا ہے۔ جو پتیلی آگ مین حد سے زیادہ دہک جاتی ہے اُسکے اپنے ہی کنارے اکثر جلجایا کرتے ہین" (پنچ تنتر)

"جو شخص آزار رسانی نہ کرسکتا ہو وہ اس دُنیا مین کیون ایسی بیہودہ حرکت کا مرتکب ہوتا ہے جیسے غصہ کرنا۔ مٹر کے دانے کو جب تلتے ہین تو وہ ناحق اُچھلتا ہے اس سے کڑاہی نہین ٹوٹ سکتی" (پنچ تنتر)

"جب کوئی ڈھیٹھ کتا پہاڑ پر بھونکتا ہے تو کس کا کچھ بگڑجاتا ہے پہاڑ کا یا کتے کا" ؟ (تامل شل)

رقابت کے اثر کے بیان مین

"عالم جاہل کو کراہت سے دیکھتا ہے امیر غریب کو پرہیزگار بے دین کو پارسا عورت فاسقہ کو" (پنچ تنتر)

آپس کے تعلقات کو احتیاط سے اختیار کرنے اور ان تعلقات کے نتائج کے بیان مین

"جس کسی کی طاقت سے خاندان سے چال چلن سے واقفیت نہو اُس سے کوئی ربط نہین پیدا

کرنا چاہیئے" (پنچ تنتر)

"جو دو شخص تمول مین برابر ہون یا نسب مین برابر ہون ان مین دوستی ہو سکتی ہے شادی بیاہ ہو سکتا ہے لیکن زبردست اور ناتوان کے درمیان نہین ہو سکتا" (پنچ تنتر)

"دوستی اور ہمدردی انہین مین پائی جاتی ہے جو یا دولت مین یا عملیت مین برابر ہون نہ ایسون کے درمیان جن مین سے ایک نے اعلیٰ درجہ حاصل کر لیا ہو اور دوسرا ادنیٰ درجہ پر رہ گیا ہو" (مہابھارت)

"جو احمق ایسا بے وقوف ہو کر اپنے سے ادنیٰ یا اپنے سے اعلیٰ کو دوست بنائے اوس پر تمام دُنیا ہنستی ہے" (پنچ تنتر)

"اپنے کو آفت سے بچانے کے لئے عاقل کو چاہیئے کہ اخلاص مند دوستون سے دوستی کرے۔ اس دُنیا مین جس کسی کے دوست نہون وہ اپنی کسی مصیبت پر غالب نہین ہوتا" (پنچ تنتر)

"شیطان کو بھی ساتھی درکار ہوتا ہے" (تامل مثل)

"اس دُنیا مین کوئی اُس شخص سے زیادہ خوش نصیب نہین ہے جسکا کوئی ایسا دوست ہو جس سے وہ باتین کر سکے جس کے ساتھ وہ رہ سکے جسکو وہ ہر قسم کا سہارا دے سکے" (ہتوپدیش)

"ہرن ہرن کا ساتھ ڈھونڈھتا ہے۔ بیل بیل کا۔ گھوڑا گھوڑے کا۔ احمق احمق کی صحبت چاہتا ہے عاقل عاقل کی۔ برائیون اور بھلائیون کی مشابہت سے دوستی پیدا ہوتی ہے" (پنچ تنتر)

"جو لیاقت کی قدر جانتا ہے وہ لائق آدمی سے خوش ہوتا ہے۔ جو خود اوصاف سے مبرا ہوتا ہے وہ ہنرمند کو پسند نہین کرتا" (ہتوپدیش)

"بد اطوارون کے ساتھ اختلاط ایسی غلطی ہے جس سے نیک آدمی بھی جل جاتا ہے اسی وجہ سے اشراف آدمی کم ظرف سے کوئی تعلق نہین رکھتا" (ہتوپدیش)

"اپنے سے ادنیٰ کی صحبت سے آدمی کم عقل ہو جاتا ہے۔ ہمسر کی صحبت سے اُسکے برابر رہتا ہے اپنے سے

اعلیٰ کی صحبت انسان کو اعلیٰ درجہ کو پہونچاتی ہے" (ہتوپدیش)

"گھوڑا۔ ہتھیار۔ کتاب۔ بات۔ مرد۔ عورت ان سب کا بگڑنا یا بنتا اس پر منحصر ہے کہ اُن کو کیسے آدمی سے سابقہ پڑا ہے" (پنچ تنترا)

"جو پانی گرم لوہے پر پڑتا ہے اُسکا کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ وہی پانی جب کنول کے پتے پر ہوتا ہے تو موتی کی صورت ہو کر جگمگاتا ہے اور جب سُواتی ستارہ کے اثر کے نیچے وہ سمندر کی سیپی کے پیٹ میں پڑتا ہے تو موتی بنجاتا ہے۔ عموماً جس صحبت میں آدمی آیا جایا کرتا ہے اُسی کے حساب سے اُس میں اعلیٰ یا اوسط یا ادنیٰ درجہ کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں"

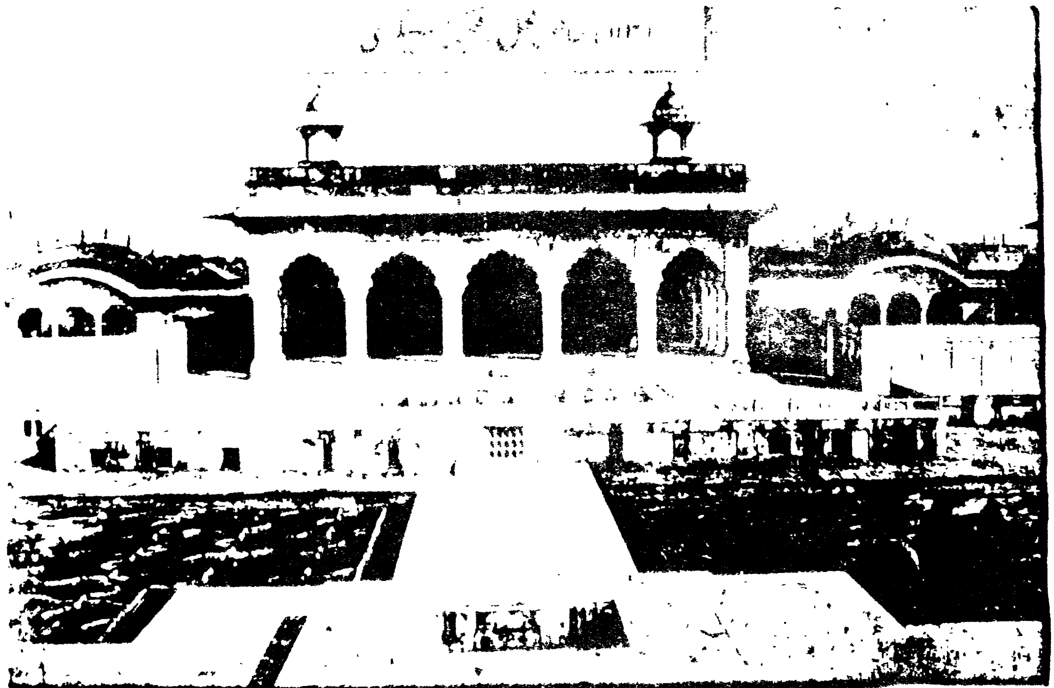
فصل نویں۔ سیاست مدن کے بیان میں

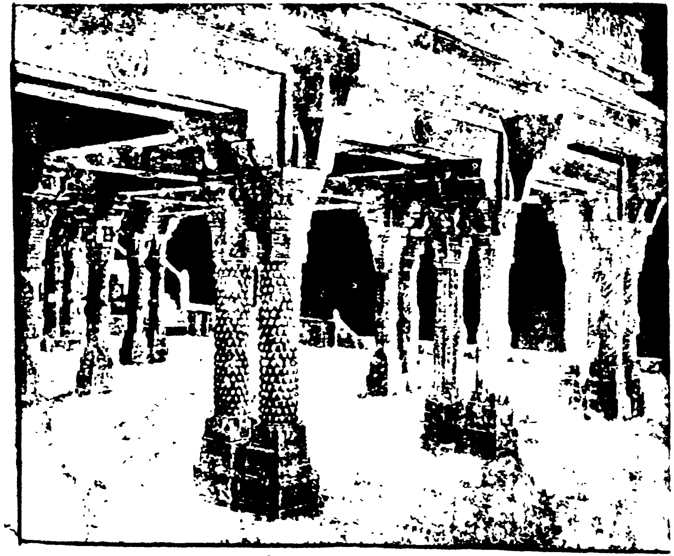
جو عام پسند خیالات کہ ہندؤوں نے دربارہ حکمرانی اور فرض انسانی اور سلاطین کے اطوار کے قرار دیئے ہیں وہ نہایت صراحت کے ساتھ اِن کی کتابوں میں درج ہیں۔ ہم یہاں اسی پر اکتفا کرتے ہیں کہ اِن کے چند انتخابات نقل کردیں۔ اقلاماکیاولی کو ان کے اصول کے تسلیم کرنے میں کچھ عذر نہ ہوتا۔

"فن حکومت کی ابتدا اطاعت سے ہوتی ہے اور انتہا سزائے جسمانی سے" (پنچ تنتر)

"اگر بادشاہ بلا غفلت کے جو کوئی سزا کے قابل ہو اسکو سزا نہ دے تو طاقتور ناتوان کو ایسا کباب کرے جیسے سیخ پر مچھلیاں ہوتی ہیں" (منو)

"جو کوئی ظلم نہ کرتا ہو اس کو شان و شوکت کی امید فضول ہے آدمی سانپ کا لحاظ کرتا ہے پر گروا کی حرمت نہیں کرتا گو وہ سانپ کا مارنیوالا تھا" (پنچتنتر)





(۱۱۳) پنچ محل کا اندرونی حصہ

"جس راجہ کا بید اور گرو اور دیوان اُسکی خوشامد کرے وہ بہت جلد اپنی تندرستی اور اپنا دھرم اور اپنا مال و گنج کھو بیٹھتا ہے" (ہتوپدیش)

"اگر تم اختیار ایسے آدمی کے ہاتھ میں دیدو جس نے تمہاری بہت خدمت کی ہو تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ تم اُس سے کبھی ناراض نہ ہوگے۔ ایسا وزیر اپنی خدمتوں کو ایک جھنڈا بنا لیتا ہے اور راج کے اندر ہر چیز کو درہم برہم کر دیتا ہے" (ہتوپدیش)

"کسی وزیر کو۔ وہ کوئی بھی ہو۔ مالدار نہ بنانا چاہیئے۔ دولت آدمی کی طینت کو بدل دیتی ہے" (ہتوپدیش)

"وزیروں کو اگر دباؤ تو اُن میں سے بادشاہ کا مال نکلتا ہے اکثر اُن میں سے ایسے ہوتے ہیں جیسا پھوڑا روے زمین کے بادشاہوں کو چاہیئے کہ اپنے وزرا کو لگاتار ایذا دیتے رہیں۔ نہانے کی لنگی کو اگر ایک ہی مرتبہ نچوڑیں تو کیا اُس میں سے بہت پانی نکلے گا" (ہتوپدیش)

"جو شخص ایسے خادم کو قتل نہ کرے جو دولت میں اسکا برابر ہو طاقت میں اسکا برابر ہو۔ دانشمند اور دل کا مضبوط ہو اور آدھی سلطنت پر اپنا قبضہ کئے ہوئے ہو وہ خود ہی قتل ہو جاتا ہے" (ہتوپدیش)

— — — — — — —

"راجہ کی ماں اور رانی اور راج کمار اور دیوان اور پروہت اور دربان سے ویسا ہی برتاؤ کرنا چاہیئے جیسا راجا سے" (پنچ تنتر)

"جو راجہ علم سیاست میں لایق ہو اسکو ویسا کرنا چاہیئے۔ جیسے کچھوا کرتا ہے کہ دشمن کے حملہ کا صدمہ برداشت کرنیکو اپنی سنگی سپر کے اندر سما جاتا ہے۔ اور جب وقت آئے تو اس کو ایسا سر اُٹھانا چاہیئے جیسے سیاہ ناگن" (ہتوپدیش)

"تالیف قلوب۔ رشوت دہی اور پھوٹ ڈالنا۔ یہ وہ ذرائع ہیں جن کو دشمن پر فتحمندی حاصل کرنے کے لئے چاہیئے کہ بادشاہ علیحدہ علیحدہ یا اکھٹا استعمال کرے مگر اُس کو قوت بازو سے مغلوب کرنیکا ارادہ ہرگز نہ کرے" (ہتوپدیش)

"انسان دشمن پر ہتیاروں سے ایسی فتح نہیں پاتا ہے جیسی کہ حیلہ سازی سے۔ جو حیلہ ساز ہوتا ہے وہ

اگر بہت قد بھی ہو تو خود رستم وقت اُس کو مغلوب نہین کرسکتا" (پنچ تنتر)

"دشمنون مین نااتفاقی کا بیج بونے مین وارث تخت وتاج سے بہتر شیر کار نہین مل سکتا۔ پس اپنے دشمن کے وارث کو بڑہانے مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھنا چاہیئے" (ہتوپدیش)

"چال چلن کے یہ تین اصول جن کی پیروی لازم ہے۔ یعنی بھلائی۔ اپنی غرض۔ اور عیش وعشرت ان کو جو کوئی جانتا ہو اُس کو بہت رحمدل نہین ہونا چاہیئے۔ حقیقت مین جو کوئی بامروت ہوتا ہے وہ اُس چیز کو بھی نہین بچا سکتا جو اُسکے قبضہ مین موجود ہے" (ہتوپدیش)

"ناتوان دشمن کو اس سے پہلے قتل کرنا چاہیئے کہ وہ توانا ہو جائے جب وہ اپنی پوری قوت حاصل کرلیتا ہے تو اُس کو مغلوب کرنا مشکل ہو جاتا ہے" (پنچ تنتر)

"دشمن کے ساتھ بہت مضبوط عہد وپیمان بھی نہین کرنا چاہیئے پانی کیسا ہی گرم ہو آگ کو بجھا دیتا ہے" (ہتوپدیش)

"جو دشمن ہتیار سے مارا جاتا ہے وہ درحقیقت قتل نہین ہوتا۔ مگر جو عقل کے زور سے مارا جاتا ہے وہ پوری طرح قتل ہوتا ہے۔ ہتیار سے آدمی کا جسم ہی قتل ہوتا ہے۔ عقل سے اُسکا گھرانہ اسکی دولت اسکی نیکنامی سبکا خون ہو جاتا ہے" (پنچ تنتر)

"زمین اور دوست اور سونا۔ یہی تین چیزین ہین جنکے واسطے لڑائی لڑی جاتی ہے۔ انمین سے ایک بھی موجود نہو تو مطلقاً نہین لڑنا چاہیئے" (پنچ تنتر)

"چھوٹی سی فوج چنے ہوئے آدمیون کی بہتر ہے۔ ایک بڑے سے لشکر سے جسکو جنگ کی تعلیم نہ دیگئی ہو کچے سپاہی دشمن سے مغلوب ہو جاتے ہین اور بہادرون کی شکست کے باعث ہوتے ہین" (پنچ تنتر)

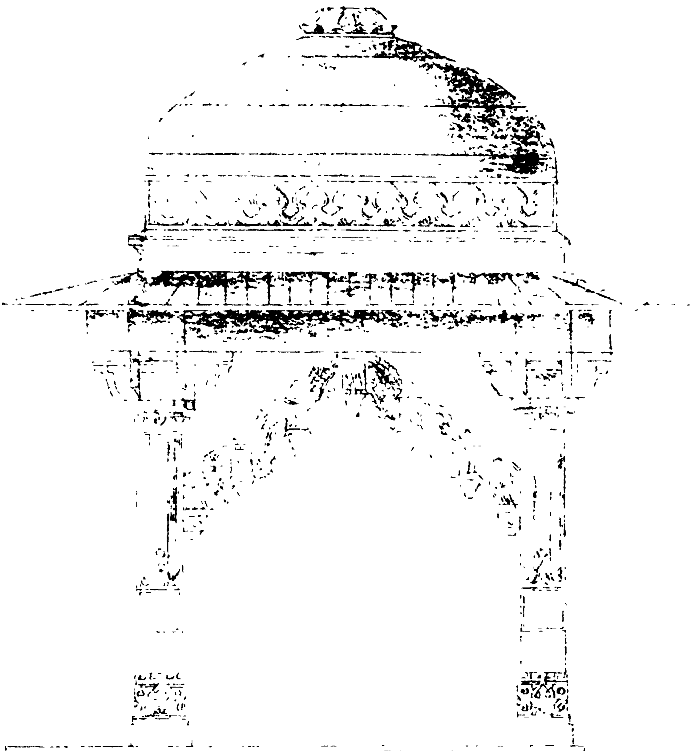
جب لڑائی شروع ہو جائے تو بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنے اُن خادمون کو بھی جنکو وہ دوست رکھتا ہے اور جنکی وہ خبرگیری اور پرورش کرتا ہے سوکھی لکڑی کے برابر سمجھے۔

فصل دہم - وہ فرق جو ہندؤون اور یوروپی کتابون کے مقولون مین ہے

جو مقولے اِس وقت تک نقل کئے گئے ہین اُن کو ہندؤون کے مذہبی خیالات سے ملا کر دیکھا جاے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ فلسفہ اور حقیقت الاشیاء کی تحقیقات مین برتا گیا ہے اُس مین اور اُس طریقہ مین جو اخلاقی مسائل کے حل کرنے مین استعمال کیا گیا ہے آسمان زمین کا فرق ہے۔ پہلی تحقیق مین تو محض متخیلہ بلند پروازی اور ڈھکیلون سے کام لیا گیا ہے اور دوسری مین اعلیٰ تجربہ اور عملی دانشمندی کے ذریعے سے عمدہ اور صحیح نتیجے نکالے گئے ہین۔ ہندو مذہب کے رشیون اور شاعرون نے ایک ایسے خیالی دنیا قایم کی ہے جس کی ہر چیز فطرت کے خلاف ہے۔ اور انسانی زندگانی اور اُسکے مال کو ایک ایسا نقطہ قرار دیا ہے جو بشکل نظر آتا ہے۔ اِس نقطہ تک پہونچنے کے لئے ہزارہا برس مین تناسخ کی ہزارہا سیڑھیان طے کرنا پڑتا ہے۔ برخلاف اسکے ہندی اخلاق مین یہ تعلیم ہے کہ زندگانی لطف سے کاٹنی چاہیئے۔ مکروہات سے پرہیز اور لذات سے متمتع حاصل کرنا چاہیئے۔ اور دولت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسکے ساتھ ہی کبھی سادگی سے کام نہین لینا چاہیئے۔ لیکن سب سے بڑی اخلاقی تعلیم یہ ہے کہ عورتون پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انسان کی ساری مصیبتون کی جڑ عورت ہے۔

ان مقولون کی سختی اور اُن کی آزاد خیالی ہمین کسی قدر ناگوار معلوم ہوتی ہے لیکن ہمین یاد رکھنا چاہیئے کہ روزمرہ کی زندگانی کا دار مدار ایسے ہی اصول پر ہے۔ اِس مین شک نہین کہ جس اخلاق کی ہم زبان و قلم سے تعلیم دیتے ہین وہ اعلیٰ اصول پر مبنی ہے۔ لیکن روزمرہ برتنے کا اخلاق ہمارا ابھی وہی ہے جو ہندؤون کا قول و عمل مین جو مباینت ہمارے یہان ہے وہ ہندؤون مین بھی پائی جاتی ہے فرق اسیقدر ہے کہ قوم اور مرزبوم اور زمانہ کے لحاظ سے یہ تباین مذہب اور اخلاق کے بیچ مین سمجھا گیا

ہے۔ برخلاف اس کے ہم مین یہ فرق کتابی اخلاق اور عملی اخلاق کا ہے۔ اُن مشرقیون کو جو یورپ سے واقف ہین ہمارے کتابی اخلاق اور عملی اخلاق کی مغائرت سے سخت نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اخلاقی اصول ایک مدت دراز سے مذہبی تعلیم پر مبنی تھے۔ مذہب جس چیز کی تعلیم دیتا تھا اُسی کو عمل مین لانا اخلاق تھا۔ چونکہ مذہب الہامی اور منجانب اللہ تھا اسلئے اخلاق کی جڑ بھی مضبوط تھی۔ بمرور زمان یورپ مین مذہبی اعتقادات اُٹھ گئے اور مذہب نے جس اخلاق کی تعلیم دی تھی وہ کتابون مین رہگیا ہمیشہ سے یہ اخلاق انسانی فطرت کی مقتضا سے بہت اعلیٰ درجے کا تھا اور جب کہ مذہبی اعتقادات مین کمزوری آئی یہ اخلاق بھی پیچھے رہ گیا۔ جو تعلیم خدا کے نام سے کیجاتی تھی وہ انسان کے نام سے ہونے لگی۔ اور تعلیم اور عمل مین آسمان و زمین کا فرق ہوگیا۔ لیکن ہندؤون مین اُسی طرح جیسے یونانیون اور رومیون مین تھا۔ مذہب و اخلاق ہمیشہ علیحدہ تھے۔ اِس مین شک نہین کہ ہندؤون کی زندگانی کا ہر فعل مذہبی قواعد کا پابند تھا لیکن یہ وہی افعال تھے جس کا تعلق خدا سے تھا۔ مثلاً عبادت۔ تیرتھ۔ چڑھاوے وغیرہ وغیرہ اُن افعال مین جو انسان کے باہمی معاملات سے متعلق تھے۔ مذہب کو کچھ تعلق نہ تھا۔ ہندؤون مین اخلاق صرف رسم و رواج پر موقوف ہے اور رسم و رواج کی جڑ وہ تجربہ ہے جو ہمین زندگانی کی ضروریات سے حاصل ہوتا ہے۔ ہندؤون کا تخیل عالم کے متعلق ایک ایسے کرہ مین واقع ہوا ہے جو اس دنیا سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس کرہ مین بڑے بڑے قوی دیوتا ہین۔ جو انسان کے ایسے فرائض کو مقرر کرتے ہین جو اُن کی عبادت سے متعلق ہین۔ لیکن اُن فرائض کی طرف مطلق توجہ نہین کرتے جو انسانون کی باہمی معاشرت سے متعلق ہین۔ یہ تو اُنکا تخیل ہے لیکن جب ہندو اپنی دُنیا کی طرف نظر ڈالتا ہے تو اسے مصیبتون اور تکلیفون سے بھرا پاتا ہے۔ اُن پر نور کرون کے مقابل مین جہان دیوتا بستے ہین۔ اُسکی دنیا ایک چندروزہ قیدخانہ ہے جو ہر قسم کے تعزیرات سے بھرا ہوا ہے۔ اُسکا دہیان ہر وقت اسی نورانی عالم کی طرف لگا ہوا ہے جہان اُسکے دیوتا حیات جاودانی مین مگن ہین۔ اور



(۱۱۴) فتح پور سیکری کے مقبرہ کا دروازہ .

جس عالم کی جھلک اُسے خواب و خیال کی طرح اُسوقت ملجاتی ہے جب کہ وہ اپنے مندروں مین پرستش کے لئے جاتا ہے یا اپنی مذہبی کتابون کی ورق گردانی کرتا ہے۔

وہ مغائرت جو انسان کے کردار اور اُسکے اُمنگون مین واقع ہوئی ہے ہندوؤن مین بھی اُسی قدر ہے جتنا یوروپ مین۔ اگر فرق ہے تو اسی قدر کہ ہندو تخیل اور یوروپی تخیل دو مختلف کرون مین واقع ہوئی ہین۔ لیکن اگر فلسفیانہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ دونون تخیل اصل مین ایک ہین انسان کے کل افعال کا محرک، جس کے بغیر انسانی زندگانی ناممکن ہے وآسودگی کا خواب و سراب زندگانی ہے جو ظاہرا محال اور دہوکا معلوم ہوتا ہے لیکن جس کی تلاش مین نوع انسانی ہزارہا صدیون سے حیران اور سرگردان ہے۔ مذاہب اور حکومتون کا قیام لڑائیان۔ انقلابات۔ فتوحات۔ غرض وہ کل واقعات جنکو تاریخ قلمبند کرتی ہے فلسفی کے نزدیک محض وہ چیزین ہین جنکو انسان کسی خاص تخیل کے خیال مین خواہ وہ مذہبی تخیل ہو یا ملکی یا معاشرتی۔ عدم سے وجود مین لایا ہے اس مین شک نہین کہ یہ تخیل جو محرک ہماری کُل افعال کا زمانہ اور ملک کے لحاظ سے ہمیشہ اپنی صورت بدلتا رہیگا۔ لیکن جسوقت تک ایک انسان بھی اس کرۂ زمین پر باقی ہے یہ تخیل بھی باقی رہے گا۔ ہم کتنے ہی ضعیف الاعتقاد اور مستقبل کو نہ ماننے والے ہون لیکن انسانی تخیل کو اسیوقت نظر انداز کرسکتے ہین جبکہ ہم مرنے پر کمر باندھ لین۔

باب دوم

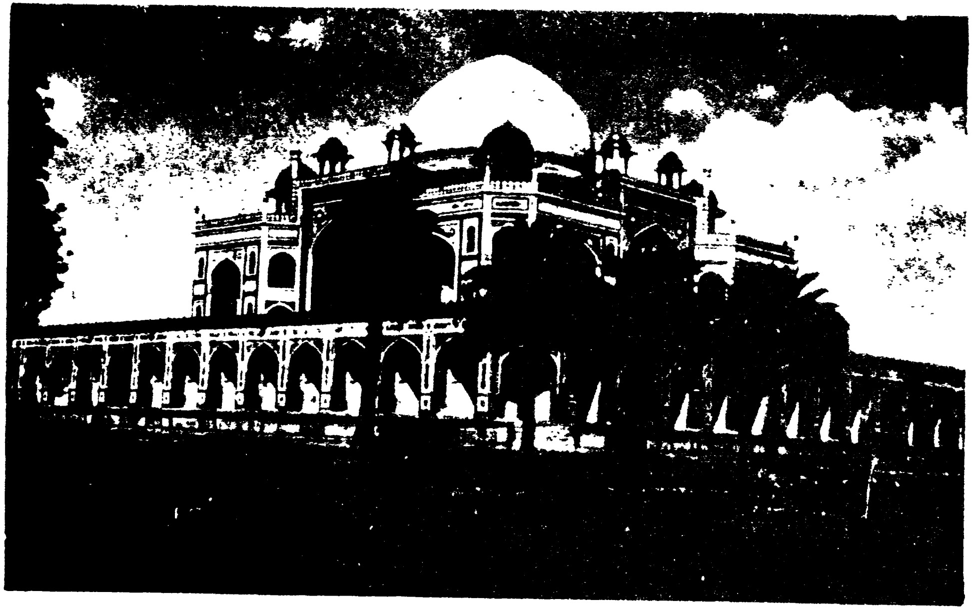
ہندوستان کے موجودہ مذاہب

اسوقت تک ہند کے مذاہب کے متعلق جو کتابین لکھی گئی ہین اُن سے صرف غلط خیالات پیدا

ہوئے ہین۔ اور ہم خود دیکھہ چکے ہین کہ کتابون کے بُدھ مذہب اور واقعی بُدھ مذہب مین کسقدر فرق ہے
ہمارے یوروپی تصنیفات کی کٹی اور ڈہلی ہوی تعریفین جسوقت ہندسے سر روز بدلتے ہوئے اعتقادات
پر چسپان کیجائین تو بالکل غلط نکلتی ہین۔ ہندو کے غیر منطقی دماغ مین اس قسم کے اعتقادات مجتمع ہین
جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد ہین اور ہماری سمجھہ مین مطلق نہین آتے۔ وہی شخص جو بد اعتقادی اور
ملحدانہ تصانیف کا بانی ہے نہایت خوش اعتقادی کے ساتھہ ہزار ہا مہیب اور بدہیبت دیوتاون کے
سامنے سجدہ کرنے کیلئے یا بُدھ اور وشنو کے نقش قدم کو بوسہ دینے کے لئے طیار ہے۔ ہندوستان
مین نہ صرف مختلف مذاہب باہم صلح کے ساتھ یکجا ہین بلکہ ایسے مذہبی اعتقادات جو بالکل آپس
مین متضاد ہین پہلو بہ پہلو موجود ہین۔ جبتک ہم اس ملک مین نہ آئین اور یہان کی واقعی پرستش اپنی
آنکھون سے نہ دیکھین تو یہ متضاد باتین مطلق ہماری سمجھہ مین نہین آتین۔ اور ہمین یہ نہین معلوم ہوتا کہ لفظ
مذہب کے معنی ہندؤون مین وہ نہین ہین جو یوروپیون مین پائے جاتے ہین ان کا موجودہ مذہب
وید اور منوشاستر سے مشتق سمجھا جاتا ہے لیکن اس ویدی اور برہمنی مذہب مین جسکا بیان ہم
اوپر کر چکے ہین اور حال کے ہندو مذہب مین بہت فرق ہے۔ موجودہ مذہب گویا جدید برہمنی مذہب
ہے جو پہلی صدی عیسوی مین قایم ہوا اور جس نے بُدھ مذہب کو اپنے مین ضم کرکے اُسکی
جگہہ لے لی۔

فصل اول۔ ہندو تثلیث

اس جدید برہمی مذہب مین بے انتہا فرقے اور شعبے ہوگئے ہین لیکن ان سب کا دارومدار دو بڑی
تقسیمون پر ہے جو شیو اور وشنو کی پرستش سے متعلق ہے۔ یہ دونون بڑے دیوتا جنکو ہر ہندو مانتا



(۱۱۵) ہمایوں کا مقبرہ دہلی

ہے برہما کے ساتھ ملکر ہندو تثلیث قایم کرتے ہین۔ اگرچہ اِس تثلیث مین برہما کا درجہ سب سے اعلیٰ ہے لیکن خاص طور پر اس دیوتا کی پرستش نہین کیجاتی اور ہندوستان بھر مین بمشکل دو تین مندر ایسے ہون گے جو برہما کے نام پر بنے ہون۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو دماغ اس چیز کی پرستش کی طرف مائل ہے جو مادّی صورت مین اُسکے سامنے رکھی جائے۔ شیو اور وشنو کے ہزارہا مندر ہین جن مین ان کی مورتین اور علامتین نصب کی گئین ہین اور پوجی جاتی ہین۔ برخلاف اس کے برہما ایک روح مطلق ہے جو تمام عالم مین سائر اور دائر ہے اور ہر ایک ہندو کی اصلی تمنا یہ ہے کہ وہ کسی روز اس روح مطلق مین جذب ہو جائیگا۔

نظام عالم مین اِن تینون دیوتاون کے الگ الگ حصے ہین برہما خالق ہے وشنو عالم کا باقی رکھنے والا اور شیو عالم کا برباد کرنے والا ہے۔ اگرچہ شیو کے فرایض مین اور دوسرے دو دیوتاون کے فرایض مین ظاہرا تضاد معلوم ہوتا ہے لیکن فی الواقع ایسا نہین ہے۔ کیونکہ ہندو فلسفہ مین موت کوئی چیز نہین ہے۔ موت سے مراد صرف ظاہری تغیر ہے۔ تمام عالم ہر وقت بدلتا رہتا ہے لیکن اُسکے اجزا تلف نہین ہوتے پس شیو بھی جو اِن تغیرات کا خدا ہے عالم کا محسن ہے اور اُس کا وجود بھی لازمی ہے۔

جس وقت ہم شیو کی مہیب صورت کو دیکھتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ یہ وہی دیوتا ہے جس پر اور اس کی دیوی کالی پر خون مین بھرے ہوئے جانورون اور قدیم زمانے مین شاید انسانون کا چڑھاوا دیا جاتا ہے تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ شیو کی پرستش بہت زیادہ قدیم ہے اور فی الواقع برہمنی تثلیث مین سب سے بڑا اور قوی جز شیو ہے۔

دنیا کی کسی قوم نے عالم کی ہر وقت بدلتی ہوئی حالت کا ایسا صحیح ادراک نہین کیا ہے جیسا ہند کے باشندے نے اسکے نزدیک سارا عالم بالکل وہ چیزین جو ہم دیکھ رہے ہین محض دھوکا ہے۔ اشیاء کی حقیقت بالکل ہمارے علم سے باہر ہے۔ کائنات ایک سلسلۂ تغیرات کا ہے جس کی نہ ابتدا

ہے نہ انتہا۔ اس غیر متناہی سلسلہ مین موت سے زندگی پیدا ہوتی ہے اور زندگی سے موت۔ لیکن یہ کل محسوسات ظاہری ہے۔ اور ان کے اندر ایک وجود مطلق ہے جو ہر حالت مین ایک ہے لیکن اُس کی ظاہری صورت ہر وقت بدلتی رہتی ہے۔ ہزار ہا سال سے ہندوٗون نے اس عالم کو دہوکا سمجہا ہے اور معلوم کیا ہے کہ اِس دہوکے کی ٹٹی کے پیچہے وہ حق ہے جس تک پہونچنا محال ہے اِس مسئلہ تک وہ ایسے وقت مین پہونچ گئے تہے جس وقت کہ ہمارے مغربی فلاسفہ اس گمان مین تہے کہ وجود مطلق اُن کے ہاتہ مین آگیا ہے۔ یہی ہے ہندوخیال کی بلندی اور اُسکا عمق۔ ہمارا اعلیٰ درجہ کا فلسفہ بہی اِس درجہ سے آگے نہین بڑہا ہے البتہ جیسا ہم اوپر کہہ چکے ہین عامہ خلایق کو ان فلسفی مباحث سے کچہہ کام نہ تہا۔

فصل دوم۔ شیو کی پرستش

یہ شیو برباد کرنے والا یا اقلاً عالم کو بدلنے والا فی الواقع موت اور زندگی کا دیوتا ہے۔ اُسی کی نشانی لنگم ہے اور اِسی کے نام سے جانور کاٹے جاتے ہین۔ یہی ہے خدا اُس جوہر کا جس سے کائنات پیدا ہوتی ہے اور یہی خدا ہے اُس موت کا جو کائنات کو تلف کرتی ہے حقیقت مین یہ شیو ہند کا سچا خدا اور ہندوٗون کی قوت خلاق کا نتیجہ ہے۔ جدید برہمنی مذہب کے دیوتاوٗن مین شیو سب سے پُرانا ہے یہ رگ وید کے رُدْر یعنی ہوا اور بارانی کے دیوتا سے مشابہ ہے۔ آخر مین چلکر یہ اگنی سے مشابہ کردیا گیا۔ قدیم آریون مین آگ جس کی وہ بڑے اہتمام سے پرستش کرتے تہے مادہ زندگی مانا جاتا تہا۔ اور وہ ہر مخلوق مین سائر او اُس کو زندہ رکہنے والا تہا۔ اگنی ہی برباد کرنے والا دیوتا بہی تہا کیونکہ جو چیز اُس پر چڑہائی جاتی تہی اُسے وہ جلا دیتا تہا۔

(۱۴۱) دہلی کے قلعہ کا دروازہ



جدید برہمنی مذہب مین شیو نے اگنی کی جگہہ لے لی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مگستھنیز ہی کے زمانہ مین شیو کی پرستش پوری ہو چکی تھی اور اُس کا نام اور خصائص معین ہو چکے تھے کیونکہ مگستھنیز شیو کو یونانیون کے ڈایونیسیس سے تشبیہہ دیتا ہے اس مین شک نہین کہ شیو کی نشانی لنگم سنہ عیسوی کی ابتدا مین قرار دی گئی۔ گیارہوین صدی مین جس وقت محمود آیا ہے بارہ مندر ایسے موجود تھے جو شیو کے نام پر تعمیر ہوے تھے اور جنمین اِس دیوتا کی پرستش ہوتی تھی۔

بتدریج عوام الناس کی اُس فطرت نے جو بت پرستی کی طرف مائل ہے لنگم کو دیوتا بنالیا اور ایک فرقہ لنگائتون کا قایم ہوا جنہون نے لنگم کو پوجنا شروع کیا۔ اِن کے مندر اِس علامت سے بھرے ہوئے ہین۔ اور اُن کے پاس چھوٹے چھوٹے لنگم سونے یا چاندی کے جنہین وہ وقتاً فوقتاً بوسہ دیتے اور اُن سے دعا مانگتے ہین۔ پائے جاتے ہین۔ اِس فرقہ کا بانی بسو تھا جس کا زمانہ بارہوین صدی عیسوی ہے۔ یہ شخص ذات کو توڑ دینے کی تعلیم دیتا تھا اور اُس نے تھوڑے ہی زمانہ مین بہت بڑا نام پیدا کر لیا۔ اسکی تعلیم تو اُس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ لیکن جو مذہب اُس نے قایم کیا تھا یعنی لنگم کی پرستش اب تک باقی ہے اور میسور۔ ملک نظام اور دکن کی ڈراوِڈی اقوام مین جاری ہے۔

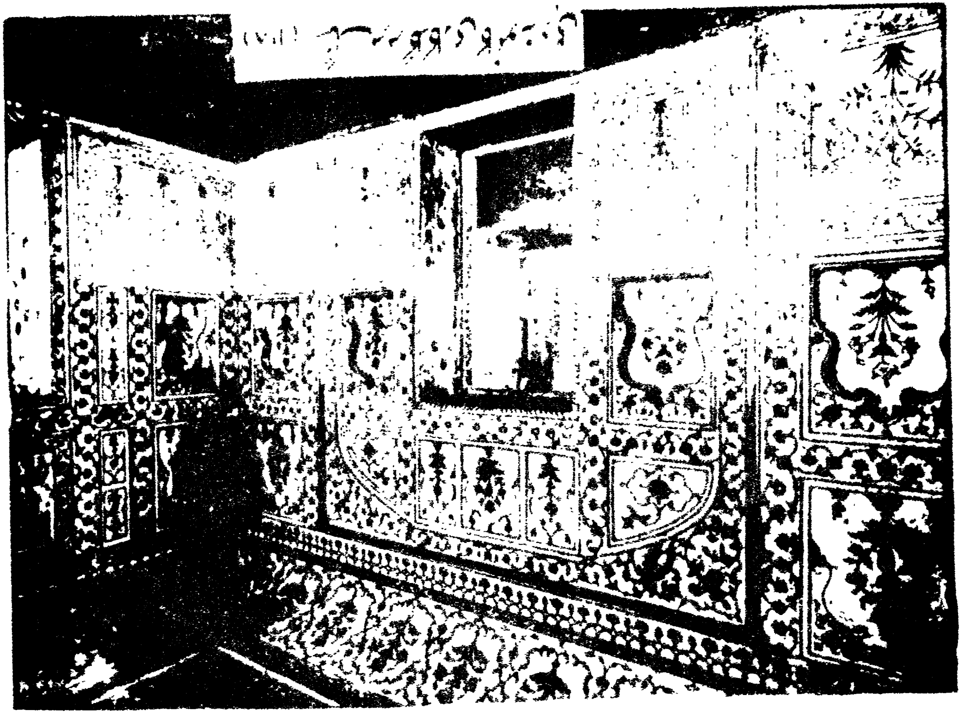
لنگم کے مقابل مین پاروتی یعنی مادّہ الناث کی پرستش تھوڑے دنون بعد قایم ہو گئی۔ پاروتی یا کالی جو شیو کی دیوی ہے زندگی اور موت کی دیوی مانی گئی ہے۔ یہ گویا سارے عالم کی مان ہے اور ایک دن عالم کو نگل جائے گی۔ کالی کی پرستش سے زیادہ کوئی پرستش نفرت انگیز نہین ہو سکتی یہ صرف نیچے درجہ کی خلقت مین مروج ہے۔ اِس دیوی کی شکل بالکل ویسی ہے جیسی افریقہ کے بعض وحشی اقوام کے دیوتون کی۔ جس قسم کی خلاف تہذیب اور بیرحمانہ حرکتین اس پرستش مین کیجاتی ہین وہ بیان مین نہین آسکتین۔ اسی دیوی کے مذبح پر قدیم زمانے مین انسان بلی دئے جاتے تھے اور اب بھی اِس کی پرستش مین اس قسم کے اعمال اور حرکتین شامل ہین جو انسان کو نفرت دلاتی ہین

کالی کے پوجنے والون مین زیادہ تر بدتمیز وہ فرقہ ہے جسکو بائین ہاتھ والا شبی فرقہ کہتے ہین۔

فصل سوم۔ وشنو کی پرستش

وشنو جو کہ جدید برہمنی مذہب کا دوسرا دیوتا ہے اور جسکی پرستش وہ اشخاص کرتے ہین جو شیو کو نہین پوجتے اتنا قدیم دیوتا نہین ہے جتنا شیو البتہ اس کا نام وید مین آیا ہے اور گستنیز اسکو یونانی دیوتا ہیرکلیز سے مشابہ بتاتا ہے۔ شیو ہندوون کے دماغی ادراک کا خدا ہے۔ اس سے انہین عالم کے تصور مین۔ عالم کے بننے بگڑنے مین مدد ملتی ہے۔ برخلاف اسکے وشنو انکی دلی امنگون کا محبت اور مذہبی اعتقاد کا خدا ہے۔ شیو کی پرستش مین نہایت ریاضت اور نفسانی خواہشونکو دبانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ باوجود ان زیادتیون کے جو شیو اور کالی کی پوجا مین کی جاتی ہین۔ اسی فرقے کے لوگ زیادہ تر جوگی اور سنیاسی بنتے ہین۔

شیو کی طرح وشنو کے پرستش مین بھی ظاہری علامات داخل ہوگئے کیونکہ تمام دنیا کے اقوام مین ہندو کے لئے پرستش مین ظاہری صورت کا ہونا لازمی ہے اگرچہ مختلف ازمنہ مین مذہبی اصلاح کرنے والون نے ہندو مذہب مین توحید کو ثابت کرنا چاہا ہے لیکن یہ کوشش بالکل بیفائدہ ہے ہندو کے نزدیک کیا ویدی زمانے مین اور کیا اس وقت ہر چیز خدا ہے۔ جو کوئی چیز اسکے سمجھ مین نہ آئے یا جس سے وہ مقابلہ نہ کرسکے اس کے نزدیک پرستش کے لائق ہے برہمنون اور فلسفیون کی نہ صرف کل کوششین جو انہون نے توحید قایم کرنیکے لئے کین بلکہ کل وہ کوششین بھی جو وہ دیوتاؤن کی تعداد گھٹاکر تین پر لانے کیلئے عمل مین لائے محض بیکار اور رائگان گئین عوام الناس نے ان کی تعلیم کو سنا اور قبول کیا۔ لیکن عملاً یہ تین خدا تعداد مین بڑہتے گئے اور ہر ایک چیز مین ہر ایک



رنگ و بو مین اُن کے اوتار نظر آنے لگے۔ مثلاً وشنو بیشک ایک خدا ہے لیکن اپنے پوجاریون تک پہونچنے کے لئے اُس نے اسقدر مختلف صورتون مین ظہور کیا ہے کہ اُس کے اوتارون کے نام تک گنانا بھی محال ہے۔ اِن مین بڑے بڑے بہادر اور دیوتا اور معمولی انسان اور حیوانات تک شامل ہین اور پھر وشنو کا سب سے بڑا اوتار وہ عالم کا روشن کرنے والا اور عالم مین روح پھونکنے والا آفتاب ہے جو قدیم زمانے سے وشنو کا قائم مقام سمجھا گیا ہے۔

وشنو کے اوتارون مین بہت سے دیوتا ہین جو ہند کے مختلف خطون مین پوجے جاتے ہین ان اوتارون مین مشہور اوتار دس ہین جن کا ذکر مذہبی کتابون مین ہے۔ اور جن کو کل وشنوی مانتے ہین۔ ان کے سوا بے انتہا اور دوسرے اوتار ہین جو ہر روز پیدا ہوتے ہین۔ ہندوؤن کی جبلت ایسی واقع ہوئی ہے کہ کیسا ہی دیوتا اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ اُن کے سامنے پیش کیا جائے وہ اُسے خوشی سے مان لیتا ہے بلکہ خود ہدایت کرنے والے کو وشنو کا ایک اوتار ماننے کے لئے تیار رہتے ہین۔ اسی وجہ سے نصرانی مشنری ہندوؤن مین زیادہ کامیاب نہین ہوتے۔ حضرت مسیح جن کے حالات کسی قدر کرشن سے ملتے ہوئے ہین وشنو کے اوتار سمجھے جاتے ہین۔ اور مشنریون سے ہندو یہی کہتے ہین کہ ہم مین عیسیٰ مسیح موجود ہین اور ہم تم سے زیادہ نصرانی ہین۔ جس زمانے مین پرنس آف ویلز ہندوستان مین تشریف لائے ہین تو اُن کی شان و شوکت دیکھکر ہند کے عوام الناس اُنھین بھی وشنو کا اوتار سمجھے تھے۔

وشنو کے اوتارون مین دو اوتار بہت زیادہ مانے جاتے ہین اول رام دوسرے کرشن ہمین صحیح طور پر نہین معلوم ہے کہ وہ دونون مذہبی نظمین یعنی رامائن اور مہابھارت کب لکھی گئین۔ انکی وقعت ہندوؤن مین ویسی ہی ہے جیسی یونانیون مین ہومر کی نظمون کی تھی۔ سالہاے دراز مین یہ نظمین دوبارہ بنین۔ ترمیم کی گئین۔ گھٹائی بڑھائی گئین۔ لیکن اس مین شک نہین کہ یہ ایک بہت ہی قدیم زمانے

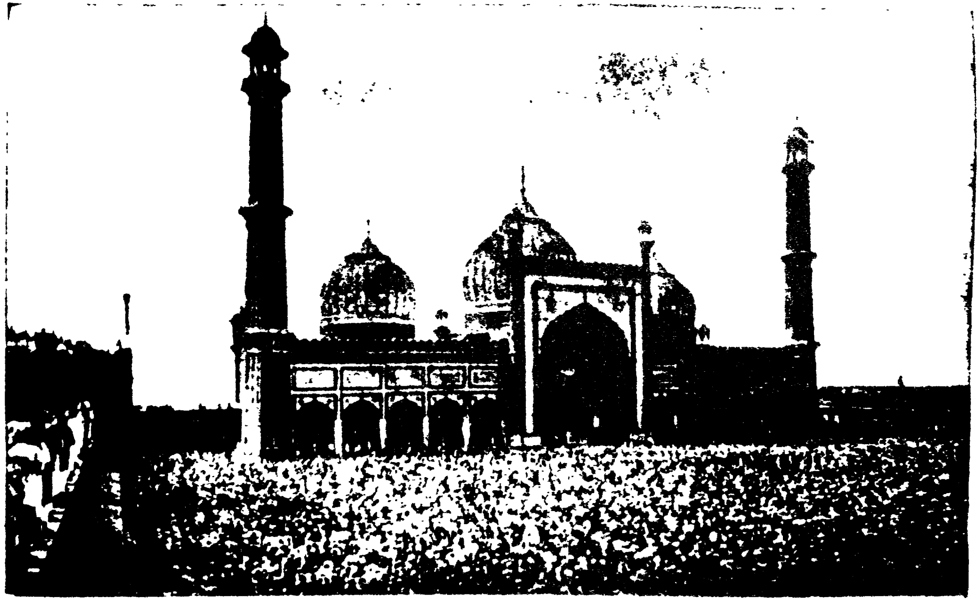
مقبول خاص و عام ہین - اور رام اور کرشن کے کارنامون کی یادگارین سمجھی جاتی ہین - اِن دونون وشنو کے اوتارون مین نہ صرف بہادری اور فوجی کامیابی ہی قابل قدر ہے بلکہ اُن کی انسانی ہمدردی - نرمی اور محبت بھی ہے - وہ پر اسرار کشش جو خلق کو وشنو کی طرف کھینچتی ہے اُس وقت ولولے اور عشق کے درجے کو پہونچ جاتی ہے جب رام اور کرشن کے ایسے زندہ اور چلتے پھرتے اوتارون کے سامنے ہون -

رامچندر تو ہند اور سیلون کے فتح کرنیوالے اور قوم آریہ کے فخر ہین جس کی وجہ سے اُنکی پرستش ہوتی ہے لیکن اِن کی زندگی مین بڑا حصہ اون کی وفادار استری کا ہے - اور یہ دونون ایک دوسرے پر فدا اور میان بی بی بجاے وشنو اور لکشمی کے ہین جو حُسن کی دیوی مانی گئی ہے - سیتا کی مصیبتین اور اُن کا استقلال اور رام کی محبت اور بیقراری وہ واقعات ہین جو ہندؤون کے جذبات پر بہت ہی زبردست اثر ڈالتے ہین - ہم یہان مسٹر ملاباری کی اُس تصنیف سے جس کا نام "گجرات اور اُس کے باشندے" ہین اور جس سے ہم پہلے بھی اقتباس کر چکے ہین ایک فقرہ نقل کرین گے جس سے معلوم ہوگا کہ ایک روشن خیال ہندو کی راے کیا ہے مسٹر ملاباری لکھتے ہین -

"خوش قسمت ہے وہ قوم جس کے سامنے رام اور سیتا کا تخیل موجود ہے - نصیب ور ہے وہ خاندان جو اِس بے بدل جوڑے کی عزت و حرمت کرتا ہے - بڈھا اور جاہل مزدور - اور اس کی سادہ اور ناواقف بیوی اُس کی شیرین اور نوجوان بیٹی - اِس متبرک کتاب کے بعض واقعات کو سُن کر اپنے آنسوؤن کی دھارین برساتے ہین - نصیب ور ہے وہ شخص اگر وہ حقیقت مین کوئی انسان تھا جو اصل الہام کے اُس درجے تک پہونچا جہان اُسے ایسے دو مخلوق ہاتھ لگے جیسے رام اور سیتا ہین"

گھراور بال بچون کی خوشی جو آریون مین سب سے اول درجہ رکھتی تھی رامائن مین آکر ختم ہو گئی لیکن وہ دوسری شکل عاشق و معشوق کی جس نے اپنے بچپن ہی سے ہزار ہا لوگون کو لُبھایا کرشن کی شکل ہے

(۱۱۹) جامع مسجد دہلی



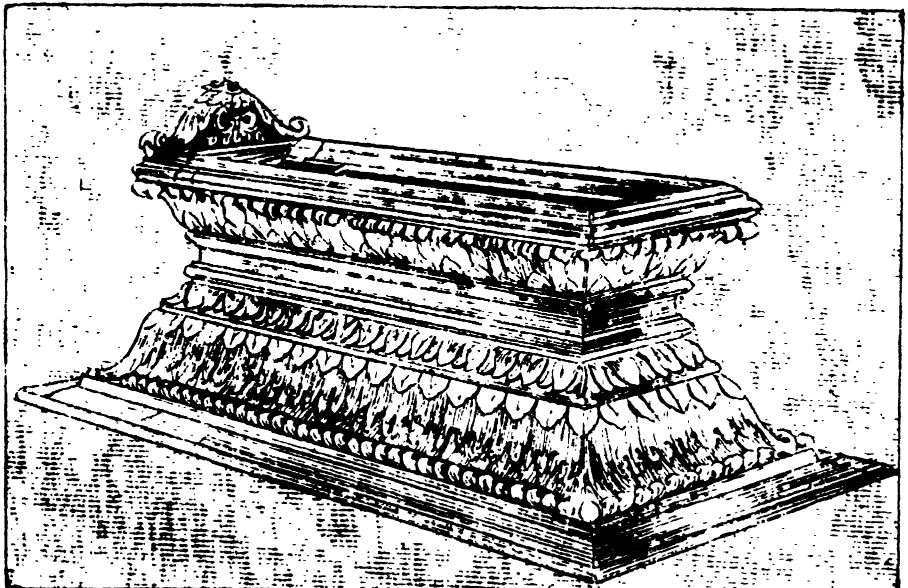
جو رامچندر کے ساتھ ساتھ ہند کے دلون پر حکومت کرتا ہے۔ کرشن کی طفولیت کا قصہ جو کسیقدر عیسیٰ مسیح کی طفولیت سے ملتا ہوا ہے ہر ایک ہندو مان کا ویسا ہی پیارا ہے جیسے مسیح کا قصہ ہر ایک نصرانی مان کو۔ اور ہندو عورتون کے دلون مین خواہ وہ ناکتخدا ہون یا بیوہ اِس معشوق خدا کی محبت اور پُر اسرار ولولہ ویسا ہی پر جوش ہے جیسے مغربی عورتون کی محبت اپنے مطلوب مسیح کے ساتھ۔ ہندوستان کی گرم آب وہوا مین اور مشرق کے اثر پذیر مزاجون کے لئے وشنو کی اس عاشقانہ پرستش نے البتہ بعض صورتون مین برے اخلاقی اثر پیدا کر دیئے ہین۔ بعض فرقون مین جو کرشن کی پرستش کرتے ہین۔ علی الخصوص گجرات مین وشنو پوجاریون کی جو مہاراج کے نام سے مشہور اور اپنے کو کرشن بتاتے ہین عورتون مین بے انتہا قدر ہے۔ اِن مہاراجون کے خواہشمند اس کثرت سے ہین کہ انہون نے اپنی قیمت بہت کچھ بڑہا دی ہے۔ مسٹر ملاباری جن کی تصنیف سے ہم کئی بار نقل کر چکے ہین اس رسم کے متعلق لکھتے ہین۔ ممکن ہے کہ یوروپین خیال کرین کہ گجرات مین مہاراجون کی پرستش ایک شرمناک رسم اور بے حیائی کی عیاشی ہے لیکن جبتک اس رسم مین مذہب کا لگاؤ ہے ہزارہا ہندو خاندان اس حیوانی فعل کے پنجہ سے نہین چھوٹین گے۔

فصل چہارم۔ ہندو مذاہب کی بے انتہا قسمین اور اُنکی دائمی تغیرات

ہم نے ایک مختصر سا بیان اون دونون مذہبون کا کیا ہے جو وشنو اور شیو کی پرستش سے متعلق ہین اور ہم نے یہ بھی دکھایا ہے کہ اِن دونون دیوتاؤن مین برہما کو شریک کرنے سے ہندو تثلیث قایم ہوتی ہے لیکن جس چیز کو ہم اب کتاب کے پڑہنے والون پر ثابت کرنا چاہتے ہین اور جو ظاہر ایک امر محال معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہندو مذہب کی بے انتہا قسمین ہین۔ اور ان مین روز بروز

تغیرات ہوتے رہتے ہین ان مین سے کوئی مستقل اور قایم نہین ہے لیکن ہر ایک اپنے کو وید سے مشتق بتاتا ہے۔ ان سب کا مجموعی نام جدید برہمنی مذہب یا ہندو مذہب ہے۔ لیکن ان کی اقسام تعداد مین اسی قدر ہین جتنے کسی درخت کے پتے۔ ان سب کا رُجحان توحید کی طرف ہے۔ اسکے ساتھ ہی ہر ایک مین ہزارہا دیوتا ہین اور اکثر پتھر کے بُت اور لکڑی کی پُتلیان بھی شامل ہین۔ ہر ایک مین سے نہایت ہی پُراسرار اور دقیق فلسفہ نکلا ہے اور ہر ایک مین ایسی پوچ ورکیک رسمین ہین جن سے شرم آتی ہے۔ اگر ان سب مذاہب کا بیان مجموعی طور پر کیا جاوے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ قدیم برہمنی مذہب کے دیوتا ہین۔ یہ وہ اجرام سماوی اور قواے فطرتی ہین جن کی پرستش ویدون مین ہے۔ اور جن کو برہمنون نے علیحدہ علیحدہ خدا بنا لیا۔ ان برہمنی دیوتاؤن کو جو اصل مین ظالم اور بے رحم تھے بدھ مذہب نے بہت کچھ نرم اور ہمدرد بنا دیا ہے۔ جدید برہمنی مذہب کے ہر شعبے مین بدھ مذہب کا اثر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنی نیکی اور رحمدلی اور محبت ہر طرف پھیلا دی ہے۔ یہ بدھ مذہب جو اپنی خیرات اور نیکی کے لحاظ سے انسانی ہے لیکن فلسفی خیالات کے لحاظ سے انسان سے مافوق ہے اپنی انسانی جہت سے تو قایم رہ گیا ہے مگر فلسفی جہت سے تلف ہو چکا ہے۔ بدھ نے اپنا ذاتی حق ہندو دیوتاؤن مین قایم رکھا ہے۔ اور اب وہ وشنو کا اوتار مانا جاتا ہے۔ ان سیکڑون دیوتاؤن اور سیکڑون مذاہب مین ہم چند بڑے بڑے خصائص کو جو ہند کی مذہبی حیثیت سے متعلق ہین محسوس کر سکتے ہین۔ مثلاً عالم کے متعلق خیالات وجدان کا رُجحان توحید کی طرف ہے لیکن متخیلہ کا رجحان کثرت الہ کی طرف اور اعلیٰ درجے کی آزادی اخوت اور رواداری کل مختلف مذاہب کے درمیان مین۔ اور اگر سچ دیکھا جاے تو ہندو دیوتاؤن کی کثرت بھی اُسی قدیم آریہ قوم کا ارث ہے جس نے آکر اس مُلک مین آنکھ کھولی اور یہان کے بوقلمون منظرون کا اُن کے دل پر ایسا اثر پڑا کہ وہ ہر ایک فطرتی قوت کو خدا سمجھنے لگے۔

ہماری سرد اور پھیکی زبان مین صرف چند الفاظ ہین جو بار بار آسمان کا رنگ یا بادلون کی صورت یالامہ



(۱۲۰) صفدر جنگ کی قبر

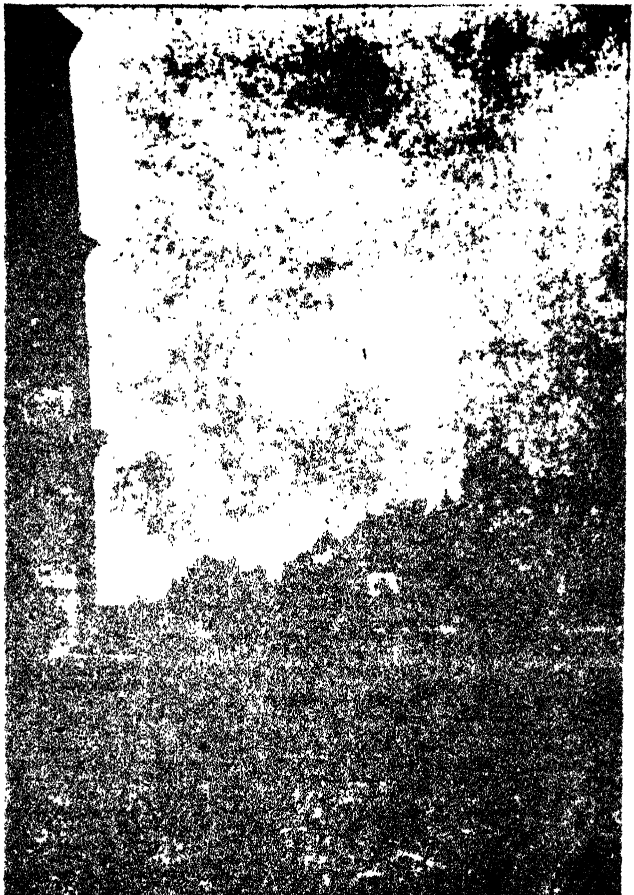
مناظر کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہین۔ خود ہومر جس وقت وہ اکیلیز کی خوش مزاجی یا جوپیٹر کی عظمت الفاظ مین بیان کرتا ہے تو بار بار انہین الفاظ کو ان نامون کے ساتھ لاتا ہے اور اپنے بھادرون کا ایک ہی رخ دکھاتا ہے۔ وید مین اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہان صرف ایک بادل نہین ہے بلکہ ہزارہا بادل ہین۔ ہزارہا قسم کے ابر مختلف رنگون اور مختلف شکلون کے۔ کوئی تیز۔ وو رستے والے کوئی سست چلنے والے جو کہ ان رشیون کی آنکھون کے سامنے آسمان پر موجود تھے۔ اگنی کے شعلے سوم کی لہرین۔ ہوا کی حرکت۔ صبح او شام کی شفق کی رنگ آمیزیان یہ سب چیزین ان کے کلام مین اسی طرح بدلتی ہین جیسی خود فطرت مین۔ اور چونکہ ہر ایک ان مین سے ایک دیوتا ہے اس لئے دیوتاون کی ریل پیل ہے۔ یہ دیوتاون کی کثرت نئے برہمنی مذہب مین بھی موجود ہے۔ یعنی اسوقت جبکہ یہ قوائے فطرتی بالذات دیوتا بن گئے۔

جس وقت کوئی باعتقاد ہندو کسی دیوتا کے ایک رخ کو یا ایک وصف کو لے لیتا ہے تو اسیوقت ایک نیا فرقہ قایم ہو جاتا ہے جو اُس خاص وصف کی پرستش کرتا ہے۔ ان مذہبی فرقون کے قایم رکھنے کے لئے برہمن ہی ہونا ضرور نہین ہے بہت سے نیچے درجے کے اشخاص بھی مذہبون کے بانی ہوتے ہین۔ جس وقت کسی شخص نے کچھ تھوڑے سے پیرو جمع کر لئے تو پھر وہ گرو بن جاتا ہے جب وہ گذر گیا تو پھر دوسرے گرو پیدا ہو جاتے ہین جو اُس کی تعلیم کو اپنے طور پر رواج دیتے ہین۔ گرو یا تو وراثت کے ذریعے سے بنتا ہے یا صرف پیشے کے ذریعے سے۔ اور اکثر یہ گرو برہمنون کی ذات سے خارج ہوا کرتے ہین۔ چونکہ گرو ایک ایسا شخص ہے جس کو الہام ربانی ہوتا ہے اسلئے اُس کی حکومت اپنے چیلون پر بہت ہی زبردست ہوتی ہے۔ ہند کے مشہور گروون مین ملک اس ملک کی تاریخ مین ایک بہت بڑا شخص گرو نانک تھا جس نے سکھ مذہب کی بنا ڈالی۔ یہ شخص پندرہوین صدی عیسوی کے آخر مین لاہور کے قریب پیدا ہوا تھا۔ اور اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ ایک ایسا مذہب

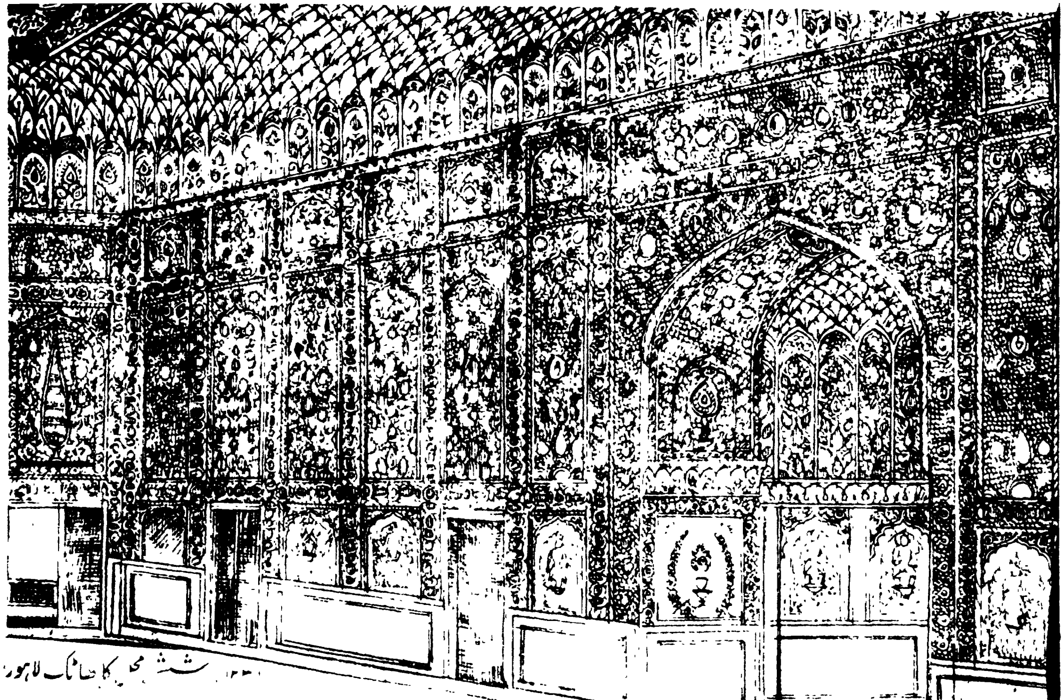
قایم کرے جس مین مسلمان اور ہندو دونون داخل ہوسکین۔ اِس کے پیرو زیادہ تر سندھ کی گھاٹی کے رہنے والے جاٹ ہوے جو کہ تورانی الاصل ہین خلاف توقع اور خلاف تجربہ اِس نئے فرقے کو روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ گرو نانک کے مرنے سے دو سو برس بعد گرو گوبند نے اس فرقے کو قومی راستے پر لگایا اور سکھ چند روز مین ایک ایسی بہادر قوم بن گئے کہ مغلون کو اِن کا سکہ ماننا پڑا۔ اور انگریزی حکومت کو یہ مدت تک آگے بڑہنے سے روکے رہے۔ ہم اس سے پہلے دکھا چکے ہین کہ یہ سکھ اپنی جسمانی خوبیون اور آپس مین شادی بیاہ کرنے کی بدولت ہندوستان کی اقوام مین ایک زبردست اور خوبصورت قوم بن گئے ہین۔ ہم نے سکھون کی مثال اِس غرض سے لی ہے کہ ہند مین مذہبی فرقون کے قایم ہونے کے نتائج کو دکھائین۔ اِس مین شک نہین کہ بہت کم مذہبی فرقے سکھون کے درجے کو پہونچتے ہین۔ لیکن ان سب کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ نئی ذاتین قایم ہو جاتی ہین۔ جن کے آپس ہی مین شادی بیاہ ہوتا ہے۔ اور جن کے نزدیک تمام ہند کی دوسری اقوام اُسی قدر برادری سے خارج ہین جس طرح یورپ اسوقت ہند مین۔ بہت سے اسباب ایسے موجود ہین جو یہان کے باشندون کو ایک قوم بن جانے سے مانع ہین لیکن اِن اسباب مین سب سے بڑا سبب ذاتون کی بے انتہا تقسیم ہے۔

اُن مختلف مذاہب کے ساتھ ہی ساتھ جنکو عام نام ہندو مذہب کا دیا گیا ہے ہمین ان ابتدائی اور قدیم پرستشون پر بھی نظر ڈالنی چاہیے جو اِس وقت تک ہند کی وحشی اقوام مین جاری ہین اُن کے متعلق ہم نے اقوام کے باب مین تھوڑا سا بیان کیا ہے۔ ان مین بھوت پلید اور موذی جانورون سانپ وغیرہ کی پرستش زیادہ ہے ہم نیلگری کی اقوام بدگا اور ٹوڈون مین دیکھ چکے ہین کہ وہ اپنے گائیون اور بیلون کی پرستش کرتے ہین۔ اور اہیرون کو اپنا بڑا پجاری مانتے ہین۔

ان کل بت پرستیون نے ہندوؤن پر اثر ڈالا ہے۔ مثلاً جانورون کی تعظیم ہند کے ہر مذہب مین موجود ہے اور اِن مین سے گائے اور سانپ زیادہ واجب التعظیم ہے۔ ہند مین کوئی قوم ایسی نہین ہے



(۱۳۲) اورنگ زیب کی مسجد کا ایک مینارہ اور رنجیت سنگھ کا مقبرہ



۱۲۲ – شیش محل کا دالان، لاہور

جہان دونون کی پرستش نہ کرے۔ نیپال کے بیچ۔ گنگا کے کنارے کے بہمن۔ اور گونڈواڑہ کے وحشی اقوام یہ سب کے سب گائے یا سانپ کے مارنے کو ایک گناہ عظیم سمجھتے ہین۔ سانپ کی تو مورت دیوتاؤن کے پہلو بہ پہلو ہر ایک مندر مین پائی جاتی ہے۔ اور سانپ اور بندر وشنو سے منسوب ہین اور بیل اور گائے شیو کے کہلاتے ہین۔

ایک دیوتا جو نہایت قدیم زمانے سے ہند مین آیا ہے اور جس کی پرستش کل فرقون مین پائی جاتی ہے۔ آفتاب ہے۔ قدیم آریا سی آفتاب سے دعا مین مانگتے تھے اور اس کی شان و شوکت کو پر جوش لفظون مین بیان کرتے تھے۔ ان آریون کے اخلاف جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہین وشنو کو آفتاب کا قائم مقام مانتے ہین لیکن اب بھی بے انتہا ہنود کیا وہ دڑاویدی ہون اور کیا وحشی اقوام براہ راست آفتاب کو پوجتے ہین۔

فصل پنجم۔ ہندو پرستش کی ظاہری چیزین

ہندوؤن کو مورتون اور ظاہری علامات سے بے انتہا انس ہے۔ ان کا کوئی مذہب کیون نہو اس کے اعمال کو یہ نہایت اہتمام سے بجالاتے ہین۔ ان کے مندر پرستش کی چیزون سے بھرے ہوے ہین جن مین سب سے مقدم لنگم اور یونی ہین جن سے مراد مادہ خلقت کے دونون جز ہین۔ اشوک کے ستونون کو بھی عام ہندو لنگم خیال کرتے ہین۔ اور اسطوانہ اور مخروطی شکلین ان کے نزدیک واجب التعظیم ہین۔ گناہون سے توبہ۔ زہد۔ متبرک کتابون کا پڑہنا۔ منترون کو جپنا۔ دعائین پڑہنا۔ اور تیرتھ کرنا یہ سب ثواب کے کام سمجھے جاتے ہین۔ اور ہر ایک ہندو انہین اعتقاد اور احتیاط سے بجالاتے ہین۔ مذہبی فرائض کے ادا کرنے مین ہندوؤن سے زیادہ پابند کوئی قوم نہ ہوگی۔

جس کتاب کو ہندی برہمن نہایت ادب سے پڑہتے ہین وہ رگ وید ہے۔ اور اُس کے پڑہنے کا ثواب خاص ہے۔ سنسکرت زبان جس مین رگ وید لکھا گیا ہے ہندؤون مین وہی درجہ رکھتی ہے جیسی کیتہلکیون مین لاطینی۔ یا یہودیون مین عبرانی وہ مین زبانی سکھائی جاتی ہین۔ اور ہزار مرتبہ پڑہی جاتی ہین۔ ہندو اپنی عبادت مین گھنٹے کا بہی استعمال کرتے ہین۔ گھنٹون کا استعمال زیادہ تر بدہ مندرون مین ہے۔ اور برہمنی مذہب مین اُن کی جگہہ ناقوس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ چڑہاوے جو پرانے زمانے مین نہایت کثرت سے ہوا کرتے تہے وہ اب کم ہو گئے ہین۔

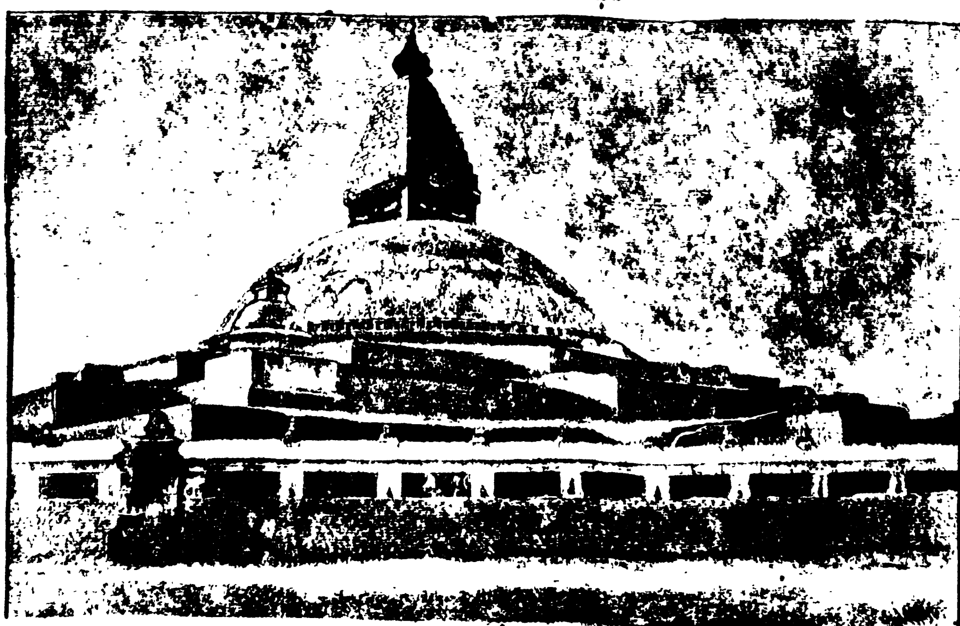
شیو پر تو خون آلود جانور اور کسی وقت مین انسان بہی چڑہائے جاتے تہے۔ لیکن وشنو کے مذبح پر صرف پہول اور پہل چڑہائے جاتے ہین۔

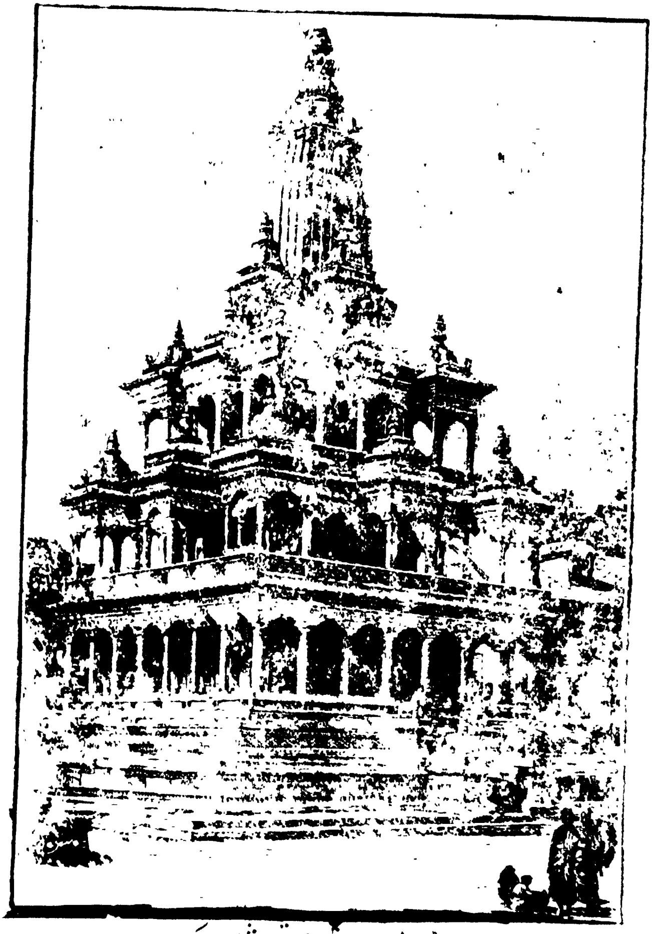
قدیم زمانے مین پوجاریون کا بہت بڑا رتبہ تہا۔ یہ علم مین بہی زیادہ ہوا کرتے تہے اور عوام کے سامنے مذہبی کتابون کے معنی بیان کرتے اور مندرون کے اندر بہجن اور چڑہاوون کو نہایت اہتمام سے بجا لاتے تہے۔ ہند کے بعض مشہور مندرون مین خاص پرستش کے دنون مین بے انتہا طیاری ہوتی ہے لاکہون زوار ہر سال بنارس اور جگن ناتہہ تیرتہہ کے لیے جاتے ہین۔ ان بڑے بڑے مندرون کا اندرونی حصہ علی الخصوص دکن کے مندرون کا اس قدر پریشان معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے دل پر ایک ہیبت چہا جاتی ہے۔ اور ہزارہا بندگان خدا ان مین منتین مانگنے کے لیے سینکڑون کوس کی مسافت طے کر کے آتے ہین۔

بڑی اور مشہور عبادت گاہین کل فرقون مین عام ہین وشنو اور شیو دونون ان مین پرستش کرتے ہین یہان تک کہ مسلمان بہی اِن موقعون پر شریک ہو جاتے ہین نہ صرف تماشائیون کی طرح بلکہ خوش عقیدتی سے بہی۔

ہند مین سب سے مشہور تیرتہہ کی جگہہ جگناتہہ ہے جس کو پوری بہی کہتے ہین۔ اور جو اڑیسہ کے ساحل

(۱۲۴) نیپال کا بڑا مندر بدانت





۱۲۵، پٹن، نیپال کا سنگی مندر قصر شاہی کے سا—

پر واقع ہوا ہے اس مقام سے زیادہ کسی مقام پر ہندوؤن کے مختلف مذاہب کی تعداد اور اس کے ساتھہی ان کی باہمی اخوت اور رواداری نظر نہین آسکتی۔ کوئی فرقہ ایسا نہین جس کے افراد یہان موجود نہون ہندو کسی فرقے کا ہو کتنی ہی دہکار ہنے والا ہو۔ اور سفر کی مشکلات کچہہ ہی ہون۔ اُس کو یہ تمنا ضرور ہے کہ وہ ایک مرتبہ جگناتہہ جی کی زیارت سے مشرف ہو یہان وشنو اور شیو دونون کی پرستش اس جوش سے ہوتی ہے کہ بعض وقت پوجنے والے آپے سے باہر ہوجاتے ہین۔ جگناتہہ جی کا رتہہ جس وقت نکلتا ہے توہزارہا مخلوق اپنے کو مارے خوشی کے پہیون کے نیچے ڈال دیتے ہین۔

ہند مین اور بہی بہت سے تیرتہہ کے مقام ہین لیکن کوئی ان مین سے اتنا متبرک نہین جتنے بنارس اور جگناتہہ گنگا کے کنارے منبع سے لیکر دہانون تک متبرک سمجہے جاتے ہین۔ اور ہزارہا زوار دور دور سے اس ندی کی پرستش کو آتے ہین اس متبرک ندی کا پانی دور دور تک صرف کثیر سے جاتا ہے اور بعض متمول راجہ اسی پانی سے منہہ ہاتہہ دہوتے ہین۔

ہم نے اپنی کتاب کے باب جغرافیہ مین بیان کیا ہے کہ ہندوؤن کے نزدیک کل ندیان اور انکے پانی متبرک ہین۔ لیکن کوئی ندی گنگا کے درجے کو نہین پہونچتی۔ ندیون کے منابع۔ اور بادل۔ اور موسمی طوفانون کی پرستش نہایت قدیم سے چلی آتی ہے۔ یہ پرستش ایک ایسے ملک کے لئے جس مین خشکی کا احتمال ہے۔ اور جہان کی ساری بہبودی پانی پر موقوف ہے اور پانی کی کمی سے قحط اور موت کا سامنا ہے بالکل خلاف قیاس نہین معلوم ہوتی۔

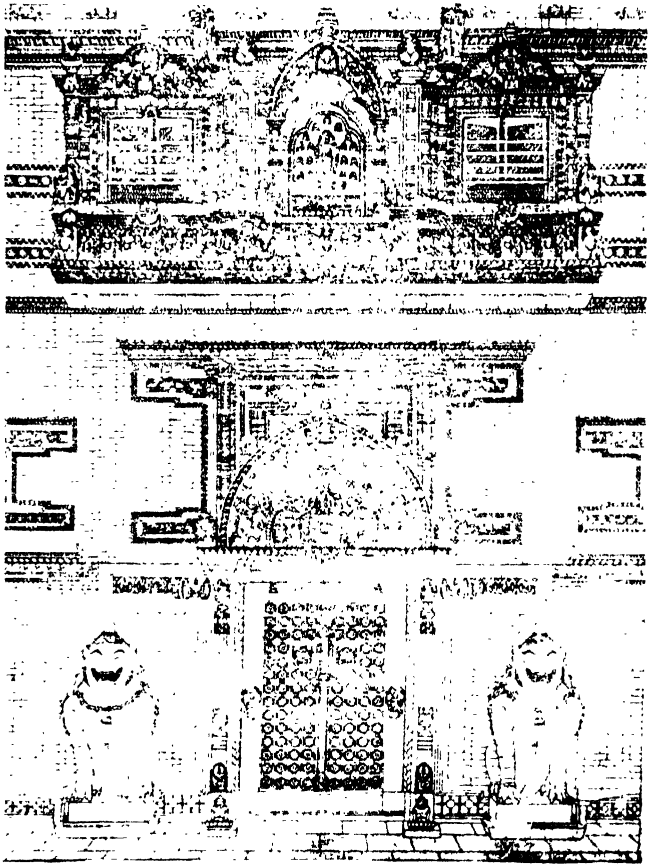
فصل ششم۔ جین مذہب

ہم نے اس باب مین ایک خاص فصل جین مذہب کیلئے رکہی ہے۔ کیونکہ یہ صرف ایک

فرقہ نہین ہے بلکہ اس کو دعویٰ ہے کہ یہ ایک مستقل مذہب ہے جو بُدھ مذہب سے تعلق رکھتا ہے نہ برہمنی مذہب سے۔ اگرچہ سچی بات یہ ہے کہ یہ دونون سے نکلا ہے جین مذہب کا فلسفہ اور اسکی پرستش اور اس کے روایات بالکل وہی ہین جو بُدھ مذہب کے ہین جس سے کہ یہ بہت ہی قدیم زمانے مین علیحدہ ہوکر ایک مستقل مذہب بن گیا لیکن اسکا قیام ہندوستان مین محض اس وجہ سے ہو گیا کہ اس نے برہمنی مذہب کی بہت سی باتین اختیار کر لین۔

جین مذہب کی ابتدا اور تاریخ بالکل غیر معلوم ہے لیکن اس مین شک نہین کہ کسی زمانے مین اس کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی کیونکہ اس مذہب کے مندر جو بارھوین صدی عیسوی مین بنے تھے فی الواقع ہند کے عجائبات مین سے ہین۔ ان مندرون کی تعمیر سے ماقبل کے زمانے مین ہمین اس مذہب کا پتہ بعض میسور کے کتبون سے ملتا ہے جو پانچوین صدی عیسوی کے ہین۔ اشوک کے احکام مین بھی جین مذہب کے ایک فرقے کا نام آیا ہے ہوا ین تسانگ کے وقت مین جین مذہب دکن کا غالب مذہب تھا۔

جین مذہب کو جب تک اس کے خلاف ثابت نہ ہو اسی قدر قدیم ماننا چاہیے جتنا بُدھ مذہب ہے جس کی وہ ایک شاخ ہے۔ اگرچہ جینیون کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کا مذہب بُدھ مذہب کے ماقبل سے ہے۔ لیکن اسکا کوئی ثبوت نہین ہے۔ جین بھی مثل بودھون کے عالم کی قدامت کے قائل اور خالق کے وجود سے منکر ہین نروان کے بارہ مین البتہ اس کا اعتقاد علیحدہ ہے وہ نروان کو زندگی کا خاتمہ نہین سمجھتے بلکہ ایک بہشت سمجھتے ہین جہان انسانون کو جاودانی لذت حاصل ہوتی ہے۔ ان مین بھی بودھون کی طرح نروان ایک سلسلہ نیک اور عمدہ زندگیون کے طے کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے اس اخیر کے درجے کا نام جینیون مین جن ہے۔ جو بالکل بُدھ سے مطابقت رکھتا ہے۔ جسطرح بُدھ بہت بُدھ سے پہلے بودھی ستوون کو مانتے ہین۔ اسی طرح جین بھی بہت سے جنون یا تیرتھنکر کے قائل



۱۲۰، شاہی محل نیپال کا دروازہ و دریچہ

ہین ان کی تعداد غیر معین ہے لیکن ان مین سے چوبیس کا ظہور ہو چکا ہے یہ چوبیس تیرتھ انکار گویا جینیون کے دیوتا ہین۔

ان چوبیس تیرتھ انکارون کے سوا جنھون نے ریاضت سے یہ درجہ حاصل کیا ہے جین اور بہت سے چھوٹے دیوتاؤن اور دیویون کی پرستش کرتے ہین۔ پرستش کے لحاظ سے وہ بھی اسی قدر دیوتاؤن کو مانتے ہین جیسے برہمن۔ اور برہمنی مذہب کے دیوتا انھون نے اپنے کر لئے ہین۔ اس خاص امر مین ان کی حالت بھی بجنسہ وہی ہے جو بدھ مذہب کی تھی۔ یعنی فلسفیانہ حیثیت سے یہ مذہب الحاد اور دہریت سے شروع ہوا۔ لیکن عملاً اس مین اس مذہب کے جس کی اس نے جگہ لی تھی کل دیوتا آکر شامل ہو گئے ہین۔

جین مذہب برہمنی مذہب کے مقابل مین نہ صرف اس وجہ سے قایم رہا کہ اس نے برہمنی دیوتاؤن کو اپنے مین شامل کر لیا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ اس نے ذات کی رسم کو جسے بدھ مذہب نے توڑ ڈالا تھا جاری رہنے دیا۔ برہمنون کو ایک ایسے مذہب سے جس مین ان کا درجہ اور وقار قایم رکھا گیا ہے کوئی وجہ مخالفت کی نہ ہوئی۔

جینیون کی عبادت اور ان کے روایات بالکل بدھ مذہب کے مماثل ہین۔ اور بڑے جن کا وہی درجہ ہے جو نیپال مین آدی بدھ کا ہے۔ اس کی پیدایش کی حکایت، اس کے ظہور مین آنے کا زمانہ، اس کی حالت و تعلیم سب وہی ہے جو شاکیا منی کی۔ صرف نام بدل گیا ہے۔ گناہون کا اقبال کرنا گھنٹے بجانا۔ تیرتھ اور راہبون کا فرقہ یہ دونون مذہبون مین مساوی ہین۔ جین مذہب کی کتابین بھی علیحدہ ہین اور یہ بھی بدھ مذہب کی طرح وید کو نہین مانتے۔

کسی دوسرے مذہب کے مندر اس شان و شوکت کے اور اس قدر صرف سے نہین بنے ہین جیسے جین مذہب کے آبو اور کہجوراہا کے مندر ہند کی عجائبات عمارتون مین سے ہین۔ ان مندرون کے

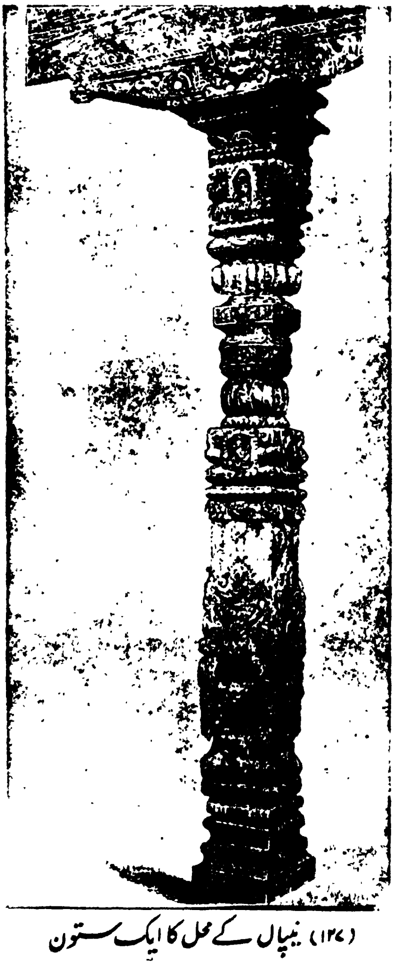
اندر ہمین عجیب و غریب زندہ مورتین پتھر مین کندہ کی ہوئی نظر آتی ہین جو بالکل بے حرکت ہین۔ اور جن کے چہرون پر ایک عجیب پر اثر سکون ہے۔ یہ جین مذہب کے جن ہین جو اکثر پالتھی مارے بیٹھے ہوئے ہین۔ ان چوبیسون جنون کی مورتین اس درجہ مشابہ ہین کہ بہ نگاہ اول یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک شخص ہین۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو ہر ایک کے سینے پر اور گلے مین اس قسم کی نشانیان ہین جن سے وہ پہچانے جاتے ہین۔ یہ علامتین ہاتھ کی ہتھیلیون پر اور پاؤون کے تلوون پر بھی کندہ کی گئی ہین۔ کبھی تو یہ کنول کی صورت ہین اور کبھی ایک کرشے کی صورت جو بدھ مذہب مین دھرم کی علامت ہے۔

جین مذہب کے پیرو اس وقت بھی کثرت سے موجود ہین زیادہ تر گجرات اور کاٹھیاواڑ مین پائے جاتے ہین۔

فصل ہشتم ہند کے مذاہب کے عام اصول

ہم نے جو مختصر بیان ہند کے مذاہب کا کیا ہے۔ یہ برہمنی مذہب کے ابتدا سے اس وقت تک کے لئے صادق ہے۔ ان مذاہب کی پرستش وغیرہ مین ہزار سال سے کوئی تغیر پیدا نہین ہوا ہے۔ ہماری کتاب کے پڑھنے والون پر یہ بات ثابت ہو جائے گی۔ کہ ان ہزارہا تفریقون مین ایک ایسا اتحاد موجود ہے جو سب کو آپس مین ملائے ہوئے ہے۔ ویدی مذہب۔ برہمنی مذہب اور جدید برہمنی مذہب فی الواقع ایک ہی مذہب کی مختلف صورتین ہین اور بدھ اور جین مذہب بھی انہین کے شعبے ہین۔

ہند کے ہر ایک مذہب مین زندگی ایک بڑی چیز ہے اور عالم صرف روح مطلق کا ظہور ہے اور اس مین ہر وقت تغیر ہوتا رہتا ہے۔ دیوتا اور انسان سب کے سب ایک روح مطلق کے ظہور ہین جس کو برہم کہتے ہین۔ اسی کا نام اگنی ہے۔ برہما ہے۔ بدھ وغیرہ ہے۔ یہی تمام عالم مین سائر اور دائر



(۱۲۷) نیپال کے محل کا ایک ستون

ہے اور اسی کی طرف سب کی آنکھ اوٹھتی ہے۔ قوائے فطرتی انسان کے پڑھے لکھے، حیوانات، بھوت پلید قوم کے بھادر ان سب میں برہما حلول کرتا ہے۔ اور انہیں واجب التعظیم بناتا ہے۔ اور بتدریج عوام کے لیے یہ خدا بنجاتے ہین۔ انسان کی روح ایک مخلوق سے دوسری مخلوق مین جنم لیتی ہے۔ یہان تک کہ وہ بالآخر روح مطلق مین جذب ہوجاتی ہے۔ کسی ایک زندگی کے مجموعی افعال دوسری زندگی کے حالات کو معین کرتے ہین۔

ویدی مذہب کو اگر ہم قوائے فطرتی کی سیدہی سادہی پرستش قرار دین اور برہمنی مذہب کو ایک سخت فلسفی مذہب مانین اور جدید برہمنی مذہب ایک ایسی ترقی خیال کرین جس مین کہ بدھ مذہب نے بے انتہا زمی اور ملائمت اور نیکی شامل کر دی ہے۔ تو ہمین ایک معقول اندازہ ہندو مذہب کی تدریجی ترقی کا ہوسکتا ہے۔ اگر ظاہری حالات کو دیکھا جائے تو یہ ہر روز بدلتی جاتی ہے ہندوون کا تخیل اسقدر قوی ہے کہ وہ ہر روز مذہب مین نت نئی صورت پیدا کرتا اور نت نئے دیوتا شامل کرتا ہے۔

فصل ہشتم۔ ہند کا اسلام

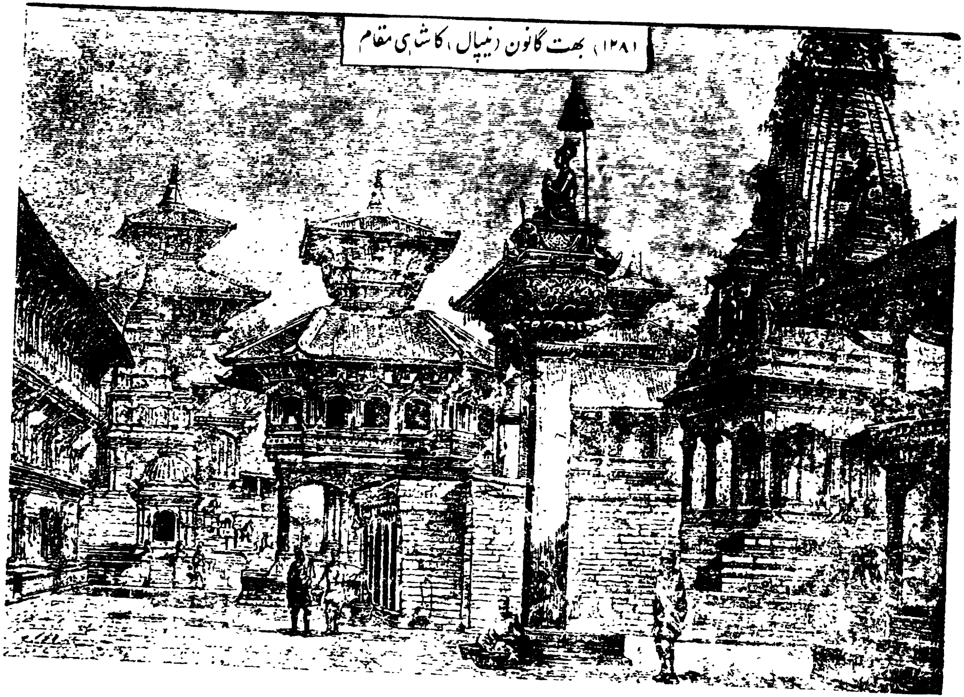
اسلام نے ہند میں بہت سے پیرو بنائے ہین۔ پانچ کرور سے زیادہ یعنی کل ہند کی مردم شماری کا پانچوان حصہ دین اسلام کا پیرو ہے۔ اور ان کی تعداد روز بروز بڑہتی جاتی ہے۔ ہندو کے لئے کسی نئے مذہب کو اختیار کر لینا بالکل آسان ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ اپنا قدیم مذہب بھی قایم رکھتا ہے۔ اس کی فطرت مین ہے کہ ہر اعتقاد کو قبول کرلے۔ جب وہ کسی نئے خدا کو مان لیتا ہے تو اوس سے یہ مراد نہین ہے کہ وہ اپنے پرانے دیوتاون کو چھوڑے بلکہ صرف اون کی تعداد مین اضافہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ اپنے پیش حالات زندگانی یا موقع کے لحاظ سے کبھی ایک خدا کی

پرستش کرتا ہے کبھی دوسرے کی۔ البتہ اوپر کے طبقون مین مسلمانون کی حالت بہت کچھ بدل جاتی ہے اور یہان خالص مسلمان اور خالص ہندو صاف صاف معلوم ہوتے ہین۔ لیکن عوام الناس مین دونون ملے جلے ہوئے ہین۔ پیغمبر اسلام بھی دوسرے ہندو دیوتاؤن مین مل جاتے ہین اور مسلمان ولیون اور ہندو رشیون کی پرستش ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔

گجرات مین مسلمان فرقہ بوہرون کا ہے جو شیعہ مذہب ہین۔ یہ مسلمانون کی اولاد نہین بلکہ اُن ہندوؤن کی اولاد ہین جنہون نے اسلام قبول کیا۔ اِن کی مذہبی رسوم اکثر ہندو ہین۔ سُنّی مسلمان جنکی تعداد زیادہ ہے اور جو اپنے کو سچے مذہب پر سمجھتے ہین شیعون کو بُرا کہتے ہین۔ اِن دونون اسلامی فرقون مین جس قدر باہمی اختلاف ہے وہ ہندوؤن کے مختلف فرقون مین نہین ہے۔ البتہ مسلمانون مین بھی ہر فرقے مین کئی تقسیمین ہین۔

ہند مین اسلام کے سرعت سے پھیلنے کا بڑا سبب یہ ہے کہ اِس مذہب مین اعلیٰ درجے کی مساوات ہے۔ بیچارے ہندو جو ذات کی مصیبتون مین گرفتار تھے اس موقعے کو غنیمت سمجھکر جوق جوق پیغمبر اسلام کی حمایت مین داخل ہو گئے۔ لیکن اسلامی مذہب اِس درجہ سادہ تھا کہ وہ اس ہزار ہا دیوتا پوجنے والی قوم کی تشفی نہ کرسکا۔ جتنی کوششین ہندو کو موحد بنانے کی کی گئین ہین وہ اِس وقت تک ناکامیاب رہی ہین۔ اور اُن کا اثر اسی قدر رہا ہے کہ موجودہ دیوتاؤن مین ایک دیوتا کا اور اضافہ ہوگیا ہے۔ بہت سے ہندو مسلمان پیغمبر کا درجہ خدا کا سمجھتے ہین اور اسی خدائی کو وہ حضرت علی سے بھی منسوب کرتے ہین۔ نیچے طبقے کے لوگ کثرت سے ولیون کو بھی مانتے ہین جن کو انہون نے برہمنی دیوتاؤن کے طبقے مین شامل کر لیا ہے۔

اِن مختلف اعتقادات کے مجموعے مین جن کو عوام الناس اندھون کی طرح مانتے چلے جاتے ہین وقتاً فوقتاً اس قسم کی اصلاح کرنے والے پیدا ہوئے ہین جنہون نے کوشش کی ہے کہ



(۱۲۸) بھت گانون (نیپال) کا شاہی مقام

مذہب کو خالص اور پاک بنائین۔ اور اس گمراہ خلقت کو توحید کی طرف متوجہ کرین۔ اس قسم کے اصلاح کرنے والون مین کبیر تھا جس نے پندرہوین صدی مین قرآن اور وید دونون سے علیحدہ ایک محض خالص اور روحانی پرستش کو قائم کرنا چاہا۔ انھین مین گرو نانک تھا جس نے سکھ مذہب قائم کیا انھین مین رام موہن راے تھے جنھون نے مذہب نصرانی اسلام اور برہمنی مذہب سے عمدہ باتون کو لیکر ایک نیا مذہب بنانا چاہا انھین مین شاہنشاہ اکبر تھا جو بظاہر خود کسی چیز کو نہین مانتا تھا لیکن اوسکی بھی کوشش یہی تھی کہ ہند کے تمام مذاہب کو ایک کر دے۔ اِن کُل اصلاح کرنے والون نے تھوڑے بہت پیرو پیدا کر لئے لیکن مجموعی نتیجہ اُن کی کوششون کا یہ ہوا کہ بعوض اتحادِ مذہبی پیدا ہونے کے ہند کے مذہبون کی تعداد بڑھ گئی۔

وہ اسلام جو اس وقت ہند مین رائج ہے اُس کی حالت بھی بالکل ویسی ہی ہو گئی ہے جیسی ہند کے اور مذاہب کی۔ اور نہ اس مین وہ مساوات قائم ہے جس کی وجہ سے اُس کو اوائل مین اس قدر کامیابی ہوئی۔ ہند کے مسلمانون مین بھی ذات کا تفرقہ داخل ہو گیا ہے اگر الفاظ مین نہین تو عملاً یہ پوری طرح جاری ہے۔ ہند کے اسلام نے کچھ باتین بدھ مذہب سے بھی اختیار کی ہین۔ جن مین تبرکات کی پرستش شامل ہے۔ جس طرح بودھون مین شاکیامنی کے دانت اور بال پوجے جاتے ہین اسی طرح ہند کے مسلمانون مین موے مبارک کی پرستش ہوتی ہے بعض نشان قدم ایسے ہین جن کو اپنے اپنے اعتقاد کے مطابق ہندو۔ بدھ۔ اور برہمن۔ برہما۔ شاکیامنی اور حضرت رسول اللہ کا قدم سمجھکر پرستش کرتے ہین۔

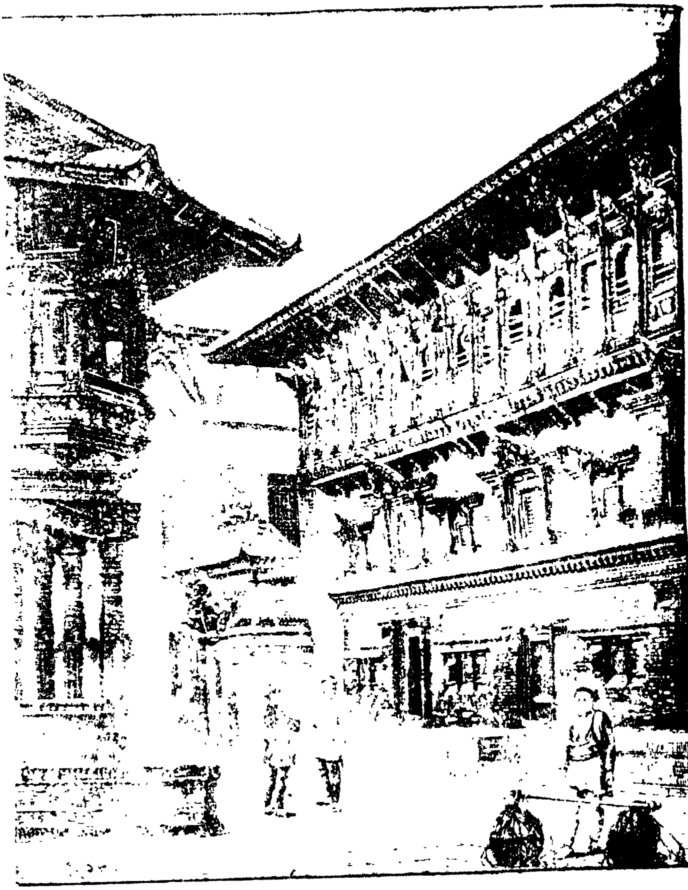
خلاصہ یہ ہے کہ ہند مین اسلام نے اس ملک کے مذاہب پر اُتنا اثر نہین ڈالا جتنا وہ خود اُن سے متاثر ہو گیا۔ مسلمان زیادہ تر گنگا کی گھاٹی مین اور گجرات مین پائے جاتے ہین۔ دکن مین بھی اِن کی تعداد معتدبہ ہے لیکن اس ملک مین اُس کی دراوڈی اقوام مین اور اُنھین اور برہمنی مذہب مین بمشکل کوئی فرق محسوس ہوتا ہے اِس کے ساتھ ہی اِس براعظم کے کل شہرون مین اسلامی مسجد اپنے

خاموش شان کے ساتھ مندرون کے پہلو بہ پہلو بتون سے بھرے پڑے ہین نظر آتی ہے۔ جون جون تمدن مین ترقی ہوتی ہے۔ اور خیالات روشن ہوتے جاتے ہین۔ اسلام کے پیرو بڑہتے جاتے ہین۔ ذات کی تحقیقون کا زم کرنا۔ اور ایک خدا مطلق کا خیال جو اس توہمات کی دنیا مین بہی بتدریج پہیلتا جاتا ہے انسان کے جذبات کو اللہ واحد کی شان وجلال کی طرف مائل کرتا جاتا ہے۔ ہند مین اس مذہب اسلام کی فتوحات کا سلسلہ ختم نہین ہوا ہے۔ یہ دہیمی چال سے چپ چاپ بلا شور و آواز اب بھی جاری ہے اور اس مین انگلستان کی نصرانی حکومت کسی قسم کا تغیر نہین کر سکی ہے۔

فصل نہم۔ ہندؤون مین مذہب کا اثر اخلاق پر

ہم اپنے اُس باب مین جہت ہندؤون کی دماغی حالت سے بحث کی گئی ہے دیکہا چکے ہین کہ انمین مذہب اور اخلاق کے درمیان مین کتنا بڑا غار عظیم واقع ہوا ہے۔ یہان بہی ہم اس خیال پر زور ڈالین گے اگرچہ ہماری مغربی فطرت اس کے سمجہنے سے کسی قدر قاصر ہے۔ ہم مغربیون مین صدیون سے اخلاق یعنی روزمرہ کی زندگانی کے اصول اور باہمی برتاو کے قواعد براہِ راست ہمارے مذہب سے نکلے ہین اور اخلاق و مذہب آپس مین اِس درجہ ملے ہوئے ہین کہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا ہمین محال معلوم ہوتا ہے۔ برخلاف اِس کے ہندؤون مین مذہب اور اخلاق اُسی قدر ایک دوسرے سے علیحدہ ہین جس طرح ہم مین وہ ایک دوسرے کے توام ہین۔ ہندؤون کی نسبت اگر کہا جائے کہ وہ تمام عالم کی اقوام مین سب سے زیادہ مذہبی ہین تو ہمارے یوروپی خیالات کے مطابق یہ کہنا غلط نہو گا کہ تمام عالم کی اقوام مین ہندو اخلاق کے لحاظ سے سب سے کم درجے مین ہین۔

دیوتاؤن کو خوش کرنا اور اُنہین اپنے پر مہربان بنانا یہ وہ نتیجہ ہے جس کو ہندو اپنے ادنی سے فعل



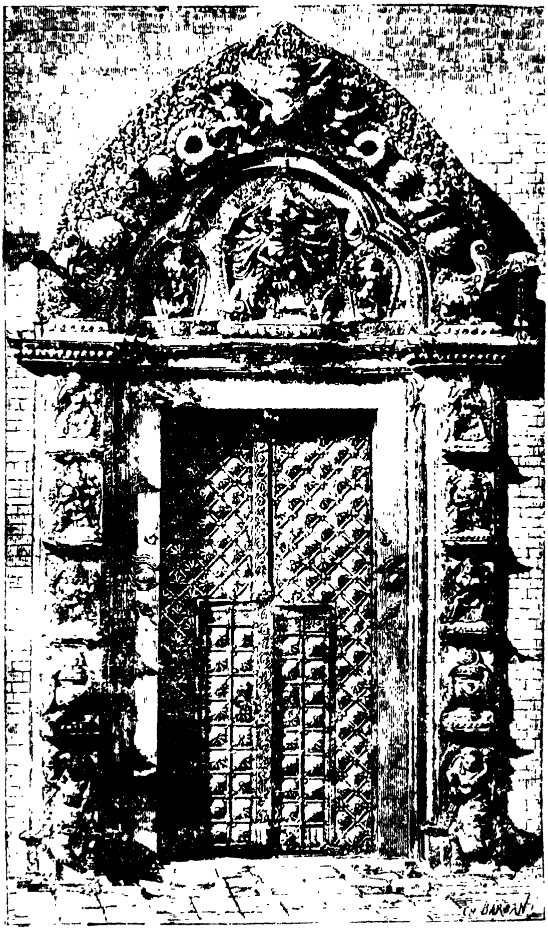
۲۹۱، بھٹ گاؤں نیپال شاہی محل کے صحن کا ایک حصہ

مین ملحوظ رکہتا ہے اور کبہی اوس سے قطع نظر نہین کرتا۔ لیکن او سے سخت تعجب ہوگا اگر اوس پر ثابت کرنیکی کوشش کیجائے کہ ان دیوتاؤن کو اوس کے ذاتی افعال سے اوس کی ایمانداری یا اوسکی عفت یا راستبازی سے کچہہ بہی دلچسپی ہے۔ نہ اوسے اس بات کا یقین آئیگا کہ یہ زبردست دیوتا اُس سے ناراض ہوجائنگے اگر وہ اپنے ہمسایہ کا مال لوٹ لے یا اپنی نو تولد لڑکی کو زندہ زمین مین گاڑ دے یہ بات البتہ اُسکی سمجہہ مین آتی ہے کہ اگر وہ پوجا مین غفلت کرے یا مذہبی کتابون کو نہ پڑہے یا مذہبی رسوم مین نہ شریک ہو یا اگر وہ کسی گائے کو مار ڈالے یا روز کی طہارت سے غفلت کرے مثلاً کہانے سے پہلے ہاتہہ نہ دہوئے یا کہانے کے بعد مُنہہ نہ صاف کرے تو یہ دیوتا اُس سے سخت ناراض ہوجائینگے اور اُس پر شدید عذاب نازل کرینگے۔ پس معلوم ہوا کہ ہندو مذہب مین دیوتا کی ناراضی کے اسباب کیا ہین وہ مذہبی رسوم جو اس کثرت سے ہین اور ہندو زندگانی کے ہر ایک فعل سے نہایت اہتمام اور باریکی کے ساتہہ متعلق کئے گئے ہین اُن سے غرض یہی ہے کہ دیوتا خوش ہون۔ اُن کی ناراضی دور ہو اور اُن کی مہربانی حاصل ہو یہ اعمال خاص دیوتاؤن کی طرف سے مقرر ہوئے ہین۔ اُسی طرح جیسے نصرانیون مین حضرت موسیٰ کے احکام۔ البتہ فرق اس قدر ہے کہ ان احکام موسوی مین یہہ احکام آتے ہین جو بالکل اخلاقی حیثیت رکہتے ہین یعنی ماں باپ کی عزت کرنا کسی کو قتل نہ کرنا چوری نہ کرنا زنا ہرگز نہ کرنا اپنے پڑوسی پر جہوٹی گواہی نہ دینا اپنے پڑوسی کے مال کا لالچ نہ کرنا اور یہ خدا کے احکام کے نام سے ہمارے کانون مین اس قدر بہرے گئے ہین کہ انہین انسانی احکام ماننا ایمان کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہندو دیوتا مطلق اس قسم کے احکام کی پرواہ نہین کرتے وہ اپنے بندون سے صرف چڑہاوے تیرتہہ توبہ اور نماز اور ہزارہا بیرونی اعمال اور عبادتون کے خواہان ہین۔ اخلاقی افعال سے انہین مطلق سروکار نہین ہے۔ یہ انسان کی مادی زندگی اور اُسکی سودمندی اور غیر سودمندی سے متعلق ہین یہ افعال دیوتاؤنکی توجہ کے مطلق شایان نہین۔

سچ ہے کہ ایسے دیوتا جنھون نے خود بدچلنی کی مثال سب سے پہلے قایم کی ہے کیونکر نیک چلنی کی زندگی کو پسند کر سکتے ہین۔ یونانیون مین جوپیٹر عیاش مانا گیا ہے اور مرکری چور اور زہرہ بدکار پس ایسے خدا اپنے پوجنے والون سے بھی زیادہ نیک چلنی کے طلبگار نہ تھے اور یونانیون مین اخلاق اور مذہب ہمیشہ علیحدہ رہے ہے۔ ہندو دیوتا بھی اسیقدر بدچلن اور بدکار ہین جیسے یونانی دُنیا کے خدا۔

ہندو کی زندگی مین دو ہی قسم کے فرائض ہین اولاً خاص فرایض مذہبی یعنی عبادت وغیرہ دوسرے طہارت اور صفائی یہ بھی مذہبی ہین لیکن اِن کی اصل مختلف ہے۔ پہلے قسم کے فرایض اسوجہ سے پیدا ہوئے ہین کہ بڑے بڑے زبردست دیوتاؤن کو راضی کرنے کی ضرورت ہے۔ وہ دیوتا جو طوفان اور قحط اور بیماریون کو اپنے بندون پر نازل کر سکتے ہین۔ دوسرے قسم کے فرایض یعنی طہارت اس طرح قایم ہوئی ہے کہ نیچی ذات کے اشخاص کو چھو لینے کے بعد جسم کو پاک کرنا ضروری تھا۔ اِن دو اصلی فرایض کا ادا کرنا یعنی عبادت سے دیوتاؤن کو خوش رکھنا اور ذات کی پاکی کو قایم رکھنا یہی دو چیزین ہین جن کو ہندوؤن کا اخلاقی قانون کہا جا سکتا ہے۔ اور منو شاستر کے احکام کم و بیش اِنہین دونون مصدرون سے پیدا ہوئے ہین۔ دوسرے شرتیون مین جو اخلاقی فرایض مذہب پر مبنی ہین ہندوؤن مین مطلق مذہب سے تعلق نہین رکھتے۔ اگر منو کے دہرم شاستر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ چھوٹی سے چھوٹی مذہبی رسم کا توڑنا گناہ عظیم سمجھا جاتا ہے۔ جس کی تلافی سخت جسمانی سزا اور بعض صورتون مین موت سے ہو سکتی ہے۔ برخلاف اِس کے چوری اور قتل وغیرہ کی سزا نہایت خفیف ہے۔ باستثنا زنا کے جس کا اثر خاندان اور قوم پر پڑتا ہے کل وہ جرایم جو جسم سے متعلق ہین ہندوؤن مین خفیف سمجھے جاتے ہین۔ وہ عیاشانہ عبادت جسکے وہ عادی ہین۔ اونھین افراط کے درجے پر پہونچا دیتی ہین اور عورتو کے ساتھ تعلقات اسی وقت مین جرم سمجھے جاتے ہین جب وہ نیچے کی ذات کے ساتھ پیدا کیے جائین۔

قتل کے جرم کا دار و مدار اُس شخص کی ذات پر ہے جو قتل کیا گیا ہو۔ مثلاً اگر کوئی گائے یا برہمن کو



(۱۳۰) بھت گانون (نیپال) شاہی محل کا پھاٹک

مارے تو اس کا جرم شدید ہے لیکن دوسری صورتون مین وہ صرف گناہ صغیرہ مین محسوس ہوجاتا ہے اور بعض قسم کے قتل جیسا کہ چھوٹے بچون کو گاڑ دینا مطلق جرم نہین سمجھے جاتے۔ نہ صرف ہندوٗونکا اخلاق بہت ہی ضعیف ہے بلکہ اُن کا تعلق دُوجون سے رکھا گیا ہے۔ شودر کے لئے بجز اطاعت محض کے کوئی چیز ضرور نہین سمجھی بشپ ہیبر لکھتے ہین۔

”کہ وہ گناہ مین سے شودر کو بچنا چاہیئے یہ ہین گاے کو مارنا یا برہمن کو ناراض کرنا یا اُس قسم کے بایک مذہبی رسمت سے غفلت کرنا جن سے دیوتا راضی ہوتے ہین۔“

یہ ذلیل اخلاق جو ذات کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور جس مین گناہ کا شدید یا خفیف ہونا محض اُس شخص کے درجے پر ہے جس کے خلاف مین کوئی فعل کیا گیا ہو ہرگز اُس مذہب کے اخلاق سے نہین ملایا جاسکتا جو انسان کی روح پر قبضہ کئے ہوئے ہے اور اُس کی زندگانی پر حاوی ہے۔

ہندو کا چلنا بیٹھنا پینا کھانا کاروبار کرنا سب مذہب کی رو سے ہے یہ خود ایک ہندو کا قول ہے اور حرف بحرف سچ ہے کبھی کوئی ہندو سفر نہین کرتا۔ کھانا شروع نہین کرتا۔ کسی دوست سے نہین ملتا۔ سونے کے لئے نہین جاتا۔ جبتک کہ دیوتاؤن کو نہ پکارے۔ اُس کے لباس کی تراش۔ اُسکے زیورات کی وضع اور اُن کی تعداد مذہبی خیال پر مبنی ہے۔ اُس کا ملک ایک ایسا ملک ہے جس سے بڑھکر دنیا مین کہین اتنی عبادت گاہین نہین ہین۔ اگر کسی چیز نے ہندو اخلاق پر گہرا اثر ڈالا ہے تو وہ بدھ مذہب کی خیر خیرات ہے۔ یہ غیر ہندوؤن مین اس درجے سرایت کرگیا ہے کہ اِسی نے اُس سخت اور بے رحم قانون کو بھی نرم کردیا ہے جو ظالم اور خود پسند دیوتاؤن کے خوش کرنے کو بنایا گیا ہے نہ کہ نوع انسانی کے فائدہ کے لئے۔ اِس تعلیم نے زندگی کو شیرین کردیا ہے اور اُس مین محبت اور ہمدردی پیدا کردی ہے۔ اور مذہبی احکام کی سختی کو نرم کردیا ہے۔ ہند کی تاریخ مین بدھ مذہب کا زمانہ سب سے زیادہ خوش اخلاق گذرا ہے اور اُس کا اثر اسوقت تک موجود ہے۔

وہ خصائص جو ہندو مین پائی جاتی ہین نرمی، وفاداری، بال بچون کی ممتا، رواداری، وغیرہ اِن کا تعلق زیادہ تر اُس کی جبلت سے ہے نہ کہ اُس کے اخلاق سے۔ اور یہ خصائص بھی عاملانہ خصائص نہین ہین بلکہ متحملانہ ہندو فرمانبرداری کا عادی ہے اور ہمیشہ کسی دوسرے کی حکومت مین رہنے کو پسند کرتا ہے کبھی کبھی یہ حاکم بنجاتا ہے اور اُس وقت اُس مین بے انصافی اور بے دردی اور تکبر آجاتا ہے۔ اُس کی کوئی خاصیت ایسی نہین ہے جس کی نسبت کہا جاسکے کہ وہ مذہب پر مبنی ہے اور سالہاے دراز کے مذہبی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ اصل یہ ہے کہ اخلاق اور نیک چلنی ہند مین ناپیدا ہے برخلاف اِس کے مذہب یہان ہر زمانے مین زور و ن پر رہا ہے۔ فی الواقع ہندو نہایت درجہ مذہبی ہے لیکن اخلاق اُس مین مطلق نہین۔ اُس کی فطرت نرمی اور دب جانے کی خاصیت اُس کے ملک کی آب و ہوا سے اور سالہاے دراز کی غلامی سے پیدا کی ہے۔ اور انہین دونون اسباب نے اُس کی مستعدی کو بھی سلب کرلیا ہے اگر اِس کی روک صرف مذہبی خوش اخلاقی ہوتی تو اُس سے زیادہ وحشی اور خطرناک کوئی قوم دُنیا مین نہ ہوتی لیکن صرف اُسکی جبلت وہ چیز ہے جس نے اُسے بے ضرر کر رکھا ہے۔

باب سوم

نظامات رسوم و عادات

فصل اول ۔ گانون اور ملکیت

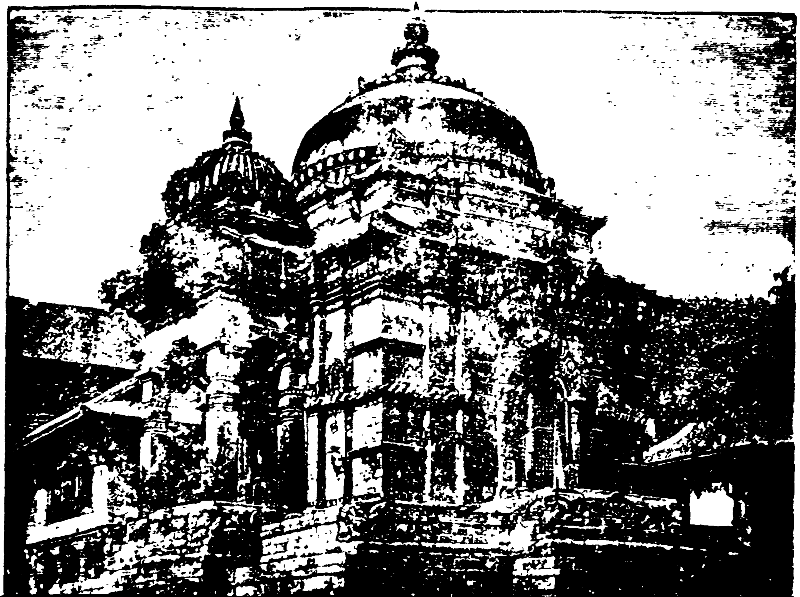
اوس قدیم زمانے سے جبکہ ہندوستان کی تاریخ شروع ہوئی ہے ہند کا گانون بجاے خود ایک کامل سیاسی چیز ہے جس کے اوپر صرف ملک کی حکومت ہے۔ اصل مین ہندو کا سچا وطن گانون ہے۔ یہ اوس کی معاشرتی ضرورتون کو پورا کرتا ہے۔ یہی گانون اُس حکومت کا مرکز ہے جس کی حفاظت مین وہ رہتا ہے یہین وہ قاضی ہے جو اُس کو اپنے حقوق دلاتا ہے یہین وہ واعظ ہے جو اُس کی روحانی صحت کا ذمہ دار ہے اور یہین وہ طبیب ہے جو اُسکی جسمانی بیماریون کو چنگا کرتا ہے۔ اسی گانون مین شاعر اور ناچنے گانے والیان ہین جو اُس کے دماغ اور آنکھون کو لطف بخشتی ہین یہین اُسکے ہمسایہ اور ہموطن ہین اور اُسے چارون طرف سے عزیز و اقربا کی طرح گھیرے ہوئے ہین۔ اس کے بعد پھر اس بیچارے ہندو کو اُس بڑے اور فرضی وطن کی کب ضرورت باقی رہی جو اکثر اُس کے لئے بنا کر کھڑا کیا ہے۔ اُسے ایسے وطن سے نہ کچھ توقع ہے اور نہ وہ اُسے جانتا ہے۔ اگر اِس وطن کا اُسے کوئی خیال بھی ہے تو یہ ہے کہ اُسے ہمیشہ ایک بھاری خراج دینا پڑتا ہے۔ کوئی فاتح کیون نہ ہو جس نے اِس وطن کو بزور شمشیر قایم کیا۔ خواہ وہ دیسی ہو یا مسلمان یا نصرانی۔ وہ ہمیشہ نہایت سختی کے ساتھ اِس خراج کو وصول کرتا ہے اور چونکہ بے چارہ

گانون والا بجز اس کے کچھ نہین جانتا کہ وہ اطاعت کرے اور روپیہ دے اُسے مطلق پروا نہین کہ حکومت کون کرتا ہے اور خراج کون لیتا ہے۔

ہزارہا انقلاب ہو گئے ہین۔ لڑائیان ہوئی ہین۔ حکومتین قایم ہوئی ہین اور اُٹھ گئی ہین لیکن اس بچارے گانون والے پران کا کچھ اثر نہین ہوا ہے۔ اس کے حکام نے ہمیشہ اُس سے زر مانگا ہے مگر اُس کی رسوم وعادات اور طرز معاش مین دست اندازی نہین کی ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ ہند کے گاؤن کے باشندے آج بھی وہی ہین جو تین ہزار سال قبل تھے۔ ہند کا گانون اس وقت بھی قدیم آریہ معاشرت کی زندہ تصویر ہے بلکہ کہنا چاہیئے کہ کل ابتدائی انسانی معاشرتون کی یہ مثال ہے۔

ہند کے گاؤن سے مراد نہ صرف مجمع مکانات کا ہے بلکہ اس ساری زمین کا بھی جو اُس گانون سے متعلق ہے۔ اور گانون کے رہنے والون کی ملک ہے۔ گاؤن کی زمینات اکثر مجموعی ملک کی حیثیت رکھتے ہین۔ تمام دُنیا مین مجموعی ملکیت شخصی ملکیت سے مقدم رہی ہے لیکن اور ممالک مین اجماعی ملکیت کے بعد ہی شخصی ملکیت قایم ہو گئی ہے برخلاف اس کے ہند مین اب بھی وہی قدیم اجماعی ملکیت موجود ہے اور زیادہ تر عجیب بات یہ ہے کہ اس وقت بھی شخصی ملکیت اجماعی ملکیت مین متبدل ہو رہی ہے۔

جب کوئی شخص اپنی ذاتی قابلیت سے دولتمند ہو جاتا ہے تو جس خاندان مین وہ پیدا ہوا ہے اس کے لوگ اس کی دولت مین حصہ بٹانے کو ایک فطرتی بات سمجھتے ہین۔ اس مسئلہ سے متعلق عجیب و غریب مقدمات ہند کی عدالتون مین ہوئے ہین اور انگریزی عدالتون نے بڑی کوشش سے دولت پیدا کرنے والون کو اپنی ذاتی پیدا کی ہوئی جائداد سے تنہا متمتع ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔ ایسی صورتون مین بھی اس بات کا ثابت کرنا لازمی ہے کہ خاندان نے اُس شخص کی تعلیم مین جو کامیابی کا باعث ہوئی کوئی حصہ نہین لیا۔ جس صورت مین اس پیدا کرنے والے نے تھوڑا سا فائدہ بھی اپنے خاندان سے اوٹھایا ہے تو اُس کی ذاتی پیدا کی ہوئی جائداد فوراً اجماعی ملک کی تحت مین آجاتی ہے۔



۱۱۰۔ ایک ہندو، نیپال، اسلامی طرز تعمیر کا مندر

جب کوئی ہندو بچہ کسی خاندان مین پیدا ہوتا ہے تو محض اپنی پیدائش کے ذریعے سے وہ اپنے والدین کی جائداد مین حصہ دار بنجاتا ہے ظاہر امعلوم ہوتا ہے کہ اُسکی یہ شرکت ذاتی ملکیت پیدا کرنے کی باعث ہوگی لیکن فی الواقع ایسا نہین ہے۔ تقسیم کبھی نہین ہوتی جب بچہ بالغ ہوجاتا ہے اور حصہ طلب کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو وہ ہرگز اپنا حصہ نہین مانگتا بلکہ آمدنی مین شریک بنجاتا ہے اور اس طرح ذاتی ملکیت ہمیشہ اجماعی ملکیت مین تبدیل ہوتی جاتی ہے۔

یہ اجماعی ملکیت دوہری ہے ایک تو ہر ایک خاندان کے لحاظ سے اور دوسری مجموعی گانون کے لحاظ سے۔ گانون کی اجماعی ملکیت خاندانی ملکیت سے نکلی ہے کیونکہ گانون خاندان کی توسیع سے پیدا ہوتا ہے اور بعض صورتون مین یہ تعریف لفظاً صحیح ہوتی ہے کیونکہ گانون کے کل رہنے والے ایک ہی جد اعلیٰ کی اولاد ہوتے ہین۔ ایسی صورت مین سارا گانون گویا ایک خاندان ہے۔ بعض صورتون مین گانون کے باشندے تین یا چار اجداد کی اولاد ہین جن مین تھوڑے بہت بیرونی اشخاص شامل ہوگئے ہین۔ کبھی کبھی تو یہ جد اعلیٰ جس کی گانون والے اپنے کو اولاد بتاتے ہین محض فرضی ہوتا ہے لیکن فرضی ہو یا اصلی اس ہجدی کا اثر مساوی ہے۔

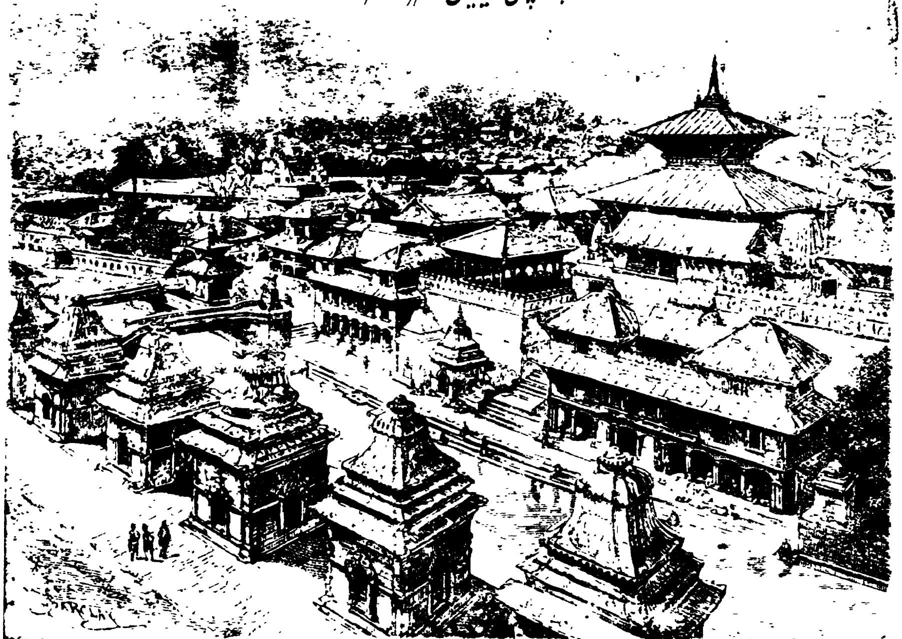
اوپر کے حالتون مین سے کوئی بھی حالت ہو گانون مختلف گھرون مین تقسیم ہوجاتا ہے۔ ان کے رہنے والے الگ الگ ہین اور اُن کی کاشت کی زمین بھی علیحدہ ہے۔ کسی ایک گھر کا اثاث البیت جانور زراعت اور دُنت کے آلات اور اس گھر کا حصہ گانون کے خراج مین یہ سب اوس گھر کے کل افراد یعنی باپ مان بچون کی ملک ہین۔ یہ گویا خاندان کی اجماعی ملکیت ہے۔ اسی طرح جتنی زمینات کسی گاؤن کی حدود مین واقع ہوئی ہین کل گانون کے باشندون کی ملک ہین۔ اور وہ ملکر انہین جوتتے بوتے ہین۔ اور اُن کے محاصل سے متمتع ہوتے ہین یہ گویا گانون کی اجماعی ملکیت ہین۔ جب فصل کا کٹنا ختم ہوگیا اور غلے کے ڈھیر لگادیے گئے اور اُس مین سے ایک بڑا ڈھیر حکومت کے لیے علیحدہ کردیا گیا

تو گانون والے کے فرایض جو اُس کے وطن سے متعلق ہین ختم ہو گئے تو اُس کو دوسرے وطن کی ضرورت ہے نہ خواہش۔

جب حکومت اپنا شیر کا حصہ لے چکی تو پھر گاؤن کے کاریون مین تقسیم ہوتی ہے۔ ایک معقول حصہ پٹواری کو جاتا ہے۔ ایک حصہ برہمن کو جاتا ہے۔ اور اسی طرح گرداور کو۔ پانی تقسیم کرنیوالے کو حجام کو کمہار کو بڑہئی کو لوہار کو۔ دہوبی کو۔ چمار کو۔ نجومی کو۔ حکیم کو اور بہاٹ اور ناچنے والیون کو حصے تقسیم ہوتے ہین۔ یہ کُل کارباری اور ان کے علاوہ اور بہی کیونکہ اِن کی تعداد گانون کی وسعت اور تمول پر موقوف ہے گانون کے خرچ سے رکھے جاتے ہین۔ اِن مین سے ہر ایک اپنے فرایض کے لحاظ سے ایک خاص ذات رکھتا ہے اور اُسی کے اندر وہ شادی کر سکتا ہے اور انہین کے ساتھ وہ کہا پی سکتا ہے۔ لیکن یہ مختلف ذاتین جو اِس قدر سخت اور ایک دوسرے کو علیحدہ کرنے والی ہین گانون والون مین کوئی رقابت نہین پیدا کرتین چونکہ اِن سب کا اعتقاد یہ ہے کہ یہ ایک ہی جد کی اولاد ہین اِس لئے وہ ایک دوسرے کو بھائی سمجھتے ہین۔ اون کے آپس مین ایک قسم کی مساوات ہے اور وہ اشخاص بہی جو نیچے درجے کا کام کرتے ہین اپنی خدمات کے لحاظ سے اپنے ہموطنون کی نظرون مین ذلیل نہین ہوتے۔

جس وقت کارباری اپنا حصہ پا چکے تو پھر غلہ گہرون مین جاتا ہے اور ہر ایک کا حصہ بہت ہی کم ہو جاتا ہے ہندو رعیت یعنی کاشتکار کو سخت خراج دینا پڑتا ہے۔ اور جو اِن سے سبکدوش ہو جائے اور اس کے بعد بہی اس کے پاس اسقدر بچ جائے کہ بال بچون کو پال لے اور آیندہ فصل کے لئے بیج رکھ لے تو وہ بڑا النصیب شخص ہے۔ بنگالے مین اگر کسی خاندان کو ڈہائی آنے یا تین آنے روز کے حساب سے بچ جائے تو وہ اپنے کو خوش قسمت سمجھتا ہے جن گانون مین یہ اجماعی ملکیت کا طریقہ جاری ہے وہان ہر ایک رعیت کو اِس امر کا اطمینان رہتا ہے کہ مصیبت کے وقت اُس کی گانون والے مدد کرین گے۔ اور قحط کے زمانے مین بشرطیکہ قحط عام نہون وہ تباہ نہو جائے گا۔ ہر ایک گاؤن کا حاکم ایک

(۱۳۲) پشپتی (نیپال) شہر کا منظر



شخص ہے جس کو سب ملکر حاکم قرار دیتے ہین۔ اُن کی تحت مین ایک مجلس ہے جس کے ارکان عموماً پانچ ہوا کرتے تھے اور اسی وجہ سے اُس کا نام پنچایت تھا لیکن اب ان ارکان کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور اِن مین اکثر وہ کاروباری جن کا ذکر اوپر ہوا شامل ہین۔ یہ وہی انتظام اِس قدر قدیم ہے اور یہ ملک کے رسم و رواج مین اِس درجہ شامل ہوگیا ہے کہ اسے کوئی بادشاہ محض اپنے حکم سے بدل نہین سکتا تھا۔ کل فاتحین جو وقتاً فوقتاً ہند پر حکومت کرتے رہے اِس انتظام کو قایم رکھتے رہے۔ یہ انتظام غایت درجہ مفید بھی تھا۔ کیونکہ گاؤن کی مالگذاری وصول کرنے کی ذمہ داری گاؤن کے حاکم پر تھی اور وہ رعایا سے وصول کرکے خزانہ شاہی مین داخل کرتا تھا۔

یہ نہین کہا جاسکتا ہے کہ جس انتظام ہمنے اوپر بیان کیا ہے وہ ہند کے کُل گاؤن مین رائج ہے۔ ہند ایک ایسا ملک ہے جن مین بکثرت مختلف قسم کی اقوام بود و باش رکھتے ہین اور ان سب کے انتظامات یکسان نہین ہوسکتے۔ اصل یہ ہے کہ ہند مین ملکیت کی کُل صورتین اجماعی ملکیت سے لیکر ذاتی ملکیت تک موجود ہین۔

چونکہ ان مختلف ملکیتون کے اختلاف پر حصول مالگذاری کا طریقہ بھی موقوف ہے اِس لئے ہم اُن پانچ طریقون کو بیان کرین گے جو انگریزی حکومت نے ہند کے مختلف خطون کے وصول مالگذاری کے لئے قرار دئے ہین۔ انگریزون کے اصول مالگذاری بالکل وہی ہین جو مغلیہ بادشاہون کی تھی یعنے انہون نے کُل زمین کو بادشاہ کی ملک قرار دیا ہے اور اس لئے جو مالگذاری رعایا سے وصول کی جاتی ہے وہ اُس کرایہ زمین کی حیثیت رکھتی ہے جو کاشتکار زمیندار کو ادا کرتے ہین۔

بنگال مین کُل زمین اُن مالکون مین تقسیم ہے جن کو زمیندار کہتے ہین۔ یہ اپنی زمین کاشتکارون کو دیتے ہین اور ادائے مالگذاری کے لئے ذمہ دار ہین۔ اودہ مین بھی کم و بیش یہی طریقہ جاری ہے فرق اسی قدر ہے کہ بنگال مین حکومت زمیندارون اور رعایا کے بیچ مین پڑکر رعایا کو ظلم سے بچاتی ہے لیکن

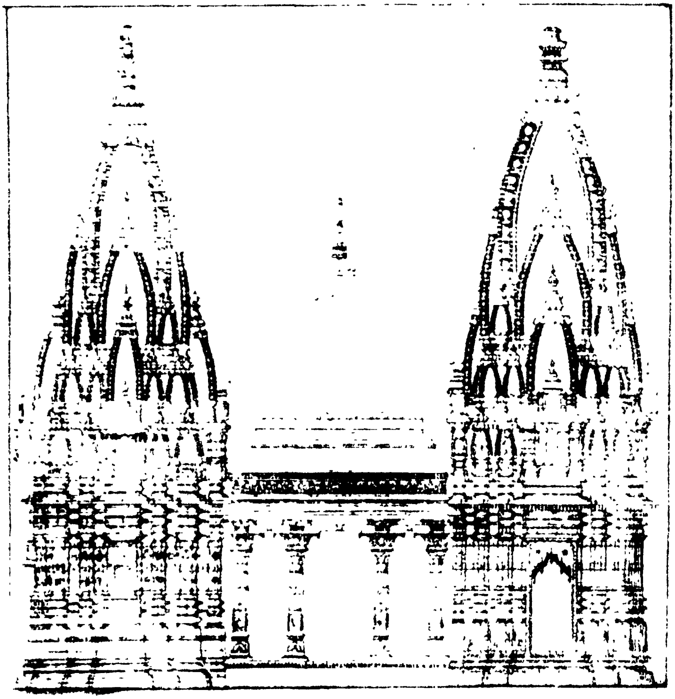
اودھ کی رعایا بالکل بے بس اور تعلقداروں کے ہاتھ مین ہے۔

اس طریقہ کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ انگریزی حکومت نے انتظام مالگذاری کو اُسی حالت مین چھوڑا ہے جس مین اُنھون نے مغلیہ حکومت کے ختم ہوتے پراُس کو پایا۔ اُس وقت زمینداروں کے فرقے نے موقع پاکر بڑی بڑی جائدادین اپنے قبضہ مین کر لی تھین اور انگریزی حکومت نے اُنھین کو زمین کا مالک پایا اور اس خیال سے اونھین قایم رکھا کہ یہ ایک اُمرا اور جاگیرداروں کا طبقہ ہوجاوے گا جو خود حکومت کا بھی ساتھ دے گا اور رعایا کی حالت کو بھی درست کرے گا لیکن یہ خیال بالکل غلط نکلا۔ ہند کے کسی خطہ مین رعایا اس قدر تباہ اور بے پرواہ حالت مین نہین پائی جاتی جیسے بنگال اور اودھ مین یہان اِن کی ساری محنت کا ثمرہ خود اُنھین نہین ملتا۔ بلکہ اُن کے بیرحم اور مغرور اور کاہل زمینداروں کو۔

پنجاب کی حالت بالکل علیحدہ ہے یہان وہ قدیم سادہ دیہی مجالس اسوقت تک موجود ہین حکومت ہر ایک گانون کے کاموں سے مالگذاری کو وصول کرتی ہے اور گانوٗن کے کاشتکار اپنی اپنی زمینون کے مالک اور خوشی خوشی زراعت کے کام مین مستعدی کے ساتھ مصروف ہین۔ اور اپنی محنت کا ثمرہ پوری طرح حاصل کرتے ہین۔

ممالک متوسط اور مغربی ہند مین کچھ تو زمیندار ہین جو کاشتکارون سے مالگذاری وصول کرکے اپنا حق رکھنے کے بعد سرکار مین داخل کرتے ہین۔ اور کچھ چھوٹے مالگذار ہین جو بطور خود کاشت کرتے ہین اور براہ راست خزانۂ شاہی مین مالگذاری دیتے ہین۔

دکن مین ہر ایک رعیت مالگذاری بطور خود ادا کرتا ہے اور بعد چند سال کے نیا قرار داد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ دکن بمقابل ہندوستان کے ہرگز اس قدر شاداب اور زرخیز ملک نہین ہے لیکن ہند کی کسی حصہ مین رعایا اس قدر خوشحال نہین ہے جیسے دکن مین یہان بھی گانوٗن کی حکومت علیحدہ ہے اور زمین کی ملکیت اجماعی۔ مگر نہ اُس قسم کی جیسی کہ پنجاب مین۔ کھیت معین اوقات پر کاشتکارون مین تقسیم ہوجاتے ہین



۱۳۳۱ء کا مندر بمقام بنارس

ہرایک گھر کا قطع علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے اور اُس کی سرسبزی گھر والون کی محنت پر موقوف ہے۔ کوئی خاندان اپنی زمین کو بلا اجازت پنچایت کے بیچ سکتا ہے جو کہ اصلی اجماعی ملکیت مین ناجایز سمجھا گیا ہے لیکن اس قسم کے انتقالی جائداد کا اثر گانون کے اندر ہی رہتا ہے اور گاؤن کے باشندے اپنے کو ایک ہی خاندان کے ارکان سمجھتے ہین۔

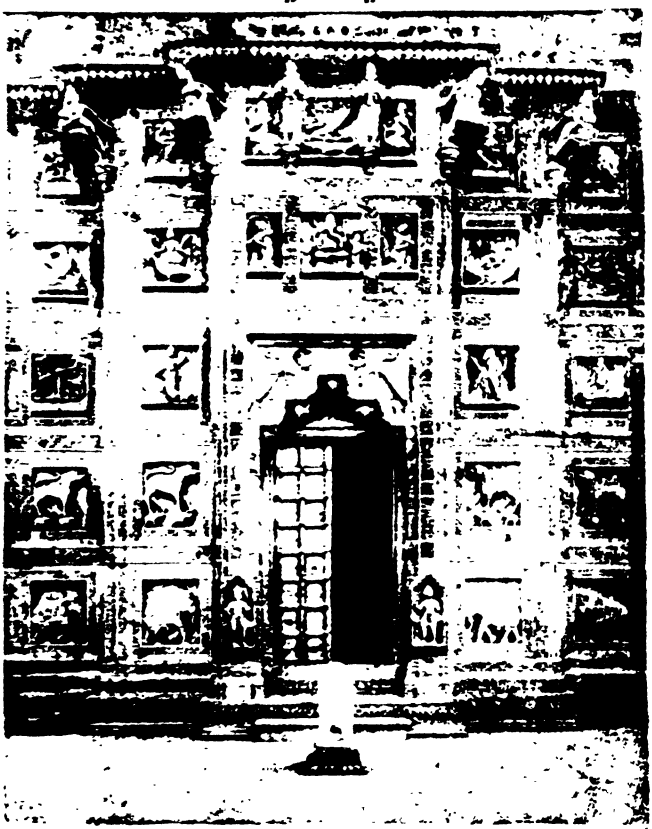
اصل یہ ہے کہ ہند مین کاشتکار کی تباہی کا باعث لگان کی سختی۔ اِس قدر نہین جس قدر اوسکے اور حکومت کے درمیان مین ثالث اشخاص کا واقع ہوتا ہے۔ یہ لوگ فی الواقع رعیت کے لئے وبال جان ہین۔ جہان کہین رعیت بلا واسطہ حکومت کو خراج دیتی ہے خاص ذاتی طور پر یا اجماعی طور پر وہ ہمیشہ مستعد اور خوشحال اور باوجود مفلسی کے آسودہ ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو فوراً سیاح کے سامنے آتی ہے اور اطمینان بخش ہوتی ہے جبکہ وہ پنجاب یا دکن کے گانون مین سے گذرتا ہے۔ اور مندرون اور درختون کی کثرت اور راستون کے کنارے جابجا پرستش گاہون کا ہونا۔ گاؤن کے باشندون کے خوش اعتقادی اور مذہبی پابندی کا ثبوت دیتا ہے۔ گاؤن کا پنچایت گھر جو صرف ایک سادی چھت کی عمارت ستونون پر قایم ہے اِس بات کو دکھاتی ہے کہ یہان اطاعت کے ساتھ ہی ساتھ دیہی آزادی تین ہزار سال سے چلی آتی ہے۔ یہان کے تنگ اور لمبے راستون مین جن کے گھرون کی بالتیان عجیب وغریب قسم کی منقش لکڑیون کی بنی ہوئی ہین۔ گاؤن کے رہنے والے خوش وخرم سادہ اور بے ضرر مسافر کے آس پاس بے دہڑک طور پر لیکن بلا کسی برے ارادہ کے جمع ہوجاتے ہین ان کے جسمون پر کپڑے بہت کم ہین لیکن چمکتے ہوئے زیورون سے آراستہ ہین۔ اُڑیسہ کے مظلوم خطے مین اور نیز گنگا کے زرخیز گھاٹی مین حالت بالکل ہی علیحدہ ہے یہان کی خلقت ایک سیر حاصل زمین کو راتدن کی محنت سے کاشت کرتی ہے۔ اور اس مین سے وہ بے بہا دولت نکالتی ہے جس مین خود اُسکا حصہ کچھ نہین ہے۔

فصل دوم - ہندو خاندان عورتون کی حالت ہند مین

اگر ہمین ہندو معاشرت کا مطالعہ کرنا ہے تو سب سے پہلے خاندان کی حالت دیکھنی چاہیئے۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ ہند مین دیہی جماعتون کا دارومدار خاندانون پر ہے۔ اور حکومت ملک انہین دیہی جماعتون کے ملنے سے پیدا ہوئی ہے ایک کامل دیہی جماعت سے مراد اجماعی خاندان ہے۔ اِس اجماعی خاندان مین کوئی شخص کسی چیز کا مالک بطور خاص نہین ہے۔ کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ اجماعی ملک ہے۔ اور کوئی رکن خاندان اُس کو بلا اجازت کل ارکان خاندان کے علیحدہ نہین کرسکتا۔ خاندان کا بزرگ جائداد کا انتظام کرتا ہے اور اُس کی حکومت خاندان پر پوری ہے اُس کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا جانشین ہوتا ہے اور جائداد مطلق تقسیم نہین ہوتی۔ خاندان کے کل ارکان اُسی طرح اُس کی اطاعت کرتے ہین۔ جیسے اُس کے باپ کی کرتے تھے۔ چند پشتون کے بعد یہ خاندان ایک خاندان ہو جاتا ہے جسکا رئیس ہمیشہ خاندان کی ایک شاخ کلان کا سب سے بڑا عہدہ ہے۔ البتہ ایسا کم اتفاق ہوتا ہے کہ خاندان کے بڑھنے کے بعد ایسے اسباب پیدا نہ ہوجائین جو جائداد کے تقسیم کے باعث ہون۔ اِس کا ذکر ہم اُس مقام پر کرچکے ہین جہان راجپوتون کے خان وادون سے بحث کی گئی ہے اور نیز ملکیت کے بیان مین ہم نے وہ صورتین دکھائی ہین جہان باپ کے مرنے کے بعد جائداد اولاد مین تقسیم ہوگئی ہے۔ اِس زمانے مین ایسی تقسیم کی صورتین نہ ہوتی جاتی ہین اور ہندو معاشرت مین شخصی ملکیت کو اجماعی اور خاندانی ملکیت پر ترجیح دینے کیطرف رجحان پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ یہ زیادہ محسوس نہین ہے۔

ان عام خیالات کو ظاہر کرنے کے بعد اب ہم خاص خاندان کی طرف متوجہ ہونگے یعنی باپ مان اولاد۔ ہند مین باپ کی حکومت ویسے ہی قطعی اور مطلق ہے جیسے روم مین تھی اگر اس حکومت مین

(۲۴۴) بنارس کے ایک جدید طرز کے مندر کا سامنا



جان سے لینے کا اختیار شامل نہین ہے تو اِس کا باعث یہی ہے کہ بمقابل روس کے ہندو بہت زیادہ نرم اور نیک مزاج ہین۔ زوجہ اپنے شوہر کو بالکل اپنا مالک اور دیوتا اون کا اپنا قایم مقام سمجھتی ہے۔ وہ شوہر کا اعزاز اس درجہ کرتی ہے کہ اِس کا نام تک زبان پر نہین لاتی۔ جس وقت اُس کی شادی ہوتی ہے تو وہ اپنے شوہر کے نام کو سکوت یا استعارے سے تعبیر کرتی ہے اور جب اُس کی اولاد ہوئی تو شوہر اولاد کلان کے باپ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اگرچہ شوہر کی حکومت ظالمانہ ہے اور شوہر بھی عورت کی ذاتی پسند کا نہین بلکہ بچپن سے دوسرون کا مقرر کیا ہوا ہے تاہم زن و شوہر کے تعلقات کسی طرح سخت نہین معلوم ہوتے آپس مین ان دونون کے نہایت درجہ کی محبت ہوتی ہے اور اگر بظاہر دوسرون کے دکھانے کے لئے شوہر اپنی زوجہ کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش بھی آئے تو وہ علیحدگی مین اُس کے ساتھ بہت عمدہ برتاؤ کرتا ہے۔ اور ہر طرح اُس کا مطیع رہتا ہے بہت کم ایسا ہوتا کہ شوہر زوجہ کو مارے یا اوس کے ساتھ برا سلوک کرے۔

ہندو عورت بالکل جاہل ہوتی ہے اور ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اُس کا جاہل ہی رہنا بہتر ہے ورنہ اُس کی عزت مین فرق آئے گا۔ تعلیم پانا گویا مرد کی برابری کرنا اور ارباب نشاط کی تقلید ہے۔ اسی وجہ سے ہند مین عورتون کی ترقی کے لئے جو کوششین سرکار کی طرف سے کی جاتی ہین اون کی سخت مخالفت ہوتی ہے

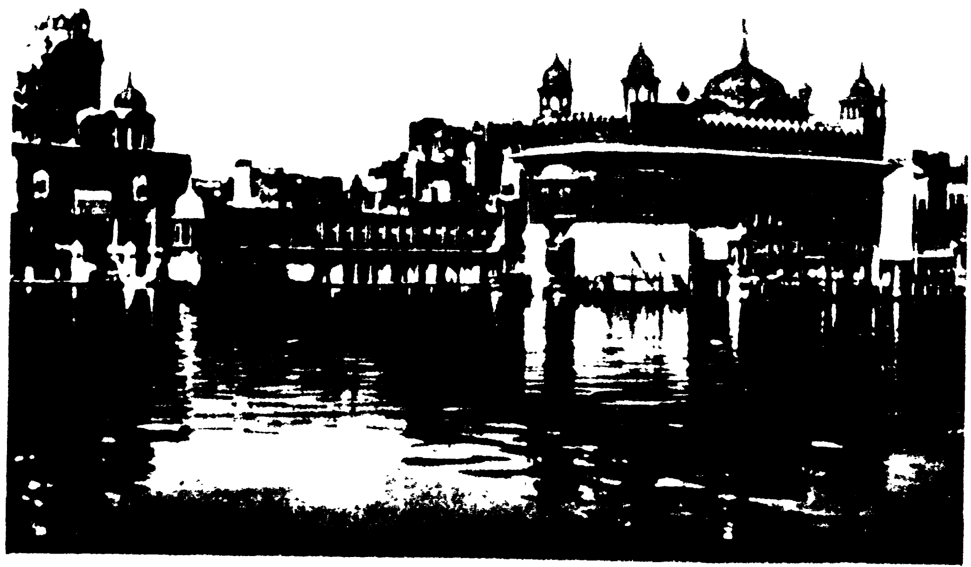
بچون کی منگنی گہوارے ہی مین ہو جاتی ہے۔ اور عموماً بارھوین یا تیرھوین برس مین لڑکیان بیاہ دی جاتی ہین۔ ہندو عورت کے لئے شادی کے سوا کوئی دوسری زندگی نہین ہے پیدا ہونے کے ساتھ ہی ماں باپ اُسکے لئے شوہر تجویز کر دیتے ہین جو اُس کی قسمت مالک ہوگا۔ اب گویا وہ اس شخص کی ملک ہوگئی اور خواہ وہ شوہر بدشکل ہو۔ ظالم ہو۔ بیرحم ہو۔ اس بے چاری عورت کی شادی اُسی کے ساتھ ہوگی۔ اور اگر نہ ہوئی تو وہ کہین کی نہ رہے گی۔ کیونکہ بن بیاہی عورتون اور بیواؤن کا ہندو معاشرت مین مطلق کوئی حصہ نہین ہے

اور بیواؤن مین بہت سی ایسی کنواری لڑکیان شامل ہین جن کے منگے ہوئے شوہر اُن کے بچپن ہی مین مر گئے ہین۔ لڑکی کے لئے اِس سے زیادہ کوئی بدنصیبی نہین ہوسکتی اور اُسکا درجہ پاریون سے بھی گھٹ جاتا ہے۔ مسٹر ملا باری لکھتے ہین "ہندو کا مرنا اُس کی زوجہ کیلئے ایک ایسی مصیبت ہے جو ہر روز بڑہتی جاتی ہے وہ کبھی سر نہین اوٹھا سکتی اور مرنے دم تک یہ مصیبت اوسکے ساتھ رہتی ہے اُس کا شمار انسانون مین نہین رہتا اوسکی نظر منحوس سمجھی جاتی ہے اور جس چیز کو وہ ہاتھ لگاتی ہے نجس ہوجاتی ہے۔ ذلیل اور خوار زندگی اس کو وبال ہوجاتی ہے اُسے کوئی چارہ نہین ہوتا کہ وہ اپنے خیال کو ناپاک کرے یا ایک مصیبت اور تنہائی کی زندگی بسر کرے۔ یہ حالت لااولاد بیواؤن کی ہے۔ جو بیوائین صاحب اولاد ہین وہ ذات کی سختیون سے کسی قدر محفوظ تو ہین"۔

اب سمجھ مین آئیگا کہ ہندو عورت کی نسبت اور جان نثاری شوہر کے ساتھ کس درجہ پر ہے اور چونکہ یہ رسم صدیون سے چلی آتی ہے جان نثاری اُسکی فطرت کا جزو ہوگئی ہے یہی اسباب ہین جن سے ستی کی رسم قایم ہوئی اور قایم رہی اور جس رسم کی رو سے بیوائین اپنے شوہرون کے ساتھ جلنے پر مجبور ہین جسوقت اُس اعلیٰ اور عیش کی زندگی کا جو بیوہ کو عالم بالا مین اپنے شوہرون کیساتھ نصیب ہوگا اُس مصیبت اور ذلت کی زندگی سے مقابلہ کیاجاوے جو اُسے اس عالم مین کاٹنی پڑیگی تو بخوبی سمجھ مین آتا ہے کہ بیچاری بیوہ نہایت نہایت آمادگی اور جوش کے ساتھ اِس طرح جان دینے پر راضی ہوجاتی تھی کہ اُسکے گرد ایک مجمع ہوتا تھا جو دعائین پڑہتا ہوا اور گاتا ہوا اور شاباش اور مرحبا کے نعرون سے رخصت کرتا تھا۔ جب حکومت انگریزی نے ستی کی رسم کو موقوف کیا تو اِس ممانعت کی مخالفت عورتون کی طرف سے ہوئی اور ایک مدت تک وہ خفیہ طور پر اپنی جانین دیتی رہین۔ باوجود جنگ بہادر کی کوششون کے عورتون ہی کی ممانعت نے اس رسم کو نیپال مین موقوف نہین ہونے دیا۔

مذہبی اعتقادات جو صدیون سے جاہل اقوام کی فطرتون مین مستحکم ہوگئے ہین اور وہ مصیبت جسکا

(۱۳۵) امرتسر کا گوردوارہ اور مقدس تالاب



سامنا ملک کی رسم کی وجہ سے ہر بیوہ کو کرنا پڑتا ہے ستی کے اصلی اسباب مین۔ مذہب ہی وہ چیز ہے جو انسان سے اس قسم کے معجزے کراتا ہے۔ نہ صرف ہند و عورتین ہی بلکہ ہر زمانہ کے شہدا محض قوت اعتقاد سے جلتی ہوئی آگ مین اس امید سے کود پڑے ہین کہ اوسکے آگے جنت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

یہ نہین پتہ لگتا کہ ستی کی رسم کس زمانے سے جاری ہے منوشاستر مین اوسکا ذکر مطلق نہین ہے اور نہ وید مین ہے۔ اگرچہ بہت دنون بعد برہمنون نے وید کی ایک جا کے غلط معنی لگا کر اِس رسم کی قدامت ثابت کی ہے۔ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسم سنہ عیسوی کے ماقبل کی ہے کیونکہ یونانی مصنفون نے تین سو سال قبل مسیح اسکا ذکر کیا ہے۔ ستی کی رسم ہندستے بالکل اوٹھ گئی ہے اور صرف نیپال مین باقی ہے اگرچہ مشکل کہا جا سکتا ہے کہ عورتون کو اس کے اٹھ جانے سے کوئی فائدہ ہوا کیونکہ بیواؤن کی حالت جیسا ہم اوپر بیان کر چکے ہین نہایت ہی دردناک ہے اور اِن مین سے بعض جنھون نے نکاح ثانی کی ظاہری رسوائی کو گوارا کیا ہے نہایت بُری خیال کیجاتی ہیں۔

ہندو مذہب مین تعدد ازدواج جائز تھا اور مسلمانون کی حکومت نے اس مین اور بھی ترقی کی اور عورتون کو بند رکھنے کی رسم بھی اقلا اعلیٰ طبقات مین اسی زمانہ سے قائم ہوئی۔ تعدد ازدواج کی رسم زیادہ تر خوشحال لوگون مین ہے اور نیچے کے طبقات مین عموماً ایک ہی بی بی ہوتی ہے۔ علاوہ ایسی صورتون کے جبکہ شوہر کاہل یا طماع ہو اُسوقت یہ زاید بیبیان مزدوری کر کے خاندان کے لئے ازوقہ پیدا کرتی ہین لیکن اس قسم کی عورتین زیادہ تر نیچے درجہ کی ہین اور ان کے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ وہ صاحب شوہر ہین۔ کثرت ازدواج کی رسم کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ بچے مان کے نام سے پکارے جاتے ہین۔ یہ طریقہ جو کل کثیر البعول اقوام مین موجود ہے ہند مین بہت ہی قدیم طریقہ ہے اور کسی زمانہ مین عام تھا۔

جبتک عورت صاحب اولاد نہو اُسے کوئی نہین پوچھتا لیکن اولاد ہونے کے بعد اُس کی عزت خاندان مین بڑھ جاتی ہے۔ اگرچہ وہ بیوہ بھی ہو جائے بچون کی محبت مان کے ساتھ اور مان کا اعزاز بے حد ہوا کرتا ہے

جب مان بڈھی ہوجاتی ہے تو پوتے پروتے اوسکے گرد جمع ہوجاتے ہین اور وہ اُن پر پوری حکومت کرتی ہے۔
ہند کے خاندانون کی زندگی کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے ہمین یاد رکھنا چاہیئے کہ خاندان سے مراد صرف وہی ارکان نہین ہین جو موجود ہین بلکہ کل آباؤ اجداد جو گذر چکے اور کل اولاد آفاد جو آگے چلکر پیدا ہون گے خاندان مین شامل ہین۔ ہر ایک رسم کے وقت یہ کل روحانی طور پر موجود ہین اور ان کے نام کی نیاز دیجاتی ہے۔ خوشی کی تقریبون کے وقت حاضرین کو یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ اُن پرانے آریون کی ارواح شریک جلسہ ہین اور وہان کی تعظیم کرتے ہین اور اُس کے ساتھ ہی ان آئندہ نسلون کو جو بعد آئین گی مبارکباد دیتے ہین۔ پس گویا ہر ایک خوشی اور غمی مین خاندان کے جملہ اسلاف موجودہ افراد اور جملہ اخلاف کا سلسلہ پورا ہوجاتا ہے۔

فصل سوم۔ ذات

تقریباً دو ہزار سال سے ہند کی کل معاشرتی نظامات کا بنیادی پتھر ذات ہے۔ چونکہ یہ رسم بے انتہا پر اثر ہے اور اس کے متعلق کیا یورپ مین اور کیا ہندوستان کی ان آبادیون مین جو یورپینون کی ماتحت ہین ایسے غلط خیالات شایع ہوگئے ہین اس لئے خالی از نفع نہ ہوگا اگر ہم بیان ذات کی ابتدا اس کی اشاعت اور نتایج سے ہر ایک مختصر بحث کرین۔ وہ رسم جن کے نتایج مین سے ایک نتیجہ یہ ہے کہ چند یورپی تیس کروڑ مخلوق پر حکومت کر رہے ہین البتہ اس لایق ہے کہ سیاح اور مورخ اُس پر پورا غور کرے۔

اس مین شک نہین کہ ذات کی جڑ وہ قانون قدرت ہے جس سے انسان کو مطلق مفر نہین۔ جس وقت آریہ جو کہ ایک سفید فام قوم تھے ہند کے ملک مین آئے تو انھون نے یہان علاوہ گذشتہ فاتحین اقوام کے جو تورانی الاصل تھے ایک بالکل سیاہ فام اور تقریباً وحشی قوم یہان بسی ہوئی پائی۔ یہ آریہ کچھ تو مویشی چراتے تھے اور کچھ خانہ داری کے اشغال مین مصروف تھے۔ اور ان کا ہمیشہ ایک حاکم ہوا کرتا تھا جو البتہ ان کے

پوجاریون کا ماتحت تھا کیونکہ اِس پوجاری کے ذریعہ سے وہ دیوتاؤن کی حمایت مین رہتے تھے پس گویا اِن آریون کے اشغال تین قسم کے تھے جن کو تین مختلف گروہ عمل مین لاتے تھے یعنی برہمن جو کہ پجاری تھے کھتری جو لڑنے والا فرقہ تھا۔ اور ویش جو محنت مزدوری اور حرفت مین مصروف تھا ۔ اس تیسرے گروہ مین جیسا ہم اوپر دیکھ چکے ہین وہ فاتح اقوام تھین جو آریون سے پہلے آچکی تھین یہ تینون تقسیمین ہمارے یورپ کے قدیم تقسیمون یعنی پادری امرا اور عوام الناس سے مشابہ ہین ہند کی تینون اصلی تقسیمون سے اُتر کر ایک گروہ ملک کے اصلی باشندون کا تھا جن کو شودر کا نام دے دیا گیا اور کل مردم شماری مین اِن کی تعداد تین چوتھائی تھی۔

تجربے سے بہت جلد ثابت ہوگیا کہ اعلیٰ اقوام اور نیچ کی اقوام کے باہمی میل سے نہایت بُرے نتائج پیدا ہوتے ہین اور اس قسم کے میل کو روکنے کے لئے سخت مذہبی احکام جاری کئے گئے۔ منو کہتے ہین کہ وہ ملک جہان ملی جلی اقوام پیدا ہون بہت جلد معہ اپنے باشندون کے تباہ اور برباد ہو جاتا ہے۔ اِس مین شک نہین کہ منو کی یہ راے نہایت سخت ہے لیکن اُس کے ساتھ ہی نہایت صحیح بھی ہے۔ تاریخ عالم مین جتنی اعلیٰ درجہ کی اقوام ادنیٰ اقوام سے ملی ہین وہ یا تو ذلیل ہو گئی ہین۔ یا ادنیٰ قوم مین مرغم ہین۔ جنوبی امریکہ مین اسپینی قوم اور جنوب ہند مین پُرتگیزی قوم اِس قول کی دلیل ہین۔ وہ قدیم بہادر اور ملک گیر پرتگیز جنہون نے ہند کے ایک حصہ کو فتح کر لیا تھا آج اُن کی اولاد بجز خدمتگاری کے اور کسی لائق نہ رہی۔ اور اِس نے اپنے آباؤ اجداد کے نام کو ذلیل و خوار کر دیا۔

اِس طبعی اصول کی بنا پر منو کے قانون مین جو صدیون سے ہند کا قانون ہے اور جسکا دارومدار مثل اور قوانین کے گذشتہ تجربہ پر ہے اس امر کی کوشش کی گئی ہے کہ اعلیٰ طبقات کی نسل خالص رہے اور اس وجہ سے اوپر کی ذات کو نیچے کی ذات اور علی الخصوص شودر سے میل پیدا کرنے کیلئے سخت سزائین تجویز کی گئی تھین۔ باوجود ان موانعات کے فطرت ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ قانون پر غالب آجاتی ہے۔

عورت کسی درجہ کی کیون نہ ہو حسن وجمال رکھتی ہے اور اس وجہ سے باوجود مذہبی ممانعت کے نیچے کی ذاتون اور اوپر کی ذاتون مین بے انتہا میل وقوع مین آیا۔ اور ہندوستان کے سفر مین یہ میل بہ نگاہ اول محسوس ہوتا ہے ایسے سفید فام اشخاص بہت کم ہین جن کی نسبت یہ خیال جا سکے کہ وہ خالص النسل ہین۔ ذات کے واسطے جو لفظ اصل سنسکرت مین ہے اُس کے معنی رنگ کے ہین۔ لیکن اگر ذات کے قایم کرنے والے محض علمی اصول پر رنگ کو مابہ الامتیاز قرار دیتے تو ذات ہرگز قایم نہ رہتی۔ اور فی الواقع وہ اصلی تقسیم جو پیشون کی بنا پر کیگئی تھی اور جس کا نام ذات رکہا گیا تھا اب بالکل باقی نہین رہی۔ اُس کی جگہہ بے انتہا او تفریقین قایم ہوگئی ہین جو قومیت پر مبنی نہین ہین۔ صرف ایک برہمن رہ گیا ہے جو اصلی حالت پر باقی ہے اور جسمین بہت کم میل ہوا ہے۔

اُن نئے اسباب مین جن کی وجہ سے ذات کی تفریقین قایم ہین وراثت کو بہت بڑا دخل ہے ہندو مین کل صلاحتین وارث کے ذریعہ سے پیدا ہوئی ہین اور عام طور پر بیٹا باپ ہی کا پیشہ کرتا ہے۔ چونکہ پیشون اور حرفتون مین قابلیت پیدا ہونے کیلئے وراثت کو بہت بڑا دخل ہے اس لئے ہر ایک پیشہ ہی بجاے خود ایک مستقل ذات بن گیا ہے۔ اور اس طرح ہندوستان مین ہزارہا ذاتین قایم ہوگئی ہین۔ جب کوئی نیا پیشہ نکلتا ہے تو اُس کے ساتھہ ہی ساتھہ ایک نئی ذات قایم ہوجاتی ہے۔ وہ یوروپی جو ہند مین رہتے ہین اِن ذاتون کی کثرت کو اس طرح محسوس کرتے ہین کہ انہین ہر ایک کام کیلئے ایک علیحدہ نوکر رکہنا پڑتا ہے

ذات قایم ہونے کے دونون اسباب مین جو اوپر بیان ہوے ہین یعنی اولاً قومی تفریق جو نہایت ضعیف ہوگئی ہے اور پیشہ کی تفریق جو ابتک نہایت قوی ہے ایک تیسرا سبب بعد ہی شامل ہوگیا ہے یعنی سیاسی خدمات اور اختلاف مذہب۔ سیاسی خدمات سے جو فرق پیدا ہوا ہے اوس کو پیشون مین شامل کیا جا سکتا ہے لیکن البتہ مذہبی اختلاف ذاتون کے قایم کرنے مین بجاے خود ایک علیحدہ سبب ہے۔ کتابون کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند کے تمام ملک مین دو یا تین مذہب ہین لیکن مسلمانون کی تعداد



(۱۳۷) کلکتہ کا ایک جدید پگوڈا

ہزارون تک پہونچتی ہے۔ نئے دیوتا جو پُرانے دیوتاؤن کے اوتار سمجھے جاتے ہین۔ وہ پیدا ہوتے اور روز مرتے ہین۔ اور ان کے پیروون کی ایک نئی ذات قائم ہوجاتی ہے۔ جو اسی قدر سخت اور قواعد کی پابند ہے جیسی اور ذاتین۔

ذات کے مفہوم مین دو چیزین ہین جو ہر ایک ذات کو دوسری سے علیحدہ کرتی ہے۔ اول یہ کہ ایک ہی ذات کے اشخاص آپس مین ملکر کھانا کھا سکتے ہین اور ثانیاً ایک ہی ذات کے اشخاص آپس مین شادی بیاہ کرسکتے ہین۔ یہ دونون ایسے مضبوط اصول ہین کہ ان مین کسی طرح جنبش نہین ہوتی۔ ہند مین ہزار ہا برہمن ایسی چھوٹی چھوٹی خدمتون پر معمور ہین جن کی تنخواہ بیس روپیہ سے زیادہ نہین اور ہزار ہا ایسے ہین کہ جن کا پیشہ گدائی ہے تاہم کوئی برہمن کیسا ہی مفلوک اور مصیبت زدہ ہو وہ جان دینا قبول کرے گا لیکن دوسرا اسے ہند کی میز پر کھانا کھانا قبول نہ کرے گا۔ بڑے سے بڑا راجہ جو نیچی ذات کا ہے (کیونکہ ایسے راجہ کثرت سے ہین جو مثل مہاراجہ گوالیار کے شودر ذات کے ہین) برہمن کو دیکھکر ہاتھی سے اُتر پڑے گا اور ڈنڈوت کریگا۔

برہمن کا درجہ ویسا ہی موروثی ہے جیسا یورپ مین امارت کا درجہ۔ یہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ برہمن کے معنی صرف پوجاری کے ہین کیونکہ اکثر برہمن پوجاری ہوتے ہین۔ دراصل برہمن ویسا ہی پیدائشی برہمن ہے جیسا یورپ مین ڈیوک پیدائشی ہے۔ اس کا درجہ جو اب کم ہوگیا ہے کسی وقت مین ایسا اعلیٰ تھا کہ بادشاہ کو جرأت نہ تھی کہ برہمن کی بیٹی سے شادی کرے۔ شکنتلا کے ناٹک مین جس کو مشہور شاعر کالیداس نے پانچوین صدی عیسوی مین تصنیف کیا ہستناپور کے راجہ دشینت نے جس وقت شکنتلا کو دیکھا تو اُسے بھی تردد پیدا ہوا کہ کہین یہ برہمن کی لڑکی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت مین راجہ اس سے شادی نہ کرسکتا تھا۔

انگریزی حکومت نے ذات کے قواعد کی کوئی باضابطہ منظوری نہین دی ہے لیکن یہ قواعد اس درجہ قوم مین سرایت کرگئے ہین کہ ان کو منظوری کی مطلق حاجت نہین یہ ہندوون کے فطرت کا ایک جزو لاینفک ہوگئے ہین جو پیدائش سے ہر فرد مین موجود ہوتے ہین اور کوئی ان کی مخالفت نہین کرسکتا ہندو کے

نزدیک ذات سے کھسنے سے مرنا بہتر ہے جس وقت حکومت انگریزی نے جنرل گارڈن کی شکست کے وقت ہندی فوج کو سوڈان بھیجنا چاہا تو سب سے مشکل یہی مسئلہ تھا کہ وہ کونسا انتظام ہوگا جس سے ہر ذات کا آدمی اپنا کھانا علیحدہ پکا سکے۔ اس وقت مصنف ہندوستان مین سفر کر رہا تھا اور اخبارات اس مباحثہ سے بھرے ہوئے تھے۔ فی الواقع ذات ایسی ہی اہم چیز ہے اور اسکا لحاظ نہ کرنے سے شدید نتائج کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے بلوہ کا ایک بڑا سبب یہ تھا کہ ہندی فوج کے سپاہیون مین یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ کارتوسون کو دانت سے کاٹنے مین اُنکی ذات چلی جائے گی۔

یون تو ذات سے خارج ہونے کے بہت سے اسباب ہین جن کو بخوف طوالت ہم بیان نہین کر سکتے لیکن بہت ہی قوی سبب دوسرے کے ہاتھ سے کسی چیز کا کھا لینا یا پی لینا ہے خواہ وہ صرف ایک کاسۂ آب کیون نہو۔ ہندو کیلئے سب سے بڑی مصیبت ذات کا جانا ہے۔ جس طرح ازمنۂ متوسطہ مین کسی یوروپی کیلئے مذہب سے خارج ہونا تھا یا اس زمانہ مین کسی شدید اخلاقی گناہ کی پاداش مین معاشرت سے نکال دیا جانا ایک بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے اُسی طرح ہندو کیلئے ذات سے خارج ہونا ایک مصیبت عظمٰی ہے۔ اس خارج الذات سے ہر شخص نفرت کرتا ہے۔ اور اُس سے کسی قسم کا تعلق نہین رکھتا اور وہ اسقدر ذلیل و خوار ہو جاتا ہے کہ سوا سے بجز نہایت ادنی کام کرنیکے اور کوئی چارہ نہین ہوتا۔

اب ہم اُن معاشرتی اور سیاسی نتائج پر غور کرینگے جو ذات کی سخت رسم سے پیدا ہوئے ہین۔

ہندو کیلئے اگر کوئی اتحاد پیدا کرنے والا ذریعہ ہے تو وہ ذات ہے ذات کے دائرہ سے باہر کوئی دُنیا ہی نہین ہے دوسری ذاتون کے اشخاص سے ہندو اُسی قدر علیحدہ اور غیر مانوس ہے جیسا یورپ کی مختلف اقوام آپس مین علیحدہ ہین۔ فرق یہی ہے کہ یورپ کی اقوام آپس مین شادی بیاہ کر سکتے ہین لیکن ہندو ذاتون مین اس قسم کا میل ذات سے باہر محالات سے ہے۔ پس گویا ہر ایک گاؤن مین جتنی ذاتین ہین اُسی قدر علیحدہ علیحدہ گروہ ہین۔ ایسی حالت مین ہندوؤن کے کسی بادشاہ کے مقابل مین باہمی اتحاد پیدا کرنا



مہ بدھ زمانہ کا طلائی صندوقچہ

امر محال ہے۔ انگریزون نے اس امر کو محسوس کر لیا ہے اور اب اونہون نے برخلاف سابق کے اپنی فوج کے ہر ایک پلٹن اور رسالہ مین مختلف ذات کے اشخاص شامل کئے ہین تاکہ اُن مین کسی قسم کا اتحاد پیدا نہو سکے محض ذات کا اختلاف اس امر کیلئے کافی ہے کہ یہ لوگ یکجائی طور پر کام نہ کر سکین۔

یہی ذات کی رسم ہے جس کی وجہ سے وہ عجیب و غریب واقعہ ہماری سمجھ مین آجاتا ہے کہ اس ملک مین تیس کروڑ خلقت کیونکر ساٹھ ستر ہزار غیر ملک کے حکام کی تابع فرمان ہے۔ اگرچہ وہ اُن حکام سے دل مین راضی نہین ہے۔ ہندوون کی ذات ہی وہ چیز ہے جس نے اونہین آج تک باہم اتحاد پیدا کرنے اور ملکر کسی کام کرنے یعنی ایک قوم بننے سے روکا ہے۔ اِن ہزارہا ذاتون کے ساتھ جب ہم اختلاف اقوام کو بھی ملا لین تو ہمین معلوم ہو جائے گا کہ ہندوستان پر حکومت کرنے کیلئے صرف اسقدر کافی ہے کہ ان مختلف اقوام اور مختلف ذاتون کی باہمی رقابت قایم رکھی جائے تاکہ ایک کی کوششین دوسرون کی کوششون کو باطل کر دین۔ ظاہر ہے کہ اتنی مختلف اقوام مین کیونکر اغراض کا اتحاد پیدا ہو سکتا ہے اور جب تک حکام وقت اِن کی قدیم نظامات کو قایم رکھین تو انہین اس سے کیا غرض ہے کہ کون اُن پر حکومت کرتا ہے۔ ہندو کا ایک اصلی وطن اُس کی ذات ہے اس کے سوا اس کا کوئی دوسرا وطن نہین۔ جس سرزمین مین وہ رہتا ہے یہ فی الواقع اُس کیلئے وطن کی حیثیت نہین رکھتی اور باہمی اتحاد کی اُمنگ کبھی اُس کے دل مین نہین اُٹھتی ہے۔ اس ذات کی رسم کو انگریزی حکومت نے نہایت ہی اہتمام کے ساتھ قایم رکھا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہین کہ یہی اُن کی حکومت کی مستحکم بنیاد ہے۔ اُنھون نے ایسا نہین کیا جیسا ہم فرانسیسی اپنی ٹوٹی پھوٹی پونڈچری کی حکومت مین ذات کو اُکھاڑنے کی کوششین کر رہے ہین۔ سفر ہندوستان کے اوائل مین جس وقت مین ہندوون کے طرز خیال سے واقف نہ تھا۔ مجھے ایک نیچی ذات کے ہندو صاحب سے گفتگو کا موقع ہوا اور مین اُنھین جمہوری حکومت کے فوائد بتا رہا تھا اور یہ دکھا رہا تھا کہ ایسے ملک مین رہنا کیا عمدہ بات ہے جہان ہر شخص مساوات کا درجہ رکھتا ہے۔ اور ایک مزدور بھی اعلیٰ مراتب پر پہونچ سکتا ہے

ان صاحب نے میری تقریر سننکر بعد تھوڑے سے تامل کے سر ہلاکر یہ فرمایا کہ وہ ملک جس مین ذات کا تفرقہ نہو اور بھلے آدمی اور نیچ لوگ برابر ہون نہایت ہی بدنصیب ملک ہوگا۔ ایک فرانسیسی کیلئے اس امر کا باور کرنا ذرا مشکل ہے کہ وہ نظامات جو خود اُس کے ملک مین جاری ہین اور جن کو وہ نہایت مفید اور بکار آمد سمجھتا ہے ایکدوسرے ملک کے اشخاص کی نظرون مین نہایت ہی نفرت انگیز اور بیکار ہین۔ انسان کے تنفس کے لئے ہوا ضروریات سے ہے اور بلا اوسکے اُس کی زندگی نہین ہوسکتی۔ لیکن مچھلیون پر اس امر کو ثابت کرنا کہ ہوا اُن کیلئے بھی مفید ہے کس قدر مشکل ہے۔

ذات کی رسم ہندوستان مین اس درجہ مستحکم ہے اور سالہا سے دراز کی عادت نے اُسے اتنا مضبوط کردیا ہے کہ فاتح اقوام بھی اس بلا مین مبتلا ہوگئی ہین۔ اگرچہ اسلام کے مذہب مین پوری مساوات ہے لیکن مسلمانون مین بھی ذات کا اثر کم و بیش آگیا انگریزون نے تو اس رسم کو اس حد تک پہونچا دیا ہے کہ کوئی شخص بلا ہندوستان آئے ہوئے اسکا اندازہ نہین کرسکتا۔ اس مین شک نہین کہ ان مین ذات کی وہ سختیان تو نہین ہین جو ہندو قانون مین درج ہین لیکن انگریزی معاشرت سے باہر کے لوگ اسی درجہ خارج ہین جیسا ایک ذات سے دوسری ذات والا۔ ذات والون کی طرح سے انگریز بھی غیر کے ساتھ نہ کھاتے پیتے ہین اور نہ شادی بیاہ کرتے ہین۔ وہ زمانہ جب کہ انگریز دیسی بیبیان کرلیتے تھے بہت دور پڑگیا ہے۔ اس وقت اگر کوئی انگریز اتفاق سے کسی ہندو عورت سے شادی کرلے تو وہ انگریزی معاشرت سے خارج کردیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک انگریز کا دروازہ اُس کے لئے بند ہوجاتا ہے۔ یہان تک کہ ایک ادنیٰ انگریز سپاہی بھی ایسی عورت سے شادی کرنے کو بےعزتی سمجھتا ہے۔ ہند کے زمانہ سفر مین مین نے ایکدن بنارس مین ایک کرنل صاحب سے پوچھا کہ آپ اپنے سپاہیون کو ہندو عورتون سے شادی کرنے کی اجازت دیتے ہین اُنھون نے جواب دیا کہ بیشک مین اُنہین روک تو نہین سکتا کیونکہ قانون ایسے تعلق کا مانع نہین ہے لیکن مجھے یقین کامل ہے کہ میرے سپاہی ہرگز مجھسے ایسی اجازت نہین طلب کرین گے۔



۳۸۱ : حیدرآباد دکن کی صراحی دھات کی بنی ہوئی اور خنجر

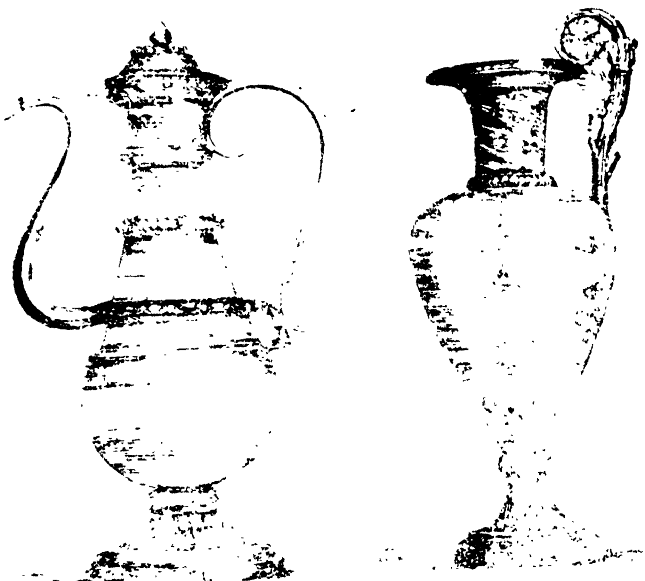
یہ فاتح قوم کی علیحدگی مفتوح قوم سے جواب ہم دیکھتے ہین تھوڑے زمانہ کی ہے یعنی جب سے یورپ اور ہند مین آمدورفت کے ذرائع آسان ہوگئے اس زمانہ سے پہلے دونون اقوام مین شادی کا ہونا زیادہ غیر معمولی امر نہ تھا لیکن ان شادیون کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ممزوج قوم جس کو یوریشین کہتے ہین پیدا ہوگئی جن مین ہند کے کل عیوب موجود ہین اور اس کے ساتھ ہی انگریزون کے اوصاف سے بھی معرا ہین۔ یہ ایک قوم ہے جس کی نہ کوئی تاریخ ہے نہ قدیم روایات ہین اور نہ ان مین اعلیٰ اخلاق ہے۔ اور وہ دونون قومین جن سے ملکر یہ بنی ہے اس سے نفرت کرتی ہین۔ چونکہ ہند کی معاشرت مین یوریشین کے لئے کوئی خاص جگہ نہین ہے اس لئے انگریزی حکومت کو ان کے متعلق بڑی مشکلات کا سامنا ہے۔

اعلیٰ اور ادنیٰ اقوام کے میل سے جو خرابیان پیدا ہوتی ہین ان کو قدیم آریہ پوری طرح محسوس کرچکے تھے اور اسی وجہ سے انھون نے ذات کی رسم قائم کی۔ اب آج انگریز اس میل کی خرابیون کو برای العین دیکھ رہے ہین۔ فطرت مین ہمیشہ ایک ہی قسم کے اسباب ایک ہی قسم کا نتیجہ پیدا کرتے ہین۔ انگریزون نے بھی بلا اس کے کہ وہ الفاظ مین لکھین اس قسم کے قاعدے بنا دیے ہین جس سے دونون اقوام کا میل جو ایسے دردناک نتائج پیدا کرتا ہے وقوع مین نہ آنے پائے۔

فاتح اور مفتوح مین جو فطرتی فرق تھا اس کو انگریزون نے عملی طور پر گہرا کردیا۔ ہند کے ہر ایک شہر مین یوروپیون کے رہنے کی جگہ ہمیشہ علیحدہ اور دیسی محلون سے دور دراز فاصلہ پر ہوتی ہے اور یہ یوروپی باشندے بہت کم دیسی شہر کے اندر آتے ہین۔ ریل کی گاڑیون مین بھی یہ فرق ملحوظ رکھا گیا ہے صاحب لوگون کی گاڑیان علیحدہ ہین اور دیسیون کی علیحدہ۔ اور یہ فرق ان پر لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح غسل خانہ۔ کھانے پینے کے مقامات ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ ہین۔ اس مین شک نہین کہ متمول دیسی کے لئے یوروپیون کے ساتھ اول درجہ مین بیٹھنا خلاف قانون نہین ہے لیکن خود دیسی اسے پسند نہین کرتے کیونکہ جو سلوک ان کے ساتھ کیا جاتا ہے انھین مجبور کرتا ہے کہ وہ دوسرے ہی اسٹیشن پر اتر جائین۔ اس

معاملہ مین انگریز افسر نہایت متعصب ہین۔ یہ انگریز حکام دراصل نہایت خلیق اور مہربان لوگ ہین لیکن ملکی برتاؤ دیسیون کے ساتھ بالکل اُس کے خلاف ہے جو وہ کسی یوروپی کیساتھ کرتے ہین۔ قانون کی رو سے اسوقت دیسی لوگ اعلیٰ سے اعلیٰ عہدون کے لائق قرار دئے گئے ہین اور بعض اُن اعلیٰ مدارج پر پہونچ بھی جاتے ہین لیکن اون کے اور انگریزون کے تعلقات محض سرکاری اور دفتری تعلقات ہین۔ انگریزی معاشرت کا دروازہ اُن کیلئے بالکل ہے۔

ہند کے یوروپیون مین ذات کا تعصب زیادہ تر انہین یوریشیون کی وجہ سے ہے جو ہندو یوروپی کے میل سے پیدا ہوئی ہے۔ پیرس مین بعض انگریزی تاجر اور مہاجن ایسے موجود ہین جن مین ہندو میل ہے لیکن یہ وہان کے بڑے بڑے گھرون مین بلائے جاتے ہین اگر ایسے لوگ ہند مین آئین تو باستثنار بڑے شہرون کے غالباً کوئی انگریز انہین اپنے سامنے بیٹھنے یا ایک ہی میز پر کہانا کہانے کی اجازت نہ دیگا۔ ہم اس بات کا فیصلہ نہین کرسکتے کہ آیا یہ حالت منصفانہ ہے یا انصاف کے خلاف صرف واقعات کا بیان کردینا کافی ہے۔ ہر شخص خود اپنی راے قایم کرسکتا ہے۔ اِس قسم کے نظامات کے متعلق بلا موقع پر معائنہ کئے ہوئے راے قایم کرنا غلطی سے خالی نہ ہوگا۔ یہ وہ نظامات ہین جو ہر قسم کے تغیرات کا مقابلہ کرچکے ہین اور اب تک نہین مٹے ہین۔ اِن کی قوت اور استحکام کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ ایک اعلیٰ درجہ کی متمدن قوم نے جس کی کتابون مین ذات اور تفرقہ نہایت بُرا سمجھا گیا ہے عملاً اپنی روزمرہ کی زندگی مین اِسکو مجبوراً شامل کردیا ہے۔ انسان کیلئے سفر کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اسپر ثابت ہوجاتا ہے کہ دنیا کی اقوام اپنے نظامات کو خود نہین انتخاب کرتین بلکہ مرزبوم اور اقوام کی ضرورتین اُنہین اسبارہ مین مجبور کرتی ہین۔ یہ نظامات ایسے مستحکم ہین کہ انسان کی قوت اُنہین توڑ نہین سکتی۔



(۱۴۱) و (۱۴۰) مغلی عہد کی صراحیات

فصل چہارم - قانون و رسم و رواج

ہندوستان قانون اور بہتیری دوسری چیزون مین تمدن کے ابتدائی حالت مین ہے - مذہبی کتابون کے احکام جن کو وقتاً فوقتاً برہمنون نے ترمیم کیا ہے اور ملک کی مقامی رسوم یہ گویا ہند کا قانون ہے - اس ملک کے پادشاہون مین سے کسی نے نیا قانون جاری کرنے کا ارادہ نہین کیا - ظالم سے ظالم اور مہربان سے مہربان بادشاہون نے مطلق اس کی پروا نہین کی کہ باہمی معاملات مین اون کی رعایا کس قانون سے کام لیتی ہے انہین صرف ملک کے خراج سے مطلب رہا ہے -

ہمارے مغربی تمدن مین سیاسی ترقی کا سب سے اونچا زینہ یہ ہے کہ کوئی اعلیٰ قوت اس قسم کا قانون بنا دے جو بلا لحاظ مدارج سارے ملک مین ادنی اور اعلیٰ کے لئے ایک ہی حکم رکھتا ہو لیکن اس قسم کا مساواتی قانون بہت ہی تھوڑے زمانے سے پیدا ہوا ہے - اگرچہ اصولاً اس کی ابتدا رومیون کے وقت سے ہوئی ہے لیکن عملاً یہ بہت مابعد کا ہے - اس مین شک نہین کہ فرانس کا انقلاب ایک بہت بڑا باعث اس مساواتی قانون کے اجرا کا ہوا ہے - اگرچہ اسوقت ہمین یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حکومت کا سب سے بڑا فرض قانون بنانا ہے تاہم تھوڑی سی غور ہم پر ثابت کرتی ہے کہ یہ خیال عام نہین ہے مثلاً انگلستان اور جرمنی مین مقامی رسوم و عادات جو قانون کا حکم رکھتی ہین اس وقت بھی موجود ہین - اور روس مین ان کی قوت اور بھی زیادہ ہے اور اسی طرح جیسے جیسے ہم تمدن کے مرکز سے دور ہوتے جاتے ہین رسوم و عادات کی قوت بڑہتی جاتی ہے -

رسم وہ چیز ہے جو ہر ملک کی خاص حالت اور قدیم اعتقادات کی بنا پر بمرور زمان قایم ہوتی ہے اور اس مین اس قدر استحکام ہوتا ہے کہ وہ کسی پادشاہ کے حکم یا کسی جماعت کے غلبہ آرا سے ایک دن

مین مٹ نہین سکتی۔ دنیا مین جن فاتحین نے ایسا خیال کیا ہے اور قدیم رسم کو توڑ کر نئے نظامات قایم کئے ہین وہ نہایت ہی کم ہین اور کوتاہ اندیش تھے۔ اُن کے نظامات کی حالت نقش بر آب کی سی تھی جسے ادنیٰ ہوا کے جھونکے نے مٹا دیا۔ لیکن اس قسم کی ناعاقبت اندیشی بالکل جدید اور ہمارے زمانہ کا مرض ہے۔ عالم کے قدیم حکمران اس مرض مین گرفتار نہ تھے۔ جبکہ ایک مرکز پر لانے اور ایک قانون کا پابند بنانے کا خبط ایسے ملکون کے لئے جو محدود ہین اور جن مین ایک ہی قوم بستی ہے اور اُن کا طرز معاشرت بھی یکسان ہے۔ اس قدر مشکل ہو تو پھر اُن عظیم الشان حکومتون کی کیا حالت ہوگی جو وسعت مین رومیون اور مغلون کی حکومتون کی حکومت کے برابر ہین۔ اور پھر ہند کے سے ملک مین جہان اتنی مختلف قومین اور اتنے مختلف مذاہب اور اتنی مختلف آب و ہوائین اور انواع و اقسام کی اثر ڈالنے والی قومین یکجا ہو گئی ہون ایک لکڑی سے ہانکنے کا طریقہ کیونکر چسپان ہو سکتا ہے۔

مشرق مین انگریزون نے جن سے زیادہ کوئی موجودہ قوم رومیون کے مشابہ نہین ہے ایسا طریقہ اختیار کیا ہے جس کو شاید انھین اپنی عظیم الشان حکومت کے بعض مغربی حصون مین بھی جاری کرنا پڑے۔ یعنی انھون نے قدیم رسم و رواج کو پوری طرح سے قایم رکھا ہے۔ مشرقی حکمرانون نے جن اصول کی پابندی کی تھی انھین یہ بھی سمجھ گئے ہین جس سے مراد یہ ہے کہ انھون نے بھی محسوس کر لیا ہے کہ وہ رسم و رواج جو صدیون مین قایم ہوتے ہین انھین بدلنے کے لئے بھی صدیان ہی درکار ہین۔ اور جس ملک کے حکام محض خیالی پلاؤ پکائین۔ اور جدید قوانین کے فیصلے سے اصلاح کرنا چاہین وہ ملک ہمیشہ تباہ و برباد ہوتا ہے مغلون کی طرح انگریزی حکومت بھی صرف رعیت سے زمین کا محاصل چاہتی ہے۔ ملکی انتظام کے سوا حکومت نے ہند کے باشندون کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا ہے یعنی انھین پوری طرح مذہبی رسوم و عادات کی آزادی دیدی ہے۔ اور انگریزی عدالت مین بھی علاوہ خاص صورتون کے اسی رواجی قانون کے پابند ہین۔



(۱۳۱) پیالہ ساخت مرادآباد

البتہ اس ہندو قانون کے اجرا کرنے مین انگریزی حکام کو مشکلات واقع ہوتی ہین۔ کیونکہ قانونی مسئل اوسی قدر پیچیدہ اور بے ترتیب ہین جیسے مذہبی اعتقادات جن پر وہ مبنی ہین۔ علاوہ اس کے یہ رواجی قانون ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلتا رہتا ہے۔ ہند اس وقت تک اپنے قدیم حالت پہ ہے۔ ہر ایک فرقہ مین پنچایت یا مجلس مقننہ سمجھی جاتی ہے۔ اس قسم کی جماعتین جن کو ابتدائی پارلیمنٹ کہنا چاہیئے کُل آریہ نسل کی اقوام مین موجود ہین۔ فرق اس قدر ہے کہ ہماری جدید پارلیمنٹین نت نئے قانون بناتی ہین۔ برخلاف اسکے ہند کی پنچایتین اُن قدیم مذہبی رواجون کی جو سالہاے دراز سے قایم ہوئی ہین تعمیل کراتی ہین۔ ہند مین گویا ہمین پارلیمنٹ کا ابتدائی نمونہ ملتا ہے وہ نمونہ جسے قدیم ویدکے آریاؤن نے قایم کیا تھا۔ اور جس غرض سے گاؤن کی بہبودی تھی۔ اس ابتدائی پارلیمنٹ نے بہت کچھ ترقی کی ہے اور تاریخ مین اس کے مدارج ہمین نظر آتے ہین۔ آریہ پنچایتین تو شاید ایک صدی مین کوئی قانون بناتی تھین۔ لیکن ہماری فرانس کی پارلیمنٹ ایکدن مین بہتیرے قانون بنا ڈالتی ہے۔

انگریزی حکومت نے جرایم کے لیے جو سزائین تجویز کی ہین اُن کی تفصیل مین ہم پڑنا نہین چاہتے۔ قاتل کے لیے موت کی سزا اور چوری مین قید کی سزا عام طور پر دیجاتی ہے۔ بعض جرایم ایسے ہین جنھین ہندو شدید نہین سمجھتے لیکن انگریزی قانون کی رو سے اُن مین سخت سزا دی جاتی ہے۔ ہم دیکھ چکے ہین کہ ہندو اخلاق مین بعض وقت خفیف سی بھی غلطی فریب یا مارپیٹ سے زیادہ شدید سمجھی جاتی ہے اسی طرح جن سزاؤن کو ہم یورپ والے بے عزتی کا باعث سمجھتے ہین وہ ہندوؤن کے نزدیک یہ حکم نہین رکھتین مجبس سے نکلنے کے بعد سزا یافتہ ذلیل نہین سمجھا جاتا اور اگر عوام کی راے مین انگریزی قانون نے اُسپر ظلم کیا ہے تو اُسکی عزت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

باستثناء قانون جرایم کے جس مین مجبوراً سخت سزائین رکھی گئی ہین ہندو رواج اب بھی اُسی طرح قایم ہے جیسا وہ صدیون سے چلا آتا ہے۔ ان مین زیادہ تر دلچسپ وہ رواجی قانون ہے جو ترکہ

سے متعلق ہے۔ یہ زیادہ پیچیدہ بھی ہے اور اس مین مقامی اختلاف بھی کثرت سے ہے اب ہم صرف وراثت کے متعلق چند مسائل بیان کرین گے۔

ہندو قانون مین وصیت کوئی چیز نہین ہے۔ اور اگر کوئی شخص وصیت کرے تو اُس کا کوئی اثر نہین پڑتا جیسا ہم دیکھ چکے ہین۔ جائداد بہت کم ذاتی ہوتی ہے۔ یہ سارے خاندان مین اور بعض اوقات سارے گاؤن مین مشترک ہے اور کوئی شخص اپنی زندگی مین جائداد کو اپنی مرضی کے موافق علیحدہ نہین کرسکتا۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اُس کے مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے چونکہ خاندان کا کلان شخص صرف جائداد کا منتظم ہے اُس کے موت سے جائداد کسی طرف منتقل نہین ہوتی وہ اوسی طرح مشترک رہتی ہے جیسی پہلے تھی۔ اگر اُس کی اولاد تقسیم کرنا چاہین تو ہر ایک اپنا حصہ لیکر ایک الگ خاندان قایم کرسکتا ہے اور اگر تقسیم نہ ہو تو بڑا بیٹا منتظم اور معہ جملہ حقوق کے اپنے باپ کا قایم مقام بن جاتا ہے۔ تقسیم ہمیشہ اولاد ذکور مین ہوتی ہے۔ کیونکہ عورت بجز استری دہن کے کسی چیز کی مالک نہین ہوسکتی۔ استری دہن اُس کی خاص ملک ہے اور بلا اُس کی اجازت کے شوہر بھی اوس کو علیحدہ نہین کرسکتا۔ اگر کوئی ہندو اولاد ذکور چھوڑ نہ جاے تو بیوہ مالک ہوتی ہے لیکن صرف اپنی زندگی تک۔

ہندو قانون کی باریکیون اور پیچیدگیون مین جانا لاحاصل ہے۔ چونکہ اسکا دارومدار رواج پر ہے انگریزی حکام کو اس پر عمل کرنے مین بہت ہی مشکلات پیش آتی ہین بالخصوص اُن صورتون مین جبکہ فریق ایسے مختلف مقامات کے رہنے والے ہون جہان کا رسم و رواج علیحدہ علیحدہ ہے۔ لیکن چونکہ ملک مین سفر کرنیکے ذرایع کثرت سے ہوگئے ہین اور ایک خطہ دوسرے خطہ سے اسقدر دور دراز نہین رہا جیسے پہلے تھا اسلئے انگریزی حکومت کو اس بات کا موقع حاصل ہوا کہ ایک عام قانون تمام ملک کیلئے بناے اور حال ہی مین یہ مشکل کام انجام کو پہونچا ہے۔

فصل پنجم۔ ہند کے کاشتکار

مرزبوم کے باب مین ہم اِس امر کو دکھا چکے ہین کہ ہند کا ملک ایک زراعتی ملک ہے۔ زیادہ تر ہندو محض زراعتی مزدور ہین یعنی اِس قسم کے مفلوک اشخاص جو محض چند پیسے زمیندار یا بنئے کے ہاتھ سے جو کہ زمیندار سے بھی زیادہ ظالم ہے بچا کر اپنی زندگی بسر کرتے ہین۔ اور کبھی تمول یا آسایش کی امید نہین رکھتے۔ یہ افلاس زیادہ تر اِس وجہ سے بھی بڑھ گیا ہے کہ ہندو سوا اُس حالت کے جبکہ وہ سخت مصیبت مین ہون بے انتہا تعداد مین بڑھتے جاتے ہین۔ ایک صدی کے اندر اندر ہندوستان کی مردم شماری دونے سے بھی زیادہ ہو گئی۔ جو قوم اِس سرعت کے ساتھ بڑھے، اور جس کے پاس امریکہ کے باشندون کی طرح ہزارہا میل زمین زراعت کیلئے نہ ہو وہ بمشکل آسایش کے درجہ کو پہونچ سکتی ہے۔ اور اگر کسی غیر معمولی سبب سے وہ بمشکل آسایش کے درجہ کو پہونچ بھی جاے تو زیادہ دنون اس پر قایم نہین رہ سکتی۔ ہند ہی کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اس ملک کی مردم شماری وسائل زندگانی کے مقابل مین بہت زیادہ سرعت کے ساتھ بڑھتی ہے۔

یہ البتہ ہندو کی خوش قسمتی ہے کہ اُس کے حوائج اس درجہ کم ہین کہ وہ ہرگز یوروپیون کے ہم طبقہ گروہ سے کسی طرح بدتر حالت مین نہین ہین۔ اگر اُس کی حوائج یوروپیون کی ایک چوتھائی بھی ہوتین تو اُسے زندگی بسر کرنا محال ہوتا۔ جبکہ حکومت انگریزی اُس تعلیم کے ذریعہ سے جس کا ذکر ہم آگے کرین گے ہندیون کی حوائج کو زیادہ کر دے گی اُس وقت ہندی کی زندگی بھی اُسی قدر تلخ ہوگی جیسے کہ ایک مغربی شخص کی جس کی آمدنی تین چار آنے روز سے زیادہ نہو۔ ایک جھونپڑا رہنے کے لئے، دو ٹکڑے کپڑے کے ایک سر مین اور ایک کمر مین باندھنے کیلئے، چند مٹھی چاول یہ ایک ہندی کیلئے پوری طرح کافی ہین۔ اِن مین وہ مگن ہے اور کسی کا رشک نہین کرتا۔

البتہ قحط کے زمانہ مین اُس کی مفلسی اُسے سخت تکلیف دیتی ہے۔ جہان غلہ کی قیمت کچھہ بھی بڑہی تو پھر یہ بیچارہ مزدور بھوکون مرجاتا ہے۔ اُس کی فطرتی نا عاقبت اندیشی اُسے مصیبت مین ڈالتی ہے۔ وہ روز کے روز کما کھالیتا ہے اور جب اُس کے پاس زیادہ ہو تو آئندہ کیلئے کچھہ بچا نہین رکھتا۔ اُس کی کمائی کی توفیر ہمیشہ زیور خریدنے یا شادی بیاہ کے خرچ مین صرف ہوتی ہے۔ اُس کی حالت ہمیشہ سے اور ہر حکومت مین یکسان رہی ہے اور اس حالت کا الزام ملک کے بادشاہون پر نہین دیا جاسکتا وہ فطرتی قانون جسکے رو سے ہندی تعداد مین اسقدر جلد بڑہتا ہے جسکی مثال دُنیا مین نہین جس قانون کی رو سے وہ ایک نہایت زرخیز زمین کو دوسرون کے لئے جوتتا بوتا ہے اور خود بھوکون مرتا ہے ایسا قانون ہے جو ملک کے حکام کی قوت سے بالکل باہر ہے اور جس کی نسبت وہ ملزم نہین قرار دیئے جاسکتے۔ حکومت اسی قدر کرسکتی ہے کہ فطرتی قانون کی سختیون کو کم کردے اور انگریزی حکومت نے اس بارہ مین سابق کے بادشاہون سے بہت زیادہ کیا ہے اور ہند کے باشندون کی حالت بمقابل سابق کے بہت زیادہ پُر آسایش ہے۔

فصل ششم ہند کے اہل حرفہ

اُس دیہی انتظام کی وجہ سے جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے ہند کے اہل حرفہ کی حالت بمقابل یوروپی کاریگرون کی بالکل علیحدہ ہے کیا گاؤن مین اور کیا شہر مین اُس کا ایک خاص طبقہ اور گروہ ہے جن مین اُس کے آبا و اجداد صدیون سے چلے آتے ہین۔ ہمارے مغربی اہل حرفہ کی سخت زندگی، اور کارخانون کی شدید محنت اور پھر وقتاً فوقتاً بیکاری کے وقفے، غرض ہماری تمدن کی کُل مصیبتون سے ہندو مزدور بالکل ناآشنا ہے۔ ہمارے مزدورون کی طرح وہ خانہ بدوش اور بے خانمان نہین ہین اور اسی وجہ سے جو لوگ اُس سے کام لیتے ہین اُن کا وہ دشمن جانی بنجاتا ہے۔ ہندو مزدور بمشکل تین چار آنہ روز پیدا کرتا ہے لیکن چونکہ منہ پرپان

کی طرح وہ مصنوعی حوائج کا بندہ نہین ہے یہ خفیف آمدنی اُس کی کُل ضرورتون کیلئے کافی ہوتی ہے۔ اور یوروپی مزدور اُس سے دس گنا پیدا کرتا ہے لیکن حوائج کے زیادہ ہونے کی وجہ سے اُس کی اکثر تکلیف سے بسر ہوتی ہے۔

ہندی اہل حرفہ کی تعلیم نہ تو کارخانون مین ہوتی ہے نہ مدارس مین نہ کتابون کے ذریعہ سے جس حرفت کو وہ کرتا ہے وہ آبائی ہے جو سالہاسے دراز سے ارث مین چلی آئی ہے۔ ہرایک گانون مین جو بطور خود ایک حکومت اور ہندو معاشرت کا بنیادی جُز ہے کُل چیزین جن کی ضرورت پڑتی ہے تیار ہوتی ہین۔ نہ صرف روزمرہ کی حوائج کے لیے بلکہ عیش و آرام کی زندگی کے واسطے بھی ہرگانون مین کمہار۔ لوہار۔ سونار وغیرہ موجود ہین اور منو کے وقت سے اسوقت تک اپنے اپنے آبائی پیشہ مین مصروف ہین۔ بڑے شہرون مین جہان ایک ہی قسم کے اہل حرفہ کثرت سے ہین۔ اِن کی علیحدہ علیحدہ پنچایتین ہین۔ ہرایک پیشہ ہاتھی دانت کے کام کرنیوالے معمار۔ صیقل گر۔ رنگ ساز۔ شیشہ بنانیوالے کہ وغیرہ بطور خود علیحدہ علیحدہ جماعتین ہین جنکے چودہری بھی علیحدہ اور موروثی ہین۔

سیاح جو ہند کے شہرون اور گانون کی سیر کرتا ہے اور اِن کاریگرون کی دوکان پر سے گزرتا ہے تواُسے دو باتین بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہین اول تواِن کاریگرون کی صناعی اور دوسرے اُن ہتیارون کی جن سے یہ کام لیتے ہین بے انتہا کمی۔ ایسے بہت کم یوروپی کاریگر ہین جو ہندی کاریگری مین فوقیت رکھتی ہون۔ اور ایسے تو ہرگز نہ ملین گے جو اتنے تھوڑے اوزار سے ایسا باریک کام کرسکین۔ یہ صنعتی قابلیت سالہاسے دراز کے ارث سے پیدا ہوئی ہے۔ اور کسی قسم کی تعلیم اس کی جگہ نہین لے سکتی۔ البتہ کلون کے ذریعون سے یوروپی کاریگر اُن چیزون کو جو کلون سے بن سکتی ہین بمقابل ہندی کے زیادہ سرعت اور عمدگی سے بنا سکتے ہین۔ لیکن مین یوروپی کی بہت طرفداری کرونگا اگر یہ کہون کہ قابلیت کے لحاظ سے ان دونون کا اوسط برابر ہے اگرچہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس قسم کی تقسیم کام کی یورپ مین ہوگئی ہے اور جس کی وجہ سے یوروپی

کاریگری کی دماغی قوت گھٹ گئی ہے ہند مین مطلق نہین پائی جاتی۔

فصل ہفتم۔ ہنود کی اندرونی اور بیرونی زندگی۔

اس باب مین یہان ہند کی مختلف اقوام کا ذکر کیا گیا ہے ہم نے ان اقوام کی رسوم وعادات کو علیحدہ علیحدہ دکھایا ہے اب ہم اس قسم کی عادات ورسوم سے بحث کرین گے جو اکثر باشندگان ہند مین عام ہین۔ ہنود کی بیرونی زندگی مین، جو مجلسون مذہبی جلسون اور ہر قسم کے مجمعون مین نظر آتی ہے اسی قدر نمایش اور شان وشوکت ہوا کرتی ہے جیسا یوروپی مصنفین نے ہماری مغربی تخیلون پر اثر ڈالنے کے لئے بیان کیا ہے اُن کی اندرونی اور خانگی زندگی نہایت ہی سادہ ہے۔

اعضا۔ غذا۔ عادات۔ مکانات وغیرہ امرا وغربا کے قریب قریب یکسان ہین۔ ان دونون کی غذا مین زیادہ تر ترکاری۔ تیل۔ گھی اور مصالحہ کا استعمال ہوتا ہے۔ دونون زمین پہ بیٹھ کے ہاتھ سے کھانا کھاتے ہین فرق اسی قدر ہے کہ اُمرا جس جگہ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہین وہان قالین وفرش وغیرہ پر تکلف ہوتا ہے۔ رکابیان عموماً برگد کے پتون کی لیکن نیچے درجہ کے اشخاص مین زیادہ تر برتن مٹی یا قلعی کے ہوتے ہین۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندو کو سب سے زیادہ خوف اس امر کا ہے کہ جس برتن مین وہ کھائے وہ کسی شودر یا پاریہ کے استعمال مین نہ آجائے اور اس وجہ سے پتون پر کھانے کا فائدہ یہ ہے کہ کھانے کے بعد ہی رکابیان تلف کر دیجاتی ہین نیچے درجہ کے اشخاص زیادہ محتاط نہین ہین اور کھانے کے بعد برتنون کو دھو لیا کرتے ہین۔

کسی متمول بنیہ اور کسی مزدور کی اثاث البیت مین کوئی فرق نہین ہے کیونکہ یہ نہ بنئے کے گھر مین ہے نہ مزدور کے۔ اندر کی آرایش صرف دیوارون اور دروازون سے ہوا کرتی ہے جن پر بعض وقت نقشے کا کام ہوتا ہے اسی طرح پردے عمدہ اور ریشمی ہوتے ہین اور قالین جنکا فرش کیا جاتا ہے اور تکیہ پر تکلف

اور قیمتی ہوتے ہین۔ اونچے اور وسیع مکانات اور اُن کے گرد باغات جن مین پانی ہر طرف حوضون مین جمع ہورہا ہے۔ زرق برق کپڑے بھاری اور قیمتی زیور یہ گویا تمول کے ظاہری علامات ہین۔ کُل طبقات کی غذا کم ہوا کرتی ہین اور چونکہ مذہبی اعمال کے اوقات مقرر ہین اور اُن کی سخت پابندی کیجاتی ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ ہنود مین ہر طبقہ کی زندگی کیا اعلیٰ اور کیا ادنیٰ یکسان ہے۔ مذہبی اعمال مین طہارت اور پوجا پاٹ صبح دوپہر اور شام کا شامل ہے۔ علی الخصوص نہانے سے پہلے یا کم سے کم اسکے ذرا بعد ہندو بغیر خدا کو یاد کئے ہوے کوئی کام نہین شروع کرتا۔ نہ کسی دوست سے ملتا ہے اور نہ بستر پر جاتا ہے۔ خدا کی یاد کو نہ بھولنے کیلئے وہ بھی مسلمانون اور کیتھلکون (عیسائیون) کی طرح کنٹھا ہاتھ مین رکھتا ہے اور اسپر وہ مختلف دیوتاؤن کے صرف نام جپا کرتا ہے۔

ہنود کی بیرونی زندگی کا بیان بمقابل اندرونی زندگی کے بہت زیادہ آسان ہے۔ اگرچہ ہنود فطرتاً نہایت درجہ مہمان نواز اور خوش اخلاق ہوتے ہین لیکن کسی بیگانہ کے لئے اُن کی اندرونی زندگی کا معلوم کرنا مشکل امر ہے۔ اُن کی عورتین ہمیشہ پردہ مین رہتی ہین اور ملاقات مین اُن کا ذکر کرنا تک خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے۔ جب ہنود آپس مین ملتے ہین تو البتہ ملاقات مین زیادہ تر بے تکلفی ہوتی ہے اس کے ساتھ ہی حفظ مراتب کا خیال بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ یہانتک کہ ہر شخص کی نشست گاہ اُس کے درجہ کے مطابق مقرر کی جاتی ہے۔ اگر مجلس مین کوئی راجہ یا شہزادہ موجود ہے تو وہ صدر مقام پر جو کہ دروازہ کے مقابل مین ہوا کرتا ہے بیٹھایا جاتا ہے۔ اور دوسرے حاضرین اُس مجلس کے دونون طرف صف باندھکر درجہ بدرجہ بیٹھتے ہین جو درجہ مین سب سے کم ہین وہ دور بٹھائے جاتے ہین۔ نشست ہمیشہ فرش کی ہوتی ہے شطرنجی پر یا گدون پر۔ ملنے والے کو صاحب خانہ خود مناسب الفاظ مین رخصت کرتا ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ انشاء اللہ پھر آپ سے جلد ملاقات ہوگی اور اُسکے بعد پان وعطر پیش کرتا ہے۔

شمال ہند یعنی ہندوستان کے ہندوؤن کا لباس وہی ہے جو مسلمانون کا لیکن دکن مین

ہندوؤن نے اپنا قدیم لباس قایم رکھا ہے۔ یعنی ایک دھوتی جو کمر مین باندھی جاتی ہے اور اُس پر سے ایک کپڑا جو جسم اور سر کو چھپاتا ہے۔ عورتون کی ساڑیان بہت زیادہ بڑی ہوتی ہین۔ اور سر اور چہرہ دونون چھپا لیتی ہین۔ اِس کے سوا وہ ایک اونچی چولی بھی پہنتی ہین۔ جو کمر تک نہین پہونچتی۔ ہنود جوتے نہین پہنتے باہر جانے کے وقت ایک قسم کی زیرپائی جس کی نوک گھومی ہوتی ہے پہنا کرتے ہین۔ لیکن مکان مین داخل ہونے کے ساتھ ہی اُسے دروازہ پر اُتارتے ہین۔ گھر کے اندر وہ ہمیشہ ننگے پیر رہتے ہین۔

ہندو گانؤن کی بیرونی صورت ہمیشہ متبسم اور خوش و خرم ہوا کرتی ہے۔ اکثر مکانات ایک منزلہ ہین۔ بنگالہ مین دیوارین بانس کی ٹٹیون کی ہوتی ہین۔ ہندوستان مین دیوارین پکی اور چھتین کھپرے کی ہوا کرتی ہین۔ اور دکن مین چھتین مٹی کی اور سطح تھوڑی تھوڑی دور پر چھوٹے چھوٹے مندر بنے ہوئے ہین۔ اور گانون کے وسط مین گویا کچہری یہ پنچایت گھر ہوتا ہے۔ یہ صرف ایک چھت ہے جو ستونون پر قایم ہے۔ یا یہ کہ محض ایک حلقہ ہے جس کے گرد سایہ دار درخت لگے ہوئے ہین۔ ہر گانؤن مین پاریہ اور نیچ ذات لوگون کیلئے ایک علیحدہ مقام ہوتا ہے ہر شخص اون کی چھوت سے پرہیز کرتا ہے۔ اِسکے ساتھ ہی اُن سے بدسلوکی نہین کرتا۔ اِن کی حالت وہی ہے جو یورپ مین گداون کی۔

بڑے شہرون کے راستے تنگ اور ہمیشہ رُکے ہوئے ہوتے ہین۔ ایک مزدوج خلقت اِن مین ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ خوشحال لوگ پالکیون مین سوار اور اُن کے ساتھ ساتھ کہار دوڑتے ہوئے۔ دوکانین بالکل سرِراہ ہوتی ہین خریدار اِن کے اندر داخل نہین ہوتا بلکہ سامنے ہی سے لین دین کرتا ہے۔ سب سے زیادہ چہل پہل کا مقام بازار ہے جہان ہر قسم کے دوکاندار جمع ہوتے ہین۔ مندرون مین بھی ہمیشہ مجمع رہتا ہے اور اسی طرح منہ ہاتھ دھونے کے حوض کے گرد۔ ہر ایک عبادتگاہ کے سامنے ایک تالاب یا حوض ہوتا ہے جن مین عورت بچے نہایا کرتے ہین۔ اِنکا پانی اکثر نہایت میلا اور نجس ہوتا ہے اُن شہرون اور قصبون مین جو گنگا کے کنارے واقع ہوئے ہین خود ندی کا پانی متبرک شے ہے۔ ندی کے چڑھاؤ اوتار کے

لحاظ سے اونچی اونچی سیڑہیان بنی ہوئی ہین جن کے ذریعہ سے نہانے والے پانی مین اُترتے ہین تیرتہون کے زمانہ مین اِن گہاٹون پر بڑا مجمع زوار کا ہوتا ہے اور رات کو پُرتکلف روشنی کی جاتی ہے گنگا کی سطح جبکہ اُس پر ہزار ہا روشنیون اور عمارتون اور سیڑہیون کا عکس پڑتا ہے ایک ایسا پُرشان منظر ہے جس کا مثل نہین۔ اِن مین سے بعض روشنیان اونچی اونچی ستونون پر لگائی جاتی ہین اور ستارون کا لطف دیتی ہین ہندؤن کا شوق اِس قسم کی آرائشون مین نہایت اعلی ہے اُن کی کُل تقریبین پُرتکلف اور پُرشان ہوا کرتی ہین۔ نہ صرف خلقت کے ہجوم اور جوش سے بلکہ کثیر فرقون کی وجہ سے بہی مقامی تقریبین جو کسی خاص شہر یا کسی خاص فرقے یا ذات سے متعلق ہین کثرت سے پائی جاتی ہین اِن کے علاوہ عام تقریبین ایسے بہی ہین جن مین سب ملکر شریک ہوتے ہین۔ یہ فی الواقع بڑے بڑے مذہبی تیرتھ ہین جہان بہت ہی بڑے بڑے مجمع ہوا کرتے ہین۔ میلہ اور تیرتھ یہ دونون ساتھ ساتھ ہین تاجر اور دوکاندار زوارون کے ساتھ ملے جلے رہتے ہین اور کوئی میلہ ایسا نہین ہے جو بلا پوجا اور پاٹ کے شروع ہوتا ہو۔

ہندو بچے عموماً ذہین اور خوش شکل ہوتے ہین۔ اور اِن کی تربیت بڑی آزادی کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ نیچے طبقات کے بچے بالکل ننگے گلیون اور راستون مین پہرا کرتے ہین۔ خوشحالون کے بچے گہر پر تہوڑا بہت اُن برہمنون سے پڑہنا لکہنا سیکہتے ہین جو اُن کے باپ کے پروہت ہین۔ باوجود حکومت انگریزی کی کوششون کے بہت کم بچہ مدرسون مین جاتے ہین۔ دس یا بارہ سال کی عمر مین اِن کی شادیان ہوجاتی ہین۔

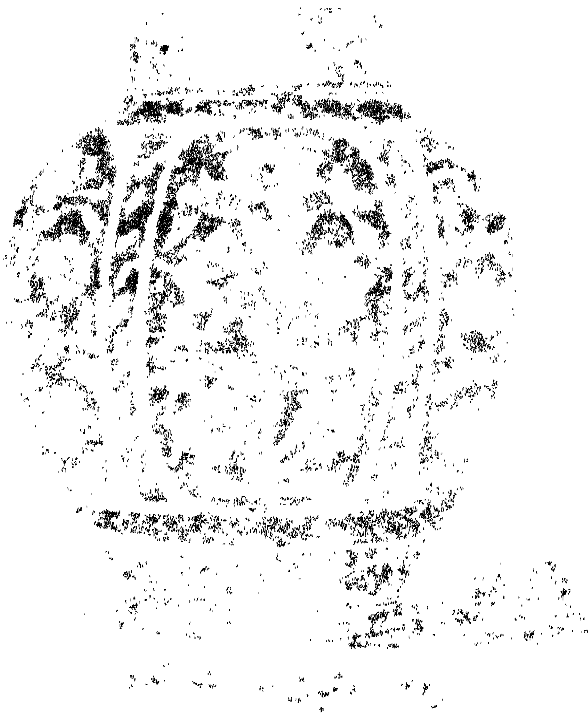
ہندو عورتین ہمیشہ محکومیت کی حالت مین ہین جب وہ اپنے شوہر کے ساتھ باہر نکلتی ہین تو شوہر اُن سے چند قدم پیچہے رہتا ہے۔ جب وہ ریل پر سفر کرتی ہین تو اکثر تیسرے درجہ مین بٹہائی جاتی ہین اور شوہر دوسرے درجہ مین بیٹہتا ہے۔ کہانے کے وقت یہ شوہر کو بٹہلاکر کہانا کہلاتی ہین اور اُس کے بعد خود کہاتی ہین۔

برہمنی مذہب کے ہندو اپنے مردون کو جلاتے ہین البتہ چھوٹے بچے پنہ سات سال کی عمر کے دفن کئے جاتے ہین۔ جلانے کی چتا ایک گڑھے مین بنائی جاتی ہے اس مین لکڑیان اور متمول اشخاص کی موت مین صندل کی لکڑی رکھی جاتی ہے اور اس پر کنڈے جو ہندوؤن مین متبرک ہین جلائے جاتے ہین۔ لاش اور اس کل انبار پر مٹی کا لیپ کر دیا جاتا ہے اور بند کرنے سے پہلے آگ دیدی جاتی ہے پانچ چھ گھنٹہ مین لاش جل جاتی ہے اور دوسرے روز متوفی کے اقربا اکثر بچی بچائی ہڈیون کو ندی یا سمندر مین ڈال دیتے ہین۔

ہندوؤن مین غم کا اظہار اسی شدت کے ساتھ ہوتا ہے جیسا خوشی کا۔ اصل مین اُن کی فطرت خوش مزاجی کی طرف مائل ہے انہین ایک جگہہ جمع ہونا اور ملکر کھیل تماشہ مین شریک ہونا نہایت پسند ہے اگرچہ ہنود کفایت شعار ہین لیکن بعض مواقع پر نہایت پرتکلف دعوت کرتے ہین۔ اس قسم کی فضولی زیادہ تر شادی کی تقریب مین ہوتی ہے ان مواقع پر مطلق کفایت کا خیال نہین کیا جاتا اور غریب سے غریب شخص قرضدار اور تباہ ہو جاتا ہے تاکہ اپنے ہمسایہ کو کھانا کھلائے۔

اُمرا مین شادی نہایت دھوم دھام سے ہوتی ہے۔ ان مین ہاتھیون کا جلوس اور ناچ رنگ شامل ہے۔ حقیقت مین ہندی اُمرا کی براتین جن مین ہاتھی زرق برق عماریون سے کسے ہوئے گھوڑے پرتکلف ساز اور سامان کے ساتھ اور پھر اُن کے نوکر چاکر اور براتی رنگ برنگ کی جھلک دار وردیان اور لباس پہنے ہوئے دیکھنے کے لایق ہین۔ نہ صرف شکار کا شایق شخص اس منظر سے حظ اوٹھاتا ہے بلکہ صناع اور مصور بھی۔

ناچنے گانے والی عورتین ہند کی کل مذہبی اور خانگی تقریبون کی ضروری جز ہین وہ بیچاری چھوکریان معمولی شکل وصورت کی اور نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے جو بڑے بڑے شہرون مین اور متمول اشخاص کے گھرون مین بھی ایک تھوڑی سی اُجرت پر آکر ناچتی گاتی ہین یوروپ کی نظرون مین ہر گز اُن دلربا شکلون



کی قایم مقام نہین معلوم ہوتین جو جنوب ہند کے مندرون پر کندہ باریک لباس پہنے اور جگمگاتے زیورات سے آراستہ بت کے چند آنکھون کے سامنے آتی ہین اور جن کا کام یہ ہے کہ وہ دیوتاؤن کے سامنے ناچین

ہندو امرا نہایت درجہ مہمان نواز ہین اور جب کوئی شخص اون کے پاس مغربی کا خط لائے تو وہ اُس کے ساتھ شاہانہ مہمانداری سے پیش آتے ہین۔ ہند کی خاطر اور مدارات اور رسم و رواج کے اِس مختصر بیان کو مین اپنے اُس ذاتی تجربہ پر ختم کرون گا جو مجھے بھوپال کی ریاست مین ملاقات کے وقت حاصل ہوا اور جس سے دیسی روسا کے درباروں کا قاعدہ قرینہ معلوم ہو سکتا ہے۔

اُس زمانہ مین اِس ریاست کی فرمانروا ایک بیگم صاحبہ تھین جب اُنھین میرے آنے کی اطلاع ہوئی تو میرے لئے ریاست کی ایک گاڑی جس کے ساتھ سوار تھے بھیجی گئی اور مین ایک شاہی قصر مین اُتارا گیا میرے پہونچنے پر بہت سے ملازم پھولون اور میوہ جات کی ڈالیان لئے ہوئے حاضر تھے اور ان کے ساتھ ریاست کے ایک عہدہ دار تھے جنہون نے مجھے بیگم صاحبہ کا سلام پہونچایا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک خاص سرکاری عہدہ دار تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ علیا حضرت آپ کو سلام کہتی ہین آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو تو اُس کے مہیا کرنے کیلئے مین حاضر ہون مین نے الفاظ مین کھانے کی خواہش کی اُسی وقت حکم ہوا پردہ ہٹ گیا اور مین نے دیکھا کہ دوسرے کمرہ مین ایک یوروپی طریقہ سے ایک میز بچھا ہوا ہے اُس پر چاندی اور بلور کے جھاڑ رکھے ہین اور میز کے گرد پر تکلف وردیان پہنے ہوئے نوکر کھڑے ہین جو بالکل صورت کی طرح بے حس و حرکت ہین مین میز پر بیٹھا ہی تھا کہ باہر سے گھنٹی بجنے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ یہ علیا حضرت کے آرام کرنے کا وقت ہے لیکن آرام کرنے سے پہلے دوبارہ دریافت کیا گیا کہ مجھے کس چیز کی ضرورت ہے مین نے کہا کہ مین کل سانچی جانا چاہتا ہون اُس کیلئے مجھے بدرقہ کی ضرورت ہے۔ دوسرے دن علی الصباح ہاتی اور سوار میرے لئے موجود ہوگئے اور جس وقت مین شام کو سانچی پہونچا تو وہان مجھے ایک خاص خیمہ معہ پلنگ معہ کل اشیا تکلفات کے ملا جو مشرقی مہمانداری

سے مخصوص ہین۔

چھتر پور کی ریاست مین بھی میرے ساتھ بے انتہا مہربانی کی گئی اور کھجراہا کے مقام پر جو کہ بالکل بیابان مین ہے میرے لئے خیمہ کا انتظام کیا گیا جس مین کُل سامان یوروپی آسائش کا مہیا تھا جب مین اس قدیم شہر سے جو اب ویرانہ ہے واپس آیا تو دیوان صاحب معہ چند عہدہ دارون کے دارالحکومت سے تھوڑی دور پر مجھ سے ملے اور راجہ صاحب کا سلام مجھے پہونچایا بعض اوقات مہمانداری تکلیف دہ ہوجاتی ہے مثلاً جبکہ راجہ ہر یوروپی سیاح کے لئے توپ چھوڑنے کا حکم دیتے ہین تاہم اگر انسان کو ایشیائی شان وشوکت زرق برق وردیون کے سوار اور پُرتکلف ہجوم کا شوق ہو تو اُسے ایسی شاہانہ مہمانداری کیلئے طیار رہنا چاہیئے اور اس مین شک نہین کہ اس قسم کی مہربانیون کی یاد ہمیشہ دلمین رہ جاتی ہے۔

اس قسم کی تزک واحتشام کا اثر صرف ہماری تخیلون پر ہی نہین پڑتا ہے بلکہ مدبر اور مورخ اور صناع کو ان سے بڑا سبق ملتا ہے مثلاً جس وقت مین حیدرآباد کے شہر مین سے ہاتی پر گذر رہا تھا۔ اور ہر طرف حضور نظام کی فوج کے سوار وردیان پہنے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تو اسوقت اسلامی دارالسلطنتون کی قوت و شوکت آنکھون مین پھر گئی تھی ہند کے کُل شہرون مین حیدرآباد ہی وہ شہر ہے جس مین اس وقت پُرانی صدیون کی قدیم مشرقی شان باقی ہے۔ یہان ہمین یورپ کا فیوڈل زمانہ نظر آتا ہے اگرچہ مشرق مین کبھی اصلی فیوڈل انتظام نہ تھا جب ہم حضور نظام کے اُمرا اور جاگیردارون کو دیکھتے ہین کہ وہ اپنی فوجون کے ساتھ خود دارالسلطنت مین پڑاو ڈالے ہوئے ہین تو ہمارا تخیلہ فوراً فرانس کے آرمناک اور بورگونیون کے زمانے تک پہونچ جاتا ہے۔

باب چہارم

ہند کی اصلی حکومت انگریزی انتظام کے اصول اور اُس کے نتائج

فصل اول۔ انگریزی انتظام

لاطینی اقوام کے متعلق کچھ ہی راے کیون نہو اس مین شک نہین کہ یہ ہرگز اپنی نوآبادیون کا درست انتظام کرسکتے ہین اور نہ اُنہین قایم رکھ سکتے ہین۔ جسقدر ملک دو سو برس سے ان کے ہاتھ مین تھا وہ بتدریج دوسرون کے قبضہ مین آگیا اور حال مین جو نوآبادیان اُنہون نے قایم کی ہین اُن سے بجز تکلیف اور شدید مصارف کے کچھ حاصل نہین ہوا۔ ان نوآبادیون مین ہمیشہ ایک غدر کی سی حالت رہتی ہے۔ اسپین جو کسی زمانہ مین ایک عظیم الشان مملکت کا مالک تھا۔ وہ مملکت جس پر آفتاب کبھی غروب نہین ہوتا تھا۔ ان سب کو کھو بیٹھا۔ اور حال مین جو کچھ رہا سہا تھا وہ بھی نکلگیا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے چلے جانے سے اسپین گھاٹے مین نہین رہا بلکہ فائدے مین۔

لاطینی نوآبادیون کی مصیبت زدہ اور پست حالت کے مقابلہ مین ہمین ہر طرف انگریزی نوآبادیون کی سرسبزی اور ترقی نظر آتی ہے۔ جب ہم اس قسم کے متضاد نتائج دیکھتے ہین یعنی ایک طرف تو ہر قسم کی ناکامیابی اور دوسری طرف ہر قسم کی کامیابی تو ہمین قبول کرنا پڑتا ہے کہ جن طرز عمل سے یہ متضاد نتائج پیدا ہوے ہین۔ وہ ضرور بالضرور ایکدوسرے کے مخالف ہین۔ فی الواقع ایسا ہی ہے لیکن یہ وہ مسئلہ ہے جسکے متعلق

ہم بارہا تحریر کر چکے ہیں اور یہاں اُسکا اعادہ نہیں ہو سکتا۔ یہاں صرف بطور اختصار لاطینی اقوام کی آبادیوں کے اصول اور انگریزون کی نوآبادیون کے اصول کا مقابلہ کرینگے۔

لاطینی اقوام سادگی مساوات اور یکرنگی کے خیالات مین اس درجہ چور تھین اور انھین ایسا یقین تھا کہ یہ خیالات بالکل سچ اور برحق ہین۔ اور انھین تمام عالم مین پھیلانا فرض ہے کہ انھون نے مشرق مین بھی اپنے مساوات کے نظامات رسوم و قوانین کو جاری کرنا چاہا۔ اُن کی غرض یہ تھی کہ ان اقوام کو بھی اپنے مین ملالین۔ اس کوشش کا نتیجہ وہ ہوا جو ہم بیان کر چکے ہین۔ برخلاف اس کے انگریزون نے جو اقوام کی جبلت سے زیادہ واقف تھے اور ہی اصول سے کام لیا۔ انھون نے مفتوحہ اقوام کو اپنے مین ملانے کا خیال بالکل اُٹھا دیا۔ اور ان اقوام کے نظامات اور رسوم و عادات کو قائم رکھا۔ خود ان سے بالکل علیحدہ رہے اور ان کے اندرونی معاملات مین زیادہ دخل نہ دیا اگر تاریخ کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ انگریزون کے طریقہ عمل مین بہت زیادہ کامیابی ہوئی۔

یہ تو عام اصول ہین لیکن دراصل مختلف انگریزی نوآبادیون کے انتظام مین بہت بڑا فرق ہے۔ ایک طرف تو آسٹریلیا ہے جو گویا بالکل خود مختار ہے اور جہان انگریزی حکومت برائے نام رہ گئی ہے دوسری طرف ہندہے جہان انگریزی حکومت کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ ان دونون کے بیچ مین اور بہت سے مدارج ہین۔ انگریزون نے کبھی وہ عام اصول نہین تسلیم کئے جن کی نسبت لاطینی اقوام یہ خیال کرتی ہین کہ یہ ہرگز بدل نہین سکتے۔ انگریزی حکومت اصول ملک اور مفتوحہ اقوام کی حالت کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہین لیکن عام رجحان یہ ہے کہ جہان تک ممکن ہو حکومت کا پنجہ نظر نہ آئے اور مفتوحہ اقوام کی نظامات اور رسوم و رواج مین دست اندازی نہ کیجائے۔

ہم یہان صرف اس انتظام کو جو ہند مین جاری ہے بیان کرنے پر اکتفا کرین گے اور دکھائین گے کہ وہ کون عجیب طرز عمل ہے جس کی بدولت چند ہزار عہدہ دار ایک مختصر فوج کی مدد سے جو تعداد مین فرانس کی

اُس فوج سے جا لجزائر مین تیس لاکھ عربون کے لئے رکھی گئی ہے کچھ ہی زیادہ ہوگی انتیس کرور خلقت پر حکومت کرتے مین یعنی ایک عظیم الشان ملک پر جو چین کے بعد تمام دُنیا مین سب سے بڑا ملک ہے۔ اُن تمام اصول کو جو انگریزون نے ہند اور دوسری نوآبادیون کے انتظام کیلئے قرار دیئے ہین علیحدہ کرکے دکھانا چندان آسان امر نہین ہے۔ یہ مجموعہ اُس قسم کے قواعد مین کہ جن کو کسی قوم اور کسی شخص عمل مین لاتے ہین لیکن ظاہر نہین کرتے اور اسکے ساتھ ہی یہ انتظام کی جڑ ہین۔ دوسری دلچسپی انہین مین ہے۔ ہند کی تاریخ اور انگریزون کے طرز عمل اور اُن کے طریقہ حکومت پر غور کرنے کے بعد ہمین معلوم ہوگا کہ یہ تمام اصول ایک مختصر بیان کئے جا سکتے ہین۔

اول۔ کسی نوآبادی کو فوج اور ہتیارون سے فتح کرنے سے پہلے تجارت کے ذریعہ سے سَر کرنا چاہئے کیونکہ تجارت ہی اِس امر کو ثابت کرسکتی ہے کہ ملک لینے کے لایق ہے یا نہین۔

دوم۔ جس ملک کو لینا ہو وہ خود اُسی ملک کے روپئے اور ملک ہی کی فوج کے ذریعہ سے لیا جانا چاہیئے۔ فوج مین یورپیون کی تعداد بہت ہی کم ہونی چاہیئے اور وہ صرف بطور سپہ سالار اور حکام کے رکھے جائین۔ اِس بنیادی قاعدہ کی پابندی ہند مین التزام کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ یہان دیسی حکومتون کے باہمی جھگڑون مین دخل دے کر اور انہین کی فوجون کے ذریعہ سے انگریزون نے تمام ملک کو بلا دارالسلطنت کا روپیہ صرف کئے ہوئے فتح کرلیا اور یورپیون کی جانین بہت کم کام آئین۔

سوم۔ جبتک نوآبادی امریکہ یا آسٹریلیا کے درجہ ترقی پر نہ آجاے اور اُسمین اتنی قوت نہو جس سے کہ وہ کم و بیش دارالسلطنت کے حکومت کی محتاج نہ رہے، اُسوقت تک اُسے ایک ایسی ملک سمجھنا چاہیئے جو دارالسلطنت کے فائدہ اُٹھانے کیلئے ہے۔

چہارم۔ نوآبادی سے فائدہ اُٹھانے کا بہترین طریقہ جس سے رعایا کو شکایت نہ پیدا ہو یہ ہے کہ اُن کے مذہب اور رسوم و عادات مین مطلق مداخلت نہ کیجئے۔ اِس طرح انتظام اور عدالتین بھی دیسی حکام

کے ہاتھ مین رہنی چاہئین - اور اُنپر صرف معدودے چند یورپی بطور نگران کار کے ہونے چاہئین - ان نگران کارون کے دو بڑے فرض ہین ایک تو امنیت کا قایم رکھنا اور دوسری مالگذاری کا وصول کرنا خود کلکٹر کا لفظ جو اعلیٰ حکام انگریزی کا لقب ہے اس بات کی خبر دیتا ہے کہ انکا اصل فرض خراج وصول کرنا ہے -

پنجم - ایک قیمتی تجربہ جو بارہا دنیا مین دیکھا گیا ہے اور جس کی مثال ہند مین پرتگیزون نے اور امریکہ مین سپینیون نے قایم کی یہ ہے کہ کسی نو آبادی مین اصلی اقوام اور فاتح اقوام کے میل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ فاتح قوم بگڑ جاتی ہے اور بالآخر نو آبادی ہاتھ سے نکل جاتی ہے - اور اس وجہ سے فاتح اور مفتوح مین جو تفریق ہے اسکی حد قایم ہونی چاہئے جو ہرگز ٹوٹ نہ سکے - ہندوستان مین تھوڑے سے ہی دنون قیام کرنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ انگریزون نے ان اصول کی سختی کے ساتھ پابندی کی ہے -

جو اصول اوپر بیان کیے گئے ہین ان مین سے اُس اصول کا جس کی رو سے مفتوح ملک فائدہ اٹھانے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے استعمال کرنے مین بعض وقت مشکلات پیش آتی ہین - کس خاص حد کو جہان تک رعایا خوشی سے حکومت کو حصہ قرار دینا ایک دقت طلب امر ہے - اس حد سے تجاوز کر جانا آسان ہے باوجود کمپنی ہندوستان کے صرف اس حد سے بڑھ جانے کی وجہ سے قریب تھا کہ انگریز ملک کھو بیٹھتے - غدر سے پہلے ہند کی حکومت صرف جلب منفعت کیلیے تھی - ایک کمپنی تاجرون کی کرایہ کے سپاہیون کی مدد سے ہندوستان کی مخلوق پر صرف اس غرض سے حکومت کرتی تھی کہ اُس کے چند عہدہ دار ذاتی فائدہ اٹھائین اصل سے دولت کی خواہش صرف یہ تھی کہ وہ جلد سے جلد دولتمند ہو جائے اور انگریزی پارلیمنٹ کو بارہا کمپنی کے نوکرون سے مواخذہ کرنے کی ضرورت پڑی تھی - ملک مین ہر طرف ظلم تھا اور رفاہ عام کے کام سب بند تھے - سڑکین - تالاب - نہرین سب پڑی ہوئی سڑ رہی تھین -

غدر کے واقعہ نے جس مین قریب تھا کہ ملک ہاتھ سے نکل جائے ثابت کر دیا کہ اس قسم کی حکومت نہایت خطرناک ہے اور اسکے فرو ہونے کے بعد ہی طرز حکومت بالکل بدل دیا گیا - اُس فرمان شاہی کے

روسے جسکا نام ہند مین بہتر حکومت قایم کرنیکا قانون کہا گیا تھا تاجرون کی کمپنی سے حکومت لے لی گئی
و شاہی انتظام مین آگئی - ہند کیلئے ایک سکرٹری آف اسٹیٹ کا عہدہ قایم کیا گیا اور اُس کے لئے ایک
ایسے ارکان کی مجلس مقرر کیگئی جو اقلاً دس سال ہند مین رہے ہون -

ملک صوبون مین تقسیم کردیا گیا - اور ہر صوبہ مین ایک گورنر مقرر کیا اور یہ سب ایک وایسراے کے ماتحت کئے گئے وایسراے کو ایک انتظامی کونسل دی گئی جسکے ارکان کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوا اور ایک قانونی کونسل دی گئی جس کے ارکان خود وایسراے مقرر کرے - اسوقت ملک صرف تین احاطون مین منقسم نہین ہے جیسا کہ عام خیال ہے بلکہ آٹھ صوبون مین - بنگال - ممالک مغربی و شمالی - پنجاب - ممالک متوسط - مدراس - بمبئی آسام اور برہما - انمین سے چھ صوبہ جات کے گورنر صرف مالی و فوجی معاملات مین وایسراے کے ماتحت ہین اور بمبئی و مدراس کے گورنر براہ راست سکرٹری آف اسٹیٹ سے خط و کتابت کرتے ہین اور انکی کونسلین الگ ہین -

ہر ایک صوبہ اضلاع مین منقسم ہے جسکا حاکم مجسٹریٹ - کلکٹر - و ڈپٹی کمشنر ہے - ہر ضلع مین بلحاظ مقامی ترقی کے انتظامی اور عدالتی اقتدارات یا ایک ہی شخص مین متحد ہین یا علیحدہ علیحدہ شخص کو دئے گئے ہین عموماً یہ اقتدارات علیحدہ ہین - سر جان اسٹریچی نے جو سابق مین لفٹننٹ گورنر تھے ہندوستان کے انتظام کو نہایت خوبی اور اختصار کے ساتھ مندرجہ ذیل الفاظ مین بیان کیا ہے -

"برٹش انڈیا کے ہر ایک ضلع مین گورنمنٹ کا ایک نایب رہتا ہے جس کے ہاتھ مین کل ضلع کا اختیار ہوتا ہے یہ نایب صوبجات بنگال و مدراس و بمبئی و ممالک متحدہ مین کلکٹر و مجسٹریٹ کے لقب سے پکارا جاتا ہے - اور پنجاب - اودھ - برہما اور دیگر غیر آئینی صوبون مین ڈپٹی کمشنر کہلاتا ہے - اکثر اُس کو حاکم ضلع بھی کہتے ہین - اور یہ لقب مذکورہ بالا دونون قسمون پر صادق ہے -

یہ نایب اپنے مقامی معاملات کے متعلق بہت کچھ خود مختار ہوتا ہے - اور جیسا کہ اُس کے لقب کلکٹر و مجسٹریٹ

کے معنی سے ظاہر ہے اُس کے ذمہ دو بڑے فرائض ہوتے ہیں۔ اول زمین لگان و دیگر محاصل کا جمع کرنا اور ثانیاً انتظامی اور فوجداری مقدمات کا فیصل کرنا۔ انتظامی امورات کے متعلق وہ اپنے ضلع میں اول درجہ کا حاکم ہوتا ہے اور اُسی کے پاس اپیل ہوتے ہیں۔

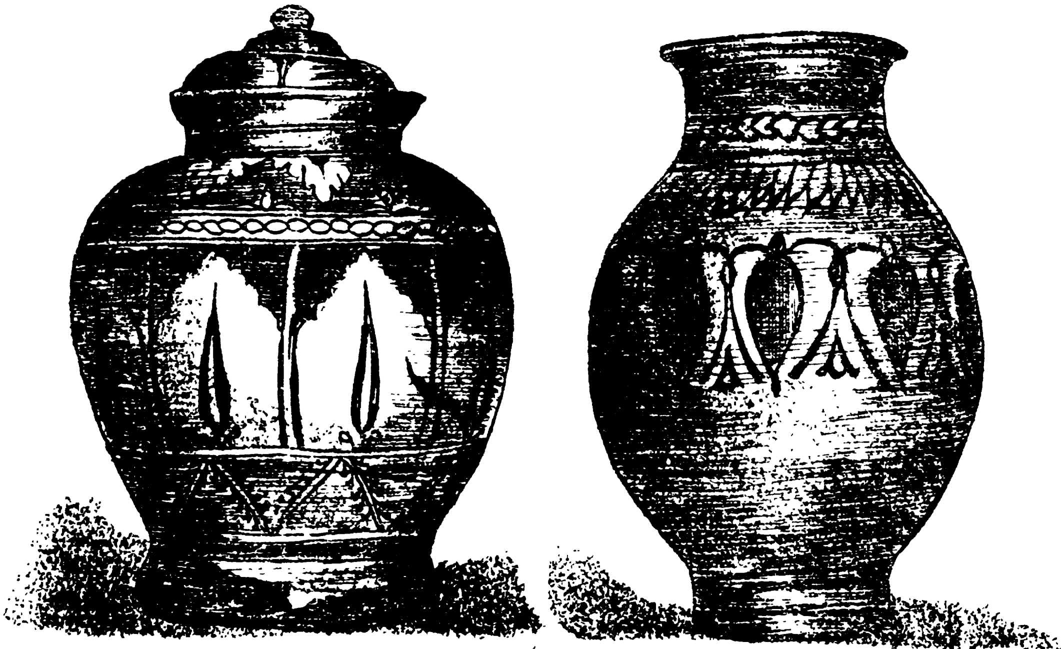
انتظامی سہولیت کی غرض ہر ضلع چند قسمتوں میں منقسم ہوتا ہے۔ اور یہ تقسیم بہت کچھ اُس قدیم تقسیم سے ملتی جلتی ہے جو انگریزی انتظام سے پہلے اس ملک میں موجود تھی۔ ہر ایک تحصیل ایک لائق و ذی وجاہت دیسی عہدہ دار کے زیر انتظام ہوتی ہے۔ شمال ہند میں اس کو تحصیلدار اور جنوب میں ماملت دار کہتے ہیں۔

چونکہ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے اور ہر صوبہ کے حالات مختلف ہیں اس لئے ایک ہی قسم کا انتظام تمام ملک میں جاری کرنا محالات سے تھا۔ بعوض اس کے کہ ہم دوسرے ممالک سے انتظام کے ناقابل عمل نمونے ڈھونڈتے ہم نے ہر ایک صوبہ میں باستثنا رچند ناگزیر تبدیلیوں کے قدیم مقامی انتظامات کو قائم کیا اور انہیں پر اپنے انتظام کی بنیاد قائم کی۔ اس انتظام کی خوبی و وضع قطع کا دارومدار بہ نسبت دور و دراز حکومت یعنے کلکتہ و لندن کے زیادہ تر خود اُسی صوبہ کی گورنمنٹ سے ہوتا ہے۔ عوام الناس وائسرائے اور اُس کی گورنمنٹ کو بہت کم جانتے ہیں۔

فی زمانہ گورنمنٹ آف انڈیا صوبجات کی گورنمنٹ کے انتظامات میں بہت ہی کم مداخلت کرتی ہے اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جو وائسرائے جس قدر زیادہ لائق اور اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اُسی قدر وہ صوبجات کے انتظامات میں کم دخل دیتا ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ صوبجات کی گورنمنٹیں اپنے مقامی ضروریات اور مخصوص حالات سے بہ نسبت کلکتہ یا شملہ کی دور دراز گورنمنٹ کے بہت زیادہ اور صحیح واقفیت رکھتے ہیں۔

گورنمنٹ آف انڈیا کا خاص کام انتظامی تفصیلات بتانا نہیں ہے بلکہ یہ کہ وہ ہند کی مختلف گورنمنٹوں کے نظم و نسق کے نتائج کو نہایت غور و احتیاط سے جانچے۔ اصول نظم و نسق معین کرے۔ اور ان گورنمنٹوں کی رہبری کیلئے عام ہدایات نافذ کرے۔ اور جو اہم سیاسی تجاویز اُس کی منظوری کے لئے پیش کی جائیں انہیں خواہ منظور کرے یا نامنظور۔"

سول سروس ہندوستان کا ضلع بلحاظ رقبہ کے مثل فرانس کے ڈپارٹمنٹ کے ہوتا ہے۔ اور اُس کی آبادی عموماً کم و بیش دس لاکھ ہوتی ہے۔ جن حکام کے سپرد اس ضلع کا انتظام ہوتا ہے۔ وہ سول سروس سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی تعداد تمام ہندوستان میں ایک ہزار سے کچھ ہی کم ہے۔ یہی وہ قلیل التعداد جماعت ہے جس کے ذریعہ سے ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم ہے۔ ان کا انتخاب نہایت احتیاط سے



(۱۴۳) و (۱۴۴) دہلی و سندھ کے بنے ہوئے مٹی کے مرتبان۔

کیا جاتا ہے۔ اور یہ ایسے لائق عہدہ دار ہوتے ہین جن کی نسبت یقین کے ساتھہ کہا جا سکتا ہے کہ شاید اِن سے بہتر عہدہ دار کسی قوم کے پاس ہون۔ مجھے اِس قابل جماعت کے اکثر افراد سے ملنے کا اتفاق ہوا اور مین نہ صرف اُن کی دانائی و فراست اور پختہ معلومات سے حیرت زدہ ہو گیا بلکہ سب سے زیادہ اُن کے کیرکٹر یعنے عملی قوت و زندگی اور صائب الرائے ہونے کا مجھہ پر اثر پڑا۔ یہ لوگ دوراندیشی لیاقت اور مضبوطی سے ہندوستان پر حکومت کرتے ہین۔

ہندوستان مین انگریزی گورنمنٹ اپنے حکام کو بیش بہا تنخواہین دیتی ہے لیکن اسی کے ساتھہ وہ ان سے بہت کام بھی لیتی ہے۔ کچھہ زمانہ پہلے ان حکام کا انتخاب بذریعہ نامزدگی ہوا کرتا تھا۔ اُس وقت یہ دیکھا گیا کہ ہندوستان کے صوبجات کے انتظام مین یہ عہدے اکثر ایک ہی خاندان مین باپ سے بیٹے کی طرف منتقل ہوتے تھے لیکن اب یہ نامزدگی عام ہے۔

"بعض بے ضابطگیون کا انسداد کر دیا گیا ہے لیکن سر رچرڈ ٹمپل نے بہت ٹھیک کہا ہے کہ اس ملازمت کے لئے جس قسم کی لیاقت و ذاتی اوصاف مطلوب ہین محض امتحان اُسکا معیار نہین قرار دیے جا سکتے۔"

داخلہ کا امتحان انگلستان مین ہوتا ہے لیکن اِس کے بعد انگلستان کی گورنمنٹ اُس عہدے دار کی مقام تعیناتی یا ترقی سے کوئی تعلق نہین رکھتی۔ یہ کام بالکل ہندوستان کے مقامی گورنمنٹون کا ہے یون سیول عہدہ دار پایہ تخت کے انقلابات کے اثر سے بالکل علیحدہ رہکر اپنے فرائض کو استقلال کے ساتھہ انجام دیے چلے جاتے ہین۔ اِس برگزیدہ جماعت مین شامل ہونا آسان امر نہین ہے۔ عام وسیع تعلیم کے امتحانات دینا پڑتے ہین اور اسی کے ساتھہ ہندوستانی زبان کا بھی امتحان لیا جاتا ہے (کیونکہ انگریزی گورنمنٹ اِس بات کی قائل نہین کہ کوئی شخص کسی قوم پر بلا اُس کی زبان سے واقف ہوئے حکومت کر سکتا ہے) اِس کے بعد امیدوار ایک محدود زمانہ تک خاص طور پر جانچا جاتا ہے تاکہ اُسکی عملی و اخلاقی قوت لیاقت کا اندازہ ہو سکے۔ تب وہ سول سروس مین شامل کر لیا جاتا ہے اور اُس کی

تنخواہ ۹۰۰۰ فرانک سے ۱۰۰۰۰ فرانک سالانہ تک (یعنے ۱۳۷۰۰ روپیہ سے ۱۸۷۰۰ روپیہ سالانہ تک) بلحاظ اُس صیغے کے جس کے لئے وہ موزون سمجھا گیا ہے مقرر ہوتی ہے۔ چار برس کے بعد وہ ایسی خدمت کا مستحق ہوجاتا ہے جس کی تنخواہ ۲۲۰۰۰ فرانک سے ۳۰۰۰۰ فرانک سالانہ تک (یعنے ۱۳۷۰۰ روپیہ سے ۱۸۷۰۰ روپیہ سالانہ تک) پہونچتی ہے۔ آٹھ سال کی ملازمت کے بعد جب اِس کی عمر اقلاً ۳۰ سال کی ہوتی ہے اور اُس کی لیاقت وقابلیت کا پوری طرح سے اندازہ ہوجاتا ہے تو وہ ایسی جگہہ کی اُمید کرسکتا ہے جس کی آمدنی ۵۰۰۰۰ فرانک (یعنے ۲۱۰۰۰ روپیہ سالانہ) تک ہوتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ وہ ایک لاکھ فرانک (یعنے ۴۲۰۰۰ روپیہ) سالانہ یا اس سے بھی زیادہ آمدنی کی معزز خدمت تک پہونچ سکتا ہے۔ اپنی کارگذاری کی اِس حدتک پہونچنے کے بعد اگر وہ کوئی نئی زبان خاصکر عربی یا فارسی۔ یا سنسکرت کا امتحان پاس کرلے تو ایک کثیر رقم کا صلہ اُس کو ملتا ہے۔

بائیس سال کی ملازمت کے بعد یعنے جب وہ اقلاً چالیس سال کی عمر پر پہونچتا ہے تو وہ اسبات کا مستحق سمجھا جاتا ہے کہ ۱۵۰۰۰ سے ۲۵۰۰۰ فرانک (یعنے ۶۳۷۵ روپیہ سے ۱۵۶۲۵ روپیہ یا ۶۰۰ پونڈ سے ایک ہزار پونڈ تک) سالانہ وظیفہ حاصل کرکے انگلستان واپس چلا جائے[۵]۔

[۵] فوجی افسرون کی تنخواہ بمقابلہ سول حکام کے بہت تھوڑی ہوتی ہے مگر چونکہ ان کی ترقی بہت تیزی سے ہوتی ہے اسلئے امیدوارون کی تعداد فوجی ضروریات کے لحاظ سے بہت کافی ہوتی ہے۔ گو ان کی آمدنی نسبتاً کم ہے لیکن اس کے مقابلہ مین جو انہیں یورپ مین ملتا ہے پھر بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک معمولی سارجنٹ (جمعدار) کی تنخواہ پندرہ سو فرانک (یعنے ۶۳۷ روپیہ) سالانہ ہوتی ہے لفٹنٹ کو ۵ ہزار فرانک (یعنے ۲۰۵۰ روپیہ) سالانہ اور کپتان کو ۳ ہزار فرانک (یعنے ۱۲۵۰ روپیہ) سالانہ اور لفٹنٹ کرنل کو ۴ ہزار فرانک (یعنے ۱۸۷۵ روپیہ) سالانہ ملتا ہے۔ کرنلون کی تنخواہین مختلف ہین۔ زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ فرانک (یعنے ۴۲۵۰۰ روپیہ) سالانہ کر مواجب تک بھی ایک کرنل پہونچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ کمشنری یا کسی ریاست کی رزیڈنسی کی خدمات انجام دیتا ہو۔ راقم کتاب جسوقت راجپوتانہ مین سفر کررہا تھا تو اسی قسم کا ایک کرنیل وہان کمشنری کی خدمات عارضی طور پر انجام دے رہا تھا۔

ماتحت دیسی عمال

ان انگریز سول حکام کے ماتحت ہزارون لاکھون دیسی منشی وعمال ہوتے ہین لیکن ان کو اپنی محنت کا معاوضہ بہت کم ملتا ہے۔ ان کی تنخواہ عموماً تیس چالیس روپیہ سے کم متجاوز ہوتی ہے لیکن ایک دیسی کے لئے یہی بہت ہے۔ عوام الناس دیسی رعایا کو زیادہ تر اسی عملہ سے کام پڑتا ہے۔ اور چونکہ یہ ماتحتین عمال دیسیون کی ضرورتون۔ خیالات۔ خو بو اور ان کے نظامات سے جو ہر صوبہ مین کسی قدر مختلف ہین خوب واقف ہوتے ہین اس لئے وہ اپنے کار مفوضہ کے لئے نہایت موزون ہین۔ یون ہر ایک صوبے و ضلع کا انتظام قدیم دستور پر چلا جاتا ہے۔

انگریزی انتظام کا ایک اصول

ہم دیکھ سکتے ہین کہ انتظامی کل کیسی مکمل اور سادہ ہے جبکہ دوسری اقوام یورپ اپنے مقبوضات کے انتظام کے لئے ایک کثیر جماعت ہر درجے کے حکام کی اپنے ملک سے بھیجنا پسند کرتی ہین جو دیسیون کی زبان۔ رسومات و عادات۔ و آداب و اخلاق سے محض نابلد ہوتے ہین اور قدم قدم پر اس بات پر ٹھوکر کھاتے ہین کہ اپنے محکوم دیسی رعایا کے محسوسات کو رنجیدہ نہ کرین انگریزی گورنمنٹ اپنے مقبوضات کے انتظام کے لئے خود وہین کے دیسی عہدہ دارون اور مقامی مجسٹریٹون سے کام لیتی ہے اور یون اس ملک کے قوانین و رسومات پورے طور پر محفوظ رہتے ہین۔ اعلیٰ حکام جو دیسی ماتحت عہدہ دارون و عمال کے کام کے نگران ہوتے ہین ان کو ایسی بیش بہا تنخواہین ملتی ہین کہ وہ بمشکل بد دیانت ہو سکتے ہین۔ ان کے انتخاب مین نہایت احتیاط اور سختی برتی جاتی ہے اور ان سے یہ امید کیجاتی ہے کہ وہ اپنی پوری طاقت و توجہ سے اپنے فرائض انجام دین۔ سول حکام بیس سال تک مسلسل ایک ہی صوبے مین رہتے ہین اور اس کے کونے کونے سے واقف ہو جاتے ہین۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص اس طریقہ انتظام پر جو مفتوحہ اقوام کے نظامات و رسومات مین دست اندازی نہین کرتا اس مفروضہ اصول کے بنا پر اعتراض کرے کہ فاتح اقوام کو اپنے مفتوحہ اقوام مین، خواہ وہ اس کو پسند کرین یا نہ کرین۔ اپنے تمدن کے فوائد پھیلانا لازمات سے ہے۔ مگر مین معترض کے اس غلط اصول

کا ہرگز قائل نہین ہو سکتا اور مجھے اس مین ذرا بھی شک نہین کہ کسی نوآبادی کے قایم رکھنے کے لئے ایسا اصول عملی طور پر بالکل ہی ناموزون ہے۔

جب ہم نے اپنے ہندوستان کے بقیہ مقبوضات اور دیگر نوآبادیون مین اپنے جمہوری نظامات یعنے عام مساوات۔ عام حق انتخاب۔ اور مجلس حکومت مین اپنے وکیل منتخب کرنیکا حق وغیرہ جاری کئے تو ہم سمجھے کہ ہم نے بہت اچھا کیا۔ مگر ان حضرات کو جو ہماری نوآبادیون کے اصل مگر غیر مانوس انتظام پر عش عش کرتے ہین افسوس نہ کرنا چاہئے کہ ہم لوئی پانز دہم کے عہد مین ہندوستان کھو بیٹھے اپنے ان اعلیٰ اصولون کو وسیع جزیرہ نما رہند مین جاری کرنے کا نہ صرف یہ نتیجہ ہوا کہ وہ ملک بہت جلد ہمارے ہاتھ سے نکلگیا بلکہ سب سے زیادہ مصیبت یہ ہوئی کہ ایک خونخوار عوالیف الملوکی پیدا ہوئی۔

کوئی سیاح جب برٹش انڈیا مین سفر کرنے کے بعد پانڈیچری پہونچتا ہے تو اُس کو سخت حیرت ہوتی ہے کہ اس فرانسیسی مقبوضہ مین دیسی لوگ یوروپی لوگون کا اس قدر ادب نہین کرتے جیسا کہ عموما برٹش انڈیا مین دیکھا جاتا ہے۔ ہم تو اپنے دل مین یہ سمجھکر خوش ہو لیتے ہین کہ ہم دیسی لوگون سے جن کی حالت ہنوز از منہ متوسط کے مخلوق کی سی ہے۔ نہایت فیاضانہ برتاؤ کرتے ہین کہ اُن کو زمانہ حال کی ترقی یافتہ قومون کے نظامات عطا کرتے ہین مگر دیسی اس رعایت کے یہ معنے لیتے ہین کہ ہم گویا اُن سے ڈرتے ہین۔ یون ہم اپنا رعب وداب کھو بیٹھتے ہین۔ اگر ہمین اپنے اصول مساوات یہان تک عزیز ہین کہ بلا اُن کے ہم نہین رہ سکتے تو ہم کو اختیار ہے۔ لیکن ہم اس بات کو خوب یاد رکھین کہ جب تک ہم ان اصول پر عملدرآمد کرنا چاہتے ہین تب تک ہمین نوآبادیان قایم کرنے کا خیال دل سے محو کر دینا چاہئے[۵]۔

۵۔ ہمارا ایک دیرینہ افسر جو ہمارے حاضر جو عرصہ تک کلکتہ مین کونسل جنرل رہ چکا ہے لکھتا ہے کہ جب اکثر اینگلو انڈین صاحبان سے اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا موقع ہوا جب وہ اس بات کو سنتے ہین کہ ہمنے دیسیون کو ووٹ دینے اور اپنے نائب منتخب کرنیکا حق عطا فرمایا ہے تو وہ سخت متعجب ہوتے ہیں۔ ان کو اس بات کا ذرا بھی یقین نہین ہوتا کہ ہمارے مقبوضات پانڈیچری اور چندرنگر میں دیسی اپنے نائب مجلس حکومت کیلئے خود منتخب کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی ہم فرانسیسیون کی کوئی پُر اسرار چال ہے۔ مجھے ان کا شک رفع کرنے کیلئے اکثر سرکاری کاغذات دکھانا پڑے تب اُن کو یقین آیا۔

انگریزی انتظام کے نتائج جس انگریزی انتظام سے ہند کی قسمت وابستہ ہے اگر ہم اُسکے نتائج معلوم کرنا چاہیں تو گذشتہ چالیس سال کے سرکاری امداد پر نظر ڈالنے سے بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ درحقیقت یہ کامیاب نتائج عجیب و غریب ہیں۔ اور جب ہم بقول مسٹر سبرامنیہ دیکھتے ہیں کہ ان نتائج کے حاصل کرنے میں ممالک متحدہ انگلستان کی ایک پائی بھی صرف نہیں ہوئی تو ہماری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا یعنے وزیر ہند کی تنخواہ بھی جو انگلستان میں رہتا ہے ہندوستان ادا کرتا ہے۔ ہندوستان ہی گورے سپاہیوں کی جو ہندوستان میں رہتے ہیں بندوق و سنگین کا خرچ اٹھاتا ہے حتیٰ کہ جب ہندوستانی فوج ہندوستان کی حدود کے باہر کسی جنگ پر بھیجی جاتی ہے تو وہ خرچ بھی ہندوستان ہی سے لیا جاتا ہے۔

ہندوستان کی آبادی جو آبادی براہ راست انگریزی انتظام کے تابع ہے اُسکی تعداد ۲۲۱ ملین[۵۱] یعنی ۲۲ کروڑ ۱۰ لاکھ ہے اور دیسی ماتحت ریاستوں کی تقریباً ۶۶ ملین (یعنے تقریباً ۷ کروڑ) ہے یہ کل آبادی تقریباً ۲۸۰ ملین (یعنے تقریباً ۲۹ کروڑ) کے ہوتی ہے۔ اس ۲۹ کروڑ مخلوق میں ۵ لاکھ سے کسیقدر کم وہ ممزوج لوگ ہیں جو یوروپی و دیسی نسل سے پیدا ہو گئے ہیں اور یوریشین کہلاتے ہیں۔ یہ ممزوج نسل بیشتر اُس زمانہ کا بقیہ ہیں جب انگریز و دیسی لوگوں میں باہمی ربط و ضبط بمقابلہ زمانہ حال کے بہت زیادہ تھا لیکن اب یہ روز بروز گھٹتے جاتے ہیں۔

۱۲۵۰۰۰

فوج کی تعداد ہندوستان میں گورہ فوج تقریباً ۷۴ ہزار رہتی ہے اسکے علاوہ ایک لاکھ پینتالیس ہزار دیسی سپاہ ہے جسکے اعلیٰ افسر تمام و کمال انگریز ہیں۔

محاصل خراج جو ہندوستان کے لوگ ادا کرتے ہیں اُسکی تعداد تقریباً ۱۴۴۵ ملین فرانک[۵۲] ہے جس میں سے ۶۲۵ ملین فرانک زمین کے محصول سے وصول ہوتا ہے اور ۱۰۶ ملین افیون سے ۲۲۰ ملین فرانک نمک سے اور ۳۴۵ ملین فرانک ریلوے سے ۱۱۸ ملین فرانک چونگی سے اور ۱۴۲ ملین

۵۱۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری بڑھ گئی ہے۔

۵۲۔ ایک فرانک ۹ر کا ہوتا ہے۔

متفرق مدات [۵۱]۔

مخارج | ہندوستان کی فوج پر تقریباً ۶۳۰ میلین فرانک صرف ہوتا ہے۔ پبلک قرضہ ہندوستان پر قریباً ۶ ہزار میلین فرانک کے ہے۔ اسمین سے قریباً ایکہزار میلین فرانک وہ ہے جو ۱۸۵۷ء کے غدر کے فرو کرنے مین صرف ہوا۔ اور تقریباً ۱۶۰۵ میلین فرانک گذشتہ جنگ افغانستان پر خرچ کیا گیا۔

تعمیرات | ہندوستان کی بڑی تعمیرات ریلوے۔ سڑکین اور نہرین ہین ریلوے کی وسعت تقریباً ۵۵ ہزار کیلومیٹر [۵۲] ہے اور سڑکین وغیرہ تقریباً ۱۲۰۰۰۰ کیلومیٹر کی وسعت مین پھیلی ہوئی ہین۔

ریلوے | سرکار کمپنی کی حکومت کے زمانہ مین ایک خفیف سا ٹکڑا ریلوے لائینون کا تھا جسکی مدت کبھی نہین ہوتی تھی مگر آج ہندوستان کی ریلین تقریباً ۵۵ ہزار کیلومیٹر کی وسعت مین پھیلی ہوئی ہین یعنے ہمارے ملک فرانس کی ریلوے وسعت سے بھی زیادہ ہین جنکی وسعت صرف ۳۱ ہزار کیلومیٹر ہے۔ چونکہ جنگی ضروریات و اہمیت کے لحاظ سے ریلوے لائینون کے بنانے کی ضرورت تھی اسلئے بعوض اسکے کہ یہ لائینین پرائیوٹ سرمایہ سے بنتین اور ہمیشہ کیلئے انھین کے زیر انتظام چھوڑ دیجاتین جیسا کہ تمام انگریزی اقوام کے ممالک مین دستور ہے گورنمنٹ مجبور ہوئی کہ ریلوے بنانے والون کو روپیہ کے سود کی ضمانت دے۔

---

[۵۱]۔ اس موقع پر ہندوستان کے موجودہ ٹیکسون کا قدیم دیسی حکومتون کے ٹیکسون سے مقابلہ کرنا باعث دلچسپی ہوگا مختلف تحقیقاتون سے جو اس مسئلہ کے متعلق کیگئی ہین واضح ہوتا ہے کہ قدیم دیسی حکومتون مین زمین کا محصول پیداوار پر بلحاظ اوسط تقریباً ۵۰ فیصدی لیا جاتا تھا۔ جسکا دارومدار زیادہ تر زمین کے پیداوار پر ہے۔ زمانہ حال مین زمین کا محصول صوبجات کی حالت کے لحاظ سے بہت کچھ مختلف ہے لیکن عموماً محصول پیداوار زمین کا لحاظ کے بلحاظ اوسط ۔ فیصدی بہ نسبت سابق کے کم ہے لیکن اسی کیساتھ دوسرے متعدد ٹیکس جو زمانہ حال مین عاید کئے گئے ہین اس اوسط کو بڑھا دیتے ہین مگر اسکو منصف نہین کہتے اسٹریچی صاحب اسکے متعلق لکھتے ہین کہ ہندوستان مین جہانتک ہمنے دریافت کیا ہے کبھی کوئی حکومت ایسی نہین گذری جسنے پیداوار مین سے اتنا تھوڑا حصہ لیا ہو جتنا ہم لیتے ہین۔ اور اسکا اطلاق ہندوستان کے ہر صوبہ کے متعلق ہوسکتا ہے خواہ وہ صوبہ پیشتر کسی گذشتہ حکومت کے ماتحت تھا یا اب بھی دیسی حکمتون کے تابع چلا آتا ہے۔

[۵۲]۔ ایک کیلومیٹر قریب ۵ فرلونگ یا پون میل کے مساوی ہوتا ہے۔ ۱۹۱۱ء کی ریلوے رپورٹ کے موافق اب یہ وسعت بہت بڑھ گئی ہے۔

تجارت جزیرہ نمائے ہند کی کل تجارت اسوقت قریباً ۶ ہزار ملین فرانک تک پہونچتی ہے[۵]۔ اشیاء برآمد کی تجارت قریباً ۲۶۶۵ ملین فرانک کی ہے اور درآمد قریباً ۳۱۶۵ ملین فرانک ہے۔ گذشتہ چند سالون سے ہندوستان کا برآمد بہ نسبت درآمد بہت بڑھگیا ہے برآمد کی یہ زیادتی اُس روپیہ کے باعث سے ہے جو ہندوستان کو اپنے انتظام فوج و نیز بطور سود کے انگلستان کو سالانہ ادا کرنا پڑتا ہے یہ سود اُس سرمایہ کا ہے جو ہندوستان کی ریلوے وغیرہ مین انگریزون کا لگا ہوا ہے اس رقم کثیر کو ایک قسم کا خراج سمجھا جا سکتا ہے مگر اقتصادی پہلو سے یہ کثیر ناگذیر صرف دولت ہندوستان سے باہر نکلا چلا جاتا ہندوستان کیلئے مصیبت عظیم ہے۔

برآمد کی خاص اشیاء یہ ہین۔

کپاس	۵۷۰ ملین فرانک	افیون	۲۳۱ ملین فرانک	غلہ	۲۱۴ ملین فرانک
دالین و تخم روغن	۱۹۱ "	سن	۲۸۸ "	چاء	۱۶۵ "

اشیاء درآمد مین خاص طور پر کپڑون کی بنی ہوئی اشیاء قابل ذکر ہین اور انکی تقسیم یہ ہے۔

سوتی کپڑے	۴۷۵ ملین فرانک	فلزی اشیاء	۲۱۰ ملین فرانک	شکر	۶۵ ملین

سوتی مصنوعات انگلستان سے آتی ہین کیونکہ ہندوستان کے سوتی کارخانے بسبب اپنی بد انتظامی کے ولایتی سامان کا مقابلہ نہین کرسکتے۔ لیکن ہندوستان مین بھی اب سوتی کپڑے طیار کرنیکے کارخانے بڑہنے لگے ہین اور سوتی مال قریباً (۶۷ ملین فرانک سالانہ) کا چین، شرقی افریقہ اور عربستان کو جانے لگا ہے چین کا ملک جسطرح انگلستان کا خریدار ہے اسیطرح ہندوستان کا بھی وہ بڑا خریدار ہے اور یہ ساری تجارت بندر ہانگ کانگ کے راستہ سے ہوتی ہے۔

اشیاء برآمد کی تجارت تقریباً بالکل سمندر کے راستہ سے ہوتی ہے اور سالانہ ۱۲ یا ۱۳ ہزار جہاز ہندوستان کے بنادر کا دورہ کرتے ہین۔ انمین سے ۸۵ فیصدی جہاز انگریزون کے ہوتے ہین۔

ہند کی سیاحت کے فائدے ہندوستان کے اعداد کا یہ خشک خاکہ جو ہم نے پیش کیا ہے اس سے ناظرین کو ہندوستان

[۵] آجکل یہ تجارت ان اعداد سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کی اصلی حالت کا اندازہ کسیقدر ہوسکتا ہے جیسا کہ ہمنے بارہا کہا ہے یہ علاوہ کرتے ہین کہ ہندوستان ہر لحاظ سے ایک عجیب و غریب مدرسہ اور تجربہ حاصل کرنے کا کارخانہ ہے۔ اسکی سیر و سیاحت سے نہ صرف ملکون کے مدبرین و منتظم بہت کچھ سبق اخذ کر سکتے ہین بلکہ وہ بھی جنکو نوآبادیون اور اُنکے متعلق امورات مثلاً جنگی مہمات وغیرہ سے دلچسپی ہے کثیر استفادہ حاصل کر سکتے ہین

مسٹر ہارمنڈ جو عرصہ دراز تک ہندوستان مین کونسل جنرل اور انڈوچین کے گورنر رہچکے ہین اور ہندوستان و انڈوچین کے حالات سے گہری وقفیت رکھتے ہین اپنی ایک تصنیف مین نہایت مدلل طور سے اسبات پر زور دیتے ہین کہ ایک فرانسیسی شخص کو ہندوستان کی سیاحت ضرور کرنا چاہیئے۔ اس ملک کے مطالعہ سے اُسکو نہ صرف دیسیون پر حکومت کرنیکے اصول جنکا سمجھنا اجنبی اقوام کے دماغ کیلئے نہایت ہی مشکل ہے سمجھنے مین آسانی ہوگی بلکہ انگریزی قوم کے بہت سے بیش بہا تجربے مختلف مسائل کے متعلق اسکے ہاتھ لگ جائینگے جو انہون نے نہایت جانفشانی و محنت سے اس ملک مین حاصل کئے ہین مثلاً بارکون کی تعمیر اور انکا انتظام گورہ سپاہیون کیلئے گرم ملک مین بارکون اور سپتالون کا تعمیر کرنا سرکاری کچہریون کا بنانا۔ فوجونکی حفظان صحت اور زراعت وغیرہ کا انتظام اِس مطالعہ سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ ہماری نوآبادیون کے بجٹ یعنی سالانہ موازنہ بنانے مین لاکھون روپیہ کی کفایت نکل سکیگی۔ انگریزون نے اپنی نوآبادیون کو جنگی مہمات بھیجنے اور گرم ممالک مین اپنے سپاہیون کی صحت قایم رکھنے کے انتظام مین خاص طور پر بہت ترقی کی ہے جیسا کہ اونکے مہمات ابی سینیا و سوڈان وغیرہ سے ثابت ہوچکا ہے۔ اگر ہم بھی بانہین قواعد حفظان صحت کے موافق اپنی مڈیغاسکر والی مہم کا انتظام کرتے تو اغلب ہے کہ بعوض پانچ ہزار آدمیون کے نقصان کے جو وہان بیماری کا شکار ہوگئے پانچسو تو میونکا بھی نقصان نہوتا۔ نوآبادیون اور اُنکے مہمات و انتظام کے متعلق جو نقصانات ایک اجنبی شخص کو اپنی ناواقفیت کی وجہ سے اُٹھانا پڑتے ہین بدنصیبی سے ہمارا وہی حال ہے۔

ہندستان کے بعض مشکل مسائل	اسمین شک نہین کہ ہندوستان کے موجودہ حکمرانون کو بہت سی مشکلات درپیش رہتی ہین اور وہ محض اپنی دانائی خبرداری احتیاط اور نئے نئے مسائل پر مسلسل غور و خوض کرنیکی بدولت ان مشکلات پر غالب آتے ہین۔

آبادی کے بشدت بڑھنے کا خطرہ

ان مشکلات مین غالباً سب سے مقدم آبادی کے غیر معمولی سرعت سے بڑھنے کا مسئلہ ہے۔ اگر کسی ملک کی مرفہ الحالی کا معیار آبادی کے بشدت اور جلد بڑھنے کو قرار دیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستان دنیا کا سب سے زیادہ خوشحال ملک ہے کیونکہ اس کی آبادی بڑھنے کی رفتار دنیا کے تمام ممالک سے بڑھی ہوئی ہے۔ مگر مجھے اس معیار کی صداقت کے متعلق بہت شک ہے ہندوستان کی آبادی جو سنہ ۱۸۰۰ء میں ۱۰ کرور تھی سنہ ۱۸۴۱ء مین قریباً ۱۵ کرور ہوگئی اور سنہ ۱۸۹۱ء مین دیسی ریاستون کی آبادی ملا کر اس کی تعداد ۲۸ کرور سے اوپر پہونچ گئی۔ صرف پچاس برس کے اندر باوجود قحطون اور وباؤن کے جس مین وقتاً فوقتاً لاکھون مخلوق تلف ہو جاتی ہے قریباً ۱۳ کرور ۲۰ لاکھ کا اضافہ ہو گیا۔ اس ترقی سے بعض عالمان علم الاقتصاد کیلئے خوش ہونے کا موقع تھا اگر اس فن کے دوسرے ماہرین یہ نہ دکھا دیتے کہ بعض ایسے وسیع غیر آباد ممالک بھی ہیں جیسے امریکہ مگر وہان یہ ثابت ہوا ہے کہ صرف غریب آبادی میں چوہون کی طرح جلد بڑھنے کی خاصیت پائی گئی ہے۔ جیسا کہ مین نے اوپر کہا ہے پھر اعادہ کرتا ہون کہ آبادی کا مسلسل طور پر بڑھتے جانا ہندوستان کے انگریزون کیلئے ایک سخت تشویش کا امر ہے۔

لارڈ ڈفرن جو کچھ عرصہ قبل ہندوستان کے وائسرائے تھے اس مسئلہ کے متعلق یہ لکھ گئے ہین کہ "یہ امر ہم سب کیلئے سخت قابل توجہ ہے کہ یورپ کے اُن ممالک مین جہان آبادی نہایت گنجان ہے وہان فی مربع میل چار سو سے پانچسو آدمی تک بستے ہین لیکن جب ہم ہندوستان کے بعض حصون پر نظر ڈالتے ہین جہان اتنے ہی رقبہ پر سات سو سے لیکر آٹھ سو نفوس تک پائے جاتے ہین تو کس قدر زیادہ خطرہ کی اہمیت کا نقشہ ہماری آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے۔ اس حالت کے لئے صرف ۲ علاج ہین اول ملک کی صنعت و حرفت کو ترقی دینا اور دوسرے ہجرت کرانا۔ لیکن ان علاج کا استعمال کرانا گورنمنٹ کے اختیار سے باہر ہے۔"

اگرچہ ہندوستان کی آبادی نہایت مفلس ہے تو بھی عموماً وہ اپنے حال پر قانع ہے۔ زیادہ تر مخلوق

دیہات میں رہتی ہے۔ ہندوستان کے نصف سے زیادہ مواضعات ایسے ہیں جن کی آبادی فی موضع بمشکل ۲۰۰ نفوس ہوتی ہے جزیرہ نما ہند میں بڑی آبادیاں ایک جگہ پر بہت کم آباد نظر آتی ہیں۔ ایسے شہر ۵۰ سے زیادہ نہ ہوں گے جن کی آبادی ۵۰ ہزار نفوس کی ہے۔ اس آبادی کی غذا تقریباً سبزی ترکاری ہے۔ جن خطوں میں چاول پیدا ہوتا ہے اور ان کی وسعت نسبتاً کم ہے۔ وہاں کے لوگوں کا گذران چاول پر ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے بڑے رقبے کی غذا زیادہ تر جوار، باجرہ، مکہ وغیرہ ہوتی ہے جس کو دال کے ساتھ کھاتے ہیں۔ عموماً صرف مسلمان ہی کبھی کبھی گوشت کھاتے ہیں۔

زراعت ہی درحقیقت ہندوستان کے لوگوں کی پرورش کا بڑا ذریعہ ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ قحط و خشک سالی کا اثر یہاں نہایت ہولناک ہوتا ہے۔ معمولی موسموں میں سالانہ دو فصلیں پیدا کی جاتی ہیں مختلف غلوں کو ادل بدل کر کھیتوں میں بوتے ہیں۔ مثلاً ایک فصل میں اگر کسی کھیت میں ایک شے بوئیں گے تو دوسری فصل میں کوئی دوسری چیز۔ ہندوستان کا زراعتی طریقہ یہ ہے کہ کسان چھوٹے چھوٹے قطعہ زمین پر کاشت کرتے ہیں۔ یہ زمین یا تو چھوٹے چھوٹے مالکان زمین کے قبضہ میں ہوتی ہے یا زمیندار کسانوں کے۔

دیسی ریاستیں اس ۲۲ کروڑ آبادی کے ماسوا جو براہ راست انگلستان کے زیر حکومت ہے ہندوستان میں قریباً ۷ کروڑ آبادی دیسی ریاستوں کے ماتحت ہے جن پر خود مختار راجے مہاراجے نواب حکومت کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک پولیٹیکل معاملات کا تعلق ہے یہ ریاستیں بھی انگلستان کے زیر اثر ہیں۔ ان ریاستوں کا رقبہ بہ نسبت ان کی آبادی کے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ان کا رقبہ جزیرہ نما ہند کا ۵/۲ ہے۔ ان کا مربع میل قریباً ۷۰۰۰۰۰ ہم میں فرانس کے ہے اور ان کی قومیں ۰۰۰ ۲۳ لاکھ نفوس تک پہونچتی ہیں اور قریباً چار ہزار قومیں ہیں۔

یہ دیسی ریاستیں بلحاظ رقبہ کے مختلف ہیں ان میں سے بعض کا رقبہ مثل نظام حیدرآباد کے اٹلی کی

سلطنت کے برابر ہین اور جس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ ہے[۵] اور محاصل قریباً ۰۰ ملین فرانک سالانہ کے ہے۔ مگر کاٹھیاواڑ مین بعض ایسے راجہ بھی نظر آتے ہین جن کی حکومت صرف ایک گاؤن پر محدود ہے۔ بعض ایسے صوبے بھی ہین۔ مثلاً بہت سے راجہ کا خطاب اسی طرح محض اعزازی ہے جس طرح یورپ مین ڈیوک اور بیرن کا لقب ہے۔

ان دیسی حکمرانون کے اختیارات اپنی رعایا کے انتظام کے متعلق قریب قریب خودمختارانہ ہین لیکن ان عہدنامون کی رو سے جو انگلستان کے ساتھ ہین ان کے اختیارات بعض امورات مین محدود کردیے گئے ہین۔ مثلاً یہ لوگ اعلان جنگ نہین کر سکتے۔ غیر حکومتون کے پاس اپنے سفیر نہین بھیج سکتے اور بلا اجازت برٹش گورنمنٹ کے کسی یوروپین کو اپنی ریاست مین رکھ نہین سکتے۔ بڑی بڑی ریاستون مین ایک انگریزی نائب بھی رہتا ہے۔ جس کا کام صرف سفارت ہے اور بجز استثنائی موقعون کے اسکو ریاست کے معاملات مین مداخلت کی اجازت نہین ہے۔ ان دیسی حکومتون مین سے بعض انگلستان کو خراج ادا کرتی ہین اور بعض کچھ نہین دیتی ہین۔ بجز ایک یا دو جدید ریاستون کے جن کا وجود انگریزی عہد مین ہوا ہے بقیہ ریاستون پر وہ خاندان حکمران ہین جو مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ساتھ پیدا ہو گئے۔

فصل دوم۔ ہندوستان مین انگریزی تعلیم

ایک نہایت عجیب مضمون جو ہندوستان کے مطالعہ کرنے والے کیلئے باعث دلچسپی ہے اور جس پر اب تک بہت ہی کم توجہ مائل کی گئی ہے ہندوستان مین انگریزی تعلیم کے نتایج ہین۔ اگر ہم دیکھنا چاہین کہ ایسی

۵۔ ۱۹۱۱ء کی مردم شماری سے ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہے۔

اعلیٰ تعلیم جو ایک اعلیٰ قوم کی ضرورتون کے لئے موزون ہو جب اُسے کسی ادنیٰ قوم کو جیسے کہ ہندو ہین دیجاے تو اُس سے کیا نتائج ہون گے۔ تو یہ ہم ہندوستان مین دیکھ سکتے ہین۔ یہان اِس قسم کی تعلیم کا ایک ایسے وسیع پیمانے پر تجربہ کیا گیا ہے جس کی کوئی نظیر تاریخ مین نہین ملتی۔ یہ نتائج اُن تمام قومون کے لئے جو نوآبادیان قایم کرنے اور خاصکر اُن کو قایم رکھنے کی خواستگار ہون نہایت دلچسپ ہین۔

اگر ہم یوروپی ہندوستان کی موجودہ حالت کا صحیح اندازہ کرنا چاہین تو یون سمجھ لین کہ ایک ایسے ملک پر جو از منہ متوسطہ کی حالت مین ہے ایک نئی دنیا حکومت کر رہی اور اُس کو نئی تعلیم دے رہی ہے۔ ہندوستان مین دو قسم کی تمدنی و معاشرتی حالتین نظر آتی ہین جن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ اِن کے مابین ایک بہت بڑا فرق ہے۔ اُن کے محسوسات علیحدہ ہین خیالات علیحدہ ہین اور اُن کی ضروریات و اعتقادات بھی جداگانہ ہین۔ علم المعاشرت کا مثل علم تاریخ موجودات کے یہ مسلمہ اصول ہے۔ کہ نفس ناطقہ یا جسم ایک ابتدائی حالت سے اعلیٰ حالت پر بلا تمام درمیانی سیڑہیان یا مدارج طے کئے ترقی نہین کر سکتا۔ یہی حالت تعلیم اور نظامات کی ہے۔ جو تعلیم و نظامات ایک قوم کی ضرورتون کے ضرور ہین وہ اُسی کیلئے موزون ہوتے ہین نہ کہ دوسری قوم کے۔

ہندوستان مین انگریزی تعلیم جاری کرنیکے اسباب اور اُسکے نتائج۔

انگلستان کے بعض پراٹسٹنٹ پادریون کی شور پکار اور بعض بھی خواہ انسان اشخاص کے دلائل کی وجہ سے جو انگلستان کی مجلس وزرا مین تھے، نیز سب سے زیادہ ہندوستان کے انتظام کے لئے کثیر ماتحتین عمال کی سخت ضرورت کے باعث انگریزون نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندوستان مین یوروپی طرز کے مدارس کھولے جائین جنمین دیسیون کو تعلیم دیجاے انمین انگریز معلم ہون اور ان کا نصاب تعلیم یوروپی طرز کا ہو۔

گذشتہ چالیس پچاس سال مین اِس تعلیم کے پیالے بڑی مقدار مین دیسیون کو پلاے گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک انوکھا جدید فرقہ ملک مین پیدا ہو گیا جو بابو یا انگریزی تعلیم یافتہ کے لقب سے مشہور ہے۔ ان کا



[illegible]

شمار اس کل ہزاروں پر پہونچ گیا ہے اور روز بروز بڑھ رہے ہیں

جدید تعلیم میں مشغول ہونیوالے ... | بابو ایک عجیب برزخ ہے۔ اس کی دماغی و اخلاقی حالت عجیب قسم کی ہے ہم اس
حالت کی ہدایت میں کمی | کے مطالعہ سے معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ ایک قسم کی مصنوعی قوم کا فرد ہے جسکے
خصائص نہایت عجیب ہیں۔ بابو کی گفتگو سننے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ تعلیم جس کو ہم زمانہ حال میں
تمام بیماریوں کا علاج سمجھے بیٹھے ہیں جب بلا رعایت متعلموں کے دماغ کے دیجاتی ہے تو کیسے عجیب
نتائج اس سے ظہور میں آتے ہیں۔

بابو کی دماغی حالت | دماغی و اخلاقی حالت کی وضع سے بابو کی مثال ایک ایسے جہاز ران سے دیجا سکتی
ہے جس کا قطب نما کھو گیا ہو۔ جو خیالات اس کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں وہ اس کے سامنے بے
خیالات کے ... میں جو اس کی سمجھ سے باہر اور نامعلوم ہیں اگر کوئی ... سمجھو کہ اگر کسی
شخص کو کسی شے یا خیال کی صحیح تعریف بتا دو تو وہ اس کو اس وقت تک نہ سمجھ سکیگا جبتک کہ اُسکے
ذہن میں اس شے یا اس کے مماثل شے کا کچھ نہ کچھ ذہنی وجود یا صورت پہلے سے موجود نہ ہو۔ بس
بابو کی مثال بھی دنیا کے متعلق جہاں اُس کی ساری تعلیم کے ذریعہ سے ہوئی ہے بالکل ویسی ہی ہے
جیسے کہ کسی اندھے کو کوئی شخص رنگوں کی تعریف لفظوں سے بتائے۔ اس کے خیالات کی پراگندگی
پر یہ شہادت ہے کہ وہ بلا سلسلۂ خیال و بلا توقف بات کرنے کا عادی ہے۔ ریلوے پلیٹ فارم پر اگر کوئی
اجنبی یورپین جس کو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا اس سے سنجیدگی سے کوئی سوال پوچھے تو بابو صاحب
بیساختہ و بلا انتظار جواب اس سے بات چیت کرنا شروع کر دینگے مثلاً وہ پوچھینگے کہ آپ کو
شکسپیر پسند ہے یا پوسانت دے ترنیں؟ "کیا ملکہ انگلستان کبھی شیر کا بھی شکار کرتی ہیں؟" "ایک یورپین
عالم کتنے روپیہ کما سکتا ہے؟ اور آپ اپنے بچوں کو کونسا پیشہ سکھائیں گے؟"
کوئی بات ایسی تعجب کرنے والی نہیں جیسی کہ بابو کے غیر مسلسل و پراگندہ خیالات کی روانی۔

اُس کے بے مہار ذہن مین وشنو۔ شیو۔ مشتری۔ پرنس آف ویلز۔ یونان وروم کے مشاہیر۔ قدیم جمہوری ریاستین۔ موجودہ بادشاہتین۔ اور اسی قسم کے صدہا غیر مسلسل وپراگندہ خیالات اس طرح پراگندہ ہین جیسے فضائی ذرے جنکو ہوا جدہر چاہتی اُڑائے لئے پھرتی ہے۔ جدید خیالات کی تعبیر وہ اپنے قدیم موروثی خیالات کے مطابق جو اس کے ذہن مین بیٹھے ہوئے ہین اور جس تک اُس کی رسائی ہے کرتا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ اس نئی تعلیم کی بدولت قدیم خیالات کو بھی ٹھیک طور پر نہین سمجھتا۔ اس مضمون کے متعلق ہم ایک عقلمند اور معتدل مزاج انگریز مصنف کی رائے نقل کرتے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ

"ہمے اُس تعلیم کے نتائج ہندوستان مین او کینے سے سخت۔ بوسی ہوئی ہے جو ہم نے ہندیون کو دی ہے۔ ایسے شخص جن پر درحقیقت تعلیم یافتہ ہونے کا اطلاق ہوسکے خال خال ہین۔ بہت سے نیم تعلیم یافتہ ہین اور کثیر التعداد ناقص تعلیمیافتہ اور جو انوہ زوال حالت مین ہین۔ بابو نے پڑھا تو بہت ہے لیکن چونکہ اس کے خیالات بے شمار ہین اس لئے اُن مین بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ عموماً وہ کہواسی ہوتا ہے۔ کہا جاسکتا ہے کہ اُس کو سوء ہضمی کی بیماری ہے۔ کیونکہ وہ مجبور ہے کہ جو بے شمار الفاظ اُس نے سیکھے ہین اور اُسے ہضم نہین ہوئے وہ اُن کو ہروقت باہر نکال پھینکتا رہے اُس کے قول فعل سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا بالکل اُن کا ذمہ دار نہین۔ وہ اپنی مادری زبان پر چندان توجہ نہین کرتا اور اپنے لٹریچر۔ فلسفہ و مذہب کو ناقص طور پر جانتا ہے۔ اور نہ اس کو یوروپی لوگون کے عمدہ خصائص حاصل ہوئے ہین۔ بعوض اسکے کہ وہ اس تعلیم کے لئے ہماری عنایتون کا شکرگذار رہتا اُلٹا اُس سے ہمین پر حملہ کرتا ہے اور ہماری تعلیم جو اُس کے ترازوئے اخلاق وآداب کے توازن مین خلل انداز ہوئی ہے یہ گویا اُسکا انتقام ہے۔"

سرجان اسٹریچی لکھتے ہین کہ "یہ جماعت اکثر ناقص تعلیم یافتون کی ہے جو ہماری زبان سے خوب واقف ہین اور ہمارے معمولی سیاسی مسائل کو اُنھون نے خوب رٹ لیا ہے جس پر وہ اپنی فصاحت کی خوب گل افشانی کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ گویا وہ برک اور میکالے ایسے عالی دماغ لوگون کے جذبات کی جنکو انھون نے خوب رٹ لیا ہے پیروی کرتے ہین۔"

موسیو جے ہارسنڈ ہمارا پرانا کونسل جنرل جو عرصہ دراز تک کلکتہ مین رہا ہے اس مسئلہ پر اپنے خیالات کا یون اظہار کرتا ہے کہ "اب بہت سے انگریزون نے اس بات کو خوب سمجھ لیا ہے کہ اُنھون نے جو مغربی تعلیم

ہندوستانیوں کو دی ہے وہ سراسر ایک غلط راستہ تھا۔ ان میں سے جو نہایت تجربہ کار انگریز ہیں وہ تو اس خطرناک غلطی پر جو مشہور و معروف میکالے کے نام سے عمل میں لائی گئی ہے لعنت بھیجتے ہیں۔ کیونکہ اس تعلیم سے بعوض انگریزوں کے دیسیوں کو بہت زیادہ نقصان پہونچا ہے۔ ہماری دماغی غذا ایسے دماغ والوں کیلئے جیسے کہ ایشیا کے ہیں خطرناک ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تعلیم نے گویا ان کے ادراک و احساس کی بنیاد متزلزل کردی ہے اور وہ سارا اخلاقی اعتبار و یقین کھو بیٹھے ہیں اور طبیعت کا سکون جاتا رہنے سے ان پر پراگندگی چھا گئی ہے۔

اخلاقی نتائج

یوروپی تعلیم سے جو اخلاقی ضعف بابو میں منتج ہوا ہے وہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کی ترازو سے عقل بالکلیہ ڈانواں ڈول ہوگئی ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس کی عقلی و اخلاقی حالت کے اس خاص رُخ کی مذمت کروں مناسب ہے کہ اس کے دماغی حالت کے متعلق خود انہیں کے ایک ہموطن کی شہادت نقل کروں۔ یہ اقتباس مشہور مسٹر ملا باری کی قابل قدر تصنیف موسومہ "گجرات" سے ہے۔ مسٹر ملا باری خود ایک ہندوستانی اخبار نویس ہیں مگر ان کا درجہ اپنے ہموطنوں کے اعتبار سے بہت اعلی ہے۔ انہوں نے ایک اپنے دیسی دوست کے ساتھ ملکر ایک ماہانہ رسالہ نکالا۔ بطور جملہ معترضہ کے یہ بیان کردینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اخبار و رسالے نکالنا بھی بابو کا ایک خبط ہے اور چونکہ اخبار نویسی کو ہندوستان میں پوری آزادی ہے اس لئے بابو اخبار کے ذریعہ سے اپنے دل کے بخار نکال لیا کرتا ہے۔ مسٹر ملا باری اخبار نویسی کے متعلق اپنی وا اپنے دوست بابو کی جہالت کا اعتراف اپنی کتاب "گجرات" میں یوں کرتے ہیں۔

"ہماری جہالت پر گستاخی اور ضد کا اور اضافہ ہوا۔ لیکن کیسی پریشان بات تھی کہ ہم سلطنت کے اعلی سے اعلی افراد پر نکتہ چینی کرنے اور ٹھٹھول مارنے کے قابل ٹھہرے ؟۔ ایک دن پلوتا کے جنگ کے متعلق ہمارے دوست "پ" کچھ لکھ رہے تھے۔ مجھ سے پوچھنے لگے کہ "پورٹ" یعنے "باب عالی" کے کیا معنے ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ "پورٹ" سلطان ٹرکی کی بڑی بی بی کا نام ہے۔ "پ" نے یہ سمجھا

کہ وہ ایک یورپی نام خدیو مصر کا تھا۔ ہم اکثر اِس قسم کی بے وقوفی کرتے اور ہر روز اپنے اخبار مین دو چار ایسی حماقت کی باتین درج کرکے اپنی جہالت ثابت کرتے۔ اور جب دوسرے دن ہم اپنی غلطی سے واقف ہوتے تو ایک دوسرے پر الزام تھوپنے لگتے تھے"!

خیالات کی پراگندگی کے ساتھ بابو پر جو ایک اور خوفناک نتیجہ یورپی تعلیم کا ہوا وہ یہ ہے کہ اس مین اخلاقی پاکیزگی کے متعلق لاپروائی آگئی مذہب کی جس مضبوط بنیاد پر اُس کے چال چلن کا دارومدار تھا وہ اس درجہ برباد ہوگیا ہے کہ اب اُس کے پھر بننے کی اُمید نہین ہے وہ اپنے باپ دادون کے اعتقادات کھو بیٹھا ہے۔ اور یورپی لوگون کے اصول چال چلن بھی اُس نے اختیار نہین کئے۔ اُس کی راستی و دیانت داری صرف وہین تک محدود ہے جہان تک کہ اُس کو پولیس کی حراست کا خوف ہے۔

بابو کے تغلب و تصرف سے بچنے کی غرض سے انگریزی انتظام اس امر پر مجبور ہے کہ ہر معاملہ مین سخت احتیاط برتے اور اپنے انتظامی گرفت کو غیر محدود طور پر بڑھاتا اور مضبوط کرتا رہے۔ ڈاک کے خطوط و پارسل کا ٹھیک طور پر پہونچ جانا بہت کچھ مشتبہ ہے۔ ذرا بھی کوئی خط بھاری ہوا اور اس شبہ کی گنجایش ہوئی کہ اس مین کچھ قیمتی کاغذات ہون گے پھر ایسے خط کا منزل مقصود پر پہونچ جانا تاوقتیکہ اُس کا بیمہ نہ ہوا ہو آسان بات نہین ہے۔ مجھے ہندوستان مین اپنے آلات کا صندوق وصول ہونے مین بڑی مشکلات درپیش آئین۔ چونکہ یہ صندوق بہت بھاری تھے ریل بابو سمجھے کہ شاید ان مین روپیہ بھرا ہوا ہے اس لئے اکثر وہ اُن کے قفلون کو توڑ ڈالتے تھے۔ چنانچہ مجھے یہ کرنا پڑا کہ مین اپنے قیمتی آلات کو آہنی صندوقون مین بند کرتا اور پھر ان کو لکڑی کے صندوق مین مقفل کر دیتا تھا۔ لیکن یہ لکڑی کے بیرونی صندوق اکثر مجھے کھلے ملتے۔ بابو کی نظر جب اندر کے آہنی صندوق پر پڑتی جس پر لکھا ہوتا تھا کہ اس مین نہایت خوفناک زہریلا بھک سے اُڑ جانے والا مادہ ہے تو وہ ڈر سے اس کو کھولنے سے باز رہتا۔

بابو جس قدر انگریزون کے سامنے غلام کی طرح دب جاتا ہے اُسی قدر اُس کا برتاؤ اپنے دیسی

بھائیون سے جنکا کام اُس سے پڑتا ہے سخت تحکمانہ وحقارت کا ہوتا ہے۔ ہندوستان کا انتظام کرنے والے درحقیقت بابو لوگ ہین کیونکہ یہی وہ دیسی کارندے ہین جو انگریزی انتظام کو چلاتے ہین۔ لیکن یہ اس پر بھی قانع نہین انکا خیال تو یہ ہے کہ ہندوستان کی سلطنت پورے طور سے بابوؤن کے ہاتھ مین رہے اور بابوون کے فائدہ کے لئے ہو۔

بابو اس آرزو کا خواب شیرین دن رات دیکھا کرتے ہین۔ جب کبھی تین یا چار بابو اکٹھے ہوتے ہین تو اُن مین اسی قسم کی گفتگو ہوا کرتی ہے۔ کبھی کبھی وہ اس مضمون پر بحث کرتے کرتے جوش مین آجاتے ہین اُس وقت ایک طوفان بےتمیزی برپا ہوجاتا ہے اور کوئی کسی کی بات نہین سنتا اگر اس اثنا مین ایک آدھ دم خاموشی ہوجاتی ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ شاید کسی یوروپی کے آنے کی آہٹ اُن کو ہوئی۔ جونہی یوروپی اُن کے سامنے آتا ہے تو یہ خوف زدہ جماعت افسوس کی آہین مارتی ہوئی ادھر اُدھر منتشر ہوجاتی ہے۔

مجھے کئی بار اس بات کے دیکھنے سے سخت نفرت ہوئی کہ انگریز کے سامنے تو بابو نہایت مودب اور غلام سا بن جاتا ہے مگر اپنے دیسیون کے سامنے وہ بڑا دماغ ومغرور ہوجاتا ہے۔

بابوون کے ساتھ انگریزون کا برتاو

انگریزون کا برتاو بابو کے ساتھ جس کو وہ خوب پہچان گئے ہین سختی ودرشتی کا ہوتا ہے۔ اور نووارد یوروپی سیاح جب اول اول اس حقارت آمیز برتاو کو دیکھتا ہے تو اسکو سخت نفرت ہوتی ہے۔ انگریزون کی فصاحت بابو کے لئے مینت کا اشارہ ہے۔ لیکن جب کوئی یوروپی سیاح چند دن ہندوستان مین رہ جاتا ہے تو اُس کو مجبوراً انگریزون کا برتاو ٹھیک معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہی ایک طریقہ ہے جس سے کوئی یوروپی بابو کے گستاخانہ رویہ سے اپنے کو بچا سکتا اور انھین خوف ورعب بٹھا کر اپنا ادب کرا سکتا ہے۔

انگریز کسی بابو کو ریل کے اس ڈبے مین بہت کم آنے دیتے ہین جس مین وہ خود سفر کرتے

ہین مگر بابو کا معزز خیال یہ ہے کہ وہ اُسی ڈبہ مین سفر کرے اس قسم کے مشاہدے سے اول اول مجھے نہایت تعجب ہوا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب مین نے ایک غریب مسکین بابو کو اپنے ڈبے کے دروازہ پر ڈرتا اور ہچکچاتا ہوا دیکھا تو مین نے ہمدردانہ مسکراہٹ کے ساتھ اُس کو اندر آنے کی ترغیب دی۔ جونہی بابو نے میری مہربانی کو معلوم کر لیا وہ فوراً میرے ڈبے مین آ ڈٹے۔ اور خوب ہاتھ پاؤن پھیلا کر شان امارت ظاہر فرمانے لگے نہ صرف یہ بلکہ مجھ پر یہ ثابت کرنے کے لئے کہ وہ کوئی بڑے درجے کے شخص ہین آپ نے اپنے پاؤن بھی بنچ پر پھیلا دئے۔ ایک بڑا سا سگار پینا شروع کیا اور درمیان مین عجیب مہمل سوالات مجھ سے پوچھتے اور فرش و کھڑکیون پر تھوکتے جاتے تھے۔ آپ کے سوالات سب کے سب درجے۔ عہدے۔ آمدنی و خرچ وغیرہ کی بابت تھے۔ اِن حالات کو دیکھکر مجھے اُس ڈبے مین بیٹھنا عذاب ہو گیا۔ کسی اسٹیشن پر اگر کوئی انگریز اُس ڈبے مین داخل ہو گیا تو بابو صاحب خوف سے زرد اور سرد پڑ گئے اور چپ چاپ ہو گئے کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ اگر انھون نے ذرا سی بھی کوئی بیجا حرکت کی تو صاحب بہادر اُن کو کان پکڑ باہر کر دین گے۔

بابو کو مطیع کر لینا چندان مشکل نہین کیونکہ وہ مثل بلی کے ڈرپوک اور حقیر ہوتا ہے۔ بہت لوگون نے بنگالیون کو موٹر یا ریل کے انجن چلانے پر نوکر رکھنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ ذرا سے خطرہ پر بھی وہ انجن پر سے کود کر کھیتون مین اِدھر اُدھر بھاگ جاتا ہے۔

بابو و پرانے طرز کے پنڈت کا مقابلہ

یہان تک ہم نے دکھایا کہ جب انگریزی تعلیم کسی ایسی قوم کو دی جاے جس کے دماغ ہنوز اُس کے لئے کچے و ناموزون ہین تو اُس کے کیا نتائج ہوتے ہین۔ اسی کے ساتھ اگر ایک بابو کا کسی پرانے دیسی طرز کے تعلیم یافتہ پنڈت سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت اُس کے مقابلہ مین کیسا سنجیدہ لائق اور خوش آداب و اخلاق ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی ہمارے یوروپی جلسے مین بھی کھڑا کر دیا جائے تو خود بخود اُس کی عزت و وقار دلون مین پیدا ہو۔ بخلاف اِسکے

بابوؤں نقلی شخصیت اور اس کے غلامانہ تملق سے نفرت ہوئی ہے۔

انگریزی انتظام بلا بابو کے نہیں چل سکتا

انگریزی انتظام اگرچہ بابو سے سخت نفرت کرتا ہے مگر مجبور ہے کہ اس کو نوکر رکھے کیونکہ کوئی یورپین اتنی قلیل تنخواہ پر نہیں ملتا۔ پس باوجود اس علم کے کہ بابو میں سخت ترین مادہ دشمنی کا ہے انگریزی انتظام کو بطور ناگزیر برائی کے بابو کی برداشت کرنا پڑتی ہے۔

یہ ایک عجیب مشاہدہ ہے کہ انگریزی تعلیم سے ایک بے خطر ہندو کس درجہ اپنے مالکوں کا دشمن بن جاتا ہے۔ اس کا اندازہ اُن دیسی اخبارات کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے جن کو بابو شائع کرتے ہیں۔ چونکہ یہ ایسا مضمون ہے جس پر اگر کوئی اجنبی شخص کچھ لکھے تو شبہ کیا جا سکتا ہے اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ چند اقتباسات اپنے دعوے کی تائید میں نقل کردوں۔

پروفیسر ہاپکنسن کی رائے

مشہور پروفیسر ہاپکنسن جن کی رائیں ہندوستان کے متعلق ان کے ہموطنوں میں بہت مستند سمجھی گئی ہیں اپنی کتاب "جدید ہندوستان" کے تیسرے اڈیشن میں لکھتے ہیں کہ۔

"مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے اپنی سیاحت ہندوستان میں یہ بات ثابت ہوئی کہ انگریز اور دیسیوں کے درمیان میں ملنے کے بجائے جدائی کا خلیج طور پر وسیع ہوتا جاتا ہے"

یہی مصنف لکھتے ہیں کہ۔

"تعلیم یافتہ ہندوستانیوں میں انگریزوں سے سخت نفرت بڑھتی جاتی ہے۔ ان میں بعض سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ باوجود ہمارے تاجروں اور ریلوں کے وہ ہم کو اور ہماری تہذیب کو اسی نظر حقارت سے دیکھتے ہیں جیسا کہ ان کے بزرگ ہندوستان کے قدیم جنگلی باشندوں کو دیکھتے تھے۔ ان سب کا یہ اعتقاد ہے کہ ان کے پاس ایک نہایت عالی قدر مذہب ہے بلکہ عقلی و ذہنی لحاظ سے وہ اپنے کو ہم انگریزوں سے زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔"

۵۔ ماڈرن انڈیا۔

سر الفرڈ لائل اپنی کتاب موسومہ "مشرق بعید کے مذہبی و معاشرتی رسومات کا مطالعہ" مین ہندوستان کے قدیم حکمرانون کے تذکرے کے ضمن مین کہتے ہین کہ۔

سر الفرڈ لائل کی راے

"ہندوستان کی موجودہ حالت یہ ہے کہ ہم وہان پولٹیکل حقوق اور نیابتی حکومت کے نظامات کے بیج بے تمیز ملک نے ایک ایسے لوگون کے دلون مین بو رہے ہین جو صدیون سے خود مختارانہ و جابرانہ حکومت کے ماتحت رہے مین۔ جہان آزادی اور حق مساوات لوگون کو کبھی نصیب نہ ہوا۔ اس کے ساتھ ہم جدید تعلیم کی کھیتی بے تمیز ملک نے ایک ایسی زمین پر بو رہے ہین جہان پہلے کبھی سائنس کا درخت اس سے زیادہ نہین اُگا جتنا کہ ازمنہ متوسطہ مین یورپ مین تھا۔"

انگریزی حکماے سیاست کی غلطی تعلیم سے متعلق

ان حالات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مثل فرانسیسی عالمان علم الاقتصاد اور انگلستان کے دونون مشہور ہمنام مِل صاحبان کے انگریز حکماے سیاست نے تعلیم پر حد سے زیادہ بھروسہ کیا اور سمجھے کہ سیاسی و تمدنی انقلابات و جوش و جلد تغیرات کے نازک زمانہ مین تعلیم ایک تسکین دہ ثابت ہوگی۔ لیکن معاملہ برعکس ہوا۔ عام تعلیم جو کثیر مقدار مین اور جلد دی گئی۔ وہ بعض طبقات کے لئے اور بھی بے چینی کا باعث ہوئی اور اس کی وجہ سے قدیم تمدنی طور ربط بہت جلد ٹوٹنا شروع ہو گئے۔ ہندوستان مین ان نتائج کا ہونا ضروریات سے تھا کیونکہ یہان تعلیم بالکلیہ حکومت کی طرف سے دی جاتی ہے اور معلم یورپین لوگ ہین جنکا کام یہ ہے کہ جدید سے جدید علمی و سیاسی تحقیقات کے نتائج کی تعلیم ایسے لوگون کے دماغون مین بھرین جنکے دماغ بسبب اُن کے قدیم دستورات و تہذیب کے ہنوز اس کیلئے طیار نہین تھے۔ مزید بران یہ تعلیم بالکلیہ مادی ہے اور ہندوستان مین قدیم الایام سے ساری تعلیم مذہب پر مبنی رہی ہے۔

یہ خیال کہ عام تعلیم ہی کل برائیون کی دوا اور انسان کی قدر و قیمت کی سچی کسوٹی ہے نہ صرف ہندوستان وایشیا مین ہی بہت کچھ بربادی کا باعث ہوا بلکہ یورپ مین بھی اس عام تعلیم کی بدولت ایک خوفناک فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس کا حال سب سے نرالا ہے۔ یورپ مین بھی ہندوستان کے بابو کی طرح

ایک فرقہ موجود ہے جو اُسی سوسائٹی کا جس کی بدولت وہ وجود میں آیا دشمن ہے۔ اس کا کام حکومتوں کی بیخ کنی اور قانون معاشرت کو تہ و بالا کرنا ہے۔ یہ فرقہ سوشلزم اور انارکزم خیالات کا پیرو ہے چونکہ مجھے صرف ہندوستان سے بحث ہے اس لئے میں اس کتاب میں اس مضمون پر زیادہ لکھنا نہیں چاہتا کیونکہ میں نے ایک دوسری کتاب بنام (سائیکالوجی آف سوشلزم) میں اس مضمون پر مفصل بحث کی ہے۔

بابو خطرہ

ہندوستان کے فرقہ بابوان سے جو خطرہ روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے وہ ان کے مطالبے میں۔ چونکہ چند نیک دل انگریز ان کے مطالبوں سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں کہ ان کو ہندوستان کی حکومت میں بڑے بڑے عہدے محض اس بنا پر دئے جائیں کہ اُنھوں نے امتحان پاس کر لئے ہیں اس لئے بابو بھی دلیر ہو گئے ہیں۔ مگر ان امتحانوں سے جن کو یہ خوب رٹ کر پاس کر لیتے ہیں، ان میں وہ ذاتی اوصاف نہیں پیدا ہو جاتے جو انتظام سلطنت و سیاست کیلئے ضرور ہوتے ہیں۔ سر جان اسٹریچی لکھتے ہیں کہ "جس دن ہم اپنے بڑے انتظامی مہمات و کاروبار کو ان بابوؤں کے ہاتھ میں جانے دینگے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہماری سلطنت کا زوال اسی دن سے شروع ہوگا اور ہندوستان جلد ایک خونخوار بد امنی میں مبتلا ہو کر رہے گا۔"

حاکم بننے کیلئے صرف امتحان پاس کرلینا کافی نہیں ہے

ایک دوسرے مقام پر بھی سر جان اسٹریچی اس مضمون کے ضمن میں بہت سچ فرماتے ہیں کہ "امتحان مقابلہ صرف ایک ہی قوم کے افراد کے درمیان ہونا چاہیئے کیونکہ اس قوم میں ان کے ذاتی اوصاف ہمنے کر کیرکٹر کا ارث ہوتا ہے جو اُس قوم کے فرد کو اپنی قوم سے ورثہ میں حاصل ہوتے ہیں۔

"اس امتحان مقابلہ میں جو بات سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ نوجوان انگریز جو اس امتحان کو پاس کرتے ہیں ان میں ان کے بزرگوں کے خصائص بطور وراثت کے امانت ہوتے ہیں۔ یہ نوجوان انگریز اپنے بزرگواروں سے نہ صرف جسمانی مضبوطی و دلیری وراثت میں پاتے ہیں بلکہ آزاد مزاجی اور مضبوطی رائے اور قوت استقلال اور خود فکری عادت بھی مع اُن تمام خصائص کے جو انسانوں پر حکومت کرنے کے لئے ضرور ہیں اُن کو بطور وراثت ملتی ہیں۔ اور یہ وہ خصائل ہیں جن کے بغیر متمدن زندگی کے فرائض بجا لانا مشکل ہے۔

انہین خصائل سے انگریزون نے سلطنت جیتی ہے۔ مگر بزرگی کے کارو بار مین ان تمام جسمانی و اخلاق موروثی خصائل کے سرمایہ کو ہاتھ مین لیکر قدم بڑہاتے ہے مگر ہندوستانیون کی حالت ایسی نہین ہے۔"

کوئی شک نہین کہ مذکورہ بالا اقتباس مین بعض خیالات اِس قسم کے ہین جنسے ہمارے جدید خیالات مُساوات کی نامطابقت مترشح ہوتی ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ قانون قدرت کے مطابق ہین اور قانون قدرت وہ مضبوط قانون ہے جس کے مقابلہ مین حکمائے سیاست کے لائحۂ عمل متخیلہ چندان وقعت نہین رکھتے

لارڈ رپن کی غلطی طبقہ بابوان کی اہمیت بڑہ جانے کا باعث ایک وائسرائے ہوئے ہین جو چند دن قبل ہندوستان پر حکمران تھے۔

یہ وائسرائے پکے دیندار عیسائی تھے اور سمجھتے تھے کہ کل انسان بھائی ہین اور دُنیا مین بلحاظ عقل و حقوق انسانی کے مساوات کے معتقد ہین۔ مزید بران یہ وائسرائے مشرقی اقوام کی خصائص سے گہری واقفیت نہ رکھتے تھے۔ انہون نے بھی مثل ہم لاطینی اقوام کے جن کا اصول یہ ہے کہ چاہے سلطنت ہاتھ سے چلی جائے مگر اپنا اصول نہ جانے پائے اپنے اعلیٰ اصول کو عملی صورت دینا چاہی یعنے بابوؤن پر خاص مہربانی مبذول کی اور اپنے ذہن مین یہ سمجھ لیا کہ وہ اِن کو یورپی طرز کا بنادین گے انگلستان کا سب سے خطرناک دشمن یہی جو ہندوستان کے تخت پر بیٹھا ہوتا تو شاید وہ ایسی فاش غلطی کا مرتکب ہونے کی جرأت نہ کرتا جس سے پایہ تخت کو مضرت پہونچے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤن کو جب ان خیالی حقوق کی تعلیم ہوئی تو انہون نے آج کل دیسی اخبارات میں گورنمنٹ کے خلاف زور شور سے حملے شروع کردئے اور شکایتون کی بوچھار سے گورنمنٹ کو ضیق مین ڈالدیا۔ جس دن روس ہندوستان کی سرحد پر نمودار ہوا اور ذرا بھی اُس کو کوئی کامیابی یا فتح ہوئی اُسی دن بابو کے وسیلے سے ہندوستان کی آبادی مین روسی تائید کے لئے بغاوت برپا ہوجائے گی۔ چونکہ بابو کو انگریزی تسلط و غلبے سے بغض ہوگیا ہے اِس کی مثال اُس دیمک کی سی ہے جو چپکے چپکے کسی دیو کے پاؤن کو چاٹے جاتی ہو۔

یہان تک ہم نے ہندوستان مین انگریزی تعلیم کے نتائج سے بحث کی ہے۔ اور دکھایا ہے کہ جب کوئی تعلیم کسی قوم کے دماغی حالت کے لحاظ سے موزون نہین ہوتی تو کیسے خوفناک نتائج اُس سے ظہور مین آتے ہین۔ یوروپی تعلیم نے ہندوستان کے قدیم و دیرینہ تمدن کے اثرون کو ہندوستانیون کے دل سے مٹا دیا ہے اور اس مین ایسی ضرورتون کی خواہش پیدا کر دی ہے جن سے وہ پہلے واقف نہ تھا۔ اور اُس پر طرہ یہ ہے کہ جدید خواہشین تو اس مین پیدا کر دین لیکن اِن خواہشات کے پورا کرنے کے وسائل اُس کو نہین دئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس بے چارہ کی حالت نہایت بے چینی و مایوسی کی ہو گئی۔ وہ انہین کا سخت دشمن بن بیٹھا جنہون نے اُس کو ایسی تباہ کن تعلیم دی۔ بے چارہ بابو اپنی دورخی حالت کی وجہ سے مجبور ہے اور وہ سخت شاکی ہے۔ یقین جانئے کہ واقعات خود اِن غلطیون کا انتقام لے لین گے۔ کیا عجب ہے کہ وہی حکومت جو اس بابو کو عدم سے وجود مین لائی اسی بابو کے ذریعہ سے نیست و نابود ہو جائے![5]

فصل سوم۔ ہندوستان کا جنگی مستقبل

ہندوستان کا مستقبل جیسا کہ ہم اِس فصل مین دکھائین گے صرف انگریزی حکومت کا مستقبل ہندوستان

۵۔ ہندوستان مین انگریزی تعلیم کے نتائج پر مصنف نے جو نکتہ چینیان کی ہین وہ زیادہ تر یوروپی نقطۂ خیال سے ہین تاہم یہ نہایت غور طلب ہین۔ کوئی شک نہین کہ جدید تعلیم سخت اصلاح طلب ہے بابو کے دماغی عقلی و اخلاقی حالت کا نقشہ گذشتہ پچیس سال مین بہت کچھ بدل گیا ہے اور بابو ارتقا کے بہت سے مدارج طے کر چکا ہے تاہم ابھی اُسے بہت کچھ سیکھنا اور کریکٹر مین ترقی کرنا ہے۔ محض پالیٹکس مین زور و شور دکھانا کافی نہین ہے۔

مین نہین ہے بلکہ یہ ایک نہایت اہم و پیچیدہ مسئلہ ہے۔ اِس مسئلہ کے حل کرنے کے لیے ہمین اس کشمکش عظیم کے نتائج کا مطالعہ کرنا چاہیے جو اِس وقت دو دنیاؤن یعنے مشرق و مغرب کے درمیان جو ایک دوسرے سے بالکل جدا ہین، برپا ہے۔ قبل اِس کے کہ ہم اِس مسئلہ پر پورے طور سے سوچین ہمین یہ ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہندوستان کے لوگون کو کبھی آزادی نصیب نہین ہو سکتی۔ اِن کی قسمت مین ہمیشہ کے لیے یہی ہے کہ اجنبی حکومت کے غلام بنے رہین۔

ہندوستان کی قسمت مین دائمی غلامی ہے

ہندوستان کا ایک قوم بنجانا ویسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ یورپ کا ایک قوم بننا۔ جو لوگ اِس وسیع ملک مین آباد ہین اُن کی قومیتین علیحدہ ہین۔ وہ جدی جدی زبانین بولتے ہین اور اُن کے اغراض ایک دوسرے سے ایسے مخالف ہین کہ وہ کبھی اتفاق کر کے اجنبی حکومت کے خلاف لڑ نہین سکتے۔

ہندوستان پر آنے والا امر

سوال یہ ہے کہ کیا ہندوستان موجودہ مالکون کے ہاتھ مین بہت دن رہ سکے گا؟ ہمارے خیال مین یہ مشکل امر ہے۔ روس ہندوستان کی طرف بڑھا چلا آ رہا ہے اور کوئی دن گذرتا ہے کہ وہ ہندوستان کے دروازہ پر آموجود ہوگا۔ کابل کے درے ہمیشہ سے جس طرح فاتحین عبور کرتے آئے مین کوئی شک نہین کہ وہ انکو پھر عبور کرین گے۔

اِس مین شک نہین کہ ہندوستان مین انگریزی فوج خاصی ہے۔ اور ریلون کی وجہ سے اب یہ آسانی ہو گئی ہے کہ جس مرکز پر چاہین بہت جلد ساری فوج کو جمع کر سکتے ہین۔ لیکن یہ فوج کمہم اجمعین قریباً ۵۰ ہزار انگریزون کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قلیل فوج گنی چنی یوروپی فوج کا مقابلہ بہت عرصہ تک نہین کر سکتی۔ انگریزون کی اصل فوج تو ہندوستان مین اسی قدر ہے مگر انہون نے اپنے ہمسایہ روسیون کو ہمیشہ یہ دکھایا ہے کہ گویا اُن کے پاس بڑی قوت ہے اور یون روسی ہمیشہ ڈر کر اور جھجک کر ہندوستان پر حملہ کرنے سے ڈرتے رہے۔ حالانکہ اگر وہ اپنی پختہ و مکمل تجویزون کے مطابق ٹھیک وقت پر حملہ کر دیتے

تو غالباً ان کو کامیابی ہوتی۔ انگلستان کے لئے روسی حملے سے زیادہ کوئی چیز بھیانک اور ڈرانے والی نہین یہی وجہ ہے کہ انگلستان اس آنے والی بلا کے ٹالنے کیلئے دُنیا کے ہر حصہ مین جہان تک کہ اُس سے ممکن ہے روسیون کے خلاف مشکلات پر مشکلات پیدا کرتا رہتا ہے۔

وہ مقابلہ جو اس تھوڑی سی انگریزی فوج مقیم ہندوستان کو روسی حملہ آورون کے سیلاب سے کسی دن کرنا ہے اس مین ہندوستان کی دیسی آبادی کا کوئی حصہ نہوگا۔ ہندوستان نے اجنبی حملہ آورون کی ہمیشہ اطاعت کی ہے۔ وہ جانتے ہین کہ انہین کسی نہ کسی حاکم کی اطاعت کرنی ہے۔ اسلئے اُن کو اس سے کچھ غرض نہین کہ وہ حاکم کون ہے۔

ہندوستان جیتنے کی غرض سے خواہ کوئی بھی حملہ آور کیون نہ ہو اُسے اس طبقہ بابو سے ضرور مدد ملے گی مگر یاد رہے کہ یہ مدد اخلاقی طرز کی ہوگی اور اُس سے حملہ آور کو بہت مدد مل سکے گی۔ کیونکہ بابو اپنے جبلی فصاحت تحریر و تقریر اور دیگر خفیہ ذریعے سے دیسی آبادی کو دکھائے گا کہ یہ حملہ آور ہندوستان کو آزادی دلانے کیلئے خدا کے بھیجے ہوئے ہین۔ یون حملہ آور کو اپنا تسلط جما لینے مین کچھ دشواری نہ ہوگی۔ بابو کی تائید و ترغیب سے ہندوستان کی آبادی نئے حملہ آورون کو خوشنودی کا ووٹ دے گی اس مین بہت شک ہے کہ آیا مالکون کی اس تبدیلی سے انہین بھی کچھ فائدہ ہوگا۔ لیکن یہ ایک ایسا سوال جس پر شاید ہی کسی فاتح نے کبھی خیال کیا ہو۔

فصل چہارم۔ ہندوستان کا اقتصادی مستقبل

قانون قدرت۔ قوی ضعیف کو نگل جاتے ہین

صدیون سے ہندوستان و دیگر ممالک ایشیا پر مغربی اقوام حملے کرتے چلے آئے ہین۔ اور اُنھون نے قانون قدرت کے اس بے رحم قانون کے موافق جس کی رو سے

قوی ضعیف کو کھا جاتے ہیں اِن مفتوحہ ممالک کو خوب لوٹا ہے۔ تاریخ عالم کے شروع سے اقوام کے تعلقات مین اِس قانون کا عملدرآمد رہا ہے کہ جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ؎

اقتصادی حملہ کا خطرہ مشرق کی طرف سے

اسی قانون کے موافق اب مشرق کی باری آئی ہے کہ مغرب پر حملہ آور ہو مگر یہ حملہ اقتصادی ہے۔ جن اقتصادی قوتین کا ارتقا اِسوقت ہو رہا ہے اور وہ دُنیا پر اپنا اثر ڈال رہے ہین اُن سے ایک عظیم الشان خطرہ اقتصادی انقلاب کا ہے۔

یہ حملہ اِس لحاظ سے اور بھی خوفناک ہے کہ اِس مین حملہ آور سپاہ توپ و بندوق سے کام نہ لیگی جسکا مقابلہ کرنا آسان ہے بلکہ ان زبردست پوشیدہ قوتون سے کام پڑے گا جن کو مغلوب کرنا ناممکن ہے۔

وہ ہتیار جن سے اب تک اقوام باہم لڑتی تھین اب بدل گئے۔ صنعتی و تجارتی ارتقا نے سب کچھ بدل دیا ہے۔ لوگ اب توپ و بندوق سے نہین لڑتے بلکہ اب وہ اپنے صنعتی و زراعتی مصنوعات و پیداوار کے ذرائع سے لڑتے ہین۔ اور اِس مقابلہ و کشمکش مین مغرب کو اپنی کامیابی کی اُمیدین روز بروز کم ہوتی جاتی ہین۔

ہم نے اپنی دوسری تصانیف مین اُن نتائج کو دکھایا ہے جو مشرق و مغرب کی موجودہ کشمکش سے پیدا ہو رہے ہین۔ یہان ہم صرف اس حصہ کا مطالعہ کرسکتے ہین جسکا تعلق ہندوستان سے ہے۔

بھاپ اور بجلی کی بدولت جو حیرت انگیز انقلاب سفر و آمد و رفت کے ذرائع مین پیدا ہوگیا ہے اور فاصلہ کوئی بڑی بات نہین رہا اور دُنیا کی اقوام ایک دوسرے کے قریب ہوگئین اِسکا ایک بڑا نتیجہ یہ ہونے والا ہے کہ وہ دو بڑے دریا جن مین انسانی زندگی کی رو علیحدہ علیحدہ بہتی تھین یعنے ایک تو بڑی اور پریشان اور عمیق مشرقی زندگی کی رو اور دوسری مغرب کی تیز رفتار اور سطحی رو یہ دونون اب علیحدہ علیحدہ نہ بہین گی۔

بھاپ وبجلی سے سفر وبار برداری کے ذرائع مین جو حیرت انگیز انقلاب پیدا ہوگیا ہے اور دور و دراز فاصلہ نزدیک ہوگئے ہین اسکا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دُنیا کی مختلف اقوام مین قریبی تعلقات قایم ہوگئے ہین۔ نوع انسان کی وہ دو بڑی قسمین جن کو مشرقی ومغربی دُنیا کے نام سے پکارا جاتا ہے ابتک ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ تھین اور مثل دو ندیون کے متضاد سمت کو بہتی تھین، اب قریب ہے کہ یہ دونون ایکہی سمت مین رواں ہون۔ ان دونون دُنیاون کے قریبی تعلقات سے ایک نتیجہ یہ ہونے والا ہے کہ اشیاء تجارت کی قیمت ایک سطح پر آجائے۔

جو آثار اسوقت نہایت تیزی سے ظاہر ہورہے ہین اُنکی بنا پر یہ پیشخبری کی جاسکتی ہے کہ بھاپ اور بجلی کی بدولت دونون دُنیا ایک دوسرے سے بہت قریب ہوجاوینگی اور اسکا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ صنعتی وزراعتی پیداوار کی قیمت ایک عام نرخ پر آجائے گی اور اس کا اثر لامحالہ مزدوری کی شرح پر پڑیگا اور تمام دُنیا مین مزدوری کی شرح کم وبیش یکسان ہوجائے گی ظاہر ہے کہ اُسوقت . . ۔ انہ شرح مزدوری کا تعین اُس اوسط کے لحاظ سے ہوگا جسپر ایسی اقوام خوشی سے اپنا گذارہ کرلین جن کی ضرورتین کم ہین اور جو سب سے کم لاگت پر اپنی پیداوار طیار کرتی ہون۔ ہم دیکھ سکتے ہین کہ اِس حالت مین مشرقی اقوام جن کی تعداد کرہ دُنیا پر بکثرت ہے۔ اور جو نہایت کم خرچ پر اپنا گذارہ کرلیتی ہین۔ شرح مزدوری کا تعین انہین کے لحاظ سے ہوگا اور یون مشرق ومغرب کے اتحاد سے درحقیقت وہی فائدہ مین رہین گے۔ اور مغربی اقوام گھاٹے مین رہے گی۔ یہ بہت اغلب ہے کہ مشرقی مزدور کی مزدوری اُسوقت کسی قدر بڑھ جائے گی لیکن اِسی کے ساتھ یہ امر یقینی ہے کہ یوروپی شخص کی شرح مزدوری نہ صرف تھوڑی بلکہ بہت کچھ گھٹ جائے گی۔[له]

جو آثار اسوقت مطلع دُنیا پر ظاہر ہورہے ہین اور جن کو ہم باسانی مشاہدہ کرسکتے ہین۔ اُن سے

له مصنف کی ایک کتاب موسومہ سائیکالوجی آف سوشل ازم مین اِس مضمون پر مفصل بحث موجود ہے اور قابل مطالعہ ہے ۱۲

معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب ایک کشمکش عظیم برپا ہونے والی ہے جو نہ صرف ایک دو قوموں کے درمیان ہوگی بلکہ اس مین دو دنیاون کا مقابلہ ہونے والا ہے۔ اور اس کے نتائج بالواسطہ یا بلا واسطہ نہایت اہم ثابت ہون گے۔ ہم دیکھ رہے ہین کہ ہندوستان کا گیہون یورپ مین بہ نسبت خود یورپ کے گیہون کے زیادہ سستا پڑتا ہے۔ فرانس کے کسان اپنی پیداوار سے روز بروز مایوس ہوتے جاتے ہین کیونکہ مشرق کی سستی پیداوار کے مقابلہ مین ان کو نفع نہین ہوتا۔ باوجودیکہ ایسے قانون روزانہ وضع کئے جاتے ہین کہ جس سے ملک کی زراعت وفلاحت کی حفاظت ہوسکے پھر بھی یورپ کے مزارعین اس زراعتی کشمکش سے مایوس و ناامید ہوتے جاتے ہین۔ انگلستان مین بہت مقطعے ایسے ہین جن کیلئے کسان نہین ملتے۔ کیونکہ کسان ان کو ان مقطعون کے مقررہ زرِ لگان پر لینے کے لئے رضامند نہین ہین۔

یہ تو زراعت کا حال ہے لیکن اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب مشرقی اقوام بھی مثل ہمارے اپنی مصنوعات کو ہماری ہی دی ہوئی کلون سے بنانے لگین گے اور ان کی لاگت ہماری لاگت کا بیسوان حصہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اس صنعتی وحرفتی کشمکش مین ابھی یورپ کو اسی قسم کی شکست اٹھانا پڑے گی جیسی کہ زراعت مین۔ ہماری معدنیات مین کام کرنے والا مزدور جو ۵ یا ۶ فرانک روزانہ (قریباً عہ یا سے روزانہ) خرچ کرتا ہے اور جب اس کو صرف ۳ یا ۴ فرانک روزانہ ملنے لگتے ہین تو وہ معاشرتی امن وامان مین خلل انداز ہونے کی دھمکی دیتا ہے جلد یہ دیکھ لیگا کہ کارخانہ دار اپنے لئے ملک چین سے کوئلہ خریدنے لگین گے کیونکہ وہان مزدور ۲/ یا ۴/ روزانہ پر خوشی خوشی کام کرتا ہے اور بازار مین وہ کوئلہ بہ نسبت یورپ کے گران لاگت کے کوئلہ کے سستا پڑیگا۔ ہمارے مزدور جو شرح مزدوری کے اضافہ کے لئے ہڑتال کردیتے ہین تب ان کے ہاتھون کے لئے کام ہی باقی نہ رہے گا۔ کیونکہ مشرق بعید کے سارے کارخانے اس وقت وہین کے کوئلہ کو جو وہین کے ارزان مزدورون کے ذریعے نکالا گیا ہے خریدین گے۔ اس لئے کہ وہ بہ نسبت یورپ کے گران کوئلے کے سستا ہوگا۔ اس ارزانی کی وجہ سے ان کے مال کی مانگ

تمام دُنیا کے بازارون مین ہوگی اور کوئی چیز اُن کی تجارت کے سد راہ ہوگی کیونکہ فاصلے کی مشکل تو باقی ہی نہ رہیگی۔ اور خام و نیز صنعتی پیداوار کا نرخ تمام دُنیا کے بازارون مین کم و بیش برابر ہوگا اور اسی طرح مزدوری کا بھی ایک معین نرخ ہوگا۔ جب انسانون کی دو ایسی جماعتون مین کشمکش کا سامنا ہو جس مین ایک کی ضرورتین تو صرف چند آنہ روزانہ پر محدود ہون اور دوسری کیلئے ۲ چند زیادہ ضرور ہو تو نتیجہ ظاہر ہے کہ یہ آخری جماعت جس کی ضرورتین زیادہ ہین معدوم ہو جائیگی اور یا اُسے پہلی جماعت کی شرح مزدوری کو قبول کرنا ہوگا۔

اِس عالمگیر اقتصادی مساوات کے قایم ہونے مین، جس کے آثار اِس وقت ظاہر ہو رہے ہین اُس ایک بات سے جس کو ہم نے بار بار اِس کتاب مین دکھایا ہے اور بھی آسانی ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مشرقی اقوام کے طبقات یورپ کے اُسی درجہ کے طبقات کے مقابلہ مین بلحاظ ذہن و ذکا کے کسی طرح کم نہین ہین۔ مگر ہم یہ ضرور کہین گے کہ گو یہ عالمگیر اقتصادی یکسانی قایم بھی ہو جائے اور مشرقی اقوام کے طبقات بلحاظ ذہن و ذکا کے اُسی درجے کے مغربی طبقات کے ہم پلہ کیون نہ ہون لیکن اِس سے یورپ مین اُس خاص منتخب اعلیٰ افراد کی جماعت پر کچھ اثر نہ پڑیگا جس کے مقابلہ مین مشرق ابتک ویسے اعلیٰ افراد پیدا نہین کر سکا۔ یہ منتخب جماعت گو ذہنی قوت مین کیسی ہی یکتا کیون نہ ہو مگر تعداد مین کم ہونے کی وجہ سے اُس وقت اُس کثیر جماعت کے لئے کچھ نہ کر سکیگی جن کی قسمت کا فیصلہ اُسوقت مشرقی اقوام کرینگی۔ جس طرح یونان کے منتخب اصحاب فکر او صناع اور فلسفی اپنے ملک کو رومی فتوحات سے نہ بچا سکے اُسی طرح یورپ کے اِن اعلیٰ افراد کی جماعت مغرب کو اِس کشمکش کے نتایج سے نہ بچا سکیگی۔

اِس خوفناک کشمکش مین جس مین یورپ کی قسمت کے لئے خطرہ ظاہر ہو رہا ہے یورپ کی اخلاقی حالت بھی اُس کو بچا نہ سکیگی۔ جیسا کہ سلطنت رومۃ الکبریٰ کے ایام زوال مین رومی اقوام کھیل کود اور عیش و عشرت کی دلدادہ تھین وہی حال ہمارے عمر رسیدہ مغرب کا آج ہے۔ ہمارا دماغی رجحان روز بروز

سخت عرق ریزی اور محنت اور تحقیقات سے جی چرانے لگا ہے اور ہم مقلد و متلون بنتے جاتے ہین جس کی وجہ سے ہماری قوت استقلال ضعیف ہوتی جاتی ہے اور ہم مین عالمگیر طور پر لا اوریت پھیلتی جاتی ہے اور ایمان و یقین کی کمی سے ہمارے قوت ارادہ و عمل مین ضعیف پیدا ہو چلا ہے۔ اور یہی وہ اوصاف ہین جن کے ذریعہ سے اقوام عالم نے سلطنتین قایم کی اور ان کو قایم رکھا۔ خاندان کی الفت۔ بزرگان سلف کا احترام۔ ایمان کی مضبوطی، یہ اوصاف جو مشرق مین نہایت قوی طور پر موجود ہین مغرب مین روز بروز کمزور ہوتے جاتے ہین۔ ان احساس و جذبات کی قدر و قیمت فلسفیانہ پہلو سے خواہ کچھ ہی کیون نہ ہو اس مین شک نہین کہ یہ اقوام کی باہمی بندش کا شیرازہ و بنیاد ہین۔ یہی وہ قوتین ہین جن کے ذریعے سے سخت نازک زمانہ مین کسی قوم کے برگزیدہ نفوس نے اس قوم کو ثابت و قایم و کامیاب رکھا ہے جب یہ جذبات کسی جماعت یا قوم سے جاتے رہتے ہین تو اس جماعت یا قوم کا شیرازہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور پھر وہ محض ایک غول انسانی افراد کا رہ جاتا ہے جس مین ہر ایک اپنا فائدہ علیحدہ ڈھونڈتا ہے اور عام فائدہ پر نظر نہین ہوتی۔

وہ پرانے مذہب جو عرصہ ہوا کہ بنی نوع انسان کی رہبری کرتے تھے۔ اور جن کے ذریعہ سے سلطنتین قایم ہوئین اور چلائی گئین، گو خیالی اور اعتقادی ہی سہی مشرق مین اب تک نہایت مضبوطی سے قایم ہین مگر مغرب مین ان کا اثر روز بروز گھٹتا جا رہا ہے۔ سائنس نے اب تک کوئی ایسا تخیل نہین پیدا کیا جو اس خیالی مذہب اور مردہ خداون کی جانشینی کا درجہ حاصل کر سکے۔ اس وقت ہم محض ایام گذشتہ کی لکیر پر چلے جا رہے ہین جس پر ہمارا مطلق اعتقاد نہین۔ ہماری نگاہ مستقبل پر ہے مگر ہم اس کو مطلق دیکھ نہین سکتے۔

وہ مستقبل تخیل کیا ہوگا جس پر مغرب کی مستقبل جماعتین اپنی بنیاد کو قایم کر سکین گی؟ اس سوال کا جواب اس وقت کچھ نہین دیا جا سکتا۔ اصحاب غور و فکر کے لئے اس سے بڑھکر اب تک کوئی مشکل ضروری

لانحل مسئلہ درپیش نہین ہوا۔ ہماری مستقبل ہستی کا دارومدار اِس مسئلہ کے حل پر ہے۔ یہ مشرقی اقوام جن کو ہم نے عرصہ دراز سے بہت کچھ حقیر سمجھ رکھا ہے اب محض وحشی نہین سمجھی جا سکتین۔ کوشش اور جوشِ شباب کے جو خزانے ہم اب تک میدانِ خیال و عمل کے بڑے مشکل کامون مین لگا چکے ہین وہ ہنوز مشرق کی اِن بڑی اقوام مین خوابیدہ طور پر موجود ہین مگر یہ ہمیشہ خوابیدہ نہین رہین گے۔ اب اِن کی بیداری کا وقت قریب آگیا ہے۔ وہ دن نزدیک ہے جب ہماری مہمات ہماری زبردست فتوحات اور ہماری تحقیقاتون اور ہمارے خیالات کی بدولت یہ مشرقی قومین ہمیشہ کے لئے بیدار ہوکر اپنی ازمنہ متوسطہ کی حالت سے نکل آئین گی اور جیسا کہ زمانہ قدیم مین وحشیون کی ریل پیل نے رومی سلطنت کا اور عربون نے یونانی ولاطینی اقوام کا فیصلہ کر دیا یہ اپنے تازہ جوش اور نئی طاقت اور قوی اُمید و مضبوط ایمان سے ہمارا مقابلہ کرین گی۔ اور اِس وقت تک ہم سے ہمارا قدیم جوش وطاقت رخصت ہوچکا ہوگا۔ جیسا کہ ایام سلف سے ہوتا آیا ہے دُنیا پر وہی لوگ قابض ہون گے جنکے یقین زبردست اور جنکی ضروریات محدود ہین۔ ہماری اولاد اگر اپنا درجہ بنی نوع انسان کی اگلی صف مین قایم رکھنا چاہے گی تو اُن کو ایک زبردست و مشکل مقابلہ کرنا ہوگا ورنہ از روے قانون ارتقا اُن کو مثل سلطنتون۔ قومون اور خداؤن کے فنا کے غار مین ابد الآباد کے لئے غایب ہوجانا پڑے گا۔

بالخیر تمت

(نیو آفسٹ پرنٹرز ۔ دہلی)

LIBRARY

LAL BAHADUR SHASTRI

National Academy of Administration

MUSSOORIE

Accession No.

1. Books are issued for 15 days only but may have to be recalled earlier if urgently required.
2. An over-due charge of 25 Paise per day per volume will be charged.
3. Books may be renewed on request, at the discretion of the Librarian.
4. Periodicals, Rare and Reference books may not be issued and may be consulted only in the Library.
5. Books lost, defaced or injured in any way shall have to be replaced or its double price shall be paid by the borrower.

Help to keep this book fresh, clean & moving